فِی قَصَصِہِم عِبْرَۃٌ لِأُولِی الْأَلْبَابِ

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان میمنت اقتران واوان سعادت توامان این کارنامۂ نادرہ و واقعات غریبہ عشق

تواریخ عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مولفہ
جناب مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری مرحوم

بفرمائش ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین

بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ میں باہتمام کرم بخش چھپی

قیمت فی جلد دو روپیہ (عہ) طبع ۱۰۰۰

ہشت بہشت

یعنی

مجموعہ ملفوظات حضرات خواجگان چشت اہل بہشت

یہ کتاب بہت بڑا مجموعہ ملفوظات حضرات خواجگان چشت اہل بہشت کا بڑی محنت اور تلاش سے بہم پہنچا کر بامحاورہ اُردو ترجمہ کرا کر شائع کیا جاتا ہے۔ اِس مجموعہ میں اکابر بزرگانِ چشت کے ملفوظات نہایت احتیاط سے ترتیب دے کر شائع کیے گئے ہیں۔ اِن ملفوظات کے پڑھنے سے ایک قسم کا نور ایمان حاصل ہوتا ہے اور رُوح باطنی تازگی حاصل کرتا ہے۔ اور دل طالبان حق کا یہی چاہتا ہے کہ اسے پڑھتے رہیں۔ اور ان بزرگانِ دین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اِس میں حضرات بزرگان چشت رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کے حسب ذیل ملفوظات ہیں:۔

(۱) ملفوظات خواجہ خواجگان حضرت عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مرتبہ خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہ۔

(۲) ملفوظات حضرت خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) ملفوظات حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **تصنیف** حضرت بابا فرید گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) ملفوظات حضرت زہد الانبیا سراج الاولیا بابا فرید گنج شکر اجودھنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ **تصنیف** حضرت خواجہ غریب النواز محبوب الٰہی محمد نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) ملفوظات حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ **تصنیف** حضرت بدرالدین اسحاق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) ملفوظات حضرت خواجہ غریب النواز محبوب الٰہی محمد نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ **تصنیف** حضرت طوطی ہند امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۷) ملفوظات حضرت خواجہ غریب النواز محبوب الٰہی محمد نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ **تصنیف** بلبل ہند خواجہ حسن رحمۃ اللہ علیہ

(۸) ملفوظات حضرت سراج الملت والدین خواجہ خواجگان محمد نصیر الدین چراغ دہلوی خلیفہ اعظم حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ **مرتبہ** حضرت حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

اِن آٹھ ملفوظات کے علاوہ اِس کتاب کے اخیر پر اوراد نصیریہ الموسوم بہ دوائے دل بھی شامل کی گئی ہے تاکہ محبان صادق اور طالبان خدا کو ان اوراد کا پتہ ملجاوے جو حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے وظائف میں تھے۔ نہایت عمدہ کتاب طبع کی گئی ہے اور بہت بڑی ضخامت کی کتاب ہے۔ **قیمت** صرف (عہ/۸)

المشتہر

مینیجر کارخانہ آبحیات وصوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب
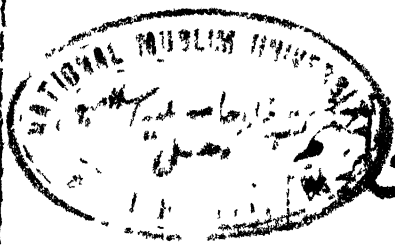
بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمد للہ الذی قال فی سورۃ البقرۃ فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون **ترجمہ** میری طرف سے تمہارے پاس ہادی آوینگے۔ پس جو کوئی میرے ہادیوں کی اطاعت کرے گا نہ تو اُس کو دنیا میں ڈر ہے اور نہ آخرت میں غم ہے۔ والصلوٰۃ والسلام علی اکرم الخلق محمد ن الذی قال لا یزال الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش **ترجمہ** "یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا یہانتک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہونگے۔ اور وہ سب کے سب قوم قریش سے ہونگے"۔ عادت اللہ ہمیشہ سے اِس بات پر جاری ہے کہ جب کسی ملک پر رحمت آلٰہی جوش میں آتی ہے تو واسطے تربیت بنی نوع انسانی اور ہدایت خلق اللہ کے اِسی ملک کے لوگوں میں سے کسی شخص کو پسند کرکے ترجمان اپنے احکامات اور ہدایات کا مقرر فرماتا ہے۔ اور معجزے اور خرق عادات حسب ضرورت اُس قرن کے اُس ہادی کو عنایت کرکے اپنی حجت کو خلق پر قائم کردیتا ہے۔ پس اُس وقت جو سعید ازلی ہوتے ہیں وہ اُس ہادی کی اطاعت اختیار کرکے عقوبت دُنیا اور عذاب آخرت سے اپنی نجات حاصل کرلیتے ہیں۔ اور جو شقی ازلی ہوتے ہیں وہ اُس ہادی سے مقابلہ اور اُس کی تعلیمات سے انکار کرکے دُنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب کے سزاوار ہوجاتے ہیں۔ ایسے ہادیوں من اللہ کے آنے کے وقت جو علوم یا فنون متعلقہ امر معاش یا معاد سب میں اعلیٰ اور افضل سمجھے جاتے ہیں۔ اُن میں علوم اور فنون مسلمہ کی تردید کا آلہ یا کمال انہیں علوم اور فنون کا اسطرح سے اُن کو غیب سے تعلیم کرتا ہے کہ جس میں ظاہری تعلیم کو کچھ دخل نہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت ملک مصر میں ساحروں کا بڑا زور تھا۔ اور اسی علم سحر کو کمال انسانی اور فخر دارین سمجھا جاتا تھا۔ اسی واسطے حضرت موسیٰؑ کو معجزہ عصا اور ید بیضا وغیرہ بلا تعلیم کسی اُستاد ظاہری کے اِس خوبی اور کمال کے ساتھ عنایت کیے تھے کہ بڑے بڑے ساحر اُس کو دیکھ کر بر سر موقع اور عند المقابلہ ایسے پکے مسلمان ہو گئے کہ اپنی جان دینی قبول کرلی مگر دین حق سے نہ پھرے۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو علوم طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا بڑا زور تھا۔ چنانچہ اُس وقت ایک ایسا چشمہ موجود تھا کہ جس بیماری کا مریض اُس میں غسل کرتا فوراً اچھا ہوجاتا تھا۔ اسی لیے اُس حکیم مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انہیں علوم اور حکمت اور شعبدہ بازی مروجہ وقت کے رد کرنے کو ایسے معجزے عنایت کیے تھے کہ آپ مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں اور لاعلاج بیماروں کو بلا استعمال کسی دوا یا رقیہ کے فوراً اچھا کردیتے تھے۔ اور اِن سب سے بڑھ کر یہ تھا کہ ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے مُردوں کو زندہ کردیتے تھے۔ اِن کے بعد جب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو اُس وقت ملک عرب میں فن فصاحت اور شاعری کا بلا کا زور تھا کہ اپنی فصاحت اور بلاغت کے سامنے اہل عرب ساری دُنیا کو گونگا بتلاتے تھے۔ سو

اللہ رب العزت نے حسب صوابدید وقت قرآن مجید کو ایسی فصیح اور بلیغ زبان عرب میں ایک اُمّی کے مُنہ سے خلق اللہ کو
پہونچایا کہ جس کی فصاحت اور بلاغت کے سامنے سارے فصحاء و بلغاء عرب عاجز آگئے - اور باوجود جا بجا قرآن مجید
میں للکارنے کے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ - یعنی ایک سورت ہی مثل اسکے بنالاؤ - ایک آیت بھی مثل
اسکے آجتک کسی سے نہ بنی - گو ہمارے حضرت صلی اللہ پر نبوت ختم ہو چکی ہے - مگر سلسلہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم
بذریعہ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا - پہلے وقتوں میں جو کام نبی کیا کرتے تھے وہ اس امت میں
حسب صوابدید وقت خلیفہ اور مہدی اور امام اور مجدد اور علماء امت انجام دیکر بشارت عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ
بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (یعنی میری امت کے علما مثل انبیاء بنی اسرائیل کے خدمت کو انجام دیا کرینگے) میں داخل ہوتے رہینگے

دیباچہ

یہ سب لوگوں پر ظاہر ہے کہ بارھویں صدی ہجری کے اخیر پر تمامی دُنیا میں عموماً اور ملک ہندوستان میں
خصوصاً اسلام پر بہت ضعف آچکا تھا - توحید جو اصل منبع اسلام کا ہے برائے نام رہ گئی تھی - گور پرستی تعزیہ پرستی اور دیگر
رسومات شرک کا بلا کا زور تھا - بڑے بڑے نامی علماؤں کے گھروں میں صدہا رسومات شرک و بدعت کھلی کھلی ہوا کرتی
تھیں - ہزاروں ہندوؤں کی رسمیں بیاہ شادی اور تجہیز و تکفین وغیرہ میں داخل ہو کر مثل فرض واجب کے ضروری اور
لابدی سمجھی جاتی تھیں - کونسی قبر اور چلہ بزرگوں کا تھا کہ جسکا عرس اور میلا مثل گنگا اور جوالا مکھی وغیرہ کے نہ ہو کر ماننا
کھانا شرک اور گور پرستی نہ ہوتی ہو - بیوؤں کا نکاح ثانی حرام اور کفر اور خلاف شرافت سمجھا جاتا تھا - یہ رسم بد اس
خاندان عالی شاہ عبد العزیز رحمہ صاحب میں بھی گھس گئی تھی - بیوہ بی بی کی صحنک - خود شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے گھر میں
ہوا کرتی تھی - شغل برزخ یعنی تصور تصویر شیخ کا (جو صریح بت پرستی ہے) مراقبہ میں کرنا خاندان عالی شاہ ولی اللہ صاحب
میں بھی جاری تھا - اکثر صوفیوں میں الحاد اور مسئلہ وحدت وجود کا زور ہو گیا تھا - ہر فرد بشر اپنے کو خدا جانتا تھا
فقیری اور درویشی کو شریعت سے علیحدہ سمجھ رکھا تھا - مسئلہ تقدیر پر سرے سرے کا جدال و قتال تھا - کوئی قدریہ کوئی
جبریہ ہو بیٹھا تھا - نذر نیاز غیر اللہ ایک عام طریق حصول مطالب کا سمجھا جاتا تھا - مثل خدا تعالیٰ کے بزرگوں کو غیب دان
اور ہر جگہ حاضر و ناظر جانتے تھے - بہت سے عقاید رفض اور تفضیل خود سنیوں میں آگئے تھے - افتخار بمکارم
آبا و اجداد شریف خاندانوں میں برہمنوں سے بڑھ کر گھس گیا تھا - تقلید شخصی فرض سمجھی جاتی تھی - مسلمانوں میں سے
ہمدردی اور اخوت اسلامی اور میل محبت مفقود ہو چلی تھیں - استماع غنا و مزامیر و اختلاط امارد عمدہ عبادات اور
تزکیہ نفس سے سمجھا جاتا تھا - تہذیب اخلاق کا نام نہ رہا تھا - سنتیں مٹتی چلی جاتی تھیں - بدعتوں کا روز بروز غلبہ تھا
منطق اور فلسفہ پڑھنے والے مولوی عالم کہلاتے تھے - قرآن و حدیث کا چرچا اُٹھ چلا تھا مسلمانان در گور و مسلمانی
در کتاب کا مضمون پورا پورا صادق ہو گیا تھا - صرف مراقبے مشاہدے اور کشف قبور اور توجہ دینے کو اصل کمال
انسانی اور سبیل نجات بلکہ ولایت اور کرامت سمجھے ہوئے تھے - سلوک راہ نبوت جو اصل تعلیم سب پیغمبروں کی تھی اُسکے طریق
مفقود ہو گئے تھے اور اُسکی قدر و منزلت دلوں سے اُٹھ گئی تھی اور بظاہر سارا ملک ہندوستان کفرستان ہوتا جاتا تھا - پشاور
سے لیکر دہلی تک سکھوں کا راج تھا جہاں باواز بلند اذان کہنا اور گاؤکشی جرائم کبیرہ میں داخل تھی - قاتل گائے کو پھانسی
کی سزا ہوتی تھی - اُدھر دکن میں مرہٹوں کا زور و شور تھا - وہ حملے کر کے آگرہ اور دہلی تک آپہنچے تھے - اگر خدانخواستہ
یہی کیفیت اَور دو ایک صدی رہتی تو اسلام اور کفر ایک ہو جاتا - اسلام کا نام بھی باقی نہ رہتا - مگر جب یہاں تک نوبت
گمراہی اور ضلالت کی پہنچ گئی تو برکت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر رحمت الٰہی جوش میں آئی تو واسطے دُور کرنے خرابیوں کے

[1] یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ امور ہمیشہ اس خاندان میں ہی تھیں بلکہ جسقدر ترقی علوم خاندان عالی میں ہوتی گئی یہ بلائیں رفع ہوتی گئیں ۱۲ محمد

تیرھویں صدی کے پہلے ہی دن یعنی یکم محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری مطابق ۱۷۸۶ عیسوی قصبہ اترولی ممالک اودھ میں جناب **سید احمد** صاحب فخرِ خاندان سیادت مجمع ارباب ہدایت مرکز دائرہ سعادت مظہر الفوائد دینی منبع آثار مصطفوی دافع ظلمات کفر ماحی شرک و بدعات سید محمد عرفان کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت حسن مجتبیٰ ابن علی کرم اللہ وجہہ تک بسطح سے پہنچتا ہے۔ حضرت حسن مجتبیٰ سے حسن مثنیٰ اُن سے عبداللہ محض۔ اُن سے ابو محمد صاحب نفس زکیہ۔ اُن سے ابو محمد عبداللہ الاشتر۔ اُن سے محمد الثانی۔ اُن سے حسن الاعور نقیب الجواد۔ اُن سے ابو محمد عبداللہ۔ اُن سے سید قاسم۔ اُن سے سید جعفر اُن سے سید حسین عرف بانی الحسن۔ اُن سے سید حسن۔ اُن سے سید عیسیٰ۔ اُن سے سید یوسف۔ اُن سے سید رشید الدین احمد المدنی۔ اُن سے سید قطب الدین محمد الکرانی۔ اُن سے سید نظام الدین۔ اُن سے سید رکن الدین۔ اُن سے سید صدر الدین۔ اُن سے سید قیام الدین۔ اُن سے سید علی۔ اُن سے سید احمد۔ اُن سے سید زین الدین۔ اُن سے سید صدر الدین۔ اُن سے سید قطب الدین۔ اُن سے سید علاؤ الدین۔ اُن سے سید محمود۔ اُن سے سید احمد۔ اُن سے سید محمد معظم۔ اُن سے سید فضیل۔ اُن سے سید محمد علم اللہ۔ اُن سے سید محمد مہدی۔ اُن سے سید محمد نور۔ اُن سے سید محمد عرفان۔ اُن سے **سید احمد** صاحب ہادی تیرھویں صدی کے یکم محرم الحرام ۱۲۰۱ھ کو پیدا ہوئے۔ مولوی اسحٰق گورکھپوری سے روایت ہے کہ سید صاحب نے فرمایا تھا کہ مجھ کو غیب سے الہام ہوا تھا کہ تیرا نسب نہایت صحیح ہے ؛

حلیہ شریف ۔ بلند قامت۔ رنگ سرخ۔ سفید ریش و بروت سیاہ۔ قوی ہیکل۔ پیوستہ ابرو۔ کشادہ پیشانی۔ دراز بینی۔ خنداں رو۔ نہایت حسین و جمیل خلق مجسم تھے۔ بوجہ حسنی سید ہونے کے آپ اُس حدیث کے مصداق ہوتے ہیں۔ جو مشکوٰۃ شریف میں اسطرح سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے۔ اور قریب ہے کہ اس کی نسل سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ اسکا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا (یعنی احمد یا محمد) اور وہ تمہارے نبی سے خلق میں مشابہ ہوگا یعنی بہت خلیق ہوگا۔ اور وہ گمراہی کو دور کرکے زمین کو ہدایت اور انصاف سے بھر دیگا۔ اس مظہر انوار نبی کے سوانح ایسے عجیب ہیں کہ اسکے مثل کوئی سوانح ناظرین نے نہ دیکھے ہونگے۔ اگر اس بزرگ کو مجدد تیرھویں صدی یا مہدی وسط کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ بقول شاعر ؎ ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی۔ ہوتی اس عصر میں عصمت انہی کے اندر ؛ مگر احتمال ہے کہ نئی روشنی والوں کو ان واقعات سے سخت حیرت ہوگی مگر جبکہ وہ اپنے پیران پیر مسیح کے سوانح سے مقابلہ کرینگے تو مابین ہر دو سوانح کے سرمو تفاوت نہ پائینگے۔ بلکہ وقت موازنہ جان لینگے کہ مسیح اور سید صاحب ایک ہی تا ہراہ کے راہرو اور ایک اُستاد کے شاگرد تھے۔ میں نے اس کتاب کو بزرگ استباز لوگوں کی متعدد تحریروں سے نقل کیا ہے جنہوں نے ان واقعات کو خود دیکھا ہے۔ میرے نزدیک اس کتاب کی کسی روایت میں دروغگوئی یا مبالغہ کو کچھ دخل نہیں ہے۔ گو بعض مورخوں کے بے توجہی سے اکثر واقعات پس و پیش ہو گئے ہیں۔ اس سے مجھے کو بالترتیب لکھنے میں بہت دشواری ہوئی۔ کیونکہ جس قدر کتابیں میں نے اس سوانح کے جمع کرنے کے لیے فراہم کیں اُن میں مورخوں نے بوجہ حسن عقیدت صرف خرق عادات و کرامات کو بلا قید تاریخ بے ترتیب بعبارت رنگین و دقیق جس کا سمجھنا آسان نہیں قلمبند کیا ہے۔ اس سبب سے مطالب کتاب پس و پیش اور بے ٹھکانے تھے جن کے ترتیب دینے اور تحقیقات و صحت کرنے میں عاجز کو دور دور سفر کرنے اور بعض انگریزی کتب سے تاریخ واقعات لینے پڑے اگرچہ باایں ہمہ سعی میں جزم یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ کل مطالب تاریخ وار اپنے اپنے موقع پر قائم ہو گئے۔ مگر اسمیں بھی شبہ نہیں کہ یہ کتاب جامع کل تحریرات سابق اور بنام فہم اور نہایت اصح ہو گئی ہے۔ اور اس قابل ہے کہ ناظرین اِن قصص سے عبرت پکڑیں۔ اور اُس ہادی کا تتبع اختیار کریں۔ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۔ اب اِن سوانح کو سلیس اردو عبارت میں شروع میں نے اِن سوانح کو پانچ حصوں پر منقسم کیا ہے ؛

حصہ اوّل میں سنہ ۱۲۰۱ھ سے سنہ ۱۲۳۰ھ تک سید صاحب کے ایام طفولیت اور درویشانہ زندگی اور فیوض باطنی و ترویج ہدایت

اور سفر حج وبمبئی کا ذکر ہے۔ حصہ دویم اسمیں آپ کی تعلیمات پُرتاثیر کا بیان ہے علاوہ بیان دیگر تعلیمات کے صراط المستقیم
کو سلیس اُردو کرکے بطور لبِ لباب شامل کردیا۔ حصہ سویم اسمیں شروع سنہ ۱۲۴۱ھ سے تا ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۶ھ آپکی سپاہیانہ
اور بہادرانہ زندگی کا بیان ہے جسمیں وہ کل معرکے اور جنگ جو سکھوں اور دیگر منافقوں سے ہوئے شرح وبسط کے ساتھ شامل
کیے گئے۔ حصہ چہارم میں آپ کے خلفاء کی ایک فہرست نام بنام مع کسیقدر سوانح ہر حصہ کے درج کرکے اُسی حصہ کے آخر میں
مولانا اسمٰعیل صاحبؒ شہید اور مولوی سید محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی۔ ان بڑے خلیفوں
کے سوانح بشرح تمام درج کیے گئے۔ حصہ پنجم اسمیں سید صاحب کے مکاتیب ہیں جو انہوں نے رؤسا وخوانین وغیرہ کو لکھے
ہیں (یہ مجموعہ مکاتیب قابل دید ہے) واللہ المستعان وعلیہ التکلان ۔

حالات ایّام طفولیّت سیّد صاحبؒ

حصہ اوّل ۔ صاحب مخزن احمدیہ جو سید صاحبؒ کے بھانجے اور ہمدم اور ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے ہیں لکھتے ہیں کہ جب
آپ کا سن شریف چار سال چار ماہ چار یوم کو پہنچا تو موافق معمول شرفاء ہند کے آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو واسطے
تعلیم کے ایک مکتب میں بٹھلا دیا۔ مگر آپ کو تحصیل علم کی کچھ رغبت نہ تھی۔ اُس کیطرف بالکل توجہ نہ کرتے تھے۔ ہرچند
آپ کا اُستاد اور باپ بھائی آپ کی تحصیل علم کے واسطے کوشش کرتے تھے مگر اُسکا کچھ اثر آپ پر نہ ہوتا تھا۔ آثار امیت
مثل نبی امیؐ کے جو بطور میراث آپ کی جبلت میں امانت تھے روز بروز ظاہر ہونے لگے۔ تین برس تک آپ مکتب میں رہے
مگر سوائے چند سورہ قرآن شریف کے آپ کو کچھ بھی یاد نہ ہوا۔ آخر سید محمد عرفان آپ کے والد بزرگوار نے آپ کا یہ حال
دیکھکر فرمایا کہ اس کی نوشت وخواند کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو وہ رب الارباب جو مناسب اور مستحسن سمجھیگا اسکے واسطے مہیا کردیگا
جب آپ تھوڑے بڑے ہوئے تو آپ کا کھیل بھی یہی ہوتا تھا کہ بستی کے ہمسن لڑکوں کا ایک لشکر اسلام جمع کرکے بطور جہاد آواز
بلند تکبیریں کہتے ہوئے ایک فرضی لشکر کفار پر حملہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ مار اور یہ فتح ہوا ہی صدائیں آپ کے لشکر اطفال
سے بلند ہوتی تھیں۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ چنانچہ مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ خاتمہ صراط المستقیم میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت
ایشاں (یعنی سید احمدؒ صاحب) از بدو فطرت بر کمالاتِ طریق نبوت اجمالاً مجبول بودند و آثار ایں طریق از وجدانِ حلاوت
مناجات لاسیما در نماز وتعظیم شرع شریف ووفور رغبت در اتباع سنت وکمال نفرت از تلوث بدعت ومیلانِ طبعی
بسوئے طاعات وکراہیت جبلیہ از معاصی وسیئات در خردسالی بر ایشاں ظاہر وباہر۔ القصہ آثار طہارت
جبلیہ در جذر طبیعت ایشاں پیدا بود وانوار سعادت ازلیہ بر جبینِ مبارک ایشاں ہویدا بود" ۔
پھر صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ جب آپ سن تمیز کو پہونچے تو خدمت خلایق اور سلوک اور ترحم ضعیفوں اور یتیموں
اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور بچوں سے خواہ وہ شریف ہوں یا رذیل آپ نے کرنا شروع کیا۔ آپ کی یہ کیفیت
خدمتگذاری دیکھکر آپ کے ہمقوم سیدوں کو جو دوسروں سے خدمت کرانے کے عادی تھے سخت حیران ہوتے تھے
بلکہ آپ کو طعن وملامت کرکے اس شیوہ سے منع بھی کرتے تھے۔ لیکن آپ کو اس کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ آپنے
اپنے اوپر یہ فرض کرلیا تھا کہ صبح وشام مسکینوں اور بیوؤں کے گھروں میں جاکر اُن کا حال پوچھتے اور فرماتے
کہ اگر پانی یا لکڑی کی ضرورت ہو تو بے تکلف مجھکو فرماؤ میں اُسکے سرانجام کرنے کو دل وجان سے حاضر ہوں
اہل محلہ وہمسایہ جو آپ کے بزرگوں کے مرید اور معتقد تھے باوجود حاجت کے ایسی خدمات مذیل آپسے کرانے
پر راضی نہ ہوتے تھے۔ بلکہ یہ کہتے تھے کہ ہم آپ کے بزرگوں کے غلامانِ غلام اور خادمانِ خادم ہیں۔ ہم آپکی
خدمت کرنے کو تیار ہیں۔ نہ کہ اُلٹے آپ ہماری خدمت کریں۔ آپ اسکے جواب میں ایک شعر فضائل خدمتگذاری

ضعفا و مساکین و محتاجوں کا اُن پر اسطرح سے بیان کرتے کہ وہ لوگ بے تحاشا زار زار رونے لگجاتے ہیں - اور مجبور آپسے اپنی خدمت کراتے - اپنے ہمسایوں اور عزیزوں کے گھروں میں جاکر جو گھڑا وغیرہ پانی سے خالی پاتے فوراً اُسکو بھر کر لا دیتے - اور جس کسی کو لکڑی کی حاجت ہوتی تو شاداں و فرحاں جنگل کو جاکر گٹھہ لکڑیوں کا اپنے سر پر رکھ کر اُسکے گھر پہونچا دیتے - اور اُلٹا اُس گھر والے سے کہتے کہ یہ خدمت مجھ سے کرا کے تو نے مجھ پر ایسا احسان کیا ہے کہ ساری عمر میں اُسکا ممنون و مشکور رہونگا +

حالات سفر اوّل لکھنؤ

پھر صاحب مخزن لکھتا ہی کہ انہیں ایام میں ہم سات آدمی سادات تکیہ سے کہ انہیں ایک سید صاحب بھی تھے - رائے بریلی سے لکھنؤ کو روانہ ہوئے - ہمارے ساتھ فقط ایک سواری تھی باری باری ہر ایک آدمی اُسپر سوار ہو لیتا تھا - لیکن جب نوبت سواری سید صاحبؒ کی آتی تھی تو آپ ہرگز سوار نہ ہوتے - بلکہ منت سماجت کر کے دوسرے کمزور آدمیوں کو اپنی باری میں سوار کرا دیتے جب آدھی منزل طے ہوگئی تو سب سید بھائی تھک گئے کیونکہ ہر ایک کی پشت پر ایک گٹھہ اُسکے سامان اور اسباب ضروری کا بندھا ہوا تھا اُسوقت سب کی یہ صلاح ٹہیری کہ یہاں سے کوئی مزدور لیکر سارا اسباب اُسکے سر پر رکھ دو مگر عند التلاش وہاں کوئی مزدور نہ ملا اسواسطے سارے سید بھائیوں کو سخت حیرانی تھی - اُسوقت سید صاحبؒ نے سب ساتھیوں سے نہایت عجز و انکساری سے کہا کہ اِس خاکسار کی ایک عرض ہے اگر سب بھائی اُسکے قبول فرمانے کا وعدہ واثق فرمائیں تو میں عرض کروں - تب سبنے پکا عہد کر لیا کہ جو آپ فرماینگے ہم کو بسر و چشم منظور ہوگا - بعد پختہ ہوجانے عہد کے آپ نے فرمایا کہ سب اسباب کو ایک کمبل میں باندھکر میرے سر پر رکھ دو - میں تنہا تمہارا کل اسباب لیچلونگا - تم سب بھائی فراغت سے چلو - چونکہ عہد پکا ہوچکا تھا ناچار سب لوگوں نے سارا اسباب ایک کمبل میں باندھ کر آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا - آپ سب کے آگے آگے نہایت شاداں و فرحاں گٹھہ اسباب کا سر پر رکھے ہوئے چلے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ بھائیو جو احسان تم لوگوں نے آج مجھ پر کیا ہے میں تمام عمر اُسکا مشکور رہونگا - اسیطرح سے گٹھہ اسباب کا اُٹھائے اور شکر کرتے ہوئے باقی تین منزل راہ طے کر کے داخل شہر لکھنؤ ہوئے +

لکھنؤ میں پہونچکر سب ساتھی تلاش روزگار میں اِدھر اُدھر پھرنے لگے لیکن روزگار کہاں جو کچھ تھوڑا تھوڑا خرچ اُنکے پاس موجود تھا وہ بھی تمام ہوگیا - اب ان بیچاروں کو دو مشکل درپیش ہوئیں ایک تلاش روزگار دوسرے تنگی خرچ روزمرہ کی سوائے سید صاحبؒ کے ہر متنفس سخت حیران اور پریشان تھا - بعض آدمی ایک دو جزو کتاب مثل کریما خالق باری کے لکھکر شام کو بازار میں فروخت کراتے - اور بعض آدمی ایک دو ٹوپی سی کر بیچڈالتے - مگر باایںہمہ بھی اُن کو سخت تنگی خرچ روزمرہ کی تھی لیکن سید صاحبؒ کیواسطے ایک امیر محب سادات کی سرکار سے دونوں وقت کا کھانا مقرر ہوگیا تھا - جہاں سے دونوں وقت گوشت پلاؤ وغیرہ عمدہ عمدہ کھانے آپ کے واسطے آجاتے مگر آپ کے ساتھیوں کا کھانا سوائے نان و نمک یا دال روٹی کے اور کچھ نہ ہوتا تھا - مگر آپ اپنا عمدہ کھانا اپنے ساتھیوں کے دسترخوان پر رکھ کر اُنکی دال روٹی سے تھوڑا بہت نوش جان فرمالیتے - اور اپنا عمدہ کھانا باصرار تمام ہمیشہ دونوں وقت ساتھیوں کو کھلادیتے - بلکہ بارہا ایسا اتفاق بھی ہوتا کہ ساتھیوں پر نوبت فاقہ پہونچ جاتی مگر اُسدن کچھ عذر سوء ہضمی وغیرہ کر کے بجائے اُنکے آپ فاقہ کھینچتے اور اپنا کھانا ساتھیوں کو کھلادیتے - چار مہینے اسیطرح پر گذر گئے - بعد چار مہینے کے اُس امیر محب سادات کو جسکے یہاں سید صاحبؒ کا کھانا مقرر تھا سرکار لکھنؤ سے ایک سو سوار بھرتی کرنیکی اجازت ہوئی - مگر اس خبر کو سنکر قریب ایکہزار سوار امیدوار نوکری کے حاضر ہوگئے - تب اُس امیر نے ہر دس امیدواروں میں سے ایک آدمی کو نوکر رکھ لیا - اور دو اسامیاں خالی

سید صاحبؒ کے حوالہ کردیں لیکن سید صاحب نے اپنے بھائی بندوں کو فضل الٰہی کا امیدوار کرکے وہ دونوں اسامیان غریب ودراجنبی اور غریب لوگوں کو محض لوجہ اللہ عنایت کردیں ؛

حالات سفر اوّل بجانب دہلی

اس عرصہ میں والی لکھنؤ بغرض سیر و شکار جانب کوہستان روانہ ہوا۔ اور وہ امیر بھی جنکے ہاں سید صاحب مہمان تھے ہمراہ رکاب والی لکھنؤ کے اِس سفر میں شریک ہوئے۔ سید صاحبؒ بھی مع اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہولیے لیکن مثل خروج از وطن اِس سفر میں بھی آپ سب ساتھیوں کا اسباب ایک کمبل میں باندھ کر شادان و فرحان ہمیشہ رفیقوں کے ساتھ چلا کرتے تھے۔ اُس سخت موسم سرما میں قریب تین ماہ تک یہ سفر رہا۔ اِس سفر میں سید صاحبؒ وعظ اور نصیحت واسطے ترک دنیا ناپائدار کے ہرایک ساتھی کو سنایا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ بجائے تلاش دنیا دلفریب کے تم لوگ دہلی جاکر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے دین حاصل کرو۔ جب آپ نے دیکھا کہ ساتھیوں پر کچھ اثر آپ کے وعظ اور نصیحت کا نہیں ہوتا تو ایک روز چپ چاپ تن تنہا محمدی کے جنگل میں سے آپ دہلی کی جانب روانہ ہوگئے۔ جب شام کو آپ تشریف نہ لائے تو آپکے ساتھیوں کو گمان ہوا کہ شاید کوئی شیر یا بھیڑیا یا ہاتھی (کہ وہ جنگل ایسے درندوں سے بھرا ہوا ہے) آپ کو راہ میں سے کھا گیا۔ بوجہ ایسے خیالوں کے آپ کے ساتھیوں کو تین روز تک بہت رنج و الم دامنگیر رہا۔ چوتھے روز ایک شخص جانب قصبہ محمدی سے اُس لشکر میں آیا اُس کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک شخص ایسی صورت اور شکل کا اُسکو راہ میں ملا تھا۔ اور ایک گٹھڑا اسباب سے بھرا ہوا اُسکے سر پر تھا اور ایک سپاہی اُسکے ساتھ چلا جاتا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں نے حمال کو بصورت شرفا دیکھ کر اُس سپاہی سے اسکا سبب پوچھا تو اُس سپاہی نے حسب شرح ذیل ایک عجیب ماجرا بیان کیا کہ جب میں اپنے مکان سے یہ اسباب کا گٹھڑا لیکر روانہ ہونے کو تھا تو اتفاق سے اسوقت ایک نہایت ضعیف اور کمزور مزدور واسطے اُٹھانے اس گٹھڑے کے مجھکو ملا گو اُس مزدور میں بوجہ کمزوری کے طاقت اُٹھانے اُس گٹھڑے کی نہ تھی مگر محض بطمع حصول چند آنوں کے وہ یہ گٹھڑا اُٹھاکر میرے ساتھ ہولیا اور گرتا پڑتا بصد دشواری میرے ساتھ ساتھ چلا آتا تھا۔ راہ میں یہ جوان ہمسے ملگیا اور اُس مزدور کو پریشان حال دیکھ کر اُس کے آنسو بھر آئے۔ اور میری طرف مخاطب ہوکر مجھ سے کہنے لگا کہ تو نے ایسے کمزور اور ضعیف آدمی کو ظلم اور تعدی سے کیوں پکڑا ہے۔ تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ میں نے کہا کہ میں نے اسکو ظلم اور تعدی سے ہرگز نہیں پکڑا بلکہ وہ اپنی خوشی سے مزدوری لیکر میرے ساتھ آیا ہے۔ تب اُس جوان نے مزدور سے یہ حال دریافت کیا اُس نے کہا کہ میں دو روز سے بھوکا تھا۔ پیٹ بھرنے کی طمع سے میں نے یہ سخت کام بخوشی خود اپنے اوپر لیا ہے سپاہی کا اسمیں کچھ قصور نہیں ہے۔ تب اُس جوان نے مجھ سے کہا کہ جو کچھ اسکی مزدوری باقی ہو ابھی اسکو دیکر رخصت کردو ورنہ سخت مواخذہ الٰہی میں گرفتار ہوگے۔ میں نے اُسی وقت جو چند پیسے اُسکے باقی تھے اُس جوان کے ہاتھ پر رکھدیے اُس نے وہ پیسے مزدور کے حوالہ کرکے بصد منت و زاری مجھ سے کہا کہ اِس مزدور کو رخصت دے اور یہ گٹھڑا اسباب کا میرے سر پر رکھدے میں بعوض اِس مزدور کے اِس گٹھڑے کو تیرے مکان تک پہنچاؤنگا۔ میں نے اِس کی شکل شریفوں کی سی دیکھ کر بہت عذر کیا کہ میں آپ کے سر پر یہ بوجھ نہ رکھونگا مگر اُس جوان نے بمنت و زاری مجھ کو اِس بات پر مجبور کردیا کہ میں نے اُس مزدور کو رخصت دیکر طوعاً و کرہاً یہ گٹھڑا اِس بزرگ کے سر پر رکھ دیا۔ یہ جوان وہ گٹھڑا اپنے سر پر اُٹھاکر شادان و فرحان ساری راہ میرا شکر اور احسان ادا کرتا ہوا میرے ساتھ چلا آیا۔ فقط آپ کے ساتھیوں کو اسطرح سے آپ کی خیر و عافیت معلوم ہوکر قدرے تسلی ہوگئی۔ جب آپ گٹھڑا اسباب کا پہنچاکر جانب دہلی روانہ ہوئے تو اسوقت آپ کے پاس صرف تین پیسے موجود تھے اور دہلی اُس جگہ سے چودہ پندرہ منزل تھی۔ آپ نے ایک منزل چلکر ایک پیسے کے ستو اور گڑ خرید کیا اور کھولکر

پینا چاہتے تھے اُسوقت ایک مسکین نے صدا کی کہ میں چار روز سے بھوکا ہوں۔ سید صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ صدا سُن کر میرے
نفس نے یہ صلاح دی کہ جھٹ پٹ سارے ستو پیکر سایل کو خشک جواب دے دو مگر اُسوقت غیب سے یہ بات میرے دل پر
ملہم ہوئی کہ میں ڈیڑھ روز کا بھوکا ہوں۔ اور وہ سائل چار روز کا بھوکا ہے۔ اُس کا حق مجھ سے زیادہ ہے۔ میں نے
اُسی وقت کل ستو اُس کے حوالے کر دیے۔ اور آپ غذائے ملکوتی تہلیل و تسبیح سے رات بھر سیر ہو کر فجر کو آگے روانہ ہوئے
دوسری منزل پر آپ نے پھر ایک پیسے کے ستو اور گڑ خرید کر نوش جان فرمائے۔ اُس کے بعد دو تین روز تک آپ نے
کچھ نہیں کھایا۔ پانچویں منزل پر آپ ایک مسجد میں جا کر مقیم ہوئے۔ وہاں ایک شخص نے جو آپ کے والد کے
مریدوں میں سے تھا آپ کو پہچان لیا اور آپ کو اپنے گھر لے گیا۔ آپ کے پاؤں سے خون جاری تھا۔ اُس شخص نے
آپ کو غسل دلا کر پاؤں میں مہندی اور ببول کے پتوں کا لیپ کر دیا۔ بعد چند روز کے جب آپ کے آبلے اچھے ہوگئے
اُس شخص نے آپ کو سوار کر کے اور خود ہمرکاب ہو کے دہلی پہونچا دیا۔ دہلی پہونچکر آپ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ صاحب
سے جا کر ملاقی ہوئے۔ حضرت ممدوح نے بعد مصافحہ اور معانقہ کے آپ کو اپنے پہلو میں بٹھلا کر آپ سے دریافت کیا کہ
آپ کہاں سے تشریف لائے۔ آپ نے عرض کیا کہ رائے بریلی سے۔ پھر مولانا نے پوچھا کہ آپ کس قوم سے ہیں۔
آپ نے عرض کیا کہ سادات تکیہ سے منسوب ہوں۔ پھر مولانا نے استفسار فرمایا کہ سید ابوسعید اور سید ابوالنعمان سے
بھی واقف ہو آپ نے کہا کہ سید ابوسعید میرے نانا اور سید ابوالنعمان میرے حقیقی چچا تھے۔ یہ بات سُنکر مولانا نے
دوبارہ معانقہ اور مصافحہ کیا اور پوچھا کہ کس ارادہ سے یہ سختی سفر دور و دراز کی اُٹھائی ہے۔ اس پر آپنے کہا کہ آپ کی
ذاتِ مقدس کو غنیمت جان کر واسطے طلب باریتعالی جلشانہ کے یہانتک آیا ہوں۔ تب مولانا رح نے فرمایا کہ آپ کے
خاندانِ مقدس میں تو منصب ولایت موروثی ہے۔ دو ایک پشت کے بعد ضرور اُس خاندان میں مادر زاد ولی پیدا
ہوتا ہے۔ اگر فضل الٰہی شامل حال ہے تو آپ بھی بطور وارث اپنے آباؤ اجداد کے اپنے مقصد کو پہنچ جاؤ گے۔ اُسکے
بعد آپ نے ایک خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو اکبرآبادی مسجد میں میرے بھائی عبدالقادرؒ کے پاس پہونچا دو
اُن کے ہاتھ میں اِن کا ہاتھ دے کر میری طرف سے کہنا کہ اِس مہمان عزیز کو غنیمت جانکر حتی الامکان ان کی خدمت
سے قصور نہ کرنا۔ اور اِن کا مفصل حال بروقت ملاقات کے میں تم سے خود بیان کرونگا۔ اُس روز سے سید صاحب رح
مسجد اکبرآبادی میں بمصاحبت مولوی عبدالقادرؒ صاحب کے رہنے لگے۔ چونکہ اِس جگہ سے سید صاحب کے سوانح عمری
میں اکثر معاملات باطنی جن کو خرقِ عادات یا کرامات کہتے ہیں بیان ہونگے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس وقت سے سید صاحبؒ
یا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے صحبت یافتہ لوگ اِس دار فانی سے کوچ کر گئے اُسوقت سے فرقہ موحدین ہند میں کوئی
شخص موصوف اُن اوصاف باطنی کا نہیں رہا۔ اور یہ ایک قاعدہ کلیہ انسانوں کا ہے کہ جب کسی شخص کا ادراک اور
فہم کسی اعلیٰ اور افضل امر کو نہیں پہونچتا تو ضرور وہ اُس امر کے وجود سے قطعی انکار کر دیتا ہے۔ اِس سبب سے بعض
کم علم موحدین فیوض باطنی اور کراماتی واقعات کے منکر ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ضرور اُن کے پیشوا ار فرقہ مولانا محمد اسمٰعیل رح
شہید صراط المستقیم میں لکھتے ہیں کہ شریعت کو ظاہر اور باطن دونوں چیز یا ہیں سو دل کا تعلق اور محبت ساتھ
باری تعالیٰ کے پیدا کرنا اسکو باطن شریعت کہتے ہیں۔ اور اسی تعلق کا نام صوفیوں کے نزدیک نسبت ہے۔ اور شریعت
کے حکموں پر چلنا اور ممنوعات شرعی سے بچنا اس کا نام ظاہر شریعت ہے۔ اور اِن افعال ظاہری اور اُن تعلقات
قلبی کو آپس میں ایک بہت باریک میل اور علاقہ ہے۔ پس جس شخص کا ظاہر اور باطن دونوں علاقوں پر عمل ہو تو اُسکی
عبادت سراسر مغز بے پوست ہے اور اُسکا احوال اُس کے افعال سے ملکر شیر و شکر ہو جاتا ہے۔ مگر جو شخص فقط ظاہری
افعال شریعت پر تمسک کرتا ہو۔ اور وہ تعلق دلی اور محبت قلبی اُسکے اندر پیدا نہیں ہوئی تو عبادت اُسکی خالی پوست بے مغز ہے

اور ذیل ثمرات حبِ ایمانی کے مولانا شہید رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ اِس فرقہ سے اہل خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہیں اور جب یہ بزرگ بعد انکشاف مغفولہ کے لیے دُعا کرتے ہیں تو ہمیشہ اُن کی دُعا تیر بہدف ہوتی ہے۔ اور یہ بزرگ رضا اور غیر رضا حق کے اپنے نور جبلی سے خود معلوم کر لیتے ہیں۔ اور طریق اُن کے اخذ کا ایک شعبہ شعبۂ وحی سے ہو کہ اُسکو وحی باطنی کہتے ہیں"۔ اب میں خاصکر اُن لوگوں کو اُن کی غلطیوں پر متنبہ کرنے کے بعد واقعات باطنی سید صاحب کے بیان کرتا ہوں۔ آپ نے واسطے سمجھنے معنی قرآن و حدیث کے کچھ صرف و نحو سیکھنا چاہا اور مصباح تک آپ نے دیکھا تھا کہ ایک رات جب آپ اُس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے تو ایک حرف بھی اُسکا نظر نہ آتا تھا صرف سیاہ صفحے کتاب کے دکھائی دیتے تھے تب آپ نے گمان کیا کہ کوئی عارضہ ضعف بصر کا پیدا ہو گیا ہے۔ پھر کو جب یہ ساری کیفیت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے سید صاحبؒ سے پوچھا کہ فقط کتاب ہی ایسی نظر آتی ہے۔ یا سب چیزیں ایسی ہی معلوم ہوتی ہیں تو آپ نے کہا کہ فقط کتاب ہی کا یہ حال ہے اور سب چیزیں برابر جوں کی توں نظر آتی ہیں۔ تب مولانا رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ کتاب کو رکھ دو خداوند تعالیٰ نے تم کو دوسرے کام کے واسطے پیدا کیا ہے۔ اب تم کو لکھنا پڑھنا ضرور نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ خود بخود بلا تعلیم کسی ظاہری معلم کے آپ کو سب علوم اور حکمت سکھلا دیوے گا۔ اُردو ترجمہ قرآن مجید کا سب سے پہلے آپ نے سیکھا اور بمونہ دکھلا کر وہ طوطے کی طرح کا پڑھنا قرآن مجید کا جیسے کہ ہندوستان میں دستور ہے آپ نے چھوڑنا چاہا +

حالات بعیت بر دستِ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ

اس کے بعد آپ نے طریقہ نقشبندیہ میں مولانا صاحبؒ کے ہاتھ پر بعیت کرنا چاہا تو اُسوقت مولانا ممدوح نے فرمایا کہ اگرچہ اِس صاحب باطن کو واسطے اختیار کرنے طریق رشد اور ہدایت کے وسیلہ کی احتیاج نہیں ہے مگر اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے واسطے ایک سبب بھی ضروری ہے۔ پس فقط واسطے رفع حجت اہل ظاہر کے بعیت لے لیتا ہوں ۱۲۲۲ھ ہجری میں کہ اس وقت آپ کی عمر پورے بائیس۲۲ سال کی تھی یہ بعیت آپ کو نصیب ہوئی۔ بعیت لینے کے بعد مولانا صاحبؒ نے پہلے دن آپ کو لطیفۂ قلب کی تعلیم فرمائی۔ دوسرے دن باقی پانچوں لطیفے آپ پر کھل گئے۔ تیسرے دن سلطان الذکر کی منزل کو آپ طے کر گئے۔ چوتھے جلسہ میں نفی اور اثبات باحسن وجوہ آپ کو حاصل ہو گیا۔ چھٹے جلسہ میں طریقہ یادداشت آپ نے سیکھ لیا +

تعلیم شغل برزخ

اِس کے بعد شغل برزخ کہ جسمیں تصورِ شیخ کا مراقبہ کرتے ہیں آپ کو تعلیم کرنا چاہا۔ اُسوقت سید صاحبؒ نے بہت ادب اور عاجزی سے مولانا رحمۃ اللہ سے عرض کیا کہ اِس شغل میں اور بُت پرستی میں کیا فرق ہے۔ اُسمیں صورت سنگی یا قرطاسی ہوتی ہے اور اس میں صورت خیالی جو تہِ دل میں جگہ پکڑتی ہے تعظیم کی جاتی یا پوجی جاتی ہے۔ تب مولانا رحمۃ اللہ نے یہ بیت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ کی پڑھی ؎ بمے سجادہ رنگین کن گرت پیرِ مغاں گوید۔ کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا +
تب سید صاحبؒ نے عرض کیا کہ حضور حاکم ہیں۔ اگر فرمائیں۔ جو گناہ کبیرہ ہے کیجیئے تو اس کی تعلیم کو بھی حاضر ہوں مگر یہ عمل تصور تصویر شیخ کا خصوصاً غیبت شیخ میں اور توجہ اور استعانت چاہنا اُس تصویر سے جو بعینہ بُت پرستی اور شرک صریح ہے مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ اگر اسکے جواز کے واسطے کوئی سند قرآن و حدیث یا اجماع اُمت کی موجود ہو تو بھی مضائقہ نہیں ہے بعد سُننے اور سمجھنے اِس ساری تقریر کے مولانا صاحب نے سید صاحب کو اپنی بغل میں پکڑ کر اور آپ کے رخسارہ اور پیشانی کو

یوسف یکر فرمایا کہ اے فرزند ارجمند حضرت حق تعالی نے محض اپنے فضل اور انعام سے ولایتِ اولیا اور ولایت انبیا کی جو افضل ولایتوں کی ہے تم کو عطا کی۔ اسوقت سید صاحب نے مولانا ممدوح سے عرض کیا کہ ولایت اولیا اور ولایت انبیا میں فرق کیا ہے۔

تفصیل ولایت اولیا و ولایت انبیا

اُس وقت مولانا نے فرمایا کہ ولایت اسکا نام ہو کہ خداوند تعالی اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو اپنے تقرب کے واسطے برگزیدہ کر لیتا ہے۔ اور نشان برگزیدگی کا یہ ہے کہ محبت باری تعالی کی اُس شخص کے قلب میں قائم ہو جاتی ہے۔ اُسوقت دنیا اور ما فیہا سے وہ شخص بے رغبت اور بیزار ہو جاتا ہے۔ محبت جاہ و مال و اولاد کی اصلاً اور مطلقاً اُس کے دل سے محو ہو جاتی ہے۔ اُس کا نفس اور قلب اور سب اعضاء جویائے قربتِ الٰہی اور متلاشی مرضیات باریتعالی کے ہو کر اُسمیں منہمک اور مشغول ہو جاتے ہیں۔ کہ عوام الناس ایسے لوگوں کو مجنون اور دیوانہ سمجھنے لگتے ہیں۔ پس صاحب ولایت ولی کا قیام اور صیام اور کثرت نوافل اور خدمت خلایق کے ذریعہ سے مجاہدہ نفس میں مشغول ہو کر اور گوشہ گزینی کو محبوب اور مرغوب رکھتا ہے۔ اور مجرمین اور فاسقین سے کچھ تعرض نہیں کرتا۔ اور ایسے اعمال کو اصطلاح صوفیوں میں قرب النوافل کہتے ہیں۔ اور اصحاب ولایت نبی کے قلب میں اسقدر محبت الٰہی قائم ہوتی ہے کہ ایثار (جیسے کہ آیۂ کریمہ میں حکم ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یعنی دوسرے لوگوں کو خدا کی رضامندی کے واسطے فائدہ پہنچانے کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اگرچہ اُن کو ہزار تنگی اور تکلیف کیوں نہ ہو) اُن کے ہر قول اور فعل میں داخل ہو جاتا ہے اور بوجہ غلبۂ ایثار تمامی رذائل اور ظلمات کدورات نفسانی و جسمانی ایسے لوگوں سے زائل ہو کر خصائل حمیدہ و سجایائے پسندیدہ سے وہ متصف ہو جاتے ہیں۔ اور اُنکی تمام ہمت ہدایتِ خلق و نصائح مجرمین و اجرائے اقامت فرائض الٰہی و احیاء سنن انبیاء و المرسلین میں منہمک اور مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور جہادِ بالکفار و تادیب اشرار و تعذیر گنہگاران کا شعار ہو جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کی مجلسوں میں یہ لوگ جا کر وعظ اور نصیحت اور خیر خواہی کرنا اپنا اصل کام سمجھتے ہیں۔ اور اسکی کچھ پروا نہیں کرتے کہ کوئی اُنکے وعظ اور نصیحت کو سُنے یا نہ سُنے۔ اس کیفیت اور مرتبہ کو اصطلاح صوفیوں میں قرب الفرائض کہتے ہیں ایسے بزرگوں کا عمل قرآن و حدیث و نصوص صریح پر ہوتا ہے۔ اور یہ مرتبہ جملہ مراتب ولایت سے افضل اور اعلیٰ ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ۔ بعد ختم کرنے اس کلام کے مولانا نے سید صاحب سے فرمایا آپ اپنے مسکن کو تشریف لے جا کر ان اشغال کو بعد ادائے نماز پنجگانہ کے کیا کیجیے۔ اور خصوصاً بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح اور تہلیل اور مشق نفی و اثبات اور توجہ قلب و روح بعالم قدس رکھ کر مناجات و الحاح و تضرع بجناب الٰہی کثرت سے کرتے رہیئے۔ اور حتی الامکان ان کو کبھی ناغہ نہ کیجیے۔ اور اپنے کو بہمہ جہت ذات باریتعالی کے سپرد کر کے اسکے فضل اور کرم کے اُمیدوار ہو جایئے۔ سید صاحب نے حسب فرمودۂ مولانا کے اشغال اور تسبیح و تہلیل وغیرہ میں ہمہ تن اپنے کو مشغول کر دیا۔ اسی اثنا میں اکیسویں شب ماہ مبارک رمضان کی آگئی۔ اُسی روز سید صاحب نے مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ اس عشرہ کی کونسی رات میں شب [illegible] کر کے جویائے شب قدر کا ہونا چاہیے تب مولانا نے تبسم کر کے فرمایا کہ اے فرزند دلبند جسطرح پر کہ تمہیں معمول شب بیداری کا ہمیشہ سے ہے اسیطرح سے ان راتوں میں بھی معمول شب بیداری کا رکھو۔ صرف شب بیداری سے کیا ہاتھ لگتا ہے۔ دیکھو چوکیدار اور سپاہیان ساری رات جاگتے رہتے ہیں مگر اس دولت سے ہمیشہ بے نصیب اور محروم رہتے ہیں۔ اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل ہے تو بوقت ظہور آثار شب قدر کے اگر تم سوتے بھی ہو گے تو خداوند تعالی تم کو خود بخود جگا کر

شریک اُن برکات کا کردیگا۔ سید صاحب بعد سُننے اِس کلام کے رخصت ہوکر اپنی جائے سکونت کو چلے آتے۔ اور حسب عادت قدیم خود رات کو اُٹھا کرتے تھے۔ مگر ستائیسویں رات کو آپنے چاہا کہ ساری رات جاگتا رہوں اور بعد ادائے نماز عشاء کے نوافل اور مراقبہ میں مشغول رہ کر صبح کردوں۔ لیکن اُس رات کو بعد ادائے نماز عشاء کے ایسی نیند آپ پر غالب ہوئی کہ سوائے دو چار رکعات نفل کے آپ اور کچھ نہ پڑھ سکے اور مجبور سو گئے۔

زیارت حسبی رسول مقبولؐ و حضرت ابوبکر صدیقؓ

جب تہائی رات باقی رہگئی تو اُسوقت دو آدمیوں نے آکر اور آپکا ہاتھ پکڑ کر جگادیا۔ آپنے خواب ہی میں دیکھا کہ آپکے داہنے طرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ اور آپکو فرماتے ہیں کہ اے احمد جلد اُٹھ اور غسل کر۔ سید صاحب اِن دونوں بزرگوں کو دیکھ کر نہایت شرم کے ساتھ دوڑے ہوئے حوض مسجد کیطرف چلے گئے۔ اور باوجودیکہ بوجہ سرما کے حوض کا پانی اُسوقت یخ ہو رہا تھا۔ مگر اُسی سرد پانی سے آپ غسل کرنے لگ گئے اور اثنائے غسل میں حضرتؐ کو اور حضرت ابوبکرؓ کو اُسی جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھ رہے تھے۔ آپ بہت جلدی سے غسل سے فارغ ہوکر اِن حضرات کے حضور میں حاضر ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے فرزند آج شب قدر ہے تو یاد الٰہی میں مشغول ہوجا۔ اور دُعا اور مناجات کرتا رہ۔ اِس ارشاد اور تلقین کے بعد دونوں حضرت تشریف لے گئے۔ صاحب مخزن لکھتے ہیں کہ سید صاحبؒ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اِس رات میں بفضل الٰہی واردات عجیب اور واقعات غریب میرے دیکھنے میں آئے کہ تمامی درخت اور پتھر وغیرہ اشیاء دُنیا کی سجدے میں سر رکھے ہوئے تحمید اور تہلیل و تسبیح میں مصروف تھے۔ مگر طرفہ یہ کہ اِن ظاہری آنکھوں سے ہر ایک چیز اپنی اپنی جگہ پر کھڑی معلوم ہوتی تھی۔ مگر چشم قلب سے سجدے میں پڑی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ اُسوقت میں بھی سجدے میں سر رکھ کر شکر الٰہی بجالایا اور دُعا اور مناجات مناسب وقت کرنا شروع کیا۔ اُسوقت فارغی اور استغراق کامل مجھے حاصل ہوا۔ اور اُسی حالت میں صبح تک سجدے میں پڑا رہا۔ یہانتک کہ مؤذن نے اذان دی تب مجھ کو ہوش آیا۔ اور وضو کرکے جماعت میں شریک ہوگیا۔ اور جب بعد ادائے اشراق بخدمت مولانا صاحب کے حاضر ہوکر سلام علیک کہا تو بہت مسرور اور محظوظ ہوکر آپنے فرمایا کہ باری تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کی شب تم اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ پس اُس روز کے بعد سے آناً فاناً آثار ترقیات و علو درجات و معاملات عجیب و واردات غریب آپ پر ظاہر ہونے لگیں۔

رؤیا حقہ کھلانے خرما رسول مقبولؐ کا و دینے غسل حضرت علیؓ کا اور باریتعالیٰ کو رؤیا میں دیکھنا

اِس معاملۂ عجیبہ کے بعد صاحب مخزن بحوالہ صراط المستقیم لکھتا ہے کہ ایک شب رؤیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چھوارے اپنے دست مبارک سے سید صاحب کے مُنہ میں ایک دوسرے کے بعد رکھ کر بہت پیار اور محبت سے کھلائے اور جب آپ بیدار ہوئے تو شیرینی اُن چھواروں کی آپ کے ظاہر اور باطن سے ہویدا تھی۔ اِسکے بعد ایکدن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو سید صاحب نے خواب میں دیکھا۔ اِس رات کو حضرت علیؓ نے اپنے دست مبارک سے آپ کو نہلایا۔ اور حضرت فاطمہؓ نے ایک لباس اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنایا بعد اِن وقوعات کے کمالات طریقۂ نبوت کے نہایت آب و تاب کے ساتھ آپ پر جلوہ گر ہونے لگے۔ اور وہ عنایت ازلی جو مکنون اور محجوب تھی ظاہر ہوگئی۔ اور تربیت یزدانی بلا واسطہ کسی کے متکفل حال آپ کے ہوگئی۔ انتہات

عجیب غریب معاملات آپ پر ظاہر ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ایکدن ایک روز واقعہ میں اللہ رب العزت نے اپنے دست قدرت خاص سے سید صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ایک چیز امور قدسیہ سے جو نہایت رفیع اور بدیع تھی آپ کے سامنے رکھکر فرمایا کہ مجھکو یہ چیز اب عنایت ہوئی ہے اور اسکے سوا اور بہت سی چیزیں تجھکو عطا فرماوینگے۔ انہیں ایام میں ایک شخص نے سید صاحب سے درخواست بیعت کرنیکی کی تھی مگر اُن ایام میں سید صاحب علی العموم ہر کسی کی بیعت نہ لیتے تھے۔ اسواسطے اُس شخص کی درخواست کو بھی منظور نہ فرمایا۔ تب وہ شخص نہایت عجز اور انکسار کو عرض کرنے لگا اُسوقت آپنے فرمایا کہ دو ایک روز اور توقف کرو۔ بعد اسکے جو مناسب وقت ہوگا کیا جاویگا اُسکے بعد سید صاحب نے برائے استفسار اور طلب اذن اخذ بیعت کے جناب باری میں اسطرح سے التجا کی کہ ایک بندہ تیرے بندوں میں سے مجھ سے بیعت کرنا چاہتا ہے اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے۔ اور اس دنیا میں جو کوئی کسی کی دستگیری کرتا ہے تو پاس دستگیری کا ہمیشہ رکھتا ہے۔ اور تیرے اوصاف کو مخلوق کے اوصاف سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔ پس اُس معاملہ اخذ بیعت میں تیری کیا مرضی ہے۔ جناب باری سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا گو وہ لاکھوں ہوں میں ہر ایک کو کفایت کرونگا۔ بعد وقوع اِن معاملات مذکورہ بالا کے سلوک راہ نبوت کا باحسن الوجوہ آپ کو حاصل ہوگیا۔

متوجہ ہونا ارواح حضرت غوث الثقلین و حضرت خواجہ بہاؤ الدین رضی اللہ عنہما کا

اس کے بعد ایک روز ارواح مقدس جناب غوث الثقلین سید عبد القادر گیلانی رض و حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند متوجہ حال سید صاحب کے ہوئیں۔ اور قریب ایک ماہ تک کسی قدر تنازعہ اِن دونوں رُوحوں کے درمیان رہا ہر ایک روح اِن دونوں رُوحوں میں سے سید صاحب کو اپنی طرف جذب کرنا چاہتی تھی۔ آخر بعد انقضائے ایام تنازعہ کے دونوں روحوں کی بالاشتراک جذب کرنے پر صلح ہوگئی۔ تب دونوں ارواح مقدس نے بالاشتراک آپ پر جلوہ گر ہوکر ایک پہر تک بنفس نفیس خود توجہ قوی اور تاثیر زور آور فرمائی۔ کہ اُس ایک پہر میں نسبت اِن دونوں خاندانوں کی آپ کو حاصل ہوگئی +

ملاقات ہونا ارواح حضرت خواجہ صاحب رح

اِس کے بعد ایکروز سید صاحب حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مرقد مبارک پر مراقب بیٹھے تھے۔ اور اُس وقت رُوح پُر فتوح خواجہ صاحب مرحوم سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ تو اُس روح مقدس نے آپ کے اوپر توجہ قوی فرمائی۔ اُسیوقت نسبت خاندان چشتیہ کی بھی آپ کو حاصل ہوگئی۔ اور اسکے بعد نسبت مجددیہ اور شاذلیہ وغیرہ۔ غرض کل مشہور خاندانوں کی خود بخود آپ کو حاصل ہوگئی۔ بعد اِن واقعات مذکورہ کے سلوک راہ ولایت بھی کامل طور سے آپ کو حاصل ہوگیا۔ بعد تکمیل اِن دونوں سلوکوں کے ایکروز عالم مراقبہ میں آپ کی ملاقات رُوح پر فتوح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ اُسوقت سید صاحب نے دیکھا کہ ایک چتر نور مقدس کا خواجہ صاحب ممدوح کے سر پر سایہ کر رہا ہے۔ پس اُسیوقت آپ کو یہ بھی دکھائی دیا کہ آپ کے سر پر دو چتر نور مقدس کے سایہ کر رہے ہیں۔ چونکہ سید صاحب اپنے کو کمترین مریدان خواجہ صاحب شمار کرتے تھے۔ یہ معاملہ معکوس دیکھکر آپ کو بہت شرم ہوئی اور فوراً مراقبہ سے باہر آکر ترسان و لرزان خدمت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب حاضر ہوئے۔ اور نہایت خوف اور شرمندگی سے اُس واقعہ کو خدمت مولانا صاحب کے

عرض کیا حضرت مولانا نے نہایت فرحان و خندان اُنکے جواب میں فرمایا کہ اے فرزند جانے تعجب نہیں ہو ولایت نبوت کے ایسے ہی آثار ہوتے ہیں۔ اے عزیز ابھی تو اسکی ابتدا ہے اور مشتے نمونہ از خروارے یک قطرہ از بحر ناپید اکنار تمپر ظاہر ہوا ہے آگے کو روز بروز اس سے بڑھ بڑھ کر ہزاراں ہزار اس قسم کی باتیں تمپر ظاہر ہونگی۔

ہندوؤں کے میلے میں جبراً سید صاحب کو لیجانا اور وہاں آپکا بیہوش ہوجانا

انہیں ایام میں ایک روز برلب دریائے جمنا ہندوؤں کا کوئی میلہ تھا۔ اُس روز سب مرد و عورت اقوام ہنود طرح بطرح کے زیور اور پوشاک سے آراستہ پیراستہ ہوکر اُس میلہ میں شامل ہوکر اشنان اور بت پرستی میں مشغول تھے بہت سے شوقین مسلمان بھی بغرض تفریح طبع یہ میلہ دیکھنے کو گئے تھے۔ دو تین نوجوان طلبا مدرسہ کے سر پر بھی شیطان سوار ہوا اُنھوں نے بھی ارادہ میلہ دیکھنے کا کیا اور سید صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلکر تماشا قدرت الٰہی اور حماقت کفار کا ملاحظہ کریں۔ آپنے یہ درخواست دوستوں کی سُنکر ایک آہ سرد ایسی بھری کہ جس سے حاضرین کے دل کانپ اُٹھے۔ اور پھر بکمال تحمل یاروں سے کہا کہ مجھ کو اس نامشروع مجمع کی شرکت سے معاف کھو۔ میں ایسی جگہ ہرگز نہ جاؤنگا۔ مگر یاروں کے سر پر کچھ ایسی حماقت چڑھی تھی اُنھوں نے آپ کے عذر کو کچھ نہ سُنا اور جبراً دکرہاً آپ کو اپنے کاندھے پر اُٹھا کر میلہ میں لے گئے۔ آپ کا اُس میلہ کفار کے نزدیک پہونچنا تھا کہ ایک حالت بیہوشی کی آپ پر طاری ہوگئی جب اُن اندھوں نے آپ کی یہ حالت زار دیکھی تو اُن کی آنکھ کھلی فوراً اُسیوقت کاندھے پر اُٹھائے ہوئے آپ کو واپس لے آئے۔ جامع نے معتبر راویوں سے اِسی قسم کی ایک اور حکایت آپکی سُنی ہو کہ ایکروز آپ کسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ وہاں لوگوں نے کچھ مزامیر اور غنا شروع کردیا۔ بمجرد استماع اُس آواز نامشروع کے آپ بیہوش ہوگئے۔ اسی حفاظت الٰہی کا نام عصمت اور اذعان قلبی ہے۔ صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ اِن ایام میں شوق درویشی اور سکینی آپکی طبیعت اور طینت میں بھرا ہوا تھا۔ اکثر اوقات اُس مقام کے درویشوں اور طالب علموں و مسافروں اور نیز مسجد کی خدمت میں دل وجان سے لگے رہتے تھے اور آپکی طاعات اور عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ کثرت قیام لیل سے پاؤں میں ورم ہوکر خون جاری ہوجاتا تھا یہ سب حالات دیکھکر مولانا عبدالقادر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس بزرگ کے احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتے ہیں۔ اور مادہ اِس سعادت منش کا قابل ترقی مدارج عُلیا کے نظر آتا ہے۔ مولوی سید جعفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ اس قدر تحصیل سلوک کے بعد آپ ایک مرتبہ وطن کو تشریف لے گئے۔ اُسوقت آپ لباس درویشانہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ اپنے وطن پہونچکر اوّل اپنی مسجد میں مقیم ہوئے۔ لوگوں نے مشکل سے آپکو شناخت کیا۔ اُسوقت ایک کلاہ بھی آپ کے سر پر تھی جو ایکروز صحن مسجد میں دھوپ میں رکھی گئی تھی۔ اُسوقت سید عبدالقادر بن حافظ سید امان اللہ نے دیکھا کہ ایک نور اُس کلاہ سے نکلکر عرش تک جارہا تھا۔ اُس روز سید عبدالقادر نے سید صاحب کے مراتب کو پہچان کر وہ کلاہ آپ سے مانگ لی۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرقع بھی جسمیں ایک پیوند جامہ رسول اللہ کا لگا ہوا تھا اِس سفر میں دہلی سے آپ کے ساتھ آیا تھا۔ اور وہ مرقع بطور تبرک مدتوں تک والدہ محمد اسمٰعیل وجیہ سید صاحب کے پاس رہا تھا مگر اب کچھ عرصہ سے گم ہوگیا۔ قریب دو برس تک اس دفعہ آپ بریلی میں رہے۔ اور آپکا نکاح بھی ہوا اور آپ کی بڑی لڑکی پیدا ہوئی۔ بعد دو برس کے آپ پھر دہلی تشریف لے گئے۔ جب سید صاحب پر روز بروز مقامات عالی کھلنے لگے تو اِس دولت بے زوال کی اہل دُنیا کو خبر ہونے لگی۔ اسواسطے ہر طرف سے خلقت نے

آپ پر ہجوم کیا۔ کسی نے بیعت کی درخواست کی کسی نے کسی حاجت دنیائی کیواسطے دعا چاہی۔ اور آپکو واسطے تکمیل اپنے حال کے اسوقت اخفا اسرار منظور تھا۔ اور نیز اُس جوہر سپہ گری کی بھی جو آپ کے اندر ودیعت رکھا تھا مشق کرنی منظور تھی۔ اسواسطے سکونت دہلی کو ترک کر کے سنہ ۱۲۱۸ھ کے قریب آپ نواب امیر خان کے لشکر میں تشریف لیگئے اور وہاں کچھ مدت فن سپاہگری میں بسر کی۔ تب وہ جوہر شجاعت جو مکنون و مستور تھا بخوبی ظاہر ہوگیا۔ ان ایام رفاقت نواب امیر خان میں جو جو شجاعت اور جوانمردی اور خرق عادات آپ سے ظاہر ہوئیں احاطہ تحریر میں نہیں آسکتیں۔ مولوی مرتضیٰ خان صاحب بروایت نور اللہ خان نام ایک آپ کے خادم کے تحریر کرتے ہیں کہ ان ایام میں سید صاحب کو اسقدر کثرت قیام لیل تھی کہ فجر کو آپ کے پاؤں پر ورم ہوجاتا تھا۔ اور دو دو پہر کر اور بکر میں آپکو گذر جاتے تھے۔ اور دو دو پہر تک مراقبے میں لگاتار بیٹھے رہتے تھے۔ اور ایسا مزہ آپ کو ہوتا تھا کہ اُٹھنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ اور یہ وہ وقت تھا کہ نواب امیر خان ایک لشکر عظیم لیے ہوئے نواح مالوہ میں سرکار انگریزی اور بعض ہند راجاؤں سے برسر مقابلہ تھے۔ اور ابھی تک ریاست ٹونک نواب امیر خان صاحب کو نہ ملی تھی ÷

طباق حلوا غیب سے حاضر ہونا

انہیں ایام کے حالات میں سے صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہی کہ ایکروز موسم برسات میں لشکر نواب امیر خانصاحب مرحوم کا صبح سے آدھی رات تک چلکر چالیس کوس مسافت طے کر کے ایک ایسے مقام پر جا اترا کہ جہاں کسی اعلیٰ و ادنیٰ کو کھانا میسر نہیں ہوتا تھا۔ ایک سیر غلہ یا دو روٹی ایک اشرفی کو بھی نہیں ملتی تھی۔ اور دشمن کا لشکر صرف تین چار کوس کے فاصلہ پر تعقب میں تھا۔ اُس رات کو دو تین آدمیوں نے جو سید صاحب کے ہم پیالہ و ہم نوالہ تھے بہت عاجزی کو سید صاحب سے عرض کیا کہ آپ دعا کریں کہ وہ رازق مطلق اپنے خزانۂ غیب سے ہم لوگوں کیواسطے اسوقت کھانا عنایت کرے۔ تب پہلے سید صاحب نے اُن کو سمجھایا اور کہا کہ یا رو ایک رات پھر بھوکھ کی سختی اُٹھالو۔ مگر اُنہوں نے نہیں مانا اور کہنے لگے کہ ہائے بھوک کے ہم کو صبر نہیں ہوسکتا آپ ضرور دعا کریں۔ تب ناچار سید صاحب نے دعا کرنے کے بعد ایک کمبل اوڑھ کر لیٹ رہے۔ اُسیوقت ایک آدمی کہ جس کے سر پر ایک طباق کلاں حلوا سے گرما گرم سے بھرا ہوا رکھا تھا سید صاحب کے سرہانے پر آکر آپ کو جگانے لگا آپ نے منہ کھولکر دیکھا تو ایک آدمی مع حلوائے گرما گرم حاضر ہے اور کہا کہ یہ حلوا خدا وند تعالیٰ کی نذر ہے۔ آپ اسکو لیلیجیے اور تناول فرمائیے۔ سید صاحب نے اُس حلوا بردار سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر توقف کریں۔ میری ساتھی کسی ضرورت کے واسطے لشکر میں گئے ہیں عنقریب وہ آجاوینگے تب ہم اس حلوا کو اپنے برتنوں میں ڈالکر اور آپ کا طباق خالی کر کے دیدینگے۔ اُس شخص نے کہا کہ یہ طباق بھی خدا کی نذر ہے آپ مع طباق لے لیجیے اور مجھ کو رخصت دیجئے۔ میں زیادہ توقف نہیں کرسکتا۔ یہ کہکر وہ تو رخصت ہوا۔ اُسکے چلے جانے کے بعد سید صاحب کے ساتھی بھی آگئے۔ تب سید صاحب نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ یعنی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیئے۔ اِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۚ یعنی اللہ جسکو چاہتا ہی بیحساب رزق پہنچا دیتا ہی۔ اور وہ طباق پُر از حلوا یاروں کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے شکر الٰہی بجالا کر بشوق تمام اُسکو کھانا شروع کیا۔ اور اُس رازق مطلق کی رزاقی کو دیکھ کر متحیر ہوگئے۔ انہیں ایام کے حالات سے مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ جب سید صاحب ہمراہ لشکر نواب صاحب ملک دکن میں تھے تو آپکے ساتھ برکات الٰہی زائد از حد تھیں۔ بیسیوں آدمی آپ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور تھوڑے سے لقمہ سے بباعث برکات غیبی بہت کام نکلتے تھے۔ ایک کیمیاگر جو اُس سفر میں آپکے ساتھ تھا یہ ورخرچی دیکھکر آپ کو بھی کیمیاگر خیال کرتا تھا۔ مگر بعد تفحص اُسکو معلوم ہوا کہ یہ محض برکات آسمانی ہیں۔ اُسوقت وہ کیمیاگر آپ کا بہت معتقد ہوا اور آپکے سد بروفن کیمیاگری

سے تانبے سے سونا بناکر وہ فن آپ کو سکھلانے لگا - آپ نے انکار کردیا اور فرمایا کہ مجھ کو ایسا فن سیکھنا منظور نہیں ہے جس سے میرے توکل میں فرق آجاوے اور میں اُس فن پر بھروسہ کرکے خدا سے غافل ہوجاؤں - پھر آپ نے پوچھا کہ یہ سونا اصلی ہے یا قلبی مجھے بتا کہ اصلی تو نہیں ہے مگر ایسا قلبی ہے کہ ہزاروں تاؤ پر بھی بڑی بڑی نقاد اور پرکھنے والوں کو اسکا قلبی ہونا معلوم نہیں ہوتا -

ایک بھوت گھسی ہوئی لاش کو رات بھر آپ کا نگہبانی کرنا

انہیں ایام میں کہ جب آپ لشکر نواب امیر خانصاحب میں رونق افروز تھے ایک رات کو آپ واسطے ادائے عبادت الٰہی کے جنگل میں چلے گئے کہ وہاں بفراغت تمام یاد الٰہی میں مشغول رہیں - وہاں جاکر دیکھا کہ جنگل میں ایک مکان کے اندر سے رونے کی آواز آرہی ہے - آپ وہاں تشریف لیگئے اور جاکر دیکھا کہ ایک مُردہ چارپائی پر پڑا ہے اور ایک بڑھیا عورت اُسکے نزدیک بیٹھی ہوئی نہایت زار زار رو رہی ہے - آپ نے اُسکا حال پوچھا تب اُس عورت نے کہا کہ یہ مُردہ میرا بیٹا ہے - آج یہ مرگیا مگر نہ معلوم اُسکے بدن میں کیا بلا گھس گئی ہے - یہ مُردہ گاہے چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور کبھی روتا اور کبھی ہنستا ہے اور گاہے ناچنے لگتا ہے - اسواسطے مارے ڈر کے میں قریب بمرگ ہو رہی ہوں - اور میرے اقربا یہاں سے نزدیک ایک گاؤں میں رہتے ہیں اگر کوئی جوانمرد آج کی رات اس مُردے کے پاس رہے تو میں اپنی بستی میں جاکر علی الصباح اپنے خویش و اقارب کو مع اسباب تجہیز و تکفین لیکر آجاؤں اور اُسکو دفن کرادوں - تب سید صاحب نے اُس عورت سے فرمایا کہ تو جا اور اپنے خویش و اقارب اور سامان تجہیز و تکفین کو لیکر صبح کو آجانا - آج کی رات میں اس مُردے کی نگہبانی کرونگا - وہ عورت آپ کا شکریہ ادا کرکے وہاں سے چلی گئی - اور آپ اُس مُردے کی چارپائی کے نزدیک اپنا مصلّا بچھا کر نماز پڑھنے لگے - اور جب وہ مُردہ اُٹھنے کو چاہتا تھا تو آپ گھڑک دیتے تھے کہ چپ ہوکر پڑا رہ - صبح تک وہ مُردہ مع اُس بلا کے جو اُسمیں گھسی ہوئی تھی کروٹیں لیکر چپ چاپ پڑا رہا - بعد طلوع آفتاب کے وہ عورت مع اپنے عزیزوں کے وہاں آگئی اور اُسکی تجہیز و تکفین کراکے سید صاحبؒ وہاں سے رخصت ہوکر اپنے قیام گاہ کو تشریف لے آئے +

آپ کے گھوڑے کا چوری کی گھاس نہ کھانا

انہیں ایام دوڑ دھوپ میں نواب امیر خانصاحب کے لشکر کے سوار اپنے سفر اور حضر میں جہاں موقع پاتے کسانوں اور کاشتکاروں کے کھیتوں کو اپنے گھوڑوں سے چروا کر تباہ کردیا کرتے تھے - مگر سید صاحب اپنے گھوڑے کو نہ چرواتے - ایک روز کا ذکر ہے کہ سید صاحب کی غیر حاضری میں آپ کے ہمراہیوں نے اپنے گھوڑوں کے ساتھ آپ کے گھوڑے کو بھی چرنے کے واسطے کھیتوں میں چھوڑ دیا - مگر شان الٰہی سے آپ کے گھوڑے نے اُس کھیت میں اپنا مونہہ ہی نہ ڈالا - اور چپ کھڑا رہا - لوگ دیکھ کر حیران ہوگئے اور کہنے لگے کہ پرہیزگاروں کا گھوڑا بھی پرہیزگار ہے +

جنرل فوج انگریزی کو عین وقت جنگ اپنی لشکر میں لے آنا

ایک روز کا ذکر ہے کہ لشکر نواب امیر خان مرحوم سرکار انگریزی کے لشکر سے لڑ رہا تھا - دونوں طرف سے توپ اور بندوق چل رہی تھیں - اُسوقت سید صاحب اپنے خیمہ میں تشریف رکھتے تھے - آپ نے اپنا گھوڑا تیار کردیا اور اُسپر سوار ہوکر شامل ہوا کے دونوں لشکروں کو چیرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچ گئے جہاں سپہ سالار فوج انگریزی کا مع اپنے مصاحبوں کے کھڑا تھا - پس وہاں سے اُس سپہ سالار کو ساتھ لیکر پھر دونوں لشکروں کو چیرتے ہوئے اپنے خیمہ تک چلے آئے - یہاں آکر تھوڑی سی بات چیت کے بعد سپہ سالار مذکور نے عہد کرلیا کہ میں اسی دم اپنے لشکر کو مقابلہ نواب امیر خانصاحب سے واپس لیجاؤنگا اور

پھر مقابلہ کو تیار ہوجائیگا۔ بلکہ جہانتک ممکن ہوگا اپنی سرکار کو اس بات پر مجبور کریگا کہ نواب امیر خانصاحب سے صلح کرے۔ بس تو اسکے بعد پھر سرکار انگریزی اور نواب امیر خان میں جنگ نہیں ہوئی۔ بلکہ صلح کی بات چیت اور رسل و رسائل شروع ہوگئے۔ اور بعد لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر ویسرائے ہند ٹونک کا ملک نواب صاحب کو دیکر صلح کی گئی۔ ابھی صلح کی بات چیت طے نہیں ہوئی تھی کہ سید صاحب بعد قیام سات برس کے پھر لشکر نواب امیر خانصاحب سے جدا ہوکر دوبارہ ۱۸۱۶ء میں رونق افروز دہلی ہوگئے۔ نواب امیر خان صاحب نے سید صاحب کی روانگی کے وقت نواب وزیر الدولہ بہادر اپنے صاحبزادہ کو ہمراہ کر دیا تھا کہ وہ دہلی تک آپ کے ساتھ آئے۔ اپنے چلنے کے وقت آپ نے وہ پیشین گوئی کی تھی جسکو نواب وزیر الدولہ مرحوم اپنے وصایائے وزیری میں اسطرح سے لکھتے ہیں۔ کہ سید صاحب نے مولوی سید نذر محمد صاحب سے کہ وہ بھی اسی لشکر میں حاضر تھے اپنے رخصت ہونے کے وقت یہ فرمایا تھا کہ اب جلد صلح ہوجائیگی اور فلاں فلاں شہر اور فلاں فلاں علاقہ سرکار انگریزی نواب صاحب کو دیگی۔ اور ایک زمانہ دراز گذرنے کے بعد انشاء اللہ تعالی میں بھی ایک گروہ مجاہدینوں کا ساتھ لیکر نشانوں کے پھریرے اُڑاتا ہوا نواب امیر خانصاحب کے ملک میں سے گذر کرونگا"۔ بعد ذکر کرنے اس پیشین گوئی کے نواب وزیر الدولہ مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ موافق اس پیشین گوئی کے جو جو شہر اور ممالک آپنے بتلائے تھے ٹھیک ہی سرکار انگریزی نے ہم کو دئے اور صلح ہوگئی۔ اور یہ ملک بھی برکت قدم سید صاحب کے نواب صاحب کو ملا تھا۔ ورنہ اسوقت تک سب مؤرخ انگریزی لارڈ ہیسٹنگ کی اس پالیسی پر طعن کرتے ہیں۔ مولوی جعفر علی نقوی نے آپ کی بہت سی کرامات حین قیام بہ لشکر نواب امیر خان اپنی کتاب میں لکھے ہیں جنکو میں عمداً بخوف طوالت ترک کر دیتا ہوں۔ اس سات برس کے قیام میں سید صاحب کی ذات برکات سے نواب صاحب اور آپکے لشکر کو بہت ہدایت ہوئی کہ جسکا اثر اسوقت تک اس عالی خاندان اور شہر کو سارے ہندوستان پر فوقیت دے رہا ہے +

سید صاحبؒ کے دوبارہ رونق افروز دہلی ہونے سے پہلے شاہ عبد العزیزؒ کا خواب دیکھنا

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ سید صاحب کے دہلی میں پہنچنے سے ایک ہفتہ پہلے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب موصوف نے یہ خواب دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع مسجد دہلی میں تشریف رکھتے ہیں اور ہر طرف سے خلقت واسطے زیارت رسولخدا کے دوڑی چلی آتی ہے۔ سب سے اول شاہ صاحب موصوف نے جامع مسجد میں پہونچکر شرف زیارت اور قدمبوسی رسول مقبول کا حاصل کیا۔ اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا عصائے مبارک شاہ صاحب ممدوح کے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ اے عبد العزیز تو یہ عصا لیکر دروازہ مسجد پر بیٹھ جا۔ اور جو کوئی میری زیارت کو آنا چاہے اول ہر ایک آدمی مشتاق زیارت کا حال مجھ سے عرض کر پس جسکو میں اجازت دوں اسکو میرے سامنے لاؤ اور جسکو میں منع کردوں اسکو میرے پاس آنے دو۔ چنانچہ شاہ صاحب موصوف وہ عصا لیکر دروازہ جامع مسجد پر بیٹھ گئے اور ہر ایک شایق اور زائر کا حال بحضور سید الابرار جاکر عرض کرنے لگے۔ پس جس کسیکو حضرت اجازت دیتے وہ زیارت سے مشرف ہوتا اور جسکو منع فرمادیتے وہ دخول اور حصول زیارت سے روک دیا جاتا۔ ایک عرصہ تک یہی کیفیت رہی اور ایک خلق کثیر شرف زیارت سے مشرف ہوئی۔ اس خواب کی صبحکو مولانا ممدوح واسطے ملاقات حضرت غلام علی شاہ صاحبؒ اجلہ خلفائے حضرت شمس الدینؒ شہید سے تھے تشریف لیگئے۔ اور یہ رویا حقہ اُن سے بیان کرکے اسکی تعبیر پوچھی۔ حضرت غلام علیشاہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ عجیب جرا ہے کہ آپ یوسف ثانی ہوکر تعبیر خواب کی مجھ سے پوچھیں۔ تب مولانا نے فرمایا کہ میں اس خواب عجیب کی تعبیر آپ کی زبان مبارک سے سنا چاہتا ہوں۔ غلام علیشاہ صاحب نے فرمایا کہ میرے ذہن ناقص میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد وفات سید حسنؒ صاحب بریلوی مولانا کے کہ جسکو ڈیڑھ سو برس ہوئے توجہ اور ارادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب

ہدایت خلائق اس دیار سے موقوف ہو گئی تھی - اب اس خواب سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ آپکے یا آپکے کسی مرید رشید کے ہاتھ سے وہ سلسلہ ہدایت کا جو ڈیڑھ سو برس سے مسدود ہی پھر جاری ہو جاویگا - مولانا نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ میرا خیال تو پہلے ہی سے اسکی تعبیر ایسی ہی معلوم ہوتی ہو - ایک ہفتہ اِس خواب پر نہ گذرا تھا کہ سید صاحب دوبارہ رونق افروز ہلی ہوکر بدستور سابق مسجد اکبر آبادی میں فرو کش ہوئے - ان چھ برس کی محنت اور مشق میں (جو آپنے بعیت لشکر نواب امیر خان صاحب عالم تنہائی اور جنگلوں میں بہ لباس سپاہیانہ رنگی کی تھی) ہر دو سلوک اپنے کمال کو پہونچکر ایسے مصفا اور مجلا ہو گئے تھے کہ اُن کا عکس ہر ایک قلب سلیم پر پڑکر چکا چوند کیے دیتا تھا - اب تو خلقت نے چار و نطرف سے آپکی طرف رجوع کیا - اور بقول شاعر اب تو یہ کیفیت ہو گئی ہے — سینہ صاف تو اُسکے ہو مجلی آئینہ - نور ایماں سے ہو قلب مصفیٰ کہ ہر حق میں گمراہوں کے تاثیر جو کچھ ہو اُسکی - جوشش خون میں کرے کام نہ ایسا نشتر + ہو جو صحبت سے تیری تخلیہ تجلیہ لاکھ چلوں سے بھی باطن میں نہ اتنا اثر + اسم اعظم کو جو پڑھ کر کرے وہ کو یہ دم - ہو طلا چھنے ہیں کیسا دیکھے سامنے تیرے ناخدا ہوئے حقیقت کا ہر کشتیاں - بحر ذخار طریقت کا حقیقی معبر + علم کو اُسکے گر علم لدنی کہیو - جو کہ آتا ہو اُسی پر وہ کبھی مستحضر

مولوی عبدالحیؒ صاحب کا سید صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضوری قلب کی نماز سیکھنا

مولانا عبدالقادر صاحبؒ اُسی مسجد میں مقیم تھے اُنہیں ایام میں ایکروز مولوی عبدالحیؒ صاحب کی ملاقات کو تشریف لیگئے - اور اثنائے گفتگو میں اسرار صلوٰۃ اور حضوری قلب کا ذکر آیا - مولانا عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ شرح و بیان اسرار الصلوٰۃ و حضوری قلب کی اکثر کتب تصوف و اخلاق میں بخوبی مذکور ہو - مگر بدون توسل مرشد کامل کے اسکا حاصل ہونا سخت دشوار بلکہ غیر ممکن ہو - اگر اس جوان نو وارد (یعنی سید احمد) سے اِس مدعا کو چاہو تو بہتر ہے - تب مولوی عبدالحی صاحب فوراً سید صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے - اور آپ کے حضور میں اس مدعا کو پیش کیا - تب سید صاحب نے فرمایا کہ حقیقت نماز کی اسطور سے جانے کہ اللہ رب العزت نے اُسکو تمام مخلوق میں بہتر یعنی خلیفہ کر کے پیدا کیا ہے اور بڑی تاکید سے واسطے حاضر ہونے دربار کے پانچ وقت اذن مطلق دیا ہو - اور غیر حاضری پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا ہے - اسطرح سے عظمت نماز کی سمجھ کر تمامی آداب کہ لائق قبولیت اُس دربار شہنشاہ حقیقی کے ہوں بجالائے - جیسے پہلے وضو کرے اور جو حاجت غسل کی ہو تو نہالے - اور پھر پاکیزہ لباس پہنکر اُس دربار میں حاضر ہو - اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون ہر رکن نماز کا خیال کرے اور آپ کو سامنے اپنے رب کے جانے - اور اُسکو متوجہ اپنے حال کا سمجھے اور جو نسی سورت پڑھے معنی اور مضمون اُس سورت کا خیال کرتا جاوے - اگر مقام عتاب اور غصہ کا ہو تو ڈرے اور اللہ سے پناہ چاہے - اور جو مقام رحمت اور عنایت کا ہو اسکو خدا تعالیٰ سے مانگے - پس جو کوئی بندہ قصد مناجات اور عرض حاجات کا دل میں کر کے حاضر دربار الٰہی کا ہو تو نہایت تعظیم اور عقیدت درست اور نیت خالص سے روبرو اُس شہنشاہ کے کھڑا ہو اور چار و نطرف سے اپنے رُخ کو پھیر کر ظاہر اور باطن سے اُس کیطرف متوجہ ہو - اور جیسے مونہہ طرف کعبے کے کیا ہے ایسے ہی رُوح کو طرف اصل اُسکے یعنی حق تعالیٰ کے جو پیدا کرنیوالا اُسکا ہو رجوع کرے - پس قبلہ رُو کھڑا ہو کر پہلے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے - اور دل پر یہ خیال کرے کہ میں سوقت سوائے تیرے دو جہان سے دست بردار ہو کر تیری طرف ظاہر اور باطن سے رجوع ہوا - اور پھر مونہہ سے اللہ اکبر کہے (یعنی اللہ بہت بڑا ہی) تب دونوں ہاتھ باندھ کر نہایت خشوع اور خضوع سے مودّب ہو کر کھڑا ہو اور دل میں خیال کرے کہ میں اُس شہنشاہ عالیجاہ کے سامنے کھڑا ہوں - اور وہ رب العزت بہمہ جہت میری طرف متوجہ ہی اور میری ہر حرکت اور مناجات اور عرض حاجات کو بڑی توجہ سے دیکھتا اور سنتا ہی - اِس خیال باندھنے

کے بعد دعاے استفتاح پڑھی یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ
غَیْرُکَ یعنی ساتھ پاکی یاد کرتا ہوں تجھ کو اے اللہ اور ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوبیوں کا ہے نام تیرا اور بہت
بلند ہے مرتبہ تیرا - اور تیرے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت کے نہیں ہے" اب جسقدر کلام تعظیم اور توحید کے نمازی سے
صادر ہوتے ہیں اُسی قدر عنایت شاہی اُس بندے پر نازل ہوتی ہے - لیکن اسواسطے دفع شیطان کے وہ حاجز اور دشمن
قدیم ہے ہوشیار رہ کر زبان سے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی
شیطان مردود سے) پھر کہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان
اور نہایت رحم والا - پھر اسکے بعد اپنی عرض پیش کرے اور وہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - یعنی سب
تعریف واسطے اللہ کے ہے جو رب ہے سارے جہان کا - اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بہت مہربان نہایت رحم والا مَالِکِ
یَوْمِ الدِّیْنِ مالک ہے انصاف کے دن کا - اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور
تجھی سے مدد چاہتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ چلا ہم کو راہ سیدھی صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
راہ اُن کی جن پر تو نے فضل کیا - غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ نہ راہ اُن کی جن پر تیرا غصہ ہوا
اور نہ راہ گمراہوں کی - اسکے پیچھے اٰمِیْن کہے یعنی یہ ہماری عرض قبول کر - اور اسکے بعد کوئی سورت قرآن شریف
کی پڑھکر اور اُسکے معنی اور مطلب کو سمجھ کر پھر ارادہ پابوسی کا کرے اَللّٰہُ اَکْبَرُ یعنی اللہ بہت بڑا ہے کہتا ہوا نیچے
جھک جاوے اور رکوع میں جا کر خیال کرے کہ بسبب تیری عظمت اور جلال کے میری پیٹھ جھک گئی اور منہ سے
کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ یعنی پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا - جب رکوع میں ایک کیفیت حضوری کی
پیدا ہو جاوے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یعنی سُن لی اللہ نے اُسکی بات جس نے تعریف کی اُسکی کہتا ہوا سیدھا کھڑا
ہو جاوے اور دل میں خیال جماوے کہ میں تیری فرمانبرداری پر مستقیم ہوا اور اب وقت پابوسی کا پہونچا اسواسطے
اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدے میں جاوے اور سجدے میں سر رکھ کر مونہہ سے بار بار کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی
یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند اور دلمیں خیال کرے کہ تیری عظمت اور حضوری کے سامنے میں نے اپنا سر جو افضل
سب اعضاؤں کا ہے تیرے خاک آستان پر رکھ دیا - اور چونکہ سجدہ مقام نہایت قرب اور ظہور تجلیات جمال
بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ مارے ہیبت کے سب مضمون ایک ہی بار عرض نہیں کرسکتا اسواسطے حکم ہوا کہ ایکدم
ٹھیر کر دوسری بار عرض کرے اسواسطے سجدے سے سر اُٹھا کر جلسہ میں بیٹھ جاتا ہے اور مُنہ سے کہتا ہے اَللّٰھُمَّ
اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ یعنی اے اللہ بخشدے مجھ کو اور رحم کر مجھ پر
اور ہدایت کر مجھے اور کھانا دے مجھے اور بلند کر مرتبہ میرا اور نقصان میرا دور کر - یہ کہکر پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا
زمین پر رکھے اور مثل اول سجدے کے خیال کر کے زبان سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی پاک
ہے میرا رب بہت بلند - اسکے پیچھے دوسری رکعت مثل اول رکعت کے خیال جماتا ہوا پڑھ لینے کے بعد اس نے
اس دربار عالی میں قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی اسواسطے قعدے میں بیٹھ جاتا ہے - مگر ایسے دربار عالی میں چپکا
بیٹھنا ترک ادب ہے اسواسطے اسکو حکم ہوا کہ وہاں بیٹھنے کے ساتھ ہی زبان سے کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ
وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ
الصّٰلِحِیْنَ - اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنی سب بندگیاں
زبان کی اللہ کو ہیں اور سب بندگیاں بدن کی اور سب بندگیاں مال پاک کی - سلام ہو نبی پر اور رحمت اللہ
کی اور خوبیاں اُسکی سلام ہم پر اور جتنے نیک بندے اللہ کے ہیں سب پر اور گواہی دیتا ہوں اِسبات کی کہ سواے

اللہ کے کسی کی بندگی نہیں - اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ محمد بندہ اُسکا ہی اور رسول اُسکا ہی - قعدۂ اخیر میں یہ سمجھے کہ یہ وقت دربار سے رخصت ہونے کا ہی تو بعد درود اور دعا معمولی کے اپنے داہنے بائیں والے نمازیوں اور فرشتوں حاضرین دربار پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر دربار سے رخصت ہو جاوے انتہیٰ - یہ اُس تقریر کا خلاصہ ہے جو سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے فرمائی تھی - ورنہ اُس پوری تقریر اور تشریح کے بیان کرنے سے خود مولوی عبدالحی صاحب بھی قاصر تھے - اسکے بعد سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا صرف زبانی تعلیم سے یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہیں ہو سکتی - دیکھو یہ نماز ایک ایسی چیز ہے کہ خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زبانی تعلیم سے نماز ادا نہ کر سکے جب تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود امام ہو کر اسرار اور حقیقت نماز کی حضرت سرور کائنات کو تعلیم نہ کر دیے - اے مولانا تم آؤ اور میرے ساتھ مقتدی ہو کر دو رکعت نماز پڑھو - اُسیوقت مولوی عبدالحی کھڑے ہو گئے اور دو رکعت نماز آپ کے پیچھے مقتدی ہو کر پڑھی اور اُس دو رکعت میں تمامی اسرار اور حقیقت نماز کی آپ پر کھل گئی - چنانچہ مولوی صاحب ممدوح ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ میں نے اُن دو رکعتوں میں پایا ساری عمر میں اور ساری کتابوں میں نہیں پایا - اِن دو رکعتوں سے فارغ ہونے کے بعد مولوی عبدالحی صاحب مولانا اسمٰعیل صاحب کے پاس تشریف لیگئے اور ساری کیفیت نماز اور فیض و برکات سید صاحب کے سنا کر اور اُن کو ساتھ لیکر پھر یہ دونوں بزرگ بخدمت بابرکت سید صاحب کے حاضر ہوئے اور مثل مولانا عبدالحی صاحب کے مولانا شہید رح بھی دو ہی رکعت میں اپنے مطلب اور مقصد کو پہنچ گئے اور لکھا ہے کہ آپ کو دو ہی رکعت میں صبح منودار ہو گئی - بلکہ مولانا شہید رح یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اُن دو رکعات میں خانۂ کعبہ کو ہم اپنے سامنے اِن ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہے تھے - اب تو یہ دونو سراج علماء دہلی آپکے عاشق زار ہو گئے - اور اُسیوقت طریقہ چشتیہ میں بشمول طریقہ محمدیہ کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی - اور اُسوقت سے تادمِ اخیر آپ کی نفش برداری میں حاضر رہے - اور آپکی پالکی کے ساتھ پابرہنہ دوڑنے کو اپنا فخرِ دارین جانتے تھے - اس بیعت ہو جانے کے بعد سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھا کہ صرف طریقہ چشتیہ میں آپ کے بیعت کرنیکا کیا سبب ہے حالانکہ میں چاروں طریقوں قادریہ نقشبندیہ مجددیہ اور چشتیہ میں بیعت لینے کا مختار ہوں - اُسکے جواب میں مولوی عبدالحی صاحب نے عرض کیا کہ آپ کے یہاں تشریف لانے سے پہلے میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ تمامی خلقت اِس شہر کی گروہ گروہ ہو کر دیوانِ عام بادشاہی کو جا رہی ہے - تب میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ ساری خلقت کہاں جا رہی ہی اُس نے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ خالق زمین و آسمان کی زیارت کرنے کے واسطے جا رہے ہیں - کیونکہ آج اللہ رب العزت نے دیوانِ عام بادشاہی میں اپنا جلوہ ظاہر فرمایا ہے - میں بھی بمجرد سننے اِس خوشخبری کے دیوانِ عام کو روانہ ہوا - اور دروازۂ دیوانِ عام پر پہونچکر دیکھا کہ وہاں دربان کسی آدمی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دیتے - اُسوقت میں حیران و پریشان ہو کر دربارِ عام کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا - مجھ کو وہاں کھڑے تھوڑی دیر گذری تھی تو میں نے دیکھا کہ حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لائے اور چاہتے تھے کہ پردہ اُٹھا کر اندر تشریف لیجائیں اُسوقت میں نے دوڑ کر آواز بلند پکارا کہ اے ہادیِ طریقت اِس معتقدِ دیرینہ اور خادمِ کمینہ کو بھی اپنے ساتھ لیجا کر زیارت دیدار الٰہی سے مشرف کر لیجئے - تب حضرت سلطان المشائخ نے اشارہ کر کے مجھ کو اندر بلایا اور اپنے ساتھ اندر لیگئے - میں نے اندر جا کر دیکھا کہ ایک شخص صاحبِ جمال با رعب و جلال دیوانِ عام کے تخت پر بیٹھا ہوا ہی - اور سوائے اُس تخت نشین کے اور

کوئی دوسرا آدمی اِس مکان میں نظر نہیں آتا مجھ پر ایسا رُعب و دبدبہ غالب ہوا کہ میں مارے خوف کے حضرت سلطان المشائخ کے پیچھے آڑ میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ بات کرنا تو در کنار مجھ میں اُسکے جمال باکمال پر نظر ڈالنے کی بھی طاقت نہ رہی۔ اِسی دہشت میں میری آنکھ کھل گئی۔ چونکہ میری رسائی اُس دربار عالی میں بذریعہ ایک بزرگ خاندان چشتیہ کے ہوئی تھی اسواسطے میں نے مناسب جانا کہ بذریعہ اس طریقہ کے توسل آپ کے تقرب الٰہی حاصل کروں۔ جب اِن دونوں عالمان سراج دہلی کی بیعت کا چرچا زبان زد خلائق ہوا تو بہت سے کور باطن لوگوں نے اِن دونوں بزرگوں پر زبانِ طعن اور ملامت کی درازکی اور کہا کہ ایسے عالم بےنظیر اور فاضل خوش تقریر ایک اُمّی آدمی کے مرید اور خادم ہو گئے۔ بلکہ اُن اندھوں نے اِس شکایت کو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ تک پہونچایا لیکن مولانا ممدوح پر آپ کے مدارج علیا ظاہر ہو چکے تھے اُن کور باطنوں کو سید صاحب کے علو مرتبت کا حال بیان کر کے سید صاحب کیطرف رجوع کرنے کی ترغیب دی۔ تب بہت لوگ جو سعید ازلی تھے تائب ہو کر سید صاحب کے مرید ہو گئے اور بہت سے بدبختوں کا عناد اور بھی بڑھ گیا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اب تو دور دور سے صدہا علماء اور فضلاء اور مومنین و مومنات آ آ کر آپ کی بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ کل خاندان شاہ عبدالعزیز رح صاحب کا اور مولوی وجیہ الدین و حکیم مغیث الدین و حافظ معین الدین معہ عیال و اطفال خود اور مولوی محمد یوسف نبیرۂ شاہ اہل اللہؒ برادر شاہ ولی اللہ رح صاحب معہ جمیع خویش و اقارب خود آپ کی بیعت سے مشرف ہو گئے۔ اِن ایام میں سید صاحب کے سیکڑوں مریدوں کو مشاہدہ ذاتِ باری تعالیٰ اور زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کے طفیل سے ہمیشہ ہوا کرتی تھی۔

صُوفی کی فال کا قصہ

انہیں دنوں میں ایک شخص صوفی نام باشندۂ دہلی جسکو دیوانِ حافظ کی فال نکالنے میں کمال مشاقی تھی آپکی بیعت کرنے سے انکار کرتا تھا۔ جب اُسکے دوستوں نے اُسکو بہت سمجھایا تو وہ بولا کہ میں دیوانِ حافظ میں فال کھولکر دیکھتا ہوں۔ اگر مجھکو اجازت ہوئی تو بیعت کرونگا اور نہیں تو نہیں۔ غرض ایک مجمع عظیم اپنے رفیقوں میں جب اُس نے حسب قاعدہ مقررہ درود وغیرہ پڑھ کر بہ نیت فال دیوان حافظ کو کھولا تو اوّل صفحہ کی پہلی سطر میں یہ بیت نکلی بیت کجاست صوفی دجال چشم ملحد شکل۔ بگو بسوز کہ مہدیِ دین پناہ رسید۔ یہ فال ملعونہ حال دیکھ کر صوفی مذکور لوٹ گیا اور بوجہ انکار بیعت اپنی نسبت عتاب آلہی بہ الفاظ دجال و ملحد اور سید صاحب کی علو مرتبت بہ لفظ مہدیِ دین پناہ دیکھ کر اُسکی آنکھ کھلگئی اور بولا کہ خواجہ حافظ رح نے یہ شعر فقط آج ہی کے دن کے واسطے بطور پیشین گوئی کے لکھا تھا۔ اُسیوقت دوڑتا ہوا سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال پُرملال عرض کر کے بیعت سے مشرف ہو گیا۔ اِن ایام میں بھی آپ کو بڑا شوق عبادتِ الٰہی کا تھا۔ اپنے حُجرے کا دروازہ بند کر کے یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ صرف نماز کے وقت باہر تشریف لاتے اور جماعت سے نماز پڑھ کر پھر حجرے میں چلے جاتے۔ اِن ایام میں شاہ عبدالعزیزؒ صاحب ہر ہفتے میں ایک بار سوار ہو کر ان حجرے وہاں تشریف لاتے۔ اُسوقت سید صاحبؒ اپنے حجرے سے باہر نکلتے اور دونوں بزرگوار مثل آفتاب و ماہتاب صحن مسجد میں کچھ دیر تک جلوہ افروز رہتے اور بعد تشریف لیجانے مولانا کے آپ پھر حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ آپ کا کھانا دونوں وقت مولانا صاحبؒ کے گھر سے آتا تھا۔

مولوی اسمٰعیل صاحبؒ کا بیوی کی صحنک کو منع کرنا

انہیں ایام کا ذکر ہے کہ جب مولوی محمد اسمٰعیلؒ کا علم و فضل کسبی انوار بیعت سید صاحبؒ سے جلا پایا تو ایک روز مولانا شہیدؒ نے اپنے گھر میں دیکھا کہ عورتوں نے بیوی کی صحنک کا کھانا تیار کیا ہے۔ اور فقط ایک شخص ہر دو الی عورتیں اسکے کھانے کو بلائی گئیں آپنے یہ کیفیت دیکھکر ان کو منع کیا۔ اس عرصے میں مولوی عبد القادر صاحب آپ کے چچا بھی تشریف لائے۔ عورتوں نے مولوی عبد القادر سے اسکا مرافعہ کیا۔ تب مولوی صاحب ممدوح نے مولانا شہید کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اسمٰعیل! یہ تو فقط ایصال ثواب ہی اسکا کیا مضائقہ ہے۔ تب مولانا شہیدؒ نے یہ آیت پڑھی وَقَالُوا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ (یعنی انہوں نے کہا کہ جانور اور کھیتی اچھوتے ہیں اسکو وہی لوگ کھاویں جسکو اپنے گمان میں تجویز کریں) اور فرمایا کہ بیوی کا کھانا بھی اچھوتا ہے اسپر مرد کا سایہ تک نہیں پڑنے دیتے اور ان عورتوں نے اپنے گمان سے اسکے کھانے کے واسطے اُن عورتوں کو تجویز کر رکھا ہے کہ جنکا نکاح ثانی نہ ہوا ہو۔ مولانا عبد القادر صاحب یہ تقریر مولانا شہیدؒ کی سنکر خاموش ہو رہے اور باہر تشریف لے گئے۔ تب مولانا شہیدؒ نے وہ کھانا اُٹھوا کر درویشوں اور طالب علموں میں تقسیم کر دیا۔

مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا شہیدؒ فرماتے تھے کہ بعد بیعت سید صاحبؒ کے ایکروز میں حضرت مولانا شاہ عبد العزیزؒ صاحب کے ساتھ ٹہل رہا تھا اُسوقت شاہ صاحبؒ نے پوچھا کہ میاں اسمٰعیل جو کچھ نعمای الٰہی اور اطمینان باطنی فیض صحبت سید صاحبؒ سے تم کو معلوم ہوا ہو بیان کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اُسے حضرت میں مرتبہ جناب سید عالی تبار کو کیا ادراک کر سکتا ہوں "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" مگر ہاں اسقدر تو میں سمجھتا ہوں کہ نظر کرم و احسان اتم پروردگار عالم کی سید صاحبؒ کے اوپر ہے اور اسکا شکریہ آپ ہی پر لازم ہے۔ کیونکہ یہ سب آپ ہی کی توجہ کے سبب سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو علم عنایت فرمائے ہیں ایک علم ظاہری جس کے حامل اور فیضیاب مولوی عبد القادرؒ صاحب ہوئے دوسرا علم باطنی جسکے حامل حضرت سید صاحبؒ ہیں۔ یہ کلمات اوصاف میری زبان سے سنکر شاہ صاحبؒ عاجزی اور فروتنی ظاہر فرمانے لگے۔ اور پھر فرمایا میاں اسمٰعیلؒ محب الٰہی تو بہت ہیں مگر محبوب الٰہی بہت کم اور نایاب۔ میں نے عرض کیا کہ محبوب الٰہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تب آپنے ارشاد فرمایا کہ مرتبہ محبوبیت کامثل مرتبہ رسالت کے ختم نہیں ہوا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ محبوب سبحانی سید عبد القادر گیلانیؒ ہیں تب آپنے فرمایا کہ مرتبہ محبوبیت حضرت سید عبد القادرؒ پر بھی ختم نہیں ہوا اور محب اور محبوب الٰہی میں فرق یہ ہے کہ محب ہمیشہ بلا اور محنت اور رنج میں مبتلا رہتا ہے بخلاف محبوب کے کہ کوئی شخص اپنے محبوب کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ اسکو راحت اور آرام پہنچانا چاہتا ہے۔ اسیطرح محبوبان بارگاہ الٰہی دنیا میں بھی لباس فاخرہ اور اطعمۂ لذیذہ اور خدم اور حشم سے ممتاز رہتے ہیں اور آخرت میں اس سے زیادہ پاوینگے۔ بعد ذکر کرنے اس گفتگو شاہ صاحبؒ کے مولانا شہیدؒ فرماتے تھے کہ ہرچند شاہ صاحبؒ نے نام سید صاحبؒ کا نہیں لیا مگر اس تذکرہ محبوبان الٰہی میں مشارٌ الیہ سید صاحبؒ ہی تھے۔ اس عرصہ میں مولانا شاہ عبد القادرؒ صاحب کا انتقال ہوگیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ واسطے درس تدریس علوم رسمی کے مولانا مرحوم کی جگہ مقرر ہوئے ❊

سید صاحبؒ کا قطب الاقطاب جہان سے جاکر جسمی ملاقات کرنا

انہیں ایام کے حالات میں سے نواب وزیر الدولہ صاحب مرحوم اپنی وصایائے وزیری میں لکھتے ہیں کہ ایکروز اپنے حجرہ میں بیٹھے ہوئے سید صاحبؒ کے خیال مبارک میں گذرا کہ نہ معلوم اس زمانہ کے قطب الاقطاب جہان کون بزرگ ہیں۔ یہ خیال کرکے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی کہ اُس بزرگ کا مجھ پر حال کھولدے اور اُنکی زیارت سے مجھ کو مشرف کرے۔ یہ دعا قبول ہوگئی

رحم اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے ہوا کو حکم دیا کہ معہ بستر آپ کو آناً فاناً اُس بزرگ غوث الاقطاب کے مسکن پر پہنچا دے چنانچہ آپ بہت سے ممالک اور پہاڑوں اور جنگلوں کا تماشا دیکھتے ہوئے ایکدم میں ملک شام میں پہونچ گئے۔ وہاں جاکر آپ نے دیکھا کہ وہ بزرگ قطب الاقطاب جہان ایک جوان نہایت شکیل لیش خوردہ نورانی چہرہ حسینی سید ایک چھوٹی سی نہر کے کنارہ پر جوان کے مکان کے متصل تھی اپنے چند مریدوں کو ساتھ لیے ہوئے باہر بیٹھے ہیں۔ مگر طرفہ یہ کہ وہ بزرگ سید صاحب کیطرف بظاہر بالکل مخاطب ہوئے۔ تب زبان قلب اور مکاشفہ سے آپ نے اُس بزرگ سے کہا کہ مجھ کو تمہاری ملاقات سے سوائے حصول رضامندی باریتعالی کے اور کچھ مقصود نہیں ہے اور نہ آپ کے فیض کا میں طالب ہوں خداوند تعالی کا فضل مجھ پر بھی بہت ہے مگر باایں ہمہ بھی وہ بزرگ کچھ متوجہ نہ ہوئے اسلیئے سید صاحب کو اس عدم التفاتی سے گونہ رنج ہوا سو اُس رنج کے عوض ایک اور تازہ کرامت اور انعام بے اندازہ جناب باریتعالی سے سید صاحب کے حال پر یہ ہوا کہ اُس گھڑی چالیس اشخاص غیبی بطور موکل نظر خلقت سے پنہاں اور آپ کے سامنے عیاں آپکی خدمت میں تعینات ہوگئے اور یہ اشخاص غیبی اُس شخص کے ساتھ تعینات رہتے ہیں جسکو مرتبہ قطب الاقطاب کا عنایت ہوتا ہے۔ خیر بعد اس انعام تازہ کے جسطرح رب العزت آپ کو وہاں لیگیا تھا اسیطرح واپس لے آیا۔ کچھ عرصے کے بعد پھر بطریق مذکورہ اللہ رب العزت دوبارہ آپ کو اُس قطب الاقطاب جہان کے پاس لے گیا اور اس دفعہ اُس غوث زمان کو سید صاحب کے مرتبے کی اسطرح پر اللہ رب العزت نے خبر کردی تھی کہ بعد تمہاری وفات کے سید صاحب ہی مسند آرائے اُس عہدہ جلیلہ قطب الاقطاب جہان کے ہونگے۔ اس سبب کر اس مرتبہ یہ غوث زمان بہت اخلاق اور آداب سے سید صاحب سے ملے اور آپ کے روبرو اُس بزرگ نے عظمت باری تعالی جلشانہ کی اس وضاحت کے ساتھ بیان کی کہ جس کے ذکر سے تقریر عاجز اور جس کی تحریر سے قلم قاصر ہے۔ اور جب اس وقوعہ کے چند سال بعد سید صاحب ملک خراسان کو تشریف لے گئے تو اُن پہاڑوں اور میدانوں کو دیکھ کر آپ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں پہاڑوں اور میدانوں کے اوپر سے اُس سفر ملک شام میں میرا گذر ہوا تھا۔

انہیں ایام قیام دہلی کا ذکر ہے ایک روز لباس فاخرہ آپنے زیب تن فرماکر اُسکو دیکھ کر بہت مسرور اور محظوظ ہوئے۔ اُسیوقت عتاب الہی آپ کی طرف متوجہ ہوکر تادیباً ارشاد ہوا کہ اُن نعمائے باطنی کو جو ہم نے تجھ پر مبذول فرمائی ہیں فراموش کرکے کسواسطے اس ادنی نعمت پر جو جلد زوال پذیر ہے تو اسقدر خوش ہوا۔ بمجرد دریافت اس خطاب پر عتاب کے آپ کو طبعی نفرت اُس لباس باعث عتاب سے ہوگئی اور فوراً بدن مبارک سے اُسکو علیحدہ کردیا۔ اور بہت ندامت آپ کے قلب صافی میں جائے گیر ہوکر بعد استغفار آپ نے عزم کیا کہ بقیہ عمر پھر ایسا لباس نہ زیب تن فرمائینگے

انہیں ایام کا ذکر ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے مولوی محمد اسحق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب کو بھی واسطے استفادہ علوم باطنی کے سید صاحب کی خدمت میں روانہ فرمایا۔ مولوی محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی توجہ کی تاثیر مثل ہلکے سے مینہ کے ہوتی ہے جس کی چھوٹی چھوٹی بوندیں ہوتی ہیں اور سید صاحب کی تاثیر توجہ مثل نوہاروں کے پھکنی کے ہوا کرتی تھی جو فوارہ کیطرح قلب پر پڑتی ہے۔ اور اُسی توجہ سے دونوں قلبوں کو ایسا اتصال ہوتا تھا کہ ہمارے قلب سید صاحب کے قلب سے مضامین سنا کرتے تھے۔

سید صاحب کا باجازت شاہ صاحب واسطے ہدایت کے بیرونجات میں تشریف لیجانا

جب اس مرتبہ ایک مدت آپ کو دہلی میں گذر گئی اور بہت سی خلقت نے آپ سے فیض اُٹھالیا تو اُسوقت بیرونجات کے قصبوں اور شہروں سے صدہا آدمی معہ خطوط آپ کے بلانے کو آنے لگے اور عرض کیا کہ ہم چند آدمی دہلی میں کرآپ سے

فیضیاب ہوسکتے ہیں۔ مگر ملنے ہزار ہا خویش واقارب اور عورات اور اطفال حضور کے اُس فیضِ عام میں شریک نہیں ہوسکتے تب آپ نے دو تین مراسلات بحضور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے پیش کرکے اجازت سفر بیرونجات کی چاہی۔ اس وقت مولانا ممدوح نے نہایت شادان و فرحاں ایک شال سیاہ اور ایک پیراہن سفید کہ ملبوس خاص شاہ صاحب موصوف کا تھا اپنے دستِ مبارک سے سید صاحبؒ کو پہنا کر رخصت سفر کی دی۔ آپ دہلی سے روانہ ہوکر سب سے پہلے قصبہ پھلت میں کہ جہاں خویش واقارب شاہ ولی اللہ و شاہ اہل اللہ صاحب کے رہتے تھے تشریف لیگئے۔ اُس خاندان کے سب لوگ چھوٹے بڑے مرد عورت آزاد غلام سب آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور ہر قسم کی شرک و بدعت سے توبہ کرکے موحد متبع سنت بنگئے اور اسکے بعد مظفر نگر اور لہاری و سہارنپور دگنگوہ مکتیسر و رام پور و بریلی و شاہجہان پور وغیرہ تمامی شہر اور قصبات میانِ دوآب میں دورہ کرکے خلائقِ کثیر کو اپنا راہ راست پر لائے اور بیعت سے مشرف فرمایا +

بمقام کویل اکبر علیخان کا بارادہ قتل آکر مرید رشید ہوجانا

اسی سفر میں جب آپ بمقام کویل رونق افروز تھے۔ ایک طالب علم اکبر علیخان نام شاگرد مفتی شرف الدین رامپوری نے سید صاحبؒ کے قتل کا ارادہ کرکے قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آپ کے پاس اندر آنا چاہا۔ ابھی اُسکے اندر آنے کی طلب اجازت کے واسطے آپکو اطلاع بھی نہ کی گئی تھی کہ آپنے بالہامِ غیبی اہالیان مجلس سے فرمایا کہ اسوقت ایک شخص مع قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آتا ہے کوئی اُس سے متعرض نہ ہوئے اور اُسکو اندر آنے دو۔ خیر تھوڑی دیر بعد وہی آدمی مسلح اندر آیا اور آپ کے روبرو بیٹھ گیا۔ اور بعد مزاج پرسی اُسنے عرض کیا کہ آپسے میری کچھ سوال ہیں آپنے فرمایا بھائی شوق سے پوچھو۔ اِس ارشاد کے ساتھ ہی اُسکے تمام بدن میں رعشہ پیدا ہوگیا تھر تھر کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا خانصاحب خیر تو ہے اِس فرمانے سے اَور تھرتھراہٹ بڑھ گئی اور زبان میں لکنت پیدا ہوگئی آخرالامر اُس نے قرابین وغیرہ زمین پر کھولکر رکھ دی اور ہاتھ پھیلا کر آپسے بیعت کی اور بعد بیعت کرنے کے عرض کیا کہ میں بارادہ قتل حضرت کے حاضر ہوا تھا مگر حضرت کے روبرو بیٹھ کر میرا ارادہ بدل گیا۔ اب میں آپ کا بے دام غلام ہوکر کفش برداری میں حاضر ہوں۔ بعد بیعت کے یہ شخص ہمیشہ خدمت شریف میں حاضر رہا اور ملک خراسان میں آپکے ساتھ ہی گیا اور وہاں پہلی ہی جنگ میں جو بُدھ سنگھ سکھوں کے جرنیل سے مابین پشاور اور پنجتار کے ہوا تھا یہ بہت سے دشمنوں کو فی النار کرکے شہید ہوا اور اپنی مراد کو پہونچا +

طرق سلوک و طریقہ محمدی میں بیعت لینے کی

مولوی مرتضی خان صاحب کہتے ہیں کہ جن ایام میں آپ رام پور تشریف رکھتے تھے وہاں بھی ہزارہا خلقت آپسے فیضیاب ہوئی۔ آپ کا دستور تھا کہ بآواز بلند طریقہ چشتیہ اور قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ میں اوّل بیعت لیکر پھر طریقہ محمدیہ میں بیعت لیتے تھے۔ ایکروز حکیم عطاء اللہ خان برادر حکیم غلام حسین خان نائب والیے رامپور نے سید صاحبؒ سے پوچھا کہ آپ اوّل چاروں طرقِ سلوک میں بیعت لیکر پھر طریقہ محمدیہ میں بیعت لیتے ہیں اسمیں بھید کیا ہے۔ اگر یہ سب طرق سلوک طریقہ محمدیہ سے ہیں تو پھر دوبارہ طریقہ محمدیہ میں بیعت لینے کی کیا ضرورت ہے؟ تو اُسکے جواب میں سید صاحب نے فرمایا کہ اسمیں بھید یہ ہے کہ طریقہ چشتیہ اور قادریہ کے شغل اشغال ہم اسطرح بتایا کرتے ہیں کہ ذکر جہر اسطرح سے کرو اور ضرب یوں لگاؤ اور نقشبندیہ اور مجددیہ کے شغل اشغال میں سکھاتے ہیں کہ ذکر خفی اسطرح پر کرو اور یہ لطیفہ قلب ہے اور یہ لطیفہ روح

وعلیٰ ہذا القیاس - اور ان طریقوں کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور باطن کے ہے نہ بطور ظاہر کے - اور طریقہ محمدیہ ہم اسطرح پر سکھلاتے ہیں کہ نکاح اس نیت سے کرو کہ بسبب اس نکاح کے فسق و فجور سے محفوظ رہونگا اور اس نکاح سے اولاد صالح پیدا ہوگی اور علم سیکھے گی اور لوگوں کو سکھلاویگی اور نیک عمل کریگی اور میرے واسطے بعد میرے مرنیکے دعا کیا کریگی اور کھیتی و تجارت اور نوکری وغیرہ اس نیت سے کرو کہ اس سے روزی حلال کماکر جورو بچوں کا نفقہ ادا کرونگا میں خود روزی حلال کھاؤنگا - حرام خوری سے بچونگا - اس نیت سے اسکا چلنا پھرنا اور سفر کرنا سب عبادت ہو جاتا ہے - اور جب رات کو سوؤ تو یہ نیت کرو کہ سویرے اسواسطے سوتا ہوں کہ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھونگا اور نماز صبح اول وقت جماعت سے ادا کرونگا - بیوی سے خلوت اس نیت سے کرو کہ اسکا حق ادا ہو - کپڑے اس نیت سے پہنو کہ ستر ڈھکے اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا ہو اور کھانا اس نیت سے کھاؤ کہ اس سے بدن میں طاقت آویگی تو نماز پڑھونگا اور سفر حج اور جہاد کا کرونگا اور کھیتی نوکری وغیرہ کرکے نفقات واجب ادا کرونگا - اور علم اس نیت سے پڑھو کہ اس سے احکامات الٰہی اور فرض وغیرہ کو معلوم کرکے اسکے مطابق عمل کرونگا لوگوں کو سکھلاؤنگا - پیر کا مرید اسواسطے ہو کہ اس سے اللہ کی راہ سیکھونگا وعلیٰ ہذا القیاس - اور نسبت اس طریقہ محمدیہ کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور ظاہر شریعت کے ہے ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا" یہ جواب باصواب سنکر حکیم صاحب نے عرض کیا کہ اب میں سمجھا بیشک طریقہ محمدیہ ہی ہے اور آپ کا طریقہ محمدیہ میں بیعت کرنا بجا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چار مشہور طرق طریقت میں آپ کا اول بیعت لینا اور توجہ دینا محض بطور حکمت واسطے رجوع کرنے خلائق کے تھا ورنہ آپ کی اصل تعلیم اور دلی دعوت طرف طریقہ محمدیہ کے تھی جس کی سب سے اخیر میں آپ بیعت لیتے تھے +

ایک دیوانہ کا آپ کی دُعا سے صحت عاجل پانا

وہی مورخ لکھتے ہیں کہ کٹی بازخان نام ایک شخص ساکن رامپور چھ مہینے سے دیوانہ ہوگیا تھا ننگا ہوکر رات دن بکتا پھرتا تھا اور کسی علاج معالجہ سے اسکو کچھ افاقہ نہ ہوتا تھا - ایکدن اس کے ورثا اسکو چارپائی پر باندھ کر سید صاحب کے حضور میں لے آئے - چارپائی پر بندھا ہوا بھی اچھلتا کودتا اور گالیاں دیتا تھا - سید صاحب نے اسکو دیکھ کر تھوڑا پانی منگوایا اور اسمیں سے کچھ پیکر باقی پانی اس دیوانہ کو پلوا دیا - جسوقت وہ پانی اس کے حلق کے نیچے اترا اسیوقت اسکے ہوش وحواس قائم ہوگئے تب اسکی مشکیں کھولدی گئیں اور وہ اپنے پاؤں سے چلکر اپنے گھر کو چلا گیا +

وہی مورخ خود اپنا حال لکھتا ہے کہ میں سید صاحب کے ساتھ ایکروز بیٹھا ہوا ایک مجلس میں کھانا کھا رہا تھا اسوقت میرے دل میں خیال آیا کہ میرے والد کی نواب صاحب بہت تعظیم تکریم کرتے تھے اور اپنے پاس بٹھلاتے تھے اور اب جب میں نواب صاحب کے پاس جاتا ہوں تو میری بات بھی نہیں پوچھتے - مگر اللہ رب العزت نے اسیوقت ان میرے دلی خیالات پر سید صاحب کو آگاہ کردیا - آپ نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جب تم کسی کے پاس جایا کرو تو فلاں سورت قرآن مجید کی پڑھ لیا کرو تب وہ امیر تمہاری بہت تعظیم وتکریم کیا کریگا - پس اس تاریخ سے حسب فرمودہ سید صاحب کے جب میں وہ سورت پڑھ کر نواب صاحب کے پاس جاتا ہوں تو مثل میرے والد کے میری تعظیم تکریم کرتے ہیں - بلکہ مجھ کو اپنے سے علیحدہ ہونے نہیں دیتے +

آپ کے مخالفوں پر رامپور میں آفت آنا

پھر وہی مولف لکھتا ہے کہ سید صاحب کے تشریف لانے پر جامع مسجد رامپور میں بڑا اژدحام خلائق ہوا - بعد نماز جمعہ کے

مولوی عبدالحی صاحب نے وعظ کہنا شروع کیا - چونکہ وعظ میں صرف قرآن و حدیث کا بیان تھا لوگوں پر بہت اثر ہوا
بعد وعظ ایک شخص شاگرد مولوی عبدالرحیم صاحب کا اور دو شخص شاگرد مفتی شرف الدین صاحب کے مولوی عبدالحی صاحب
سے بحث کرنے لگے اور بحث اِس بات کی تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہو ہوتا تھا یا نہیں - مولوی عبدالحی صاحب نے
جواب دیا کہ جو باتیں متعلق شناخت احکام اسلام اور امور وحی کے تھیں اُن میں حضرت صلعم کو ہرگز سہو نہ ہوتا تھا - مگر بعض
افعال عبادت میں کبھی کبھی آپ کو سہو ہوا ہے - بعد سُننے اِس جواب کے مخالفوں نے اس کی کچھ تردید بیان کی -
پھر مولوی صاحب موصوف نے اُنکی دلیل کو رد کیا - پھر اُنہوں نے کچھ اور دلیل پیش کی اُسکو بھی مولوی صاحب نے
باحسن الوجوہ قطع کر دیا - اِس عرصہ میں شیرِ خدا مولوی اسمٰعیل صاحبؒ شہید بھی وہاں تشریف لے آئے - اُسوقت
اُن مخالفوں نے ایک تیسری دلیل عرض کی تو مولوی عبدالحی صاحب نے اُن کی ہٹ دھرمی اور بیجا تعصب کو دیکھکر
فرمایا کہ بھائیو جو قرآن و حدیث میں آیا ہے وہ ہم تمکو بتلا چکے اب تم کو اختیار ہے چاہو مانو یا نہ مانو اُسوقت سید
صاحب نے اُن مخالفوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھائیو میری طرف متوجہ ہو میں تم کو سمجھائے دیتا ہوں - اُن لوگوں
نے کہا کہ آپ صاحبزادے ہیں اور یہ علمی تقریر ہے آپ کیسے سمجھا دینگے - اِس عرصے میں نماز عصر کی تکبیر ہو گئی اور بعد نماز
کے وہ مخالف چپ چاپ چلے گئے - لیکن بعد تشریف بری سید صاحبؒ کے وہ تینوں طالب علم غضب الٰہی میں مبتلا
ہوکر تھوڑی عرصے میں تباہ اور برباد ہو گئے - تب میں نے جانا کہ بوجہ مقابلہ حق اور بے ادبی مرشد برحق کے انپر عذاب الٰہی نازل ہوا
وہی مولف لکھتے ہیں کہ مولوی غلام جیلانی صاحب جو اکابر علماء رامپور سے تھے سید صاحبؒ سے بیعت کر کے
ہر طرح کے فیض سے فیضیاب ہوئے اور رامپور کی خلافت بھی سید صاحبؒ نے انہیں کو دی تھی - جب مولوی غلام جیلانی
صاحب پر نزع کی حالت پہونچی تو اُنہوں نے آثار رحمتِ الٰہی کے دیکھ کر مجمع عام میں فرمایا تھا کہ سید صاحبؒ کے
ہاتھ پر بیعت کرنا اسوقت میرے کام آگیا - اور میں اپنی مراد کو پہنچگیا اور اِس گفتگو کے تھوڑی دیر بعد مولوی غلام جیلانی
صاحب کا انتقال ہو گیا ۔

ولائتیوں کی زبانی سکھوں کا ظلم سُنکر آپکا ارادہ جہاد سکھوں پر کرنا

وہی مؤلف لکھتے ہیں کہ جن ایام میں سید صاحبؒ رامپور میں رونق افروز تھے کئی ولائتی افغان رامپور میں آئے
اور اُنہوں نے ایک بڑا دردانگیز قصہ سید صاحبؒ کے روبرو اسطرح بیان کیا کہ ہم اپنے اثناءِ راہ ملکِ پنجاب میں ایک
کنوئیں پر پانی پینے کو گئے تھے ہمنے دیکھا کہ چند سکھنیاں یعنی سکھوں کی عورتیں اُس کنوے پر پانی بھر رہی ہیں ہم
لوگ دیسی زبان نہیں جانتے تھے ہمنے اپنے مونہوں پر ہاتھ رکھ کر اُن کو اشاروں سے بتلایا کہ ہم پیاسے ہیں ہمکو پانی
پلاؤ - تب اُن عورتوں نے اِدھر اُدھر دیکھ کر پشتو زبان میں ہم سے کہا کہ ہم مسلمان افغان زادیاں فلانے ملک اور
بستی کے رہنے والی ہیں - یہ سکھ لوگ ہم کو زبردستی پکڑ لائے اور سکھنیاں بنا کر اپنی جوروئیں کر لیا ہے - یہ سُنکر ہم کو
بہت رنج ہوا کہ مسلمان عورتیں جبراً اسطرح سے کافر بنائی جاویں - اے سید صاحب آپ ولی اللہ ہو کچھ ایسا
فکر کرو کہ اِنکو اُنکے اِس کفر سے نجات ملے - تب سید صاحبؒ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب سکھوں سے جہاد کرینگے
پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ رامپور میں سید رفیع الدرجات نام ایک بڑا شاعر تھا میں نے اُس سے کہا
کہ ہمارا شجرہ نظم کر دو تب اُسنے کہا کہ اگر آپ کسی اَور کے مرید ہوتے تو میں آپکا شجرہ ضرور نظم کر دیتا مگر آپ سید صاحب
کے مرید ہو اسواسطے بلا حکم و اجازت سید صاحب کے میں آپ کا شجرہ نظم نہیں کر سکتا - میں نے سید صاحبؒ سے
یہ سارا حال بیان کر کے شجرہ کے نظم کرنے کی اجازت چاہی - تب سید صاحبؒ نے فرمایا کہ اے پٹھان بھائی آدمی کو

معتقد کامل ہو کہ یہ جان لے کہ میں فلاں شخص کا مرید ہوں اور وہ فلاں شخص کے مرید تھے۔ کچھ شجرہ کا وظیفہ کرنا ضرور نہیں ہو جتنی دیر تم شجرہ کا وظیفہ کروگے اُتنی دیر اللہ کو یاد کر لیا کرو۔

مؤلف مخزن احمدی مؤلف پھر خود اپنا حال لکھتا ہو کہ ایک مرتبہ بمقام رام پور بعارضہ تپ لرزہ میں سخت بیمار ہوا۔ بیماری یہاں تک بڑھی تھی کہ میرے عزیزوں کو میری طرف سے مایوسی ہوگئی تھی۔ اُس حالت مایوسی میں میں نے ایکدن سید صاحبؒ کو خواب میں دیکھا کہ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تو اتنے ہی صدمہ سے گھبرا گیا جا انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتہ کو تپ لرزہ جاتا رہیگا سو بموجب فرمانے سید صاحب کے میں اُسی دن اچھا ہوگیا۔ اپنی صحت یابی کے بعد جب میں سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ ساری کیفیت بیماری اور خواب اور صحت کی آپ سے بیان کی اور پوچھا کہ اس کیفیت کی آپ کو خبر ہو گئی تھی آپ نے با واز بلند اُسکے جواب میں فرمایا کہ مجھ کو اسکی کچھ خبر نہ تھی مگر یہ بات جان لو کہ جس کسی شخص کا اعتقاد کامل کسی شخص سے ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اُس شخص کی صورت مثالی بنا کر خواب میں بلکہ بعض وقت بیداری میں بھی اُس معتقد کو خوشخبری سنوا دیتا ہے۔ یہ سب اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے۔ رام پور سے رخصت ہو کر آپ ممالک بیان دواب میں ایک خلقت کثیر کو راہ راست پر لائے۔ مگر چونکہ شرک اور بدعت اُسوقت لوگوں کے رگ و ریشہ میں بیٹھا ہوا تھا آپ کے مخالف ہو کر جانی دشمن بھی ہوگئے تھے۔

ایک رسالدار کا بہ ارادۂ قتل آکر آپکا مرید رشید ہو جانا

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہو کہ اسی شرک و بدعت کے جھگڑے پر ایک رسالدار کو سید صاحب سے قلبی عداوت ہوگئی تھی۔ وہ ہمیشہ سید صاحب کے قتل کرنے کی فکر میں رہتا تھا۔ مقام فتحپور ہنسوا رسالدار مذکور مسلح ہو کر بہ ارادۂ قتل سید صاحب مدظلہ آپ کے مکان پر آیا اور ایسا جوش میں بھرا ہوا تھا کہ اُسنے آپکے دروازہ پر پہونچنے کے ساتھ ہی اندر گھسنا چاہا تاکہ فوراً آپ کا کام تمام کر دے۔ سید صاحبؒ کے ہمراہی لوگوں کو بھی اُسکی عداوت اور ارادہ کا حال معلوم تھا۔ سید قاسم نصیر آبادی جو آپ کے قرابتداروں میں سے تھے سید صاحب کے دروازہ پر مسلح ہو کر اس ارادہ سے کھڑے تھے کہ جب وہ رسالدار یہاں آکر اندر جانیکا قصد کریگا تو میں اُسکو یہیں قتل کر دونگا۔ اپنے ساتھ والوں کے ارادہ کی خبر سید صاحب کو ہوگئی تھی فوراً اپنے حجرے سے باہر تشریف لے آئے اور سید قاسم کو گھڑک کر فرمایا کہ اُس پر کوئی مزاحمت نہ کرو بلا تکلف اندر آنے دو۔ اُنھوں نے بہ تعمیل حکم اُس جوش و خروش میں اُسکو اندر جانے دیا۔ غرض وہ اندر پہونچا اُسوقت سید صاحبؒ تنہا بیٹھے تھے۔ رسالدار کے اندر پہونچنے کے ساتھ ہی سید صاحب نے اوّل اُسکو سلام علیک کہا اور فرمایا کہ رسالدار صاحب بہت مدت کے بعد تشریف لائے اور پھر اُٹھ کر بہت شفقت سے معانقہ اور مصافحہ کیا۔ معانقہ کرنے کے ساتھ ہی وہ شخص بیہوش ہو کر گر پڑا اور بہت دیر تک بیخود

لہ چنانچہ اور اولیاء کرام مثل عبدالقادر گیلانی رح اور شیخ احمد مجدد الف ثانی رح کے خالص عقیدتمندوں کو بھی ایسا ہوا لیکن جو نسبت اس عقیدہ کے جو سید صاحبؒ نے ارشاد فرمایا۔ اور اعتقاد رکھنا اور ارواح اولیاء کو حاضر ناظر جاننا اُن سے مرادیں مانگنا نفع و نقصان کا مالک سمجھنا یہ صریح شرک ہو۔ بڑے افسوس کی جائے ہو کہ حضرات اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو ایسی ہدایتیں کریں اور اپنی تصنیفات میں جا بجا عقیدۂ شرک سے بچنے کی تاکید فرمادیں اور ایسے کلمات سے بھی جن سے شرک جلی یا خفی (کچھ ہی ہو) پایا جاوے منع فرمادیں۔ چنانچہ قاضی القضاۃ ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہٗ ارشاد الطالبین میں ارشاد فرماتے ہیں "چنانچہ جہال میگویند کہ 'یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ' و 'یا خواجہ شمس الدین پانی پتی' جائز نیست انتہیٰ) اسپر بھی نادان اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئیں تو انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وما علینا الا البلاغ - ۱۲ امجد علی عفی عنہ

پڑا ہوا تھا جب اسکو کچھ ہوش آیا تو تمامی ہتھیار کھولکر پھینکدیئے اور دست بستہ ہو کر عرض کی کہ فدوی کا ارادہ تو ہے تھا مگر اب اس ارادہ سے توبہ کر کے آپ کے غلاموں میں داخل ہوتا ہوں۔ ہاتھ پھیلا کر سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ کے جاں نثاروں میں داخل ہو گیا۔ جو کوئی عالم فاضل یا عامی جسکے نصیب میں سعادت لکھی تھی۔ اگر آپ کی بیعت سے انکار کرتا یا راہ مخالفت کی اختیار کرتا تو اللہ تعالیٰ آپ کے فضائل ہی اسکو معلوم کرا دیتا (بیسیوں آدمیوں کو (میرٹھ اور دیوبند اور سہارنپور وغیرہ میں) اللہ تعالیٰ نے خواب میں آپ کے فضائل سے مطلع کر کے آپ کی بیعت میں داخل ہونے کی راہ آسان کر دی تھی۔ چنانچہ اس قسم کے بیسیوں واقعہ مولانا نے لکھے ہیں جن کو میں نے بخوف طوالت ترک کر دیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

ساٹھے کے قحط میں سید صاحب کے قافلہ پر برکت کا نازل ہونا

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ اسوقت ہندوستان میں ساٹھا یعنی سمت ۱۸۶۰ بکرم کا سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ دکھن میں مرہٹوں اور انگریزوں میں جنگ ہو رہی تھی۔ پنجاب میں رنجیت سنگھ کا ظلم اور تعصب برسر زور تھا۔ ایک روپیہ کا پانچ سیر اناج بمشکل ہاتھ آتا تھا۔ مارے بھوک کے خلقت اپنی اولاد کو بیچ رہی تھی۔ مگر اسوقت بھی سید صاحب کے ساتھ ایک سو آدمیوں سے زیادہ کھانا کھاتے تھے۔ مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ و خزانچی کو سید صاحب کا یہ حکم تھا کہ سب بھائیوں کے واسطے ایک ہی قسم کا کھانا ایک ہی جگہ پکایا جائے اور بعد پکانے کے بڑے بڑے کونڈوں میں اسکو نکالکر چادر سے ڈھک دیا جاوے۔ اسوقت سید صاحب تشریف لاکر سب کھانے کو اپنے دست مبارک سے چھو کر یہ دعا مسنونہ اَللّٰهُمَّ زِدْ فِيْهِ وَبَارِكْ فِيْهِ پڑھتے تب بحصہ برابر ہر ایک بھائی کو کھانا تقسیم ہو جاتا یا بڑے بڑے چوڑے برتنوں پر دس دس اور بیس بیس آدمی اکٹھے ایک ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے۔ بوجہ سختی قحط کے کھانا اگرچہ تھوڑا ہوتا تھا مگر اسمیں ایسی برکت ہوتی تھی کہ سارا قافلہ سیر ہو کر کھا لیتا پھر بھی بہت سا کھانا بچ رہتا یا برابر ہو جاتا تھا۔

اپنے بھائی اسحاق صاحب کی خبر وفات سنکر آپکا بریلی کو جانا

آپ اسی دورہ میان دوآب میں تھے کہ آپ کے مکان رائے بریلی سے آپ کے بھائی سید اسحاق صاحب کی وفات کی خبر آپ کو پہونچی۔ اب سید صاحبؒ کو واسطے ۱۰۶ عذر خواہی اپنے خویش و اقربا کے رائے بریلی جانے کی ضرورت ہوئی۔ اسواسطے یہاں سے بجانب وطن آپ نے مراجعت کی +

صاحب مخزن احمدی لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ وطن میں تشریف لائے اسوقت بھی ساٹھے کا کال یعنی قحط ۱۸۶۰ بکرم موجود تھا۔ وطن میں آپ کے ساتھ قریب ستر اسی آدمی کے تھے اور پندرہ سولہ آدمی آپکے گھر کے عیال اطفال ہونگے۔ کل قریب ایک سو آدمیوں کا نان و نفقہ اسوقت آپ کے ذمہ تھا۔ وطن میں پہونچکر نذر نیاز معذرانہ کی آمد بھی بند ہو گئی تھی اور آپ کے گھر میں کچھ ایسا اثاثہ نہ تھا کہ جس سے اس انبوہ کثیر سو نفر روزانہ کا اہتمام ہو سکے۔ اس سبب سے ان ایام میں بہت تنگی سے گذران ہوتی تھی۔ آپ کے وطن میں پہونچنے کے بعد موسم برسات کا شروع ہو کر مینہ کا تار بندھ گیا تھا۔ ایک گھڑی بھی بارش بند نہ ہوتی تھی۔ گویا آسمان کے دروازے کھولدیئے گئے تھے۔ بسبب تنگی خرچ کے حضرت کے گھر اور مسجد میں چراغ بھی نہ جلتا تھا۔

قافلہ کی عسرت اور بارش بند ہونیکی دعا کا قبول ہونا اور غیب سے خرچ پہونچ جانا

مولوی سید محمد لکھتے ہیں کہ انہیں ایام عسرت میں مجھ سے صبر نہ ہو سکا قریب ایک پہر رات کے بسبب شدت بھوک کے میں

اپنے گھر سے باہر نکلکر مسجد میں آیا۔ اُسوقت سید صاحب مع چند مردمان خاص کے مسجد میں رونق افروز تھے۔ میں نے اسی حالت تاریکی میں مسجد والوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یارو کیا حال ہے۔ محمد اسمٰعیل شہید نے میری نزدیک آکے فرمایا کہ بیان تو تجلی نے رنگ نے اپنی روشنی کھلا رکھی ہے آؤ تم بھی اِس روشنی کا تماشا دیکھو۔ یہ فرماکر اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھلایا میں نے بیٹھ کر دیکھا کہ بلوا سب سعد اور شادمانی کے اہل مجلس پر کشادہ ہیں اور غم و اندوہ سے بالکل بیخبر۔ مگر مجھ میں مادہ حصول اُس سرور و شادمانی کا مطلق نہ تھا۔ میںنے تو مثل اندھوں کے بیٹھنے کے ساتھ ہی حضرت سید صاحب کا دامن پکڑ کر رونا شروع کیا۔ آپنے سبب اِس گریہ وزاری کا پوچھا میں نے عرض کیا کہ میرے بچے خورد سال اور میری عورت اُن خود تین سب بھوک سے مرے جاتے ہیں۔ آپ صابر شاکر اور متوکل ہو آپ پر اِس عسرت کا کچھ صدمہ نہیں ہے مگر ہم دنیادار بیتحمل اِس تکلیف کا نہیں ہوسکتا۔ آپ برائے خدا دُعا کیجیئے کہ دوتین روز کے واسطے بارش بند ہوجائے تو راستے کھل جاویں اور کھانے پینے کا سامان میسر آئے۔ اُسوقت سیّد صاحب نے ہنستے ہوئے اپنے یاروں سے مخاطب کر فرمایا کہ اِس خود رفتہ کے واسطے جو اضطرار کی حالت کو پہونچ گیا ہے دُعا کرو۔ غرض بموجب ارشاد سید صاحب کے سب یاروں نے دُعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے اور بکمال تضرع وانکساری دُعا کرنے لگے اور یار آمین کہتے جاتے تھے ایک ساعت آپ کے ہاتھ اُٹھائے گو نہ گذری تھی کہ تمامی ابر آسمان سے اُڑگیا اور چاند اور ستارے چمکنے لگے۔ جب آسمان کھل گیا تو حضرت مع اپنے یاروں کے سجدۂ شکر کرنے لگے۔ ابھی آپنے سجدہ سے سر نہیں اُٹھایا تھا کہ دو مسافروں نے دریائے سی کے (جو زیر مسجد بہتا تھا) پرلے کنارے سے آواز دینا شروع کیا کہ اے ملاحو کشتی لاؤ اور ہمکو پار اُتارو حضرت یہ آواز سنکر صحن مسجد میں تشریف لے آئے اور کنارے مسجد پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ بھائیو تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اُسکے جواب میں اُنہوں نے عرض کیا کہ ہم دو آدمی مرسلہ سید محمد یٰسین وارد غہ توپخانہ انگریزی مرید حضور کے ہیں اور واسطے بیعت کرنے کے حاضر ہوئے ہیں حضرت نے ایک ہوشیار آدمی جو فن ملاحی میں طاق تھا فوراً روانہ کردیا اُسیوقت اُن دونو آدمیوں کو پار لے آیا۔ وہ دونوں آدمی پانی سے بھیگے ہوئے تھے اُنہوں نے مسجد میں پہونچکر اور اپنے کپڑے بدلکر چند اشرفی مرسلہ سید محمد یٰسین اور کچھ روپے اپنی طرف سے نذر کر کے حضرت سے بیعت کی حضرت نے اُسیوقت مجھ کو بلاکر اور وہ روپے میرے حوالہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے بے صبر یہ لے اور اپنا کام چلا۔ میں نے عرض کیا کہ اِن روپیوں کو لیکر کیا کروں مجھ کو تو کھانا چاہیئے۔ تب حضرت نے دو آدمیوں کو تین چار روپے دیکر بازار کیطرف بھیجدیا اور وہ بازار سے کھچڑی لے آئے۔ غرض کھچڑی اُسوقت پکوائی گئی اور سب چھوٹے بڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ دوسری فجر کو جب میں مجلس مبارک میں حاضر ہوا تو حضرت نے میرا کان پکڑ کر فرمایا کہ اے بے صبر اب بھی کھانے کی حاجت ہے۔ میںنے عرض کیا کہ ایک ہفتہ تک تو آپ کی عنایت سے فارغ البالی ہوگئی آگے پھر خدا مالک ہے۔ تب آپنے فرمایا کہ اے پست ہمت تجھ کو تو اِن چند روپیوں کے سبب سے صرف ایک ہفتہ تک فارغ البالی ہوئی لیکن مجھ کو تو ساری عمر اُس رزاق مطلق کی رزاقی کے سبب سے فارغ البالی حاصل ہے۔ اگر ریگستان سندھ یا وادی عرب میں جہاں دانہ پانی کا نام و نشان بھی نہیں ہے ہفت اقلیم کے کل آدمیوں کو ساتھ لیکر رہوں تو بھی وہ رازق اپنے فضل سے آبادی سے زیادہ وہاں بھی ہم کو رزق پہونچاویگا۔ اسی کے مصداق مولوی مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہیں کہ ایکدفعہ سید صاحب نے فرمایا کہ اے لوگو کھانا پینا میری حیات کا سبب نہیں بلکہ یاد الٰہی میری زندگی کا باعث ہے۔ اگر میں یاد الٰہی سے ذرا بھی غافل ہوجاؤں تو ضرور میرا دم نکلجائے۔ اور یہ بھی لوگ روایت کرتے ہیں کہ باوجود تن و توش اور قوت اور شجاعت کے سید صاحب بہت ہی تھوڑا کھانا کھاتے تھے۔ اور بوجہ کم خوری کے آپ کی قوت اور صحت اور شجاعت میں کچھ فرق نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ رُوحی غذا یعنی یاد الٰہی جو باعث آپکی حیات اور قوت اور شجاعت کی تھی وہ آپ ہر وقت نوش جان فرماتے رہتے تھے +

ایک برکت کی تھیلی کا سینا

جب اس قحط سالی میں آپکے لوگوں کو تکلیف ہوئی اور بارہا نوبت فاقہ پہونچی تو آپ ایکروز بعد نماز صبح کے ایک کپڑے کا اور سوئی تاگا لیکر اپنے جدامجد حضرت علم اللہ قدس سرہ کی مسجد کی چھت پر تشریف لیگئے اور تن تنہا آپنے وہاں بیٹھ کر ایک تھیلی اپنے دستِ مبارک سے سی اور بعد زوال وہ تھیلی لیکر نیچے تشریف لائے اور مولوی محمد یوسف صاحب اپنے خزانچی کو وہ تھیلی حوالہ کرکے فرمایا کہ اس تھیلی کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھو اور جو نقد آجائے اسمیں ڈالتے رہو اور اُسکا حساب مت رکھو اور نہ کبھی اسکو جھاڑو اور نہ خالی کرو اور جسقدر منظور ہو بلا حساب اسمیں سے خرچ کرتے جاؤ۔ اللہ ربّ العزت برکت دیگا۔ صاحب مخزن لکھتا ہے کہ بعد تیار ہونے اُس تھیلی بابرکت کے آپکے ساتھیوں پر کبھی خرچ کی تنگی نہیں ہوئی۔ مولوی محمد یوسف صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اکثر اوقات دس پانچ روپیہ کے قریب تھیلی میں موجود ہوتے ہوتے تھے صدہا اور ہزار ہا روپیے مرۃ بعد اخریٰ اسمیں سے نکالکر خرچ کیے گر تھیلی کبھی خالی ہونے نہیں پائی۔

سید علم اللہ صاحب کی اولاد کیواسطے دُعا فراخی رزق کرنا

جب اسطرح پر آپکی ذات بابرکات سے برکتوں کا ظہور ہونے لگا تو ایکروز تمامی مردمان اولاد سید علم اللہ صاحب قدس سرہٗ جو آپ کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمنے اپنے آبا و اجداد سے سنا ہے اور اُسکا اثر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے جدامجد سید علم اللہ صاحب قدس سرہٗ نے ست دفعہ جناب باری میں یہ دُعا کی ہو کہ میری اولاد کو فقر اور تنگدستی میں رکھنا اور دُنیا کو اُن پر فراخ نہ کرنا تاکہ بوجہ فراخی دُنیا کے تیری نافرمانی میں نہ پڑجائیں۔ اور ہمارے خیالِ ناقص میں وہ دُعا حضرتِ مرحوم کی ہمارے حق میں قبول ہوگئی جس کی تاثیر سے ہم چند پشت سے برابر سخت فقر و فاقہ میں رہتے ہیں۔ اور آپ کا درجہ ربّ العزت کے حضور میں ہمارے جدامجد سے بڑھا ہوا ہے آپ برائے خدا ہمارے واسطے دُعا فرمائیں کہ ہماری تنگی فراخی سے اور عسر یسر سے بدل جاوے اور ہم اس فقر و فاقہ سے نجات پائیں۔ سید صاحب نے یہ ساری حقیقت سنکر فرمایا کہ ہمارے جدامجد کی یہ دُعا محض بنظر خیرخواہی ہم لوگوں کے اسواسطے تھی کہ ہم لوگ بہ سبب اختلاطِ دُنیا اور دُنیاداروں کے عتابِ الٰہی میں نہ پڑجاویں اور دُنیا کی فراخی (جیسا کہ اُسکا اثر ہے) ہم کو اللہ کی نافرمانیوں میں نہ ڈالدیوے۔ اگر تم سب جمع ہوکر یہ پکا عہد کرو کہ تم بدعات اور گمراہیوں اور رسوماتِ اہل ہند میں پڑکر اپنے کو موردِ عتابِ الٰہی کا نہ کروگے تو میں تمہارے واسطے فراخی رزق کی دُعا کروں۔ اُسیوقت کل مردمانِ برادری نے جمع ہوکر حسب فرمودہ حضرت کے پکا عہد پیمان کیا۔ تب حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز عصر کے اپنے جدامجد کے مرقدِ مبارک پر مع جمیع مردمانِ برادری کے تشریف لے گئے اور حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں تمہارے واسطے دُعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ پس بعد کرنے دُعا کے حضرت تشریف لے آئے۔ اور اس دُعا کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اُس کی قبولیت کا اثر ظاہر ہونے لگا۔ بہت سے آدمی آپ کی برادری کے حسب لیاقت خود سرکارِ لکھنؤ میں جاکر نوکر ہوگئے۔ اور یہی اُسی دُعا کا اثر ہے کہ بہت سے آدمی اولادِ سید علم اللہ صاحب قدس سرہ کے اسوقت بھی بڑے بڑے عہدوں پر سرکارِ ٹونک وغیرہ میں نوکر ہیں +

ایک شخص یار علی نام شیعہ نے حینِ قیامِ بریلی کے آپ پر جادو بھی کچھ کردیا تھا جس کے سبب سے قریب بیس دن کے آپ سخت علیل رہے اور کوئی علاج نافع نہ ہوا اُسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک روز اپنے صاحبزادے کو مع تشریف

معوذتین یعنی ہردو سورۂ اخیرۂ قرآن پڑھنے کا آپکو حکم دیا۔ اُسکے پڑھنے سے آپ کو صحت ہوگئی ॰

سیدؒ صاحب کا اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح ثانی کرنا

سید محمد اسحاق صاحب آپ کے برادر کلاں کی وفات کے بعد اُنکی بیوہ بموجب رواج خاندان شرفاء ہند نکاح ثانی کرنے سے متنفر تھیں کیونکہ ایک مدت دراز سے یہ رسم قبیح ہندوؤں کے شرفاء اہل اسلام میں جاگھسی تھی۔ بیوہ کا نکاح ثانی کرنا خلاف شرافت اور باعث کمال بے شرمی کا سمجھا جاتا تھا۔ اب سید صاحب کو منظور ہوا کہ اوّل اس رسم مسنونہ کو اپنے گھر میں جاری کرکے پھر سارے ہند میں پھیلادیں۔ مگر چند صدیوں گذشتہ سے یہ رسم موقوف ہوکر بجائے صواب اُسکے عیب لوگوں کی نظروں میں جاگزیں ہوگئے تھے۔ اس امر مسنون کو ایک رذیل پن شمار کیے ہوئے تھے جب آپنے اپنی بھاوجہ صاحبہ کو اس کی ترغیب دی تو اُنہوں نے اوّل منظور نہیں کیا۔ آپ اسی کوشش و فکر میں تھے کہ آپنے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا بھاری گٹھہ لکڑیوں کا ہے اور بہت سے آدمی اُسکو ملکر اُٹھانا چاہتے ہیں مگر بوجہ گرانی اور ثقل کے کوئی اُسکو اُٹھا نہیں سکتا۔ اُس جگہ وہ بیوہ محترمہ بھی موجود تھیں سید صاحبؒ نے بعجز و انکسار اُن سے کہا کہ اگر ذرا تم مدد کرو تو میں اِس بوجھل گٹھے کو اُٹھاکر گھر میں لیجاؤں۔ اوّل تو بوجہ زیادہ بوجھل ہونے کے اُس مخدومہ نے انکار کیا مگر آخر کار بسبب منت وزاری سید صاحب کے اُنہوں نے منظور فرماکر اُس گٹھہ کو اُٹھوادیا اور دونوں صاحب یعنی سید صاحبؒ اور اُنکی بھاوجہ شریفہ اُسکو اُٹھاکر گھر میں لیگئے۔ اِس خواب کی صبح کو بعد ادائے نماز فجر کے حضرتؒ نے مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ اور مولوی عبدالحئیؒ صاحب کو بلاکر فرمایا کہ آج توجہ دینا اور سب دوسرے کام موقوف رکھو میں نے آج کی رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے جسکی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنی کوشش میں کامیاب ہوکر اِس رسم قبیح کو اُٹھوادونگا۔ اسکے بعد آپ اپنے دولتخانہ میں تشریف لیگئے اور سب عورات برادری کو جو پہلے سے آپکی بیعت سے مشرف ہوچکی تھیں جمع کرکے بہت دیر تک وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔ خلاصہ اُس وعظ کا یہ ہے آپ نے فرمایا کہ اے مومنات مسلمانی اِسی کا نام نہیں ہے کہ صرف زبان سے اپنے کو مسلمان کہنا اور گائے کا گوشت کھانا اور ختنہ کرنا۔ اور مسلمانوں کی مروجہ رسموں کو ادا کرنا اور اُنکی مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہونا بلکہ مسلمانی اسکا نام ہے کہ تمامی احکامات الٰہی کی دل وجان سے تعمیل کرنا یہانتک کہ اگر خلیل اللہ کی طرح ذبح فرزند کا حکم بھی ہووے تو بھی بخوشی و خورمی اُسکو بجالانا۔ شریعت میں جو چیزیں منع ہیں اُن سے بچنا اور دور رہنا اور اگر کسی منہیات شرعی کا دل میں خیال بھی آوے تو مدتوں تک اُس سے توبہ و استغفار کرنا۔ چنانچہ اُنہیں احکامات الٰہی میں سے ایک نکاح ثانی بیوہ کا ہے خاصکر جبکہ بیوہ جوان ہو۔ اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ اِس فعل سنت کو ہندوستان والوں نے بہت قبیح مثل شرک اور کفر کے جان رکھا ہے۔ اِس وقت جو بیوہ نکاح ثانی کرلیتی ہے اُس کو بازاری کسبیوں کے ساتھ نسبت دیکر زانیہ اور فاسقہ اور قحبہ کا خطاب دیتے ہیں ایسے مسلمان سراسر آنکھوں سے اندھے اور زندہ درگور ہیں۔ اگر یہ فعل نکاح ثانی کا عیب ہے تو ازواج مطہرات رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (جن میں سوائے حضرت عائشہؓ کے سب نے آپ سے نکاح ثانی کیا تھا) معاذاللہ معیوب اور مطعون ہوتی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی خالہ شریفہ کی طرف جو حقیقی چچی بیوہ سید اسحاق صاحب کی تھیں مخاطب ہوکر بہت عاجزی اور انکساری سے فرمایا کہ آپ سے جہانتک ممکن ہو بیوہ بھاوج اسحاق صاحب مرحوم کو سمجھاکر اِس سنت مردہ کو زندہ کرادیں۔ اور آپنے فرمایا کہ یہ بھی آپ پر روشن ہے کہ میں تعمیل اِس عمل مسنونہ کی واسطے حظوظ نفسانی کے کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میرے گھر میں میری بیوی بکمال حسن وجمال وعصمت موجود ہے بلکہ

اس امر خاص میں مجھ کو منظور ہے کہ اجرائے اس سنت مردہ کا میرے گھر سے شروع ہو کر تمام ممالک ہند میں جاری ہو جاوے
چند لوگوں کے بعد حسب منشاء اس دیانت مستعد کے وہ مخدومہ مکرمہ نکاح ثانی پر راضی ہو گئی اور ملک ہندوستان
میں یہ سب سے پہلا نکاح بیوہ کا سید صاحب کے ساتھ ہوا - اس نکاح کے تیسرے روز آپ نے دو تین محرمان
راز نویس کو بٹھا کر ایک عریضہ بحضور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مشعر اطلاع اس نکاح ثانی اور جاری کرنے
اس سنت مردہ کے دہلی اور اسکے گرد و نواح میں اور ایک ایک خط اسی مضمون کا بنام جملہ خلفاء و مریدان خاص
ہر اطراف ہند میں تحریر کر کے روانہ کر دیئے - چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی بیوہ ہمشیرہ
کا (جو نہایت کبیر سن تھیں) مولانا عبد الحی صاحب سے نکاح ثانی ہوا - یہ دوسرا نکاح ثانی ہند کے شریف
خاندانوں میں ہوا - اسکے بعد تو ہزاروں رانڈوں کے نکاح ہو گئے - کہ اسوقت سے وہ سنت مردہ زندہ ہو کر
اب تک آپ کے مریدوں اور خادموں میں بدستور جاری ہے گو آپ کے مخالف اسوقت تک بھی اس نعمت سے محروم ہیں

نصیر آباد کے شیعوں کا بلوہ فرو کرنا

قصبہ نصیر آباد جو بریلی سے آٹھ کوس ہے اصل مسکن قدیم سید صاحب کے آباؤ اجداد کا ہے اور اس قصبہ میں چار محلے ہیں تین
محلوں میں حضرات شیعہ رہتے ہیں چنانچہ مولوی دلدار علی صاحب مرحوم مشہور مجتہد لکھنؤ اسی قصبہ کے باشندے تھے
اور ایک محلہ اہل سنت والجماعت سادات کا ہے - جب سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزارہا سنی اور شیعہ
اہل سادات سے آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے تو مولوی دلدار علی صاحب کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی
انہوں نے چاہا کہ کوئی ایسی چال چلیے جس سے بزور حکومت یہ انتشار ہدایت اس نواح سے بند ہو جائے - اس اثناء میں
کہ سید صاحب اپنے مکان پر بمقام بریلی مقیم تھے - محرم کا چاند نظر آیا اسوقت مجتہد موصوف نے اپنی مراد دلی کے
بر آنے کا موقع سمجھ کر اپنے توابعین شیعان ہر سہ محلہ نصیر آباد کو بتاکید تمام لکھ بھیجا کہ اس محرم میں جہاں
تک ہو سکے سنیوں کے محلے میں جا کر خوب تبرا کہو اور فساد مچاؤ - اور جو شخص تم کو مانع ہو اسکو بلا دریغ تہ تیغ
کر دو - بس ضرور ہے کہ سید احمد واسطے اعانت اپنے سنی بھائی بندوں کے نصیر آباد کو آویگا - تب میں اپنے
طور پر اس مقدمہ کو والیئے لکھنؤ کے گوش گذار کر کے سید احمد کا پورا بندوبست کر دونگا - شیعان نصیر آباد
نے یہ حکم اپنے مرشد کا پا کر سنیوں کے محلے میں پیغام بھیجدیا کہ آٹھویں تاریخ محرم ہمارے محرم اور گشت کا دن ہے
ہم اس روز تمہارے محلے میں سے نالاں و گریاں تبرا کہتے ہوئے با دف و چنگ و با آواز دہل و مردنگ گذرینگے
اگر تم کو سننا تبرا اور آواز دہل و مردنگ کا منظور ہو تو اپنے گھروں میں اسدن چپ چاپ بیٹھے رہو ورنہ ایک روز
کے واسطے مع زن و بچہ باغات شہر میں جا کر قیام کر لو ہمکو اس مضمون کا حکم مجتہد صاحب کا پہونچا ہے سو ہم اسکی
تعمیل ضرور کرینگے - اور جو کوئی شخص اسوقت ہمارا مزاحم یا معترض ہو گا ہم اسکو سزائے سخت دیویں گے - بیچارے
سنی اس خبر کو سنکر نہایت حیران ہوئے اور جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو انہوں نے ایک آدمی سید صاحب کی خدمت میں
بریلی روانہ کیا اور مجتہد کا حکم اور شیعوں کا ارادہ اور مضمون پیام مخالفین حضور کی خدمت میں کہلا بھیجا - سید صاحب
نے یہ سارا احوال سنکر اس قاصد کو بتاکید اکید کہدیا کہ ان کو کہنا کہ محلے میں ہرگز نہ آنے دو - انشاء اللہ ساتویں تاریخ
کی شام کو میں خود بھی مع اپنے رفیقوں اور مریدوں کے ان کی اعانت کے واسطے وہاں پہونچونگا - اور یہ
بھی کہلا بھیجا کہ میں تو شروع ایام شباب سے اپنی جان کو اللہ کی راہ نذر کرنے کو پھرتا ہوں شاید وہاں ہی میری
مراد حاصل ہو - جب قاصد واپس پہونچا اور سید صاحب کے اس ارادہ کی خبر سنیوں کو ہوئی تو انکی جان میں جان آگئی

ادھر سید صاحب نے اپنی تیاری شروع کی۔ اور جب انکی تیاری کی خبر کنان برکی اور قلعہ امداد افغانان جہان آباد وغیرہ کو جو آپ کے مرید اور جان نثار تھے پہونچی تو وہ لوگ بھی صدہا آدمی آپ کی روانگی سے ایکروز اول مسلح ہوکر دولت پر حاضر ہوگئے۔ ساتویں تاریخ کی شام کو آپ نماز عشاء رائے بریلی میں پڑھ کر مع رفقاء خود نصیرآباد کو روانہ ہوئے اور قبل از طلوع آفتاب کے وہاں پہونچ گئے۔ آپ نے وہاں جاکر دیکھا کہ فرقہ مخالفین تیاری نشان وعلم وپنجہ وغیرہ آلات بدعات ولہو ولعب اور خرافات میں مصروف تھا اور بیچارے سُنی سید صاحب کے بوقت نہ پہونچنے کے سبب آپکی اعانت سے نا اُمید ہوکر اپنے بال بچوں کو آخری وصیت کرکے بعد غسل ووضو ہتیار باندھے ہوئے جان دینے پر مستعد دُعا اور مناجات میں مشغول تھے۔ گروہ مخالفین کی عورات اپنے کوٹھوں پر چڑھی ہوئی بکمال فرحت اور سرُور سے بآواز بلند تبرا کہہ کہہ کر تعزیئے اور نشان وعلم اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہما سے مدد مانگ رہی تھیں۔ اِدھر عورات سُنیہ اپنے مصلوں پر بیٹھی ہوئیں نوافل پڑھ پڑھ کر بکمال تضرع وزاری وخضوع وانکساری اِس فتنہ سے نجات پانے کیواسطے جناب باری میں دُعائیں کر رہی تھیں۔ اُسوقت یکبارگی صدائے بلند تکبیر مجاہدین نے جسکا غلغلہ آسمان تک پہونچا تھا سوتوں کو جگا دیا اور دونوں فریق کے آدمی اُس کی دریافت کے واسطے جانب شرق قصبہ کے دوڑے اور وہاں جاکر دیکھا کہ بقدر دو تین سو سوار پیادے مسلح باسلاح جنگ جن کے پیشرو امیرالمومنین سید احمد صاحب ہیں تکبیر کہتے ہوئے شاداں وفرحاں چلے آتے ہیں۔ اِس لشکر ظفر پیکر کو دیکھ کر سُنی تو مُردہ سے زندہ ہوگئے۔ مگر گروہ مخالفین یہ کیفیت فتوح غیبی ونصرت لاریبی سُنیوں کو دیکھ کر زندہ درگور ہوئے اور حیران وپریشان روتے پیٹتے اپنے اپنے گھروں میں جاکر لومڑی کی طرح سے چھپ رہے اور اپنے کوٹھوں کی چھتوں پر چڑھ کر یا امام حسین رض کرکے رونے اور ماتم کرنے لگے۔ سید صاحب مع لشکر مجاہدین اول جامع مسجد قصبہ نصیرآباد میں تشریف لے گئے اور وہاں جاکر ہر ایک شخص نے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کیا۔ پھر سید صاحب نے سب سُنیوں کو بُلاکر فرمایا کہ بھائیو کسی شخص پر دست درازی نہ کرنا۔ اگر کوئی شخص مخالفین سے تم پر زیادتی بھی کرے تو بلا میری اجازت کے اُس سے انتقام نہ لینا۔ بعد اُس کے ایک مُسن اور فہمیدہ آدمی کو رؤسائے اور سرگروہان مخالفین کے پاس بھیجکر یہ پیام کہلا بھیجا کہ بھائیو! میں مہمان ہوں اگر براہ برادرنوازی ومسافرپروری ہر ایک محلہ کا ایک سردار میری ملاقات کو یہاں تشریف لائے تو کرم اور عنایت سے بعید نہ ہوگا۔ اور اگر آپ صاحبوں کی تشریف آوری میں کچھ حرج کار ہو تو مجھ کو اجازت ہو جائے میں ہی حاضر خدمت ہوکر بھائیوں کی ملاقات سے مشرف ہوں۔ جب قاصد یہ پیام لیکر اُن کے پاس پہونچا تو مثل منکر رسولوں کے نہایت آشفتہ اور گرم ہو کر اُنہوں نے جواب دیا کہ اُس خارجی سے کہدو کہ ہماری عین تعزیہ داری اور ماتم داری میں آکر جو حارج ہوا ہے اسواسطے ہم چند تعزیئے اپنے ساتھ لیکر اور حسن حسین رض کہتے ہوئے لکھنؤ کو جاتے ہیں اور بذریعہ مجتہد صاحب اپنی فریاد بحضور بادشاہ وقت والئے لکھنؤ کے پہونچا کر سزا اِس حرکت کی تم کو اور تمہارے دوستوں کو ایسی دلوائینگے جو قیامت تک یادگار خلائق رہے اور دوسرے خارجی اُس سے عبرت پکڑیں۔ اِسکے بعد باواز بلند واویلا اور واحسینا کہتے ہوئے ننگے پاؤں ننگے سر چادر کو بطور کفنی گلے میں ڈالے ہوئے دو تین علم اور دو تین ہلکے ہلکے تعزیئے ساتھ لیکر جملہ رؤسائے مخالفین لکھنؤ کو روانہ ہوگئے اور باقیماندہ شیعوں کو تاکید کہہ گئے کہ خبردار نہ کوئی شخص تعزیہ داری کرے اور نہ امام کے چبوترہ پر چراغ جلانے والے اور نہ کوئی باواز بلند واماما واحسیناہ کہے۔ صاحب مخزن اِس مقام پر کہتا ہے کہ یہ فقط سید صاحب کے قدم کی برکت تھی کہ وہ رسم بد تعزیہ داری

کی جیسیں ہزاروں فعال شرک کفر و بدعات کے ہوتے تھے خود شیعوں نے نابرسال بند کر دیئے۔ نصیر آباد سے لکھنؤ آ
منزل ہے حضرات شیعہ ابھی فقط دوسری منزل پر پہونچے ہونگے کہ بذریعہ اخبار نویس جاسوس کے یہ خبر نواب
غازی الدین حیدر والیے لکھنؤ کو پہلے ہی من وعن پہونچ گئی۔ اُس نے وہ پرچہ نواب معتمد الدولہ نائب
اور مدار المہام سلطنت کے حوالہ کر کے انتظام کرنیکا حکم دیا۔ مدار المہام صاحب نے اپنے دولتخانہ پر تشریف لاکر
فقیر محمد خان اور محمود خان افسران فوج (کہ وہ دونوں سنی اور ایک اُن میں کا مرید خاص سید صاحب کا تھا)
بلاکر تاکیدی حکم دیا کہ تم بہت سی چالاک اور ہوشیار سوار اور پیادے زیر کمان اخون زادے کے دیکر واسطے مدد
سید احمد صاحب کے بہت جلد نصیر آباد کو روانہ کر دو اور بارہ ہزار روپیہ اپنے خزانہ خاص سے واسطے خرچ
اِس فوج کے اُن کو دیدیا اور اخون زادہ کو (کہ وہ بھی سنی تھا) نواب صاحب نے تنہائی میں بلاکر کہدیا کہ
سید احمد صاحب کو بعد سلام میری طرف سے یہ پیغام پہونچا دینا کہ اِن رافضیوں کے قتل اور ہتک حرمت میں
میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا۔ میں ہر طرح سے آپ کا مددگار رہوں اور جسقدر خرچ آپ کو درکار ہو اخون زادہ
سے لینا اور میری طرف سے کچھ اندیشہ نہ کرنا۔ اِس مقام پر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ نواب مدار المہام بھی
شیعہ تھا مگر ایسا حکم دینے سے نواب ممدوح کا یہ مطلب تھا کہ نصیر آباد بیگم صاحبہ زوجہ والیے لکھنؤ کی جاگیر میں
تھا اور مدار المہام اور بیگم صاحبہ میں عداوت قلبی تھی اسواسطے نواب صاحب چاہتے تھے کہ اس جاگیر میں کوئی
سخت فتنہ اور فساد برپا ہو کر انگریزوں کو اُسکی اطلاع پہونچے تب انگریز نواب غازی الدین حیدر والیے
لکھنؤ سے اُسکی کیفیت طلب کرینگے اور نواب صاحب والیے لکھنؤ اِسکا علاج مجھ سے پوچھینگے تو میں اُس وقت
موقع پاکر یہ کہونگا کہ اِس فتنہ و فساد کے فرو کرنے کا سوائے اِسکے اور کوئی علاج نہیں ہے کہ جاگیر ضبط فرماکر
بیگم صاحبہ کا کچھ نقد گذارہ مقرر کر دو۔ غرض ابھی حضرات شیعان نصیر آباد مع تعزیوں اور علم وغیرہ کے راستے
ہی میں تھے کہ اخون زادہ مع ایک فوج جرار کے نصیر آباد کو روانہ ہو گیا اور اخون زادہ ابھی راستے ہی میں
تھا کہ وہ پیام معتمد الدولہ کا جو بذریعہ اخون زادہ کے سید صاحب کو بھیجا گیا تھا نواح نصیر آباد میں مشہور
ہو گیا۔ اِس سبب سے بہت سے سنی باشندے دیہات قرب وجوار نصیر آباد کے ہر قسم کی زاد راہ وغیرہ لیکر بارادہ
قتل کرنے شیعوں کے نصیر آباد پہونچگئے۔ اِسوقت ہزارہا سوار و پیادہ چاروں طرف سے نصیر آباد کو گھیرے ہوئے
پڑا تھا۔ اسقدر خلقت کثیر کے واسطے ہزارہا من سد روزانہ چاہیئے مگر سید صاحب بقدر ضرورت کھانا پکوا
کر ایک چادر سے اُسکو ڈھکوا دیتے اور دُعا اور برکت فرماکر اُسمیں سے تقسیم کرنے کا حکم دیتے۔ اُس چادر کے نیچے
سے صبح سے شام تک کھانا تقسیم ہوتا رہتا اور ہزارہا خلقت کھاکر سیر ہوجاتی اور کھانا جیسے کا تیسا موجود
رہتا۔ آپ کے لشکر میں کھانا کھانے کا اکثر دستور یہ تھا کہ چوڑے چوڑے کونڈوں میں کھانا نکالکر دس دس
بیس بیس آدمی ایک ساتھ اکڑوں بیٹھ کر کھاتے تھے۔ اور خود سید صاحب بھی اُس کھانے میں اُنکے ساتھ شریک
ہوتے تھے +

مولوی عبدالباسط صاحب سے حرف قاف ادا کرنا

اسی مقام نصیر آباد کا ذکر ہے کہ ایک رات جب سب لوگ کھانا کھاچکے تھے صرف سید صاحبؒ نے بوجہ کسی عذر کے
کھانا نہیں کھایا تھا اسواسطے سید صاحبؒ کا حصہ ایک رکابی میں نکالا ہوا مسجد کے ایک طاق میں رکھا تھا کہ
اُسوقت مولوی عبدالباسط صاحب جائسی مع ایک انبوہ کثیر کے تشریف لے آئے۔ خیر اُس انبوہ کو بھی
کھانا دیا گیا مولوی عبدالباسط صاحب حضرت سید صاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھے۔ کھانا کھاتے ہوئے مولوی

عبدالباسط صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے حرف قاف ادا نہیں ہوتا۔ تب سید صاحبؒ نے فرمایا کہ مولانا اِس کھانے کے تمام ہونے سے پہلے انشاء اللہ تعالیٰ حرف قاف آپ سے ادا ہونے لگیگا۔ سو ابھی آدھا کھانا کابی میں باقی تھا کہ مولوی عبدالباسط صاحب یوں اُٹھے کہ حضرت حرفِ قاف مجھ سے ادا ہونے لگا ؎

خیر اِس عرصہ میں آخون زادہ بھی مع لشکر شاہی کے نصیر آباد پہونچگیا۔ اور سب سے اول جامع مسجد جاکر حضرت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوا۔ اور اُدھر سے وہ شیعے بھی جو تعزیہ وغیرہ لیکر نصیر آباد سے نالاں و گریاں ڈھول بجاتے ہوئے لکھنؤ کو گئے تھے لکھنؤ میں پہونچکر حضرت مجتہد بانیِ فساد سے ملاقی ہوئے۔ مجتہد صاحب پہلے ہی سے یہ قصہ سُنے ہوئے تھے اب اپنے شیعہ بھائیوں سے اُسکی تفصیل سُنکر فوراً نواب معتمد الدولہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور خوب نمک مرچ لگاکر اِس قصہ کو بیان کیا مگر نواب صاحب نے جواب دیا کہ حضرت آپ تشریف لیجایئے اور اپنے گھر میں آرام کیجئے۔ یہ آتشِ فتنہ جو نصیر آباد میں بلند ہوئی ہے خدا کرے اُس سے میں اور آپ اور یہ ریاست محفوظ رہے ایسا نہ ہو کہ اُسکے ساتھ میں اور آپ اور یہ ریاست بھی تباہ ہو جائے۔ مجتہد صاحب یہ جواب سُنکر چُپ چاپ اپنے گھر کو چلے آئے اور اُن مفسد شیعوں سے کہہ دیا کہ جسطرح ہو سکے تم نصیر آباد جاکر سُنیوں سے اور خصوصاً حضرت سید احمد صاحب سے صلح کرکے اپنی تقصیر معاف کرالو۔ کیونکہ معاملہ برعکس ہو چلا اور فساد حد سے بڑھ گیا۔ ایسی مایوسی کا جواب سُنکر اب اصلی اور حقیقی طور بر اندوہگیں اور غمگین ہو کر حسرت اور افسوس کرتے ہوئے حضرات شیعہ نصیر آباد کو واپس آئے۔ جب آخون زادہ افسرِ فوج شاہی کو اُن کے واپس آنے کی خبر معلوم ہوئی فوراً اپنے سامنے بلواکر بہت دھمکایا اور کہا کہ تم مفسدوں کے واسطے نواب صاحب کا یہ حکم ہے کہ تم کو اہلِ سُنت کے حوالے کر دیا جائے۔ چاہے وہ تم سے صلح کریں یا تمکو ہلاک کریں اور تمہاری سزا بھی یہی ہے۔ بعد اِسکے سب کو مثل قیدیوں کے زیرِ حراست کرکے سید صاحبؒ کے حضور میں بھیجدیا۔ اب تو شیعوں کی گویا ماں مرگئی نہایت عاجزی سے روتے ہوئے سید صاحبؒ کے پاؤں پر آکر گر پڑے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے برادر کرم گستر ہمنے اپنی حرکاتِ شنیعہ سے توبہ کی آپ بھی ہمارا قصور معاف فرمائیں۔ تب سید صاحبؒ نے فرمایا کہ تم دو کاغذ مشتمل اوپر اعتراف اپنے قصور اور طلبِ معافی کے لکھ کر سب اُسپر مُہر و دستخط کر دو اور مفتی اور قاضی کی مہر بھی اُسپر کراؤ تب اُن میں سے ایک کاغذ تو میں لکھنؤ روانہ کر دونگا اور ایک کاغذ اپنے پاس رکھونگا۔ وہ لوگ فوراً دو کاغذ مزین بمواہیر و دستخط رؤسا و مفتی و قاضی کے تیار کرکے حضرت کے پاس لے آئے آپنے اُسی وقت ایک کاغذ بخدمت معتمد الدولہ بہادر لکھنؤ کو روانہ کر دیا۔ اور ایک کاغذ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ پس اِس آتشِ فتنہ کو اِس خیر و خوبی کے ساتھ منطفی کرکے بخیر و عافیت تمام بریلی کو تشریف لے آئے ؎

حسب الطلب نواب معتمد الدولہ سید صاحبؒ کا دوبارہ لکھنؤ تشریف لیجانا

جب آپ بریلی میں پہونچگئے تو ایک نیاز نامہ از طرف نواب معتمد الدولہ نائب السلطنت اِس مضمون کا سید صاحبؒ کو پہونچا کہ آوازۂ وعظ اور تذکیر اُس روشن ضمیر کا عالمگیر ہو رہا ہے۔ اگر اپنے قدم کی برکت سے باشندگانِ لکھنؤ اور خاصکر اِس مشتاق کو مستفید کرو تو بعید از اخوت اور خالی مروت سے نہ ہوگا۔ بعد پہونچنے اِس عریضے کے سید صاحب معیت مولانا محمد اسمٰعیلؒ و مولانا عبد الحیؒ صاحب اور ایکسو ستر آدمیوں کے رونق افروز شہر لکھنؤ کے ہوئے اور شاہ پیر محمد عرف پیرن شاہ کے ٹیلے پر مسکن گزین ہوئے۔ لکھنؤ میں بھی مثل اور شہروں کے ہزارہا خلقت آپ کی بیعت سے مشرف ہوئی۔ آپ کے وہاں پہونچنے کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو اسقدر خلقت واسطے سُننے وعظ اور نصیحت

گے جمع ہوئی تھی کہ جامع مسجد میں نہیں سما سکی آس پاس کے مکانوں اور دیواروں اور چھتوں پر لوگ جمع تھے اُسی دن بہت سے علماء فرنگی محل (جو ایک مشہور کان علم معقول کی تھی) اور چند شاگرد مولوی دلدار علی صاحب مجتہد کے بارادۂ بحث آپکی خدمت میں حاضر ہوئے - بعد نماز جمعہ کے آپنے مولوی عبدالحی صاحب کو وعظ کہنے کا حکم دیا اُنہوں نے قرآن مجید کھولکر آیت وَذَاالنُّونِ اِذْ ذَّھَبَ الآیۃ پڑھکر اسکا بیان شروع کیا - اِس وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ سامعین سکتہ کی حالت میں ہوگئے اور ہر ایک کے مونہہ سے صدائے واہ واہ جاری تھا - اور اِس فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ علماء اور فضلاء ذیفین (یعنی سُنی و شیعہ) جو صدہا حاضر تھے مولوی صاحب کی فصاحت اور بلاغت اور قوت بیانیہ کے قائل ہوگئے اور کہنے لگے کہ اِس فاضل عصر اور علامہ دہر کا علم اور فضل ہم سب سے زیادہ ہو اور یہ بھی بولے کہ حق تو یہ ہے کہ ہماری ساری عمر جہل اور نادانی میں طے ہوئی اور اِس وادی کا راہ آجتک ہم کو نہیں ملا - اور ہمنے منطق اور فلسفے کے پیچھے پڑکر ساری عمر برباد کردی - غرض اِسی آیت مذکورہ بالا کا وعظ تین جمعہ تک رہا - اثناء اقامت لکھنؤ میں نواب معتمد الدولہ نائب السلطنت نے آپکی دعوت کر کے بہت عجز اور انکساری سے آپ کو اپنے گھر بُلایا - حضرت سید صاحبؒ مع مولانا محمد اسمعیل شہید و مولوی عبدالحیؒ صاحب اور دو تین خاص لوگوں کے بوقت شب نواب معتمد الدولہ کے یہاں تشریف لیگئے بعد مصافحہ اور معانقہ کے جب آپ اُس مجلس میں رونق افزا ہوئے تو سبحان علی خان نے (جو ایک مشہور علامۂ دہر اجلۂ عمائد نواب صاحب موصوف سے تھا) ہر دو مولانا سے معنی حدیث اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ کے دریافت کیے مولوی عبدالحیؒ صاحب نے حضرت سید صاحب سے اجازت لیکر اول ساری حدیث جسکا یہ ایک ٹکڑا ہے پڑھی اور پھر اِس عمدگی سے اُس کی تفسیر اور تشریح کی کہ سب عالم اور جاہل جو اُس مجلس میں حاضر تھے آفرین و تحسین کرنے لگے اُسکے بعد کھانا آیا اور بعد تناول طعام نواب معتمد الدولہ نے پانچ ہزار روپیہ نقد آپکی نذر کر کے آپکو رخصت کیا

مولوی محمد اشرف صاحب کا بعد امتحان سیدؒ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا

قریب تمام کے فرنگی محل کے مولوی سید صاحبؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے مگر مولانا محمد اشرف صاحب سرتاج علماء فرنگی محل جو منقول و معقول میں مشہور اور فطانت اور ذہانت میں معروف تھے بوجہ آگاہی ہونے سیدؒ صاحب کے آپ کی بیعت سے پرہیز کرتے تھے - آخر جب اُن کا بھی نصیب چمکا تو اُنہوں نے مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ عظیم آبادی کو جو اُسوقت اُنکے پاس معقول و منقول کی تحصیل کرتے تھے واسطے تفتیش طور دریافت کرنے حال سید صاحبؒ کے آپ کی خدمت میں بھیجدیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں تنہائی میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں جب یہ پیغام سید صاحب کو پہونچا تو آپ نے فوراً ملاقات تنہائی کو منظور فرمالیا اور دوسرے دن بعد عصر حاضری کی اجازت دی - اگلے روز مولانا محمد اشرف صاحب بمعیت مولوی ولایت علی صاحب علیہما الرحمۃ وقت مقررہ پر حضور میں حاضر ہوکر ایک علیحدہ مکان میں آپ کی ملازمت سے مشرف ہوئے - اُس مکان میں سید صاحب اور مولانا محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب صرف تین آدمی تھے - مولوی محمد اشرف صاحب نے بعد مزاج پُرسی کے عرض کیا کہ اللہ رب العزت نے جناب رسالت مآبؐ کو وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ فرمایا ہے اِس کی تفصیل کیونکر ہے - تب سید صاحب نے کامل دو گھنٹہ تک اسکا بیان فرمایا - اُسوقت اِن دونو سامعین کا یہ حال تھا کہ روتے روتے آنسوؤں سے ڈاڑھی تر ہوگئی تھی +

صاحب معالات طریقت لکھتا ہو کہ مولوی محمد اشرف صاحب نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر پوچھی تھی - غرض جو ہو آپنے وہ

بیان کیا کہ مولوی محمد اشرف صاحب نے باوجود اسقدر علم اور کمال کے وہ بیان نہ کبھی سنا تھا اور نہ کسی کتاب میں دیکھا تھا
وہیں محو ہو گئے اور سوائے اسکے اور کچھ ذہن آیا کہ ان دونوں عالموں نے اپنے ہاتھ واسطے بیعت کے پھیلا کر آپ کے
ہاتھ پر بیعت کی اور عذر کیا کہ یہ بسبب ہماری نا سمجھی کے تھا کہ ہمنے حضور سے تنہائی کی درخواست کی تھی معاف
کیجئے اور ہم کو اپنے خادمان خاص سے تصور فرمایئے ۔ صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتا ہی کہ مولوی محمد اشرف
صاحب فرماتے تھے کہ جس روز میں نے سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اسی رات کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسکے سوا اور جو جو فیض و برکت اس بیعت سے مجھ کو حاصل ہوئی ہیں اس کا بیان نہیں کر سکتا۔
سب مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کی بیعت میں یہ ایک بڑی برکت اور ظاہر علامت آپکی کرامت اور علو مرتبت
کی تھی کہ بیعت کرنے کے ساتھ ہی آدمی کا رنگ ڈھنگ بدل جاتا تھا۔ فاسق سے فاسق اور بدکار سا بدکار ایکدم میں
متقی اور ولی ہو جاتا تھا اور خمر محبت الٰہی سے آنکھیں مخمور ہو کر دنیا اور ما فیہا کی قدر دل سے اٹھ جاتی تھی ؛

ایک شیعہ کا عالم رویا میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصیحت پاکر سنی ہونا

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ بروقت قیام لکھنؤ کے جب ایکروز آپ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ
ایک نوجوان شیعہ امیرزادہ بلباس فاخرہ مجلس مقدس میں حاضر ہو کر منافقانہ اظہار محبت اور ایمانداری کا کرنے لگا۔ اور
سائل توجہ اور فیض کا آپ سے ہوا۔ آپ نے اسوقت اپنے ایک مرید خاص کو اُسے توجہ دینے کا حکم دیا۔ اس شخص نے
اُسکو گوشہ میں لیجا کر موافق آداب صوفیہ کے دوزانو اپنے مقابل بٹھلا کر اور شغل لطائف ستہ کا اسکو تعلیم کرکے
آپ توجہ دینی شروع کی۔ اس مکار نے تھوڑی دیر آنکھیں بند کرکے پھر کھولدیں اور کہا کہ مجھ کو اس شغل میں
کچھ عمدہ اثر نہیں ہوا اس سے بہتر کوئی شغل سکھلایے۔ پھر اس عزیز باتمیز نے سلطان الذکر کی اسکو تعلیم دیکر آپ توجہ دینے
پر متوجہ ہوا۔ مگر اس دغاباز نے مثل سابق ایک لمحہ بھر آنکھیں بند کرکے پھر کھولدیں اور کہا کہ اس شغل سے بھی
مجھ کو کچھ فائدہ نہیں ہوا کوئی اور دوسرا شغل جو ان سب سے عمدہ ہو مجھ کو بتلایئے۔ تب مجبوراً اس بزرگ نے
شغل نفی اسکو تعلیم کیا اور آپ بڑے زور سے اُسکے باطن پر توجہ ڈالی۔ اس تیسری بار کی توجہ میں بفضل الٰہی وہ حیلہ ساز
بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اور بہت دیر تک بیہوش پڑا رہا۔ اُس صاحب باطن نے ہرچند اسکو آوازیں دیں مگر اُس نے
کوئی جواب نہیں دیا۔ اس درمیان میں خود سید صاحبؒ بھی وہاں تشریف لائے اور بہت بلند آوازوں سے
اُسکو پکارا۔ مگر اُس مدہوش کو مطلق ہوش نہ آیا آخر لاچار ہو کر سب آدمی خاموش ہو کر بیٹھ رہے۔ تب بہت
دیر کے بعد حواس باختہ خوف زدہ سا ہو کر وہ خود بخود بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
سے مشرف ہوا لیکن میں جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا تو بوجہ میرے شیعہ ہونے کے حضرتؐ
نے مجھ پر بہت غصہ اور عتاب فرمایا۔ میں اُسی وقت اُن عقائد باطلہ رفض سے حضرتؐ کی حضوری میں تائب
ہو کر سنی متبع سنت اور موحد ہو گیا۔ اُس وقت حضرتؐ نے مجھ پر بہت مہربانی اور توجہ فرمائی۔ جب اُس کے عزیز
اور یگانوں کو اُسکے سنی ہونے کی خبر پہونچی تو اسکو اُن عقاید حقہ سے پھر جانے کے واسطے بہت ترغیب اور ترہیب
دی۔ اور جب اُسنے زبانی ترغیب اور ترہیب سے کچھ نہ مانا تو اُسکو بہت مارا اور پیٹا۔ اور آخر کو پا بزنجیر کرکے
قید میں ڈالدیا مگر وہ ایسے مرشد برحق کے ہاتھ پر سنی ہوا تھا کہ اُس نے اُن تکالیف کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔
اور اس ایمان اور اعتقاد حقہ پر ثابت اور قائم رہ کر تھوڑے دنوں کے بعد راہی فردوس ہوا ؛

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا مجتہد کے مکان پر تقیہ اور نفاق کا فرق بیان کرنا

جامع نے معتبر راویوں سے سنا ہے کہ جب حضرت سید صاحب مقیم لکھنؤ تھے۔ ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید سپاہیانہ لباس پہنے اور تلوار آبدار کو گلے میں حمائل کیے ہوئے مولوی دلدار علی صاحب مجتہد کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس وقت مولوی دلدار علی صاحب طالب علموں کو سبق پڑھا رہے تھے۔ مولانا شہید لبطرز دلیرانہ سلام علیک کر کے وہاں بیٹھ گئے۔ چونکہ مجتہد صاحب کے ہاں سوائے بندگی اور آداب اور تسلیمات کے سلام علیک کا دستور نہ تھا انہوں نے متعجب ہو کر پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آنا ہوا؟ مولانا نے جواب دیا کہ میں ایک مسافر سپاہی ہوں ایک مسئلے کی تحقیق کرنے کو آپ کے پاس آیا ہوں۔ مجتہد صاحب نے فرمایا کہ وہ کیا مسئلہ ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ تقیہ اور نفاق میں کیا فرق ہے ذرا اسکو سمجھا دیجیے۔ مجتہد صاحب نے بہت سے دلائل سے ان دونو کا فرق بیان کیا۔ مولانا نے ان سب دلائل کو رد کر کے دو تو کو ایک کر کے دکھا دیا۔ تب مجتہد صاحب نے اور دلائل اپنے دعوے کے بیان کیے۔ مولانا نے ان دلائل کو بھی رد کر دیا۔ مجتہد صاحب نے تیسری بار اور وجوہات معقول انکے فرق کی پیش کیں۔ مگر مولانا نے ان کو بھی فوراً رد کر دیا۔ تب تو مجتہد صاحب کی آنکھیں کھل گئیں اور اپنے دل میں کہا کہ یہ کیسا سپاہی ہے جو ہمارے دلائل کا ایک تسمہ بھی باقی نہیں چھوڑتا۔ مجتہد صاحب اپنے طالبعلموں کے سامنے لاجواب ہو کر بہت خفیف ہوئے اور سمجھ گئے کہ نرا سپاہی ہی نہیں ہے بلکہ کوئی بڑا علامہ دہر اور فاضل عصر ہے اسوقت مولانا سے پوچھا کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے؟ مولانا نے کہا عاجز عبد اللہ ہے۔ اسوقت مجتہد صاحب نے اپنے طلباء کے سامنے اپنی خفت دور کرنیکو یہ بات بنائی کہ ایسے مسائل زبانی تقریر سے طے نہیں ہوسکتے آپ تحریری بحث کریں۔ تب مولانا سلام علیک کر کے وہاں سے چلدیے۔ مجتہد صاحب نے آپ کے پیچھے آدمی دوڑا کر فرمایا کہ دیکھو یہ کون شخص ہے اور کہاں کو جاتا ہے۔ ان آدمیوں نے بعد دریافت مجتہد صاحب سے جا کر کہا کہ یہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مرید رشید سید صاحب کے ہیں۔ تب مجتہد صاحب نے چند آدمی آپکے پیچھے دوڑا کر بمنت و آرزو آپکو واپس بلوا بھیجا۔ جب آپ دوبارہ مجتہد صاحب کے مکان پر پہونچے تو مجتہد صاحب نے سروقد اٹھ کر بہت تعظیم سے آپ سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور اول بار یہ آداب نہ پیش آنے کی معذرت کی۔ مولانا تھوڑی دیر بیٹھکر پھر رخصت ہو کر اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ مجتہد صاحب نے جملہ اکابر علماء شیعہ کو جمع کر کے ایک بڑا لمبا چوڑا استفسار امر متنازعہ فیہ کا مع جواب مدلل بدلائل عقلی و نقلی و مملو بہ لغات مشکلہ و مضامین تفاسیر و احادیث و کتب سیر و تواریخ وغیرہ لکھ کر آپ کے پاس بھیجدیا۔ جب مولوی دلدار علیصاحب کا آدمی اس کاغذ کو لیکر آیا مولانا صاحب بہیئت ایک سپاہی کے گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے ٹہل رہے تھے اور مولوی عبد الحی صاحب مع چند آدمیوں کے ایک طرف کو بیٹھے تھے۔ حامل کو ہرگز شک بھی نہ ہوا کہ یہ سپاہی مسلح بہ شمشیر مولوی ہوگا اس نے مولوی عبد الحی صاحب کو مولانا محمد اسمٰعیلؒ اپنا مکتوب الیہ سمجھ کر کاغذ انکے حوالہ کر دیا۔ مولوی عبد الحی صاحب نے ان مضامین ادق کو جو اس کاغذ میں بھرے تھے دیکھ کر سمجھا کہ بلا موجودگی صدہا کتب ہر علم اور فن کے جنکا حوالہ اس کاغذ میں ہے اسکا جواب الجواب تحریر ہونا محال ہے۔ اور یہ سب کتابیں ایسی حالت سفر میں یک بیک میسر ہونا دشوار ہے۔ خیر بعد ملاحظہ کے مولوی عبد الحی صاحب نے اس کاغذ کو مولانا شہیدؒ کے پاس بھجوا دیا۔ مولانا شہیدؒ نے ٹہلتے ٹہلتے اس کاغذ کو اول سے آخر تک پڑھا اور اسی دم کاغذ اور قلم دوات لیکر ایک چٹائی پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر میں جواب الجواب اس مسئلہ مشکلہ کا لکھ کر تمام دلائل مندرجہ کاغذ کو اس

مخاطب ہو دیا کہ جو اسکا رد جناب مجتہد صاحب سے بن آیا۔ مگر افسوس ہو کہ اس بحث کے کاغذات باوجود تلاش کے آج تک ہمکو نہیں ملے۔ بوقت قیام لکھنؤ کے مولانا شہیدؒ نے چاہا کہ کچھ شیعوں کے رد میں بیان کریں مگر بوجہ سلطنت شیعوں کے بہت سے دور اندیش لوگ آپکو مانع ہوئے مگر آپ نے فرمایا کہ حکیم کو ضرور ہو کہ جو مرض ہو اُسی کی دوا دیوے۔ اسوقت مرض رفض یہاں حدِ اعتدال سے گذرا ہوا ہے اسواسطے مجھ کو اُسی مرض کا علاج ضرور ہے اور میں اسکی کچھ پروا نہیں کرتا کہ کوئی خوش ہو یا ناخوش ہو۔ چنانچہ آپنے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الآية کا بیان شروع کیا اور اسی آیت سے ترتیب خلافت اور فضائل خلفاء ایسی خوبی سے بیان کیئے کہ شیعوں سے سولے اسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ اس آیت کی ترتیب کو جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بدل ڈالا ہو اسوقت مولانا شہیدؒ نے ایک تواریخی قصہ عہد نادرشاہ دُرّانی کا بیان فرمایا کہ اُسوقت بھی شیعوں نے (جب نادرشاہ نے اپنے سامنے بحث کرائی تھی) اس آیت کے زیر بالا ہونیکا عذر کیا تھا مگر جب نادرشاہ نے علماء یہود و نصاریٰ سے جن کی کتابوں کا حوالہ اس کوع میں ہے استفسار کیا تو اُنھوں نے کہا تھا کہ ہماری کتابوں میں بھی ترتیب خلافت خلفاءِ راشدین نبی آخر الزمان کی اسی طرح پر ہو۔ اُس وقت نادرشاہ کا غصہ بھڑکا۔ چنانچہ اُسی غصہ میں اُس نے چند شیعوں کو قتل کرا کے آپ رفض سے تائب ہو گیا تھا ✦

مولوی مرزا حسن علی صاحب محدث لکھنوی مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب کے وعظ میں ہجوم خلائق دیکھ کر از راہِ حسد اپنے توابعین سے فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی قرآن و حدیث کا وعظ کرتا ہوں اور یہ دونوں عالم بھی قرآن و حدیث کا وعظ کرتے ہیں مگر میرے وعظ میں دس پانچ آدمی سے زیادہ جمع نہیں ہوتے اور انکے وعظ میں سارا شہر ٹوٹا پڑتا ہے مسجدوں میں سامعین کو بیٹھنے کی جگہ بھی نہیں ملتی۔ مولوی عبدالحی صاحبؒ نے اس محدث خشک کا یہ کلام سنکر فرمایا تھا کہ اس سید بابرکت کی تشریف آوری سے پہلے ہمارا بھی ایسا ہی حال تھا۔ مگر جب برسوں اس ہادیِ وقت کے سامنے ہم دو زانو بیٹھے ہیں تب یہ تاثیر ان کی برکت سے ہماری زبان میں پیدا ہوئی جسپر خلقت شیدا ہو رہی ہو۔ اور مولوی اسمٰعیلؒ صاحب بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے وعظ سے گو ہزاروں خلقت راہِ راست پر آگئی مگر وہ طریقہ توسط جو ہمنے سید صاحبؒ سے سیکھا ہے کسی نے اختیار نہیں کیا۔ اکثر آدمی راہ افراط تفریط کی چلتے ہیں ✦

قریب ایک ماہ تک سید صاحبؒ کا قیام لکھنؤ میں رہا۔ اس عرصہ میں ہزارہا خلقت شرفاء و علماء و اہل حرفہ و سلطنت اہلِ تشیع آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد قیام ایک ماہ کے پھر آپ اپنے وطن بریلی کو تشریف لے آئے ✦

ایک درخت گرانبار کو دھکے دیکر آپ کا ایک میل تک لیجانا

اِن ایام میں آپ کی ہدایت کا بڑا شہرہ ہو رہا تھا ہزارہا مرد اور عورتوں کا ہجوم آپکے مکان پر رہتا تھا اور آپکا زنانہ مکان اسقدر تعداد کثیر عورتوں کیواسطے کافی نہ تھا اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ حسب طریق سنت کچی اینٹوں سے ایک اور مکان واسطے آرام مہمانوں کے تعمیر کریں۔ تب دو تین کدھال اور کچھ پھاوڑے اور کسّی منگوا کر ایک گڑھے پر آپ تشریف لیگئے اور گڑھے میں اُتر کر اپنے دستِ مبارک سے مٹی کھودنی شروع کی۔ تب بہت سے مرید جو اسوقت حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ ہم خادم اِس کام کیلیے حاضر ہیں آپ نے فرمایا کہ بوقت تعمیر مسجد نبوی کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بذاتِ خود اینٹیں وغیرہ مصالحہ تعمیر کا اپنے سر مبارک پر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے اور صحابۂ کرام بھی اِس کام میں آپ کے شریک تھے سو تم بھی آؤ اور میرے شریک ہو کر کام کرو۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے ہاتھ سے کام نہ کروں۔ حاصل کلام یہ ہو کہ پندرہ روز کے عرصے میں بمعیت یاروں کے حضرتؒ نے پچاس ہزار کچی اینٹیں تیار کر لیں۔ اور دو مہینے کے اندر ایک گھر نہایت وسیع تیار کر کے اُسمیں اپنے اہل کو لے آئے اور اپنا پرانا گھر مہمانوں کیواسطے

خالی کر دیا۔ اس مدت میں نماز اشراق سے نماز ظہر تک آپ مع یاروں کے کام کیا کرتے تھے۔ بوقت اذان نماز ظہر کے یہ کام بند کر دیا جاتا تھا۔ اس کے واسطے ایک بڑا بھاری درخت اس مکان سے بقدر فاصلہ ایک میل کے کٹوایا گیا تھا جب وہ درخت کٹ چکا تو نجاروں نے عرض کیا کہ اگر ثابت درخت کسی طرح سے اس مکان کے قریب پہونچ جاتے تو حسب ضرورت ہم قطعہ مکان کے ناپ کر اسکے ٹکڑے کئے جاویں۔ مگر درخت ایسا بھاری اور لمبا چوڑا تھا کہ دو تین گاڑیوں پر بھی لدکا آنا غیر ممکن تھا۔ آخر لوگوں نے عرض کیا کہ توپخانہ کے بہت سے بیل منگوا کر اُن سے کھچوایا جائے تو بہتر ہے۔ اسوقت اکثر آدمیوں کے قریب حضرتؒ کے ساتھ موجود تھے سید صاحبؒ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھائیو خدا سے دُعا کریں کہ بلا مدد گاوان توپخانہ کے اللہ تعالیٰ اپنی مدد غیبی سے اِس درخت کو وہاں تک پہونچا دے۔ آخر کار اُس جگہ کھڑے ہو کر حضرتؒ نے دُعا کی بعد اتمام دُعا کے اُن سب لوگوں سے آپنے فرمایا کہ سب ملکر زور کرو۔ اکثر آدمیوں نے ملکر زور کیا مگر درخت اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ تب حضرتؒ نے فرمایا کہ تم سب الگ ہٹ جاؤ جب سب آدمی الگ ہٹ گئے تو آپ نے مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحیؒ صاحب اور ایک تیسرے عالم کو جنکا نام صاحب مخزن کو یاد نہیں ہا ساتھ لیکر با واز بلند تکبیر کہہ کر اُس صد ہا من کے درخت کو دھکا دینا شروع کیا۔ پہلے ہی دھکے میں درخت مذکور گیند کیطرح پلٹے کھا کر ڈھکنے لگا۔ اور تھوڑی دیر میں منزل مقصود تک پہونچ گیا۔ اُس وقت سب آدمی ہنستے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ حضرت جب ایسا کرتا تھا تو ہماری زور آزمائی کی کیا ضرورت تھی۔ آپکے ساتھ ساتھ چلے آتے تھے اور حضرت یہ فرماتے جاتے تھے کہ بھائیو یہ برکت تم ہی لوگوں کی ہے ورنہ میں تو ایک بندہ خاکسار ہوں۔ صاحب مخزن لکھتا ہے کہ اُسوقت آپ پر ایک حالت مجذوبانہ ہو رہی تھی۔ اُسی حالت وجد میں اُسکو ایسا دھکا دیتے تھے کہ وہ مثل گیند کے آگے آگے لڑکتا چلا جاتا تھا +

سید صاحب کا اپنے ہاتھوں سے دو مسجد بنانا

اِس مکان کی تعمیر کے بعد آپنے دو مسجد ایک متصل تکیہ شاہ علم اللہ صاحب قدس سرہ اور ایک وسط شہر رائے بریلی میں تعمیر کیں تاکہ سنت اپنے جد امجد حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی (کہ اُنھوں نے بھی دو مسجد ایک مسجد قبا اور دوسری مسجد نبوی تعمیر کی تھیں) ادا ہو جائے۔ یہ دونوں مسجدیں بھی تین مہینے کے اندر تیار ہو گئیں اور بوقت تعمیر اِن دونوں مسجدوں کے بھی مثل دوسرے لوگوں کے بغرض ادائے سنت اپنے جد امجد کے آپ بھی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اِن مسجدوں کی تعمیر پر مزدوروں کا کام خود آپ یا آپ کے یار کیا کرتے تھے +

سید صاحبؒ کے عطیہ میں برکت کا ہونا

صاحب مخزن لکھتا ہے کہ جس کسی کو بہ اشارہ حق سبحانہ تعالیٰ سید صاحبؒ بہ نیت برکت اکیرا پیسہ بھی دیدیتے تھے تو وہ شخص مالدار ہو جاتا تھا۔ فقر و فاقہ اُسکے گرد نہ پھٹکتا تھا۔ وہی مولف خود اپنی والدہ کا جو ہمشیرہ سید صاحبؒ کی تھی ایک واقعہ اسی قسم کا لکھتا ہے کہ میری والدہ کو سید صاحبؒ نے ایک روپیہ بہ نیت نزول برکت دیا تھا سو میری والدہ نے اُس روپیہ کو ایک صندوقچہ میں رکھ لیا اور جسقدر روپیوں کی اُنکو ضرورت ہوتی اُس صندوقچہ سے نکالکر خرچ کیا کرتی تھیں۔ اُسمیں کبھی کمی نہ ہوئی۔ ایک مرتبہ والدہ مولف نے ذکر اس برکت کا حضرتؒ کی مجلس میں کیا تو حضرت نے حال اِس برکت کا سُنکر سجدہ شکر ادا کیا اور پھر اپنی بہن کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ہمشیرہ بموجب حدیث نبوی کے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ تمہارے خیال کے موافق تمہارے رہیگی وہ برکت اُس ایک روپیہ کے سبب سے کی۔

اسلیے خزانۂ غیب سے اس صندوق کے اندر بجز چند طفلوں کے پیسے پہونچاتے ہیں۔ ورنہ در اصل بات یہ ہے کہ وہ روپیہ کچھ بچے نہیں رہتا۔ بلکہ جس کسی کو بہ نیت برکت میں روپیہ دیتا ہوں اللہ تعالیٰ اُسکے گھر میں برکت کرتا ہے اور طرح طرح کے حیلوں اور ذریعوں سے اسکی ہر حاجت کو پورا کر دیتا ہے۔ مؤلف مذکور لکھتا ہو کہ اس تاریخ کے بعد سے میری والدہ کے ساتھ بھی یہی کیفیت برکت کی جاری ہو گئی یعنی جب اُن کو کچھ حاجت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ سبب کھڑا کر کے اپنے خزانۂ غیب سے اُنکی حاجت پوری کر دیتا مگر صندوقچہ کے اندر بڑھنا روپیوں کا بند ہو گیا ⁂

میاں رمضانی عرف ہدایت اللہ کا قصہ

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہو کہ بریلی میں رمضانی نام ایک زنانہ (زنخہ) رہتا تھا مثل عورتوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگاتا اور کڑے چھلے اور چوڑیاں پہنتا۔ اور داڑھی مونچھ منڈوا کر عورتوں کی طرح مسّی کاجل لگاتا کنگھی چوٹی کرتا اور سُرخ کپڑے پہنتا تھا۔ ہزاروں جگت اور جوڑ توڑ اور فقرے اُسکو یاد تھے سو اپنے فن میں بڑا اُستاد اور نہایت حاضر جواب تھا۔ جب سیّد صاحبؒ کی شہرت ہوئی اور ہزاروں خلقت آپسے فیض پانے لگی تو اُسکے بھی نصیب خفتہ بیدار ہوئے اور اُسکی ازلی قبولیت نے جو ان خرافاتوں میں مکنون اور مستور تھی جوش مارا۔ اُسکے دل میں بھی حاضری خدمت اور توبہ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اوّل اُسنے چرخہ کات کر کچھ روپیہ جمع کیا اور اُس روپیہ سے ایک جوڑا شرعی لباس کا تیار کرایا۔ جب یہ سب تیار ہو چکا تو پھر ایکدن زنانی ہیئت اور شکل سے کچھ شیرینی اور وہ شرعی جوڑا لیے ہوئے خدمت شریف میں حاضر ہوا اُسوقت مولوی عبدالحی صاحب وعظ فرما رہے تھے۔ یہ میاں رمضانی اس مجلس کے کنارہ پر پہونچکر ادب سے دُور ہی کھڑا رہا۔ حاضرین مجلس اُسکی وضع اور ہیئت دیکھ کر بہت متعجب ہوئے بعد تمام ہونے وعظ کے کہیں حضرت سید صاحبؒ کی نظر فیض اثر اُس طالب راہ حق پر جا پڑی۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے اُنھوں نے عرض کیا کہ کوئی زنانہ ہے۔ تب آپنے بہت نرمی اور محبت سے اُسکو نزدیک بلایا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اُس نے اپنے زنانے محاورے میں جواب دیا کہ واری جاؤں بلائیں لوں میاں کی خدمت میں آئی ہوں حاضر ہو نگی جوگن ہو نگی آپ نے فرمایا بسم اللہ دیر کیا ہے اُسوقت اُس سے بیعت لیکر وہ سب زنانہ لباس اُسپر سے اُتار دیا اور وہ شرعی جوڑا جو وہ ساتھ لایا تھا پہنا کر ہدایت اللہ اُسکا نام رکھا اُسوقت اُسکا نام اور لباس ہی نہیں بدلا بلکہ بہ برکت بیعت کے اُسی گھڑی اُسکے باطن اور اندرونی خیالات کی کایا پلٹ ہو گئی۔ اب یہ میاں ہدایت اللہ نہایت متقی اور پرہیز گار اور شجاع اور بہادر ہو گیا۔ وہ رمضانی زنانہ جو چند روز پیشتر بریلی کی گلیوں میں زنانہ لباس پہنے ہوئے خرافات بکتا پھرتا تھا اب مے محبت الٰہی سے اُسکی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اگر اسوقت کوئی صدا اُسکے مُنہ سے نکلتی تھی تو سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر اِس سوز و گداز سے بلند ہوتا تھا کہ سُننے والوں کے دل ہل جاتے تھے۔ اب بجائے چوڑیاں اور کڑوں کے اُسکے ہاتھ میں شمشیر اور بجائے ڈھولک کے اُس کی پیٹھ پر ڈھال لٹکتی رہتی تھی۔ اب وہی زنانہ آپکے ہمراہ رکاب ملک خراسان کو گیا اور داد مردانگی کی دیکر آخر شہید ہوا اور مراد کو پہونچگیا ⁂

آپ کی دُعا سے دیوانوں کا باہوش ہوجانا

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مجذوب جو سراسر بیہوش تھا آپسے دوچار ہو گیا۔ آپنے تھوڑی توجہ اُس کی طرف کی اور وہ اُسی دم ہوش میں آکر آپ کے ساتھ ہو لیا اور بڑا سالک باخدا ہوا اور تادم زیست آپکی خدمت میں رہ کر ایک بڑے معرکہ جنگ میں داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا۔ پھر وہی مؤلف لکھتے ہیں کہ اسی طرح ادھست سی مجانین

ایسے دیوانے اور مجذوب آپکی ایک نظر فیض اثر سے ہوش میں آکر سالک بنجاتے تھے اور جسکے واسطے آپنے دعا کیلیے ہاتھ اُٹھایا یا بدن پر ہاتھ پھیرا یا پڑھ کر دم کر دیا فوراً اچھا بھلا ہو کر ہوش میں آگیا +

دو کسبیوں کا تائب ہوکر نکاح کرنا

اِسکے بعد نواب صاحب مرحوم ایک اور قصہ عجیبہ تحریر کرتے ہیں کہ ایکدن جب آپ اپنی مجلس میں رونق افروز تھے دو کسبی عورتیں جو نہایت حسین و جمیل نفیس لباس اور زیور سے آراستہ پیراستہ ہوکر کنارہ مجلس و اہلکشائش پر آکر با ادب کھڑی ہوگئیں اور اپنے معمولی طریقے سے بہت جھک کر آداب تسلیمات بجالائیں۔ حاضرینِ مجلس اُن کو ناپاک سمجھ کر دُور دُور کرنے لگے مگر جو اُنکے کچھ نصیب چمکے تو سید صاحبؒ کی نظر ہدایت اثر اُن پر جا پڑی۔ آپنے اُن کو فوراً اپنی مسجد میں بُلایا اور چند کلمے نصیحت آمیز اُن کو سُنا کر اللہ کے خوف سے ڈرایا۔ بس آپکے کلام معجز نظام اُنکے سینوں کے وار پار ہوکر از خوف الٰہی کے تھر تھرا گئیں اور ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگیں اور اُسی وقت اپنے افعال ضیعہ سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے حسب قاعدہ شریعت کے دو مسلمانوں کے نکاح میں داخل ہوگئیں۔ اور تا دمِ زیست یادِ الٰہی میں مشغول رہ کر عمدہ خاتمہ کیساتھ اپنے رب سے ملیں۔ نواب صاحب مرحوم نے ایک مخنث کا خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر تائب ہونا اور آپ کے ساتھ خراسان میں جا کر شہید ہونے کا بھی بعینہٖ مثل قصہ میاں رمضانی تمّ ہدایت اللہ کے بیان کیا ہے۔ پھر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ اس پُرزور تاثیر کے سبب سے آپکے مخالف اور شقی ازلی (باتباعِ اقوال قدیم کفاروں کے) آپکو جادوگر بتلایا کرتے تھے۔ اور مارے ڈر کے آپکی نظر ہدایت اثر کے سامنے نہ ہوتے تھے اور نہ آپکی مجلس میں آتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی آپکے سامنے جاتا ہے وہ سحر میں پھنس کر گرویدہ ہو جاتا ہے +

سید صاحبؒ کی پُرزور تاثیر کا بیان

پھر اسکے بعد نواب صاحب مرحوم تحریر کرتے ہیں کہ اطراف ہندوستان میں صرف آپ ہی کے سبب سے ہدایت پھیلی اور آپ ہی کی ذات بابرکات کے باعث سے ہندوستان کا شرک و بدعت دُور ہوا۔ پھر لکھتے ہیں کہ آپ کو مقامِ دعا اور تضرع دعوت میں بڑی مہارت اور مشق تھی۔ گھنٹوں اور پہروں تک آپ رو رو کے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ جب آپ کسی اہم امر کے واسطے دُعا کرتے تھے تو حاضرینِ مجلس سے آمین کہلوایا کرتے تھے۔ جب بڑی بڑی مجمعوں میں آپ دُعا کیواسطے ہاتھ اُٹھا کر با آوازِ بلند نہایت عجز اور انکساری سے بعد اظہار وجہ سوال کے دُعا کرتے اُسوقت حاضرینِ مجلس پر ایک عجیب رقت طاری ہوتی تھی روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں بلکہ اکثر آدمی بیہوش ہو جایا کرتے تھے۔ اور جب بعد معلوم کر لینے مدعا کے آپ کسی خاص مطلب کیواسطے ہاتھ اُٹھاتے تو کبھی ایسا نہ ہوا کہ وہ مطلب حاصل نہ ہوا ہو۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر رہنے سے صفائی قلب اور تزکیہ نفس ایسا جلد ہو جاتا تھا کہ سینکڑوں چلّوں اور برسوں کی ریاضت میں بھی وہ بات حاصل نہ ہو۔ آپ کی عادت شریفہ سے تھا کہ مولویوں کو مولانا کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ آپ کے خشوع خضوع اور لذتِ عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ دو رکعت نماز تہجد دو پہر میں تمام کیا کرتے تھے اور بیعت لینے کے وقت ہر ایک مُرید کو تہجد پڑھنے کی تاکید اکید فرمایا کرتے تھے۔ اسوقت لکھوکھا مرد و عورت ہندوستان میں تہجد گذار تھے۔ بقول شاعر ؎ حبشِ نماز کے تہجد کیلیے ہے تیار۔ اپنے شوہر سے ہوئی ہو جو کوئی ہمبستر + اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مجھ کو حاصل ہوا وہ سبب بہ برکت نماز تہجد کے حاصل ہوا۔ اور پیرنے کی بھی آپ کو ایسی مشق تھی کہ آپ غوطہ مار کر تہ دریا میں دو رکعت نفل پڑھ لیتے تھے۔ اور باوجود اس تن و توش اور قوت و شجاعت کے آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے۔ بلکہ ایک روز آپنے فرمایا کہ بھائیو

...باعث میری حیات کا۔ کھانا پینا ہے بلکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ میری حیات کا سبب فقط یاد الٰہی ہے۔ اگر یاد الٰہی سے ذرا بھی غافل ہو جاؤں تو فوراً میرا دم نکل جائے ؂

قرآن مجید کی مثال

مولوی مرتضیٰ خان صاحب تحریر کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بھائیو میں تمکو قرآن مجید کی ایک مثال ہندی زبان میں سناتا ہوں جس سے تم اصل مطلب نزول قرآن مجید کا سمجھ لوگے۔ سو اُسکو اسطرح سے سمجھنا چاہئے جیسے ایک شہنشاہ نے اُس نے اپنے بہت سے غلام اور لونڈیوں کو ایک ملک میں بھیجدیا اور پھر اپنے کسی مقرب کی معرفت ایک فرمان شاہی انکو بھیجدیا تب اُس مقرب نے وہاں پہونچکر وہ فرمان اُن کو سنایا۔ اب اُسکو سنکر وہ لوگ تین فرقے ہوگئے۔ ایک فرقے نے فرمان کو سنکر صاف انکار کردیا اور کہا کہ نہ یہ فرمان شاہی ہے اور نہ تم بادشاہ کیطرف سے آئے ہو بلکہ یہ سب تمہاری بناوٹ ہے۔ سو یہ فرقہ بوجہ اپنے انکار اور نافرمانی کے باغی اور سرکش ہوا۔ اس فرقے کے لوگ جب گرفتار ہوکر بادشاہ کے پاس آتے ہیں تو سخت قید میں دائم الحبس کیے جاتے ہیں اور ہمیشہ کے واسطے طرح طرح کے عذاب میں گرفتار رہتے ہیں۔ دوسرے فرقہ کے لوگ فرمان شاہی کو سنکر کہنے لگے کہ بلاشبہ یہ فرمان سلطانی ہے اور آرندہ فرمان بھی بلاشک مقرب شاہی ہے۔ انہوں نے اُس فرمان کو چوما چاٹا اور سر پر رکھا اور ہاتھ باندھکر اُسکے سامنے کھڑے ہوگئے۔ مگر جو حکم اُس میں آسان تھے اُن پر چلنے لگے اور مشکل حکموں سے جی چرایا۔ سو یہ فرقہ نمک حراموں کا ہے۔ تیسرے فرقے نے فرمان شاہی کو سنکر اُسکے کل حکموں کو مان لیا اور آرندہ فرمان کو مقرب مرسلہ سلطان یقین کرکے اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی۔ سو یہ تیسرا فرقہ نمک حلالوں کا ہے۔ سو قرآن مجید نے بنی آدم کو تین فرقوں یعنی کافروں اور منافقوں اور مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔ مسلمان فرمانبردار اور حکم بردار کو کہتے ہیں۔ پس جو سارے حکموں پر ہے وہی مسلمان یعنی فرمانبردار اور حکم بردار ولی ہے ؂

میر امید علی صاحب کی برکت سے گڑھی کا فتح ہونا

وہی مولوی مرتضیٰ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میر امید علی صاحب باشندۂ لکھنؤ کو جو ایک بڑے دیندار پرہیزگار اور متقی قطب لکھنؤ کرکے مشہور تھے سید صاحبؒ کے ظہور کے قبل اُن کو یہ الہام ہوا تھا کہ اب عنقریب ایک امام مسلمانوں میں پیدا ہونگے اور اُن سے خلقت کو بہت ہدایت ہوگی۔ سو جب سید صاحب کا ظہور ہوا میر امید علی صاحب القادر بالی سے سید صاحب کو امام ملہم لا سمجھ کر آپ کے مرید اور فرمانبردار ہوگئے تھے۔ جب سید صاحب بریلی میں مقیم تھے ایک مرتبہ میر امید علی صاحب آپکی زیارت کے واسطے لکھنؤ سے تشریف لائے ہوئے تھے انہیں ایام میں فقیر محمد خان صاحب افسر فوج سرکار لکھنؤ (جو سید صاحب کے مریدان خاص سے تھے) ایک بڑی مضبوط گڑھی باغیوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور وہ گڑھی باوجود کرنے بہت سے حملوں کے فتح نہ ہوتی تھی اُسوقت لاچار ہوکر فقیر محمد خان صاحب نے بحضور سید صاحب ایک عرضی اس مضمون کی روانہ کی کہ آپ واسطے فتح ہونے گڑھی کے دعا کریں اور میر امید علی صاحب کو میرے پاس بھیجدیں۔ غرض سید صاحب نے دعا کرکے میر امید علی صاحب کو اُنکے پاس بھیجدیا۔ سو میر امید علی جنا کا وہاں پہونچنا تھا کہ گڑھی مذکور بعنایت الٰہی فوراً فتح ہوگئی۔ بعض لوگ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ اُس گڑھی کے نہ فتح ہونے کی شان الٰہی معلوم کرکے ایک بزرگ مستجاب الدعوات اُس گڑھی کے قائم رہنے کے واسطے وہاں بیٹھا ہوا دعا کرتا تھا اور اسی سبب سے وہ گڑھی مدت سے قائم تھی۔ اور فوج شاہی اُس سے عاجز آگئی تھی۔ لیکن جب یہ برکت دعا سید صاحب کے وہ شان الٰہی پلٹی اور ایک قطب مرسلہ سید صاحب وہاں پہونچے تو اُس بزرگ ضعیفہ گڑھی کو بھی

کہ مثال متغیر ہونے شان الٰہی کا معلوم نہ تھا وہ بدستور اُسکے قیام کی دُعا کر رہا تھا اسواسطے سید صاحب نے تشریف لیجا کر اسکو دُعا سے منع فرمایا اور اُس سے حال متغیر ہونے شان الٰہی کا بیان کیا تب فوراً وہاں سے چلدیا اور گرمی شدت سے خرم ہو گئی اور ہم

ایک کا اپنی بیٹیوں کی شادی کیواسطے آپسے مدد مانگنا

مولوی مرتضٰی خان صاحب آپکے اخلاق اور دانائی کی ایک حکایت اسطرح لکھتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص نیا دہ سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ بھی سید ہیں اور مَیں بھی سید ہوں - میری دو بیٹیاں جوان قابل شادی کے ہیں سو مجھکو آپ کچھ دلوا دیجئے جس سے اُن کا بیاہ ہو جائے - آپ نے فرمایا کہ سید جان آپکی بیٹیاں ہماری بھتیجیاں ہیں ہم اُنکے نکاح ہو جانے کے واسطے آپ کو ضرور مدد دینگے مگر تم نے جو اپنے خیال سے اپنے دل پر تجویز کر رکھا ہے کہ یہ چیز بھی ہو اور وہ چیز بھی ہو سو اِس خیال کو تو تم موقوف کرو اور جسطرح اللہ اور اُس کے رسول نے بیاہ کے مقدمہ میں حکم دیا ہے اُسپر عمل کرو اسواسطے ہم اپنا ایک آدمی تمہارے ساتھ کر دیتے ہیں موافق قرآن و حدیث کے جو چیز اُنکے بیاہ کیواسطے درکار ہوگی سو یہ آدمی سب مُہیّا کر دیگا - اِس جواب باصواب کو سنکر وہ شخص خوش ہو گیا

آپ کا اپنے ہاتھ سے لکڑیاں پھاڑنا

وہی مولوی مرتضٰی خان صاحب لکھتے ہیں کہ جب فجر کے وقت آپ کے قافلے کے آدمی بہت خرچ قافلہ واسطے چیرنے اور لانے لکڑیوں کے جنگل کو جاتے تو اکثر اوقات سید صاحب بھی اُنکے ساتھ جنگل کو تشریف لیجاتے اور کلہاڑی دست مبارک میں لیکر دم بھر میں منوں لکڑیاں چیر کر پھینکدیتے - جب دوسرے لوگ آپ کا یہ حال اور مشقت دیکھ کر آپسے کلہاڑی مانگتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے قوت میں کم نہیں ہوں - اور ثواب کا تم سے زیادہ حریص ہوں ٭

آپ کی توجہ سے بغداد رُو مراقب بیٹھنا چھوٹ جانا

وہی مولانا مرتضٰی خان صاحب لکھتے ہیں کہ میں بجائے قبلہ کے بغداد کیطرف مونہہ کرکے مراقبہ کیا کرتا تھا - مجھکو حاجی عبدالرحیم صاحب نے جو ایک بزرگ خادمانِ خاص سید صاحب سے تھے بارہا اس حرکت سے منع بھی کیا مگر میں نے نہ مانا اور یہ عذر کیا کہ بغداد کیطرف مُنہ کرکے بیٹھنے سے مجھ کو مراقبہ میں لذت حاصل ہوتی ہے - ایک مرتبہ جب میں بمقام بریلی سید صاحب کی خدمت میں حاضر تھا اُسوقت حاجی عبدالرحیم صاحب نے یہ حال میرے بغداد کیطرف مراقب بیٹھنے اور اسپر اصرار کرنیکا سید صاحب کے گوش گذار کر دیا لیکن سید صاحب نے یہ سارا حال سُنکر اپنی زبان مبارک سے مجھ سے کچھ نہیں فرمایا - مگر میری طرف بہت توجہ کی میں خیال کرتا تھا کہ اُسی توجہ سے اُسیدم میرے قلب کو بدل دیا - بغداد رُو بیٹھنے کی بُرائی میرے دل میں قائم ہو گئی - اُس تاریخ کے بعد پھر میں بغداد رُو ہو کر کبھی مراقب نہیں بیٹھا ٭

خیرخواہی مسلمانوں کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہیں کہ میں نے ایک روز سید صاحب سے عرض کیا کہ آپ کی برکت سے میں اپنا حال پہلے سے اچھا پاتا ہوں اسواسطے میری تمنا ہے کہ جو میرے دوست اور عزیز ہیں آپکی برکت سے اُن کا بھی ایسا ہی حال ہو جائے - آپ نے فرمایا کہ جب ہم تم کو خلافت دینگے اور تم مسلمانوں کی خیرخواہی کرو گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اُسوقت اُن لوگوں کا حال بھی اچھا ہو جائیگا - پھر آپ نے مجھ کو خلافت عطا فرمائی اور باواز بلند میرے واسطے بہت دُعا کی اور مجھ کو اُمید ہے کہ وہ دُعائیں میرے حق میں

قبول ہوئی ہو گی۔ چنانچہ جملۂ اُن عاقل کے ایک دُعا کی قبولیت کا اثر میں ظاہر دیکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپنے میرے واسطے دُعا کی تھی کہ جو کوئی اس سے دین کے کام میں جھگڑے اور یہ حق پر ہو تو ناحق والوں کو اسپر غالب کرنا سو آج تک کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی ناحق والا مجھ پر غالب ہوا ہو بلکہ میرے مخالفان دین کو ہمیشہ ذلت اور خواری نصیب ہوتی رہی ہے۔ بعد ملنے خلافت کے میں نے حضرت سے خیرخواہی مسلمانوں کی تفصیل پوچھی تو آپنے فرمایا کہ خیرخواہی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان بھوکا ہو اور تمہارے پاس کھانا موجود ہو تو اُسکو کھانا کھلائیو۔ اور جو کسی مسلمان کے کپڑے پھٹے ہوں اور تمہارے پاس کپڑے موجود ہوں تو اُسکو کپڑے پہنائیو۔ اور اگر کسی بھائی کو روپے پیسے کی حاجت ہو تو حسب مقدور خود روپے پیسے سے بھی اُسکی مدد کرو۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی کام کے واسطے تم کو کہیں بھیجے اور وہاں جانا خلاف شرع بھی نہ ہو تو وہاں جا کر اُسکا کام کر آئیو۔ اگر وہ بیمار ہو تو اُس کی خدمت اور عیادت کرو۔ پس جب تم کو اپنا دوست سمجھیگا تو تمہارے کہنے کو مانیگا کیونکہ ہر آدمی اپنے دوست کا کہنا مانتا ہے اور جب تم سمجھو کہ اُس کو تمہاری دوستی کا یقین ہو گیا تب اُسکو نصیحت کرو۔ اُسوقت وہ ضرور تمہارے کہنے کو دل سے قبول کریگا۔ پہلے اہل سنت والجماعت کے عقاید اُسکو بتلاؤ۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل اور ذکر فکر اور دُعا اور درود و استغفار اُسکو سکھلاؤ۔ اور تنہائی میں اُسکے واسطے دُعا بھی کرتے رہو کہ اے اللہ تعالیٰ اس شخص کو سیدھی راہ پر قائم کر۔

سید صاحبؒ کی علو مرتبت کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہیں کہ سید صاحبؒ نے مجھ سے اپنا حال ایکروز کا اسطرح سے بیان کیا کہ میں (یعنی سید صاحب) ایکدن مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے دولتخانہ پر حاضر ہوا اُسوقت آپ کے پاس مولوی رشید الدین صاحب بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے میں (یعنی سید صاحبؒ) بہت دیر تک بانتظار تخلیہ الان میں ٹہلتا رہا کہ جب یہ صاحب تشریف لے جائیں تو میں مولاناؒ سے کچھ عرض کروں اُسی ٹہلنے کی حالت میں مجھ کو یہ الہام ہوا کہ اگر تو بندے کی طرف التجا کرے گا تو پھر ہم تیری دستگیری نہ کریں گے۔

یہ قصہ لکھنے کے بعد مولوی مرتضیٰ خانصاحب اپنی رائے اور اجتہاد سے یہ لکھتے ہیں کہ اِس الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِن ایام میں سید صاحبؒ کا درجہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے بڑھا ہوا تھا۔ جامع کہتا ہے کہ یہ بات تو میں نے بہت لوگوں سے سُنی ہے کہ جب سید صاحبؒ حج کو تشریف لیگئے اُسوقت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کو سید صاحب کی علو مرتبت کا حال غیب سے ملہم ہوا۔ اُسوقت سے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ بعد واپسی سید صاحبؒ کے میں اُنکے ہاتھ پر بیعت کر کے وہ شرف جسکا وعدہ ہے ضرور حاصل کرونگا۔ مگر افسوس ہے کہ اُمید مولانا صاحب کی حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ سید صاحبؒ کے دوبارہ دہلی آنے سے پہلے مولانا صاحب کا وصال ہو گیا تھا۔

تین بینائیوں کا بیان

وہی مولانا لکھتے ہیں کہ سید صاحبؒ نے ایکروز مجھ سے فرمایا کہ خدا کا ذکر شریعت کا مددگار ہے اور شریعت کے کام ذکر کے مددگار ہیں۔ اور آدمی کو تین طرح کی بینائی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ ظاہر کی بینائی جس سے دینی کتابیں اور کل موجودات کو دیکھتا ہے۔ اس بینائی میں سب مسلمان اور کافر یکساں ہیں۔ دوسری عقل کی بینائی آدمی اُن آنکھوں سے دین حق کے مسائل کو دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ اِس دوسری بینائی والے کو پھر ایک تیسری بینائی عطا ہوتی ہے اور وہ دل کی بینائی ہے۔ سو اِس قلبی بینائی سے وہ محض حالات بزرگان دین بقدر وسعت اپنی بینائی قلبی کے دیکھتا ہے

پھر آپ نے فرمایا کہ دیکھو یگانہ واحد فاجر خواہ کیسے ہی عقلمند ہوں مگر چونکہ عقل و قلب کی بینائی سے اندھے ہیں اسواسطے
راہ حق کی شناخت اُن کو ہرگز نہیں ہے ✦

جانب الہ آباد کا سفر اوّل

صاحب مخزن لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ بریلی میں تشریف رکھتے تھے بہت سے عرائض الہ آباد اور اُس کے
اطراف اور جوانب سے بطلب حضرت کے چلی آتی تھیں۔ آخر کار بمعیت ایک سو آدمیوں کے آپ بریلی سے بجانب
الہ آباد روانہ ہوئے مگر ہمیشہ یہ کیفیت رہتی تھی کہ مجبور کو ایک میل راہ چلنے نہیں پاتے تھے کہ بہت سے آدمی دیہات
ملحقہ شرک کے جمع ہو کر بکمال عجز و انکساری آپ کو اپنے گاؤں میں لیجا کر قریب تمام کے کل مسلمان مرد عورت اور بچے
آپ کی بیعت سے مشرف ہو جاتے تھے اور باصرار تمام اکید روز اپنے یہاں رکھ کر دعوتیں کیا کرتے تھے۔ قصہ کوتاہ بریلی
سے الہ آباد کو جو صرف چار منزل ہے سوا مہینے کے عرصے میں آپ پہونچے۔ اسی سفر میں ایک روز بعد مغرب کے ایک ایسے
ویران گاؤں میں جا کر فرودکش ہوئے جہاں بمشکل تمام صرف دس من کھچڑی میسر آئی مگر اسکے پکانے کے واسطے کوئی بڑا برتن
موجود نہ تھا تب دس بارہ گھڑے مٹی کے خرید کر اُن میں وہ کھچڑی پکائی گئی۔ جب پک کر تیار ہوئی تو پھر کوئی ایسا
برتن موجود نہ تھا کہ جسمیں ڈالکر کھائی جاوے اسواسطے ایک کنوئیں کے چبوترے اور زمین کو جو چونے گچ کے تھے
صاف اور پاک کر کے وہ کھانا اُسپر نکالا گیا اور سب لوگوں نے وہاں بیٹھ کر کھایا۔ آپ داخل الہ آباد ہوئے
اور قریب دس بارہ روز کے الہ آباد میں مقیم رہے۔ وہاں ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی ✦

دفعہ اوّل بنارس میں رونق افروز ہونا

اس عرصے میں بہت سے خطوط بطلب حضرت کے بنارس سے پہونچے۔ تب الہ آباد سے روانہ ہو کر دیہات
ملحقہ شرک کو ہدایت کرتے ہوئے ایک ہفتے عشرے کے اندر بنارس پہونچ گئے اور وہاں جا کر مسجد معروف بستی میں
قیام ہوا اور قریب ایک ماہ تک بنارس میں مقیم رہے۔ اس عرصے میں قریب دس پندرہ ہزار آدمیوں کے آپکی بیعت
سے مشرف ہوئے۔ اثنائے قیام بنارس کے آپ نے اپنے ہمراہیوں کو تاکید سخت کر دی تھی کہ یہ شہر تاریکی کفر اور
شرک سے بھرا ہوا ہے تم لوگ تا قیام اس شہر کے ذکر جہری اور سری ہر وقت کرتے رہا کرو اور انوار ذکر سے اس تاریکی
کو دُور کر دو۔ ایک ہفتہ آپکو بنارس میں پہونچے ہوا تھا کہ بہت سے پنڈت اور سادھو سنت لوگ جو ہندوں کے گرو تھے
بغرض استغاثہ اور فریاد آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو آپ اس شہر سے تشریف لیجاویں
آپ کے ذکر اور فکر سے ایک فتور عظیم ہمارے دیوتاؤں اور اُنکے کرشموں میں واقع ہو گیا۔ حضرتؒ نے بہت ملائمت
سے اُن کو دعوت اسلام کی۔ مگر وہ ازلی کافر بہت اچھا اور بہت خوب کر کے چلے گئے۔ اثنائے قیام بنارس میں دو
تین آدمی خاندان تیموریہ کے اور ایک مالدار عورت حیات النساء بیگم نام منکوحہ کپتان ... صاحب فرنگی
کی آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ یہ عورت حضرتؒ کی بیعت سے مشرف ہونے کے بعد اپنے شوہر نصرانی سے ہمیشہ
کے واسطے علیحدہ ہو گئی۔ اور باقی عمر یاد الٰہی میں صرف کر کے مسلمان ہو کر مری ✦
مولوی مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہیں کہ کچھ شاہزادے خاندان ٹیپو سلطان کے بھی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے تھے
اُنہوں نے عمدہ عمدہ قیمتی کپڑے اور قسم قسم کے تھان آپکی نذر کیے تھے۔ آپنے اُن کپڑوں کو مولوی محمد یوسف
صاحب داروغہ کے حوالہ کر کے فرمایا کہ اِن دُنیاداروں کے کپڑوں کو فروخت کر کے بعوض اُنکے رضائیوں کے ابرے

اور روٹی، دوگانہ اور گزی کے تھان انسانوں کی ضروریات کی چیزیں منگوا کر محتاجوں میں تقسیم کر دی۔ ایک دفعہ شیخ غلام علی صاحب الہ آبادی نے ایک عمدہ قالین سید صاحب کے واسطے بھیجا۔ شیخ غلام علی صاحب کا دل خوش کرنے کے واسطے ایک روز آپ اس پر بیٹھ گئے۔ اسی عرصہ میں ایک روز ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس رضائی نہیں ہے اور جاڑے سے مرتا ہوں تب آپ نے وہی قالین اُسکے حوالہ کر دیا۔

بریلی کو آپ کا مراجعت کرنا

بنارس سے روانہ ہو کر حضرت سید صاحب سلطانپور اور اُسکے مضافات کو جہاں لشکر غلام حسین خان ناظم والئے لکھنؤ کا مقیم تھا تشریف لیگئے۔ اُس لشکر میں ہزارہا مرید آپ کے موجود تھے۔ کوئی دو ہفتہ تک وہاں قیام کرکے پھر بریلی اپنے مسکن مبارک کو مراجعت کر گئے۔

سید صاحب کی حج کی تیاریان

صاحب مخزن لکھتا ہے کہ ایام طفولیت سے آپکی طبیعت اور جبلت میں شوق و ذوق اعلائے کلمۃ اللہ اطفائے نائرہ کفر و بدعت کا بھرا ہوا تھا۔ اسواسطے ہر گھڑی اور ہر ساعت جہاد اور قتال کفار کا ارادہ کرتے رہتے تھے اور سرکار انگریزی گو کافر تھی مگر اُس کی مسلمان رعایا کی آزادی اور سرکار انگریزی کی بے رُو رعایائی اور بوجہ موجودگی ان حالات کے ہماری شریعت کے شرائط سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کو مانع تھیں اسواسطے آپکو منظور ہوا کہ اقوام سکھ پنجاب پر جو نہایت ظالم اور احکامات شریعت کی حارج اور مانع تھے جہاد کیا جاوے۔ مگر جہاد کا کام ایسا نہیں ہے کہ جھٹ پٹ انجام کو پہونچ جاوے اور اس سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو لوٹ آوے۔ لہذا آپ نے چاہا کہ جہاد کرنے سے پہلے فرض حج کو ادا کر لیں۔ اور بعد ادائے اس فرض کے سکھوں سے جہاد شروع کریں۔ آپنے اپنے دل میں ٹھانکر ارادہ حج کے اطلاعی خطوط بنام ساکنان دہلی و پھلت و سہارنپور وغیرہ روانہ کر دیئے اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید و مولوی عبد الحیؒ صاحب کو بھی اسی کام کی تیاری کرنے اور اپنے اپنے قبائل لانے کے واسطے دہلی کو بھیجدیا۔ جب یہ اطلاع آپ کے مریدوں اور خلیفوں کو پہونچی تو وہ لوگ اپنے اپنے باغ اور زمین وغیرہ فروخت کرکے دہلی میں آکر مولانا محمد اسمٰعیلؒ صاحب کے پاس جمع ہو گئے اور عرائض اپنے شمولیت حج کے لکھکر بحضور سید صاحب کے روانہ کیں۔

کانپور کا سفر

ان دنوں میں کہ آپ تیاری حج کی کر رہے تھے ساکنان کانپور و کوڑہ و جہان آباد و کھجوہ و فتح پور و دلمئو کی بہت سی عرضیاں بطلب حضرت کے پہونچیں۔ صاحب مخزن لکھتا ہے کہ قبل از روانگی اس سفر کانپور کے آپنے فرمایا کہ خداوند تعالی نے اس دورہ و سیر میں بہت سے انعامات و سعادات کا مجھ سے وعدہ فرمایا ہے تو بھی (یعنی صاحب مخزن) اس سفر میں ہمارے ساتھ چل۔ اور یہ اپنے اوپر واجب کر لے کہ بعد ادائے نماز فجر تا اشراق اور بعد ادائے نماز عصر تا مغرب ہماری مجلس میں حاضر رہ کر فائدہ اُخروی اُٹھایا کر۔ غرض آپ بریلی سے روانہ ہو کر دیہات و قصبات کو ہدایت کرتے ہوئے ایک ہفتہ کے بعد دریائے گنگا سے پار ہو کر آپ کانپور پہونچگئے اور وہاں سید محمد حسین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ کانپور میں بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی منجملہ بیعت کرنیوالوں

کے منشی و صاحب فرنگی کی عورت تھی جس نے بعد بیعت کرنے کے سات روز تک تین وقت آپکی دعوت کی اور ایک مکان عظیم الشان مع اسباب ضروری کے آپکی نذر کیا۔ سید صاحبؒ نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری نذر قبول کی تم ہماری طرف سے اس مکان کی متولی ہوکر خدمت مسافرین اور خصوصاً مریدان اس گروہ کی کرتی رہو۔ کانپور سے چلکر کوشہ جہان آباد میں ہدایت کرتے ہوئے آپ مجھاون تشریف لیگئے اور وہاں قاضی کی مسجد میں قیام فرمایا اور کل مسلمان مرد عورت اس قصبہ کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔

قصبہ مجھاون کی واردات عجیب

بوقت قیام قصبہ مجھاون کے وہاں ایک عجیب واردات ظہور میں آئی۔ ایکروز حضرت سید صاحبؒ بعد ادائے نماز فجر کے مراقب بیٹھے رہے۔ آخر کار قریب چاشت کے اپنے مراقبے سے سر اٹھاکر باواز بلند تکبیر کہہ کر شکر نعمائے الٰہی بکمال خشوع و خضوع گریان و خندان کرنا شروع کیا بعد حمد و ثنا کے آپ سجدے میں گر پڑے اور سجدے سے سر اٹھاکر مبارکباد دیکر فرمایا کہ آج ہاتف غیب نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ اسوقت تجھ کو اور تیرے کل ہمراہیوں کو بہشت بخشدیا اور بعد اس ندا کے ایک ہاتھ غیب سے ظاہر ہوا اس ہاتھ نے اس مسجد کو جنت الماویٰ میں لیجا کر داخل کر دیا۔ اسوقت آپ نے فرمایا کہ اس مسجد میں جسقدر آدمی موجود ہیں اُن سب کے نام ایک کاغذ پر لکھ لو اور اُن کو مثل اصحاب بدر کے منظور اور مقبول بارگاہ ایزدی کا تصور کرو۔ وہاں سے چلکر آپ کھجوہ پہونچے اور وہاں کے لوگوں کو شرف بیعت سے مشرف کرکے فتح پور تشریف لے گئے۔ اس بستی میں جو بعد نماز عصر کے آپ مراقب بیٹھے تو قریب نماز مغرب کے پھر اُٹھا کر فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج اُس رب العزت نے تمامی اولیاء مقبولین سلف سے مجھ کو ممتاز کرکے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا اُسکو تمامی مکروہات دنیا و آخرت سے محفوظ رکھ کر اپنی رضامندی اور انعام سے سرافراز کرونگا (اس بشارت میں آپ کے خلیفوں اور خلیفوں کے خلیفوں کی بیعت بھی شامل ہے) اسوقت میں نے (یعنی سید صاحبؒ نے) عرض کیا کہ اے کریم و رحیم میرے آبا و اجداد کو بھی میری بیعت سے مشرف کر تاکہ وہ بھی اس وعدہ مغفرت میں شریک ہوجائیں۔ کئی روز تک اس آخری دعا کی قبولیت میں توقف رہا۔ اس عرصے میں سید صاحبؒ وطن میں واپس پہونچ گئے۔ وطن میں پہونچکر اس دعا کی قبولیت کے واسطے آپ بہت گڑگڑائے آخر اُس کریم و رحیم نے اپنے فضل عمیم سے اُس دعا کو بھی قبول فرمایا اور حکم دیا کہ سید محمد (مؤلف مخزن احمدی) کو اپنے آبا و اجداد کیطرف سے وکیل کرکے اُن کی طرف سے اُس سے بیعت لیلے۔ بعد معلوم کرنے اس بشارت کے سید صاحبؒ نے سید محمد کو اپنے آبا و اجداد کیطرف سے وکیل کرکے وکالتاً اپنے کل بزرگوں کی طرف سے اُس سے بیعت لیلی۔ اس سفر سے واپس آکر ایک مہینے تک آپ بریلی میں مقیم رہے

اس عرصہ میں حاجیوں کے قافلے دہلی وغیرہ سے پہونچنے شروع ہوئے۔ اور قریب ڈھائی سو مرد عورتوں کے طرف دہلی سے بارادۂ حج پہونچ گئے۔ اور قریب ایک سو آدمیوں کے اطراف بریلی سے جمع ہوگئے۔ اور قریب چالیس آدمیوں کے آپکے خویش و اقارب تھے۔ غرض قریب چارسو آدمیوں کے آپکے ساتھ چلنے والے جمع ہوئے جس فجر کو آپ روانہ ہونیکو تھے اُس رات آپ کے مکان نو تیار شدہ کی روح بہ ہیئت انسانی ظاہر ہوئی اور آپکی جدائی میں بہت رنج و ملال ظاہر کرکے ایک دوسری مخلوق الٰہی سے جو وہاں حاضر تھی مخاطب ہوکر کہنے لگی کہ کل کو ہمارا آقائے نامدار ہمکو چھوڑ کر چلا جائیگا۔ یہ کہہ کر ایسا زار زار رونا شروع کیا کہ اثر اُس گریہ و زاری کا سید صاحبؒ پر بھی ہوگیا اور آپ بھی رونے لگے اور چونکہ اُسوقت سید صاحبؒ کو کچھ حضوری الٰہی ہو رہی تھی آپ نے اللہ رب العزت

سے عرض کیا کہ یہ سب تیرا فضل و کرم ہے اور یہ الفت اس روح کو تیری ہی انعام کے سبب سے ہے ورنہ مثل میری ہزاروں آدمی اپنے مکانات کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کبھی کوئی مکان اُنکے واسطے رنج و ملال نہیں کرتا سو اے رب تو ہی اپنے فضل سے اِس مکان کو تسکین دے اُسیوقت جناب باری سے حکم ہوا کہ اِس مکان کو بھی ہم جنت میں داخل کرینگے۔ یہ خطاب اُس روح مکان نے خود بھی سُنا اور میں نے بھی بہ تعمیل حکم الٰہی اُسکو یہ بات سُنا دی۔ تب اُس مکان نے خوش و خرم ہو کر تسلی پائی اور خوش ہو گیا ✦

یکم شوال ۱۲۳۶ھ ہجری یعنی بروز عید الفطر بعد ادائے نماز عید مع چار سو مرد عورت اور بچوں کے بارادۂ حج آپ بریلی سے روانہ ہوئے۔ بروز روانگی آپ کے خزانچی کے پاس صرف بقدر ایک سو روپیہ کے موجود تھے۔ اسمیں سے بھی آپ فقیروں اور مسکینوں اور نائی دھوبی وغیرہ کو تقسیم کرتے رہے۔ اُسوقت جو آیا خالی ہاتھ نہ گیا۔ اُس روز بقدر ایک میل کے چلکر ایک باغ میں ڈیرہ ہوا وہاں جاکر جو کُل اہلِ قافلہ کی شمار کی گئی تو کُل چار سو سات آدمی مرد اور عورت اور بچے شمار ہوئے۔ اِسی جگہ آپ نے مولوی **محمد یوسف** صاحب اپنے خزانچی سے دریافت کیا کہ اسوقت کتنی جمع تمہارے پاس موجود ہے اُنوں نے عرض کیا کہ کُل چھ یا سات روپیہ اسوقت میرے پاس موجود ہیں تب آپ نے فرمایا کہ اتنے روپیوں سے تو اس قافلہ کا ایک وقت کا خرچ بھی نہیں چلسکتا۔ بہتر ہے کہ ان روپیوں کو بھی فقرا بریلی کو جو اسوقت موجود ہیں دیدو۔ مولوی محمد یوسف صاحب نے بہ تعمیل حکم وہ کُل روپیہ اسیوقت تقسیم کردیا۔ اِس سارے قافلہ کا کُل خرچ سید صاحبؒ کے ذمہ تھا اور اُسوقت سید صاحبؒ کے پاس ایک حبہ موجود نہ تھا۔ مگر اللہ رب العزت کی رزاقی کا آپکو ایسا یقین واثق تھا کہ آپ ذرہ بھی نہ گھبرائے۔ مگر ہاں ہم جیسے بے صبروں نے جب آپکی بے خرچی اور اِس سفرِ دور دراز اور قافلہ کثیر کا موازنہ کرکے دیکھا تو حواس باختہ ہوگئے اُسوقت ایکدوسرے سے کہتا تھا کہ بھائیو اللہ ہی حافظ ہے دیکھئے یہ ناؤ کیسے پار ہو۔ سید صاحبؒ نے اُسوقت اپنے سر مبارک سے ٹوپی اُتار کر یہ دُعا کی کہ اے کریم کارساز تو نے اِس قدر مخلوق کو مجھ ناچیز کمینہ کے ساتھ کردیا ہے سو مجھ بیچارے پر اپنا لطف اور کرم کرکے بہت خیر و خوبی کے ساتھ اُنکی زاد راہ اپنے خزانۂ غیب سے مہیا فرماکے اپنے انعام عام کے ساتھ اِنکو منزل مقصود تک پہونچادے۔ یہ دُعا کرنیکے بعد منزلِ اوّل باغ سے کوچ کرکے آپ دلمئو کو روانہ ہوئے۔ موسم برسات کا تھا ہر نالا و تالاب اور سڑک پانی سے پُر تھی۔ جب دلمئو بقدر دو میل کے رہ گیا تو ایک باغ میں برسرِ راہ آپ آرام کرنے کو ٹھیر گئے۔ تھوڑی دیر وہاں پہونچے ہوئے گذری تھی تو دیکھا کہ دو سوار تیز رفتار مع چالیس پچاس پیادہ آدمیوں کے دلمئو کیطرف سے چلے آتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں وہ لوگ وہاں پہونچکر حضرتؒ کی خدمت بابرکت میں جا حاضر ہوئے۔ اور بعد مصافحہ اور معانقہ کے اُسی سبز گھاس پر جہاں حضرتؒ رونق افروز تھے حضرت کے سامنے بیٹھ گئے اوّل اُنہوں نے بیعت کی پھر ایک نے اُن میں سے عرض کیا کہ ہم دونو حقیقی بھائی ہیں میں بڑا بھائی اور یہ چھوٹا بھائی ہے۔ میں نے جس روز سے خبر تشریف آوری حضور کی مع قافلہ حجاج سُنی تھی اُسی روز سے ارادہ دعوت سارے قافلہ کا رکھا تھا سو آج جب میں کھانا پکانے کی تیاری کرنے لگا تو اس میرے چھوٹے بھائی نے جو آپکے حضور میں حاضر ہے تیاری دعوت سے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ آج میں دعوت کرونگا۔ کل تم کرنا سو جب میرا اور اِسکا جھگڑا اوّل دعوت پر ہوا تو شہر کے لوگوں نے ہم دونو کو حضور کیخدمت میں بھیجدیا ہے۔ اب آپ جسکو حکم دیں وہ آج اوّل دعوت کرے۔ سید صاحب نے دونوں بھائیوں کو آپسمیں رضامند کرکے اُسی بڑے بھائی کے گھر پہلے دعوت کا حکم دیا۔ وہ دونو بھائی خوشی خوشی واپس چلے گئے۔ جب کچھ شدت گرمی کی کم ہوئی تو حضرت بھی مع قافلہ اُس باغ سے روانہ ہوکر بوقت شام داخل قصبہ دلمئو ہوئے اُس رات کو ہزارہا مرد عورت بیعت سے مشرف ہوئے آپ ایک ہفتہ تک اِس قصبہ میں مہمان رہے نویں روز پانسو روپیہ پر کشتیاں کرایہ کرکے اور سو روپیہ بیعانہ ملاحوں کو دیکر وہاں سے

آگے روانہ ہوئے۔ اور جسقدر روپیہ کی ضرورت تھی سب اُسی قصبہ دلمئو سے بلا طلب جمع ہوگیا ۔

جن وقت کشتیوں پر اسباب لادا جاتا تھا اُسوقت آپکو معلوم ہوا کہ فلانی کشتی جسمیں سارے قافلہ کا اسباب لادا گیا ہے
دریا میں غرق ہوجاویگی۔ اُسوقت آپکے واسطے ایک دوسری کشتی سواری کے لیے تجویز ہوئی تھی۔ آپنے شانِ الٰہی معلوم
کر کے اُس اسباب والی کشتی کا اسباب نکلوا کر اُسمیں آپ سوار ہوگئے اور اپنی سواری والی کشتی میں اسباب لدوا دیا۔
کہ اگر یہ کشتی ڈوبیگی تو غریباؤں کا اسباب تو ضائع نہ ہوگا مجھکو بیکر ڈوبے تو ڈوبے اسکی مجھکو کچھ پروا نہیں ہے
جب اُس ڈوبنے والی کشتی میں آپ سوار ہوگئے تو پھر آپ کو غیب سے بشارت ہوئی کہ اب یہ کشتی ڈوبائی نہ جائیگی۔
تب آپنے شکر الٰہی ادا کیا اور آگے کو روانہ ہوگئے ۔

ابھی آپ کشتی پر سوار نہ ہوئے تھے کہ شیخ مظہر علی صاحب ساکن دھمہ جو بمقام دلمئو آپ کے استقبال کے لیے آئے
ہوئے تھے مظہر ہوئے کہ آوازۂ تشریف آوری حضور کا سنکر عرصہ سے سامان دعوت تیار ہے اور دھمہ میرا مکان یہاں سے
قریب پانچ کوس کے برلب دریائے گنگ واقع ہے۔ اگر حضور میری دعوت کو قبول فرماکر وہاں تک قدم رنجہ فرمائیں تو عین
بندہ نوازی ہے۔ حضرتؒ نے قبول فرمالیا اور شیخ مظہر علی صاحب اُسیوقت گھوڑے پر سوار ہوکر براہ خشکی اپنے مکان کو تشریف
لیگئے اور حضرت مع قافلہ بسواری کشتی محاذی دھمہ کے پہونچ گئے۔ قریب پہر رات گئے شیخ مظہر علی صاحب مع طعام
سارے قافلے کے حاضر ہوئے۔ کھانا اس کثرت سے تھا کہ سارا قافلہ سیر ہوکر ناشتہ کیواسطے بھی بچ رہا۔ صبح کو قریب
تین سو آدمیوں کے بیعت سے مشرف ہوئے۔ پھر لنگر وہاں سے اُٹھایا گیا جب کشتی محاذی موضع ڈلمگی کے پہونچی
تو شیخ محمد پناہ مع اپنے فرزند محمد کفاء کے کنارۂ دریائے گنگا پر کھڑے ہوئے باواز بلند کشتیوں کو اپنی طرف بلارہے
تھے۔ حسب الایماء سید القافلہ کشتیاں کنارہ پر پہونچیں تو اُسوقت وہ دونوں صاحب کشتیوں میں چڑھ آئے۔
اور حضرت سے مصافحہ معانقہ کرکے عرض کیا کہ مدت سے خبر تشریف آوری حضور کی سنکر اسباب مہمانی کا تیار کر رکھا ہے
اور دُور دُور سے بہت سے آدمی آکر بامید حصول بیعت ہمارے مکان ڈلمگی میں جمع ہیں اگر دو تین روز یہاں
قیام فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہے تب حضرت نے قیام کرنے کا حکم دیا سب اہلِ قافلہ کشتیوں سے اُتر پڑے۔ شام کو بہت
آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اُس بستی میں بہت سے چبوترے امام حسینؓ کے نام سے بنے ہوئے تھے حضرت
نے معلوم کرکے اُنکے گرا دینے کا حکم دیا۔ اُن لوگوں نے اُسی شب تاریک میں پھاوڑے اور بیلچے اپنے گھروں سے لاکر
فوراً اُن نشانات شرک کو گرا کر زمین کے ہموار کردیا۔ اور بہت سی علم اور شدے اور پنجے وغیرہ اُن کے گھروں میں
موجود تھے سب کو توڑ پھوڑ کر اُسکی چاندی بقدر دو سو روپیہ کے نقد حضرت کے حوالہ کرکے کہا کہ یہ مال پہلے نذر شیطان
کا تھا۔ اب آپکے ذریعہ سے اصلی طور پر رُوح پُرفتوح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا ۔

ایک انگریز کا سارے قافلہ کی دعوت کرنا

دوسرے دن قریب شام کے اُس گاؤں سے رخصت ہوکر کشتیوں پر پہونچے۔ اُسوقت حضرتؒ نے کھانا پکوانے کا
حکم دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں سے کنارہ آدھہ کوس ہے اور ابر محیط ہو رہا ہے راہ میں کیچڑ پانی اسقدر ہے
کہ راہ چلنا محال ہے اسوقت کھانا پکانے کا بندوبست نہیں ہوسکتا۔ اُس رات سارے قافلے میں مع عورتوں اور
بچوں کے فاقہ کا سامان تھا۔ ہر ایک خاموش اور شاکر و صابر تھا۔ جب نماز عشا کی ہوچکی اُسوقت چند باقوں نے
عرض کیا کہ فاصلۂ دور دور سے دو تین مشعلیں اسطرف کو آتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ تھوڑے عرصے میں مشعلیں کنارہ کے
نزدیک پہونچیں تو دیکھا کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار ہے ساتھ کھانا اُسکے ہمراہ ہے۔ [illegible]

اُس نے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں۔ جب حضرت نے کشتی میں سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اُتر کر اپنی ٹوپی سر سے اُتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی میں آیا اور بعد سلام و مزاج پرسی کے عرض کیا کہ تین دن سے میں نے نوکر واسطے لانے خبر تشریف آوری حضور اِسطرف تعینات کر رکھے تھے۔ سو آج اُنھوں نے مجھ کو خبر دی۔ یہ ماحضر واسطے حضور اور کل قافلے کے تیار کر کے لایا ہوں براہ بندہ نوازی اِسکو قبول فرمائیں حضرت نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنوں میں لیکر قافلے میں تقسیم کردو۔ قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور میں حاضر رہا اور پھر رخصت لیکر مع اپنے آدمیوں کے واپس چلا گیا۔ وہ انگریز ایک نیل کا سوداگر تھا اُسی کنارے کے قریب اُسکا نیل کا کارخانہ تھا اِس تقریب سے وہ وہاں سکونت رکھتا تھا۔ اور در اصل اِس قافلہ کو اللہ نے اِس مقام پر بھوکا نہ رہنے دیا۔ اور اپنی قدرت ظاہر کرنے کو ایک نصرانی غیر ملک کے آدمی کے ہاں سے کھانا پہنچوا دیا۔ وہاں سے چلکر رام چوڑہ کے گھاٹ پر لنگر ڈالا گیا۔ اُس گھاٹ پر شیخ حسن علی جو ایک مریدانِ خاص حضرت سے تھے پہلے سے منتظر کھڑے تھے۔ اُنھوں نے تین روز تک سارے قافلے کی دعوت کی۔ چوتھے روز آپ بھی مع اہل و عیال خود باراداۂ حج بیت اللہ شمول قافلہ ہوگئے۔ اُسدن ایک زمیندار موضع دھیتی کا سارے قافلے کی دعوت کا سامان لایا

الہ آباد میں شیخ غلام علی صاحب کی فیاضی کا بیان

پانچویں روز وہاں سے لنگر اٹھا کر بردا گھاٹ پر شہر الہ آباد میں لنگر ڈالا گیا اور سارا قافلہ مع زن و بچہ حسب تجویز شیخ غلام علی صاحب کے راجہ اودت نرائن کی بارہ دری میں جو برلب دریا تھی فروکش ہوا۔

الہ آباد میں پندرہ روز تک شیخ غلام علی صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کی۔ شیخ صاحب ایک ہزار روپیہ روزانہ دعوت قافلہ پر خرچ کر کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر کھلاتے تھے اور کھانا بھی اِس کثرت سے آتا تھا کہ صدہا مساکین الہ آباد کے پندرہ روز تک قافلہ کے ساتھ ہی کھاتے رہے۔ الہ آباد تک پہنچنے میں تعداد مردمانِ قافلہ کی سات سو ہوگئی تھی۔ شیخ غلام علی صاحب نے تیرہ عدد خیمے اور ہر ایک حاجی کے واسطے ایک ایک جوڑہ پارچہ احرام اور ہر ایک اہل قافلہ کیواسطے ایک ایک روپیہ نقد اور حضرت کے قرابت داروں کیواسطے دس دس روپے نقد اور خود حضرت کیواسطے چار ہزار پانچسو روپے نقد نذر کیے۔ یہاں الہ آباد میں بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ شاہ اجمل صاحب کے تکیہ والے مشہور مشایخوں میں سے بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے +

دو تین ہفتے کے بعد الہ آباد سے رخصت ہو کر مرزا پور میں لنگر ڈالا گیا۔ وہاں شیخ **عبد اللطیف** صاحب سوداگر نے ایک ہفتہ تک سارے قافلہ کی مہمانی بڑی دھوم دھام سے کی۔ چار ہزار روپیہ نقد حضرت کو نذر کیے اور خود بھی باراداۂ حج شریک قافلہ ہوگئے۔ یہاں بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ بعد ایک ہفتہ کے مرزا پور سے روانہ ہو کر دو تین روز چنار گڑھ میں قیام رہا اور وہاں سے چلکر داخل شہر بنارس ہوئے۔ چونکہ اِس شہر میں آپکے مرید اور مخلص کثرت سے موجود تھے اور بوجہ شدت بارش کے موسم کشتی قابل سفر دریا کے نہ تھا اسواسطے ایک ماہ تک بنارس میں قیام کیا گیا۔ دونو وقت سارے قافلے کی دعوتیں ہوتی تھیں۔ حیات النسا بیگم اور شاہزادگان خاندان تیموریہ جو پہلے سے آپ کے مریدوں میں سے تھے بڑی تواضع سے پیش آئے نماز عید الضحیٰ بھی اسی شہر میں ہوئی اور گوشت قربانی اِس کثرت سے جمع ہوا تھا کہ سوای مردمانِ قافلہ کے صدہا باشندگانِ بنارس اُسی گوشت کو تین دن تک کھاتے رہے

مولوی حافظ اکرام الدین صاحب کے مرید ہونے کا قصہ

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ ایک شخص حافظ اکرام الدین نام جس نے صرف میر قطبی تک اور ترجمہ قرآن مجید مولوی

وحیدالدین مچھلی سے بمقام دہلی پڑھا تھا۔ اور دہلی کے بازار میں عطاری کی دوکان کرتا تھا اسوقت شہر دہلی میں موجود تھا۔ مولوی وحیدالدین صاحب اپنے استاد سے جو اسوقت سید صاحبؒ کے ساتھ تھے اکر ملا۔ حافظ اکرام الدین نے مولوی وحیدالدین صاحب سے کہا کہ تم مدت سے مرشد کی تلاش میں تھے۔ اب تم سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لو ایسا پیر پھر ملنا دشوار ہی۔ اس نے کہا کہ حضرت کی خدمت میں چلنے کا تو مضائقہ نہیں مگر جب تک میری تسلی نہ ہوگی میں کا مرید نہ ہونگا۔ مولوی صاحب نے اس سے پوچھا کہ بھائی تمہاری تسلی کیسے ہوگی۔ اس نے کہا کہ جب تک رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو اجازت نہ دیویں میں بیعت نہ کرونگا۔ مولوی وحیدالدین صاحب اس بات کا جواب ہو کر بعد ملاقات اپنے ڈیرہ کو چلے آئے اور سید صاحبؒ کی خدمت میں یہ سارا قصہ بیان کیا آپنے سنکر فرمایا کہ وہ تو اچھی بات کہتے ہیں آدمی کو ایسے امور میں خوب تحقیقات کرلینی چاہئیے۔ پھر آپ نے ایک پرچہ کاغذ پر درود شریف لکھ کر مولوی وحیدالدین صاحب کو دیا اور فرمایا کہ یہ لیجا کر انکو دیدو اور کہدو کہ رات کو پڑھ کر سو رہو انشاءاللہ تعالیٰ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ اسوقت حضرتؐ سے اجازت لے یا حضرتؐ کے ہی ہاتھ پر بیعت کرلیوے۔ غرض مولوی وحیدالدین صاحب نے وہ درود اسکو پہونچا کر حسب ایما حضرتؒ کے سمجھا دیا کہ وہ اس رات کو درود پڑھ کر سو رہے۔ اس شب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسکو زیارت نصیب ہوئی تب اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت سید احمدؒ آپکے فرزند ہیں آپنے فرمایا کہ ہاں وہ میرا فرزند ہے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ کیا انکے ہاتھ پر بیعت کروں۔ آپنے فرمایا کہ اسکے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا میرے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے جب پچھلی رات کو بعد دیکھنے اس خواب کے اسکی آنکھ کھلی تو اسی وقت درود پڑھتا ہوا مولوی وحیدالدین صاحب کے پاس پہونچا اور یہ قصہ اپنے خواب کا بیان کر کے حضرتؒ سے بیعت کرنے کا خواہاں ہوا۔ فجر کو بعد نماز صبح کے مولوی وحیدالدین صاحب اسکو حضرت کے حضور میں لیگئے اور بیعت سے مشرف کرایا۔ ایک روز سید صاحبؒ نے اسکو فرمایا کہ بھائی حافظ اکرام الدین ہم نے تم کو اپنا خلیفہ کیا تم وعظ کیا کرو اور خلقت کو فائدہ پہونچاؤ۔ اس نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کام مجھ سے کیسے ہوگا میں تو عالم نہیں ہوں وہ ایک کتاب مولوی وحیدالدین صاحب سے ایک عرصہ ہوا دیکھیں تھیں سو وہ بھی بھول بھلا گئیں۔ پھر آپنے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں اگر تم کو علم نہیں ہی تو کیا ہوا تم وعظ کہنا شروع کر دو۔ اس نے پھر انکار کیا اور کہا کہ حضرت یہ کام بغیر علم کے ممکن ہی نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالی تم کو علم بھی عطا کریگا تب اس نے عرض کیا کہ آپ میرے واسطے دعا کریں اسوقت آپ دعا کرنے پر مستعد ہوگئے اور تمام حاضرین سے فرمایا کہ میں بھائی حافظ اکرام الدین کے واسطے دعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ آپ نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ یا الٰہی تو نے جہان کو بے سبب پیدا کیا اور آسمان کو بے ستون کھڑا کیا۔ تنور سے پانی جاری کیا۔ پتھر سے ناقہ نکالا۔ آدم علیہ السلام کو بے ماں باپ کے بنایا اور عیسیٰ کو بے باپ کے پیدا کیا۔ اور ہمارے نبی امیؐ کو علم اولین اور آخرین سے سرفراز کیا۔ سوائے اللہ اپنے نبی امی کی برکت سے اس شخص کو علم ظاہر اور باطن کا عطا فرما۔ اسکے بعد فرمایا کہ میں نے اور سب بھائی مسلمانوں نے تمہارے واسطے دعا کی ہی اسواسطے امید قوی ہی کہ اللہ رب العزت تم کو علم ظاہری اور باطنی سے سرفراز کریگا۔ اب تم وعظ کہنا شروع کردو۔ اس دعا کے ساتھ اسکی شرح صدر غیب سے ہوگئی تب اس نے وعظ کہنا شروع کیا اور ایسا سحر البیان واعظ ہوا کہ اب جو کوئی اسکا وعظ سنتا تھا حیران ہو جاتا تھا۔ جب کسی شخص نے دہلی میں جاکر اسکی وعظ گوئی کی تعریف کی تو کسی کو یقین نہ ہوا۔ بعد ایک مدت کے مولوی اکرام الدین صاحب خود دہلی میں آئے اور جامع مسجد میں وعظ کہا۔ تمام شہر میں انکے وعظ کا چرچا پھیلا۔ لوگ کہتے تھے کہ بعد مولوی

محمد اسمٰعیل شہید کے جیسے ایسا وعظ کسی کا نہیں سنا مگر مفتی صدر الدین خان اور مولوی فضل حق صاحب نے اس خبر کو کچھ نہیں جانا آخر ایک جمعہ کو یہ دونو عالم بھی اُنکے وعظ میں حاضر ہوئے اور چند سوال بھی پیچ کر لائے تھے کہ اُن کو دریافت کریں گے۔ جب اُنھوں نے وعظ کہنا شروع کیا تو قسم قسم علوم اور فنون اور عجائبات اور نکات قرآنی کا بیان کرنے لگے اور لطف یہ کہ جو سوال دونو صاحب پیچ کر لائے تھے وہ سب سوال بیان کرکے اُنکے جواب بھی نہایت خوبی سے دیئے اُن دونوں فاضلوں نے بعد وعظ کے اُن سے مصافحہ کیا اور کہا کہ بھائی تمھارا یہ علم ببرکت حضرت سید صاحب کے وہبی ہے کسبی نہیں ہے۔ مولوی اکرام الدین صاحب کے علم کا حال تفسیر سورۂ فاتحہ سے جو اُنھوں نے لکھی ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ بنارس سے اندازاً ایک ماہ کے قافلہ کا کوچ ہوا۔ غازی پور اور زمانیہ ایک دو مقام کرکے دانا پور پہونچے۔ دانا پور کے لوگ حضرتؒ کے بہت مشتاق تھے اور بنارس تک آپکی پیشوائی کے لیے آئے تھے۔ اسلیے یہاں ایک ہفتہ قیام تک قیام رہا۔ اس ہفتہ میں مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبد الحی صاحب روزانہ جا بجا وعظ کیا کرتے تھے۔ اُن کے وعظ کی تاثیر سے ہزارہا خلقت شرک و بدعات سے تائب ہو کر سید صاحبؒ کی بیعت سے مشرف ہوئی۔ بہت سی کسبیاں اپنے پیشہ زناکاری سے تائب ہو کر لوگوں کے نکاحوں میں داخل ہوگئیں۔ بعد ایک ہفتہ کے یہاں سے روانہ ہو کر آپ داخل شہر عظیم آباد پٹنہ کے ہوئے اور قریب ہفتہ کے اس شہر میں قیام رہا۔ ہزارہا خلقت اس شہر کی بھی شرک و بدعت مروجہ سے تائب ہو کر آپکی بیعت میں داخل ہوئی۔ چنانچہ مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ آپکے ایک مشہور اور مقبول خلیفہ جن سے لاکھوں کھا خلقت کو آپ کے بعد ہدایت ہوئی اسی شہر کے باشندے تھے۔ اس شہر کے لوگ اپنی اولو العزمی اور جان نثاری میں آپکے سارے مریدوں پر سبقت لیگئے۔ اس شہر کا خاندان صادق پور آپ کے کُل تابعین کا پیشرو سمجھا گیا ہے۔ پٹنہ سے روانہ ہو کر مونگیر اور بھاگلپور میں ٹھیرتے اور ہدایت کرتے ہوئے آپ مرشد آباد پہونچے۔ مرشد آباد میں چار پانچ روز قیام رہا مگر بوجہ ظلمت رفض کے جس سے یہ شہر بھرا ہوا ہے ایک فرد بشر بھی ساکنان شہر سے آپکی ملاقات کے واسطے نہیں آیا۔ یہاں سے چلکر ہوگلی پہونچے قریب ایک ہفتہ تک ہوگلی میں مقام رہا۔ وہاں سے روانہ ہو کر مقام شی رام پور میں داخل ہوئے۔ یہاں سید عبد اللہ ابن سید بہادر علی جن کو آپ نے یہاں خلافت بھی دی تھی اور بہت سے آدمی اس شہر کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہاں سے روانہ ہو کر قریب کلکتہ دوپہر کا کھانا پکانے کے لیے کشتیاں ٹھیرائی گئیں۔ اُس وقت منشی امین الدین صاحب وکیل سرکار جو رئیس سوائے اہل اسلام کلکتہ سے تھے مع بہت سے عمائد ساکنان کلکتہ کے خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تا قیام کلکتہ کے اس خاکسار کے غریب خانہ میں رونق افروز رہیں اور جو نان و نمک میسر ہو قبول فرماتے رہیں۔ حضرتؒ نے اُن کی درخواست کو قبول کر لیا۔ اسکے تھوڑی دیر کے بعد اور بہت سے شریف و نجیب کلکتہ کے وہاں پہونچے اور حضرتؒ کو اپنے اپنے مکانات کو لیجانا چاہا۔ مگر چونکہ حضرتؒ نے منشی امین الدین سے وعدہ کر لیا تھا اسواسطے اُن کی درخواست کو منظور نہ فرمایا۔ بعد نماز مغرب کے اول حضرتؒ بسواری پالکی منشی امین الدین صاحب کے مکان کو تشریف لے گئے اور پھر منشی صاحب نے ہر قسم کی سواریاں بھیجکر آدھی رات تک سارے قافلہ کو اپنے مکان میں پہنچا دیا ✦

ایک عمدہ باغ میں قافلہ کا ڈیرا کرایا گیا رات کو نہایت عمدہ اور پر تکلف کھانا منشی صاحب کے یہاں سے آیا اور بافراغت سارے قافلہ نے سیر ہو کر کھایا۔ صبح کو منشی صاحب نے سارے قافلہ کے واسطے جوتے خرید کر ہر ایک کو تقسیم کر دیئے اور جس جس کے پاس کپڑا نہ رہا تھا اُسکو کپڑے بنوا دیئے۔ لیکن اُس تاریخ سے سید صاحبؒ کو اُس مکان میں اُتار کر جو منشی امین الدین صاحب رخصت ہوئے پھر اگر اُنھوں نے کبھی مونہہ نہیں دکھلایا اگرچہ دونو وقت اُن کے

بیاں سے جانے قافلے کو کھانا آتا تھا اور اُنکے آدمی ہروقت خدمت کیواسطے موجود رہتے تھے مگر وہ خود کبھی کسے
اسیطرح پر قریب ایک مہینہ گذر گیا اور یہاں حضرتؒ کو بھی لوگوں کے کثرت بیعت کرنیوالوں کے ذرا بھی فرصت نہ ملتی
جو ان سے پرسان حال ہوتے ۔ اکثر دن شام کو خود بخود مولوی وحید الدین صاحب واسطے استفسار حال منشی صاحب
کے انکی جائے سکونت پر تشریف لیجاتے ۔ منشی صاحب بہت تپاک اور محبت سے پیش آئے مگر مولویصاحب نے دیکھا کہ منشی
صاحب کا مکان ہر قسم کی ممنوعات شرعی مثل ظروف نقرئی و شراب باجہ و تصاویر وغیرہ سے بھرا ہوا ہے مولویصاحب نے
بعد مزاج پرسی اُن اسباب ممنوعہ کی برائی اور خوف مواخذہ الٰہی اور دنیا و لغویات کی ناپائداری بہت خوبی سے بیان
کی کہ ان کلمات نصیحت آمیز کو سُنکر کچھ ایسا اثر منشی صاحب پر ہوا کہ انہوں نے اُسیوقت ہزار ہا روپے کا اسباب
شرابخوری کا اٹھوا کر پھنکوا دیا اور تمامی ظروف نقرئی وغیرہ علیحدہ اُٹھوا کر انکے گلوانے کا حکم دیدیا۔

منشی امین الدین صاحب کا اُن کی دلدادہ کے ساتھ نکاح ہوجانا۔

اُس کے بعد مولویصاحب نے سبب عدم حاضری بحضور سید صاحبؒ اُن سے پوچھا اُسوقت منشی صاحب نے بہت شرم
و حیا کے ساتھ عرض کیا کہ میں ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہوں اور بالمشافہ آپسے اُسکا ذکر کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں
یہ میرا رفیق آپ سے عرض کریگا۔ اُس رفیق کو مولویصاحب نے تنہائی میں لیجا کر پوچھا تو اُسنے عرض کیا کہ اِس شہر میں
ایک کسبی نہایت حسینہ و جمیلہ اور بڑی مالدار رہتی ہے اور بہت سے مالدار آدمی اُسکے شیدا ہیں منجملہ اُن کے ایک منشی
صاحب بھی اُسی کے عاشق زار ہیں ۔ مگر وہ غارتگر ایمان ہفتے میں صرف ایکبار یہاں شب باش ہوتی ہے اور منشی
صاحب اُس سے نکاح بھی کرنا چاہتے ہیں مگر وہ کمبخت راضی نہیں ہوتی ۔ اب منشی صاحب سخت مخمصہ میں پڑے ہیں
اگر سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں تو وہاں بیعت توبہ کرنی ہوگی اور اُس غارتگر ایمان کو ترک کرنے پر بوجہ
غلبہ محبت کے انکی جان نہیں بچتی ۔ مولوی وحید الدین صاحب یہ ساری کیفیت سُنکر سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور مو بمو سارا حال آپ کے گوش گزار کردیا ۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اُن سے کہدو کہ اگر وہ خدا کی راہ میں سچی توبہ کرلینگے
تو خداوند تعالیٰ اُنکو اُنکے عہد پر قائم رکھیگا ۔ دوسرے دن مولوی وحید الدین صاحب پھر منشی صاحب کے مکان
پر تشریف لیگئے ۔ یہ بشارت زبانی حضرتؒ کے اُن کو سُنادی ۔ اتفاق حسنہ سے وہ دن اُس کسبی کے آنے کا تھا
مولوی وحید الدین صاحب کی موجودگی میں ہی مثل برق وہ بھی آن پہنچی اور مولویصاحب کے سامنے آکر بیٹھ گئی
مگر منشی صاحب بہت محجوب ہوئے ۔ اُس کسبی نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر بعد مزاج پرسی کے کہا کہ کہاں
سے تشریف لائے ۔ مولویصاحب نے کہا کہ سید صاحب کے قافلہ کا ایک درویش ہوں ۔ اِس عرصہ میں سید
صاحب کو بھی الہام ہوا آپ بھی اپنے چند رفیقوں کو ساتھ لیکر منشی صاحب کے مکان کیطرف چلدیے ۔ منشی جی
نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سُنکر جھٹ پٹ اُس بیبو کو ایک کوٹھری ملحقہ میں داخل کر کے دروازہ بند کردیا
اور آپ استقبال کر کے سید صاحب کو اندر لے آئے ۔ اُس کوٹھری کے سامنے جسمیں وہ کسبی بند تھی حضرت بیٹھ
گئے ۔ اُسوقت منشی جی حضرت کے سامنے دست بستہ مؤدب بیٹھے تھے ۔ مولوی وحید الدین صاحب نے حضرت سے
عرض کیا کہ آج اتفاق حسنہ سے مریض مع اسباب مرض کے حضور میں طبیب حاذق کے حاضر ہے ۔ اب طبیب کی التفات
چاہیئے ۔ یہ سُنتے ہی حضرتؒ نے احسن الخالقین کا وعظ شروع کیا اور اِس زور شور سے اُس خالق ارض و سما کی
احسن الخالقیت اور شرح شکر نعمائی الٰہی کہ حُسن اور خوبصورتی کا کیا شکر ہے اور دولتمندی کا کیا شکر ہے اور پھر
اِن سب چیزوں کے فانی اور قابلِ زوال ہونیکی کیفیت اور پھر موت اور مواخذۂ الٰہی کا حال اور قبر اور عالم حشر

کی کیسی آنکھوں کے سامنے تصویر کرکے دکھلادی کہ اُسکی تاثیر سے اہل مجلس بیہوش ہوگئے اور وہ کسبی بھی جو بہر لفظ وعظ کا سن رہی تھی کوٹھری کے اندر ہی مثل نیم بسمل کے تڑپنے لگی - اور بعد اتمام وعظ کے خود کوٹھری کا دروازہ کھولکر وہاں سے مارتی ہوئی باہر نکل آئی اور اپنے کل افعال ماضیہ سے توبہ کرکے سب سے اول بیعت سے مشرف ہوئی اُسکے بعد منشی جی نے بھی بیعت کی - اُس کسبی نے بعد مشرف ہونے بیعت کے خود حضرت کو وکیل اپنے نکاح کا کرکے عرض کیا کہ جس ادنیٰ اعلیٰ سے حضور چاہیں اِس لونڈی کا نکاح کردیں - تب حضرتؒ نے اُس مجلس میں منشی جی سے اُسکا نکاح کردیا - بعد اس بیعت کے یہ دونوں میاں بیوی بڑے صالح اور متقی ہوئے - مگر صاحب مخزن احمدیہ نے دوسری طور پر اس قصہ کو بیان کیا ہی - اگرچہ ماحصل دونوں قصوں کا ایک ہی ہی - کلکتہ ہی کی ایک یہ بھی روایت ہے کہ ایک مالدار مسلمان دائم الخمر نے جسکے رگ و ریشہ میں شراب بسی ہوئی تھی آپکی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ حضرت شراب نوشی کا تو میں ایسا عادی ہوں کہ اُس بدون ایک لحظہ بھی جی نہیں سکتا - اور سب منہیات شرعی سے آپکے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں مگر شراب کو چھوڑ نہیں سکتا - آپنے فرمایا کیا مضائقہ ہے مگر ہمارے سامنے شراب پیا کرو اُسنے بخوشی تمام اِس شرط کو منظور کرکے اور سب منہیات سے توبہ کرکے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی - اور اپنے گھر میں جاکر جب نشہ شراب کی خواہش نے زور کیا تو نوکر سے شراب مانگی - وہ ایک پیالہ میں ڈالکر شراب لے آیا جونہیں پیالہ ہاتھ میں لیکر موُنہ کے نزدیک لیگیا تو دیکھا کہ دانتوں میں اُنگلی دبائے ہوئے سید صاحب سامنے کھڑے ہیں فوراً پیالہ شراب کا ہاتھ سے پھینک کر توبہ توبہ کرتا ہوا کھڑا ہوگیا مگر پھر دیکھا تو سید صاحبؒ ہاں نہیں ہیں سمجھا کہ شاید مجھ کو کچھ وہم ہوگیا تھا - سید صاحبؒ یہاں کیسے آویں گے پھر نوکر کو حکم دیا کہ ایک اور پیالہ شراب کا لاؤ - جب نوکر شراب لیکر آیا اور اُسنے پیالہ ہاتھ میں لیکر موُنہ کے نزدیک کیا تو پھر دیکھا کہ مثل سابق سید صاحب سامنے کھڑے ہیں اُسوقت پیالہ پھینکدیا اور کھڑا ہوکر حضرت حضرت کرکے اُسطرف کو دوڑا پھر دیکھا کہ وہاں کوئی بھی نہیں ہی - تب مکان کے کل دروازوں کو مقفل کراکے ایک کوٹھری میں گھسکر وہاں شراب طلب کی تو مُنہ کے نزدیک پیالہ لیجانے کے ساتھ ہی پھر سید صاحبؒ کو سامنے کھڑے دیکھا - تب بھی پیالہ پھینکدیا مگر سید صاحبؒ کو ڈھونڈھا تو آپ کا کچھ پتہ نہ پایا - آخر لاچار ہوکر پاخانہ میں جاکر شراب طلب کی تو وہاں بھی حضرت کو سامنے کھڑے دیکھا اُسوقت اُس نے شراب سے بھی توبہ کی اور سب شیشے اور ظروف شراب نوشی کے توڑ واکر پھنکوا دیے ؛

صاحب ذکر جلی بروایت **نثار علی** صاحب شاگرد رشید مولانا شاہ **عبدالعزیز** رح صاحب تحریر کرتے ہیں کہ بعد عروج سید صاحب کے مولانا شاہ **عبدالعزیز** صاحبؒ نے اپنے کل مریدوں اور شاگردوں کو کہدیا تھا کہ جو کچھ ہونا ہی اب سید صاحبؒ سے ہوگا تم سب اُنہیں کیساتھ ہوجاؤ - یہ سنکر **نثار علی** صاحب بھی آپکے ساتھ ہوگئے اور کلکتہ میں بھی آپ کیساتھ تھے - سو وہ ذکر کرتے ہیں کہ بروقت قیام کلکتہ کے ایکروز مولوی **راشد** صاحب جنہوں نے ہدایہ کا فارسی ترجمہ کیا ہی اور مولوی معظم حسین صاحب اور ایک تیسرے عالم جنکا نام اوی یا صاحب ذکر جلی کو یاد نہیں ہا ایسی تنہائی اور تخلیہ کے وقت میں سید صاحب کے مکان پہ آئے کہ اُسوقت سوائے سید صاحب اور راوی کے اور کوئی عالم مولوی وہاں موجود نہ تھا اور بغرض امتحان علم و کمال سید صاحبؒ کے اُس تنہائی میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر آپ سے پوچھی - اُسوقت اِس سورہ کی تفسیر کو آپنے اس خوبی اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا کہ یہ تینوں عالم سُنکر دنگ ہوگئے اور اُسیوقت آپکے دست مبارک پر بیعت کرکے ملاقات تنہائی اور سوء ظنی کی معذرت کرنے لگے ؛

ایک شاہزادہ ملحد کا وجود واجب الوجود سے انکار کرنا اور قائل ہوکر سید صاحب سے بیعت کرنا

حین قیام کلکتہ کے ایکروز آپکی دعوت شاہزادگان ٹیپو سلطان کے مکان پر ہوئی - حضرت مع مولانا محمد اسمٰعیل اور دوسرے

رفتہ رفتہ کانپور کے وہاں تشریف لیگئے۔ ایک پوتا ٹیپو سلطان کا جو شاگرد عبد الرحیم عرف عبد الرحیم مغرور کا تھا اپنے تئیں مثل اپنے اُستاد کے ہم پایہ سقراط اور افلاطون کے سمجھتا تھا سید صاحب کے سامنے بیٹھ کر انکار واجب الوجود جل شانہ و عظم برہانہٗ و انکار نبوت نبی اور قرآن مجید کا زبان عربی میں کرنے لگا۔ سید صاحب نے فرمایا کہ ہماری پیدایش اور نشو و نما ملک ہند ہوا ہے اور کبھی زبان عربی میں بات چیت کرنے کا اتفاق نہیں ہوا اور چونکہ اصل غرض مقصد کا ظاہر کرنا ہو۔ بہتر ہے کہ آپ زبان ہندی میں بات چیت کرو تا کہ میں اور تم اور سب حاضرین مجلس اُس کلام کو سمجھیں۔ اُس نے یہ بات سُنکر اور تھوڑی دیر توقف کر کے پھر زبان فارسی میں گفتگو شروع کی۔ اُسوقت آپنے فرمایا ہر چند کہ زبان فارسی بھی میں سمجھتا ہوں اور تمہاری زباندانی عربی اور فارسی کی بھی سب حاضرین مجلس پر ظاہر ہوگئی اور چونکہ یہ سب تکلف ہی بہتر ہے کہ آپ اپنی مادری زبان اُردو میں گفتگو شروع کرو۔ تب لاچار اُس نے اُردو میں بر بنائے قواعد منطقیہ و دلائل کلامیہ گفتگو شروع کی۔ اُسوقت مولانا اسمٰعیل صاحب کے دل میں خیال آیا کہ شاید حضرت اسکا جواب دینے کا مجھکو ارشاد فرمائیں گے تب میں اسکی خوب خبر لونگا مگر سید صاحب خود اُسکا جواب دینے کو تیار ہوئے اور کچھ لحاظ قواعد منطقیہ کا نہ فرما کر جیسے کسی طفل مکتب کو تعلیم کرتے ہیں آپ نے کلمات عارفانہ بلکہ سپاہیانہ سے اُسکو اسطرح پر سمجھانا شروع کیا کہ دیکھو اس ملک کی حاکم سرکار کمپنی ہے۔ کسی نے اُسکو نہیں دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے ہیں اگر کوئی شخص کمپنی کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آئے اور کہے کہ کمپنی تم کو اسیوقت طلب کرتی ہے ننگے پاؤں میرے ساتھ چلو تو تم اُس حکم کو قبول کرو گے یا نہیں۔ اُس نے کہا ہاں اے سید میں قبول کرونگا۔ کیونکہ وہ حاکم ہے اور میں محکوم۔ سید صاحب نے فرمایا کہ تم نے کبھی کمپنی کو دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے کسطرح جانوگے کہ یہ شخص کمپنی کا بھیجا ہوا ہے اس نے کہا کہ کوئی نشانی مثل چپراس وغیرہ کے دیکھکر یقین کر لینگے۔ آپنے فرمایا کہ بہت سے کاریگر ایسے ہیں کہ اُس جیسی چپراس اور نشان جعلی تیار کر دیں پھر تم کو کیسے یقین ہوگا کہ یہ شخص درحقیقت مرسلہ کمپنی کا ہے جسکے ساتھ تم ننگے پاؤں چلے جاؤگے۔ اُس نے کہا کہ وہ حاکم اور ہم محکوم ہیں ہم کو اُسکا حکم بے چون و چرا ماننا ضرور ہے۔ تب سید صاحب نے فرمایا کہ کمپنی موہوم پر آپکو اس درجہ کا ایمان ہے کہ اُسمیں خیال بے حرمتی کا بھی نہیں کرتے اور اُسکو حاکم اور اپنے تئیں محکوم کہتے ہو اور یہ قرآن کلام معجز نظام کہ جس کی شان میں اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اگر سب[1] جن اور آدمی جمع ہو کر ایسا قرآن بنانا چاہیں تو ہرگز مثل اُسکے نہیں لا سکینگے اگرچہ اُسکے بنانے میں ایکدوسرے کا مددگار رہے اور حضرت رسالت پناہ تائید معجزات باہرہ کہ منجملہ اُنکے ایک قرآن ہی شرف افزا اس عالم کے ہوئے ہے۔ اسقدر کلام آپکی زبان مبارک سے سُنکر وہ کافر ہونچکا سا رہ گیا اور حیران ہو کر کہنے لگا کہ آپ تو فرماتے ہیں کہ ہم خواندہ نہیں ہیں یہ علم آپنے کہاں سے سیکھا تب آپنے فرمایا کہ یہ علم اُس مالک الملک کا سکھایا ہوا ہے جسکے وجود کا تم انکار کرتے ہو۔ الحمد للہ والمنة کہ اسقدر کلام ہدایت التیام سُننے کے بعد اُس ملحد نے طریقۂ الحاد سے توبہ کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اُسکے اُستاد کو بھی سید صاحب کی خدمت میں حاضر کرنیکی کوشش کیگئی مگر اُس بدبخت ازلی کے نصیب خفتہ بیدار نہوئے اور مسلمان ہو جانیکے ڈر سے دُور دُور بھاگتا پھرا

غلام حسین دلال کا آپکی مخالفت سے مجنون ہو جانا

صاحب ذکر جلی زبانی مولوی محمد علی رامپوری کے لکھتے ہیں کہ غلام حسین نام دلال کلکتہ میں ایک بڑا مالدار آدمی تھا اُسکے پاس نوّے لاکھ روپیے نقد موجود تھے مگر وہ ننانوے کے پھیر میں پڑا ہوا تھا۔ اُسکو اندنوں ایک کروڑ پورا کرنیکی تمنا تھی۔ یہ شخص بڑا شرابی اور بدکار تھا اُسکو سید صاحب سے اس سبب سخت عداوت پیدا ہوگئی کہ آپ شراب نوشی اور ناچ رنگ

[1] فرماتا ہے اللہ تعالیٰ قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔ ۱۲ سیپارہ ۱۵۔ رکوع ۱۰۔

وغیرہ بعض حضرت کی چیزوں سے کیوں منع کرتے ہیں۔ اور یہانتک اُسکو سید صاحب سے مخالفت ہوگئی تھی کہا کرتا تھا کہ جتنی سید صاحب اِن چیزوں سے منع کرتے ہیں اسیقدر ہماری لذت بڑھتی جاتی ہو۔ سید صاحب کو بھی اُسکی مخالفت و عداوت کا حال معلوم تھا مگر اِن سب باتوں کو سُنکر آپ خاموش رہتے تھے۔ ایکروز بعد نماز عصر کے آپ ایک میدان میں ٹہل رہے تھے اُسوقت یکبیک آپنے ٹوپی سر سے اُتاری اور فرمایا کہ خدا کا غضب غلام حسین لال پر نازل ہوگیا جب شہر میں لوٹ کر آئے تو معلوم ہوا کہ وہ اُسیوقت دیوانہ اور مجنون ہوگیا تھا جب اُسکو کبھی کچھ ہوش آتا تھا تو یہی پکارتا تھا کہ سید صاحب برحق کو لاؤ یا مجھکو اُن کے پاس لے چلو۔ جب لوگ اُسکو حضرت کی خدمت میں لاتے تو اُسکو ایک گونہ تخفیف ہوجاتی۔ اور جب حضرت سے جدا ہوتا تو پھر مجنون ہوجاتا۔ آخر اُسی حالت میں سب مال و دولت چھوڑ کر مرگیا اور ایک کروڑ پچھتاوے کی حسرت ساتھ ہی لے گیا +

وہی صاحب ذکر جلی بروایت مولوی **محمد علی** صاحب رامپوری بیان کرتے ہیں کہ جو کوئی جس کرامت کیواسطے **سید صاحب** کو آزماتا تھا تو اللہ تعالیٰ وہی کرامت آپ کے ہاتھ سے ظاہر کرادیتا تھا اور باتباع اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ بھی آپکی عادات شریفہ سے تھا کہ جب کوئی آپکے پاس آتا یا آپ کسی کے پاس جاتے تو ہمیشہ آپ پہلے سلام علیک کہا کرتے تھے بلکہ بعض لوگ دبے پاؤں آپکی پشت کی جانب سے آئے تو بھی اللہ تعالیٰ نے اُن کا آنا آپ کو معلوم کرادیا اور بلا مونہ موڑنے کے آپنے اُن کا نام لیکر پہلے ہی سلام علیک کہدیا غرض سلام علیک میں آپ کسی دوسرے کو سبقت کرنے نہ دیتے تھے +

علم ریاضی میں ایک پادری کا امتحاناً آپکو ٹٹولنا اور آپکے بیان سے دنگ رہنا

وہی صاحب ذکر جلی زبانی **عبید اللہ** اور سید **کرامت علی** صاحب کے لکھتا ہو کہ ایکدن بوقت شام بمقام کلکتہ آپ گنگا کے کنارے پر ٹہل رہے تھے۔ اُسجگہ کے قریب ایک پادری کا گھر تھا۔ وہ پادری آپ کو ٹہلتا ہوا دیکھ کر آپکی خدمت میں حاضر ہوگیا اور بہت آرزو اور منت خوشامد سے آپکو اپنے مکان میں لیگیا اور وہاں لیجا کر آپ سے عرض کیا کہ آپ سے کچھ سُننا چاہتا ہوں آپنے فرمایا کیا سُنوگے اُس شقی ازلی نے محض بغرض امتحان عرض کیا کہ علم ریاضی میں کچھ بیان فرمایئے۔ آپنے علم ریاضی کا کبھی ایک مقولہ بھی نہ سُنا تھا مگر منجانب اللہ اُسوقت اُس علم کی باتیں اس خوبی سے آپ پر کھلیں کہ اگر اقلیدس بھی زندہ ہوتا تو آپکی شاگردی کرتا۔ وہ پادری سُنکر دنگ رہ گیا اور کہنے لگا کہ ہمارا دعویٰ ریاضی دانی کا سراسر غلط ہے۔ اِس شخص سے بڑھکر دنیا میں کوئی ریاضی دان نہ ہوگا +

شہر کلکتہ میں بیعت کرنے والوں کی یہ کثرت تھی کہ ہزار پانسو آدمیوں کو ایک جگہ جمع کرکے سات آٹھ پگڑیوں کو اُس مجمع میں پھیلا کر ہر ایک بیعت کنندہ کو حکم دیتے تھے کہ ایک کنارہ کسی پگڑی کا منجملہ اُن پگڑیوں کے پکڑ لیوے پھر آپ اُن پگڑیوں کا ایک کنارہ اپنے ہاتھ میں تھام کر کلمات بیعت کو باواز بلند تلقین کرتے تھے۔ اور یہ کیفیت دن بھر رہتی تھی۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے ہزارہا بے نکاحی عورتیں وہاں کے لوگوں کے گھروں میں تھیں اور ہزارہا مسلمان غیر مختون اُس شہر میں موجود تھے۔ شراب تو ایک عام بات تھی اُس سے شاذ و نادر کوئی خالی ہوگا۔ اگر کوئی نماز روزہ کو کہتا تو جواب دیا کرتے تھے کہ نماز روزہ کیواسطے نہ کوئی کمپنی کا حکم ہوا اور نہ کونسل کا آرڈر ہی پھر بلا حکم ہم اُسکو کیسے کریں۔ اب آپکی برکت سے وہی کلکتہ رشک ارم ہوگیا۔ ہر ایک بیعت کرنیوالے سے نکاح اور ختنہ کا حال پوچھا جاتا تھا۔ اگر غیر مختون یا بے نکاحی جوڑ والا ہوتا تو فوراً یہ سنت ادا کرادی جاتی۔ بلکہ اِن دونو امور کی شناخت کے واسطے ہر محلے اور گلی کے چودھری تعینات تھے۔ ایسے لوگوں کا نشان دیتے

جاوین - پھر روز دس پندرہ ہندو بھی مسلمان ہوتے تھے اُن کا بھی ختنہ کر کے ایک علیحدہ مکان میں انکو رکھا جاتا تھا -
اس کثرت سے مختون آدمی اُس مکان میں جمع ہوگئے تھے کہ دس پندرہ آدمی اہل قافلہ سے انکی خدمت کیواسطے
تعینات تھے - تب تو کلکتہ اور اُسکے نواح میں اسقدر کثرت آپکے مریدوں کی ہوئی کہ جو کوئی آپسے بیعت نہ کرتا تھا
اسکو برادری سے خارج کر دیتے تھے اسوجہ سے بائعین کی اور بھی کثرت ہوگئی - مولوی عبد الحیؒ صاحب مولوی محمد اسمٰعیل
شہید ہر منگل اور جمعہ کو ظہر سے شام تک وعظ فرمایا کرتے تھے - اور ان بزرگوں کے وعظ کی یہ تاثیر ہوئی کہ خلقت
مثل پروانہ گرویدہ ہوگئی - ہر ایک بیعت کنندہ کے شراب نوشی سے تائب ہونے پر شراب کی دکانیں بند ہوگئیں
ٹھیکہ داران شراب نے اس کی نالش بحضور حاکمان ضلع کر کے استغاثہ داخل کر دیئے اور کہا کہ صبح سے شام تک
ایک خریدار نہیں آتا کسکے ہاتھ فروخت کریں - صاحب کلکٹر نے اسکی تحقیقات کر کے ٹھیکہ داروں سے کہا کہ بسبب
تشریف آوری اس درویش باکمال کے یہ بلا تم پر نازل ہوئی ہے - مگر جلد یہ درویش ملک عرب کو جانیوالا ہے
اسکے جانیکے بعد پھر تمہاری دکانیں بدستور سابق جاری ہو جائینگی - انہوں نے کہا کہ قیامت تک بھی اثر اس درویش کا
یہاں سے نہ جاویگا - ان دنوں میں اگرچہ سید صاحبؒ کے ساتھ قافلہ حجاج کے صرف سات آٹھ سو آدمی تھے مگر
باہر کے مہمانوں کی اسقدر کثرت تھی کہ روزانہ دو ہزار آدمی سے کم کھانا کھانیوالے نہ ہوتے تھے لیکن بفضل الٰہی
ببرکت قدوم سید صاحبؒ کے کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ سب آدمی سیر ہو کر منوں بچ رہتا تھا - سید صاحب
کی داد و دہش کا یہ حال تھا کہ جس سائل نے جو مانگا وہی اُسکو دلا دیا - بقول شاعر ؎ نرفت لا بزبان مبارکش
مگر باشہد ان لا الہ الا اللہ + شیخ عبد اللطیف صاحب سوداگر مرزا پور جنکے ذمہ یہ کام داد و دہش کا
سپرد تھا فرماتے تھے کہ قریب دس ہزار نقد کے بمقام کلکتہ سائلوں کو دیے گئے +

ایک مالدار ہندو سیٹھ کا ایک سچا خواب دیکھکر حضرتؒ کے ہاتھ پر ایمان لانا

صاحب مخزن احمدی اور نواب وزیر الدولہ مرحوم دونو مؤرخ باتفاق تحریر کرتے ہیں کہ شہر سلہٹ واقع
بنگالہ میں ایک بڑا مالدار ہندو سیٹھ ہمیر قادرن رہتا تھا - ایک رات کو اُسنے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی لمبی
سیڑھی آسمان سے نازل ہوئی وہ اس سیڑھی پر چڑھ کر آسمان پر گیا - ایک دروازہ سے آسمان میں داخل ہو کر اُسنے
ایک شخص خوشرو خوش لباس کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور اُسکے نزدیک بہ ادب تمام اسکو سلام کیا
اور پوچھا کہ حضور کا اسم شریف کیا ہے - اُس نے جواب دیا کہ میں حضرت آدم صفی اللہ (علیہ السلام) باپ کل بنی
آدم کا ہوں (سیٹھ صاحب نے کہا) کہ اُس کرسی نشین سے باتیں کرنے کے وقت جو میری نگاہ بائیں طرف کو
جا پڑی تو دیکھا کہ وہاں ایک دروازہ ہے کہ اُس دروازے کے اندر سے عجیب شور و شر اور نالہ و فریاد برپا ہو رہا ہے
جب میں نے غور سے اُسکے اندر نگاہ کی تو دیکھا کہ آگ کے بڑے بڑے شرارے اور انگارے اچھل رہے ہیں اور دھوئیں کا
دل بادل ہو کر سارے مکان کو گھیرے ہوئے ہے اُس مکان کے اندر سے ایسی بدبو آتی ہے کہ دماغ پراگندہ ہوا جاتا ہے
اور معذبین کی آہ و فریاد اور نالہ و زاری سے دل پاش پاش ہوا جاتا ہے - یہ کیفیت دیکھنے کے ساتھ ہی میں
بیہوش ہو کر گر پڑا - تب اُس کرسی نشین نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اسکو یہاں سے اٹھا کر داہنی طرف والے دروازہ
پر لیجاؤ - جب میں وہاں لایا گیا تو اُس دروازہ کی نسیم عنبر شمیم نے میرے ہوش و حواس درست کر دیئے - تب
میں نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ اُس دروازے کے اندر عمدہ عمدہ مکانات ہیرے اور یاقوت اور زمرد و موتیوں سے بنے
ہوئے ہیں - درخت سبز اقسام اقسام کے میووں سے لدے ہوئے اُنپر جانور چہچہے کر رہے ہیں - آب صافی کی نہریں نہایت

لطافت اور خوبی سے جاری ہیں۔ یہ کیفیت دیکھکر میرے دل کو بہت سرور ہوا۔ تب میں نے اُس کرسی نشین کے پاس جاکر حال اُن متضاد مکانوں کا پوچھا۔ اُسنے فرمایا کہ یہ داہنے طرف بہشت برین جائے سکونت مومنین موحدین کی ہو اور بائیں طرف دوزخ زندانخانہ کفار اشرار کا ہے جو بتوں اور غیر اللہ کو پوجتے ہیں اور رسولوں کے حکم کو نہیں مانتے۔ اور تو کہ زمرۂ کفار مشرکین سے ہے اگر تو اسی کفر پر مرگیا تو تیرا ٹھکانہ یہی دوزخ ہی جسکو تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ چونکہ ابھی تیری موت نہیں آئی مجھکو ابھی اختیار ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے بت پرستی اور کفر سے تائب ہوکر مومن موحد ہو جاوے اور بہشت برین کو جسکا تو ابھی نظارہ کر چکا ہے اپنا ٹھکانہ کر لیوے۔ بعد فرمانے اس تفصیل و تشریح دونوں مکانوں کے اُس کرسی نشین نے فرمایا کہ وہ مولا ایک ہادی مرد اللہ سید احمد نام بہ ارادہ حج بیت اللہ کلکتہ میں موجود ہے اور عنقریب ملک عرب کو جانیوالا ہے۔ تو جلد کلکتہ کو جاکر اُسکے ہاتھ پر کفر سے توبہ کرکے مومنین موحدین میں شامل ہو جا۔ جب وہ سیٹھ یہ خواب دیکھکر اُٹھا تو اسیوقت بسواری ڈاک گاڑی سلہٹ سے طرف کلکتہ روانہ ہوا۔ اور کلکتہ میں پہونچکر فوراً حضرتؒ کی خدمت شریف میں حاضر ہوا اور سارا قصہ خواب کا حضرت کے روبرو بیان کرکے کفر سے توبہ کرکے مومنوں میں داخل ہو گیا۔ حضرتؒ نے حسب قاعدہ اُس کی ختنہ کراکر اول مختون خانہ میں داخل کردیا اور بعد صحت حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرکے اپنے گھر کو وہ واپس چلا آیا ۔

انہیں دنوں میں جب شہرہ حضرت اور حضرت کے خلفا کے وعظ و نصیحت کا کلکتہ میں ہو رہا تھا۔ انگریزوں کو بھی حضرت کے کلمات نصیحت آمیز سننے کا شوق ہوا۔ معرفت حاجی **جیون بخش** صاحب نام ایک مشہور سوداگر کے آپکی خدمت بابرکت میں درخواست بھیجی کہ ایکدفعہ تکلیف فرماکر ہم مشتاقوں کو بھی اپنے کلمات ہدایت آمیز سے سرفرازی بخشئے۔ حضرت نے مولانا **محمد اسمٰعیل** صاحب شہید کو اُن کے پاس بھیجدیا۔ اُسدن قریب ہزار کے میم اور صاحب لوگ آپ کا وعظ سننے کو جمع ہوئے۔ مولوی صاحبؒ کے ساتھ فقط ایک دو رفیق اور حاجی **جیون بخش** صاحب سوداگر تھے۔ مولانا نے سورۂ مریم کا بیان شروع کیا اور اس زور شور اور فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ دس ہزار سامعین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔ رومال سے آنسوؤں کو پونچھتے پونچھتے رومال تر ہوگئے تھے۔ بعد اختتام وعظ کے انگریزوں نے بہت سی اشرفیاں بطور انعام کے آپکو دینی چاہیں۔ مگر مولاناؒ نے قبول نہیں فرمائیں اور کہا کہ ہم لوگ محض خدا کیواسطے بیان کیا کرتے ہیں اور اسکا عوض کسی سے نہیں لیتے ۔

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں ایکروز مولانا **محمد اسمٰعیل** شہید وعظ فرمارہے تھے۔ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتوی پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں اُسکے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے روریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے اسوقت پنجاب کے سکھوں کا ظلم اس حد کو پہونچگیا ہے کہ اُن پر جہاد کیا جائے۔

بوقت قیام کلکتہ کے ایک بڑے مشہور دہریے فاضل **عبدالرحیم** معروف بہ عبدالرحیم سے مولانا **محمد اسمٰعیل** صاحب شہید نے بحث کرکے اسکو راہ راست پر لانا چاہا تھا۔ کیونکہ یہ عبدالرحیم مولانا شاہ **عبدالعزیز** صاحبؒ کا شاگرد اور مولانا محمد اسمٰعیلؒ صاحب کا ہم سبق تھا۔ اس کی طبیعت روز اول سے نہایت پیچیدہ اور بلا کی تیز تھی۔ اسکے بڑے بڑے اور پیچیدہ سوالوں کو سنکر شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اس طالب علم سے مجھکو اندیشہ ہے کہ کہیں دہریہ نہ ہو جائے سو موافق اس پیشین گوئی کے بعد تحصیل علم معقول کے یہ شخص دہریہ ہو گیا تھا۔ خدا کا بھی قائل نہ تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک قابل تعظیم فقط سورج ہے جس سے بہت نفع عالم تکوین کو پہونچتا ہے اسکو جو کوئی سوجھا ہے اس کے سوا اور کوئی شئے قابل عبادت و تعظیم نظر نہیں آتی۔ صبح شام یہ شخص سورج کو سلام کر لیا کرتا تھا۔ ایسا بڑا عالم تھا کہ کلکتہ کے سب مولویوں کو طفل مکتب کہا کرتا تھا بلکہ ہندوستان بھر میں کسی مولوی کے علم کا قائل نہ تھا جناب

مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کو کہا کرتا تھا کہ وہ ایک اچھا طالب علم اور ذہین آدمی ہے۔ اس گھمنڈ سے سید صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ نے بوجہ الفت ہم مکتبی اسکو سمجھانے اور قائل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ شخص شقی ازلی تھا مولانا کے اس ارادہ سے واقف ہوکر فوراً کلکتہ سے بھاگ گیا۔ اور جہانتک مجھ کو علم ہے اُسی عقیدۂ کفر پر مرگیا اور بمقابلہ نوشتۂ تقدیر کے وہ علم اور شاہ صاحبؒ کی صحبت اسکو کچھ کام نہ آئی۔ بلکہ اسکے علم نے بھی باتباع نوشتۂ تقدیر کے اُسیر الٹا اثر ظاہر کیا ﴿

تین مہینے کامل حضرتؒ کا قیام کلکتہ میں رہا۔ جب تبلیغ احکام الٰہی بہمہ وجوہ پوری ہوگئی۔ تب یہاں سے چلنے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ یہاں سے گیارہ جہاز کرایہ کیے گئے اور گیارہ ہزار روپے بطور قول اُنکو پیشگی ادا کردیے گئے ہر ایک جہاز پر سوار ہونے کیواسطے اہل قافلہ کو حضرتؒ نے تقسیم کرکے ہر جہاز پر ایک ایک لائق آدمی کو امیر قافلہ مقرر کیا۔ اور بقدر بارہ ہزار روپیہ کے غلہ وغیرہ زاد راہ سفر دریائی یہاں سے خرید کر جہازوں پر لادا گیا۔ جہاز موسوم دریا بقی پر کہ جس کا ناخدا سید عبدالرحمٰن باشندۂ حضرموت اور معلم جہاز شیخ داود باشندۂ سورت تھا۔ حضرت مع قرابت داروں کے سوار ہوئے۔ جب سب اہل قافلہ سوار ہوچکے تو لنگر جہازوں کا اُٹھا دیا گیا۔ دو رات دن جہاز گنگا ساگر کے میٹھے پانی میں رہے تیسرے دن کیلا گھاٹ سے گذر کر جہاز کھاری پانی میں پہونچے ﴿

رُوحانیت سمندر کا متکبرانہ حضرتؒ سے گفتگو کرنا اور معقول و دلیرانہ جواب پاکر فروتنی ظاہر کرنا

یہاں ایک واقعۂ عجیب اور حادثۂ غریب ظہور میں آیا اور وہ یہ ہے کہ روحانیت سمندر کی ایک ہیبت ناک صورت بن کے حضرتؒ کے سامنے آئی اور بہت غرور اور تکبر سے بولی کہ تونے اپنی جان سے سیر ہوکر ایسی جسارت کرکے میرے اندر ہلاک ہونے کو کیوں آیا ہے۔ تو نہیں جانتا کہ میں وہ سمندر ہوں جس نے ایکدم میں فرعونیوں کو ہلاک کردیا تھا اور میں وہ ہوں کہ ہزاروں جہاز اور کشتیاں ہر سال میرے اندر تباہ ہوتی ہیں۔ اور میں وہ بحر محیط ہوں کہ ساری زمین کو مع ساکنان زمین کے گھیرے ہوئے ہوں۔ اگر میں چاہوں تو ایکدم میں سارے ساکنان زمین کو غرق آب کردوں۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی جان سے بیزار ہوگیا ہے مگر اسقدر خلقت کو اپنے ساتھ لیکر کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ سید صاحبؒ نے جب یہ کلمات نخوت آمیز سمندر سے سُنے تو اُسیوقت آپکو یہ الہام ہوا کہ تو سمندر سے کہدے تو کیسی غرور اور تکبر کی بات کرتا ہے میں اور تو دونوں غلامان غلام اُس جبار اور قہار کے ہیں۔ تو اللہ سے ڈر اور میرے روبرو اسقدر شیخی نہ بگھار۔ یہ کبر ومنی فقط اُسی رب الارباب کو شایان ہے جسکے بحر قدرت کے سامنے تو مثل ایک قطرے آب کے بھی نہیں۔ تیرا کیا اختیار ہے کہ تو کسی کو غرق کرے۔ باحکم اُس قہار کے تو ایک حرکت کرنے پر بھی قادر نہیں ﴿ جب حضرتؒ کے مونہہ سے یہ کلمات دلیرانہ اور موحدانہ سُنے جناب سمندر مثل حباب غائب ہوگئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مثل بید کانپتے ہوئے حضرت کے سامنے حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ میں تو اُس قادر کریم کی مخلوقات میں سے ایک ادنی مخلوق ہوں اور رات دن اُسکے خوف سے تھرتھراتا اور اُسکی عظمت کے سامنے سر پٹکتا رہتا ہوں۔ میری کیا طاقت کہ بغیر اُسکے حکم کے حرکت کرسکوں یا کسی کو ایذا پہونچا سکوں۔ میں پہلی بار فقط آپ کا ایمان جانچنے کے واسطے حاضر ہوا تھا جب میں نے آپ کو خوب پختہ پایا تو اب میں واسطے اظہار اطاعت کے حاضر ہوا ہوں۔ آپ کا غلام فرمانبردار اور خیرخواہ ہوں۔ اور یہ کہکر رخصت ہوا ﴿

جب جہاز سمندر میں پہونچے تو بڑے موجوں سے ہلنے لگے اُسوقت حضرت نے سب لوگوں کو جمع کرکے بکمال تضرع و زاری واسطے حفظ و امان جان و مال اہل قافلہ کے دُعا کی اور حاضرین آمین کہتے تھے۔ اُسوقت حضرتؒ کے اوپر ایک

اسی حالت میں صداقت ہوئی تھی کہ اُس دُعا کی مقبولیت کی صدا ہر صدائے اُس کو نکلتی تھی ۔ بہ برکت اِس دُعا کے اُسی وقت ہوا موافق ہوکر تلاطم اور موجوں کا صدمہ کم ہوگیا اور جہاز مثل برق کے اُڑتے چلے جانے لگے ۔ جب جہاز کچھ آگے بڑھے تو چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا زمین کا نشان نہ رہا ۔ خلیج بنگال سے نکلکر جہاز محاذی جزیرہ لنکا کے پہونچے ۔ اُس رات کو حضرت تمام شب بیدار رہے اور مانند پاسبانوں کے کبھی اوپر اور کبھی نیچے آتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ عفاریت (دیو) اور شیاطین اِس گروہ قلیل پر حملہ کرنا چاہتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے اُنکو رُوسیاہ کرکے پس پا کردیا ۔ جب صبح ہوئی اور جہاز جائے خطرناک سے پار ہوگیا تو ناخدا جہاز نے اُسکے شکریہ میں حلوا تیار کرکے مجلس مولود شریف کی مرتب کی اور بعد پڑھنے عربی قصائد مولود مسعود کے اُس حلوے کو تقسیم کرادیا ۔ یہاں سے آگے چلکر بندر کالی کٹ اور مالابار اور جزیرہ امینی اور سقوطرہ میں بقدر ضرورت توقف کرتے ہوئے دریائے ہند سے نکلکر بحر عرب میں جا پہونچے ۔ تھوڑے دن جہاز بحر عرب میں چلکر عدن میں پہنچ گئے

کھاری پانی سمندر کا آپکی دُعا سے میٹھا ہو جانا

بعض معتبر راویوں کا یہ بھی بیان ہے کہ اِس سفر دریائی میں ایک مرتبہ جہاز میں میٹھا پانی نہ رہا تھا ۔ ناخدا جہاز نے اِسکی اطلاع حضرتؒ سے کی ۔ اور حضرتؒ اپنے مالکِ حقیقی سے دُعا کرنے کو بیٹھ گئے ۔ عین حالت دُعا میں آپکو یہ الہام ہوا کہ اِس مقام پر ہم نے سمندر کا پانی میٹھا کردیا ہے جسقدر چاہو جہاز میں بھرلو ۔ حضرتؒ نے مالکانِ جہاز کو یہ بشارت سُنادی ۔ اُنہوں نے فوراً بقدر ضرورت خود اُس جگہ سے میٹھا پانی بھرلیا ۔ یہ پانی نہایت صاف شفاف اور شیریں تھا ؞

قافلہ کو غیبی اونٹوں کا عدن میں پہونچا دینا

عدن میں پہونچکر بھی ایک ماجرائے عجیب اور واقعہ غریب ظہور میں آیا ۔ جب حضرتؒ مع چند آدمیوں کے ایک کشتی پر سوار ہوکر کنارہ پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ شہر عدن بندر سے بہت فاصلہ پر ہے ۔ اُسوقت گرمی بلا کی پڑرہی تھی بسبب شدت حرارت کے ایک قدم بھی چلنا مشکل تھا ۔ وہاں کوئی سواری بھی موجود نہ تھی اور اکثر رفیق برہنہ پا تھے ۔ جب سواری کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ سامنے والے پہاڑ پر سے اونٹ کرایہ پر ملسکتے ہیں ۔ مگر اُس شدت طپش میں اُس پہاڑ تک جانا اور اونٹ لانا محال بلکہ غیر ممکن تھا ۔ اُسوقت سب ہمراہیوں نے لاچار ہوکر حضرتؒ کی توجہ چاہی ۔ آپ نے فرمایا کہ جس چیز کی ضرورت ہوگی اللہ رب العزت اُسکو آپ پہونچا دیگا ۔ تم کچھ فکر نہ کرو ۔ لیکن ہر آدمی سات سات بار سورہ فاتحہ پڑھے ۔ ہمراہیوں نے بموجب ارشاد حضور کے سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کیا ۔ اور ابھی عدد مطلوبہ سورہ فاتحہ کا پورا نہ ہوا تھا دیکھا کہ جانب پہاڑ سے چند اونٹ چلے آتے ہیں ۔ اور بغیر بلانے سیدھے آپکے پاس چلے آئے ۔ اور بلا عذر سب کو سوار کرکے شہر عدن میں لے گئے اور طرفہ یہ کہ آپکے پہونچانے کے بعد وہ شتر مع شتربانوں کے کہیں غائب ہوگئے ۔ واسطے دینے کرایہ کے ہر چند اُنکو تلاش کیا مگر کہیں اُن کا پتہ نہ ملا لاچار ہوکر قاضی شہر کے پاس گئے کہ وہاں کرایہ جمع کردیں جب وہ شتربان آئیگا قاضی صاحب اُسکو دیدینگے ۔ جب قاضی شہر سے شتربان اور شتروں کا حلیہ بیان کیا تو وہ بولے کہ نہ ایسے حلیہ اور صورت کا کوئی شتربان یہاں رہتا ہے اور نہ ایسے رنگ ڈھنگ کا کوئی اونٹ اِس شہر میں ہے وہ کوئی مدد غیبی تھی جو تم کو پہونچا کر چلی گئی ۔ اگر اس شدت طپش میں تم کو مدد غیبی نہ پہونچتی تو تم ہندی آدمی وہاں ہلاک ہوجاتے ۔ اب ہم کرایہ تم سے لیکر کیا کرینگے عدن میں پہونچنے کے بعد حضرت سید صاحبؒ جناب سید عیدروس صاحب کے مرقد مبارک پر جو اُس شہر میں واقع ہے واسطے زیارت کے تشریف لے گئے ۔ اور تین روز عدن میں قیام رہا اور چونکہ اہل قافلہ جہاز پر بسبب نہ ملنے گوشت کے گوشت کو ترس گئے تھے یہاں تین روز ہر قسم کا گوشت کھاکر سیر ہوگئے ۔ بعد تین روز کے جہاز عدن سے روانہ ہوکر سہ شانہ روز

میں مخا پہونچگئے۔ اِس مقام پر پہونچکر سید عبد الرحمٰن ناخدا جہاز نے اپنے گھر جانیکے واسطے ایک مہینے کی رخصت حضرت سے چاہی
حضرت نے اُس کی درخواست کو منظور کر کے ایک مہینے تک مخا میں قیام کرنیکا حکم دیا اور ایک حویلی متصل لنگا شاذلی صاحب
علیہ الرحمۃ کرایہ پر لیکر اُسمیں فروکش رہے۔ بعد ایک مہینے کے سامان ضروری سفر کا خرید کر کے یہاں سے آگے کو روانہ ہوئے اور جہاز
بندر مکلا میں قیام کر کے محاذی یلملم کے جو میقات اہل ہند کا ہی پہونچے۔ اُسوقت ناخدا جہاز نے خدمت شریف میں حاضر ہو کر
عرض کیا کہ حضور سارے قافلہ کو حکم دیدیں کہ وہ غسل کر کے احرام باندھیں۔ تب حضرت نے سارے قافلہ کو جمع کر کے غسل کرایا اور
احرام کے کپڑے پہنوائے اور پھر آپ ہی ساری جماعت کے سامنے بیٹھ کر دونوں ہاتھ بلند کر کے بہت دیر تک حمد و ثنا اُس
رب الارباب کی کر کے نہایت زاری اور گڑگڑاہٹ سے کرتے رہے پھر سجدے سے سر اُٹھا کر بہت خندان و فرحان فرمایا کہ ای یارو
تم اپنی اپنی مراد کو پہونچگئے۔ یلملم سے چلکر تین چار روز میں جہاز جدّہ میں داخل ہوئی +

جدّے میں جہاز سے اُتر کر پانچ روز قیام رہا۔ جب سب لوگ تکلیف سفر بحری سے آسودہ ہوگئے۔ پانچویں روز کی شام کو
بعد ادائے نماز عشا کے اونٹوں پر سوار ہو کر مکّہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور حُدیبیہ میں پہونچکر سب یاروں کو ساتھ لیکر دعا
میں مشغول ہوئے اور حُدیبیہ سے چلکر واقعہ ۲۸ ماہ شعبان المعظم ۱۲۳۷ھ ہجری بعد سفر گیارہ مہینے کے داخل حرم محترم ہوئے
مسجد بیت الحرام کو دیکھ کر ہر ایک آدمی اِس قافلہ کو اسقدر رقت اور زاری ہوئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں کسی کو طاقت بات
کرنے کی نہ رہی یہانتک کہ معلّم اور مطوف وغیرہ جو وہاں حاضر تھے وہ بھی سب رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے اپنی ساری عمر
میں ایسا بابرکت قافلہ کبھی کسی ملک سے آتا ہوا نہیں دیکھا۔ وہاں پہونچکر ہر ایک شخص نے سات سات طواف کر کے دو دو رکعت
نماز مقام ابراہیم پر ادا کی اور براہ باب الصفا حرم محترم سے باہر ہو کر اور میدان صفا اور مروہ میں جاکر تسبیح اور تکبیر
کہتے ہوئے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ سعی کی۔ اُسوقت حضرت نے لمعیت سارے قافلہ کے بہت زاری اور انکساری سے
دعا کی اُسوقت کوئی حلق اور کوئی قصر کرا کے احرام عمرہ سے باہر ہوگئے اور اپنا اپنا لباس معمولی پہنکر حضرت کیساتھ مسجد الحرام
میں جاکر سب کے سب بیٹھ گئے اور ایکدوسرے کو مبارکباد دینے لگے +

اِسکے بعد چاند رمضان المبارک کا دیکھا گیا بعد رویت ہلال رمضان المبارک کے خادمان مسجد بیت الحرام نے اسقدر قندیلیں
اور چراغ اور جھاڑ فانوس روشن کئے کہ جنکی روشنی اُفق آسمان تک پہونچگئی اور بجائے شب تاریک کے روز روشن ہوگیا۔
رمضان المبارک کی راتوں میں ہفتے میں دو بار سید صاحب تراویح کا عمرہ ادا کرنے کیواسطے مسجد تنعیم تک بقدر تین میل
کے ہے جاکر اور وہاں سے احرام باندھ کر آتے اور بعد طواف اور سعی کے نماز صبح سے اول فارغ ہو جاتے اور صبح کی نماز اول
وقت شافعی مُصلّے پر پڑھ کر اپنے مکان کو چلے آتے۔ بیسویں تاریخ ماہ رمضان المبارک کو حضرت ممدوح مسجد بیت الحرام
میں معتکف بیٹھ گئے اور عید کا چاند دیکھ کر بعد ادائے نماز مغرب کے اپنے مکان کو تشریف لائے۔ اور ماہ شوال و ذیقعدہ
بھر مکّہ معظمہ میں رہ کر طواف خانہ کعبہ کرتے رہے +

ملک عرب کے بھی بہت لوگ آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے فیضیاب ہوئے۔ ملک بلغار کے قافلہ کا ایک بہت بڑا عالم جو
فارسی زبان جانتا تھا حضرت کی بیعت سے مشرف ہوا اور حضرت نے اُسکو ملک بلغار کی ہدایت کیواسطے اپنا خلیفہ کر کے سند
خلافت اور ایک نقل کتاب صراط المستقیم کی عنایت کی اور شیخ محمد عمر مفتی مکّہ المعروف بہ عبد الرسول جو اُستاد عبد اللہ سراج
شیخ العلماء کے تھے اور سید عقیل اور سید حمزہ تینوں بزرگ بڑے صاحب کمال اولیاء مکّہ معظمہ سے تھے جب سید صاحب
مکّہ معظمہ میں پہونچے تو اِن تینوں بزرگوں نے اپنے کشف سے سید صاحب کا مرتبہ معلوم کر کے آپکی اطاعت اور فرمانبرداری
اختیار کی۔ اور اِن تینوں بزرگوں کا یہ حال تھا کہ جب سید صاحب طواف کیا کرتے تو یہ بھی اُس طواف میں شریک ہوتے
کسی ل کے اندھے اہل عرب نے اِن بزرگوں پر اعتراض بھی کیا تھا کہ آپ ایسے بزرگ اور ولی کامل ہو کر سید صاحب کے ساتھ کیوں

طواف کرتے ہو تو اُنھوں نے اُس نا سمجھ سائل ہی کہا تھا کہ ہمنے اپنے کشفِ باطن ہی معلوم کر لیا ہی کہ اس بزرگ کا ہر ایک طواف مقبول بارگاہِ ایزدی ہی۔ اور جو لوگ اُس طواف میں آپکے ساتھ رہتے ہیں۔ اُن کا طواف بھی مقبول ہی۔ اِس سبب سے ہم ہمیشہ اُن کے طواف میں ساتھ رہا کرتے تھے +

جب ہلال ماہ مبارک عید الضحیٰ ۱۲۳۷؁ ہجری کا نظر آیا تو آٹھویں تاریخ یوم ترویہ کو امیر الحاج نے جو سلطان رُوم کی جانب سے ہمراہ قافلہ روم و شام و مصر کے آیا تھا منبر مسجد بیت الحرام پر چڑھکر کمال فصاحت اور بلاغت سے ایک خطبہ مشتمل برمناسکِ حج پڑھ کر سنایا۔ اُسوقت قریب ایک لاکھ آدمیوں کے حاضر تھے۔ اُسیدن بعد ادائے نماز عصر کے تمامی اہل مکّہ اپنے اپنے گھروں کو مقفل کر کے اور بدّو لوگوں کو بطور پاسبان تعینات کر کے منا کو روانہ ہوئے اور کل حاجی بھی اُسی رات شہر منا میں جا کر شب باش رہے۔ اور صبح کو بعد ادائے نماز وہاں سے عرفات کو روانہ ہوئے اور قریب دوپہر کے ہر ایک حاجی میدان عرفات میں حاضر ہو گیا۔ بعدزوال کے مسجد نمرہ میں ظہر کی اذان ہوئی اور سب حاجیوں نے اُس مسجد عالیشان میں جا کر نماز ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا۔ بعد نماز ظہر کے امام الحاج نے جبل رحمت پر جا کر اور ایک سانڈنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا اور دُعا کی۔ اُسوقت دو تین آدمی بڑی بڑی رومالوں سے اور چند آدمی نیزوں سے لبّیک کہنے کا اشارہ کرتے جاتے تھے۔ جب سب حاجی ایکساتھ ملا کر لبّیک کہتے تھے تو زمین ہل جاتی تھی اور آسمان تک اُس کی آواز پہونچتی تھی۔ اُسوقت سیّد صاحب نے جبل رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر واسطے دُعا کے ہاتھ اُٹھائے۔ اور واسطے تمامی حاضرین اور غائبین اِس گروہ کے کمال عجز و انکساری سے دُعا کی اور اُس دُعا میں بھی ایسی رقّت ہوئی کہ سامعین اور آمین گویوں کے دلوں پر اُس کی قبولیت کے آثار منقش ہو گئے۔ منجملہ اُن دعاؤں کے جو اُسوقت حضرتؒ نے مانگی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ اے خداوند کریم تو نے اِس عاجز مستمند کو ساتھ قافلہ نیازمندوں کے محض اپنے فضل عمیم سے بے روریا اپنے عطیہ اور انعام سے معزز اور ممتاز فرما کر اِس نعمتِ عظمیٰ کا شریک کیا ہی سو تو ہم میں سے کسی کو بھی ساتھ لقب حاجی کے ملقب فرما اور میدان قیامت میں تو ہی خاص اُن پر نوازش کرنا۔ سب مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ بوجہ قبولیت اِس دُعا کے آجتک کوئی آدمی بھی اُس قافلہ کا ملقب ساتھ لقب حاجی کے نہیں ہوا اسواسطے اُمید قوی ہی کہ باقی دُعائیں بھی حضرتؒ کی قبول ہوئی ہونگی +

بعد خطبہ کے امیر الحاج نے ناقہ سے اُتر کر ندائے حج مبارک کی ہر کسیکو پہونچائی۔ اُسوقت ہر ایک آدمی بکمال عشرت طرف مزدلفہ کے جسکو مشعر الحرام بھی کہتے ہیں اور جو عرفات سے بقدر مسافت تین کوس بجانب مکّہ معظمہ واقع ہے روانہ ہوا اور مزدلفہ میں نماز مغرب و عشا کو جمع کر کے پڑھا اور وہیں سارے حاجیوں نے رات کو آرام کیا۔ بوقت طلوع صبح صادق کے نماز فجر ادا کر کے خطیب نے ایک خطبہ میں حمد و ثنا اور نعتِ رسولؐ اور احکامات قربانی اور مناسک کو مشرح اور مفصل کر کے بیان کیا۔ بعد سُننے خطبہ کے سب لوگ بجانب منا جو مزدلفہ سے بقدر تین میل کے ہی روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر قربانی اور رمی جمار اور حلق و قصر کر کے تین روز تک وہیں شب باش رہے۔ چودھویں تاریخ ذی الحجہ سے نصف ماہ صفر تک حضرتؒ طواف اور صلوۃ اور ادائے عمرہ میں لگے رہے +

اِس عرصہ میں حضرتؒ نے ایک خط بحضور پُرنور جناب مرشدنا شاہ عبد العزیز صاحبؒ محدّث دہلوی کے مکّہ معظمہ سے روانہ کیا تھا اور وہ خط آپکے سفر کا لب لباب اور قابلِ دید ہی اِس کتاب کے ضمیمہ میں بہ نمبر ۱ وہ اصل خط درج ہی وہاں ملاحظہ کرنا چاہیے +

چونکہ ایک سیّد صاحب ایک کامل شخص اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اصلاح علوم ظاہری اور باطنی کی یہاں مکّہ معظمہ میں ہونیوالی تھی اسواسطے جن ایام میں یہ خط شاہ صاحبؒ کو پہونچا تو ۲۰ ماہ رجب المرجب کو شاہ صاحبؒ موصوف نے ایک عجیب و غریب اور عبرت انگیز اور ہدایت آمیز خواب اسطرح پر دیکھا کہ ایک بڑا فراخ اور وسیع میدان ہے

اُسمیں سفید فرش بڑا قیمتی نہایت عمدگی اور آب و تاب سے بچھا ہوا ہی اور اُس فرش پر بہت سے آدمی نورانی چہرہ اور عمدہ عمدہ کپڑے لباس فاخرہ پہنے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب بھی ان کا تشریف آوری جناب امیر کا معلوم کرکے اُسی فرش پر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ناگاہ تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیرؑ جانب قبلہ سے نمایاں ہوکر رونق افروز اُس مجلس کے ہوئے اور مولانا صاحبؒ کے روبرو دوزانو بیٹھ گئے۔ اور مولانا ممدوح پاس ادب آپ کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھے۔ حضرت امیرؑ نے سوائے شاہ صاحبؒ کے کسی دوسرے آدمی سے کلام نہیں کیا۔ شاہ صاحبؒ نے جناب امیرؑ کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان پاکر اور اِس موقع کو غنیمت جان کر چند سوال حسب ذیل عرض کیے:۔

اوّل یہ کہ چاروں فقہاؒ[1] کے مذہب میں کون سا مذہب آپکو پسند اور مختار ہے آپنے جواب دیا کہ ان میں کوئی مذہب بھی مجھکو پسند نہیں ہے اور فرمایا کہ اِن میں کوئی مذہب میری طور اور طریقے پر نہیں ہے سب میں افراط و تفریط ہوگئی ہے۔

دوم آپ نے عرض کیا کہ اِن مشہور طرق اولیاء اللہ میں کونسا طریقہ حضور کے طور پر ہے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ان میں بھی کوئی طریقہ میرے طور پر نہیں ہے۔ ہر طریقے میں کچھ کچھ چیزیں نامرضی یا خلاف طور میری لوگوں نے ایجاد کرلی ہیں اور اِس وجہ سے سبکے سب ہمارے طور اور طریقے سے دُور جا پڑے ہیں۔ کیونکہ ہمارے عہد میں صرف تین طور کے شغل حصول تقرب الٰہی کے لیے یعنی ذکر۱ اور تلاوت۲ قرآن مجید اور نماز۳ تھے۔ اب اِن لوگوں نے ذکر کو شغل مقرر کرلیا ہے۔ اور تلاوت قرآن مجید اور نماز کو جو اصل اشغال حصول تقرب آلٰہی کے ہیں شغل ہی نہیں جانتے پھر شاہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ اگرچہ مجھکو بذریعہ چند طریقوں کے انتساب اور توسل آپکی جناب میں حاصل ہے لیکن امیدوار ہوں کہ بلاواسطہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کروں۔ اُسوقت حضرت امیرؑ نے اپنے ہاتھ پھیلاکر آپ سے بیعت لی۔ اُس بیعت سے بہت سی امور منظم کا انکشاف شاہ صاحبؒ کے باطن میں ہوا۔ اسکے بعد شاہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ اکثر صحابہ خصوصًا قریش نے آپسے جھگڑے کیے ہیں اُسکی اصل کیا ہے اور اُنکے حق میں کیا حکم ہے۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ میری اُنکی شکایت برادرانہ تھی یا فرمایا کہ بوجہ شکایت برادرانہ کے شکر رنجی باہم ہوگئی تھی مگر نافہم لوگوں نے اُسکو بہت بڑھالیا اور دُور دُور لیگئے۔ پھر شاہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ فلاں جماعت اپنے کو سید اور آپکی اولاد سمجھتی ہے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں میری اولاد سے ہرگز نہیں ہیں۔ پھر حضرت امیرؑ نے فرمایا مینے سُنا ہے کسی شخص نے ایک کتاب پشتو زبان میں تصنیف کی ہے اور اُسمیں کلمات میری حقارت کے لکھے ہیں تمکو اُسکی کچھ خبر ہے۔ شاہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ میں نہ پشتو جانتا ہوں اور نہ اُس کتاب کے حال سے واقف ہوں مگر اسکی تحقیقات کرکے پھر عرض کرونگا اسکے بعد اور چند باتیں ہوئیں جو شاہ صاحبؒ کو یاد نہ رہیں۔ پھر حضرت امیرؑ یکایک اُٹھ کر جدھر سے تشریف لائے تھے بہت جلدی سے اُدھر رونق افروز ہوگئے۔ اور شاہ صاحبؒ نے اِس خواب کو تحریر کرکے اُس کی نقلیں جابجا ارسال کریں تاکہ امور مستفسرہ میں خلایق غور کرکے راہ اعتدال کی اختیار کریں اور افراط و تفریط سے باز آئیں ÷

[1] پوشیدہ نہ ہے کہ حضرات ائمہ مجتہدینؒ کو بعض مسائل فروعی میں کسی قسم کا اختلاف واقع ہوا ہے اوّل یہ کہ بعضی حدیث ایک کو یاد ہو کوئی اور دوسرے کو نہ ملی جسکو ملی اُسپر اسنے عمل کیا جسکو نہ ملی اُس نے نہ کیا۔ دوسری یہ کہ کسی آیت اور حدیث کے معنے کسی کی سمجھ میں کچھ آئے اور کسیکے کچھ۔ تیسرے یہ کہ کسی مسئلہ میں بباعث نہ ملنے حدیث کے لاچاری کو قیاس کیا کسیکے قیاس میں کچھ آیا اور کسیکے قیاس میں کچھ۔ اس اختلاف میں اہل تحقیق سب کو حق پر نہیں جانتے بلکہ ایک کو صواب اور دوسری کو خطا مانتے ہیں اور حضرات ائمہ مجتہدین اس خطا کے ہوجانے میں معذور اور بے قصور ہیں اُن کو صواب اور خطا دونوں پر ہر طرح ثواب کی اُمید ہے۔ اور اس اختلاف بعض مسائل فروعی میں کچھ حرج نہیں۔ تعصب اور نفسانیت کو دُور کرکے بنظر انصاف دیکھنا چاہیئے اور سب کی نسبت یکسان عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ افراط تفریط سے دین میں بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوئیں اور ہورہی ہیں۔ دینی اور دُنیوی امور میں اوسط درجہ اختیار کرنا نیک ہے۔ خیرالامور اوسطہا ۱۲ منہ سلمہ ربہ ÷

یہاں مکہ معظمہ میں انہیں دنوں میں بعد ادائے حج کے ایک عجیب و غریب معاملہ عبرت انگیز واقع ہوا۔ نواب وزیر الدولہ مرحوم اور صاحب مخزن بالاتفاق لکھتے ہیں کہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید کی والدہ شریفہ بھی اس سفر میں اپنے بیٹے کے ساتھ تھیں جو بعد ادائے حج کے سخت بیمار ہوگئیں۔ اسوقت تک یہ مخدومہ سید صاحب کی بیعت سے مشرف نہ ہوئی تھیں۔ بلکہ آپکی بیعت کرنے سے اُن کو سخت انکار تھا اور اپنی خام خیالی کے سبب سے کہا کرتی تھیں کہ سید صاحب نے ہمارے گھر میں بیعت کی ہے اب ہم اُلٹی اُن کے ہاتھ پر کیسی بیعت کریں حالانکہ اِن مخدومہ کے شوہر مولوی عبد الغنی صاحب اور اُنکے لائق بیٹے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بلکہ اُس خاندان کے کل مرد و عورت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ مولانا شہید نے اُنکا وقت اخیر دیکھ کر حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کیواسطے بہت سمجھایا مگر اُنکو کچھ ایسی اٹک ہوگئی کہ اُنہوں نے ہرگز قبول کیا تب مجبور ہو کر مولانا خاموش ہو رہے اور بارگاہ الٰہی میں اُنکی ہدایت کیواسطے بہت دعا کی اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے بارِ خدا میری والدہ کو کہ اب اُن کا وقت اخیر ہے ایسی آنکھ دے کہ وہ سید صاحب کو پہچانیں اور آپکے ہاتھ پر بیعت کریں اور اس بیجی ہٹ سے باز آئیں۔ مولانا کا یہ تیر دعا نشانہ مراد پر پہونچا کہ اپنے مرنے سے پہلے اُن مخدومہ نے میدان محشر کو خواب میں دیکھا کہ سوا نیزے پر سورج ہے اور خلقت مارے تپش آفتاب کے بیجان ہو رہی ہے کہیں سایہ ہے کہ جہاں ذرا آرام کریں اور نہ پانی ہے کہ جس سے پیاس بجھا دیں۔ یہ مخدومہ بھی بحالت زار و نزار سایہ اور پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر حیران و پریشان دوڑتی پھرتی تھیں۔ ایسی حالت تباہ میں اُسوقت اُنہوں نے دور سے دیکھا کہ ایک جگہ پر خلقت کثیر ایک عمدہ سایہ میں شادان و فرحان کھڑی ہوئی عیش و عشرت کر رہی ہے۔ اُن مخدومہ نے کسی آدمی سے پوچھا کہ یہ کون باالنصیب لوگ ہیں جو ایسے وقت میں زیر سایہ کھڑے ہوئے بہاریں اُڑا رہے ہیں۔ اُس آدمی نے جواب دیا کہ یہ گروہ مریدان حضرت سید احمد صاحب کا ہے اگر تم بھی اُن میں داخل ہونا چاہتی ہو تو حضرت کی بیعت سے مشرف ہو جاؤ ورنہ اِس عیش و عشرت میں داخل نہ ہونے پاؤ گی۔ یہ خواب دیکھ کر وہ مخدومہ بدحواس ہو کر بیدار ہوئیں اور اُسیوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو بلا کر یہ خواب اُنکو سنایا اور کہا کہ اسیدم سید صاحب کو بلاؤ۔ غرض اُسیوقت سید صاحب رونق افروز ہوئے اور اِن مخدومہ نے اپنے انکار پر معذرت کر کے بکمال صدق آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور بیعت کے ساتویں روز ساتھ خاتمہ خیر کے راہی آخرت ہوئیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ٭

اب تیاری سفر مدینہ منورہ کی ہونے لگی۔ ایک سو بیس اونٹ معرفت احمد پاشا حاکم مکہ معظمہ کے کرایہ کر کے اور زاد راہ ضروری ساتھ لیکر سارا قافلہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا۔ جب سے کہ حضرت ملک عرب میں پہنچے تھے وہاں ہر خاص و عام میں یہ مشہور ہو رہا تھا کہ ایک سیدزادہ بڑا مالدار ملک ہندوستان سے آیا ہے اُسکے ساتھ سات سو پچاس آدمیوں کا قافلہ ہے اُن کا خرچ خوراک وغیرہ کل اُسکے ذمہ ہے اسواسطے عرب کے لٹیرے اور راہزن اِس گھات میں تھے کہ مابین راہ مکہ اور مدینہ کے اُسکو لوٹینگے اور حملہ اقوام بدو اور قطاع الطریق میں مدت سے اِس لوٹ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ یہ خبر سنکر بروقت روانگی مدینہ منورہ کے حضرت نے بتوکل مولا اپنے ساتھ والوں کو حکم دیدیا تھا کہ کوئی آدمی سوائے قلم تراش کے کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہ لیجائے۔ اگر لٹیرے ہم پر حملہ کرینگے بھی تو جو کچھ ہمارے پاس موجود ہے اس راہ میں نذر کر دینگے۔ خیر مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر اول منزل وادی فاطمہ میں ہوئی۔ اس وادی میں مرقد مبارک حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ قریب آدھی رات کے حضرت مع چند رفیقوں کے واسطے زیارت کے وہاں تشریف لے گئے ٭

صاحب مخزن احمدی لکھتے ہیں کہ ہم کو مرقد مبارک پر خوشہ تازہ انگور کے غیب سے عنایت ہوگئے۔ حالانکہ اسوقت انگور کی فصل بھی نہ تھی۔ دوسرا مقام تحفہ میں ہوا جہاں مابین اہل قافلہ و شتربانوں کے کچھ فساد ہو کر نوبت زد و کوب کی بھی پہنچ گئی تھی مگر حضرت نے فریقین میں صلح و آشتی کرا کے رفع فساد کرا دیا ورنہ نوبت کشت و خون کی پہنچ جاتی ٭

نصف راہ طے ہونے کے بعد یہ قافلہ محاذی اُس پہاڑ کے پہونچا جہاں سعد نام سردار قطاع الطریق اور راہزنوں کا
رہتا تھا جو مدت دراز سے اِس قافلہ کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ یہاں رات بھر ڈاکہ پڑنے کا ڈر رہا مگر اِس قافلہ کا قافلہ
سالار تو ایسا شخص تھا جسکی کفالت اور وکالت کا وعدہ مقلب القلوب کر چکا تھا پھر یہاں کس راہزن اور لٹیرے کا حوصلہ
تھا جو اُس طرف منہ کرے۔ بوقت آدھی رات کے بجائے ڈاکہ زنی کے سعد ڈکیتوں کا سردار اپنے بہت سے دوستوں کو
ساتھ لیکر حضرتؒ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا اور بعد مصافحہ و معانقہ کے بہت دیر تک مؤدب آپکے سامنے
بیٹھا رہا جب رخصت ہونے لگا تو آپنے چند تحفے اُسکو عنایت کیے۔ اُسکے چلے جانے کے بعد سارا قافلہ مطمئن ہوکر
سو رہا۔ وہاں سے دو منزل چلنے کے بعد وادی صفراء میں حضرت شیخ عبدالرحیمؒ یمنی اور حضرت ابو عبیدہؓ ابن الحارث
ابن عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو غزوۂ بدر میں زخمی ہوکر اسمقام پر شہید ہوئے تھے زیارت سے مشرف ہوئے یہاں ایک قیام کیا
یہاں سے روانہ ہوکر ایک ایسی جگہ پر مقام ہوا جہاں سے مدینہ منورہ صرف تین کوس رہجاتا ہے۔ اُس روز سید صاحبؒ کو کسیقدر
بخار اور دردِ سر لاحق ہوگیا تھا۔ ایسے نازک وقت میں کہ سردار قافلہ کے ہوش وحواس بجا نہ تھے چاروں طرف سے رہزنوں
نے اِس قافلہ پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ لوٹ اور قتال شروع ہو اُسوقت سردار شتربانان ہمراہی قافلہ نے جو رئیس راہزنوں
کا رشتہ دار تھا آگے بڑھ کر سالار رہزنوں سے ملاقات کی اور بعد سلام اور معانقہ و مصافحہ کے رئیس ساربانوں نے اُس سے
کہا کہ اِس قافلہ پر حملہ نہ کرو کیونکہ اِس قافلہ میں سوائے سامان خوراک اور پوشاک کے اور کچھ مال و اسباب نہیں ہے۔ اور نیز
احمد پاشا نائب سلطان روم نے اِس قافلہ کو میرے سپرد کرکے امن و امان سے پہنچانیکی ضمانت مجھ سے لی ہے۔ اگر تم کو لوٹنا
منظور ہے تو ہمارے پیچھے ایک قافلہ مغربی لوگوں کا آتا ہے جنکے پاس مال و اسباب نقد بیشمار ہے۔ یہ حال سُنکر سردار قطاع الطریق
وہیں سے لوٹ گیا۔ اُسی رات کو اثناء راہ میں سید صاحبؒ نے رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضورؐ
بمعیت امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خاتونؓ قیامت اور حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین کے آپکی عیادت کے واسطے
تشریف لائے اور ہر ایک بزرگ نے حضرت سید صاحبؒ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھکر تسلی اور تشفی کی اور بہت سی
بشارتیں آپکو دیں۔ غرض اُسی رات کو بوقت نصف شب مدینہ منورہ میں پہنچکر ایک مناخہ میں متصل عیدگاہ کے باہر
شہر کے مقام ہوا۔ اور فجر کو دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی داخل شہر مدینہ ہوئے اور اُسیوقت مسجد نبوی میں نماز اشراق ادا کی
اور مرقد مبارک رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ چند مکان کرایہ پر لیکر ایک مکان میں حضرتؒ
مسکن گزین ہوئے اور باقی مکانات کو اہل قافلہ پر تقسیم کیا۔ پچیس روز تک وہاں مکانات متبرکہ کی زیارت میں مصروف رہے
اور اِس عرصہ میں بہت سے اہل مدینہ بھی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ منجملہ اُنکے ایک خواجہ الماس صاحب
غوث مدینہ طیبہ اور سرتاج اولیاء مسجد نبوی کے تھے اُنکے ذریعہ سے سید صاحبؒ کو بہت دفعہ مرقد مبارک کی داخلی
اصطلاح پر حاصل ہوئی کہ دو دو گھڑی تک سید صاحبؒ مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مراقب بیٹھے رہے۔
جب سید صاحبؒ مدینہ منورہ میں رونق افروز تھے اُسوقت مولوی معین الدین صاحب پھلتی جو بسبب بیماری کے
مع اپنے فرزند مولوی وحید الدین صاحب کے مکہ معظمہ میں رہ گئے تھے انتقال کر گئے اور اُسی انتقال کے روز سید عمر
معروف بہ عبدالرسول نے جو اولیاء مکہ معظمہ اور معتقدان سید صاحبؒ سے تھے مولوی وحید الدین صاحب کو بشارت دی
تھی کہ تم خداوند تعالیٰ کا شکر کرو کہ بہ برکت بیعت سید صاحبؒ کے تمہارے والد کی مغفرت ہوگئی۔ اور یہ ذکر مغفرت
تمہارے والد کا میں نے ملاءِ اعلیٰ میں سنا ہے۔ اور اِدھر مدینہ منورہ میں بروز وفات مولوی معین الدین صاحب کے
سید صاحبؒ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ آج مولوی معین الدین صاحب کا انتقال ہوگیا اور اُن کا ذکر ملاءِ اعلیٰ میں ہو رہا
ہے۔ جب مدینہ منورہ سے سید صاحبؒ کا قافلہ مکہ معظمہ میں آیا تو عند المقابلہ معلوم ہوا کہ جس روز سید صاحبؒ نے اُنکی وفات

کی ضروری تھی ٹھیک اُسی دن اُن کا انتقال ہوا تھا۔ بچپن روز کے قیام کے بعد موسم شہر مانے نعد کیا اور حضرتؒ کے اہل قافلہ کے پاس سرمائی کپڑے موجود نہ تھے اس سبب سے کسی قدر تکلیف ہونے لگی مگر باینہمہ کوئی آدمی مدینہ چھوڑنے پر راضی نہ تھا ۲۹ تاریخ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ ہجری کو سید صاحبؒ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پھر خواب میں دیکھا اُس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اے احمد اب تو جلد مکہ کو روانہ ہوجا کیونکہ تیرے اہل قافلہ کو شدت سرما سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس خواب کو دیکھ کر حضرتؒ نے واپسی مکہ معظمہ کی تیاری شروع کردی اور تین روز میں سب سامان ضروری سفر کا مہیا کرکے ۲۹ تاریخ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ ہجری کو مدینہ طیبہ سے کوچ کرکے ذوالحلیفہ میں پہونچکر احرام عمرہ کا باندھا۔ اور آخرکار بعد طے کرنے گیارہ منزلوں کے بخیریت تمام مکہ معظمہ میں واپس آئے۔ جب سرور روز رمضان المبارک کا چاند دیکھا تو حضرت سید صاحب مثل رمضان اوّل کے ادائے صوم وصلوٰۃ اور عمرہ و اعتکاف میں مشغول ہوئے جب پندرہ روز شوال کے بھی گذر گئے اُسوقت واسطے مراجعت وطن مالوف کے آپکو الہام ہوا۔ سو اس پندرہ روز بقیہ شوال میں اسباب ضروری سفر دریائی کا مہیا کرکے یکم ذیقعدہ ۱۲۳۷ھ ہجری کو بعد ادائے نماز مغرب اُس شہر مقدس سے بادل محزوں جانب وطن روانہ ہوئے اور رات بھر چلکر صبح کو جدہ میں پہونچے ✤

اِس چودہ مہینے کے قیام ملک حجاز میں آپکی ذات مقدس سے اہل عرب اور رُوم اور مصر اور شام اور بغداد وغیرہ کو بہت فائدہ پہونچا جس کا کسیقدر ذکر ہم اوپر بھی کرچکے ہیں۔ خاص مکہ معظمہ میں علاوہ اُن بزرگان مذکورہ بالا کے شیخ مصطفی امام حنفی مصلی اور شیخ شمس الدین شطا مصری واعظ بیت الحرام بھی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ مولوی عبدالحی صاحب نے بموجب حکم حضرتؒ کے صراط المستقیم کا عربی ترجمہ کرکے ان لوگوں کو دیا تھا۔ شیخ محمد علی ہندی مہتمم مکہ معظمہ اور حافظ مغربی شیخ احمد ابن ادریس وزیر شاہ مغربی جن کو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی اور عمر بن عبدالرسول مشہور محدث حنفیہ اور شیخ بخاری مدرس مدینہ منورہ اور ہزارہا عالم اور عامی جو اطراف وجوانب سے حج کو آئے ہوئے تھے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور اِس ذریعہ سے ہر اسلامی ملک میں آپکے خلیفے تعینات ہوکر تبلیغ احکام الٰہی کی بخوبی ہوتی اسیطرح جدہ اور حدیدہ اور مخا وغیرہ میں ہزارہا خلقت نے آپ سے فیض پایا۔ اور خاصکر مخا کے بہت سے زیدیہ اپنے عقاید باطلہ سے تائب ہوکر راہ راست پر آگئے ✤

جدہ میں وقت واپسی چھ روز قیام رہا۔ اِس عرصہ میں جہازوں وغیرہ کا بندوبست کرکے ساتویں روز جدہ سے روانہ ہوئے اور سات روز کی دریائی مسافت طے کرنے کے بعد مخا میں پہونچے۔ بغرض ہدایت فرقہ زیدیہ کے پندرہ روز تک قیام رہا بہت معتبر راویوں کا بیان ہے کہ اس سفر میں بہت سے جنوں اور شاہ جنات کو مثل اپنے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپنے ہدایت کی اور لاکھوں جن آپکی بیعت سے فیضیاب ہوئے۔ چنانچہ نواب وزیر الدولہ مرحوم اس قصہ کو بہت مختصر کرکے اسطرح پر تحریر کرتے ہیں کہ قصہ بیعت کرنے شاہ جنات اور جنوں کا اور ہزارہا جنات کا آپ کے سفر اور حضر میں آپکے ساتھ رہنے کا بہت طول طویل ہے اُسکی گنجایش اِس کتاب میں نہیں ہے ہر کسے را خداش دارد دوست۔ جن و انسان ہمہ مسخر اوست اِن ایام میں موسم برسات کا اور سمندر بہت گرم تھا۔ آخر بعد قیام پندرہ روز کے مخا سے روانہ ہوکر چودہ روز میں بمبئی پہونچگئے جب جہاز اِس سرعت سے ایسے خراب موسم میں داخل بمبئی ہوا تو تمامی اہل جہاز اور تجاران کہتے تھے کہ چالیس برس سے اِدھر ایسے موسم میں کوئی جہاز اِس سرعت سے نہیں آیا۔ ساکنان بمبئی بھی مدت سے آپکی تشریف آوری کے منتظر تھے مثل کلکتہ کے یہاں بھی ہزارہا مخلوق آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ چونکہ یہاں آپکو زیادہ قیام کرنا منظور نہ تھا اسواسطے علمائے شہر بمبئی سے چند خلیفے واسطے ترویج ہدایت کے مقرر کرکے بمبئی سے پھر جہازوں پر سوار ہوکر بعد طے کرنے سفر ایک مہینے کے کلکتہ میں پہونچگئے۔ پھر دو مہینے سے زیادہ دوبارہ کلکتہ میں مقام رہا۔ اور مثل سابق ہزارہا خلقت اِس دفعہ بھی آپ سے

آپ فیضیاب ہوئی - ایک شخص سید حمزہ نام جو برہما کے ملک سے سونا اور جواہرات لیکر کلکتہ میں آیا ہوا تھا آپکی بیعت سے مشرف ہوا اور سند خلافت اور ایک نقل صراط المستقیم کی ساتھ لیگیا اور اپنے ملک میں جاکر ہزاروں خلقت کو راستہ بتلایا بوقت واپسی جب سید صاحبؒ کلکتہ میں مقیم تھے مولوی راشد نام ایک شخص بوجہ اپنے علم منطق کے سید صاحب کیطرف سے بالکل بے اعتقاد تھا ایکروز مولوی نعمت اشرف صاحب مولوی راشد صاحب کا ہاتھ پکڑ کر انکو سید صاحب کے پاس لے آئے - سید صاحبؒ اسوقت ایک دعوت میں کھانا کھا رہے تھے - سید صاحبؒ نے حسب عادت خود دونوں مولویوں کو السلام علیکم کرکے کھانے کی تواضع کی اور مولوی راشد کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ہاتھ دھوکر شریک ہو جاؤ - بمجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحبؒ کے مفتی راشد صاحب بیہوش ہوکر گر پڑے اور جب ہوش میں آئے تو اپنے انکار سے توبہ کیکے بڑی حسن عقیدت سے سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی - اور مفتی راشد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بمجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحبؒ کے تمامی علوم خبیثہ یعنی منطق اور فلسفہ جو مانع نزول انوار الٰہی کے تھے میرے دل سے محو ہوکر ہدایت الٰہی متوجہ میرے حال کے ہوگئی تھی - مولوی راشد صاحب کو سید صاحب اپنا ایک پیراہن بھی دیتے آئے تھے جب بعد تشریف بری سید صاحبؒ کے عہدہ مفتی عدالت عالیہ کلکتہ کا خالی ہوا تو مفتی راشد صاحب نے وہ پیراہن اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھکر بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ بہ برکت اس پیراہن کے میری دعا قبول فرما اور عہدہ مفتی عدالت عالیہ کا میرے نام مقرر ہو جائے چنانچہ دعا اسیدم قبول ہوکر مفتی صاحب بلائے گئے اور سند تقرری اس عہدہ جلیلہ کی انکو مرحمت ہوئی - بعد قیام دو مہینے کے کلکتہ سے کشتیوں پہ سوار ہوکر براہ دریائے گنگ مثل سفر اول ہر ایک شہر و قصبہ لب دریائے گنگ پر حسب ضرورت موقع قیام کرکے ہدایت کرتے ہوئے ۲۹ شعبان المعظم ۱۲۳۹ھ ہجری کو بعد غیر حاضری دو سال اور گیارہ مہینے کے پھر اپنے وطن مالوفہ میں بخیر و عافیت تہضت فرما ہوئے - چنانچہ ایک بزرگ نے آپکی واپسی کی تہنیت میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کو واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج ذیل کرتا ہوں ◆

قصیدہ

بیگا اس نور سے پُر گنبد چرخ اخضر
جسکے لمعان سے ہو خیرہ فرشتوں کی نظر

نہ اُسے روشنی شمس و قمر سے نسبت
نہ ملے برق اُسے اور نہ کوئی اختر

جلوۂ طور کہوں یا کہ شب قدر کا نور
یا ترقی پہ ہوئی روشنئ تازہ سحر

جس طرف دیکھئے وہ نور نظر آتا ہے
عقل اول بھی جسے دیکھ کے رہجا ششدر

آسمان پہ جو نظر کی تو بسان فانوس
مشتعل روشنئ عرش سے تھا اُسکا گھر

کرکے میں غور جو پھر روئے زمیں کو دیکھا
تھی وہ خورشید سے بھی نور میں زیادہ انور

تھا عجب طور کا کچھ روئے زمین پر جلوہ
عرش پر جس کی تجلی کا ہوپہنچا تھا اثر

شرق سے غرب تلک نور سے تھا مالا مال
عرش سے فرش تلک برق سی تھا روشن تر

کیا عجب ہے کہ اگر ہند کے نظارہ کو
حور جنت سے چلی آئے نکل کر باہر

اس ترقی پہ غرض دیکھ کے میں خطۂ ہند
سجدۂ شکر ادا میں نے کیا خوش ہوکر

تھی عجب طرح کی دل کو میرے اُسدم فرحت
جسم ہرگز نہ سماتا تھا قبا کے اندر

تھا تہ دل سے میں تفتیش سبب کے درپے
کس کے انوار سے یارب ہے زمیں رشک قمر

کس کا باعث ہی جو یوں مُلک میں ہے آبادی
کیا خوشی ہے کہ جو یوں عیش و طرب ہے گھر گھر

گلشن فردوس جو سرسبز ہوا یہ خطہ — یا رب اس بھید سے کچھ مجھ کو بھی آگاہ کر
یک بیک غیب سے آئی یہ ندائے ہاتف — گوش سے پنبۂ غفلت کو ذرا باہر کر
اب تلک ہونچا نہیں مژدۂ جاں بخش تجھے — جس کو شادی ہیں ملک خوش ہیں ہر اک جن و بشر
آیا ہے قافلہ حج کرکے وہ اس ملک کے بیچ — جس میں ہر ایک ہے ولی عارف نیکو منظر
اُن کے انوار سے روشن ہے زمیں تا بفلک — اُن کی ہمت سے ہوئی دین کو تقویت و فر
ہے ہر ایک شخص وہاں آمرِ امرِ معروف — قامع بدعت و ناہی اصول منکر
ماحیِ کفر و ضلال قاتلِ کفار زجاں — قالع رسم زبوں تابع حکم داور
اُن میں ہر ایک ہے فرید اور وحید آوان — حافظ و عالم و عادل و زکی و نیک نظر
ظاہر آراستہ بر ملتِ بیضائے نبیؐ — باطن اس طور کا پاکیزہ ہو جیسا گوہر
کد و کاوش نہ کسی میں نہ ریا و کینہ — نہ حسد دل میں نہ تکبر نہ کسی کے اندر
کیا کروں قافلہ سالار کا اُس کے میں بیاں — جس کے اوصاف میں تحریر و بیاں سے باہر
عادل و عالم و عابد شہِ والا ہمت — اشجع و افصح و ابلغ سخی و نیک نظر
عاقل و فاضل و رحم زکی و عالی طبع — زاہد و متقی و صابر و زیبا منظر
ترک تجرید و توکل میں فریدِ دوراں — علم اور خلق و دیانت میں وحید اکبر
معدنِ لطف و حیا مجمع جود و ہمت — مخزن عصمت و الفت شرف نوع بشر
بحر جود و کرم گلشن عرفانِ نبیؐ — مشعل راہِ طریقت بحقیقت رہبر
صدق میں ثانی اثنینؓ[1] کی مانند تو ہی — جد اور جہد میں اسلام کے ثانی عمرؓ[2]
شرم میں حضرت عثمانؓ سا جوں بحر حیا — اور صفِ جنگ میں ہم طرز علیؓ صفدر
طور اور طرز میں سب طینت اصحابؓ نبیؐ — قاتلؔ سے راہ شریعت میں ہے مستحکم تر
وعظ میں اُس کے یہ تاثیر کہ پڑھ لیں کلمہ — لات و عزیٰ و منات اور ہبل بھی فرفر
سید صفدر و عالی نسب و زینتِ دیں — زیب اسلام و امام حق و عاجز پرور
سید احمد و عالی حسب و فخر زماں — رہبر راہ شریعت خلف پیغمبر
ہوتا معصوم اگر بعد نبیؐ کے کوئی — ہوتی اس عصر میں عصمت بھی اُسی کے اندر
سینۂ صاف سو اُسکے ہے مجلیٰ آئینہ — نور ایمان سے ہے قلب مصفیٰ گوہر
حق میں گمراہوں کے ہی تاثیر جو کچھ ہے اُسکی — جوشش خوں میں کرے کام نہ ایسا نشتر
ہو جو صحبت سے تیری تخلیہ تحلیہ — لاکھ چلوں سے بھی باطن میں نہ ہو اتنا اثر
اسم اعظم کو جو پڑھ کر کرے وہ کوہ پہ دم — ہوں طلا رہتے ہیں کہسار کے سارے پتھر
خار کو ہاتھ لگا دے تو وہ ہو گلدستہ — رشکِ الماس ہو گر ہاتھ میں لیلے کنکر
رنگ میں گو کہ ہے سرخ نیسانِ یاقوت — سرد ہو تیغ کی طرح ہاتھ میں اُسکے اخگر
اُسکی نظروں سو گرے مشک تو ہو پشک سے کم — کوئلہ ہاتھ میں اُسکے ہو مثالِ عنبر
ناخدا جو ہے حقیقت کا یہی کشتیبان — بحر ذخار طریقت کا حقیقی معبر
علم کو اُسکے مگر علم لدنی کہیے — جو کہ آتا ہے اُسے سب وہ کے ہے مستحضر

[1] یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
[2] یعنی فاروق اعظم

آب پاشی سے تیری قوتِ بازو کے بعدد
فیض سے تیرے ہوئی نازی ہوئی خلقت ہمایتک
جسطرف دیکھئے تعمیرِ مساجد ہیگی
آتی ہر سمت سے ہے بانگِ مؤذن کی صدا
معقد عصر میں تیرے ہوئی افراط نماز
قلیع جماعات ہوئی فیض سے تیرے ایسی
دیکھئے جسکو سو کرتا ہے کلام اللہ یاد
تیری تائید سے ایک خلق ہوئی ہو تائب
ایک قدم دھرنے کی جا گہ بھی نہیں ہاں ملتی
مستحاضہ بھی نہا کرکے پڑھے پانچوں وقت
جھٹ نہا دھو کے تہجد کے لیے ہے تیار
جو ملا تجھ سے ہوا راہ خدا میں مصروف
تیری صحبت کے سوا ہو نہ کسی کا طالب
نعل بالنعل ہے کچھ فرق نہیں ہے تجھ میں
تجھ سے باطن کے قوانین ہوئے ایسے درست
منکشف تجھ پہ ہر ایک شئی کی ہے کیفیت
نہ ہدایہ میں وہ علت نہ وقایہ میں نشاں
نہ ہے سلم میں پتہ اور نہ توضیح میں کچھ
کچھ نہیں تیری شجاعت بیاں کی محتاج
مرستم دگیو تجھے دیکھ بروزِ ہیجا
دیکھے اکوان بھی گر خواب میں صورت تیری
میش جا کچھ نہ ترے سامنے فرعون کی عون
تیری دہشت سے اٹھے گور میں نمرود کے دُود
ملے ہامان کو ہرگز نہ کہیں جائے اماں
اس طرح توڑیگا تو حصنِ حصین کفا
زہرۂ شیر ژیاں خوف سے ہو جا پانی
قاش لیموں کی طرح ملکے کرے افشردہ
ہیں در مسجد اسکے قطعے تیرے طاق ابرو
ہے یقیں دیکھے گر شبِ تجھے روزِ مصاف
جب کرے لشکرِ کفار پہ تو عزمِ جہاد
جو نہ سمجھت تیری و نصیحت مانے
کافروں کا ہو ترے سامنے یوں پتلا حال

پھر کے سبزہ ہوا خشک شجر بیت کا تجر
پڑھے بیمار بھی ہذیان میں سورۂ کوثر
ہے ہر ایک شخص کی تحقیق مسائل پہ نظر
جسکو سنیئے یہی کہتا ہے کہ اللہ اکبر
لاکھوں تیار ہوئے ملک میں پڑھنے ممبر
ہند سے رسم بری اٹھ گئیں صدہا یکسر
باندھی ہر شخص نے تنذیبِ ایت پہ کمر
تیری تنبیہ سے لاکھوں ہوئے فاسق اطہر
جو کہ چھوٹی ڈھئی مسجد تھی پڑی صاف کھنڈر
عین سرما میں بھی آیا ہو کہیں اسکے گھر
اپنے شوہر سے ہوئی ہو جو کوئی ہمبستر
جو پھرا تجھ سے جماعت سے ہوا دہ باہر
جس کو باطن کی ہوئی راہ کی ذرہ بھی خبر
دیکھا پچھلوں سے تجھے جس نے مطابق کرکر
جیسے کاتب کوئی لکھنے کو بنالے مسطر
نہ قتاوے میں وہ حجت نہ کتب کے اندر
در مختار میں اس کا نہ شراجی میں اثر
خالی ہے فقہ کا اس مسئلے سے سارا دفتر
صاف چہرہ سے عیاں ہے تیری شانِ حیدر
ہو زرہ ڈھیلی نکل جائے گلے سے بکتر
پھینک دے تیغ و سپر خوف سے کانپے تھر تھر
شیشۂ جمشید کا ہو جوں خط ناقص ابتر
شدتِ خوف سے شداد کا ہو رنگ اصفر
کھینچے تو غصے سے گر قتل پہ اسکے خنجر
جدِّ امجد نے تیرے جو کہ اکھاڑا خیبر
کھینچکر تیغ کو جب وار کرے تو اسپر
پکڑے جسکا تو صفِ جنگ میں سر اور مغفر
کلمہ پڑھتے ہیں انہیں دیکھ کے کافر اکثر
گر پڑے الٹا ہی میدان میں کھا کر چکر
نصرت و فتح ترے سر پہ ہو مانند چھتر
ہے بہائم سے بھی رتبہ میں وہ احمق کمتر
جسطرح تند ہوا چلنے سے بھاگیں مچھر

خاکِ پا سے تیرے اکسیر کو ہے کیا نسبت ۔۔۔ آدمی کو تو فرشتہ کرے وہ مس کو زر
فیض سے تیرے ہوا دم میں وحید دوراں ۔۔۔ جس نے دردانہ پہ تیرے کیا آکر بستر
رکن دیں مولوی عبدالحی و شاہ اسمٰعیلؒ ۔۔۔ فیض سے تیرے ہوئے کاملوں کے سردفتر
تیری صحبت نے ملایک کی کری خاصیت ۔۔۔ گو کہ ظاہر میں نظر آتے ہیں ہم شکل بشر
حق میں کفاروں کے ضیغم کی طرح ہی خونخوار ۔۔۔ مومنوں کے ہے وہ شفقت میں پدر سے بہتر
فخر ابناءِ زماں قبلۂ اربابِ صفا ۔۔۔ کعبۂ اہلِ یقیں دادرسِ ہر مضطر
ذات سے تیری یتیموں کو بہت تقویت ۔۔۔ زنِ بیوہ کے تو حق میں ہی سحابِ ممطر
تھا غضب ظلم کہ بیوہ نہ کرے عقدِ نکاح ۔۔۔ کھوئی یہ رسم زبوں رحمتِ حق ہو تجھ پر
جسمیں راضی ہو خدا ہے وہی انکو منظور ۔۔۔ آبرو کا نہ انہیں خوف نہ کچھ جی کا ڈر
جو مسلمان کرے اُن سی ذرا سا بھی سلوک ۔۔۔ اُسکے بدلے میں نہ کوئی کرے اُن سے بہتر
کیوں منافق نہو صورت کو تری دیکھ کی غش ۔۔۔ ٹھیرے کس طور سے خورشید کے آگے شپّر
حق تعالیٰ کرے اقبال ترا روز افزوں ۔۔۔ تیرے انصاف سی آباد ہوں ساتوں کشور
تجھ پہ ہر لحظے بلا رَیب ہے امدادِ خدا ۔۔۔ جلوہ گر ذات ہے تیرے ہے عجائب مظہر
چاہ بیژن میں گری یا چہ بابل میں پڑے ۔۔۔ کھائے دشمن تیرا مسطور کی بید لعنت ٹھوکر
مونہہ میں دشمن کے تری قند ہو حنظل کا مزا ۔۔۔ ہو محبوں کے دہن میں تیری حنظل شکر
نوشدارو بھی اگر کھاوے بامید شفا ۔۔۔ مونہہ میں دشمن کے تیری ہووے بجای کنکر
یوں کہا غیب سے ہاتف نے یہ حج ہے منظور ۔۔۔ فکر تاریخ میں جب بیٹھے کیا نیچے سر
۱۲۳۷
اور گھر آنے کی تاریخ میں یہ بیت پڑھی ۔۔۔ تہنیت دے کے مجھے اور تبسم کر کر
حاجیانِ حرم کعبہ بہ آدابِ مجید ۔۔۔ آئے حج کر کے بڑی دھوم سی اپنے گھر

ہو محسن بھی تیری الطاف سے ممنون سدا
رہے جمعیّت باطن سے نہایت خوشتر

سکھوں پر جہاد کا وعظ شروع ہونا

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایّام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ مصروف رہے۔ اُس سے فارغ ہو کر سفر جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ اور مولوی عبدالحی صاحبؒ وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیب ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان میں روانہ کر دیا گیا۔ اِسوقت سید صاحبؒ کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد چاندماری اور گھوڑدوڑ ہوا کرتی تھی۔ اب بجائے صوفی و درویش کے ہر شخص سپاہی بنگیا۔ تسبیح کے عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جُبّہ کی جگہ چُست الخالق اور ہیچدار سربند لباس ہوگیا۔ جن لوگوں نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب ملباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُن کو سخت حیرت تھی۔ اِن دنوں میں جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیے لیکر آتا تو اکثر ہتھیار یا گھوڑے ہوتے تھے۔ اِنہی دِنوں میں شیخ فرزند علی صاحب غازیپور زمنیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سی وردی کے کپڑے اور چالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے۔ اور سب سے عجیب

تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ احمد نام اُن کا ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو انہوں نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہ خدا میں نذر کر کے سید صاحب کے حوالہ کر دیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ لیجایئے اور تیغ کفار سے اسکی قربانی کرایئے۔ اسوقت ہر شہر و قصبہ و گاؤں برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھوں پر جہاد کرنے کا وعظ ہوتا تھا۔ مگر براہ دُور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس اعظم الہ آباد کے لفٹننٹ گورنر بہادر اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھوں کی اطلاع دی گئی تھی۔ جسکے جواب میں صاحب ممدوح نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری میں کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہیں۔ اسکے بعد جب سید صاحب ملک یاغستان میں پہونچکر سکھوں سے جہاد میں مصروف تھے اُسوقت ایک ہنڈوی سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحبؒ بنام سید صاحبؒ روانہ ہوئی تھی ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعوی عدالت دیوانی میں دائر ہو کر ڈگری ہوا اور پھر بہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائیکورٹ) آگرہ میں بھی حکم ڈگری بحق مدعی بحال رہا +

سید صاحب سے ایک مشکل خلجان مراقبہ وحدانیت کا رفع ہونا

مولوی مرتضیٰ خانصاحب لکھتے ہیں کہ جب سید صاحبؒ حج کو تشریف لیگئے تو انکی غیبت میں مراقبہ وحدانیت میں مجھ کو بہت خلجان ہوا کرتا تھا۔ الحاد کی نوبت پہونچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے ترک کرنے کا بھی مجھے اختیار نہ رہا تھا۔ رامپور وغیرہ کے سب صوفیوں اور درویشوں سے اُس خلجان کا علاج پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی۔ ایک باکمال درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ خانصاحب سوائے سید صاحب کے اس خلجان کا علاج کسی سے نہو سکیگا۔ کیونکہ اسوقت ساری دُنیا کے صوفی اور درویش مثل ستاروں کے ہیں۔ اور سید صاحب مثل آفتاب کے۔ سو جسوقت آفتاب طلوع ہوتا ہے سب ستارے چھُپ جاتے ہیں۔ تم کو چاہیئے کہ سید صاحب کی خدمت میں جاؤ۔ مَیں لاچار ہو کر سید صاحبؒ کی تلاش میں کانپور تک گیا۔ وہاں جا کر مجھے معلوم ہوا کہ سید صاحبؒ حج سے تشریف نے آئے تب میں بریلی آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ سید صاحب کے مجھ کو دُور سے دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا آؤ پٹھان بھائی آؤ۔ جب میں نزدیک گیا تو مجھ کو سینۂ مبارک سے لگایا۔ بس میرا اُسکے سینۂ انوار خزینہ سے ملنا تھا کہ وہ خلجان فوراً جاتا رہا +

اسوقت تقریباً دوہزار شمشیرزن آپکے پاس جمع ہوگئے تھے۔ جن کو آپنے تین جماعت کر کے ٹونک کو روانہ کر دیا۔ مولوی عبدالحی صاحبؒ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ وغیرہ خلفا بھی اپنی اپنی خدمت ترغیب جہاد و ہجرت پوری کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے تھے۔ اب آپ بارادہ جہاد بریلی سے طرف ٹونک کے روانہ ہوئے ان دنوں میں بیعت بھی ہجرت اور جہاد پر ہُوا کرتی تھی۔ اگر لوگوں کو خطوط لکھے جاتے تو ان میں بھی یہی مضمون ترغیب ہجرت اور جہاد کا ہوتا تھا۔ راہ میں بھی اسی ترغیب کا وعظ فرماتے ہوئے آپ ٹونک میں پہونچے +

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ ان ایام میں آپکے علم لدنی کی یہ کیفیت تھی کہ مولانا محمد اسمٰعیلؒ اور مولوی عبدالحیؒ جیسے فاضل اجل اپنے شبہات علمی آپ سے حل کیا کرتے تھے۔ ایکدن آپنے مولوی وحیدالدین صاحب سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی علمی بات نہیں پوچھتے۔ انہوں نے عرض کیا کہ جو مجھ کو مشکل ہوتی ہے اپنے اُستاد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے دریافت کر لیتا ہوں۔ اور میرا کیا حوصلہ اور لیاقت جو آپ سے پوچھوں۔ آپنے باصرار تمام ارشاد فرمایا کہ کچھ تو دریافت کرو۔ اُسوقت بمجبوری مولوی وحیدالدین صاحب نے عرض کی کہ غسل کے مقدمہ میں دو حدیثیں آپس میں

معارض آئی ہیں پہلی حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ (یعنی انزال سے غسل واجب ہوتا ہی) اور دوسری حدیث اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ (یعنی جب مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہوئی تو غسل واجب ہوگیا) ان دونوں حدیثوں میں توفیق کس طرح ہے۔ سید صاحبؒ نے فرمایا کہ ان کی توفیق تو بہت آسان ہے کیونکہ پہلی حدیث خواب سے تعلق رکھتی ہی یعنی جب خواب میں انزال ہو تب غسل واجب ہوتا ہے نہ صرف دخول دیکھنے سے۔ اور دوسری حدیث بیداری سے تعلق رکھتی ہے اور دونوں حدیثوں کا مطلب صحیح ہے پھر مولوی وحیدالدین صاحب نے پوچھا کہ اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یُصَافِحُ بِھَا عِبَادَہٗ کَمَا یُصَافِحُ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ (یعنی حجر اسود مثل اللہ تعالیٰ کے دہنے ہاتھ کے زمین پر ہی۔ اُس ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی تم سے اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اس حدیث کا مطلب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے جیسے ید اور وجہ قرآن و حدیث میں آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے اور دوسری بات اُس میں یہ ہے کہ کعبہ عوام کے واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسے کہ فرمایا ہے مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگوں کے) سو وہاں جانے اور طواف کرنے سے گناہ دُور ہوتے ہیں اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور خواص کو ایک نسبت خاص ہی جو عوام کو نصیب نہیں۔ پس اُس نسبت کو اس طرح پر سمجھنا چاہیئے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد کے انوار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہیں تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہوکر ذوق و شوق سے بیقرار ہو جاتا ہے پس مرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چومے۔ مرشد اُسکا شوق و ذوق دیکھ کر اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تا کہ وہ بیقرار دست بوسی کرکے اپنی تسکین کرلے۔ اسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف میں مشغول ہوتے ہیں تو اُن کا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہی وہ لوگ اُسوقت حجر اسود کا بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہیں +

سیّد صاحبؒ کے سکھوں پر جہاد کرنیکی وجہ

یہ بھی ایک صحیح روایت ہی کہ جب آپ سکھوں سے جہاد کرنے کو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنی دُور سکھوں پر جہاد کرنیکو کیوں جاتے ہو انگریز جو اس مُلک پر حاکم ہیں اور دین اسلام سے کیا منکر نہیں ہیں گھر کے گھر میں اِن سے جہاد کرکے مُلک ہندوستان لیلو یہاں لاکھوں آدمی آپکا شریک اور مددگار ہو جاویگا۔ کیونکہ سینکڑوں کوس سفر کرکے سکھوں کے ملک سے پار ہوکر افغانستان میں جانا اور وہاں برسوں رہکر سکھوں سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہی جسکو ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ سیّد صاحبؒ نے جواب دیا کہ کسی کا مُلک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے۔ نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا مُلک لینا ہمارا مقصد ہی۔ بلکہ سکھوں سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض مذہبی ادا کرنے کے مزاحم ہوتے ہیں اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد اِن حرکات مستوجب جہاد سے باز آجاوینگے تو ہم کو اُن سے لڑنیکی ضرورت نہ رہیگی۔ اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ اُن کو فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہی۔ ہم اُنکے مُلک میں علانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اُسکو سزا دینے کو تیار ہیں۔ ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی اور احیاء سنن سید المرسلین ہی سو ہم بلا روک ٹوک اِس مُلک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گراویں۔ یہ جواب باصواب سُنکر سائل خاموش ہوگیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ گیا

آپ کی نظر کیمیا اثر سے ہندوگوالوں کا مسلمان ہونا اور بیعت کرنا

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ ٹونک میں تشریف رکھتے تھے ایک دن گھوڑے پر سوار ہوکر کہیں کو تشریف لیجاتے تھے۔ بہت سے مرید اور خادم بھی ہمراہ رکاب تھے۔ اُسوقت آپ کا گذر ہندو گوالوں کے محلے میں اتفاق ہوا۔ وہ گوالے بھی اپنے مکانوں سے نکلکر بارادہ زیارت حضرت کے باہر کھڑے ہوگئے۔ اُن لوگوں کا نصیب جو چمکا تو آپکی نظر ہدایت اثر اُن لوگوں پر پڑگئی۔ اُسیوقت وہ سب لوگ مع زن و فرزند مسلمان ہوکر آپ کی بیعت سے مشرف ہوگئے اور دولت کونین پر فائض ہوئے۔ میرے مسجد اقصیٰ تیری طاق پہ۔ کلہ پتی ہیں نہیں کچھ کے کافر اکثر

نواب وزیرالدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ سید صاحبؒ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ فیض ایمانی جو خلقت کو مجھ سے ہوا ہے روز بروز ترقی پر رہیگا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان اور خراسان جو کہ شرک اور پلیدی بدعت سے میرے ہاتھ سے پاک و صاف ہوکر انوار اسلام سے منوّر اور دیانت و امانت سے مالامال ہوکر رشک افزائے زمن بنجاوینگے ✦

سید محمد یعقوب آپکے بھانجے سے روایت ہے کہ بروقت روانگی ملک خراسان آپ اپنی ہمشیر یعنی والدۂ سید محمد یعقوب سے رخصت ہونے گئے تو آپنے اُن سے فرمایا کہ اے میری بہن میں نے تمکو خدا کے سپرد کیا اور یہ بات یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میری ہاتھ سے محو ہوکر ہر مردہ سنت زندہ نہویگی اللہ رب العزت مجھکو نہیں اُٹھائیگا۔ اگر قبل از ظہور ان واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تمکو دے اور تصدیق خبر پر حلف بھی کرے کہ سید احمد میری روبرو مرگیا یا مارا گیا تو تم اُسکے قول پر ہرگز اعتبار نہ کرنا کیونکہ میرے رب نے مجھسے وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزوں کو میرے ہاتھ پر پورا کرکے مجھکو ماریگا ✦

آپکے سفر جہاد سے پہلے (غالباً سفر حج میں) بارہا آپکو یہ الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپکے ہاتھوں پر فتح ہوکر رشک افزائے تا دریائے خلیج مثل ملک ہندوستان کے رشک افزای چمن ہوجائیگا۔ چنانچہ ان متواتر وعدہ ہائے فتح سے آپ کا ہرایک مرید واقف تھا

عبدالحمید خان ایک شریر رسالدار اور اُسکے رفیق کا قصہ

نواب وزیرالدولہ مرحوم یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ جب سید صاحبؒ بارادہ جہاد ٹونک سے روانہ ہوئے تو اُسوقت ایک شخص عبدالحمید خان نام رسالدار رامپوری جو تمام لشکر ٹونک میں بدمعاش اور شریر اور شیطان کرکے مشہور تھا۔ سواری میں چلتے وقت سید صاحبؒ سے دوچار ہوگیا۔ اُسوقت جو کچھ اُسکے بخت خفتہ بیدار ہوئے تو سید صاحبؒ نے تبلیغانہ اُسی حالت سواری میں ہاتھ پھیلاکر اُسکو اور اُسکے ایک ہم مشرب رفیق کو فرمایا کہ اُٹھو خانصاحب بیعت کرلو۔ اُن دونوں نے اُسیوقت اپنے ہاتھ پھیلاکر آپسے بیعت کرلی۔ بس الفاظ بیعت کا ختم ہونا تھا کہ ان دونوں بدمعاشوں کا حال اُسی گھڑی بدل گیا۔ اب ہی حمید خان سرگروہ اوباشان سرآمد متقیان و پرہیزگاران بنگیا اور اُسکی معصیت سے طاعت اور سرکشی صوم و صلوٰۃ سے بدلگئی۔ طغیان و ہذیان کی جگہ مناجات برزبان اور بجائے خندہ زنی گریان اور بجائے ہزل و جدل تسبیح گویان ہوگیا۔ اور بعوض مجلس جہلا و فساق صحبت اہل صلاح و تقویٰ و علماء اہل الیقین کا جویاں ہوا یہانتک جاذبہ عشق الٰہی کی نوبت پہونچی کہ ملازمت سرکار ٹونک چھوڑکر ملک خراسان کو چلا گیا اور وہاں بمقابلہ درانیان داد شجاعت دیکر شہید ہوا ✦

وہی نواب مرحوم تحریر کرتے ہیں کہ ٹونک سے اجمیر تک میں ہمراہ رکاب سید صاحبؒ کے تھا۔ اس سفر میں بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ جب فقط میں اور بعض خاص خدام حضرتؒ کے ساتھ ہوتے تھے تو میں دیکھا کرتا تھا کہ کبھی آپ ایکطرف مخاطب

ہو کر سلام علیک کرتے اور کبھی سلام کا جواب دیتے یا کسی سے کچھ ارشاد فرماتے یا کسی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ظاہرا یہ سلام یا سوال وجواب رجال الغیب یا ارواح یا جنوں سے ہوتا تھا۔ کیونکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک گروہ رجال الغیب کا خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ سفر اور حضر میں میرے ساتھ رہتا ہے اور اس گروہ کا عجیب حال یہ ہے کہ جس کسی ملک یا شہر میں ارادہ انتشار اور ترویج ہدایت باریتعالیٰ کا ہوتا ہے تو یہ جماعت قدسیہ بہت کثرت سے وہاں جمع ہو جاتی ہے اور جس ملک میں اللہ رب العزت کو ہدایت کم کرنا مقصود ہوتی ہے تو یہ جماعت قدسیہ وہاں بہت کم جمع ہوتی ہے۔ اور یہ بھی آپ فرماتے تھے کہ دوسرا حال اس جماعت قدسیہ کا یہ ہے کہ ہمارے مقام کے وقت یہ جماعت ہمارے لشکر سے تھوڑے فاصلہ پر اترتی ہے۔ اور جب ارادہ الٰہی ہمارے کسی طرف کوچ کرنے کا ہوتا ہے تو یہ جماعت اسی طرف کو چلنے لگجاتی ہے۔ تب اُن کی روانگی کو دیکھ کر میں بھی خود بخود اُس طرف کو چل پڑتا ہوں اور یہی وجہ تھی کہ آپ بعض جگہ مہینوں تک ٹھیرے رہتے تھے اور پھر یک بیک چلدیتے تھے ؎

یک ذرہ نیست ہیچو حنا اختیار ما   در دست دیگریست سکون و قرار ما

ایک سوار کا حضرت کی ادنیٰ توجہ سے سرور سرمدی کو پہنچنا

اُسی سفر کے ضمن میں صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ ایکروز سید صاحب اپنے لشکر سے نکلکر قضائے حاجت کے لیے جنگل کو جا رہے تھے اُسوقت آپنے دیکھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کا زین پوش بچھائے ہوئے اسپر بیٹھا ہوا یہ شعر پڑھ رہا ہے **شعر** اے صبا نگہتے از کوئے فلانے بمن آر ۔ زار و بیمارم راحت جانے بمن آر ✤ حضرتؒ نے اُس سے پوچھا کہ میاں سوار اسکے معنی بھی جانتے ہو۔ اُسنے عرض کیا کہ نہیں تب آپنے فرمایا کہ ہم تکو اسکے معنے بتلاتے ہیں۔ یہ فرماکر اُسکے پاس بیٹھ گئے اور اُسکو اپنی چھاتی سے لگایا اور تھوڑی دیر متوجہ رہے۔ تب وہ اُسیوقت عشق الٰہی میں مستغرق و از خود رفتہ ہو کر حقیقی راحت کو پہونچگیا ✤

صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتے ہیں کہ مفتی الٰہی بخش ساکن کاندھلہ جنھوں نے ساتواں دفتر مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ کا لکھا ہے فرمایا کرتے تھے کہ ساٹھ برس سے جو ہم نے پیسا تھا (یعنی پڑھا تھا) وہ سب دلیا تھا۔ اب سید صاحبؒ کی بدولت کل میدہ ہو گیا۔ یہ مفتی صاحب باوصف اسقدر علم و فضل کے کہ اس دیار میں آپکا ثانی نہ تھا سید صاحبؒ کی نعلین برداری کو اپنا شرف جانتے تھے۔ صاحب مقالات موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ جیسی شوکت اور منزلت خدا تعالیٰ نے اگلے بڑے بڑے بزرگوں کو عنایت کی تھی وہ سب سید صاحبؒ کی ذات بابرکت میں جمع تھی ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ✤

سید صاحب اجمیر سے چلکر دہلی پہنچے اور وہاں سے سہارنپور وغیرہ میان دوآب کے شہروں میں گشت کرتے ہوئے براہ پانی پت و کرنال و تھانیسر سنہ ۱۲۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۴ عیسوی بارادہ جہاد اقوام سکھ یاغستان کو روانہ ہوئے۔

ایک سیاح پانی پتی کا بیان ہے کہ جب آپ پانی پت میں پہونچے تو میں مرض گٹھیا میں مبتلا کر بیصبت دبا ہوا تھا۔ اپنے بستر سے اُٹھ نہیں سکتا تھا۔ جب میرے کچھ نصیب چمکے تو سید صاحبؒ سے دوچار ہو گیا۔ اُسوقت آپنے فرمایا کہ اے جوان اُٹھ اور ہمارے ساتھ جہاد کیواسطے چل۔ میں فوراً اُسی وقت اچھا ہو گیا گویا کبھی مریض ہی نہیں ہوا تھا اور آپکے ساتھ ہو لیا اور بہت سے معرکوں میں شریک جہاد رہا ✤

مولوی نجم الاسلام صاحب پانی پتی روایت کرتے ہیں کہ ایکروز سید صاحبؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی بصیرت عنایت کی ہے کہ میں دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ بہشتی ہے یا دوزخی۔ اُسوقت مولوی صاحب ممدوح نے پوچھا کہ حضرت میں کس

فرقہ میں ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم تو شہید ہو۔ چنانچہ بموجب اسی پیشین گوئی کے بایام غدر ۱۸۵۷ء عیسوی بعارضہ اسہال مولوی صاحب کو شہادت نصیب ہوئی اور وَالْمَبْطُوْنُ شَہِیْدٌ کی بشارت میں داخل ہوئے +

حصّہ دوم

میں آپ کی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیوں کے شروع کرنے سے پہلے آپکی پُرزور تاثیرات کا سبب اور عجائب تعلیمات کے نکات کا کسیقدر یہاں بیان کرتا ہوں کیونکہ آپکی درویشانہ زندگی کے صدہا واقعات کا پلٹ اور تاثیر منقلب ماہیت کو دیکھکر ناظرین کو عجب حیرت ہوئی ہوگی کہ یہ دلکش اور دلربا علم آپنے کس مدرسہ میں سیکھا ہوگا سو اے ناظرین باتمکین آپ پر مخفی نہ رہے کہ اس علم کو علم لدُنّی کہتے ہیں۔ ظاہری تعلیم کو اسمیں کچھ دخل نہیں۔ اسکا معلم خود خالق ارض و سما ہوتا ہے مثل حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ اور اُنکے حواریّین اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء اور بہت سے انبیاء رسابقین اُسی مدرسہ سے تعلیم پاکر پہلے دُنیا میں آچکے ہیں جنہوں نے لکھوکہا اور کروڑہا خلقت کے آبائی دین بُت پرستی کو ایکدم میں چھوڑواکر موحّد اور خدا پرست بنادیا تھا۔ یہ بھی ایک قاعدہ قدیم ہے کہ جس سینہ میں یہ علم آتا ہے وہ سینہ پہلے سے علم ظاہری خصوصاً علم حکمت (یعنی فلسفہ ومنطق) سے پاک وصاف ہوتا ہے۔ اُن کے دلائل منطقیہ طور پر نہیں ہوتے۔ اس مدرسہ کے متعلموں کی تعلیم کا نرالا ڈھنگ ہوتا ہے۔ اسیواسطے اُنکا ہر ایک لفظ دلنشین مثل تیر دلدوز دلوں کو چھید کر دار سے پار ہوجاتا ہے۔ اس مدرسہ کی تعلیم یافتوں کی زبردست تاثیر کو دیکھکر ہمیشہ دُنیا کے لوگ اُن کو ساحر کہتے رہے ہیں۔ اِن بزرگوں کا رنگ ڈھنگ سیدھا سادا اور ہر عمل وفعل تکلف اور تصنع سے خالی ہوتا ہے۔ اِنکے کلام میں اکثر سیدھی سیدھی مثالیں شامل ہوتی ہیں جس سے سامعین جلد سمجھ سکتے ہیں۔ ایثار یعنی ہمدردی اور خیر خواہی خلائق اُنکے رگ و پے میں سمائی ہوتی ہے دُنیا دلفریب سے بے رغبت کرنا اور محبت الٰہی کو دلوں میں جمانا اِنکا سب سے اوّل کام ہوتا ہے +

سب مورّخ اِس بات پر متفق ہیں کہ سیّد صاحبؒ کی زبردست تاثیر اور نصائح دلربا کا یہ رنگ تھا کہ آپکی زبان مبارک سے صرف یہ کلمہ سُنکر کہ "اللہ سے ڈرو" روتے روتے کلیجہ منہ کو آجاتا تھا۔ بڑی بڑی بدکار اور فاسقوں کی اُسیوقت کایا پلٹ ہوجاتی تھی۔ اِسی زبردست تاثیر کے سبب سے آپکے مخالف و اشقیاء (باتباع قاعدہ قدیم) آپکو جادوگر کہتے تھے اور آپ کے روبرو آنے سے ڈرتے تھے اور کہتے کہ جو کوئی آپکے سامنے جائیگا وہ مسحور ہوکر گرویدہ ہوجاویگا +

مولوی عبد الاحد ابوسعد لکھتے ہیں کہ حضرت سیّد احمد صاحب قدس سرہٗ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہنود وغیرہ کفار مسلمان ہوئے۔ اور تیس لاکھ مسلمانوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور جو سلسلہ بیعت بذریعہ آپکے خلیفوں اور خلیفوں کے خلیفوں کے اسوقت تک تمام روئے زمین پر جاری ہے اُس سلسلہ میں تو کروڑوں آدمی آپ کی بیعت میں داخل ہوکر اُس بشارت مغفرت کے مستحق ہوچکے ہیں +

جب یہ مقدّس لوگ تعلیم یافتہ اُس مدرسہ وہبی کے تشریف لاتے ہیں تو اُنکے ساتھ آسمان سے برکت نازل ہوکر انسانوں کے دلوں میں داخل ہوجاتی ہے اُسوقت خود بخود ہر سعادتمند واسطے طلب حق کے جوش مارتا ہے اور ہر واعظ اور ناصح کے کہنے کو تہ دل سے سنتا ہے اور ہمت اعمال شاقہ کی اُنکے دلوں میں پیدا ہوجاتی ہے۔ اُنکی تشریف آوری سے پہلے گو ہزاروں عالم موجود ہوتے ہیں مگر اپنے علموں کو مثل افسانہ کے سیکھ کر بلبل ہزار داستان کی طرح سے چہکتے پھرتے ہیں۔ پھر وُہی عالم اِن بزرگوں کی تشریف آوری کے وقت اپنے علموں کی اصل حقیقت پر آگاہ اور ہوشیار ہوکر عمل

کو ضمیمہ علم کا اور اخلاص کو نتیجہ فہم کا کرکے سخن آرائی اور تکلف سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سے زاہد خلوت گزین اور درویشان چلہ نشین انکی تشریف آوری کے وقت اپنے مفاسد مکنونہ پر آگاہ ہوکر اصلاح نفس امارہ اور حصول رضائے الٰہی کو مدِ نظر کر لیتے ہیں۔ اور تمام دلستان اور حُبِ جاہ کو اُسوقت پس پشت پھینک دیتے ہیں۔ اور ان مقدسوں کے ظہور سے قبل گو واعظان چرب زبان ممبروں پر چڑھکر بہتیری فریاد و فغان کرتے رہتے ہیں مگر ان کا اثر لوگوں کے دلوں پر جیسا چاہیئے نہیں ہوتا اور اُنکے کلام کو افسانہ سے زیادہ نہیں سُنتے۔ جب نزول برکت کا زمانہ آتا ہی طلب حق کا ہر کس و ناکس کے دلوں میں وَلولہ پیدا ہوتا ہے۔ اُسوقت ہر آدمی اُنکے وعظ و نصیحت کو انشراح اور حضور دل سے سُنتا ہے اور ہر محفل میں حق طلبی کا چرچا شروع ہوجاتا ہے۔ صرف اشقیاء ازلی ہی اس سعادت سے محروم رہجاتے ہیں۔ چنانچہ اِس انتشار برکت کو حدیث شریف میں بلفظ امانت تحریر فرمایا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَمَانَۃَ نَزَلَتْ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْکِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ (یعنی امانت یعنی برکت لوگوں کے دِل میں اُترتی ہی اُسوقت قرآن مجید اور حدیث شریف کے اصل مطلب کو سمجھنے لگتے ہیں) اسیطرح وقت تشریف آوری سید صاحبؒ کے بھی وہ برکت مصرحۂ حدیث نازل ہوئی تب مولوی محمد اسمٰعیل شہیدؒ کو تقویت الایمان وغیرہ کتابیں لکھنے کی سمجھ پیدا ہوئی اور کتاب و سنت کو لوگ سمجھنے لگے۔ چنانچہ اُسی برکت کا اثر اسوقت تک اکثر دلوں پر بمراتب چلا آتا ہے اور بعض دِل اس سے خالی ہوتے جاتے ہیں۔ سید صاحبؒ کی تعلیمات بھی مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سیدھی سادی تھیں جنسے عالم و جاہل دونوں برابر مستفید ہوتے تھے۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنا۔ دنیا سے بے رغبت ہونا۔ اللہ سے محبت پیدا کرنا۔ توحید اور اتباع سُنت پر قائم ہونا۔ شرک بدعت سے بچنا۔ شکر و توکل و تقوی میں کامل ہونا۔ آپ کی تعلیمات کا خلاصہ اور لُبِ لُباب ہے۔ تنبیہ الغافلین میں آپ فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کی خدمت میں عموماً اور جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر یا میرے خلیفوں کے ہاتھ پر اِس سلسلہ میں بیعت کی ہی خصوصاً میری یہ عرض ہی کہ اس ناپاک دُنیا کی حقیقت کو سمجھکر اسکے گرد نہ پھٹکیں اور ایک ذرہ بھر اُسکی محبت کو اپنے دِل میں جگہ نہ دیں۔ اور اللہ تعالی کی رضامندی کو ہر حال میں مقدم رکھیں۔ اور یہ بھی جان لیں کہ اللہ تعالی کی محبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم چلنے سے حاصل ہوتی ہی۔ پس اوّل کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو (یعنی سوائے خدا کے کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں ہی) سمجھکر یہ اعتقاد رکھیں کہ اولاد وہی بخشتا ہی اور مرادیں وہی پوری کرتا ہے۔ غرض ہر قسم کا نفع و نقصان اُسکے ہاتھ میں ہی۔ سوائے اُسکے کسیکو کچھ بھی اختیار اور تصرف نہیں ہی اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (یعنی محمدؐ اللہ کے سچے رسول ہیں) سمجھکر کوئی بات یا کام خواہ دینی ہو یا دُنیوی خلاف ارشاد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار نہ کریں۔ ہر امر میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کو مقدم جانیں +

مقدمہ صراط المستقیم میں لکھا ہے یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ ثمرہ شریعت و طریقت کا اور بنیاد حقیقت اور معرفت کی صرف اللہ تعالی کی محبت حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ حدیث مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا (یعنی اللہ اور اُسکے رسولؐ کی محبت تمام دُنیا اور مافیہا سے بڑھکر ہو) اور آیہ کریمہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (یعنی ایمان والے اللہ کی محبت میں چُور ہیں) اُسی محبت اور عشق الٰہی کا بیان ہی۔ اگرچہ اِس مسئلہ محبت الٰہی پر تمامی صوفیائے کرام بلکہ ساری خلقت متفق ہی لیکن اسمیں ایک نکتہ ایسا باریک ہے کہ اس زمانے کے لوگ اُس نکتہ کو نہیں سمجھتے اور وہ نکتہ ایک تمیز اور فرق ہی درمیان حُبِ عشقی اور حُبِ ایمانی کے۔ اسی ناواقفی کے سبب سے بعض عوام صوفیاء انبیاء علیہم السلام کے حالات کو ساتھ احوال اہل عشق اور مواجید کے مطابق بناکر معنی کی شرح

اُٹھاتے ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں طریق یعنی طریق انبیاء علیہم السلام اور راہ اہل عشق و مواجید اللہ کی راہوں میں سے ہیں مگر ان دونوں کے حصول کے طریقے اور موئدات اور آثار و ثمرات علیحدہ علیحدہ ہیں جیسے کہ ایک یونانی حکیموں کا علاج اور ایک ڈاکٹر کا علاج ہے دونوں حصول صحت کے طریقے ہیں مگر انکے نسخے اور مسہلات اور طریق استعمال اور آثار صحت علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سو تفصیل اور تمیز ان دونوں محبتوں کی اسطرح پر ہی کہ مراد عشق اور حُبِ نفسانی سے ایک قلق اور شورش ہی کہ بسبب نہ ملنے شئے مطلوب اور محبوب کے انسان کے باطن میں پیدا ہو کر تمام قوائے باطنیہ میں سرایت کر جاتی ہے اور انتہا اُسکا فنا شئے مطلوب اور وصال محبوب کا ہے۔ اور یہ عشق اوّل قلب میں جو مقام تمامی کیفیات نفسانی کا ہے جگہ پکڑ کر پھر سارے باطن میں پھیل جاتا ہے اور آدمی کو دیوانہ اور مجنون بنا دیتا ہے۔ اور جب شئے محبوب ملجاتی ہے تو شعلہ فراق ٹھنڈا ہو کر کیفیت عشقی زائل ہوجاتی ہی۔ اور حُبِّ ایمانی یعنی حُبِ عقلی سے یہ مراد ہی کہ کوئی آدمی کسی شئے کے فوائد اور منافع اور اُسکی طرف اپنے محتاج ہونے پر آگاہ ہو کر اُس شئے کے حاصل کرنیکا شوق اُس کے دل میں پیدا ہوا اور یہ شوق یہانتک بڑھتا ہی کہ تمامی تکلیفیں اور مشقتیں جو اُسکے حاصل ہونے میں پیش آتی ہیں اُسپر آسان ہوجاتی ہیں اِس سبب سے کمر ہمت کی چست باندھ کر ہر قسم کے حیلے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہی اور اختیاراً نہ اضطراراً اُسکی طلب میں اپنے کو مٹا دیتا ہی (اور یہ حُب اوّل عقل میں جو خزانہ معلومات کا ہی جگہ پکڑتی ہی اور جیسے پانی درختوں کی جڑ اور شاخوں اور پتوں اور پھلوں میں سرایت کرتا ہی ویسے ہی یہ حُب تمام قوائے باطنیہ میں پھیل جاتی ہی۔ تب جو فکر اور تدبیر عقل میں آتی ہی اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہی اور طرح بطرح کے ارادے اور ہمتیں اُسکی طلب کیواسطے قلب سے اُٹھتی ہیں اور ہر قسم کی مشقتیں اور ترک مالوفات اسکے واسطے گوارا کرتا ہے اور نتیجہ حُبِ عشقی کا زائل ہونا عقل و شعور کا ہے سوائے محبوب کے اور ثمرہ حُبِّ ایمانی کا فنا ہونا ہمت اور ارادے کا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہی محبوب سے کہتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے محبوب سے سُنتا ہی اور سوائے حصول رضامندی محبوب کے ہر ایک چیز اُسکو فضول نظر آتی ہی۔ اور چونکہ حُب عقلی کا جائے قرار عقل ہے اسواسطے کسی معارض کو اُسمیں گنجائش نہیں ہے اور حُبِّ عشقی بمجرد وصال محبوب کے زائل ہوجاتی ہی مگر حُبِّ ایمانی یعنی حُبِّ عقلی وصال محبوب سے بڑھ کر ہزار گنی ہوجاتی ہے۔ کیونکہ حُبِ عشقی بوجہ نہ ملنے محبوب کے تھی اُسکے ملنے پر زائل ہوجاتی ہی اور حُبِ ایمانی بوجہ جاننے فوائد و منافع اور کمالات محبوب کے اور اپنی احتیاج کے طرف اُسکے تھی اور یہ مطلب وصال میں اور زیادہ تر واضح ہوجاتا ہی۔ کیونکہ بوقت شروع محبت کے صرف علم الیقین تھا اب وصال پر اُن کمالات محبوب کا عین الیقین ہوگیا۔ جب یہ فرق درمیان دونوں محبتوں کے ذہن نشین ہوگیا تو جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو ان دونوں محبتوں میں سے ایک محبت کیواسطے روز ازل سے پسند کیا ہی سو وہی برگزیدہ ازلی اِن محبتوں کے آثار اور ثمرات اور نتائج سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ حُبِ ایمانی کے مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا نبوت تک ہی۔ اسواسطے اُسکو سلوک راہ نبوت کہتے ہیں۔ اور حُبِ عشقی اور اُسکے احوال اور مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا حقائق اشیاء قدرت آلہی میں مضمحل ہو کر اُسکی معرفت کا حاصل کرنا ہے اسواسطے اُسکو سلوک راہ ولایت کہتے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ائمہ طریقت اور پیشوایانِ حقیقت پہلے قرآن اور حدیث کو تحصیل کر کے اُسکے نتائج اور ثمرات سے متصف ہو کر سلوک راہ نبوت میں پکے ہوجایا کرتے تھے۔ تب اُسکے بعد سلوک راہ ولایت اور عشق کو شروع کرتے تھے +

حُبِّ عشقی کا بیان

(تمہید) اسباب تفصیل حُبِّ عشقی کی تصویر اسطرح سے لکھی ہی آگ جو سب عناصر سے لطیف اور صاف ہے اور جسکا کرہ سب عناصر کے

اوپر سے ساتھ اجزائے لطیفہ زمین کے جسکو بخار کہتے ہیں بلکہ اُس بخار کو اپنے کرہ میں جو سب کروں کے اوپر ہے جذب کرنا چاہتی ہی تاکہ اُس بخار کو اپنے اندر فنا کرکے آثار اور احکام میں ہمرنگ اپنے بنالے مگر غبار جو تہ بتہ ہوکر مابین کرۂ آتش اور خاک کے جمع ہوا ہی اُس بخار کو کرۂ نار کیطرف چڑھنے میں روک رہا ہی تو اس سبب سے بخار اور نار میں مزاحمت اور تعرض واقع ہوکر کڑک اور بجلی حادث ہوجاتی ہی یہانتک کہ اجزائے ناریہ بسبب اپنی شدت اور حدت کے روک کرنیوالی چیزوں کو پاش پاش کرکے زمین کیطرف پھینکدیتے ہیں یا مابین زمین اور آسمان کے پریشان کردیتے ہیں تاکہ اجزائے لطیفہ ناریہ کو اپنی طرف کھینچ لیجائے اور اپنے میں فنا کرلے۔ اسیطرح لفظ مبارک اللہ کا کہ تجلی حق جل وعلا کی ہے جب حلق اور زبان اور دماغ اور گوش ذاکر کو بذریعہ ذکر جہری کے جو واسطے دفع کرتے وسوسوں اور اطمینان خاطر اور رقیق کرنے قلب کے صوفیوں کے ہاں مقرر ہے نور اور سکینہ اور لذتوں سے مالامال کرتا ہی اور نیز ذکر سری سے جو واسطے حصول لذت اور حلاوت کے اُنکے یہاں مقرر ہی بذریعہ خلوت نشینی اور سکوت اور نفرت مخالطت اور ترک کلام ساتھ اُن لوگوں کے ذاکر کے وہم اور خیال کو اضمحلال اور پژمردگی حاصل ہوتی ہی تب خواہ اسی لفظ مبارک اللہ سے یا ساتھ ملانے نفی یا کسی دوسری صفات کے طالب اِس لفظ مبارک کے مفہوم کا تصور کرکے اُسطرف اپنی طبیعت کو منتقل کرتا ہی۔ اور وہ مفہوم تجلی حضرت حق کی ہی جو سب تجلیوں سے زیادہ لطیف اور سب تجلیوں سے برتر اور اقرب حضرت حق کے ہی۔ اور چونکہ یہ تجلی یعنی مفہوم اِس لفظ مبارک اللہ کا کہ بسیط محض اور مجرد بحت ہی اسطرح پر اُسکے ذہن میں قرار پکڑتی ہی کہ بصر بصیرت اُس کی ہروقت بجانب اُس مفہوم کے لگی رہتی ہی اور اُسکی تمامی قوت ودراکہ مثل آنکھ کے اُس مفہوم پر ٹکٹکی لگائے رہتی ہی اور اُسکے ماسوا کیطرف ہرگز التفات نہیں کرتی۔ پس اسیکا نام اُنکے یہاں فکر ہی۔ پس جب طالب اپنی ہمت سے اِس مفہوم میں استغراق قوی حاصل کرتا ہی اور وہ تجلی اُسکی جان کا پیوند ہوجاتی ہی تو اُسوقت سب سے زیادہ لطیف اجزائے سالک کے کہ وہ رُوح الٰہی ہی اُس مفہوم یعنی تجلی کے ساتھ ملجاتی ہی تو وہ تجلی رُوح کی اصل کیطرف اُسکو کھینچتی ہی۔ اور رُوح الٰہی جو عالم پاک سے ہے اور جسکی شان میں قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (یعنی رُوح رب کا ایک حکم ہی) آیا ہے بسبب بند ہوجانیکے اِس جسم خاکی میں اپنی اصل کو بھول گئی ہی اور اُسکے آئینۂ ادراک نے زنگ پکڑلیا ہی۔ پس جب بسبب نور اس تجلی کے اُسکے زنگ خوردہ ادراک کو صیقل اور صفائی ہوتی ہی اور عکس کمالات حق کا اپنے اندر دیکھنے لگتی ہی جیسے کہ آیا ہی اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (یعنی اللہ تعالی نے آدم کو ہمشکل اپنی تجلی کے بنایا ہی) تب اپنے اصلی وطن فراموش کردہ کو یاد کرکے اپنے اصل کیطرف ملنا چاہتی ہی اور حظیرۃ القدس کیطرف چڑھنے کا ارادہ کرتی ہی مگر غبار بشریت اُسکے حظیرۃ القدس کو چڑھنے کا مانع ہوتا ہے۔ اُسوقت درمیان رُوح اور نفس کے مزاحمت واقع ہوتی ہی اِس سبب سے شورش اور گرمی اُسکی رُوح طبعی میں پیدا ہوکر طالب دیوانہ اور مستانہ بنجاتا ہی اور عقل اور فکر برباد ہوجاتی ہے۔ اور ایسی حالت میں اکثر وقت قانونِ شریعت اور ادب سے بھی باہر ہوجاتا ہی۔ اور مجلسوں اور مکانوں سے اُسکو وحشت پیدا ہوجاتی ہی۔ اور آہ وفغان اور زردی رنگ اور اشکباری اُسکو شروع ہوجاتی ہی پس اس کیفیت کا نام عشق ہی۔ اور چونکہ یہ کیفیت روح حیوانی کو حاصل ہوتی ہی اسواسطے اسکا نام حُبِ نفسانی اور عشق رکھا گیا ◆

مؤیداتِ حبِّ عشقی

عُمدہ مؤیداتِ حُبِ عشقی کی ریاضت یعنی کم سونا اور کم بولنا اور لوگوں سے کم ملنا ہے۔ کیونکہ روح حیوانی کو ریاضت سے رقت اور لطافت حاصل ہوتی ہی اور نیز مؤیداتِ حُبِ عشقی سے اچھی آوازوں اور شوق آمیز قصص اور اشعار عشق انگیز کا سننا ہی اور نیز اُسکے مؤیدات سے ہی اور جن چیزوں سے رُوح طبعی میں کثافت پیدا ہوتی ہی اُنکو ترک کرنا جیسے کثرت منام و مداومت برغذ کثیفہ

آثار حُبّ عشقی ۔ یہ حُبّ بالذّات یہ چاہتی ہے کہ حجاب بشری کو توڑ کر رُوحِ آلٰہی اپنی اصل تک پہنچ جاوے۔ پس اس سبب سے اسکے طبیعت میں شورش اور فراق پیدا ہو کر پھر وہ قانون شرع کی اور نہ قانون ادب کی پابندی سہتی ہے اور نہ طالب رضائے حق کی اور اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ اربابِ عشق اور مواجید قانون شرع اور ادب کے پابند نہیں ہوتے اور نہ طالب رضائے مولا اور تابع حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بلکہ اس بیان سے مقصدیہ ہے کہ یہ حُبّ صرف مشاہدہ جمال ذو الجلال میں اپنا اضمحلال چاہتی ہے جس طرح پر حاصل ہو اسمیں خصوصیت کسی قانون اور طریق کی اسکو نہیں ہے ۔ اگر اس طالب کو گمان حصول اپنے مطلب کا استماع مزامیر اور عشق مجازی اور شغل برزخ اور ترک اذکار اور عبادت میں ہو تو اُسی کیطرف میلان اسکی طبیعت کا ہوگا اگرچہ بوجہ دینداری وہ اپنے تئیں زبردستی ان امور ممنوعہ سے روکے رکھے اسی حُبّ کے آثار میں سے ہے تفرد اور قطع تعلق کرنا ماسوائے محبوب سے اور تنگدل اور بیزار ہونا کاروبار و اشغال دُنیا سے اور پست حوصلہ ہونا انتظام اور ترتیب امور متفرقہ مثل سیاست مُدنی و منزلی و امامت جماعات و اقامتِ اعیاد و جمعات و ایفائے حقوق اہلِ قرابت سے اور نفرت کرنا نکاح سے ۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے شدت سے تعلق قلب کا ساتھ مرشد کے کیونکہ متعلق اِس عشق کا وہی مرشد ہے چنانچہ بعض بزرگانِ صاحب اِس عشق نے کہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مرشد کے سوا کسی دوسری کسوت اور ہیئت میں تجلی فرمائے تو میں کبھی اسکی طرف التفات نہیں کرونگا ۔ اور اسی آثار میں سے ہے کہ علم اور طاعات ظاہری کی کچھ پروا نہ رکھنا اور نیز اُس علاقہ پر جو ظاہر اور باطن شرع میں ہے کچھ التفات نہ کرنا ❊

ثمرات حُبّ عشقی ۔ سبب بہ سبب حدت اور شدت کیفیت عشقیہ اور کمال جذب رُوح آلٰہی کے غیب شہادت اور امثال کا سالک پر منکشف ہوجاتا ہے اور پردہ نورانیہ اور ظلمانیہ پھٹ جاتے ہیں تو حسب وعدہ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (یعنی جو کوئی میری راہوں کو تلاش کرتا ہے میں اُسکو اپنی راہیں کھلا دیتا ہوں) فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ (یعنی مجھ کو یاد کرو میں تمکو یاد کرونگا) مشاہدہ جمال لایزال حضرت ذو الجلال کا ہاتھ آتا ہے اور بفحوائے حدیث اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ (میں اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں اور میں اُسی کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے) بعوض قلق اور اضطراب کے کہ جدائی میں اُٹھایا تھا خلعت مکالمہ اور خوشی اور سرور اُسکو حاصل ہوتا ہے اور اُسکی وحشت انس سے بدل جاتی ہے اور مقامات فنا اور بقا کے پردہ اختفا سے ظاہر ہوجاتے ہیں اُسوقت دریائے وحدت میں ڈوب کر اُسکی عجب حالت ہوجاتی ہے اور کلمۂ اَنَا الْحَق (یعنی میں خود خدا ہوں) اور لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہ (یعنی میرے جبّہ میں سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں ہے) کہنے لگتا ہے چنانچہ اسکی مثال یہ ہے کہ جب ایک لوہے کے ٹکڑے کو آگ میں ڈالتے ہیں اور آگ چاروں طرف سے اُسپر احاطہ کرتی ہے تو اجزای لطیفہ آگ کے نفس جوہر لوہے میں اثر کر کے اُسکو اپنا ہمشکل اور ہم رنگ اور ہم صفات بنا لیتے ہیں ۔ تب جلانا اور بھونا جو آگ کی خاصیت میں سے ہے اِس لوہے کو حاصل ہوجاتا ہے اور ظاہر میں بھی وہ لوہا آگ کے اتصال سے سُرخ ہو کر مثل آگ کے بنجاتا ہے اگرچہ دراصل وہ لوہے کا لوہا ہی ہے لیکن بسبب ہجوم آگ کے صرف آثار اور احکام آگ کے اُسکو حاصل ہوگئے ہیں ۔ گو وہ آثار اور احکام ابھی تک بھی آگ ہی کے ہیں لیکن اگر اِسوقت لوہے کو زبان ہوتی تو وہ ضرور پکار اُٹھتا کہ میں وہ آگ ہوں جس سے کاروبار رطبا خون اور لوہار اور سُنار وں وغیرہ اربابِ صنائع کے انجام پاتے ہیں ۔ پس اسیطرح پر جذب کوشش رحمانی نفس کاملہ اس طالب کو بحر احدیت کیطرف کھینچتی ہے تو پھر یہ مشیت خاک مثل پارہ آہن اپنی اصلیت کو فراموش کر کے کلمہ اَنَا الْحَق وغیرہ کہنے لگتا ہے۔ کیا تم نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا کہ خضر علیہ السلام نے کہا تھا وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ (یعنی کشتی کا توڑنا وغیرہ میں نے خود نہیں کیا) اور جیسے کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ میں اُسوقت اپنے بندہ کا کان ہوجاتا ہوں کہ سُنتا ہے مجھ سے اور میں اسکی آنکھ ہوجاتا ہوں کہ دیکھتا ہے مجھ سے ۔ اور میں اُسکا ہاتھ ہوجاتا ہوں کہ پکڑتا ہے مجھ سے اور میں اُسکا پاؤں ہوجاتا

ہوں کہ چلتا ہے مجھ سے اور میں اُسکی زبان ہو جاتا ہوں کہ بولتا ہے مجھ سے - مگر یہ بات بہت باریک اور مسئلہ نہایت نازک ہے اُسکے پیچھے پڑنا نہیں چاہیئے - لیکن جب کسی سالک پر یہ باتیں ظاہر ہوں تو اُس سے انکار بھی نہ کرے - کیونکہ جب شجرۂ وادی مقدس میں آگ نے کہا تھا اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (یعنی میں رب جہانوں کا ہوں) اگر نفس کاملانِ اشرف موجودات کا کہ نمونہ ذاتِ الٰہی کا ہے کلمۂ انا الحق کہے تو جائے تعجب نہیں ہے ✤

اِس مقام پر پہونچکر ایسے بزرگوں سے خرقِ عادات اور قبول دعوات اور رفع بلیات بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اگر بندہ (ایسے حال میں) مجھ سے کچھ مانگیگا تو میں اُسکو عنایت کرونگا - اور اگر وہ پناہ چاہیگا تو میں اُسکو پناہ دونگا" - اور ایسے بزرگوں کے دشمنوں پر غضبِ الٰہی اور وبال نازل ہوتا ہے - چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ جو کوئی میرے دوست سے مخالفت کریگا تو گویا وہ میرے ساتھ جنگ کرتا ہے" - اور ایسے بزرگوں کے ساتھ یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ قیام جملہ موجودات کا صرف بوجہ ذات واحد باری تعالیٰ کے اُن پر کھلجاتا جیسے کہ آیت کریمہ میں ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ اس مقام کے لوازمات میں سے ہے - دوم وحدتِ وجود کا مارنا اور لبِ معارف آلیہ پر کھولنا ✤

بیانِ سلوکِ راہِ نبوّت یا حُبِّ ایمانی

تمہید - اسباب تحصیل حُبّ ایمانی کے حسب ذیل ہیں - سو جاننا چاہیئے کہ آدمی اپنی اصل پیدایش میں چند چیزوں پر مفطور ہے - سو اُن چیزوں کا حاصل کرنا اور اُسکے خلاف سے بچنا آدمی کے اندر امانت رکھا گیا ہے سو اوّل اور عمدہ اُن فطرتی چیزوں کی محبت اور تعظیم منعم کی ہے اور منعم اُسکو کہتے ہیں کہ جو کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے کو بلا بدل دیا کرے اور ہر طرح سے انعام اور اکرام اور سلوک کیا کرے - پس ایسے شخص سے طبعاً ہر آدمی محبت رکھا کرتا ہے اور اُسکے واسطے جان دینے کو تیار ہوتا ہے - پس خداوند تعالیٰ جو منعم حقیقی ہے اُسکو اُسکے ماسوا پر ترجیح دینا اور اُسکی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور اُسکی رضاجوئی میں مشقتوں کا اُٹھانا اور اپنے آرام کی چیزوں کو اُسکی رضامندی کیواسطے ترک کر دینا اور اپنے تئیں اُسکے غلاموں میں شمار کرنا اور اپنی ذات کو اُسکے مقابلہ میں ناچیز محض جاننا اور اپنی زبان سے اُسکی حمد و ثنا کرنا اور اپنے اعضا کو اُسکی خدمت میں لگانا اور اپنی گردن کو بطور شکر بمقابلہ اُسکے احسانوں کے جُھکانا اور اُسکے احسانوں کو قولاً اور فعلاً ظاہر کرنا اور اپنے مرغوبات کو اُسکی فرمانبرداری میں اُڑانا اور اپنے ارادوں کو واسطے تعمیل احکامات منعم کے محکم اور مضبوط کرنا اور اُسکے نام پاک اور اُسکے کلام مجید اور اُسکے گھر شریف اور دوسری شعائر کی تعظیم کرنا - دوسرے اُن فطرتی چیزوں میں سے ایک محبت جواد کی ہے - اور جواد اُسے کہتے ہیں جو امور نافع کو بلا غرض اور بلا عوض لوگوں میں پھیلائے - پس سوائے خداوند تعالیٰ اور کوئی جواد مطلق نہیں ہے - کیونکہ سوائے اُسکے ہر کسی کو امور نافع کے جاری کرنے میں ضرور کوئی نہ کوئی دینی یا دُنیوی غرض ہوتی ہے - تیسرے اُن فطرتی چیزوں میں سے محبت اور تعظیم صمد کی ہے - اور صمد اُسکو کہتے ہیں جو نرادھار (محتاج نہ ہونیوالا سہاری کا) اور بے نیاز ہو اور اُسکے غیر سب اُسکے محتاج ہوں - سو بے نیاز بھی سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے - غرض اِن ہر سہ اقسام فطرتی محبت سے یہ ہے کہ آدمی جس کسی کے اندر صفات منعم اور جواد اور صمد کی پاتا ہے بہ تقاضائے فطرت طبعاً اُسکو دوست رکھتا ہے - اور جب اپنے معبود کے منعم اور جواد اور صمد ہونے پر آگاہ ہوتا ہے اور پردۂ غفلت اُس سے اُٹھ جاتا ہے تو پھر اُسکی محبت جوش مارتی ہے - چوتھے اُن چیزوں میں سے ایک محبت اور تعظیم اہلِ کمال کی ہے سو کمال بھی سب اللہ پر ختم ہیں - اب یاد رکھنا چاہیئے کہ عذاب اُخروی سے آدمی کا نجات پانا اور مدارج عُلیا کا حاصل کرنا بلا تحصیلِ محبت اُس منعم حقیقی اور صمد

جواد حقیقی کے نہیں ہو سکتا۔ سو اللہ رب العزت نے اپنی محبت کو ذریعہ حصول نجات اور ترقی درجات کا قرار دیکر معرفت اپنی رسولوں کے بذریعہ انزال کتب ہمکو مطلع کر دیا اور سبحان اللہ یعنی اللہ پاک ہے اور اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے۔ یہ دونوں کلمے مخبر اُسکے صمدیت اور نزاہت اور جمال ہونیکے ہیں اور الحمد للہ یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے مخبر اُسکے انعامات کا ہے۔ لا الہ الا اللہ یعنی سوائے خدا کے کوئی لایق عبادت کے نہیں ہے جو مظہر اُسکے اکیلا معبود ہونے پر ہے ہم کو تعلیم کر دیا اور آیات الٰہی جو عالم میں پھیلی ہوئی ہیں اور عجائبات جو اجرام علوی اور اجسام عنصری میں موجود ہیں خصوصاً انسانوں میں کہ انکے ایجاد میں کیا کیا تبدلات اور تغیرات واقع ہوتے ہیں یعنی پہلے ماں کے پیٹ میں نطفہ کا قرار پکڑنا۔ اور پھر اُس نطفے سے لہو بنکر جم جانا۔ اور پھر اُس لہو سے ایک گوشت کا لوتھڑا بنجانا۔ اور پھر اُس لوتھڑے سے ایک تصویر انسانی کا پیدا ہونا اور اُسمیں ایک قسم کا رنگ گورہ یا کالا اور اعضائے مناسب اور قوتیں متخالف ظاہر ہونا اور اُسمیں جان پڑنا اور تا ولادت اُسکو پیٹ کے اندر غذاء مناسب پہنچانا۔ اور روز بروز اُسکو بڑھانا اور پھر وقت مقررہ پر تین پردے چیر کر اُسکو باہر لانا۔ اور پھر صغر سنی میں پھر اُسکے بعد جوانی میں اور پھر بڑھاپے میں اُسکو پالنا اور غذاء مناسب ہر وقت اُسکو پہنچانا۔ جیسے پیدا ہونے سے پہلے ماں کی چھاتیوں میں دودھ کا تیار رکھنا پھر اُسکو بڑھانا اور قوت اور ضعف مناسب ہر وقت کے اُسکو عطا کرنا۔ اور اُسپر سے بلاؤں کا ٹالنا۔ اور اُسکی مشکلوں کو حل کرنا۔ اور عاجزوں اور بیقراروں اور مظلوموں کی دعاؤں کو قبول کرنا۔ اور اُنکی ہدایت کے واسطے پیغمبروں کا بھیجنا اور کتابوں کا اُتارنا اُسکے منعم حقیقی اور جواد اور صمد حقیقی ہونے پر دلیل قاطع ہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ محبت اُس منعم اور جواد کی اور تعظیم اُس صمد کی اگرچہ امور قلبیہ سے ہے لیکن اقوال محبت انگیز اور افعال تعظیم آمیز اُس محبت کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ پس مرد سلیم الفطرۃ جو روز ازل میں اہل سعادت میں لکھا گیا ہے جب دیکھتا ہے کہ منعم حقیقی میرا نہایت مرتبۂ صمدیت میں اور اعلیٰ مناصب جود میں واقع ہے اور کامل صفتوں سے موصوف اور ہر قسم کے نقصان اور زوال سے پاک ہے۔ اور یہ شخص ہر ساعت ہر کام میں اُسکی طرف محتاج ہے اور اُسکی نعمتیں باوجود کمال استغنائی اور صمدیت کے مثل باران ہر گھڑی اُس پر برس رہی ہیں تو اُس فطرتی محبت کو جو اُسکے اندر امانت ہے ایک جنبش پیدا ہوتی ہے اور سینہ اُسکا بھر جاتا ہے اور اُس منعم کی محبت اُسکے دل میں پیدا ہوتی ہے تب فعلاً قولاً اُسکی تعظیم اور ادائے شکر کرتا ہے اور واسطے حصول اُسکی رضا کے مال خرچ کرتا ہے اور تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل کو نہایت خضوع اور تعظیم سے کہتا ہے اور قرآن مجید کو ساتھ کمال تعظیم اور تدبر اور سمجھنے معنے کے پڑھتا ہے اور لذتیں اور حلاوتیں اُن ذکروں کی اور خصوصاً قرآن مجید کی اُسکے قلب اور عقل کو مالامال کر دیتی ہیں۔ اور شیرینی الفاظ اور لذت مضامین اُسکے دل کو شکار کر لیتی ہیں۔ اور اُسکا ہوش اور عقل روشن ہو جاتے ہیں اور خیالات منتشرہ اور وساوس پراگندہ اور آرزوئیں باطلہ اور قصد گناہ اور محبت غیر اللہ اُسکے دل سے ملیامیٹ ہو جاتی ہے اور اُسکی عقل اور قلب لگاؤ حیوانی سے پاک ہو جاتا ہے سو یہ ذکر سالکان راہ نبوت کا ہے۔ اور اُسکو ذکر ایمانی کہتے ہیں پس اِس ذکر سے اُس نور کو جو اُسکے اندر امانت رکھا گیا ہے بہت چمک دمک پیدا ہوتی ہے۔ اور اُلفت اور تعظیم جدید و لذیذ دل ذاکر سے مثل فوارہ جوش مارتی ہے تو مضمون تہلیل (یعنی لا الہ الا اللہ) کہ جس سے وحدانیت اور یکتائی باریتعالیٰ کی ثابت ہے ساتھ فضائل ذاتیہ باریتعالیٰ کے دل ذاکر میں قرار پکڑتا ہے۔ یہانتک کہ ہر موجودات اور کائنات کو جو عالم میں موجود ہیں سب کو اُسکی قدرت کاملہ سے بلا واسطہ دیگر خیال کرتا ہے۔ اور ہر انعام کو جو اُسکو یا دوسروں کو پہونچتے ہیں سبکو آثار تربیت بالغہ اُسکے کا بلا حجاب خیال کرتا ہے۔ اور ہر کمال کو جو موجودات میں چمکتا ہے عکس جمال لایزال اُسکے کا سمجھتا ہے۔ اور نقصان کو بارگاہ جلال اُسکے سے دور اعتقاد کرتا ہے۔ پس ساعت بساعت بحر عجائب قدرت اُسکی میں غوطہ مار کر سوائے یاد حسرت کے اور کچھ نہیں پاتا۔ اور اُسکے انعامات کو دیکھ کر سوائے مضمون عجز و خجالت بوجہ عدم ادائے شکر اُسکی نعمتوں کے اور کچھ نہیں

سو یہ فکر ہے سالکان طریق نبوت کا اور اسکو فکر یا مراقبہ ایمانی کہتے ہیں۔ اور جب یہ فکر اپنے کمال کو پہونچتا ہے تو محبت
شدید نہایت تعظیم کے ساتھ اُسکے تہ دل سے اُٹھتی ہے اور اسکے تمام قوائے باطنیہ کو مضمحل کر دیتی ہے۔ اگر اوپر کو دیکھتا ہے
تو تمامی آیات عظمت اور انعام اُسکے ہی پاتا ہے اور اگر نیچے دیکھتا ہے تو سوائے آثار انعام اور عظمت اُسکے کے اور کچھ نہیں دیکھتا
اور اپنے تئیں بمقابلہ ایسے انعامات کے سراسر قاصر اور ناشکر اجانکر دریائے شرمندگی میں ڈوب جاتا ہے بلکہ اپنے اعضا
اور جوارح کو بھی اُسکے انعامات کو خیال کر کے اُن کی محبت اُسکے دل میں پیدا ہوتی ہے بموجب بیت کے بیت

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است — اُفتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را — کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

اور جسوقت اسم مبارک اللہ کا اُسکی زبان سے نکلتا ہے تو تمام باطن اُسکا عظمت اور جلالت اُس اسم عظیم سے مثل بید نسیم
سحری سے کانپنے لگتا ہے۔ اور اُسکے ہر بُن مُو سے ندائے عجز و احتیاج خود و اوانہ استغنائی اور بے نیازی اُس
ذات پاک کا مثل فوارہ جوش مارتا ہے۔ پس اس اُلفت کو حُبّ ایمانی کہتے ہیں ؂

مؤیدات حُبّ ایمانی۔ سو اوّل اور افضل مؤیدات حُبّ ایمانی کے استعداد اور قبولیت ازلی ہے جسمیں استعداد
ازلی نہ ہوگی وہ کبھی اس محبت کی تحصیل کا ارادہ ہی نہ کریگا۔ دوسرے اتباع شریعت پر نہایت پختہ استحکام سے دلی جزم کر کے
نہایت سرگرمی سے سُنّت پر چلنے کی رغبت اور بدعت سے کمال نفرت اُسکے تہ دل میں پیدا ہو جائے۔ اور اپنے ظاہر و
باطن کو کتاب اللہ اور سُنّت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا پورا متبع کر دے۔ اور اللہ رب العزت کی رضاجوئی پر کمر
ہمت چست باندھے۔ اسطرح کہ اپنا جان و مال اُسکی رضاجوئی میں صرف کر دینا اور اپنا کل مال و متاع لتعمیل احکامات
الٰہی میں وقف کر دینا اُسکی عالی ہمت کے سامنے ایک جو کی برابر بھی وزن نہ لاوے اور اُسکی خوشنودی کی تحصیل
میں ہر عائق و مانع کو ایک ذرہ کے برابر بھی نہ جانے اور اُسکے قلب کو اتباع شریعت پر استحکام کلی حاصل ہو۔
اس مقام پر کچھ کثرت عبادت و ورد و وظائف وغیرہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ اصل غرض یہ کہ عقاید شرعیہ پر اُسکے قلب کو
طمانیت کلی حاصل ہو اور اوامر شرعی کی تہ دل سے محبت اور رغبت اور تعظیم اُسکے اندر پیدا ہو جائے۔ اور رضاجوئی
حضرت حق میں کسی کی موافقت اور مخالفت کی کچھ پرواہ نہ کرے۔ تیسرے جانب حق تعالیٰ کو اپنے نفس پر ترجیح دینا جیسے
کوئی خوش خوراک اور چٹورہ آدمی عین شدت بھوک کی حالت میں اپنا خوش ذائقہ اور لذیذ کھانا محض خدا کے واسطے کسی اور
بھوکے کے حوالے کر کے آپ بھوکا رہنا گوارا کرے۔ اور اسیطرح سخت پیاس کے وقت خود پیاسا رہنا اختیار کر کے اپنے
سرد پانی کا پیالہ خالصاً لوجہ اللہ کسی دوسرے پیاسے کو دیدینا۔ اور اسیطرح باوجود کثرت رغبت طرفین اور عدم مانع کے
کسی معشوق صاحب جمال سے محض بخوف الٰہی ترک زنا اور مصاحبت کرنا وعلی ہذا القیاس۔ چوتھے کسی بھاری موقع پر کوئی
فعل تائید شرع یا زندہ کرنے کسی سُنّت مُردہ کے یا مٹانے کسی بدعت کے کرنا یا اعانت کرنا کسی مظلوم بیکس کا یا لوگوں کے
اندر صلح اور آشتی کرا کے کسی فساد کو دُور کرا دینا یا کسی مذہبی مقدمہ میں ثابت قدم رہنا یا کسی مقبول خدائی اعانت
کرنا یا کسی ایسے کام میں سعی کرنا جس سے نفع عام ظاہر ہو یا کسی طریقہ حقہ کی اشاعت کرنا جیسے تعلیمات احمدیہ ؂

آثار حُبّ ایمانی۔ رضاجوئی حضرت حق میں ہمت اور عزیمت کا فنا ہو جانا اور خلقت کو طرف اطاعت اور فرمانبرداری
رب العزت کی دعوت کرنا۔ اور نتیجہ اُسکے استغراق ہمت اور فنا ارادہ کا یہ ہوتا ہے کہ علاقے حُبّ اور بغض ماسوی اللہ کے اُسکے
دل سے باطل اور محو ہو جاتے ہیں اور اُنکو پورا توکل ذات باریتعالیٰ پر حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ نہ سمجھو کہ مراد اس توکل سے ترک
اسباب ظاہری ہے سو یہ ہرگز نہیں بلکہ اسباب ظاہری پر اعتماد نہ کرنا توکل کی اصل ہے۔ بموجب اس بیت کے **بیت** گفت
پیغمبر باواز بلند۔ بر توکل زانوئے اشتر بہ بند + دوسرے بلاؤں اور مصیبتوں کے سہنے میں اپنے اندر شجاعت پانا اور یا

غرض صبر سے صبر ہو کر نہ صبر سے صحبت اعلیٰ ہی۔ کیونکہ سالک نسبت ایمانی کا ہمیشہ شاکر و شکر ہے اسکی نوبت کبھی صبر تک نہیں
پہنچتی۔ بلکہ یہ سالک ہر بلا اور مصیبت کو بقایا اُسکے جزا یا انعام کے اور قسم تربیت و تادیب کیتا ہے۔ تیسرے اچھے کھانے پینے
اور پہننے اور دیگر حظوظ نفسانیہ کے ترک کو اپنے کمالات سے نہیں سمجھتا اور نہ اُنکو ترک کرتا اور اگر کسی غرض دینی یا دنیا
جوئی مولا میں اُنکے ترک کی نوبت آپہونچی تو اُس وقت کمال جرأت سے اُنکے ترک کرنے کو اپنے کمالات سمجھتا ہی - ورنہ لذیذ کھانوں
اور نفیس کپڑوں اور دیگر حظوظ نفسانیہ سے صاحب نسبت کو ترقی ہوتی ہی۔ چوتھے نماز و دعا اور مناجات میں لذت اور حلاوت
کا پانا۔ پانچویں فواید متعدیہ کو اپنے نفس کی تکمیل پر ترجیح دینا جیسے اصلاح بین الناس اور انتظام سیاست منزلی و مدنی
اور خدمت خلق اللہ اور اُنکی تعلیم اور تربیت میں مشقتوں کا برداشت کرنا۔ چھٹے تقویٰ میں پکا ہونا اور تقویٰ سے مراد یہ ہے
کہ اپنے نفس کو امر الٰہی اور احکام شریعت کا تابعدار کرنا اور لغو وسوسے جو وضو اور طہارت وغیرہ میں لوگ کرتے ہیں تقویٰ
میں شامل نہیں ہیں۔ اور تقویٰ کے بھی تین درجے ہیں ایک کو اذعان عقلی کہتے ہیں یعنی گو مرتکب نواہی کا ہو جاتا ہی مگر اُنکو
بُرا جانتا ہے اور یہ سب سے ضعیف درجہ کا تقویٰ ہی اور جس میں یہ بھی نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں۔ دوسرا اذعان افعالی ہی یعنی
مرتکب نواہی کا تو نہیں ہوتا مگر اُنکی خواہش اپنے اندر پاتا ہی۔ تیسرا اذعان قلبی ہی یعنی نہ مرتکب نواہی کا ہوتا ہی اور نہ اُنکی
خواہش اپنے اندر پاتا ہے بلکہ نواہی کو دیکھکر اُسکے بدن میں رعشہ اور دلمیں خوف اور دماغ میں بیہوشی ہو جاتی ہے
یہ سب سے اعلیٰ درجہ تقویٰ کا ہی ✤

ثمرات حب ایمانی - جب اعلیٰ درجہ کی محبت الٰہی اپنے کمال کو پہونچتی ہی تو رضا جوئی منعم حقیقی کی اُسکے ظاہر و باطن اور
جوارح و قویٰ کو ساتھ انوار و آثار کے روشن کر دیتی ہی تو شکر اور توکل اور تقویٰ اُسکے دل میں جگہ پکڑ لیتا ہی اور توحید فعالی کہ خاصہ
ایمان بالقدر کا ہی اُسکے ذہن نشین ہو جاتی ہی۔ اور یہ کیفیت اُسپر یہانتک غالب ہوتی ہی کہ تمامی مال و اموال اپنے کو اپنے ملک نہیں
جانتا بلکہ اپنی عبادت کو بھی محض اُسکے فضل سے جانکر اُسپر کبھی نازاں نہیں ہوتا اور ساتھ ربوبیت رب الارباب کے سینہ
اُسکا کھلتا ہے اور آثار محبت الٰہی کے اُسپر ظاہر و باہر ہو جاتے ہیں اور تمامی عقاید شرک بدعت اور الحاد اور کج راہوں کے
بیہودہ لغووں اور افراط و تفریط سے اللہ رب العزت اُسکو محفوظ رکھکر طریقہ محمدی اور دین حنیفی خود تعلیم کر دیتا ہے۔ اور انوار
رضامندی الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہو جاتے ہیں اور پھر خداوند تعالیٰ اُسکو اپنی حمایت اور ولایت میں لیکر خود اُسکی تربیت کرتا ہے
ایسے بزرگوں کو شرع میں شہید اور حوارین کہتے ہیں۔ ایسے بزرگ اپنی طلب حاجت میں محض دعا اور توجہ بغیب پر عمل
کرتے ہیں اور اس فرقے سے اہل خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہیں۔ اور جب یہ بزرگ بعد انکشاف
مدعولہ کے کسی چیز کے واسطے دعا کرتے ہیں تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہ ہدف ہوتی ہی۔ شہید اور حوارین سے بڑھکر مقام ایمان
حقیقی کا ہے بعض بزرگوار اُسپر متمکن ہوتے ہیں ایسے بزرگوں کو صدیق کہتے ہیں۔ اور یہ فرقہ رضا اور غیر رضا حق کے
افعال و اقوال مخصوصہ میں اور صحت اور بطلان عقاید خاصہ میں اور محمودیت و مذمومیت اخلاق اور ملکات شخصیہ میں
اور صلاح اور فساد اور انتظام حاجب الحفظ وقائع اور معاملات جزئیہ میں اپنے نور جبلی سے خود معلوم کر لیتے ہیں اور طریق
اُنکے اخذ کا ایک شعبہ شعب وحی ہے کہ اُسکو وحی باطنی کہتے ہیں۔ پس رضا حق اُنکی رضا میں اور اتباع حق اُنکے اتباع
میں اور غضب حق اُنکے غصہ میں منحصر ہو جاتا ہی اور ان دونوں یعنی شہید اور صدیق سے بڑھکر مقام نیابت عن اللہ ہے
اُن کو مفہمین بھی کہتے ہیں اور ان تینوں سے برتر مقام موسوم بہ حجۃ اللہ ہے اور ان کل سے بڑھکر مقام ریاست دوار
و اطوار ہے اور اُنکو قائمین اور خاتمین بھی کہتے ہیں اور یہ تینوں آخری مقام بالذات انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں
باتباع اُنکے بعض کامل شخصوں کو بھی ظل اُن مقامات کا عطا ہوتا ہے۔ اسواسطے ان تینوں آخر الذکر مقاموں کی پوری
تفصیل اور تشریح اور اُنکے اسرار مکنونہ لکھنے سے قلم عاجز اور ذہن قاصر ہے ✤

اور یہ واضح ہے کہ کشف اور شہود جو بدولت اعمال اور اشغال و سلوک راہ ولایت میں حاصل ہوتا ہے اسمیں کافر و مومن اور مشرک و موحد اور بدعتی و متبع سُنت سب شریک ہیں یعنی جو شخص مزاولت اُن اعمال اور اشغال کی کرتا ہے اُس کو کشف حاصل ہوجاتا ہے جیسے ہندو جوگی وغیرہ اِن کشف اور شہود میں اوّل درجہ کے اُستاد ہوتے ہیں لیکن جیسے ان طلسماتی نظاروں سے جو کشف اور شہود میں حاصل ہوتے ہیں مومن کا ایمان اور عزم اتباعِ سُنت کا بڑھتا ہے ویسے ہی کافر کا کفر اور ملحد کا الحاد اور مشرک کا شرک اور بدعتی کی بدعت بھی اُس سے دوچند ہوجاتی ہے پس صرف اُس کشف و شہود کو وہ کمال جو انسان سے مطلوب ہے سمجھنا سراسر غلطی ہے۔ اسی غلطی میں بہت سے مشرک اور بدعتی صوفی پڑکر تباہ ہوگئے۔ طالب کا اول سبق اور پہلی منزل تہذیب اخلاق ہے کیونکہ سب سے زیادہ مانع نزول فیض رحمانی اور عنایات یزدانی کا نفس کے اندر موجود ہونا رذائل اخلاق مثل بخل اور حسد وغیرہ کے ہے۔ سو طالب حق کو چاہیئے کہ ان سب رذائل دہ گانہ کو اپنے دل سے بالکل دُور کر دے تاکہ کچھ اُن کا اثر باقی نہ رہے ؎

خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ ۔ دہ چیز برون کن از درون سینہ
حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت ۔ کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ

صراط المستقیم میں ان دہ گانہ کو بطور بیماری کے قائم کر کے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ علاج بیان کیے ہیں جب تک کہ قلب سے یہ رذائل مذکورہ ہمیشہ کے واسطے بالکل دُور ہوجاینگے ؎

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم ۔ دہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و صدق و یقین ۔ عزلت و جود و توکل و شجاعت و تسلیم

اور یہ خوب یاد رکھو کہ جب تک کوئی طالب اِن رذائل دہ گانہ یعنی بخل اور حسد وغیرہ سے بالکل پاک ہوکر دہ گانہ یعنی صبر و شکر و قناعت وغیرہ سے متصف نہ ہوگا انعامِ حق اُسپر کبھی نازل نہ ہوگا خواہ مثالی جنت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور کشف قبور وغیرہ اور ارواح اور ملائک کو دیکھتا پھرے کیونکہ یہ طلسماتی نظارے محض ثمرہ مزاولت اعمال اور اشغال کا ہے تقرب الٰہی سے اُن کو کچھ بھی تعلق نہیں۔ پس جس شخص پر باوجود طے کرنے مراتب سلوک کے آثار عنایت الٰہی کے ظاہر نہ ہوں تو ضرور کوئی نہ کوئی رذیلہ انُ دسوں رذائل مذکورہ بالا سے اُسکے اندر موجود ہوگا اسواسطے سالک راہ حق کو چاہیئے کہ جسطرح اشغال اور مراقبے واسطے حصول معرفت الٰہی کے کرتا ہے اُسی طرح مراقبے ان رذائل کے دفعیہ کے واسطے بھی کرتا جاوے مگر رذائل کا معلوم کرنا اور اُسکے دفعیہ کا تدارک بدون جاننے قرآن و حدیث کے ممکن نہیں ہے اسواسطے سالک راہ حق کو لازم ہے کہ پہلے کسیقدر قرآن و حدیث با معنی پڑھلیوے اور اسطرح پر حقیقت فضائل اور رذائل سے آگاہ ہوکر پھر اُس یاد داشت پر جو طریقہ نقشبندیہ میں مقرر ہے یعنی ہر گھڑی ملاحظہ ذات حضرت حق کا خیال رکھے۔ جب اس ملاحظہ میں پختہ ہوجاوے تو اُسکے بعد ملاحظہ تعظیم اوامر شرعیہ اور اُنپر چلنے کا ارادہ اور عزم اور اہتمام نواہی شرعیہ کا اور اُن سے بچنے کا قصد اُس ملاحظہ اول کے ساتھ ملا کر ہر دم اور ہر جگہ خلوت اور جلوت اور کوچہ و بازار اور مسجد و خانقاہ میں اور کھانے پینے اور بول و براز اور ملاقات دوستوں اور روزگار و معاش کے وقت غرض ہر حال میں اِس خیال کو اپنے دل میں قائم کر کے ذرا میلان طرف نواہی شرعیہ کے اُسکے دل میں نہ گذرے اور اہتمام اوامر شرعیہ پر اُسکے دلکو چستی اور چالاکی اور فرحت اور شادمانی ہر وقت ہونی چاہیے اور امر شرعیہ میں بالخصوص خاصکر نماز اور تلاوت قرآن مجید کا سب سے زیادہ لحاظ رکھے۔ اور ہر حال میں اُسکے دل کا تعلق نماز کیساتھ رہے پس جب وقت نماز کا پہونچے یا اذان سُنے تو پھر اُسکی طرف سے غفلت نہ کرے۔ اور کسی کام کو بہتر نماز پر مقدم نہ رکھے جیسے کہ جب کا محبوب اور معشوق آجاتا ہے تو اُسوقت کسی دوسرے کام میں مشغول نہیں ہوتا گو ہزاروں کام اُسوقت فوت ہوجائیں

حسب فحوائے حدیث قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ یعنی نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ۔ نماز کو موجب راحت اصلی کا سمجھ کر کسی دنیوی کام کو اُسپر مقدم نہ کرو ۔ پس اسیطرح دوسرے ارکان مثل روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور جہاد کا بھی مثل نماز کے اہتمام کرنا ہے ۔ جب ایک مدت تک اسطرح پر لحاظ رکھیگا تب اُسکی کل عادات عبادات ہو جاوینگی مثلاً کھانا نہ کھاویگا جب تک اُسمیں ارادہ اور نیت موجب رضامندی حق کا نہ ہو ۔ اور نہ سوئیگا جب تک اُس کا دل گواہی نہ دیگا کہ اسوقت سونا باعث رضامندی خدا کا ہے وعلیٰ ہذا القیاس ؀

چونکہ اموراتِ اور منہیات شرعی بہت ہیں اُنکے واقف ہونے کے واسطے یا تو قرآن مجید کو حفظ کرے ۔ اور اگر حفظ نہ کر سکے تو مہارت کامل اُسکی تلاوت کی پیدا کرے اور اُسکے ترجمے پر واقف ہو کر بہت تدبر اور تفکر سے تلاوت قرآن مجید کی کیا کرے اور یہ سمجھے کہ تلاوت قرآن مجید کی بہترین عبادات اور سب سے زیادہ وسیلہ حصول تقرب بارگاہِ ایزدی کا شمل اسکے ہو کر گویا وقت تلاوت کے اللہ رب العزت سے بات چیت کر رہا ہو ۔ صرف غفلت ایک حجاب اکبر ہے جب وہ حجاب غفلت کا اُٹھ گیا تو اُسکے ساتھ واصل ہوا ۔ بلا سمجھنے معانی کے قرآن مجید پڑھنا یا بجائے قرآن مجید کے وظیفے یا اشغال کرنا یا تسبیح کھڑکانا نادانی سے خالی نہیں ہے ؀

اعمال میں چاروں مذہبوں مروجہ میں سے کسی مذہب کی اتباع کرنا بہتر اور خوب ہو لیکن علوم نبوی کو کسی ایک مجتہد میں منحصر نہ جانے بلکہ یوں سمجھے کہ علم نبوی تمام دُنیا پر پھیل کر حسب مقتضائے وقت ہر ایک مجتہد کو پہونچا مگر جب بعد زمانہ مجتہدین کے بخاری اور مسلم وغیرہ کتب حدیث جمع ہوئیں اُسوقت جمعیت علوم نبوی کی ظاہر ہوئی پس جس مسئلہ میں حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پائی جائے اُس حدیث پر بلا تامل عمل کرے اور ایسے حال میں کسی مجتہد کا اتباع نہ کرے اور اہلِ حدیث کو اپنا پیشوا تصور کر کے دل سے اُنکے ساتھ محبت رکھے اور اُنکی تعظیم کو لازم اور ضروری جانے کیونکہ اہلِ حدیث حاملان علم نبوی کے ہیں اور بوجہ اِس خدمت کے اُنکو ایک قسم کی مصاحبت ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاصل ہو کر مقبول نظر اُس جناب رسالت مآب کے ہوئے ہیں ؀

ہر مسلمان کو دو چیزوں سے پرہیز کرنا لازم ہو ایک تکبر ہے کہ آدمی اپنے تئیں دوسروں سے بہتر اور بلند تر تصور کرے ۔ اور یہ خصلت کبر کی ایسی بُری ہے کہ آدمی کو کفر تک پہنچا کر برہمنوں کا بھائی بند بنا دیتی ہے ۔ دوسری مسلمانوں کی جماعت میں فساد اور خرابی ڈلوا دینا ۔ سو اِس خصلت پر اِس زمانہ کے بہت سے مولویوں کا عمل ہو رہا ہے جو ذرا ذراسے فرعی اختلاف پر مسلمانوں کی اہانت اور عنیب کر کے اُنکو مسجدوں سے نکلواتے اور ہر وعظ میں اِس فساد اور جھگڑے کے شرارے چھوڑتے رہتے ہیں ۔ ایسے مولوی بدترین خلایق کے ہیں ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تم کو ایک ایسے عمل کی جو روزے اور صدقے اور نماز سے افضل ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیا ہو وہ یا رسول اللہ ۔ آپنے فرمایا لوگوں میں سے فساد کو رفع کرا کر صلح کرا دینا سب سے افضل عمل ہے ۔ اور مسلمانوں میں فساد ڈالوانا ایمان کو بے زینت کرنا ہے ؀

اور یہ بھی یاد رہے کہ راہ نبوت اور راہ ولایت میں دراصل کچھ تباین اور تخالف نہیں ہو مگر اسکو سمجھنا چاہیے کہ راہ نبوت اصل جڑ اور بنیاد اور پیوند جان سالک طریق رحمانی کی ہو ۔ اور حب عشقی اور راہ ولایت قبیل حالات اور واردات سے ہے سو حبت ایمانی اور سلوک راہ نبوت بمنزلہ بنیاد مکان بلکہ مثل اینٹ اور لکڑی وغیرہ مادۂ عمارت کے سمجھنا چاہیے اور حب عشقی اور طریق ولایت اور اُسکے ثمرات شور انگیز کو مثل گل بوٹے دلکش کے تصور کرنا چاہیے کہ بعد تیاری عمارت کے اُسپر نقش کیے جاتے ہیں نہ کہ عمارت سے پہلے ۔ مگر اب جاہل فقرا اور نادان سالکین زمانہ حال نے ثانی کو بجائے اول مقرر کر کے سلوک راہ نبوت کو بالکل ہاتھ سے دیدیا اور شروع ہی سے تحصیل راہ ولایت اور حبِ عشقی میں پڑ کر برباد ہو گئے حالانکہ

آمنٍ ثم جاہدٍ (یعنی پہلے ایمان لا پھر مجاہدہ کر) حدیث مشہور ہے ✦

جو کچھ حالات سلوک سے اوپر بیان ہوئے اُسکے دو طریق ہیں - ایک طریقہ کو طریقۂ اصحاب الیمین کہتے ہیں - سو اُسکی تفصیل یہ ہے کہ مرد مسلمان اپنے اقوال اور افعال کو شرع کے مطابق کرکے بقدر ضرورت اور فرصت کے تخلیہ اور تحلیہ سے حاصل کرکے امید وار اجر جزیل کا ہے اور حظوظ نفسانیہ مباحہ اور لذات جسمانیہ جائزہ سے فائدہ اٹھائے - اور جسقدر چاہے مال جمع کرے مگر اسمیں سے حق اللہ اور حق العباد ادا کرتا ہے - پس سعی اسکی مشکور اور وہ بقدر اپنے اعمال کے ماجور ہوگا - دوسرے طریقہ سابقین کا ہے اور یہ لوگ قدر ضروری تخلیہ اور تحلیہ پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ماسوی اللہ سے قطع تعلق کرکے بڑی عالی ہمت رکھتے ہیں یہاں تک کہ اپنے مال و عیال و جوارح و اعضا و مساعی اور اعمال سے بھی قطع تعلق کرکے ان سب کو از آن منعم حقیقی اپنے کا جانتے ہیں اور اپنے مال کو اپنے مالک کا مال جانکر اُس کی مرضی کی جگہ پر خرچ کرتے ہیں - اگر اُنکے سب اعمال کسی کافر متمرد کو دیدیے جائیں یا بلا سبب ضبط ہو جائیں تو وہ اسکی کچھ پروا نہیں کرتے اور اُن کے دل سے رحمت و بانی و خیر خواہی جمہور انام مثل فوارہ کے جوش مارتی ہے جیسے شیخ شہاب الدین سہروردی کا قول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک شب کو اپنی مناجات میں درد کر عرض کر رہے تھے ؎ چہ بودے کہ دوزخ زمن پر شدے - مگر دیگراں را رہائی شدے ✦

جو کوئی اِن مقامات اور حالات اور فضائل سے جو اوپر مذکور ہوئے متصف ہو یا صرف اِن حالات کو پڑھ کر کچھ فائدہ اُٹھائے تو تعظیم و تکریم عاطلین اور غافلین اِن فضائل سے بھی کوتاہی نہ کریں - بلکہ حسب حال ہر ایک مسلمان کی تعظیم کیا کریں - کیونکہ کوئی مسلمان خدا تعالی کا نام پاک لینے سے قاصر نہیں ہے - پس فقط اِس نام پاک کی جہت سے اُسکی تعظیم و تکریم کرنی ضرور ہے اور سوائے اسکے حال آغاز اور انجام اپنے کا بھی ملاحظہ کریں کہ ہر ایک آدمی اول پیدائش میں بے عقل اور ناکارہ محض تھا اور اپنا انجام بھی کسی کو معلوم نہیں کہ کیا ہوگا اور نیز اُسکی رحمت عام اور قدرت کاملہ ملاحظہ کرے کہ جسکو چاہے ایک لمحہ میں قطب کردے اور جس کا فر کو چاہے ایکدم میں مسلمان کرکے ولی اور مقبول بنادے ✦

جو کچھ تہذیب اخلاق اور تخلّی رذائل اور تحلّی بفضائل و اصلاح اعمال و عبادات سے اوپر بیان ہوا اُس شخص صاحب عالی ہمت کے واسطے ہے جو طالب رضائے حق ہو کر قبولیت اور عزت و اعتبار بارگاہ الٰہی میں حاصل کرے لیکن مدار نجات کا صرف لا الہ الا اللہ ہے کہ اُسکا صدق دل اور درست اعتقاد سے اقرار کرے اور کفر سے محترز ہو - گو گناہ کبیرہ اُس سے صادر ہو جاتے ہوں لیکن جس کسی نے صدق دل سے کلمہ کہا ہے وہ ضرور نجات پائیگا - اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کوئی دل سے معتقد اور مصدق مضمون کلمہ کا ہوگا لابد وہ گناہ کو گناہ سمجھیگا اور اُس سے بیزار اور پشیمان ہوگا - گو گناہ کو ترک نہ کرے بلکہ مرتکب اُسکا ہر روز شبانہ روز ہوا کرے - مگر خدا و تدکریم کو رحیم جانکر گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو جائے - کہ یہ سب سے زیادہ خراب صورت ارتکاب گناہ کی ہے ✦

قواعد حصول سلوک راہ ولایت

بیان اشتغال طریقہ قادریہ - جن کو سید صاحب نے کسی قدر تغیر کرکے موجب سہولت سلوک اور سرعت حصول مطلب کردیا ہے ✦

ذکر - اول قبلہ رُو مثل نماز کے بیٹھ کر ذکر یک ضربی اسطرح پر شروع کرے کہ لفظ مبارک اللہ کا بہت اونچی آواز سے وسط سینہ سے نکالکر اپنے مُنہ کے سامنے ضرب کرے اور وقت تلفظ کرنے اس لفظ کے ایسا خیال کرے کہ ہمراہ اِس لفظ مبارک کے ایک نور اُسکے مُنہ سے باہر نکلا - بعد تمام ہونے ضرب مذکور کے ایک آواز دراز بطور آواز گھڑیال کے خیال میں جمائے

پس تھوڑی خیالی آواز کو زیادہ کھینچتا جائے اور اسکے ساتھ ہی اُس خیالی نور کو بھی بڑھا کر مثل نورانی چادر کے اپنے مونھ کے سامنے سے سر پہ لائے کہ تمام بدن پر سر سے پاؤں تک وہ چادر نورانی چھا جائے۔ پھر اُس خیالی آواز سے سکوت اور خاموشی اختیار کر کے ایسا سمجھے کہ وہ چادر نورانی اُسکے مونھ سے داخل ہو کر وسط سینہ میں جمع ہو گئی۔ اور پھر چند بار تکرار کرنے سے تہ بتہ ہو کر بجائے تمام جسم کے وہی نور قائم ہو گیا۔ اور اس سکوت میں اپنا لحاظ ذات بحت کیطرف متوجہ کرے اور اسکی مشق بار بار کرتا جائے یہانتک کہ قابو میں آ جائے۔ جب ذاکر کو ایک ضربی میں فراولت ہو جائے تو بطریق مذکور ذکر دو ضربی شروع کرے اور اُسکا طریق یہ ہے کہ بطور نماز قبلہ رو بیٹھ کر لفظ مبارک اللہ کا وسط سینہ سے نکالکر بہت زور کے ساتھ داہنے زانو میں ضرب کرے اور مثل سابق اُسکے پیچھے ایک آواز خیال کر کے آہستگی سے اسکو داہنے مونڈھے تک لیجا کر وسط سینہ تک پہونچا دیوے اور خیال کرے کہ ایک نور ہمراہ اِس لفظ کے نکلکر زانو اور پہلو اور شانہ اور دست راست کو تمام نور کر گیا یعنی یہ سب اعضا باطل ہو کر بجائے اُن کے نور قائم ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر سکوت کرنے سے جب یہ خیالی نور خوب قائم ہو جائے تو اِس لفظ مبارک کو ہمراہ اُس نور کے وسط سینہ سے تا شانہ راست لیجا کر اپنے قلب پر بہت زور سے ضرب کر کے خیال کرے کہ جو نور جانب اعضاء راست پر محیط ہوا تھا قلب میں اُتر گیا۔ پھر تھوڑے سکوت کے بعد یہ خیال کرے کہ وہ نور جو قلب میں اُتر گیا تھا اُسکے سارے بدن پر چھا گیا اسکے بعد ذکر سہ ضربی ہے کہ چار زانو بیٹھ کر بقاعدۂ مذکورہ بالا ایک ضرب داہنے اور ایک ضرب بائیں اور تیسری ضرب قلب پر ملے۔ اسکے بعد ذکر چار ضربی ہے کہ بطریق مذکورۂ بالا چار زانو بیٹھ کر ایک ضرب جانب راست دوسری جانب چپ تیسری ضرب جانب قلب اور چوتھی اپنے مونھ کے روبرو مارے۔ اور اِن ضربوں کے ساتھ یہ ملاحظہ کرتا جاوے کہ نور ہمراہ اِن لفظوں کے نکلکر نیچے کیطرف سے بڑھتا ہوا اُس شخص کے سارے بدن کو اپنے میں غرق کر گیا بلکہ بجائے بدن کے یہ شخص نور ہی نور ہو گیا۔ غایت اِس ذکر کی یہ ہے کہ اثر ذکر اسم ذات باریتعالی کا تمام بدن پر اجمالاً و تفصیلاً محیط ہو کر بشریت تمام بدن سے عموماً اور اعضائے مذکورہ سے خصوصاً خارج ہو جائے اور فنائے جسمانی کی ایک تمہید قائم ہو جائے کہ جس سے ذکر ہمراہ فکر کے مخلوط ہو کر ذکر سے فکر میں انتقال کرنے کو اقرب و آسان ہو جائے۔ پس جب آثار اذکار چارگانہ کے ظاہر ہو جاویں تو فکر یعنی مراقبہ میں مشغول ہو جائے ❊

فکر۔ سب سے اوّل مراقبہ وحدانیت کا ہے اور طریق اُسکا یہ ہے کہ وحدانیت حق تبارک و تعالی کی کہ وہ لاشریک لہٗ ہے ہر جگہ لحاظ کرے اور ہر دم ہر مکان میں وہی ذات پاک یگانہ ہے۔ مگر ہر چیز کو نفی کر کے بجائے اُسکے صرف وجود حق تعالی کا نہ سمجھے اور نہ وجود حق تعالی کو عین اُن چیزوں کا خیال کرے بلکہ اُسکے وجود کو یگانہ غیر تمام اشیاء کا ہر جگہ تصور کرے یعنی نہ اُس چیز کو بالکل نفی کرے اور نہ عین حق جانے بلکہ حق تعالی کو مثل لفظ ہست اور لفظ ہے کے خیال کرے کہ نہ کوئی چیز اُس لفظ سے خالی ہے اور نہ یہ لفظ عین کسی چیز کا ہے۔ پس جب مراقبہ وحدانیت میں مشق ہو جائے تو مراقبہ صمدیت کا شروع کرے۔ اُس مراقبہ کی ابتدا اجمالاً یہ ملاحظہ کرے کہ ہر چیز اُس کیطرف محتاج ہے اور وہ کسی شئے کا محتاج نہیں بلکہ ہر شئے سے مستغنی ہے اور اُسکی انتہا یہ ہے کہ اپنی احتیاج امور معاش اور معاد میں شرح وار نہایت محبت اور الفت اور غایت تضرع اور عجز سے ملی ہوئی اس طرح پر خیال کرے کہ میں ہر چیز میں اُسکا محتاج ہوں اور میرا کوئی کام بدون اُسکی عنایت کے سرانجام نہیں پاتا اور یہانتک اِس خیال کو بڑھاوے کہ اُسکو ایک محبت اور الفت اور راہ جناب کبریائی میں اسطرح پر ثابت ہو جائے کہ جان و مال و آبرو و عزت اُسکی مرضی کی جگہ بلکہ اُسکے نام پر نثار اور فنا کرنا آسان ہو جائے اور اُسکو موجب کمال افتخار اور عزت کا خیال کرے۔ اِس مراقبے میں معنی آیت اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں کے

خوب ثابت اور متحقق ہوجاتے ہیں۔ اور اِس مراقبے کے ثمرات سے ہی کہ باوجود کثرت افعال اور اقوال کے اِس مراقبہ کرنے والے کو انکشاف توحید باریتعالی کا ہوکر صرف ایک ہی فاعل اور ایک ہی مؤثر کہ وہ ذات فاعل حقیقی کی ہے ہر فعل و ہر جنبش اور سکون میں ظاہر ہوجاتی ہی۔ اسکے بعد مراقبہ شغل دورہ کا کرے اور ارکان اس شغل کے چار اسم صفات باری تعالی کے ہیں یعنی سمیع و بصیر و قدیر و علیم۔ اِن ہر ایک کے ساتھ اسم ذات یعنی لفظ مبارک اللہ کو بھی ملالیوے۔ پس بطور مراقبے کے بیٹھ کر خاطر کو جمع اور دِل کو حاضر کرکے اپنے خیال میں کہے کہ اللہ سمیع ہے اور اسکو ناف سے کہ لطیفہ نفس کا ہے وسط سینہ تک کہ مقام لطیفہ سر کا ہے لائے اور ایسا جانے کہ اُسکی رُوح جمع ہوکر ہمراہ ذکر مذکور کے ناف سے وسط سینہ تک پہونچگئی۔ اور اگر ناف سے وسط سینہ تک روح کا لیجانا مشکل ہوجائے تو ایسا خیال کرے کہ رُوح درمیان اِن دونوں اسم یعنی اللہ اور سمیع کے اسطرح پر ہی کہ لفظ اللہ اوپر سمیع نیچے اُسکے ہے۔ پس اِس تدبیر سے انتقال رُوح کا اِن اسموں کے ہمراہ آسانی سے ہوجائیگا۔ اسکے بعد رُوح کو اللہ اور بصیر کے ہمراہ بطریق مذکورہ بالا لطیفہ اخفی تک کہ مقام اُسکا سر میں محاذی تالو کے ہی پہونچائے۔ اسکے بعد اللہ اور قدیر کے ساتھ لطیفہ اخفی سے چہارم آسمان تک رُوح کو لیجاوے۔ اسکے بعد اللہ اور علیم کے ہمراہ آسمان چہارم سے عرش معلی تک پہونچاوے۔ اور چاہیئے کہ آسمان چہارم اور عرش معلی پر رُوح کو بقدر آدھی گھڑی یا ایک گھڑی کے جسقدر ممکن ہو ٹھیرائے رکھے اور وہاں دائیں بائیں رُوح کو دورہ کرائے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ کبھی کبھی رُوح کو اِن مقاموں پر ٹھیرنا دشوار ہوجاتا ہے اور مثل کسی سنگین چیز کے نیچے کو گرنے لگتی ہی۔ سو اُسکا علاج یہ ہے کہ ہر وقت چڑھنے رُوح کے جو آسمانوں میں سوراخ ہوگیا تھا اُسکو اپنے خیال سے بند کرتا جائے تاکہ رُوح وہاں ٹھیر سکے۔ پھر اُن مقامات عالی سی ترتیب وار لطیفہ نفس تک اُتر آئے اور آہستہ آہستہ اُسمیں مشق پیدا کرکے اسکو بڑھاتا جائے تاکہ اُسکے آثار ظاہر ہوجائیں۔ اور اُس کے آثار میں سی ہے کہ رُوح ذاکر میں نورانیت پیدا ہوجائے اور ملاقات ساتھ ارواح انبیا اور اولیا اور ملائکہ کے ہونے لگے اور سیر جنت و دوزخ اور سدرۃ المنتہی و بیت معمور اور لوح محفوظ اور کشف وہاں کے وقائع کا نصیب ہوجائے۔ اور اِس واسطے وہاں رُوح کو ٹھیرانا اور اِدھر اُدھر پھرانا چاہیئے اور وہاں کے عجائب کو دیکھنا مختلف طور پر ہی۔ ہر آدمی بقدر اپنی استعداد اور حال کے دیکھتا ہی۔ اور ہر وقت ملاقات ارواح اور ملائکہ کی بات چیت بھی اُس سے ہوتی ہے۔ اور بعد مشق اِس مراقبے کے رُوح کو لطافت اور قرب اور مناسبت ذات باریتعالی سی ہوجاتی ہی۔ اور جسم سے بیگانگی حاصل ہوکر اُسمیں نورانیت پیدا ہوجاتی ہی جس سے اب اگلی منزل نفی میں مدد ہوکر وہ آسان تر ہوجاویگی۔ ہر چند رُوح بشری قابل چڑھنے عالم قدس و آسمان کے نہیں ہے لیکن ذکر الٰہی اُسکا رہبر ہوکر جہاں رُوح کے جانے کی طاقت نہیں ہی وہاں اسکو پہونچادیتا ہے اسکے بعد شغل نفی شروع کرے حسب فحوائے آیت کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یعنی اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا) مثل وجود و ہستی باریتعالی کے جیسے کہ مراقبہ وحدانیت میں بیان ہوا اُسیطرح پر انوار الٰہی کو بھی ہر مکان میں موجود سمجھے۔ کیونکہ اُسکے وجود کو انوار بھی لازم ہیں جہاں اُسکا وجود ہے وہاں انوار الٰہی کا ہونا بھی ثابت ہے گو کہ انوار ہر جگہ موجود ہیں لیکن قوت ادراک انسان کی بسبب خیالات اشیار کثیفہ ظلمانیہ کے کہ وہ اجسام فلکی اور عنصری ہیں اُسکے معلوم کرنے سے محروم ہے اسواسطے اُن خیالات مذکورہ سے پاک و صاف ہونا چاہیئے تاکہ اُسکو انوار الٰہی معلوم ہوں۔ پس جب آسکا آئینہ ادراک زنگ خیالات مذکورسی صاف ہوگا تو پھر انوار الٰہی ہر جگہ موجود ہیں۔ اور طریقہ اُنکے پاک اور صاف کرنیکا یہ ہی کہ پہلے شغل نفی کرے اور اپنے خیالات سے اشیار کے نیست کرنیکو نفی کہتے ہیں۔ اگرچہ فی الحقیقت نہ کوئی شئے ہی اور نہ ہوگی اس سبب سے نیست کو نیست جاننا ایک خیال باطل ہی۔ کیونکہ جو کچھ

موجود ہے وہ سب اس مالک حقیقی کی ایجاد سے موجود ہے۔ اسلیے باوجود اُسکے پاک ہونے کے ایک لحاظ خاص ہر ایک وجود کے ساتھ اُسکو حاصل ہے۔ پس اس صورت میں نفی وجود اُن اشیار کی فی الواقع ممکن نہیں ہے مگر اس شغل نفی سے محض اپنی قوت و ادراک کا صاف کرنا ہے۔ گو نفی کرنا تمام عالم کا ایک دشوار بات ہے مگر ان سب سے زیادہ دشوار اپنے وجود کی نفی کرنا ہے۔ اسواسطے اوّل تمام عالم کی نفی کر کے پھر اپنے بدن کی نفی کرے۔ اور بدن میں جس عضو کی نفی کرنا منظور ہو اُسی عضو سے اسطرح پر نفی شروع کرے کہ کلمہ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا فَاعِلَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی سمجھ کر ساتھ قوت خیالی کے اُس جگہ ضرب مارے تو فوراً اُسکی نفی ہو جاوے گی۔ اور جب شغل نفی کی مزاولت خوب ہو جائے تو اسکے بعد شغل یادداشت شروع کرے اور اُس شغل کی حقیقت یہ ہے کہ ہر وقت بیٹھنے اُٹھنے اور کھانے پینے اور کام کاج کے وقت اپنا التفات طرف اُس ذات بیچون اور بیچگون کے رکھے۔ یہانتک کہ کوئی امر مانع اُسکے التفات کا نہ ہو اور بعد ملکۂ یادداشت کو حق یادداشت کو اُسکے ساتھ ملا لیوے۔ اسکے بعد شغل نفی النفی اور فنار الفنا کا شروع کرے بعد اتمام نفی کے دو صورت پیش آتی ہیں کبھی توحید صفاتی اُسپر کھلجاتی ہے اور رنگا رنگ کے انوار رنگارنگ اُسکو نظر آنے لگتے ہیں اور یہی صورت حصول راہِ مقصد طالب کی ہے اور وہ انوار ذات بحت حق جل وعلی کے ہیں اور جس کسی کو ہدایت الٰہی یہ سب پردے طے ہو جائیں تو بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچ جاتا ہے۔ اور وہاں پہونچکر حالات عمدہ اور اطوار مختلفہ اُسکو پیش آتے ہیں۔ چنانچہ اُسکا نام سیر فی اللہ اور حسب منطوق کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ وہاں پہونچکر جدے جدے تماشے قدرت الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں +

اشغال طریقہ چشتیہ

جن کو سید صاحب نے بلحاظ زہد بموجب قوت اثر و سرعت ظہور فوائد بہ ازمنۂ قلیلہ درآسان کر دیا ہے +

(ذکر) - باوضو دوزانو بطور نماز کے بیٹھکر اوّل فاتحہ بنام اکابر اُس طریق کے یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما رحمۃ اللہ علیہم کے پڑھکر کے بتوسّط اِن بزرگوں کے جناب باری مین نہایت عجز اور زاری کے ساتھ دُعا کشود کار خود کر کے ذکر دو ضربی شروع کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کا دو بار متصل کہے اور بہت زور سے اُسکو سینہ سے نکالکر شدت اور مد کے ساتھ کہے۔ اور آخر کو اوّل سے زیادہ جہر اور شدت اور مد اور قوت میں زیادہ کرے پہلے لفظ اللہ کے ساتھ خیال کرے کہ ایک نور اُسکے سینہ سے نکلکر اُسکے لب پر پہونچکر ٹہر گیا اور دوسرے لفظ کے ساتھ ایک اَور نور نکلا اور دونوں نور جمع ہو کر اور اُسکے منہ سے نکلکر اُسکے سر پر جا پہنچے۔ پھر یہ خیال کرے کہ وہ نور اسکے سر پر ایک ہاتھ اونچا ٹہرا ہوا ہے۔ اسوقت اس ذکر کو حضوری دل سے بار بار کہے اور حضوری کیواسطے یہ خیال کافی ہوگا کہ یہ اسم مبارک اُس ذات پاک کا ہے اور وہ اپنے اسم کے ساتھ ہر دم اور ہر جگہ موجود ہے۔ پس یہ ذکر اتنی کثرت سے کرے کہ گویا وہ نور مثل چتر کے اُسکے سر پر قائم ہو گیا۔ اور پھر وہ نور تو بتو ہو کر اُسکے بدن پر پہنچا اور اُسکا تمام بدن اُسمیں گم ہو گیا۔ جب ذکر دو ضربی میں مشق ہو جائے تو دوسرا ذکر اِلَّا اللہ کا بطور مذکورۂ بالا ساتھ قوت اور شدت اور جہر کے کرے۔ مگر اتنا فرق ہے کہ اس کلمۂ الا اللہ کو پیچھے کیطرف درمیان دو زانو کے ضرب کرے اور جیسے ذکر اوّل میں نور کو اوپر کیطرف خیال کیا تھا اسمیں پیچھے کی طرف خیال کرے اور پھر اسکو بھی پیچھے سے اوپر لیجائے تاکہ دونوں نور بمنزلہ ایک ستون نورانی کے کہ اُسمیں اُسکا سارا بدن گم ہو گیا ثابت ہو جائے۔ جب اس دوسرے ذکر میں مشق ہو جائے تو تیسرا ذکر آہستگی اور ملائمت سے شروع کرے۔ اِس ذکر میں بلا شدت اور جہر کے لفظ مبارک اللہ کا بار بار کہہ کر یہ خیال کرے کہ اُس نور میں جو بجائے اُسکے بدن کے قائم ہوا ہے اُسکو گم کر

خفی سے بطور جھاڑو کے گردش ہو رہی ہو تاکہ اگر اُس نور میں کچھ کدورت ہو تو صیقل ہو کر صاف ہو جاوے اور چمکنے لگنے لگے۔ پس جب اس صیقل سے وہ نور اسقدر صاف ہو جائے کہ اُسکی شعاعیں ہر طرف دُور دُور پڑنے لگیں اور اُس کی صفائی اُسکے قابو میں آجائے تو پھر چوتھا ذکر شروع کرے۔ اور چوتھا ذکر نفی اور اثبات کا ہے اور اُسکو ساتھ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے اسطرح پر کرے کہ پہلے لفظ لا کو اپنے خیال میں کھینچکر محیط زمین و آسمان کا کردے اور یہ تمام موڑ کر کے لفظ الٰہ کو اپنے اندر تمام کرڈالے اور شروع میں لفظ لا کو اپنے منہ کے سامنے بہت وسیع اور پھیلا ہوا خیال کرکے عرش مجید تک پہنچا دے اور پھر اسکو اسطرح پر متحرک تصور کرے کہ تمام عالم کو جنبش اور حرکت دیتا ہوا بطور دائرہ کے پھر کر پھر اپنے مقام پر پہنچا دے۔ پھر ساتھ لفظ الا اللہ کے بجانب فوق بالائے عرش مجید کے ضرب کرے اور بوقت کہنے لفظ لا الٰہ کے نفی معبودیت ہر چیز کی اور نیز نفی اپنے وجود اور تمامی کائنات کی اپنے خیال میں مضبوط و مستحکم تصور کرے اور بوقت ضرب الا اللہ کے اشارہ بذات بحت باریتعالیٰ کے کرے کہ حسب اشارہ آیہ کریمہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (یعنی رحمٰن طرف عرش کے متوجہ ہوا) اس ذکر کو بار بار کرنے سے نور اُس ذات بحت کا بالائے عرش مجید کے بہت کثرت کے ساتھ مثل دریائے زخار کے جوش مارتا ہوا آکر تمام عالم کے محیط ہو جائیگا بلکہ جسطرح ذکر اول میں فقط جسم ذاکر کا گم ہوا تھا اسمیں تمام عالم گم ہو جائیگا۔ پس جب اس ذکر میں مشق کامل ہو جائے تو اب طرف منزل مقصود کے انتقال کرنیکا ارادہ کرے۔ اور طریق انتقال کا یہ ہے کہ اس ذکر کو چھوڑ کر اُسی نور میں جو عرش سے نکلکر تمام عالم کا محیط ہوا ہے اسطرح پر مراقبہ کرے کہ وہ نفی جو نور آمدہ عرش سے ہوئی تھی اسکے قابو میں آجائے مگر پہلے بدون لحاظ اُس نور کے نفی اپنے جسم اور نفی تمام کائنات کی اسپر آسان ہو جائے گو کہ نفی اُس نور سے علیحدہ نہیں ہوتی لیکن طالب کو چاہیئے کہ نفی کو اپنا اصلی مقصد سمجھکر شغل نفی کو مستحکم اور مضبوط کرلے۔ کیونکہ جب مستحکم ہو جائے شغل نفی کے یا تو توحید صفاتی اُسپر ظاہر ہو جاویگی یا انوار الٰہی اُسپر ظاہر ہو جاوینگے۔ اور اُن انوار کا ظاہر ہونا ہی منزل مقصود تک پہنچنا ہے۔ پس یکے بعد دیگرے اُن پردہائے نور کو طے کرتا ہوا پردہ بے رنگی تک پہونچ جاوے۔ اور جب پردہ اخیر سے پار ہوگا تو وہی وصول ذات بحت باریتعالیٰ کا ہے جس سے منتہائے سلوک کا متحقق ہو جائیگا ؞

واسطے کھلنے حالات آسمانوں اور ملاقات ارواح اور فرشتوں اور سیر جنت و دوزخ اور معلوم کرنے وہاں کے حقایق اور مطلع ہونے لوح محفوظ پر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کا ذکر اسطرح پر کرتے ہیں کہ لفظ یا حیّ کو درمیان سینہ سے اپنے لب تک لاتے ہیں اور اپنی روح کو اُسکے پیچھے چسپاں کرکے پھر لفظ یا قیوم کو سینہ سے نکالتے ہیں۔ اور چونکہ اس لفظ اخیر کا تلفظ متصل پہلے لفظ کے واقع ہوگا تو ضرور ہے کہ اثر ان دونوں اسم مبارک کا جمع ہوکر قوت پکڑے۔ پس ان دونوں لفظوں کے بیچ میں روح کو رکھکر عرش تک پہنچا دے اور وہاں پہونچکر تھوڑا توقف کرکے اِدھر اُدھر اُوپر سیر کرے اور جب چاہے ساتھ مدد ذکر خیالی یا حیّ کے تہیہ انتقال کا اُس جگہ سے کرے اور بمصاحبت یا قیوم کے تدریجاً اپنے مکان پر واپس پہونچ جائے ؞

واسطے کشف قبور کے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ مقرر ہے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ ساتھ اسم سبوح کے ناف سے لطیفۂ اخفی تک پہنچ جائے اور ساتھ اسم قدوس کے بالائے عرش مجید کے پہونچکر ساتھ اسم رب الملائکۃ والروح کے وہاں سے انتقال کرآئے اور بطور ضرب کے دل پر مارکر دل کے اُوپر کے دروازے کو داخل ہوکر نیچے کے دروازہ سے نکلکر قبر کیطرف متوجہ ہو۔ اور اگر ایک بار میں یہ مدعا حاصل نہ ہو تو ساتھ حضوری اور توجہ اور التجا و زاری کے کوشش کرتا رہے۔ اُمید ہے کہ بفضل الٰہی کشف قبور کا مطلب حاصل ہو جائیگا۔ ناواقف لوگ اس کشف قبور کو موجب قرب الٰہی کا جانتے ہیں اور فی الحقیقت وہ مورث دوری کا ہے ؞

اشغال طریقہ نقشبندیہ جنکو سیّد صاحبؒ نے آسان اور سہل الحصول کردیا ہے

طالب کو پہلے قیام لطائف ششگانہ کے معلوم کرنے چاہئیں۔ سو لطیفہ قلب زیر پستان چپ اور لطیفہ روح زیر پستان راست اور لطیفہ سر ان دونوں لطیفوں کے بیچ میں وسط سینہ پر اور لطیفہ نفس عین ناف میں اور لطیفہ خفی پیشانی پر جہاں ماتھا ختم ہو کر بال شروع ہوئے اور لطیفہ اخفی تالو کی جگہ جہاں بچوں کے سر میں حرکت ہوتی ہو واقع ہیں۔ اس ترتیب سے ان لطیفوں کو ایک دوسرے کے بعد ذاکر کرے۔ اور ان کا ذکر اسقدر ہونا چاہیئے کہ طالب خود اُس ذکر کو معلوم کر سکے۔ اور سکھانیوالے کو چاہیئے کہ اپنے لطیفوں کو ذاکر کر کے ہمت تمام طالب پر القا کرے اور نہایت عجز و زاری سے انکے ذاکر ہونے کی خداوند تعالی سے دُعا کرے۔ اول ایک حرکت مثل حرکت نبض کے مقام لطیفہ پر محسوس ہونے لگیگی۔ اسی حرکت کو اللہ اللہ کی آواز خیال کرے۔ اوّل ہر لطیفہ کو جدا جدا ذاکر کرے پھر ایکبارگی کل کو ذاکر کرے کہ سب کا ذکر ایک ہی وقت میں معلوم ہونے لگے اور اُسمیں ایسی مشق ہو جائے کہ جب چاہے بلا تکلف اُنکو ذاکر کر لے۔ چونکہ ہر ایک لطیفے کیواسطے ایک نور مقرر ہی پس وہ نور ذاکر پر ظاہر ہونے لگیگا۔ پس جب ذکر لطائف میں مشق ہو جائے تو حبس نفس کیساتھ نفی اور اثبات کا شغل شروع کرے۔ اور طریقہ اس شغل کا یہ ہے کہ مؤدب دوزانو رو بقبلہ بیٹھ کر اپنے دم کو بند کرے اور زبان کو تالو سے لگا کر لفظ لا کو لطیفہ نفس (مقام ناف) سے کھینچے اور لطیفہ سر اور لطیفہ خفی پر ذرا توقف کر کے لطیفہ اخفی پر جا پہنچے۔ اور لفظ اِلٰہ کو لطیفہ اخفی سے کھینچ لطیفہ روح پر متوجہ ہو اور الا اللہ کو لطیفہ قلب میں ضرب کرے۔ مگر ان حرکات خیالیہ میں حرکت ظاہری کسی عضو پر مثل سر اور مونہہ اور لب اور زبان کی نہ ہونے پائے۔ اور اس شغل کو بعدد طاق عمل میں لایا کرے جیسے ایکبار ذکر کر کے پھر نفس کو چھوڑ دے اور بعد اطمینان اور قرار نفس کے دوسری بار یہی عمل کرے اور جسقدر تحمل حبس نفس کا زیادہ ہوتا جائے اسیقدر عدد ذکر کو بڑھاتا جائے یہانتک کہ ایک حبس میں اکیس بار تک پہونچ جائے اور جب اسکی مزاولت ہو جائیگی تو پھر سینکڑوں تک نوبت پہنچیگی۔ اس شغل سے ایک قسم کی گرمی اور صفائی اُسکے لطائف میں پیدا ہو جائیگی جب یہ شغل اپنے کمال کو پہونچ جائیگا تو ایک شعلہ جوالہ طالب کو معلوم ہونے لگیگا کہ جو سارے لطائف کو احاطہ کر کے مثل خط آتشین کے پھر جائیگا۔ بعد مزاولت نفی اور اثبات کے سلطان الذکر شروع کرے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک ٹکڑا جسم انسانی کا ایک ایک علیحدہ علیحدہ چیز ہے جیسے کہ ہر ایک ٹکڑے کے علیحدہ علیحدہ نام مقرر ہیں اور قرآن مجید میں وارد ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (یعنی ہر ایک چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہو مگر تم اُن کی تسبیح کو نہیں سمجھتے) سو حسب فحوائے اس آیت کے ہر ایک عضو جسم انسانی کا ذکر الٰہی میں مصروف ہی مگر بوجہ پردہ غفلت کے انسان اُنکے ذکر کو سمجھ نہیں سکتا۔ پس اس سُلطان الذکر میں ہر ایک عضو کے ذکر سے طالب آگاہ ہو جاتا ہے اسوقت سارے اجزای کو ایک ایک علیحدہ لطیفہ خیال کر کے مثل لطائف کے ذاکر کرے اور تلقین کرنیوالے کو بھی چاہیئے کہ خود اپنے سلطان الذکر کو جاری کر کے مثل لطائف ششگانہ کے طالب پر القا کرے اور اس ذکر کے آثار سے یہ ہے کہ طالب کے تمام بدن میں ایک حرکت نمایاں معلوم ہونے لگیگی۔ یہانتک کہ اُسکے ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضا بدون اُسکے ارادے کے اپنی جگہ سے منتقل ہونے شروع ہونگے اور کبھی مثل رعشہ کے تمام بدن میں حرکت ظاہر ہو جائیگی اور گاہی چیونٹیاں سی پھرتی ہوئی اُسکے بدن پر معلوم ہونگی۔ اور تمام بدن میں ایک قسم کی خنکی اور سُبکی محسوس ہوگی اور ایسا معلوم ہونے لگیگا کہ اُسکے تمام بدن کی آلایش نکلکر نہایت ہلکا اور سُبک ہو گیا اور تمام بدن اور در و دیوار و خس و خار اور سنگ و خاشاک سے آواز ذکر جہری کی بلا اشتباہ اُسکے کانوں میں پہنچنے لگیگی۔ اور اگر طالب کا درجہ زیادہ بڑھ گیا تو اُس کے

ہمنشین بھی اُس ذکر کو سُن سکینگے اور کبھی ایک نور بھی اُسکو معلوم ہونے لگیگا۔ جب سلطان الذکر قابو میں آجائے تو شغل نفی کو شروع کرے اور شغل نفی کے ساتھ شغل یادداشت کو بھی ملالے۔ اُسکے بعد شغل نفی النفی عمل میں لائے یہانتک پہونچنے کے بعد سالک پر یا تو توحید صفاتی ظاہر ہوجائیگی اور یا نورانیت کے پردے کھل جائینگے۔ اور نورانیت کے پردوں کا ظاہر ہونا یہی طریق مطلب تک پہنچنے کا ہے جب یہ نورانی پردے ظاہر ہوں تو مراقبہ صمدیت کی مزاولت کرے اور سب پردوں کو طے کرتا ہوا پردہ بے رنگی تک پہنچ جائے۔ اور پردہ بے رنگی تک پہنچنا وہی حصول معرفت ذات بحت کی ہے۔ اسوقت سلوک متعارف ختم ہوکر سیر فی اللہ پیش آتی ہے جسمیں عجیب غریب معاملات ظاہر ہوتے ہیں اس طریق میں کشف ارواح اور ملائکہ اور سیر زمین و آسمان اور جنت و نار اور اطلاع بر لوح کے واسطے وہی شغل دورہ کرتے ہیں جو اوپر مذکور ہوا۔ اور واسطے کشف وقائع آئندہ کے سب سے آسان طریق یہ ہے کہ وقت تہجد کے دو رکعت نماز بہ نیت کھلنے واقعہ مطلوب کے پڑھے اور ہر رکعت میں تین بار سورہ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے۔ بعد سلام کے سر کو سجدہ میں رکھکر نہایت خشوع و خضوع و عجز و زاری سے ایک سو بار یا خبیر اخبرنی کہے اور پھر سجدہ سے سر اٹھاکر بہت عاجزی سے اس واقعہ کے کھلنے کی دعا کرکے سو رہے۔ امید واثق ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ خواب میں یا صراحۃً یا کنایۃً اُسپر حال اس واقعہ کا کھل جائیگا ❋

اصطلاحات طریقہ مجددیہ ۔ اِس طریقہ میں مقام لطیفہ قلب کا زیر پستان چپ اور لطیفہ روح کا زیر پستان راست اور لطیفہ سر بقدر دو انگشت بالائے پستان چپ مائل بوسط سینہ اور مقام لطیفہ خفی بقدر دو انگشت بالائے پستان راست مائل بوسط سینہ اور لطیفہ اخفی درمیان سینہ اور لطیفہ نفس کے بجائے شروع پیشانی کے واقع ہے اول لطائف کو ذاکر کریں اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ طالب مؤدب باوضو ساتھ خضوع و خشوع اور التجا تمام کے روبرو مرشد کے بیٹھے اور اپنی خاطر جمع اور خیالات کو دور کرکے زبان اور دوسرے کل اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور دل سے اسم مبارک اللہ کا کہے اُسوقت مرشد کو چاہیئے کہ اپنے لطائف کو ذاکر کرکے ساتھ ہمت تمام کے القا لطائف طالب میں کرے پس جب لطائف سب تدریجاً جاری ہوجاویں تو واسطے حصول سلطان الذکر کرکے لطیفہ نفس پر بہت توجہ کریں صرف لطیفہ نفس پہ کثرت سے توجہ کرنے پر سلطان الذکر حاصل ہوجاویگا ❋

جب سلطان الذکر میں کمال حاصل ہوجائے تو ذکر لا الہ الا اللہ کو نفی اور اثبات کیواسطے عمل میں لائیں۔ اول نفی تمام عالم کی کرکے پھر اپنے بدن کی نفی اسطرح پر کرے کہ لفظ لا کو ناف سے کھینچکر دماغ تک پہونچائے اور جہاں جہاں سے لفظ لا گذرتا جائے اُسی جگہ نفی خیال کرتا جائے اور لفظ الہ کو لطیفہ روح میں پہنچا کر لفظ الا اللہ کو قلب میں ضرب کریں اور مقام لطیفہ روح اور اُسکے اطراف کو ہمراہ لفظ الہ کے نفی کرے اور ساتھ لفظ الا اللہ کے مقام لطیفہ قلب اور تمامی بدن کو نفی کرکے اثبات ذات حضرت حق کا ملاحظہ کرے اور یہ نفی اور اثبات محض بتقصد قوت خیالیہ کے عمل میں لائے اور زبان سے کچھ تلفظ نہ کریں۔ اس شغل کی مزاولت سے نفی اپنے جسم بلکہ نفی تمام عالم کی اُسکی قوت خیالیہ میں ہر دم قائم رہیگی۔ اسکے بعد نفی النفی اور فناء الفنا کی مشق کرے اسکے بعد مراقبہ احدیت سے شغل دوائر کا شروع کرے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ وحدانیت ذات مقدس حق تعالیٰ کی ملاحظہ کریں اور اُس ملاحظہ کو قلب سے اُٹھاکر عرش مجید تک پہونچائے تاکہ اُسکا اثر ظاہر ہو اور اثر اُسکا ظاہر ہونا ایک نور ہے کہ قلب کے اوپر سے ظاہر ہوکر ایک ستون نور کا بنکر عرش مجید تک پہونچ جاتا ہے اور اُس کی شعاعیں تمام عالم کو گھیر لیتی ہیں اور چونکہ اس نور نے نہایت وسیع اور فراخ ہوکر تمام عالم امکان کو گھیر لیا ہے اسواسطے اسکا نام دائرہ امکان ہے اور دائرہ سیر قلبی کا یہ پہلا دائرہ ہے اور دوسرا دائرہ ولایت قلبی کا موسوم بہ ولایت صغریٰ ہے۔ اور اِس دائرہ میں مراقبہ اقربیت کا لیا جاتا ہے۔ اس دائرہ

میں تحت قلب کا بھی کھلجاتا ہے اور تمام قلب مثل آفتاب کے درخشاں ہو جاتا ہی کہ چاروں طرف سے اُسکے انوار چمکتے ہیں۔ اور یہ دائرہ موجودات ممکنہ سے تجاوز کرکے حدِّ لامکان تک پہونچکر غیر متناہی ہو جاتا ہے۔ صرف اصل قلب باقی رہجاتا ہی۔ اِسکے بعد تیسرا دائرہ موسوم بہ ولایت کبریٰ ہی۔ اور یہ ولایت مشتمل تین دائروں اور ایک قوس یعنی نصف دائرے کے ہے۔ ولایت کبریٰ کے اوّل دائرے میں مراقبہ معیت ذات پاک باریتعالیٰ کا کرتے ہیں اور اُسکا شرح یہ ہے کہ ہر وقت خداوند تعالیٰ کو اپنے ہمراہ اور قریب خیال کرتے ہیں اور اپنے تئیں اُس سے دور سا اور غائب نہیں جانتے۔ بلکہ ہر کام میں شریک اور شامل تصور کرتے ہیں جیسے کہ آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (یعنے اللہ ہمارے ساتھ ہی) میں معیت باریتعالیٰ کی ثابت ہی پس علامت کمال رسوخ معیت کی یہ ہی کہ خلوت اور جلوت میں ہر دم اُسکو اپنے ساتھ جانے اور تنہائی میں معصیت کرنے پر اُس سے شرم کرے۔ اور جب مراقبہ معیت میں پختہ ہو جائے تو یہی علامت ولایت کبریٰ کی ہی اور نور اُس دائرے کا پہلے دائرے سے زیادہ ہوتا ہے اسکے بعد مراقبہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ (یعنی دوست رکھتا ہی وہ اُن کو اور وہ دوست رکھتے ہیں اُسکو) کا ہے۔ اِس مراقبہ میں اپنی محبت اللہ سے اور اُسکی محبت اپنے ساتھ خیال کرے۔ اور اِس مراقبہ محبت میں بھی دو دائرے اور ایک قوس یعنی نصف دائرہ ہی کیونکہ محبت کے بھی تین مرتبے ہیں اوّل مرتبہ ابتدائے محبت کا بمنزلہ شروع آشنائی کے ہے کہ ابتدائے محبت میں محب نفع اور فائدہ اپنا اور نیز رضا اور خوشنودی محبوب کی دونوں خیال کرتا ہے سو محبت اللہ کا یہ دائرہ اوّل ہی۔ اور جب محبت ترقی کرجاتی ہی اور محبت کو اضمحلال اور فنا ہونا شروع ہوتا ہے تو یہاں سے دوسرے دائرہ محبت کا شروع ہی۔ اِس دائرہ میں نفع اور فائدہ محبوب کو اپنے فائدے پر ترجیح دینے لگتا ہی مگر یہ ترجیح عقل اور علم سے نہیں ہوتی کہ نفع اور نقصان کا موازنہ کرکے اور سمجھ بوجھ کر ترجیح دیجئی ہو۔ بلکہ اس سے مراد وہ ترجیح ہے کہ محب کے تہ دل سے مثل فوارہ جوش مارتی ہے۔ اور جب فنا اور اضمحلال اپنے کمال کو پہونچا اور کوئی نشان جانب محب سے باقی نہیں رہا تو یہاں پر دوسرا دائرہ بھی تمام ہوا اور قوس یعنی نصف دائرہ کا شروع ہوا۔ اس نصف دائرہ میں پہونچکر محب فنا در فنا ہو کر نسیاً منسیا ہو جاتا ہے۔ اِس کی تکمیل کے بعد مراقبہ اسم الظاہر حق تعالیٰ کا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک اسم الظاہر اور ایک اسم الباطن ہی اور اُسکے ہر نام کے بیشمار مظاہر ہیں منجملہ اُسکے مظاہر کے تمام عالم اور اجسام اور افعال اور احکام میں جو تکوین اور تشریع میں ظاہر ہوتے ہیں اور کارخانہ رزاقیت ایک مظہر اُسکے مظاہر کا ہی۔ اور علی ہذا القیاس کارخانہ ہدایت اور ارسال رسل اور نزال کتب اور توفیق کلمہ پند آمیز کہنے کی جو ایک عام مسلمان سے صادر ہوتی ہی ایک دوسرا مظہر ہے اور اسی طرح ایک مظہر اضلال یعنی گمراہ کرنے کا ہے جو پیدائش ابلیس لعین سے لیکر تا سرود سرائی یعنی گانے بجانے تک ہے۔ سو یہ سب مظاہر اُسکے اسم الظاہر کے ملاحظہ کرکے طرف اصل مُسمّٰی اِس اسم مبارک کے کہ وہ ذات پاک اُسکی ہے مراقبہ کرے۔ اِسکے بعد اسم الباطن کا مراقبہ کرے اور تفصیل اُسکی یہ ہے کہ تمام ظاہری چیزوں کا ایک باطن بھی ہے جیسے انتظام سلطنت کا ایک ظاہری چیز ہے اور باطن اُسکا تدبیر اور عقل بادشاہ کی ہی۔ اسیواسطے اِس مراقبہ کو ولایت علیا موسوم کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ولایت ملاءِ اعلیٰ کی ہی۔ اور مراد ملاءِ اعلیٰ سے ملائکہ مدبرات الامر اور القاکرنیوالے احکام الٰہی کے ہیں کہ جو حکم اُس درگاہ عالی سے نازل ہوتا ہے اوّل اُسکو لوگوں کے دلوں میں القا کرتے ہیں اُسکے بعد وہ حکم دُنیا میں ظاہر ہوتا ہے اِس سبب سے وہ فرشتے گویا باطن تمام عوالم اجسام کے ہیں۔ اور اُن کا تعلق اسم الباطن سے زیادہ تر ہے۔ اور نیز مورد فیض اِس مراقبے کے تینوں عناصر باطنی بھی ہیں یعنی آگ اور ہوا اور پانی۔ کیونکہ یہ تینوں عناصر بھی جسد انسانی میں باطن ہیں اور چوتھا عنصر یعنی خاک اسمیں ظاہر ہے۔ پس جب یہ مراقبہ اپنے کمال کو پہونچتا ہے تو تجلیات اسم باطن کی اِس سیر میں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اِسکے بعد سیر تجلّی ذاتی دائمی

کی ہے کہ وہی انتہا سلوک متعارف کا ہے ۔

جب طالبان نافہم بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچتے ہیں اور سلوک متعارف ختم ہوجاتا ہی۔ تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ ہم پایہ اور ہم مقام اولیا رعظام کے ہوگئے اور یہ صریح غلط فہمی ہے کیونکہ مقام معرفت تک پہنچ جانا بوجہ کسب اشغال اور مشق افعال کے ایک کافر اور بدعتی اور ملحد کو بھی ممکن ہی۔ چنانچہ ہندو جوگی اور ساکنان چین قدیم سے اِن فنون کے اُستاد اور مشاق ہیں۔ اور علم مقناطیس حیوانی جسکا دنیا یورپ میں بڑا زور ہے نہیں اشغال کا ایک شعبہ ہی۔ پس اسمیں شک نہیں کہ ان اشغال کی جو کوئی مشق کرے گا اُسپر وہ مقامات متعارفہ سلوک کے کھل دینگے۔ لیکن یہ داد رقبول ایک دوسری چیز ہے۔ مردود ان بارگاہِ الٰہی کا وہاں تک پہونچنا بمنزلہ اسکے ہے کہ جیسے کوئی قزاق سعی اور کوشش کرکے دربار شاہی تک پہونچ جاوے مگر قریب ہی کہ اگر اپنے فعل قزاقی سے تائب ہوگا تو گرفتار غضب سلطانی ہوجائیگا۔ اور یہ بھی یاد رہی کہ مقام معرفت ذات تک پہنچنا سلوک میں بمنزلہ ابجد خوانی کے ہی کچھ کمال کی بات نہیں ہی۔ اگرچہ مقبول لوگوں کو مقام معرفت ذات تک پہونچنے میں اور ترقیاں بھی ہوجاتی ہیں۔ جب سالک بمرتبہ مشاہدہ جمال لایزال کے پہنچتا ہے تو اُسکو لازم ہے کہ ہر امر ونہی میں اتباع شرع شریف کو لازمہ اپنے ایمان کا جانے اور یہ اتباع شریعت دل اور جوارح دونوں سے کرے۔ مثلاً ادب قرآن مجید کا اسقدر کرے کہ کبھی بے وضو اُسکو نہ چھووے۔ اور جب مصحف مجید کو ہاتھ میں لے تو کسی دوسرے کام میں متوجہ نہو اور عظمت قرآن مجید کی دل سے جانکر قدر اس نعمت عظمیٰ کی پہچانے کہ مجھ ناچیز اور کمینے کے ہاتھ میں ایسی عظیم اور عظیم چیز بفضل الٰہی پہونچی ہے۔ ورنہ مجھ کو لیاقت ایسی نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی کہاں تھی اور ایسے تصور سے سینہ اسکا مالا مال ہوجاوے۔ اور اگر ایسا خیال خود بخود اسکے ذہن میں آئے تو بہتر ہی ورنہ بہ تکلف ایسا خیال اپنے دل میں پیدا کرے۔ اور اسیطرح عظمت نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور جہاد اور تمامی شعائر شرعی کی اعتقاد کرنی چاہیئے اور نیز مال کو اُسکی راہ میں خرچ کرنا اور طریقہ ایثار کو اختیار کرنا اور نوافل مثل تہجد وغیرہ کے اہتمام کرنا اور اسیطرح سے منہیات سے بچنے کا بھی اہتمام کرے مثلاً اگر وسوسہ زنا کا اسکے خیال میں گذرے تو اُس سے ایسا متنفر ہو کہ گویا گندگی کا ٹوکرا اُسکے کھانے کیواسطے اُسکے سامنے رکھا گیا ہی۔ اور اسیطرح انبیاء و اولیا بلکہ تمامی مسلمانوں کی تعظیم میں کوشش کرے کہ وہ سب اُسکے شافع اور ساعی ہوں اور ہر مسلمان کی خاطرداری اور تواضع اور ادب دل سے کیا کرے۔ اس مقام پر پہونچکر وجہ اللہ کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔ یعنی متوجہ ہونا اللہ رب العزت کا اپنے بندے کیطرف جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے ﴿أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ (یعنی جدھر تم منہ کرو وہیں اللہ موجود ہے) مثلاً بندہ اپنی آنکھ اور بینائی میں غور کرے تو بالیقین اُسکو معلوم ہوجائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر متوجہ ہوکر میری طرف توجہ کی تو یہ نعمت عظمیٰ بینائی چشم کی بلا استحقاق و بلا درخواست و بلا شفاعت مجھ کو عنایت ہوئی پس اسیطرح پر اور ہزاروں نعمتوں کو خیال کرے بلکہ جسقدر چیزیں عالم میں موجود ہیں اُن میں غور کرنے سے معلوم ہوجائیگا کہ ہر ایک شئے اسی کے واسطے ایک نعمت ہے اور ہر ایک چیز افلاک سے لیکر خس و خاشاک تک اسکے ساتھ ایک خصوصیت رکھتی ہی۔ پس اسیطرح پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور کرکے ہر دم اُنکو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس جب اسطرح پر رحمت الٰہی بلا غرض بندہ کی طرف متوجہ ہے تو اسیطرح بندہ کو چاہیئے کہ طرف خداوند تعالیٰ کے محض واسطے حصول رضا کے بلا تمنا کسی مرتبہ عزت اور جاہ اور اعتبار کے اور بلا توقع حصول ثواب جنت و نجات عذاب نار کے اُسکی طرف متوجہ ہو۔ چنانچہ طریق اس مراقبہ کا یہ ہے کہ کسی شان الٰہی پر متوجہ ہوکر ہر دم اُس شان پر ٹکٹکی لگائے رکھے اور زبان حال و قال سے اُس شان کے کھلنے کا ملتجی رہے۔ پس جب یہ مراقبہ وجہ اللہ کا بخوبی سرانجام کو پہنچیگا تو وہ بندہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوکر ایک نور مقدس الٰہی

جو ہر مومن کے حصے میں آیا ہے اُسکو مرحمت ہو جائیگا - اور وہی نور تخم عقل کا ہی اور عقل اس تخم کا شجر ہے اور ایمان اس شجر کا ثمر ہے چنانچہ آیہ کریمہ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا میں اس نور ازلی کیطرف اشارہ ہی - پس اس مراقبہ وجہ اللہ کے کرنیوالونکو وہ نور پہلے پہل دُور سی مثل ستارہ کے چمکتا ہوا دکھائی دینے لگتا ہی - اور پھر آہستہ آہستہ نزدیک ہوتا جاتا ہے - آخر کو پیشانی پر بمقام سجدہ پہنچکر تمام بدن میں پھیل جاتا ہے - اور جیسے آدمی نور بینائی سی ظاہری چیزونکو دیکھتا ہے ویسے ہی اس نور ازلی سے مرضی نامرضی خداوند تعالی کو معلوم کرنے لگتا ہی - پس جب یہ طالب کسی کام کا قصد کرتا ہے یا کسی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ہر ایک قسم کا تغیر اُس تجلی میں بطور اظہار رضامندی یا نارضامندی حق تعالی کے پیدا ہوجاتا ہے - اور بعض کم درجہ بزرگوں کا نور قلب سے تجاوز نہیں کرتا - وہ لوگ جب قصد کسی کام کا کرتے ہیں پس اگر رضامندی آلہی اس کام سے متعلق ہی تو اُسوقت ایک قسم کی بشاشت اور انشراح اُنکے دلوں میں اور رغبت طرف اُس کام کے خود بخود اُنکے اندر پیدا ہوجاتی ہی - اور اگر نارضامندی الہی اُس کام میں شامل ہی تو ایک قسم کا انقباض اور نفرت اُس کام کیطرف سے اُنکے دل میں لاحق ہوجاتی ہی - اور یہ دریافت رضا یا نارضا باری تعالی کی کچھ اجتہاد یا قیاس سی نہیں ہوتی - بلکہ بمنزلہ چشم ظاہری کے یہ شناخت اُن کو حاصل ہوجاتی ہی - اس مقام کے لوازمہ سے ہے خلعت مکالمہ سے سرافراز ہونا اور کسی خدمت ولایت کا اُسکے تفویض ہونا ۔

اب بعد بیان کرنے سلوک راہ ولایت کے طریق حصول تو راہ نبوّت کا بیان کرکے تعلیمات احمدیہ کو ختم کیے دیتا ہوں -

طریق توبہ / جو شخص طالب راہ نبوّت کا ہو اُسکو بعد تہذیب اخلاق و ادائی عبادات پہلی چیز جو ضروری ہے وہ حاصل کرنا توبہ کا ہی تفصیل اُسکی یہ ہی کہ طالب راہ نبوت کو چاہیئے کہ منہیات شرعیہ کو خواہ قبیل اعتقادات سی ہوں خواہ قسم افعال اور اقوال سے خواہ اخلاق اور ملکات سے خواہ جنس افراط و تفریط عبادات سی ہوں ان سب کو قرآن و حدیث سی تنقیح اور تفتیش کرکے ٹھیک کرے اور اُسکے بعد خلوت میں بیٹھ کر غور کری کہ ناخوشی ایسے منعم حقیقی اور بے نیاز تحقیقی کی میری حق میں کہ سر سی پاؤں تک احتیاجوں سی بھرا ہُوا ہوں کسقدر بُری اور قبیح ہوگی - اور اس خیال کو اپنے ذہن میں ایسا مستحکم کرے کہ عظمت ناخوشی اُس منعم حقیقی کی اُسکے ذہن میں جگہ پکڑ لیوی کہ جب اُسکی ناخوشی کا تصور کری تو اُسکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوجائیں - اور بُرائی منہیات شرعی کی اُسکے قلب و عقل کو گھیر لے اور اُسکے باطن میں خوف اور دہشت پیدا ہوجائے - پس جب اس مراقبہ میں مزاولت پیدا ہوجائے تو پھر عظمت قرآن مجید کی خیال کرے کہ یہ (یعنی قرآن مجید) ایک صفت صفاتِ ازلیہ ربانیہ سی ہی اُسکو اِس عالم امکان میں کسی طرح بھی مناسبت نہ تھی - مگر اُس ربّ العزت نے محض اپنی عنایت سی عربی زبان کے لباس میں اُسکو نازل فرماکر اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان ایک واسطہ ٹہرا دیا ہے - القصہ عظمت اِس کلام پاک کی بھی اُسکے ذہن میں ایسی مستحکم ہوجائے کہ جسوقت اپنی نظر مصحف مجید پر ڈالے تو مارے عظمت کے اُسکی آنکھیں چُندھیا جائیں اور سینہ اُسکا پاش پاش ہوجائے - پس جب عظمت اِس کلام پاک کی بھی کما حقہ جگہ پکڑلے تو اُسوقت قصد توبہ کا کرے کہ کسی مبارک دن میں مثل جمعہ یا عرفہ کے مُصحف مجید کو ساتھ لیکر کسی خالی مکان میں داخل ہو اور جناب باریتعالی میں بہت عاجزی سی عرض کری کہ بار خدایا میں ہر طرح سے عاجز ہوں - اور تو ہر چیز پر قادر ہی - توبہ کہ قدم اوّل راہ نبوت کا ہے مجھ کو عنایت فرما اور میری بے لیاقتی پر نظر نہ کر - کیونکہ لیاقت دینا بھی تیری ہی ہاتھ میں ہی بموجب بیت ؎

تو گر ساقی شوی در رو تنگ ظرفی نمی آید　　　بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا

اُسکے بعد صلوٰۃ التسبیح بہ نیت ساقط ہونے گناہ اور حصول توبہ کے نہایت خشوع اور خضوع اور حضوری قلب سے ادا کرے بعد ادائی نماز وہی انعامات حق اور نتائج قبیحہ اللہ کی ناخوشی اور غضب کے اور اپنی کمال بیزاری منہیات شرعیہ سی انچول

میں حاضر کریں۔ اگر اسوقت عظمت اور خوف الٰہی اُسپر ظاہر اور غالب ہو کر اُسکے خیال و قلب و وہم اور ظاہر و باطن کو گھیرلے تو بہتر ورنہ پھر کسی دن بقاعدۂ مذکورہ بالا عمل کریں۔ اور جسدن وہ حالت پیدا ہوجائے تو اِسی اثنا میں عظمت کلام مجید کی اور اُسی کو ایک واسطہ درمیانی اپنے اور درمیان اللہ ربّ العزت کے ایسے حیثیت طور پر ملاحظہ کریں کہ سینہ اُسکا اِس خیال سے بھر جاوے۔ اُسوقت تعظیم قلبی کے ساتھ ایک نظر مصحف مجید پر ڈالکر کہے کہ بارخدایا میں نے اِس تیرے کلام پاک کو تیری حضور میں اپنا شفیع کیا اور ساتھ اِس حبل متین کے میں نے اپنے کو مضبوط باندھا۔ پھر سارے گناہوں سے توبہ کرکے اور قرآن مجید کو ایک توسّل قرار دیکر زبان سے عرض کریں بارخدایا تیری عنایت پر توکل و بھروسا کرکے اتباع شریعت کو ہر حال میں میں نے اپنے اوپر لازم کرلیا اور جانب شرع کو اپنے نفس و جان اور مال و آبرو اور فرزند و عیال اور اُستاد اور پیر اور تا غرض تمامی مخلوقات پر میں نے ترجیح دی۔ اے بارخدایا میں عاجز محض ہوں تیری عنایت پر توکل کرکے التزام اِس امرِ عظیم کا میں نے اپنے اوپر کرلیا ہے۔ پس تو محض اپنے کرم عمیم سے اِس عہد کو مجھ سے پورا کرا۔ بعد ازاں اِس محاکمہ اور اقرار کا ہمیشہ خیال رکھنا ضرور ہے کہ ایسے شہنشاہ عالیجاہ سے میں نے عہد کیا ہے مبادا اسمیں ذرا فرق ہو کر داغ نقض عہد کا دائماً میری پیشانی پر لگجاوے۔ اسکے بعد اگر ممکن ہو تو اِس توبہ کو کسی ایسے بزرگ کے ہاتھ پر جو اتباع قرآن و حدیث اور اجتناب بدعات میں اُس زمانہ میں مشہور ہو ظاہر کرلے لیکن ہر حال میں قرآن مجید کو مرشد حقیقی اور اِس بزرگ کو شیخ ظاہری خیال کیا کرے۔ جب طالب راہ نبوت کو رسوخ کامل مقام توبہ میں حاصل ہوجائے تو ذکر ایمانی اور مراقبہ ایمانی کی جیسے اوپر مذکور ہوا مزاولت پیدا کرے اور اِس ذکر سے کچھ کثرت ذکر یا مجاہدۂ نفس یا ضبط اوقات مراد نہیں ہے۔ مگر وہ حالت جو اوپر مذکور ہوئی اُسمیں پیدا ہوجایا کرے اور ایکبارگی ایسی کثرت بھی نہ کرے جس سے طبیعت ملول ہوجائے۔ بلکہ بتدریج نفس کو اُسکا عادی بنائے۔ پس اِسطرح پر کچھ وقت ذکر میں اور کچھ وقت فکر میں صرف کیا کریں اور اُسکے عمدہ مؤیدات سے خلق اللہ کی خدمت کرنا ہے خصوصاً یتیموں اور مسکینوں اور مفلسوں اور مریضوں اور محتاجوں کی۔ اور جب ایمانی اپنے کمال کو پہنچیگی تو منزل فناء ارادہ کو جو اظہر علامت اِس طریق کی ہے پہنچ جائیگا۔ اور فناء ارادہ کی بھی اِس طریق میں دو قسم ہیں ایک وہ جو مبادی سلوک راہ نبوت میں حاصل ہوتی ہے اُسکا مطلب تو یہ ہے۔ اپنے ارادہ کو حق تعالیٰ کے ارادہ کا تابع کرے۔ دوسری جو انتہائے سلوک میں نصیب سالکین ہوتی ہے اُسکا مطلب یہ ہے کہ بڑے انتظار و ورود امر از جانب مولا سے خود اپنے ارادہ کو معطل کردے۔ اور اِن بزرگوں پر رحمت ربانیہ اور حکمت یزدانیہ منکشف ہوجاتی ہے اور جو حکم مولا کیطرف سے صادر ہوتا ہے اُسی کو جستی اور چالاکی سے عمل میں لاتے ہیں۔ اور جب فناء ارادہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو ایسے بزرگ زمرۂ محدثین اور شہدا میں داخل ہوجاتے ہیں۔ اِسکے بعد مراقبہ عظمت اختیار کریں اور معیت اور قرب علمی کو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس ہر حرکت اور سکون کو جو اُس سے یا اُسکے غیر سے صادر ہو خیال کریں کہ حق تبارک و تعالیٰ اُسکو جانتا اور دیکھتا ہے۔ اور اپنے تئیں خلوت اور جلوت بلکہ ساری حالتوں میں تنہا نہ جانے اور اُسکا خیال ایسا ہوجائے کہ گویا اُسکے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص موجود ہے جو علاقہ پدری و علاقہ تربیت و ولایت اور علاقہ سلطانی و آقائی و آبائی و اُستادی و پیری و نیز علاقہ محبت اُسکے ساتھ رکھتا ہے اور محض قرب وجودی پر اکتفا نہ کرے بلکہ یہ بھی ذہن نشین کرلے کہ وہ شخص دیکھ کر اور سنکر اطاعت مطیع کی اور اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اُسپر تحسین و آفرین کرتا ہے۔ اور قرب و وجاہت دُنیا میں اور ثواب جزیل عقبیٰ میں عطا فرماتا ہے اور گناہ گنہگار کے دیکھ کر اُسپر لعنت اور نفرین کرتا ہے۔ اور ذلت و خواری دُنیا میں اور عذاب شدید عقبیٰ میں کرتا ہے۔ اور نکتہ گیری اور نکتہ نوازی اُسکی شان ہے۔ اور یہ اذعان اسقدر اُسپر غالب آئے کہ حال اُسکا مانند اُس شخص

کے ہو جائے کہ جس کو کسی نے پکڑ کر دریائے زخار کے اوپر لٹکا رکھا ہو۔ پس جب وہ شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ میں گرا اور غرق ہوا۔ اور جب آسمان کو دیکھتا ہے تو وہاں تک اپنا پہنچنا محال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی اُس شخص کے کہ جس نے اُسکو لٹکا رکھا ہو کسی کے ہاتھ میں نہیں دیکھتا ہو۔ پس تبدیل ہو جاتا ہے کہ جب تک وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہو امواج بحر زخار اور گرد باد ہوا مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتی۔ اور جب اُس نے میرا ہاتھ چھوڑا تو ہر ایک چیونٹی اور مکھی اور ایک چھوٹی سی موج دریا اور ایک ہلکا سا جھونکا میری ہلاکت کے لیے کافی ہو۔ اسی واسطے بزرگان دین طریق نے سلاطین جبابرہ سے باوجود قلت اپنے مددگاروں کے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہو چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہو۔ اور اس جزو زمان میں جب مقدمہ خادمان سید صاحبؒ عدالت انبالہ میں پیش ہوا تو دو مسلمان ملزم بھی بلا خوف ایسی بہادری اور جرارت سے حاکم عدالت کو جواب دیتے رہے کہ جنکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوتے جاتے تھے پس جب مراقبہ عظمت کا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو توکل کی اصل اور روح اُن کے ہاتھ آجاتی ہو۔ اور بعض لوگ اس مقام پر پہنچکر اہل خدمات سے مقرر ہو جاتے ہیں +

میں نے یہاں تک سلوک راہ نبوت اور سلوک راہ ولایت کا ایک لب لباب آپکی تعلیمات عجیبہ سے منتخب کر کے لکھدیا ہے جس کو زیادہ شوق ہو وہ صراط المستقیم آپ کے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے +

حصہ سوم

اب میں آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنے کے بعد آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیوں کا ذکر شروع کرتا ہوں۔ ناظرین نے اس سوانح کے شروع (صفحہ) میں پڑھا ہوگا کہ اس سفر جہاد سے سات برس پہلے جب آپ نے بمقام رامپور چند نو آمدہ ولایتوں کی زبانی کئی مسلمان عورتوں کو سکھوں کا زبردستی کافر کر کے اپنی جورو بنا لینے کا حال سنا تھا اُسیوقت بوجہ حمیت اسلامی اور درد ایمانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانان پنجاب کو سکھوں کے ہاتھوں سے نجات حاصل ہو۔ اب بعد ادائے حج جب کسیقدر مسلمان آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئے تو آپنے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھوں سے جن سے اُسوقت سرکار انگریزی بھی احتیاط کرتی تھی جہاد کرنے اور مسلمانان پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا۔ اُسوقت آپکے ساتھ قریب دس بارہ ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہو گئے تھے جنہوں نے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانے کا عہد واثق آپکے ساتھ کر لیا تھا۔ ۱۲۴۱ھ ہجری کے شروع میں آپ براہ تھانیسر (جائے ولادت جامع کتاب ہذا) مالیر کوٹلہ۔ ممدوٹ۔ بہاولپور۔ حیدر آباد سندھ۔ شکارپور۔ جاگن۔ خان گڈھ۔ درہ ڈھادر۔ درہ بولن۔ پشین قندھار۔ کابل۔ پھر براہ درہ خیبر داخل پنجاب ہو کر پشاور آئے۔ اور پشاور سے ہشت نگر واقع ملک یوسف زئی میں پہنچکر کچھ عرصہ تک موضع خویشگی میں ٹھیرے۔ پھر نوشہرہ کو تشریف لے گئے۔ مورخوں نے جو آپکے ہمراہ رکاب تھے آپ کے اس دور دراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزارہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھا ہو جس سے معلوم ہوتا ہو کہ اُن جنگی اقوام میں سے جو آپکی راہ میں پڑی تھیں لاکھوں خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئی تھی۔ جب آپ ملک یوسف زئی میں پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے جس شتر پر آپ سوار ہو کر وہاں پہنچے تھے

چند ماہ میں اُنکے زین پوش کے جھالر کے تار جھڑ کر گر گئیں۔ اور جب تار باقی نہ رہے تو اس اونٹ کی پشت کے بال جھڑ کر الگ ہوگئے۔ اور کوئی اونٹ کے پاؤں کے نیچے کی خاک اپنے سر اور آنکھوں کو ملتا تھا۔ ملا امام حشت نگر میں پہونچا جہاں تین تین غازیوں میں ایک ایک نان اور شلغم بطور رسد تقسیم ہوا۔ باوجود اس عسرت کے پھر بھی ہر شخص نہایت شاداں و فرحاں تھا۔ سید صاحبؒ نے جماعت مجاہدین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نہ کرو وہ پیدا کرنیوالا خزانۂ غیب سے تم کو برابر روزی پہنچائیگا۔ بوقت شب شعار مقرر ہوکر ہر ایک سردار کو اُس سے اطلاع دیگئی۔ سب غازی بلا امتیاز مراتب مثل پروانہ آپکے گرد اگرد بستر کر کے سو رہے بوقت تہجد سارے لشکر نے اُٹھ کر نماز پڑھی اور حضرت کی دُعا میں شریک ہوئے۔ بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان برادر خورد امیر دوست محمد خان بہت سے آدمیوں کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوئے ❊

جب آپ کے ارادے اور جمعیت لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہونچی تو سردار **بُدھ سنگھ** مع دس ہزار لشکر کے آپکے مقابلے کے واسطے بھیجا گیا۔ اِس سردار نے بمقام اکوڑہ جو نوشہرہ سے بقدر سات آٹھ کوس کے ہے اپنا لشکرگاہ کیا۔ لشکر مجاہدین اور لشکر سکھوں کے بیچ میں دریائے لُنڈہ حائل تھا ❊

سید صاحبؒ نے جدال و قتال شروع کرنے سے پہلے ایک اعلام نامہ تحریری دربار لاہور کو حسب قاعدہ شریعت اِس مضمون کا بھیجا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرو اُسوقت ہمارے برابر ہو جاؤ گے اور ہم بجائے جنگ و جدال کے ہر طرح تمہاری اعانت کرینگے۔ جبراً کسی کو داخل اسلام کرنیکا حکم نہیں ہے۔ اگر بخوشی خود تم کو اسلام منظور نہ ہو تو (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قائم رہ کر ہماری اطاعت اختیار کر کے جزیہ دینا قبول کرو اِس حالت میں بھی جبتک تم مطیع رہوگے ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے کرینگے۔ (۳) اور اگر یہ دونوں امور مذکورہ بالا تم کو منظور نہ ہوں تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ گو ہم اسوقت تعداد میں تھوڑے ہیں مگر ملک یاغستان اور سارا ہندوستان راہ خدا میں جان دینے کو تیار ہے۔ اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا دوست رکھتے ہیں جیسا تم شراب کو۔ دربار لاہور نے براہ نخوت اِس اعلام کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ قاصد آوردۂ اعلام کو دربار سے نکلوا دیا۔ اِس سبب سے اب جنگ کی تیاری شروع ہوئی ❊

سردار بُدھ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو بطمع زر اپنا جاسوس مقرر کر کے سید صاحبؒ کے لشکر میں واسطے جاسوسی اور لانے خبروں کے بھیجدیا۔ قندھاریوں کی ایک جماعت نے جو قریب دو سو آدمی کے آپ کے لشکر میں اُس جاسوس کو گرفتار کر کے سید صاحبؒ کے حضور میں حاضر کیا۔ جب سید صاحبؒ نے بوقت شب تنہائی میں بلا کر پوچھا تو اُس نے صاف صاف کہدیا کہ مجھ کو سردار بدھ سنگھ نے جاسوس مقرر کر کے بھیجا ہے۔ مگر اب میں بُری نیت سے تائب ہو کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ اور اسوقت کے بجائے جاسوسی لشکر اسلام کے میں لشکر کُفّار کی خبر میں حضور میں لایا کرونگا۔ چونکہ آپ کے مزاج میں رحم بھرا ہوا تھا آپنے اُسکو معاف کر کے معرفت اللہ بخش خان جمعدار بوقت شب طرف لشکر سردار بدھ سنگھ کے صحیح و سلامت واپس بھجوا دیا۔ دوسرے دن صبح کو **امیر خان** سردار قوم خٹک ساکن اکوڑہ سید صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا پہلے اُسنے سید صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا کہ **خواص خان** پسر فیروز خان میرا بھتیجا جو مُدت سے میرا مخالف ہے سردار بُدھ سنگھ کو ترغیب دیکر چڑھا لایا ہے۔ سردار مذکور اکوڑہ میں مقیم ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ ملک سمہ میں اگر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کرے سو سردار بُدھ سنگھ کا ملک سمہ میں بڑھ کر آنا خوب نہیں ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر بندگان عالی کے نزدیک مناسب ہو تو لشکر اسلام پیش قدمی کر کے دریائے لُنڈہ سے پار اُتر کر اُسکے آگے بڑھنے کو مانع ہو۔ اِس مصلحت کو سید صاحبؒ نے پسند

کر کے ہنت نگر سے کوچ کیا اور موضع خویشگی میں جو جانب اکوڑہ ہی قیام فرمایا۔ لیکن خویشگی ایک چھوٹا سا گاؤں تھا
وہاں دو ایک وقت کی رسد کا بہم پہنچنا بھی دشوار تھا یہاں تک کہ بسبب نہ ملنے رسد کے اُس شام کو نوبت فاقہ لشکر کی
پہنچ گئی۔ تب آپ نے فضل الٰہی پر بھروسا کر کے واسطے بہم پہنچانے روزی مومنین کے جناب باری میں دُعا کی۔ دُعا کو تمام
ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ بوقت اذان عشا کے ایک اجنبی آدمی نے سید صاحب کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ
ایک کشتی آٹے سے بھری ہوئی کنارہ دریا پر موجود ہے۔ آپ اپنے آدمی بھیجکر آٹے کو منگوا لیجئے۔ آپ نے چند آدمی
آٹا لانے کے واسطے بھیجدیے اور بقیہ آدمیوں کے ساتھ نماز عشا جماعت سے پڑھی۔ قریب پندرہ من پختہ آٹا کشتی
سے آیا سید صاحب نے اُس آٹے میں سے تھوڑا سا آٹا اُٹھا کر دعا برکت کر کے پھر اُس آٹے کو انبار آٹے میں ڈالدیا اور
تقسیم کرنے کا حکمدیا۔ گو بمقابلہ ایسے لشکر کثیر کے آٹا بہت کم تھا مگر برکت دُعا حضرت کے سارے لشکر کو بقدر حاجت ہو گیا
سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔

جنگ اکوڑہ

اسوقت آپ کا لشکر آٹھ جماعتوں یا پلٹنوں میں منقسم تھا۔ جماعت اول خاص حضرت امیر المومنین کی تھی جس کے
نائب سردار مولوی محمد یوسف پھلتی تھے۔ اور یہ جماعت ہمیشہ ریٹ ونگ یعنی لشکر کا میمنہ رہا کرتی تھی۔ جماعت
دوم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی تھی یہ جماعت ہمیشہ اڈوانس گارڈ یعنی مقدمۃ الجیش رہتی تھی۔ جماعت سوم سید
محمد یعقوب صاحب کی تھی کہ نائب سردار اس جماعت کے شیخ بڈھن تھے۔ اور یہ جماعت ہمیشہ لفٹ ونگ یعنی
لشکر کا میسرہ رہا کرتی تھی۔ جماعت چہارم الٰہ بخش خانصاحب کی تھی۔ یہ جماعت ہمیشہ ریر گارڈ یعنی ساقۃ العسکر
رہتی تھی۔ پانچویں جماعت سردار مُلا لال محمد قندھاری تھے۔ چھٹی جماعت کے سردار مُلا قطب الدین ننگرہاری
ساتویں جماعت کے سردار میرزا احمد بیگ پنجابی۔ آٹھویں جماعت کے سردار جعفر خان قندھاری۔ یہ چاروں
جماعتیں آخر الذکر قلب لشکر میں تعینات رہتی تھیں۔ ان جماعتوں کے سوا ایک گروہ مجاہدین پلاؤڈ یعنی قافل
معین لشکر کا رہتا تھا جنکا کام خیمے کھڑے کرنا اور متفرق کام تھے۔ سید صاحب مع وزرا و خود قلب لشکر
میں چلا کرتے تھے۔ خویشگی سے کوچ کر کے لشکر نوشہرہ میں پہنچا۔ بمجرد پہنچنے لشکر اسلام کے نوشہرہ میں جاسوسوں نے
یہ خبر حضور میں پہونچائی کہ سردار بدھ سنگھ مع لشکر کفار اکوڑہ میں داخل ہو گیا اور لشکر اسلام پر حملہ کی تیاریاں
کر رہا ہے۔ اسوقت سید صاحب نے حکمدیا کہ کوئی آدمی کمر نہ کھولے بلکہ ہر شخص مسلح رہے۔ اور قبل از غروب آفتاب
ہر آدمی اپنے کھانے پینے سے فارغ ہو جائے۔ بوقت ظہر سید صاحب نے اپنے مشیروں سے مشورہ کر کے سب جماعتوں
میں سے جوان اور تندرست اور چست چالاک اور شجاع آدمیوں کو منتخب کر کے ایک سریہ تیار کیا۔ الٰہی بخش خان
جمعدار کو اس سریہ کا امیر مقرر کر کے اپنی دستار مبارک اُنکے سر پر بندھوا دی۔ اور فرمایا کہ تم تھوڑے سے آدمیوں
کو بطور طلایہ ساتھ لیکر دریا سے عبور کر کے اُس کنارہ دریا پر قیام گاہ مقرر کر آؤ۔ چنانچہ جمعدار مذکور بعد عبور
قیام گاہ لشکر مقرر کر کے پھر نوشہرہ کو لوٹ آیا اور لشکر آہستہ آہستہ پار اُترنے لگا۔ جب سب آدمی سریہ کے عبور
کر چکے تو جمعدار مذکور بھی حضرت سے آخری رخصت حاصل کر کے شریک سریہ ہو گیا۔ حضرت نے جمعدار سریہ کو یہ بھی فرمایا
کہ جب تم آگے بڑھنے لگو تو ہر ایک آدمی کو گیارہ گیارہ بار سورہ لایلاف قریش پڑھنے کا حکم دو۔ کل آدمی اس سریہ
کے قریب نو سو کے تھے۔ اور لشکر سردار بدھ سنگھ اس وقت کا یعنی نو ہزار سے بھی زیادہ تھا۔ جب یہ سریہ لشکر اسلام
سے جدا ہونے لگے تو ہر ایک آدمی شوق شہادت کا دل سے خواہاں تھا۔ ہر آدمی نے اپنے اپنے ساتھیوں سے قصور معاف کر کے

یہ وحشت کی بھی گر بندگی ہے تو یہاں ورنہ میدان حشر میں پھر ملاقات ہوگی - قریب آدھی رات کے یہ سریہ کنارہ
دریا سے جانب اکوڑہ روانہ ہوا - اس تاریک شب میں کل آدمی ۹۰۰ کے بمبر تھے - واقع ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۴۲ھ
ہجری مطابق ۲۰ دسمبر ۱۸۲۶ء یہ پہلی جنگ سکھوں سے ہوئی - دو تین گھڑی رات باقی ہے یہ سریہ لشکر کا بدشمن بمقام اکوڑہ
پہنچا اور وہاں جاکر دیکھا کہ سکھوں نے اپنے لشکر کے چاروں طرف خاربندی کر رکھی ہے جب یہ سارا سریہ خاربندی دشمن تک
جا پہنچا تو دفعتاً سارے لشکر نے باواز بلند تکبیر کہہ کے یکبارگی خاربندی کے اندر حملہ کیا - دشمن سراسر غافل تھے - آواز تکبیر
سے خواب غفلت سے جگایا - جب حملہ آور لشکر خاربندی کے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ایک سنتری نے بندوق چلائی جس سے
شیخ باقر علی عظیم آبادی سب سے اول شربت شہادت نوش کر کے زمین پر گر پڑے - اسوقت سب غازی سکھوں کے قتل میں
مصروف ہوئے - ملکی لوگ جو ساتھ گئے تھے لوٹ پر ٹوٹ پڑے - ہر ایک غازی نے بقدر ہمت و جرات خود داد شجاعت دیکر
صدہا سکھوں کو واصل جہنم کیا - چنانچہ **عبدالمجید خان** جہان آبادی کے ہاتھ سے چودہ کافر مارے گئے - چودھویں وار پر انکی
تلوار بھی ٹوٹ گئی مگر انہوں نے پھرتی کر کے مولوی **احمد دین** صاحب جو دو تلواریں باندھے ہوئے تھے ایک تلوار لیکر قطع
و برید شروع کی - چنانچہ اس دوسری تلوار سے بھی انہوں نے بہت سے کافروں کو مارا - عبداللہ یا ہدایت اللہ مخنث
جس کا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے سات آٹھ کافروں کو تہ تیغ کیا - **اللہ بخش خان و شمشیر خان و غلام رسول خان**
وحیدر خان و شیخ ہمدانی و علی حسن و شیخ بڈھن و شیخ رمضان نے بڑی داد شجاعت کی دی - یہ سب شجاعان
لشکر اسلام مثل شیر جسطرف حملہ کرتے تھے خون کی ندیاں بہنے دیتے تھے - ان کی آواز تکبیر سے کافروں کو غش آجاتا تھا
لشکر کفار میں بھگی پڑ گئی - غازیوں نے لشکر کفار کے توپخانہ پر بھی قبضہ کر لیا - گولانداز کے ہاتھ سے جلتی ہوئی مہتابی
چھین لی - اس ہڑبڑاہٹ میں خود سردار بدھ سنگھ پھرتی کر کے اپنے خیمے سے نکلکر بھاگ گیا - اسوقت ملکی لوگ کفار
کا مال لیکر بھاگ رہے تھے جس سے ترتیب جنگ مجاہدین ابتر ہو گئی تھی - سردار بدھ سنگھ نے موضع اکوڑہ میں
پہنچکر نقارہ بجوانا شروع کیا - جس کی آواز پر پراگندہ لشکر سکھوں کا جمع ہو گیا - تب سکھوں کی قواعد دان پلٹنوں نے
جمع ہوکر چند باڑھیں حملہ آوروں پر ایسی ماریں کہ جن سے اکثر شجاع تلوار باز بیشتر مجاہدیوں کے شہید ہو گئے
اس موقع پر اللہ بخش خان جمعدار نے چاہا تھا کہ خاربندی سے باہر نکل آئیں مگر دوسرے تشنگان شہادت نے ان کو
للکارا اور شرم دلائی وہ اسیدم مع پچاس ساٹھ آدمیوں کے مثل زخمی شیر کے پھر لوٹ پڑا - اسوقت دونوں لشکروں
میں دست بدست جنگ شمشیر بازی و نیزہ بازی کی شروع ہوئی - اللہ بخش خان جمعدار نے پھر پیٹھ نہ موڑی بلکہ مع
اپنے ہمراہیوں کے اس میدان میں کام آیا - اس عرصہ میں صبح نمود ہونی شروع ہو گئی تھی - اسوقت بایار **اکبر خان**
کے لشکر مجاہدین خاربندی کفار سے باہر نکل آیا - لشکر کفار نے خاربندی سے باہر قدم رکھ کر تعاقب کا ارادہ نہیں کیا
بلکہ اپنی جان کا بچنا غنیمت سمجھا - لشکر مجاہدیوں نے بقدر دو میل خاربندی کفار سے ہٹکر اذان اور امامت سے
نماز صبح کی ادا کی اور ایک گھڑی دن چڑھتے کے قریب یہ سریہ مظفر و منصور کنارہ دریا ے لنڈہ پر آ پہنچا جس کے
دوسرے کنارہ پر سید صاحبؒ اسکے خیر مقدم کے منتظر کھڑے تھے - اسی دم کیفیت جنگ اور حال شہدا من و عن
سید صاحبؒ کے حضور عرض کیا - حضرتؒ نے شہدا کے واسطے دعا خیر کر کے مجروحین کی مرہم پٹی اور تیمارداری کا حکم دیا
سردار بدھ سنگھ اسی دن مارے خوف کے اکوڑہ کو چھوڑ کر تین کوس پیچھے ہٹ کر سیدو نام بستی میں جا اترا
اس پہلی جنگ میں حسب مندرجہ ذیل ۳۶ نفر ہندوستانی مجاہدین شہید اور قریب ۳۵ آدمیوں کے مجروح ہوئے
اور لشکر سکھوں میں سات سو آدمی جان سے مارے گئے اور اسیقدر زخمی ہوئے - نام نامی شہدا اکوڑہ کے یہ ہیں:
اللہ بخش خان مورانوی امیر سریہ - شیخ باقر علی قاسم علی - عبدالمجید خان جہان آبادی - شمشیر خان جمعدار مورانوی -

شیخ بڈھن - شیخ رمضانی مورانوی - شیخ عبدالغنی خالص پوری - علی حسن گنتوری - غلام حید خان خالص پوری - غلام رسول خان خالص پوری - خدابخش خان عمبئی - شاول خان خیرآبادی - کریم بخش بڈھانوی - میاں جی احسان اللہ بڈھانوی - شیخ معظم جگدیس پوری - دین محمد کوہستانوی میواڑہ - عبداللہ میو - قاضی طیب - امام خان ...وی - اولاد علی ماڑھوی - ہمایوں بیگ لکھنوی - امام الدین خان رامپوری - باز خان خالص پوری - سید محمد اسماعیل ...وی - محمد ... خرم پوری - قیم خان حسین پوری بڈھانوی - سید عبدالرحمن سیالی - شیخ مخدوم مسجد فتحپوری دہلوی - غلام نبی خان ... - عبدالرزاق دیوبندی - جواہر خان لکھنوی - منور خان ملیح آبادی - عبدالجبار مورانوی - حیات خان بریلوی - برکت اللہ بنگالی - سید عبدالرحمن سندھی - حسن خان سندھی ؛

اس جنگ سے سردار بدھ سنگھ اسقدر ہراساں ہوا تھا کہ اُس نے جانب لاہور بھاگ جانا چاہا تھا - مگر قلعدار اٹک نے اُسکو منع کیا اور کہا کہ تمہارے بھاگ جانے سے لشکر خلیفہ خیرآباد اور اٹک تک پہونچکر اس ملک کو اپنے قبض و تصرف میں کر لیگا ایک مذہبی ناتجربہ کار گروہ کی پہلی جنگ بمقابلہ ذوکوئی قواعد دان فوج سکھوں کے ایسی ہوئی کہ جسکا تہلکہ لاہور تک پڑگیا مسلمانوں کے دل بڑھ گئے بڑی بڑی اُمیدیں قائم ہوگئیں - اگرچہ مسلمانوں کے بڑے بڑے نامی شجاع اس جنگ میں کام آئے مگر بہرحال مسلمانوں کا شہرہ اِس جنگ نے تمام ملک میں پھیلا دیا - مُلکی سردار جوق جوق آکر مبارکباد دینے لگے ہندوستان کو اِس فتح نمایاں کی نوید لکھکر روانہ کی گئی - اِس جنگ کے دو روز بعد خادی خان سردار قلعہ ہنڈ نے آکر حضرتؒ سے بیعت کی اور سب لشکر کو مع حضرت کے ہنڈ کو لیگیا - ہنڈ ایک بادشاہی وقت کا پرانا قلعہ دریائے اباسین کے کنارہ پر نہایت بارونق اور پُرفضا مقام تھا - اُسی جگہ قیام گاہ لشکر مجاہدین کا مقرر ہوا - اِسوقت تعداد لشکر مجاہدین کی قریب پانچہزار آدمیوں کے تھی ؛

شبخون حضرو

اِسی مقام پر اباسین کے دوسرے کنارہ پر بفاصلہ تین چار کوس کے حضرو نامی بازار واقع تھا جس میں نہایت مالدار مہاجن دوکانداری کیا کرتے تھے - یہ بازار حضرو سکھوں کے قبضہ میں تھا - حضرو کے قریب سکھوں کی ایک گڑھی تھی جس میں ایک توپ رکھی ہوئی تھی - اُسی سے اس گھاٹ اور بازار کی نگرانی کی جاتی تھی ؛

خادی خان اور دوسرے سرداران اُس نواح نے سید صاحب سے عرض کیا کہ بازار حضرو ہر قسم کے مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے اور سکھوں کا ایک مرکز ہے - اگر بوقت شب اُس بازار پر ایک سریہ بھیجا جائے تو بہت مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے - سید صاحبؒ نے اُنکے جواب میں فرمایا کہ بمقام اکوڑہ بہت سے غازی شہید اور مجروح ہو گئے اور ہمارے ساتھی ابھی تک اِس مُلک کی راہ و رسم و نشیب و فراز سے بھی واقف نہیں ہیں - اگر تم کو یہ کام کرنا منظور ہے تو تم خود کر سکتے ہو - اُن لوگوں نے حضرتؒ کی زبان مبارک سے اشارہ اجازت پاکر عرض کیا کہ ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہندوستانی مجاہدین کی ہم کو مدد ملے - آپ ہمارے واسطے دُعا فرمائیں ہم اِس کام کو بخوبی انجام دے لینگے - اِس گفتگو کے بعد مُلکیوں نے شبخون حضرو کی تیاری شروع کی - ہندوستانی مجاہدین میں سے ایک آدمی بھی اُن کا شریک نہیں ہوا - مگر قندھاریوں میں سے کہ وہ بھی لالچی افغان تھے چھیالیس آدمی حضرتؒ سے اجازت طلب کر کے شریک ہو گئے - مگر حضرت سید صاحبؒ نے اِس شرط پر قندھاریوں کو اجازت بخشی تھی کہ اگر اُس بازار و قریہ میں کوئی مسلمان ہو اور وہ ابھی دعوت جہاد سے ناواقف ہو اُسکے جان و مال کو گزند نہ پہنچانا ؛

جب ایک تہائی رات گذر گئی اِس مُلکی سریہ نے بذریعہ کشتیوں اور جالوں اور شناور ... کے اباسین ... پار اُتر کر قریب آدھی رات کے بازار حضرو پر شبخون مارا اور خوب مال لوٹا - جب سید صاحبؒ نماز صبح سے فارغ ہوئے اُسوقت ایک آدمی مع ایک ... شیخ ... سید صاحبؒ ... حضرو اور گڑھی کی ... کہا کہ قندھاریوں نے بعد تسخیر کرنے بازار حضرو کے

گئی اور دشمن کی توپ پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ اور یہ گھوڑا اسی مال غنیمت میں سے بطور ہدیہ حضور کے پاس لایا ہے۔
سید صاحب نے اس ہدیہ کو قبول فرما کر پھر اسی لانے والے کو واپس عنایت کر دیا جب صبح روشن ہوئی تو دیکھا گیا کہ بابا حضرو
کی طرف سے ولایتی لوگ بہت سا مال سروں پر رکھے چلے آتے ہیں۔ اور اُنکے پیچھے قندھاریوں کی جماعت بھی جو کہ
اس حملہ کی ہوئی تھی بھاگتی اور بندوقیں سر کرتی ہوئی چلی آتی ہے۔ پھر دیکھا کہ اُن قندھاریوں کے تعاقب میں پندرہ
سوار سکھوں کے سوار بندوقیں چلاتے ہوئے بڑی جوش و خروش سے آ رہے ہیں۔ اباسین سے تھوڑے فاصلہ پر قندھاریوں نے
ایک چھوٹی سی نہر کے کناروں کی آڑ پاکر اُن دشمنوں کے سواروں کو روکنا چاہا۔ وہ سوار مخالفین تھوڑی ہی دیر تک
تھے کہ اس عرصہ میں قریب پانسو سوار اور پیادوں دشمن کے جا بجا سے جمع ہو کر اپنے پندرہ سواروں کی مدد کو آن
پہونچے۔ اس پچھلی کمکی فوج کے ساتھ دو شاہین بھی تھیں۔ مگر اس فوج نے اُن قندھاریوں اور پندرہ سواروں
کو اپنے حال میں چھوڑ کر اُن ملکیوں پر جو مال مغروقہ لیکر آگے بڑھ گئے تھے شاہین چلانا شروع کیا ملکی لوگ شاہین
کی گولیوں سے پراگندہ اور بیقرار ہو کر کوئی نشاس پر اور کوئی گھاس کے گٹھے پر سوار ہو کر مع مال مغروقہ پار ہونے
لگے۔ اسوقت سوائے ۱۴ نفر قندھاریوں کے دفع دشمن کیطرف کوئی بھی متوجہ نہ تھا۔ ملکی لوگ حسب عادت قدیمہ
خود مال مغروقہ لیکر بھاگنے لگے۔ ملکیوں کے آگے دریائے قہار اباسین اور پیچھے دشمن کی شاہین تھیں۔ بیچارے
ملکیوں کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اس افراتفری میں بہت ملکی لوگ بدحواس ہو کر مع مال مغروقہ کے اباسین کی تہ
ہوئے۔ سید صاحبؒ نے جب یہ کیفیت دیکھی تو سردار خادیخان کو بلا کر حکم دیا کہ جلد اپنے آدمیوں کو زیر حکم انور شاہ
کے قندھاریوں کی مدد کے واسطے روانہ کرو۔ اسوقت وہ چند قندھاری پانسو دشمنوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ خادیخان
کے آدمیوں کے ساتھ قریب پچاس نفر ہندوستانی بھی بلا حکم و اجازت سید صاحبؒ کے اباسین سے پار اتر گئے۔ جب
خادیخان کے آدمی عبور کر گئے تو سید صاحبؒ نے ہندوستانی فوج کو حکم دیا کہ سب لوگ کمر باندھ کر اباسین کے اس
کنارہ پر کھڑے ہو جاؤ۔ اب اُن پچاس ہندوستانیوں نے جو خادیخان کے آدمیوں کے ساتھ قندھاریوں کی امداد
کو گئے تھے اپنی بھرمار شروع کی اور ایک لمحہ میں اپنی بھرمار کے زد سے پانسو کافروں کو شکست فاش دیکر پیچھے ہٹا
دیا۔ بلکہ چند میل تک اُن کا تعاقب کر کے اُن کو حضرو کی دیواروں کے اندر داخل کر دیا۔ برکت اللہ بنگالی اور حیات خان
دو آدمی اس حملہ میں شہید ہو گئے اور چند آدمی خفیف سے زخمی ہوئے۔ مگر کفار کے سینکڑوں آدمی ان چند لمحوں میں
دار البوار کو پہونچے۔ اِن دونوں واقعوں اکوڑہ اور حضرو کے بعد سید صاحبؒ کو معلوم ہو گیا کہ اس ملک کے آدمی
طامع اور خود رائے ہیں۔ اپنی طمع اور خود رائی سے جنگ کو بے زیب زینت کر کے ہندوستانیوں کے گلے ڈالدیتے ہیں
ان دونوں سریوں میں اگرچہ لاکھوں روپیہ کا مال ولایتیوں کے ہاتھ آیا مگر حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم نہیں ہوا
جسکے ہاتھ آیا اپنے گھر کو لے گیا۔ حضرو کے وقوعہ کے بعد سردار خادیخان نے چاہا تھا کہ سب مال جمع ہو کر حسب
قاعدہ شریعت کے تقسیم ہو مگر ملکی قابض مال مقابلہ کو کھڑے ہو گئے اور کسی کی نہیں سُنی اسواسطے باتفاق جملہ
علماء و رؤسائے ہندوستانی اور ولایتیوں کے ۱۲ تاریخ جمادی الثانی ۱۲۴۲ ہجری کو سید صاحبؒ کے ہاتھ پر
بیعت امامت اور خلافت حقہ کی کی گئی۔ تاکہ امام برحق آیندہ کو انتظام جہاد اور تقسیم غنائم اور اقامت جمعہ اور
دیگر احکام شریعت اور نصب قاضی اور محتسب وغیرہ کا کر کے خلافت حقہ کو جاری کریں اور اس صورت میں سب مسلمانوں پر
اُن کی اطاعت اور فرمانبرداری فرض اور واجب ہو جائے اور اُسکے حکم کی نافرمانی کرنیوالا خاطی اور جہنمی اور باغی
قرار دیا جائے۔ تمامی ہندوستانی اور ملکی علماء اور رؤسا نے آپکی امامت پر تجدید بیعت کی اور نماز جمعہ قائم ہو کر خطبہ
آپ کا نام پڑھا گیا۔ سردار یار محمد خان اور سلطان محمد خان اور سردار پیر محمد خان حاکمان پشاور نے بذریعہ خطوط

تک امامت کو دل و جان سے قبول کر لیا - اسی تاریخ کو ایک خط مع تشریح و بیان کل واقعات [illegible]
بہت سے علماء ہندوستان کو بھی خبر بھیجی - جب یہ خط ہندوستان میں پہنچا تو علما نے ہندوستان نے بھی آپ کی امامت
کو تسلیم کر لیا - سرداران پشاور کی قبولیت اور تسلیم کو لوگ دغا اور دھوکہ ہی سمجھتے تھے اور سید صاحب سے کہتے تھے کہ
یہ لوگ دغا باز ہیں ضرور کوئی دغا بازی کر کے اپنی قدیمی چال دھوکہ بازی کو کسی بھاری موقع پر ظاہر کرینگے - اسکے
جواب میں سید صاحب فرماتے تھے کہ دل ہر کسی کا اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے - اگر وہ لوگ دغا کرینگے تو اسکا ثمرہ دغا
سے پاوینگے - اس واقعہ نصب امام کی خبر دربار لاہور میں بھی پہنچی - جس سے ایک قسم کی ہیبت سکھوں پر غالب
ہوگئی تھی - آئندہ آنیوالے واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ دربار لاہور نے سرداران پشاور سے سازش کر کے سید صاحب
کی ذات مقدس کا دفعیہ کسی حیلۂ بے ایمانی سے کرنا چاہا تھا ◆

اس واقعہ بیعت امامت کے بعد ہر سہ سرداران پشاور نے مع لشکر کثیر اور توپ کے موضع سرائی میں جو قریب
نوشہرہ کے ہے پہنچکر سید صاحب کو خبر دی کہ ہم مع اسقدر سامان حرب اور ضرب کے آپکی تائید اور نصرت کے واسطے
حاضر ہیں آپ مع لشکر مجاہدین تشریف لاکر سکھوں سے جنگ شروع کیجیے - یہ خبر سنکر سید صاحب نے نواب اشرف خان
اور سردار خادی خان کو مع پانسو آدمیوں کے سرداران پشاور کی ملاقات کیواسطے نوشہرہ کو روانہ کر دیا جب یہ دونوں
سردار مرسلہ سید صاحب سرداران پشاور سے ملاقات کر کے ہنڈ کو واپس آئے - اُسوقت ایک خط سردار بدھ سنگھ
سکھوں کے جنرل کا سید صاحب کے حضور میں پہنچا جسمیں بعد اظہار بڑے لمبے چوڑے القاب کے یہ درخواست تھی انہوں
نے بھیجے کہ اکوڑہ اور حضرو پر ہوا کچھ فائدہ نہیں ہے اگر آپ اصل سید اور بہادر ہیں تو میدان میں ہم سے جنگ کر کے
فیصلہ کر لیں - جسکے جواب میں سید صاحب نے اپنی نیت اور ارادہ اور ما فی الضمیر سے اُس سردار کو بذریعہ اپنے خط کے
آگاہ کیا - چنانچہ وہ اصل خط سید صاحب کا بنام سردار بدھ سنگھ ضمیمہ کتاب ہذا میں درج ہے ◆

ان ایام میں بھی لشکر مجاہدین پر بسبب ہونے خرچ کے بلا کی تنگی تھی - اکثر فاقے مست رہتے تھے درختوں کے
پتوں اور گھاس پات پر انکی گذران تھی ◆

چڑھائی افواج سکھان بعد وقوعہ حضرو اور پسپا ہونا سکھوں کا بلا مقابلہ کے

حضرو کے شبخون کے بعد دو تین ہزار فوج سکھوں کی کنارہ دریا اباسین پر محاذی ہنڈ کے جمع ہوگئی اور براہ
دھوکہ بازی دو تین توپ اور چھ سات شاہین کو اس لشکر نے اپنے عقب میں چھپا رکھا تھا تاکہ نادان حملہ آوروں پر
یکبیک اُن کو سر کر کے بدلا لیں - جب خبر آمد لشکر کفار کی سید صاحب کو پہونچی تو آپنے اپنے آدمی بھیجکر کشتیوں
کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور سردار اشرف خان نے سید صاحب کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو
ملکی فوج سے ان دشمنوں پر حملہ کر کے اُن کو پسپا کر دیں - آپ تبرکاً چند ہندوستانی مجاہدین ہمارے ساتھ کر دیں
تاکہ بہ برکت انکے وجود مقدس کے ہمکو غلبہ اور نصرت حاصل ہو - سید صاحب نے سردار مذکور کی درخواست کو منظور کیکے
بجائے چند آدمیوں کے بہت سے آدمی انکے ساتھ کر دیئے - جب یہ حملہ آور لشکر کنارہ دریائے اباسین پر دشمنوں کے
مقابل ہوا تو انہوں نے اپنی مخفی توپ اور شاہین کو سامنے کر کے گولہ باری شروع کی ملکی لوگ توپوں کی آواز سنکر
کافور ہو گئے - ہر چند سردار اشرف خان نے انکو فرار ہونے سے روکنا چاہا مگر کوئی تخویف یا تدبیر انکو فرار سے نہ روک سکی
جب یہ کیفیت ہوئی تو آخر کار ہندوستانی مجاہدوں نے اباسین سے عبور کر کے دشمنوں پر حملہ کرنا چاہا - ابھی مجاہدین
کی کشتیاں اور خیک (مشک) دریا کی منجدھار میں پہنچی تھیں کہ دشمنوں پر مجاہدین کی ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ

تو آپ بے سروسامان کے بعد فرار ہوگئے - اور نوبت مقابلہ کی نہیں پہنچی ۔

جنگ سیدو و دغابازی سرداران پشاور

اس موقعہ کے بعد سید صاحبؒ مع لشکر مجاہدین و سرداران سمہ کے بجانب لشکر سرداران پشاور نوشہرہ کو تشریف لیگئے - اسوقت تقریباً بیس ہزار فوج مع آٹھ ضرب توپ و سرداران پشاور کے دریائے لنڈہ کے اس پار خیمہ زن تھے سید صاحبؒ بھی دریائے لنڈہ سے عبور کرکے شامل لشکر سرداران پشاور کے ہوگئے - اس وقت سرداران پشاور بڑی تواضع اور مدارات سید صاحبؒ کی کرتے تھے - ہر روز قسم قسم کے میوے اور کھانے سید صاحبؒ کیواسطے بھیجتے تھے اور وہیں سیدو کے میدان میں سکھوں سے جنگ کی تیاریاں ہو رہی تھیں - اسوقت مع افواج سرداران پشاور و سرداران سمہ اور مجاہدین کے قریب ایک لاکھ فوج کے سید صاحبؒ کے زیر حکم تھی مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہو رہا تھا سکھوں کی چھاتیاں کانپ رہی تھیں - صبح کو ایک جنگ عظیم ہونیوالی تھی - اس جنگ عظیم کی بدیعہ نذر محمد اور ولی محمد کشمیری اقوام شیعہ کے جو سردار یار محمد خان کے نوکر اور سید صاحبؒ کیواسطے کھانا لانے پر مقرر تھے کھچڑی اور گنڈیریوں میں زہر ہلاہل کھلایا گیا - تقدیر سے اس شب کو خلاف عادت خود اس ہر قسم کھانے میں سے سید صاحبؒ نے ایک لقمہ کو کسی کو نہیں دیا - سب کا سب آپ نوش جان فرماگئے - زہر اگرچہ قاتل تھا مگر اللہ رب العزت نے سید صاحبؒ کی ذات مقدس کو اسکی قوی تاثیر سے محفوظ رکھا - لیکن پھر بھی شب کو آپ سخت علیل ہوگئے - علی الصباح دونوں لشکر صف آرائی کرکے سیدو کے میدان میں مقابل ہوئے - سردار یار محمد خان نے سید صاحب کی سواری کے واسطے ایک لنگڑا ہاتھی بھیجا جسکے مہاوت وغیرہ آپ کے در دولت پر حاضر ہوکر آپکے سوار ہونیکے سخت متقاضی ہوئے - جب مولوی محمد اسمعیل صاحبؒ سید صاحبؒ کی خوابگاہ میں تشریف لیگئے تو دیکھا کہ سید صاحبؒ بیہوش پڑے ہیں اور قے خود بخود آپ کو جاری ہے جس سے زہر بتدریج خارج ہو رہا ہے - مولوی محمد اسمعیل صاحب نے آپسے عرض کیا کہ جنگ شروع ہوگئی اور آپ کی سواری کیواسطے ہاتھی در دولت پر حاضر ہے - آپنے اس تنگ حالت میں بھی یہی فرمایا کہ مجھ کو ہاتھی پر سوار کرکے میدان جنگ میں پہنچا دو - چنانچہ چند آدمیوں کے سہارے سے اسی حالت میں آپ ہاتھی پر سوار ہوئے اور میدان جنگ میں پہنچے - صرف چند آدمی آپکی علالت سے واقف تھے - آپکے ہاتھی کو مسلمان میدان جنگ میں دیکھ کر دلیر ہوگئے اور کفار پر حملے شروع ہوئے - سکھوں کے سنگھر یعنی خاربندی کے اندر تک حملے کرتے ہوئے سرداران سمہ پہونچگئے - اسوقت بظاہر درانیوں (سرداران پشاور) کی فوج بھی دامن کوہ میں مسلمانوں کی مدد پر حاضر تھی - اور تفنگ سے اور توپوں کی بھرمار کر رہی تھی - مگر بندوق اور توپوں میں خالی بارود بھری جاتی گولے اور گولیاں نہیں ڈالی جاتی تھیں - شاہزادہ گدڑی شاہ نام ایک بڑا شجاع آدمی حملہ کرتا ہوا سکھوں کے خیموں تک پہنچگیا اور وہیں کام آیا - سمہ کے سردار بھی اسوقت بڑی شجاعت اور بہادری سے حملہ پر حملہ کر رہے تھے - ہر طرف سے آثار فتح مسلمانوں کے نمایاں تھے - جب جنگ خوب گرم ہوئی تو دو سوار سرداران پشاور کے لشکر سے نکلکر سیدھے رکو توک سکھوں کے لشکر میں چلے گئے اور وہاں کے سپہ سالار سے ملاقی ہوکر جیسے گئے تھے ویسے ہی بے گزند واپس چلے آئے - اور سرداران پشاور کے پاس جاکر کچھ اسنے سرگوشی کی - اسوقت سرداران پشاور میدان جنگ سے مع لشکر و توپخانہ خود فرار ہوگئے - جب سرداران سمہ نے درانیوں کو بھاگتے دیکھا وہ بھی شکستہ دل ہوکر بھاگنے لگے - اب ساری جنگ بیچارے ہندوستانیوں پر آپڑی - وہ اسوقت اپنے مقدور بھر خوب دل توڑکر لڑے - جب سکھوں کو حسب اشارہ درانیوں کے سید صاحب کا ہاتھی معلوم ہوگیا تو انہوں نے اس لنگڑے ہاتھی کو اپنی کل توپوں کا نشانہ

بنا لیا۔ صدہا گولے غبن شیں کرتے ہوئے ہاتھی مذکور کے آس پاس جا لگے تھے۔ عادت بھی جو غالباً ماہرانہ دغا بازی کے تھے ہاتھی کو میدان جنگ سے نہ ہٹاتے تھے۔ اُسوقت مجبوراً لوگوں نے سید صاحب کو ہاتھی سے اُتار کر گھوڑے پر چڑھا لیا۔ اس دغا بازی کے سبب لشکر اسلام تتر بتر ہوگیا اور میدان جنگ سکھوں کے ہاتھ رہا۔ سید صاحب پر بار بار بیہوشی اور غشی جاری تھی۔ اُسوقت بصلاح سردار فتح خان کے سید صاحب کو موضع چینگلئی میں لے گئے کچھ عرصہ تک آپ اُس گاؤں میں مقیم رہے۔ زہر کھانے کی تاریخ سے آٹھویں روز آپکو ہوش آیا۔ اُسوقت آپنے مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ سے سب حال دریافت فرمایا۔ مولانا ممدوح نے کل کیفیت زہر خورانی اور دغا بازی یار محمد خاں اور دیگر سرداران سمہ اور ابتری لشکر مجاہدین کی مفصل آپ سے عرض کی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ سب مجاہدین کو ایک جا جمع کرلو اور جو کچھ مجھ پر گذرا وہ بسبب مواخذہ بعض میری خطاؤں کے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے اُن خطاؤں سے مجھ کو پاک کردیا۔ تم سب مجاہدین کو تسلی دیکر کہو کہ اس تکلیف کے بعد اللہ رب العزت بہت راحت دیگا۔ اور جن لوگوں نے مجھ کو زہر دیا وہ بھی حکمت سے خالی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے میرے جد امجد حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو مجھ پر جاری کرادیا۔ اُسکے بعد سید صاحبؒ نے جناب باری میں بہت الحاح وزاری سے دُعا کی۔ موضع چینگلئی سے اخوند میر آپکو موضع مکدری میں لیگئے۔ اسی جگہ پر ولی محمد اور رند محمد کشمیری جنہوں نے آپ کو زہر دیا تھا گرفتار ہوکر آپ کے سامنے لائے گئے مگر آپنے براہ حلم و ترحم بزرگانہ اُن سے کچھ مواخذہ نہیں کیا۔ بلکہ جب دوسرے لوگ اُنکے قتل پر مستعد ہوئے تو آپنے مخفی طور پر بوقت شب اُن کو فرار کرادیا*

سردار یار محمد خان وغیرہ کی اس دغا بازی کے بعد باتفاق تمامی علماء و رؤسائے ہندوستانی و ولایتیوں کے ایک فتویٰ اوپر ثبوت نفاق سرداران مذکور کے بدلائل شرعی تحریر ہوکر اُسپر مُہریں ثبت ہوئیں۔ اور ایسے منافقوں کا خون بحل کیا گیا۔ اس لڑائی کے بعد بھی بوجہ تنگی خرچ غازیوں پر سوائے بے خانمانی کے فاقہ کشی کی سخت تکلیف تھی۔ سردی کا موسم تھا۔ ملک میں برف پڑرہی تھی۔ غازیوں کے پاس رہنے کو مکان تھا نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ کھانے کو کوئی چیز تھی۔ اکثر چار چار فاقے کرا کے پڑ کر کسی دن کسی گاؤں میں دعوت ہوگئی یا کسی درخت کی پتیاں اُبالکر اور نمک ملاکر بھوکھ کو دبا دیا مگر اسپر بھی بوجہ جوش ایمانی ہر ایک غازی نہایت شادان اور فرحان اور صابر و شاکر تھا۔ بعض دن فی غازی ایک ایک مٹھی جوار کی ملتی جسکو پیسکر بطور نشاستہ پانی میں جوش کرکے اور نمک ملاکر پی لیتے اور اُسکو دُنیا کی ہزاروں نعمتوں سے بہتر سمجھ کر شکر اور حمد باریتعالیٰ زاید از حد کرتے تھے۔ سید صاحبؒ نے لشکر کی یہ کیفیت تنگی گذران کی دیکھ کر واسطے فراخی رزق مومنین کی دُعا کی جسکی برکت کے سبب جب آپ مع لشکر موضع نواکئی میں پہنچے تو اُس ملک کے لوگوں نے کھانے اور کپڑے وغیرہ سے حتی المقدور خود مجاہدین کی خوب تواضع کی۔ اور گھر گھر چھپے مجاہدین کو تقسیم کردیا۔ یہاں سے چلکر آپنے مُلک بنیر اور سوات کا خوب دورہ کیا۔ قریب تمام کے یہ دونوں مُلک آپ کے حلقۂ بیعت میں داخل ہوگئے۔ اسی سفر میں بمقام کوٹ گرام مولوی محمد یوسف پھلتی کا انتقال ہوا۔ جب یہ خبر انتقال آپکو پہنچی آپ مسجد میں تھے۔ آپنے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اور آسمان کیطرف نگاہ کرکے فرمایا کہ دُنیا ایک بڑی مصیبت کی جگہ ہے جو یہاں سے ثابت قدم گیا وہی مراد کو پہنچا۔ پھر مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کیطرف مخاطب ہوکر آپنے فرمایا کہ یوسف جی اس لشکر کے قطب تھے آج یہ لشکر قطب سے خالی ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ یوسف جی بڑے قانع اور متوکل اور زاہد اور مستقل مزاج اور مستقل حال تھے۔ سید صاحبؒ نے خود اُنکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اپنے دست مبارک سے قبر میں اُتارا۔ اُسوقت تک ہندوستان کے قافلے سندھ قندھار کابل کا لمبا چکر کھا کر مدتوں میں پہنچتے تھے۔ سید صاحب اُسوقت تک اس دَور دورہ میں تھے کہ بہت سے قافلے

ہندوستان سے پہنچگئے۔ چنانچہ مولوی قلندر اور قاضی احمد اللہ اور مولوی عبدالحی صاحب و میاں مقیم رامپوری
کے لشکر مع خرچ ضروری کے یکے بعد دیگرے پہنچگئے۔ جب مولوی عبدالحی صاحب کے آنے کی خبر آپکو پہنچی اور انکو
لانے کے واسطے ایک منزل تک آپنے اپنا جمپان (محافہ) بھیجدیا۔ اور لب دریا تک انکا استقبال کرکے انکو
لیئے اور اپنے پاس ایک ہی مکان میں ان کو اتارا۔ اس دورہ سیر سے فارغ ہوکر قبل از عید الضحیٰ ۱۲۴۳ھ
ہجری آپ مع لشکر مجاہدین پنجتار میں لوٹ آئے۔ اور پنجتار کو اپنا ہیڈکوارٹر (یعنی لشکرگاہ) بنایا۔ اسوقت
لشکر مجاہدین پر بہت فراخی تھی کہ ہر کس ایک ایک تا ملوث غلہ روزانہ ملتا تھا۔ جس سے آدمی خوب سیر ہوکر کھا
لیتے۔ بروز عید فی نفر ایک ایک سیر گوشت تقسیم ہوا۔ کپڑا دھونے کے واسطے صابون بھی سرکار سے
ملتا تھا۔ لیکن تقدیر سے بوجہ آمد موسم خشکی کے پنچکیاں بند ہوگئیں تھیں۔ لوگ اپنا اپنا آٹا اپنے اپنے ہاتھ سے
بخوشی تمام پیس لیتے تھے اور اپنے واسطے لکڑیاں جنگل سے آپ لے آتے تھے۔ اور اپنے کپڑے اپنے ہاتھ
سے دھو لیتے۔ اسوقت بہت سے پنجابی آدمی تنخواہدار نوکر بھی تھے۔ جن کو پانچ پانچ روپے ماہوار اور کھانا
سرکار سے ملتا تھا۔ مجاہدین کی آپس میں بہت محبت اور ارتباط اور ہمدردی اور اخوت اسلامی تھی۔ ایکدوسرے
پر جان دینے پر حاضر تھا۔ بیماروں کی گندگی اور قئے وغیرہ اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے۔ کسی شخص کو
کسی کام سے کچھ عار نہ تھی۔ ہر شخص کو پوری نفس کشی حاصل ہوچکی تھی۔ بڑے بڑے متبحر مولوی مخدوم زمان
اپنے ناخواندے اور جاہل ساتھیوں کی خدمت کو اپنا فخر اور کمال سمجھتے تھے۔ کبر و منی کی بیخکنی ہوگئی تھی فحش
گوئی اور بدزبانی کا نام نہ رہا تھا۔ اصل تہذیب اور اخوت اسلامی کا پورا پورا ظہور ہو رہا تھا۔ ایکروز مولوی
الٰہی بخش رامپوری چکی پیس رہے تھے کہ سید صاحبؒ بھی اسوقت وہاں تشریف لے آئے اور انکے ساتھ پیسنے
کو بیٹھ گئے اور ایک سیر سے زیادہ گیہوں انکے ساتھ پسوائے۔ جب غازی لوگ پہاڑ پر لکڑیاں لانے کو جاتے
تو بارہا سید صاحبؒ بھی انکے ساتھ جاکر ایک گٹھہ لکڑیوں کا اپنے سر پر رکھ کر لاتے تھے ÷

شبخون ڈمگلہ

ان دنوں میں چاروں طرف سے آپکو عرضی پر عرضی خوانین اور سرداران ملک کی اس مضمون کی آرہی تھیں کہ
مع لشکر مجاہدین یہاں تشریف لاکر مقابلہ سکھوں یا قومی دشمنوں کے ہمکو مدد دو۔ اس عرصہ میں ایک وکیل
حبیب اللہ خان رئیس پکھلی کا مع ایک عرضی کے پہنچا۔ جسمیں لکھا تھا کہ ایک گڑھی پر سکھوں نے حملہ کرکے
میرے بیٹے کو محصور کرلیا ہے۔ اسکی مخلصی کیواسطے ایک سریہ مجاہدین اسطرف روانہ کریں۔ اسواسطے اب
بھیجنا ایک سریہ مجاہدین کا واسطے مدد مظلوم اور محصور مسلمانوں کے ضرور ہوا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کو
اس سریہ کا امیر مقرر کرکے میاں محمد مقیم رامپوری کو مع ایک سو نفر آمدہ رامپور اور کچھ بعض تجربہ کار پرانے آدمیوں
کو بجانب پکھلی روانہ کردیا۔ یہ سریہ بخیریت تمام پکھلی پہنچا۔ سردار ہری سنگھ نلوہ ناظم پکھلی و ہزارہ نے خبر آمد
لشکر مجاہدین کی سنکر پھول سنگھ نام اپنے کسی افسر کو مع دو تین ہزار فوج کے واسطے مقابلہ مجاہدین کے موضع ڈمگلہ
میں بھیجدیا۔ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کو خبر آمد لشکر کفار کی موضع ڈمگلہ میں معلوم ہوئی تو آپنے خوانین پکھلی
سے مشورہ کرکے ایک شبخون کی تیاری کی۔ منجملہ سو آدمیوں اہل سریہ کے پچاس نفر مجاہدین مع ڈیڑھ ہزار ملکیوں کے
زیر حکم میاں محمد مقیم کے بوقت شب ڈمگلہ کو روانہ کیے گئے۔ اور مولوی خیر الدین شیرکوٹی میاں محمد مقیم کے نائب
مقرر کیے گئے۔ اور شعار اس شبخون کا عبداللہ تجویز ہوا۔ جائے قیام لشکر مجاہدین سے ڈمگلہ صرف ایک میل ہوگا۔ ڈمگلہ

تک پہنچنے میں اُن ڈیڑھ ہزار ملکیوں میں سے صرف قریب تین سو آدمیوں کے باقی بچ گئے اور باقی سب کافور ہو گئے۔ اور لشکر بدھ سنگھ مع ملکی آدمیوں کے قریب چھ ہزار کے تخمینہ کیا گیا تھا۔ حسب دستور سکھوں کے لشکر کے گرد سنگم یعنی خار بندی تھی۔ میاں مقیم بلا وہاں پہنچنے کے ساتھ ہی قلعہ بندی کے اندر کود کر با آواز بلند تکبیر کہی جس سے کفاروں کے دل ہل گئے۔ پھر بندوق اور سرا بینوں کی بھرمار اِس پھرتی اور سرعت سے شروع کی کہ کفاروں کو مشکل سے نقارہ بجانے کی مہلت ملی۔ نقارہ کی آواز پر کافر دو صف ہو کر دونوں طرف سے بندوقیں سر کرنے لگے۔ میاں مقیم اور اُسکے کل بچاس نفر ہمراہیوں نے چار حملے پے در پے کر کے چھ ہزار کافروں کو خار بندی سے باہر نکال دیا۔ جب لشکر کفار سب مال اسباب چھوڑ کر خار بندی سے باہر ہو گیا تو ملکیوں نے کافروں کا مال لے لیکر بھاگنا شروع کیا۔ کافروں نے ڈمگلہ کے گاؤں میں جا کر دم لیا۔ اور واسطے دریافت کرنے تعداد اور کیفیت حملہ آوروں کے چند چھپر کے گھروں میں آگ لگا دی۔ جنکی روشنی سے وہ معلوم کر گئے کہ غازی بہت تھوڑے اور ملکی اسباب لے لیکر بھاگ رہے ہیں۔ دشمن قریب تھے کہ خار بندی کے چاروں طرف سے حملہ کریں۔ یہ کیفیت دیکھ کر بمشورہ مولوی خیر الدین میاں محمد مقیم اپنے زخمیوں کو اُٹھا کر فوراً خار بندی سے باہر ہو گئے۔ کفار باوجود اسقدر کثرت لشکر کے مجاہدین کی بھرمار سے ایسے شکستہ دل اور ہیبت زدہ ہو گئے تھے کہ مجاہدین کی واپسی میں کوئی بھی مانع اور مزاحم نہیں ہوا۔ اس سریہ کے چھ سات آدمی شہید اور اسیقدر زخمی ہوئے۔ کفار کے تین سو آدمی مردار ہونے کی خبر سُنی گئی۔ جب یہ سریہ بعد فتح ڈمگلہ کے خوشی بخوشی واپس چلا آرہا تھا۔ راہ میں اُنہوں نے بندوقوں کی آواز سُن کر معلوم کیا کہ قیام گاہ پر بابین مولوی محمد اسمعیل رح کے جنگ ہو رہی ہے۔ یہ لوگ جلدی جلدی قدم اُٹھا کر قیام گاہ کو واپس گئے۔ وہاں پہنچنے سے پہلے مولانا محمد اسمعیل صاحب رح نے کفار کو ایک یادگار سبق دیکر لپسا کر دیا تھا +

جنگ شنگاری

مولوی محمد اسمعیل صاحب رح کے سریہ میں دور و نزدیک سے فاقہ تھا مگر شبخون ڈمگلہ کی شام کو کچھ غلہ میسر آگیا تھا کہ بعد واپس سریہ ڈمگلہ کے بقیہ مجاہدین میں سے کوئی کھانا پکا رہا تھا اور کوئی کھا رہا تھا۔ اور کوئی دوسرے روز کیواسطے خمیر کر رہا تھا اُسوقت یہ بہانہ رو ند گشت ایک سکھوں کا لشکر گڑھی شنگار سے جو قیام گاہ مجاہدین سے تھوڑے فاصلے پر تھی باہر نکلا۔ مولوی محمد اسمعیل صاحب رح امیر لشکر کو جنگی نگاہ اسی گڑھی کیطرف تھی یہ گمان ہوا کہ دشمن مقابلہ کو آتے ہیں آپ نے جھٹ پٹ اپنے لوگوں کی کمر بندی کر کے ایک دو باڑھ مار کر اُن پر حملہ کر دیا اور فرمایا کہ یارو جانے نہ دو۔ کفار نے بھاگنا شروع کیا۔ اُسوقت ایک شخص نے لشکر کفار کے عقب میں سے اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی ہیں تم کیوں بھاگتے ہو۔ یہ پکار سنکر لشکر کفار پھر لوٹ آیا اور مقابلہ شروع ہوا۔ اُسوقت مولانا محمد اسمعیل رح کے ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی آدمی لشکر کے نگران تھے۔ مگر یہ بارہ آدمی جنکے سردار مولانا محمد اسمعیل غازی تھے مثل دیوار سیسہ کے وہیں جم گئے اور بھرمار شروع کی۔ اُسوقت ایک کافر تلوار کھینچکر مولانا پر حملہ آور ہوا آپنے قبل از ضرب شمشیر اُسکو گولی سے مردار کر دیا۔ جب آپ دوسری بار بندوق بھر رہے تھے اُسوقت دوسری کافر نے تلوار سے آپ کے قتل کا ارادہ کیا اُسکو بھی آپنے گولی سے دار البوار کو پہنچا دیا۔ پھر آپ تیسری بندوق بھر کر پیالہ میں رنجک ڈال رہے تھے اُسوقت ایک کافر کی گولی آپکی اُنگلی پر لگی۔ اُس گولی کے صدمہ سے آپ کا ہاتھ پیالہ بندوق سے جدا ہو گیا۔ اُسحالت میں آپنے وہ بندوق تو چلا دی۔ مگر جب آپنے چوتھی بار بندوق بھرنے کا ارادہ کیا تو اُس مجروح اُنگلی سے اتنا خون بہنا شروع ہوا کہ جس سے باروت بھی تر ہو گئی اور ہاتھ میں طاقت بندوق بھرنے کی بھی نہ رہی۔ اُس حالت بے بسی میں ایک کافر نے ننگی تلوار سے مولانا پر حملہ کیا۔ مولانا نے براہ ہوشیاری اُسکے ڈرانے کے واسطے خالی بندوق اُسکے سامنے کر دی۔ جسکے خوف سے وہ فوراً پسپا

بسب ہوگیا اور مولانا اُسکی ضرب سے بچ گئے۔ اسکے بعد کفار کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بارہا اس
انگلی کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ قبول فرمالے تو یہ انگشت شہادت بھری کی ہے۔ ورنہ بہت سے
زخم لگتے ہیں اور ان میں کچھ ثواب نہیں ہوتا۔ اسی شب میں ایک سَو نفر سکھ ان بارہ آدمیوں کے ہاتھ سے مرا اور چند
اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ اسی شب کو سردار حبیب اللہ خان کا لڑکا جو سکھوں کے محاصرے میں محصور تھا کسی حیلہ
سے صحیح وسالم محاصرہ سے باہر نکل آیا۔ بعد مخلصی پسر سردار حبیب اللہ خان جسکے چھڑانے کے واسطے یہ سریہ گیا تھا۔ اب اس
ملک میں مجاہدین کی مدد کی ضرورت نہ رہی۔ اسواسطے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مع اپنے سریہ کے مظفر و منصور پنجتار
کو واپس آئے۔ مولانا صاحب ابھی تک پنجتار تک پہنچے تھے کہ راہ میں خبر آمد قافلہ سید احمد علی صاحب ہمشیرہ زادہ سید
صاحب اور قافلہ مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی اور قافلہ مولوی خرم علی صاحب بلہوری اور مولوی محمد علی
صاحب بلہوری اور مولوی محبوب علی صاحب دہلوی وغیرہ کی جن میں چھ سو نئے آدمی ہو گئے سُنی اور یہ بھی سُنا کہ
مولوی محبوب علیصاحب ایک فساد عظیم برپا کرکے مع بہت نئے آدمیوں کے ہندوستان کو واپس بھی چلے گئے۔ پنجتار
میں پہنچکر مولوی محبوب علیصاحب کی واپسی کا حال اسطرح پر سُنا گیا کہ جب مولوی محبوب علیصاحب مع دیگر قافلوں کے بسبب
سدّراہ ہونے دُرانیوں کے مقام کندو میں ٹھیرے ہوئے تھے تو سید صاحب ہمیشہ خط پر خط بھیجکر اُنکی تسلی کرتے
رہتے تھے کہ میں جلد راہ امن کی تجویز کرکے تم کو بُلا لیتا ہوں۔ اس عرصہ میں مولوی مظہر علیصاحب عظیم آبادی بطور
حاکمانہ گھاٹ والوں پر جبر او تعدی کر کے مع اپنے قافلہ کے سید صاحب تک پہنچگئے۔ مولوی محبوب علیصاحب بڑے
تیز مزاج اور خود رائے آدمی تھے دُرانیوں کے سدّراہ ہونے کی وجہ سے خفا ہو کر بلا دیکھے بھالے نشیب و فراز زمانہ کے
مقام کندو سے لکھنے لگے کہ سکھوں کا پیچھا چھوڑ کر پہلے اِن کلمہ گو کافروں یعنی دُرانیوں سے جنگ و جدال شروع کرو۔
خیر مولویصاحب بھی مع دیگر قافلوں کے بخیریت تمام پنجتار میں ہو پہنچگئے۔ لیکن مولوی محبوب علیصاحب جو راہ کی
سختیوں اور دُرانیوں کی روک سے افروختہ ہو رہے تھے پنجتار میں پہنچکر بھی وہ برافروختگی رفع نہ ہوئی بلکہ نفس اور
شیطان کی شراکت اور ترغیب سے روز بروز اسکا شعلہ بڑھتا گیا۔ پنجتار میں پہنچکر مولوی محبوب علیصاحب مجاہدین کی
جماعت میں شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ اپنا خیمہ لشکر سے الگ کھڑا کرکے اُسمیں رہنے لگے اور بے تحقیق و تفتیش دیوانوں کی
مانند خود سید صاحبؒ پر اُنہوں نے اعتراضات شروع کر دیے۔ اوّل اعتراض اُن کا یہ تھا کہ سید صاحب کا علیحدہ باورچیخانہ
کیوں ہے اُسکے جواب میں سید صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ علیحدہ باورچیخانہ مہمانوں کے واسطے ہے جو لگاتار روزانہ چلے آتے
ہیں کچھ میری ذات کے واسطے نہیں ہے۔ مگر میں حسب قاعدہ سنت نبوی مہمانوں کی خاطر داری اور تواضع کے واسطے
شریک طعام ہوتا ہوں۔ اور صرف وُہی غلہ اور بکری و مُرغی وغیرہ جو لوگ خاص میری ذات کے واسطے تحفتاً ہدیۃً
بھیجتے ہیں اُسمیں پکتا ہے۔ کچھ بیت المال سے اُسمیں صرف نہیں ہوتا۔ مولوی محبوب علیصاحب نے کہا کہ وہ تحائف
بھی مجاہدین پر برابر تقسیم ہونے چاہئیں۔ تب سید صاحبؒ نے فرمایا کہ بہت بہتر میں انتظام اسکام کا آپکے سپرد کرتا ہوں
اس کام کو آپ بطور خود جیسے مناسب تصور کریں انجام دیں۔ اور بجائے میرے مہمانوں کے ساتھ آپ ہی شریک
طعام ہو کر اُنکی خاطر اور تواضع کیا کریں۔ کیونکہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکیداً فرمایا ہے کہ ایمان والے کو ضرور
ہے کہ اپنے مہمان کی تواضع اور تکریم کرے (فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ)۔ پس جب اس اعتراض میں مولویصاحب مذکور
لاجواب ہو گئے تو اُنہوں نے آپکی امامت میں قدح کرنا شروع کیا اُسکے جواب میں سید صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ کے
نزدیک میں لائق اس کام کے نہیں ہوں تو خود آپ کہ سید اور عالم اور مہاجر جامع بجمیع صفات ہیں اس بار گران کو اختیار
کریں۔ آپ امام اور میں آپ کا تابعدار ہوں۔ مجھ کو کچھ سرداری اور ریاست کرنی منظور نہیں ہے۔ بلکہ اس کام کا انصرام منظور ہے

اب آپ ہی اسکام کو انصرام کریں جب مولوی مذکور کا یہ اعتراض بھی کچھ نہ چلا تو وہ بحکم نفس و شیطان کی نیابت کو
کر کے در پردہ اور علانیہ غازیوں کو بہکانا شروع کیا کہ تمہارے اوپر حقوق زوجہ اور بچوں اور والدین وغیرہ کے ہیں تو آپ نے
حقدار دین کے حقوق تلف کر کے یہاں کیوں بیٹھے ہو جب لوگوں نے کہا کہ جہاد کے واسطے بیٹھے ہیں تو مولوی صاحب نے
کہا کہ جہاد کہاں ہے اور کسدن تم نے کون سی کافر کو قتل کیا اور کون سے ملک میں تمہارا عمل دخل ہوا ۔ صبح سے شام تک
تم لوگ کھانے پکانے کی فکر میں رہتے ہو جہاد کا نام لینا ایک دیوانہ پن ہے ۔ بعض لوگ اس حیلے سے یہاں بیٹھے ہوئے
ہیں اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں خراب ہیں ۔ بہت سے کچے لوگ ان کے بہکانے میں آگئے اور یہ جو عذر
استاچرچا شروع ہوا ۔ جو لوگ صاحب استقامت تھے اُن کو یہ لغو بیانی سراسر ناگوار گذری ۔ انہوں نے اسکی اطلاع
مولوی محمد حسن صاحب رامپوری سے کی ۔ مولوی محمد حسن صاحب نے اوّل سید صاحب سے اجازت لیکر ایکروز بعد
نماز جب سارا قافلہ حاضر تھا مولوی محبوب علی سے پوچھا کہ تم یہاں کے لوگوں کو کس دلیل سے خارج از جہاد سمجھتے ہو اور
یہاں کے رہنے کو کسواسطے بے فائدہ اور لغو قرار دیتے ہو ۔ مولوی محبوب علی نے کہا کہ تم کو کس کافر سے جنگ پیش آئی
ہے ۔ مولوی محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جنگ کا نام جہاد نہیں ہے ۔ جنگ کو قتال کہتے ہیں اور وہ گاہے گاہے پیش آتی
ہے ۔ اور جہاد کہ اعلائے کلمۃ اللہ میں کوشش کرنا ہے مدت دراز تک باقی رہتا ہے ۔ یہ صرف آپکی غلط فہمی ہے
کہ قتال کا نام جہاد رکھا ہے ۔ اور اُن کوششوں کو جو واسطے اعلائے کلمۃ اللہ کے لوگ کر رہے ہیں آپ بیفائدہ اور
عبث قرار دیتے ہو ۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ اسوقت جہاد کا انکار کر کے دہلی اپنے وطن مالوفہ کو تشریف لے
جاتے ہو شاید بتقدیر الٰہی ہمکو کسی دن کفار سے مقابلہ اور قتال کہ جسکو آپ جہاد کہتے ہو پیش ہو جائے تو آپ اُس
اُسوقت اپنی کونسی کرامت سے اُڑ کر اس راہ دور و دراز کو طے کر کے داخل جہاد ہو جاؤ گے ۔ مولوی محبوب علیصاحب یہ
تقریر کو سُنکر لاجواب ہو گئے ۔ مگر نفس امارہ اور شیطان نے انکو ایسا دل برداشتہ کر رکھا تھا کہ اُن کو اس تقریر سے سوائے
ساکت ہو جانے کے اور کچھ فائدہ نہیں ہوا ۔ اور مثل نائب شیطان بہت سے آدمیوں کو بہکا کر پھر دہلی کے پلاؤ قورمہ
ہاتھ مارنے کو ہندوستان واپس ہو گئے ۔ افسوس ہے کہ اُسوقت تک مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جنگ پکھلی سے واپس نہ
آئے تھے ورنہ مولوی محبوب علیصاحب کو مشکل سے دوبارہ دہلی کے کھانوں کے لائق رکھتے ✦

مولوی محبوب علیصاحب کے اغوا سے جو کار و بار جہاد کو صدمہ پہونچا ویسا صدمہ اس لشکر کو آج تک کسی بیگانہ دشمن
کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا ۔ مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بعد مدت تک ہندوستان سے قافلوں کا آنا بند ہو گیا ۔ اکثر معاونین
جہاد سُست ہو گئے ۔ جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی کی تکذیب میں لشکر مجاہدین سے ہندوستان میں آئے تب مدت دراز
کے بعد مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب معاونین جہاد کی سعی سے یہ فتنہ مجبوبی رفع ہو کر دوبارہ آمد
خرچ اور قافلوں کی دوبارہ شروع ہوئی ✦

انہیں دنوں کے واقعات قابل تحریر میں سے ایک واقعہ جانکاہ وفات مولانا عبدالحئی صاحب ہے جو بمقام خہیرہ شعبان ۱۲۴۳؁
ہجری روز یکشنبہ کو واقع ہوا ۔ سارے لشکر کو اُنکی وفات کا سخت صدمہ ہوا ۔ کلمہ آخری مولویصاحب مرحوم کی زبان مبارک
پر یہ تھا الحقنی برفیق الاعلیٰ ✦

انہیں ایام میں سید صاحب کا نکاح اُس کاشغر والی بی بی سے ہوا جسکو سلیمان شاہ بادشاہ ولایت کاشغر نے
آپ کے نکاح کے واسطے بھیجا تھا ۔ یہ بی بی ماجرہ آپکی دختر کی والدہ ہے ۔ اور بعد واقعہ بالاکوٹ کے یہ بی بی
ٹونک کو چلی آئی تھی اور ۱۳۰۰؁ ہجری میں بمقام ٹونک ان کا انتقال ہوا ✦

جنگ اتمان زئی

سرداران پشاور کی آتش عداوت باشتعال سکھاں روز بروز بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ سرداران مذکور چار ہزار فوج اور دو توپ لیکر دریائے لنڈہ سے عبور کرکے بمقام اتمان زئی مجاہدین پر حملہ کرنے کے واسطے آن پہنچے۔ ان ایام میں سید صاحب بمقام پنجتار مقیم تھے۔ بصلاح ارباب بہرام خان و ارباب جمعہ خان و دیگر خوانین و سرداران سمہ و سوات کے درانیوں کے مقابلہ کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ قریب ایکہزار مجاہدین اور ملکیوں کی فوج درانیوں کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوگئی سید صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی بذاتِ خود اس لشکر کے ساتھ تھے۔ آپ نے قریب اتمان زئی کے پہنچکر بذریعہ چند ملکی جاسوسوں کے حال لشکرگاہ اور قوت اور ہوشیاری اور غفلت درانیوں کا دریافت کرکے اپنے لشکر کو دو حصے کردیا۔ ایک حصہ فوج کا ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کے کرکے انکو حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ کیطرف سے شبخون مارو۔ دوسرا حصہ فوج کو آپنے اپنے ہمراہ رکھکر دشمن کے میسرہ پر اتمان زئی کے گاؤں کیطرف سے حملہ کی تیاریاں کیں اور نیز دونوں لشکروں کو یہ حکم دیا کہ جو شخص درانیوں میں سے ہتیار سے تمہارا مقابلہ کرے اسکو قتل کردو۔ اور جو کوئی امان طلب کرے اُسکو چھوڑ دو اور جو بھاگ جائے اُسکا تعاقب کرو۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ بڑی دانائی سے اپنے سریہ کو لیکر دشمن کے میمنہ پر بقدر فاصلہ ایک گولی کی مار کے پہنچگئے۔ وہاں سے صرف سواروں کو ایک سریہ کے پیچھے کرکے اپنے ساتھ لیے ہوئے آپ آگے بڑھے۔ جب عین دشمن کے لشکر پر پہونچگئے اُسوقت سنتری نے آپکو للکارا آپنے کچھ جواب نہیں دیا۔ دوسری بار للکارا پھر بھی آپ نے جواب نہ دیا۔ تیسری للکار کا جواب نہ پانے پر سنتری نے اپنی بندوق سر کرکے شور مچایا اور اپنے لشکر کیطرف بھاگا۔ اُسوقت مولانا رح نے مع اپنے ساتھیوں کے بآواز بلند تکبیر کہکر حملہ کیا اور توپوں پر جا پہنچے گولہ انداز نے مہتابی روشن کرکے چاہا کہ توپ چلائے۔ مولانا رح نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر فرمایا کہ توپ کو درانیوں کے لشکر کیطرف پھیر دو۔ اُس نے مارے خوف کے آپکے حکم کی تعمیل کی۔ اسکے بعد آپ نے دوسری توپ پر بھی قبضہ کرلیا اور گولہ انداز کو تلوار سے مردار کردیا۔ جب دشمن کے لشکر میں بھگی شروع ہوئی تو گاؤں کیطرف سے سید صاحب بھی مع لشکر کے آن پہونچے۔ دونوں طرف سے مبارکباد فتح کی آوازیں بلند ہوئیں اور سجدات شکر ادا کیے گئے۔

اِس عرصے میں صبح صادق نمودار ہوگئی۔ درانیوں نے اپنے لشکرگاہ سے بھاگ کر ایک مستحکم ٹیلے پر مورچال بناکر پناہ پکڑی۔ اِدھر سے بھی ایک بلند جگہ پر مورچال تیار کرکے اُسمیں توپیں لگادی گئیں۔ آدھے لشکر نے سید صاحب کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کی اور آدھا لشکر دشمن کے مقابل رہا۔ بعد ادائے نماز کے یہ حصہ لشکر کا دشمن کے مقابلہ پر قائم ہوگیا اور باقی آدھے نے اپنی نماز ادا کرلی۔ اُسدن صبح سے شام تک یہ جنگ رہی۔ رات کے حملے میں اور دن کو سید صاحبؒ کیطرف کا ایک آدمی بھی مجروح یا مقتول نہیں ہوا۔ مگر توپ کے گولوں سے دشمن کیطرف کا بہت نقصان ہوا۔ نماز ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا ربھی نوبت بہ نوبت جماعت سے ادا ہوئیں۔ شام کے وقت کچھ ملکی فوج اور شاہین دشمن کی مدد کو پہنچگئیں مگر توپوں نے سب کو ٹھنڈا کردیا اور کسی کی چلنے نہ دی۔ لیکن افسوس کہ سردار عالم خان رئیس اتمان زئی اور اہل خیبر جنہوں نے سید صاحبؒ کی مدد کا عہد و پیمان کیا تھا درانیوں سے ملگئے۔ اب سید صاحبؒ کو منظور ہوا کہ اسی رات کو فوج مجاہدین براہ جالالہ اپنے مقام کو ایسے طور پر واپس چلی جائے کہ دشمنوں کو اطلاع نہ ہونے پائے۔ سید صاحبؒ نے سردار عالم خان منافق رئیس اتمان زئی کو طلب کرکے فرمایا کہ سعید خان برادر یار محمد خان جو دوآبہ سے درانیوں کی مدد کو آتا ہے اُسپر شبخون بھیجنا چاہیے اور یہاں درانیوں کے مورچال کے عقب سے بھی ایک شبخون کی تیاری کرنی چاہیے تم کچھ اپنے آدمی بھی ان دونوں سریوں

پہریں کیو اسطے ساتھ کردو۔ عالم خان جو دُرّانیوں سے ملا ہوا تھا فوراً دُرّانیوں کے پاس گیا اور کہا کہ آج کی رات سید بادشاہ کے ولی شبخون آویں گے تم ہوشیار ہو جاؤ۔ اِدھر اپنے مورچال سے بوقت نصب سید صاحب نے اپنی فوج مع سامان واپس کرنی شروع کر دی۔ صرف راجہ رام نام ایک راجپوت ہندو جو مولوی احمد اللہ صاحب کے ساتھ میرٹھ سے آ کر شریک لشکر اسلام تھا مورچال میں باقی رہ گیا جو صبح تک تنہا دونوں توپوں کو چلاتا رہا۔ بوقت صبح راجہ رام بھی بمقام علاوہ اپنے لشکر سے آملا۔ اُدھر دُرّانی مارے خوف شبخون کے اپنے مورچال کو چھوڑ کر رات کو بھاگ گئے اور صبح قریب پہنچ گئے۔ اِس عرصہ میں لشکر اسلام مظفر و منصور بہت دُور نکل گیا تھا۔ گاؤں والے اگرچہ لشکر اسلام کی روانگی سے واقف تھے مگر یہ سمجھتے تھے کہ بعد شبخون وہ پھر یہاں واپس آویں گے اسواسطے انہوں نے بھی مارے ڈر کے دُرّانیوں سے اسلامی مورچال کے خالی ہونے کی اطلاع نہیں کی۔ اِس جنگ اتمان زئی میں جان و مال سے دُرّانیوں کا بہت نقصان ہوا۔ مگر بفضل الٰہی لشکر اسلام کا ایک بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ اور دُرّانیوں کو ایسا سبق ملگیا جسنے مدت تک اُن کو شرارت سے باز رکھا۔

اِس جنگ کے بعد بصلاح مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب نے میاں نظام الدین چشتی کو بجمعیت دو آدمیوں کے ایک نامہ بنام امیر بخارا دیکر بخارا کو روانہ کیا۔ اور ایک قرآن مجید مطلا بطور ہدیہ اپنے نامہ کے ساتھ امیر بخارا کے پاس بھیجدیا۔ اِس خط کی نقل بھی ضمیمہ کتاب ہذا میں درج ہے۔

غرہ ماہ شعبان ۱۲۴۴ ہجری۔ روز جمعہ قریب دو ہزار کے علماء اور کئی سو خوانین اور ہزارہا رعایا نے جمع ہو کر جملہ احکامات شرع محمدی پر چلنے کا تحریری عہد کر لیا۔ سبقت کرنیوالا اور نمبر اول اِن معاہدین میں سردار فتح خان رئیس پنجتار کا تھا۔ جابجا قاضی اور محتسب وغیرہ مقرر کیے گئے۔ تمام اُن ممالک میں جنکے باشندوں نے یہ عہد کیا تھا کوئی مرد عورت بے نمازی نہ رہا اور تمام تنازعے اور مقدمے از روے شرع محمدی کے قاضیوں سے فیصل ہونے لگے۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ ملک رشک عرب ہو گیا۔ چوری چکاری۔ زناکاری اور قتل خون وغیرہ جرائم کا نام نہ رہا۔ شریعت پر چلنے کی برکت لوگوں کے دلوں میں ایسا ایمان اور اخلاص پیدا ہوا کہ اُنہوں نے خود بخود لشکر اسلام کو اپنی پیداوار کا عشر (دسواں حصہ) دینا قبول کر لیا۔ سردار خادیخان رئیس ہنڈ اِن برکات سے محروم تھا۔ بلکہ اجرائے احکام شریعت سے اُسکو بیانتک نفرت اور عداوت پیدا ہوئی کہ اُس نے درخواست کر کے سکھوں کا لشکر اپنے ملک میں بُلا لیا۔

جنگ انٹورا صاحب و جنگ پنجتار

حسب الطلب سردار خادیخان کے انٹورا صاحب فرانسیسی ایک جنرل فوج سکھوں کا مع فوج کثیر کے بیدے حضرو میں پہنچا۔ سردار خادیخان ایک گھوڑا اور باز اور چند سگ معمولی نذرانے لیکر حضرو میں اُسکے پاس حاضر ہوا اور دیگر خوانین سمہ کی شکایت کر کے درخواست کی کہ حضور عبور دریائے اباسین کر کے ملک سمہ میں رونق افروز ہوں۔ اُسوقت سب سرداران سمہ اطاعت اختیار کرینگے۔ انٹورا صاحب دریائے اباسین سے عبور کر کے اول ہنڈ ریاست خادیخان میں آیا اور وہاں سے پنجتار تک آنیکا قصد کیا۔ انٹورا صاحب کے ساتھ قریب بیس پندرہ ہزار فوج اور توپ اور شاہین تھیں جب سید صاحب کو اُسکے آمد کی خبر پہنچی تو آپ نے اُن دونوں پہاڑیوں کے بیچ میں جہاں سے پنجتار میں آنیکی راہ تھی ایک دیوار طویل بقدر قدِ آدم تیار کرا کے اُسمیں مورچے اور بُرج بنوالئے۔ اِس دیوار کی تیاری میں مثل خندق مدینہ کے مجاہدین اور خود سید صاحب اپنے ہاتھوں سے کام کیا کرتے تھے۔

جب یہ دیوار تیار ہو گئی تو جابجا ہندوستانی اور قندھاری آدمیوں کے چوپہرے وغیرہ اُسپر مقرر کیے گئے۔ ایک رات کو تین سو سواران طلایہ نے خبر دی کہ لشکر کفار درہ کوہ تک آ پہنچا۔ سکھوں کی آمد کی علامت آگ کے شعلے اور دھواں ہوتا تھا

جس جس قدر وہ بڑھتے تھے گاؤں اور بستیوں کو پھونکتے اور مسجدوں اور مدرسوں کو گراتے چلے آتے تھے چنگیز خان ہلاکو اور محمود تگاوغیرہ پرانے ظالموں کی راہ کی علامت بھی مورخوں نے یہی آگ اور دھواں لکھی ہے۔ اور ہماری مہذب سرکار نے بھی ملک یاغستان کے واسطے وہی چنگیز خانی قاعدہ آتشزنی کا اختیار کر رکھا ہے۔ اللہم زد فزد ✦

اسوقت مجاہدین کی تعداد مع قندھاریوں کے قریب نوسو آدمیوں کے تھی۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب علیہ الرضوان نے آیۂ بیعت پڑھ کر اسکا بیان بڑی وضاحت اور فصاحت سے کر کے ہر کسی کو اُسی قسم کی بیعت جان نثاری کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ اسوقت ہزار ہا آدمیوں نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی کہ جبتک ہمارے تن میں جان ہے مقابلہ کفار سے منہ نہ پھیرینگے۔ بیعت اس کے بعد آپنے سر برہنہ ہو کر اپنا ضعف اور بیچارگی جناب باری میں ظاہر کر کے بڑی تضرع اور الحاح اور زاری سے ثابت قدمی اور استقامت اور نصرت الٰہی کو طلب کیا۔ اسوقت ہر کوئی اپنے اپنے دوستوں سے اپنی تقصیر معاف کر کے مرنے پر مستعد ہو گیا۔ اُسدن سید صاحب بھی عمدہ جنگی لباس اور ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ پیراستہ ہوئے۔ آپکے لشکر کے تین نشان تھے۔ پہلے نشان کا نام صبغۃ اللہ تھا اُسپر ریشم زرد و سفید سے وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ تا آخر پارہ نہایت خوشخط حرفوں سے لکھا ہوا تھا۔ یہ نشان دادا ابوالحسن نصیرآبادی کے پاس رہتا تھا۔ اور دوسرا نشان جسکا نام مطیع اللہ تھا اُسپر رکوع اخیر سورۂ بقرہ کا تا آخر سورہ لکھا ہوا تھا اور یہ نشان ابراہیم کے پاس رہتا تھا۔ تیسرا نشان فتح اللہ تھا۔ اُسپر رکوع اخیر سورۂ صف کا لکھا ہوا تھا وہ محمد نام ایک عرب کے پاس رہتا تھا۔ جب لشکر کفار موضع تمالی کے پنجتار کے محاذی پہاڑی پر پہنچا اسوقت انتورا صاحب نے دوربین لگا کر لشکر اسلام کا جائزہ لینا شروع کیا۔ لشکر اسلام کو دیکھ کر اسکے دل میں ہیبت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اُسیوقت خادیخان کو بلا کر کہا کہ تو نے از راہ فریب اور دغابازی کے ہمسے بیان کیا تھا کہ پنجتار میں تھوڑے آدمی ہیں اب تو دیکھ کہ سامنے کا سارا وسیع میدان سواروں پیادوں اور نشانوں سے بھرا ہوا ہے اب یہ کہاں سے آگئے۔ یہ کہکر محض بخوف مہاراجہ رنجیت سنگھ انتورا صاحب طوعاً و کرہاً مع فوج خود پہاڑ سے نیچے اتر کر پہلے نئی دیوار کے قریب پہنچا اور اُس دیوار کو گرانا شروع کیا۔ مرزا احمد بیگ نے جو اُس دیوار کی نگرانی پر متعین تھے پہاڑ پر چڑھ کر لشکر اسلام کو اِس حملہ کی اطلاع دی۔ سید صاحب نے اس حملہ کفار سے مطلع ہو کر سواروں کو آگے بڑھایا اور مرزا حسین بیگ گولا انداز اور افسر شاہین کو حکم دیا کہ شاہین چلانا شروع کرو تا کہ کفار آگے نہ بڑھنے پاویں۔ دیوار پر حملہ کرنیوالے چند سکھ شاہین کے گولوں سے مردار ہو گئے۔ اُسوقت تمامی لشکر اسلام نے بڑی وقار اور انتظام سے آگے بڑھنا شروع کیا۔ انتورا صاحب نے یہ یورش اور جوش لشکر اسلام کا دیکھ کر اُسی دم پسپا ہونا شروع کیا۔ غازیوں نے انتہائے درہ تک اُن کا تعاقب کیا اور اپنی چالاکی بھر بہت سے بھاگتے ہوئے دشمنوں کو واصل جہنم کیا۔ سید صاحب نے یہ نصرت الٰہی دیکھ کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور انتورا صاحب کے دل پر ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ فوراً دریائے اباسین سے عبور کر کے لاہور کو بھاگ گیا ✦

شبخون بر قلعہ ہنڈ

خادیخان زمیں ہنڈ کی منافقی اور دغابازی اور مخالفت لشکر اسلام کی حد سے گذر گئی تھی۔ اِس شخص نے سب سے پہلے سید صاحب کے ہاتھ پر امامت اور اطاعت کی بیعت کر کے پھر امام وقت اور خلیفۂ برحق کی بغاوت اختیار کی اور اسی مخالفت کے سبب سے احکام شریعت محمدی کو خلاف اور رؤسا اُس دیار کے اپنے ملک میں جاری نہیں ہونے دیا۔ اور جہانتک اُسکا زور چلا بہت خلائق کو امام وقت سے برگشتہ کر دیا۔ انتورا صاحب کو واسطے مقابلہ مجاہدین اور امام برحق کے حضور سے لیکر آیا۔ اُن لوگوں کے جو سید صاحب کے مطیع اور فرمانبردار تھے صدہا گاؤں جلوا دیے اور مساجد کو

مسجدوں اور خانقاہوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے کفار کے ہاتھ سے تباہ کرا دیا۔ اور واسطے مقابلۂ مجاہدین کے درۂ پنجتار
تک انھوں کے ساتھ آیا۔ اسواسطے باتفاق رائے جملہ علماء و روٴسا یہ فتویٰ شرعی تیار ہوا کہ اس منافق اور باغی کو ایسا
سبق دیا جاوے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور پھر کوئی مدعی اسلام ایسی حرکت کرنے پر جرات نہ کرے۔ اس فتوے
سے ایسے منافق اور باغی کا قتل اور غارت مال جائز بلکہ واجب ٹھیرایا گیا۔ اس تجویز کے بعد ایک لشکر اسلام اس منافق
کی تعذیر اور تادیب کے واسطے تیار ہوا۔ امیر اس لشکر کے شیر خدا مولوی محمد اسمعیلؒ غازی مقرر ہوئے۔ مولوی صاحب
موصوف بمقام موضع بازار وگڈھی امان زئی پہلے ترکی نام ایک موضع میں جو ہنڈ دارالریاست خادیخان کو سات
کوس ہے پہنچے۔ اس مقام پر قلعہ ہنڈ میں داخل ہونیکے واسطے سیڑھیاں تیار کرائی گئیں۔ اس تیاری کی خبر خادیخان تک
بھی اکثر پہنچا کرتی تھی مگر وہ مغرور اور متکبر یہ کہا کرتا تھا کہ وہ فقیر میرا کیا کرسکتا ہے۔ جب میں اُن کو آتے سنونگا تو میں
جاکر تہ تیغ کردونگا۔ ایک شام کو اندھیری رات میں پنجتار جانے کا بہانہ کرکے یہ لشکر موضع ترکی سے چلکر اور راہ میں سے
چکر کھاکر ہنڈ کو روانہ ہوگیا۔ اس لشکر میں قریب سات سو آدمیوں کے تھے۔ تقدیر الٰہی سے راہ بھول بھلاکر آخر قریب
طلوع صبح کے دہم صفر ۱۲۴۵ھ ہجری کو یہ لشکر قریب قلعہ ہنڈ کے پہنچگیا۔ راستے میں آدھے سے زیادہ لشکر راہ بھولکر
مولاناؒ سے جدا ہوگیا تھا۔ مولانا نے قریب قلعہ ہنڈ کے پہنچکر دیکھا کہ طلوع صبح صادق کا شروع ہوگیا۔ اب حاجت
سیڑھیوں سے حملہ کرنیکی نہیں رہی اسواسطے آپ نے فوراً پچیس آدمی عمدہ قرابین چی اور تفنگچیوں کو سب سے اول
روانہ کرکے حکم دیا کہ جلدی سے نزدیک دروازہ قلعہ کے جاکر مخفی ہو جاؤ۔ اسوقت اہل قلعہ پاخانہ اور پیشاب کے واسطے
دروازہ قلعہ کھولکر باہر آئینگے تم بمجرد کھُلنے دروازے کے ایک باڑھ مارکر دروازہ کے اندر گھس جانا اور دروازہ پر قبضہ
کرکے پھر مار شروع کردینا مگر جو باہر نکلنا چاہے اُسکو نہ روکنا۔ پس جب دروازہ قلعہ کا کھُلا یہ گروہ اول مجاہدین کا ایک
باڑھ مارکر قلعہ کے اندر گھس گیا۔ پہلی باڑھ کی آواز سنکر مولانا صاحبؒ بھی یورش کرکے مع سارے لشکر کے داخل قلعہ
ہوگئے۔ اسوقت صرف ایک سو پچاس آدمی آپکے ساتھ تھے۔ چند دشمن جو مقابلہ کو پیش آئے تھے مارے گئے باقی افغان خیران
خالی ہاتھ بھاگ گئے۔ مولاناؒ نے دروازہ قلعہ کا پورا بندوبست کرکے باقی لشکر کو اُس منافق کی خوابگاہ اور محلسرا پر روانہ
کیا۔ قرابین اور بندوقوں کی باڑھ نے اسکو خواب استراحت سے جگاکر ابن خدائی مار سے مطلع کیا۔ اُسوقت اُس نے
اُٹھکر اپنے لشکر کو کمر بندی اور مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ مگر بے سود کیونکہ اُسوقت اُسکی فوج نہتی یعنی خالی ہاتھ ہوکر قریب
تمام کے شہر کے باہر بھاگ چکی تھی۔ اور تمامی ہتیار اور قلعہ مسلمانوں کے ہاتھ آچکا تھا۔ آخر اس حیص وبیص اور اضطراب
میں کوٹھے پر پھرتا ہوا یہ منافق بھی مسلمانوں کی گولی سے دارالبوار کو پہنچا۔ مجاہدین نے اُسکے مال ومنال اور
نقد اور جنس پر دست درازی نہیں کی۔ مگر تھوڑے سے اونٹ اور ہتیار وغیرہ جو سامان حرب وضرب کے وہاں رہ گئے
حسب غازیوں کے تصرف میں آئے۔ مولاناؒ نے اُس منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے انکار کیا مگر ملکی ملانوں نے
بطمع دُنیا بوقت شب اُسپر نماز پڑھکر چپکے سے اُسکو دفن کردیا۔ خادیخان کے مرنیکے بعد اُس ملک میں مجاہدین کی
مخالفت روز بروز بڑھنے لگی۔ یہانتک کہ راہ آمد و رفت پنجتار اور ہنڈ کی بند ہوگئی۔ ڈاک بھی بڑی مشکل سے آتی جاتی
تھی۔ مولوی صاحبؒ ممدوح بعد فتح ہنڈ کے بدستور قلعہ ہنڈ پر قابض رہے۔ اگرچہ بیرون قلعہ ایک دو کوس تک بلا جماعت
آدمیوں کا جانا بھی دشوار تھا اسواسطے خود سید صاحبؒ بھی مع فتح خان وغیرہ دیگر روٴساے اُس ملک کے
بمقام زیدہ جو قلعہ ہنڈ سے دو کوس ہے تشریف لے گئے۔ امیر خان برادر خادیخان از راہ نفاق ایک طرف سید صاحبؒ
سے عرض کرتا تھا کہ مجھ کو قلعہ ہنڈ مرحمت ہوجاوے میں احکامات شریعت کو قبول کرکے ہمیشہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری
میں رہونگا۔ چنانچہ اس چالبازی اور دھوکہ میں خود سید صاحبؒ بھی آگئے تھے کہ یکدفعہ ان تمام مولانا محمد اسمعیل صاحب

واسطے دخل دہانی امیر خان مذکور بر قلعہ ہنڈ تحریر کرکے اُنہیں بھیجدیا تھا۔ مگر مولوی محمد اسمعیل صاحب نے اُسکا ضرر بیان کرکے اُس حکم کو پھر منسوخ کرایا۔ اور ایک طرف یہی امیر خان برادر خادیخان یار محمد خان رئیس المنافقین حاکم پشاور کو بوعدہ ادائے بارہ ہزار روپیہ رشوت کے اپنی کمک کے واسطے بلاتا تھا۔ یار محمد خان مذکور نے جو سید صاحب کا جانی دشمن تھا۔ اِس موقع کو غنیمت جانکر تین سو سوار مع چار سرداروں موضع ہریانہ دار الریاست امیر خان برادر خادیخان کو بھیجدیئے۔ سُناہی سُلطان محمد خان برادر یار محمد خان نے یار محمد خان کو سید صاحب کے مقابل ہونے سی منع کرکے سمجھایا تھا کہ سید صاحب وہ شخص ہے کہ جسکے مقابل سے انٹورا سا نامی جنرل پنجاب کا باوجود موجودگی پندرہ ہزار فوج کے کترا کر بھاگ گیا اور پھر کبھی اُسطرف منہ نہیں کرتا۔ مگر یار محمد خان نے اِس نصیحت کو نہیں سنا اور دانستہ بیگانی بلا کو آپ خرید لیا جسکے بُرے نتیجے میں اُسنے جان و مال و آبرو سب برباد کردی۔ اِن دنوں میں (جبکہ دُرانی سوار ہریانہ میں مقیم تھے) ابین لشکر امیر خان اور مجاہدین کے چند بار چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ مگر ہمیشہ لشکر مجاہدین کو غلبہ رہا اور مخالفین ہر بار غث نقصان اُٹھا کر بے نیل مرام پسپا ہو گئے۔ اسوقت تک دُرانیوں کا لشکر جو قلعہ ہریانہ میں مقیم تھا۔ مجاہدین کی پھرتیوں اور ہر ار کا تماشہ دیکھا کرتا تھا کبھی شریک معرکہ نہیں ہوا۔ اِس عرصہ میں خود سردار یار محمد خان مع لشکر عظیم اور چھے ضرب توپ اور چند شاہین اور دو ہاتھیوں اور بہت سے اونٹوں وغیرہ سامان حرب و ضرب کے موضع ہریانہ میں پہنچگیا۔

اور اپنی سلامتی سی ہریانہ میں داخل ہونے کی خوشی میں بہت سی توپیں سر کرکے مُلک میں اپنی آمد کا دلولہ ڈلوادیا۔ چنانچہ ملکی لوگ توپوں کی آواز سُنکر ہیبت زدہ اور ہراساں ہو گئے جو مخالف تھے وہ فوراً دُرانیوں سے جاملے اور جو موافق تھے وہ بھی توپوں کے خوف سی مجاہدین کی اعانت سے پہلوتہی کرکے پہاڑوں پر بھاگ گئے یا اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھ رہے۔ اِسوقت صرف فتح خان پنجتاری اور ارسلان خان زیدہ والہ اور کچھ مومنین ملک سمہ مجاہدین کے شریک تھے۔ یار محمد خان کے ہریانہ میں پہنچنے پر سید صاحب نے فوراً مولانا محمد اسمعیل صاحب کو مع سارے لشکر مجاہدین کے قلعہ ہنڈ سے اپنے پاس زیدہ میں طلب کرکے صرف مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کو مع دو سو آدمیوں کے واسطے حفاظت قلعہ ہنڈ کے چھوڑ دیا۔ جب لشکر اسلام کی مین آرمی یعنی فوج کلاں زیدہ میں جمع ہوئی تو مخالفوں نے بوقت شب قلعہ ہنڈ کے قریب ایک پہاڑی پر مورچال بنانی شروع کی کہ کل کو یہاں سے قلعہ ہنڈ میں گولہ باری کرینگے۔ مولوی مظہر علیصاحب قلعہ دار قلعہ ہنڈ کو جاسُوسوں کی زبانی حال اِس کارروائی منافقیں کا معلوم ہوگیا۔ اُنہوں نے اُسی وقت ایک جماعت ہندوستانیوں کی ساتھ لیکر مورچہ بندی کرنیوالے کو جادبایا اور چند بار جیسں بڑی پھرتی سے مار کر بہتوں کو واصل جہنم کردیا۔ اور جو باقی رہے تھے وہ سب مان مورچال کا وہیں چھوڑ کر فرار ہو گئے اور ایسی ہیبت اُن پر غالب ہوئی کہ پھر اردگرد ہنڈ کے مورچہ بندی کرنیکا اُنکو حوصلہ نہ ہوا۔

جنگ زیدہ

۱۵ تاریخ ربیع الاول ۱۲۴۴ ہجری روز دوشنبہ کو لشکر یار محمد خان مع توپ شاہین وغیرہ سامان حرب و ضرب کے مقابل زیدہ کے پُہنچگیا۔ ادھر لشکر اسلام بھی اُنکے مقابلے کے واسطے آمادہ و طیار ہوگیا۔ اور قریب تھا کہ سید ہم جنگ شروع ہوجائے۔ مگر دشمنوں نے اپنے مورچال وغیرہ کی تیاری کی غرض سی وہ دن صلح کے پیام بھیج بھیجکر ضائع کرادیا۔ جب شام تک اُنکے مورچال تیار ہو گئے تو رات کو صاف جواب دیدیا کہ ہم صلح ہرگز نہیں کرینگے بلکہ جو سید صاحب کیطرف سے صلح کا پیام لائیگا ہم اُسکا سر قلم کردینگے۔ یہ جواب نخوت آمیز سُنکر سید صاحب کی بھی حمیت ربانی اور غیرت حقانی جوش میں آئی۔ اُسیوقت ایک لشکر جرار ہمراہ مولانا محمد اسمعیل صاحب کے تیار کرکے شبخون مارنے کیواسطے اُنپر روانہ کردیا۔ اِس لشکر کی

تیاری میں ایسی سُرعت ہوئی کہ یار محمد خان کا قاصد جو نخوت آمیز جواب دیکر گیا تھا اور یہ لشکر غالباً ایک ہی ساتھ آگے پیچھے یار محمد خان کے لشکر گاہ میں پہنچے ہونگے۔ اِس لشکر میں چھ سو آدمیوں کی جماعت تھی۔ صرف دو تین سو آدمی گڑھ بند سید صاحبؒ کے پاس رہ گئے تھے۔ اسوقت رات کا ایک بجا تھا۔ مولوی صاحبؒ شیرِ خدا نے زیدہ سے باہر ہو کر مقدمات جنگ اور ضبط رفتار وغیرہ ہر ایک کو سمجھا دی۔ ہندوستانی بندوقچیوں اور قرابین چیوں کی ایک جماعت علیحدہ کر کے سب سے آگے روانہ کر دی۔ ولایتیوں کو سب سے پیچھے رکھا۔ جب یہ لشکر قریب دشمن کے پہونچا ایک طلایہ سواران دشمن کا دکھائی دیا اور مجاہدین کو آتے دیکھ کر اپنے لشکر کی طرف بڑھا۔ مجاہدین نے تیز قدمی کر کے دشمن کے سواروں کا تعاقب کر کے جب اُن کو گولی کی زد پر خیال کیا تو تکبیر کہہ کر اُن پر ایک باڑھ ماری جسمیں بہت سے سوار مردار ہوئے اور باقی سراسیمہ طرف اپنے لشکر کے بھاگ گئے جنکے لشکر میں پہونچنے پر گولانداز جو کنارہ لشکر پر تھے ہوشیار ہو کر اتواپ اور شاہین سے مقابل ہوتے مگر مجاہدین نے جرأت اور پھُرتی کر کے بڑی دلاوری کیساتھ سب سے پہلے دشمن کی توپوں کو چھین لیا توپوں پر قبضہ ہونے کے بعد مجاہدین نے آگے بڑھ کر بھرمار شروع کی۔ پے در پے چند باڑھ سر ہونے کے بعد دشمن کے لشکر میں بھگی پڑ گئی۔ مجاہدین نے دشمن کے گولہ اندازوں کو پکڑ کر انہیں کے ہاتھ سے بھاگتے ہوئے لشکر پر گولہ باری شروع کرائی۔ تھوڑی دیر میں سارے لشکر گاہ دشمن پر مومنین کا قبضہ ہو گیا۔ پلاؤ کی دیگیں پکی ہوئی تیار تھیں حسب اجازت مولاناؒ کے مجاہدین نے نوش جان فرمائیں۔ دو تین جوان عورتیں بھی یار محمد خان کے خیمہ میں پائی گئیں معلوم ہوا کہ کسی گاؤں ملحقہ سے واسطے بدکاری کے انکو پکڑ لائے تھے۔ اُن کو اُسی دم رخصت کیا گیا۔ ملکی مخالفوں کو توپوں اور شاہین کی آواز سے فتح مخالفین کا گمان ہوا۔ وہ سب نقارے بجاتے اور خوشی کرتے ہوئے طرف لشکر گاہ دشمن کے مبارکباد دینے کو بڑھے۔ مگر لشکرِ اسلام نے توپ اور شاہین کی باڑھ سے اُنکی تواضع کر کے اُنکو ثابت کرا دیا کہ میدانِ جنگ مجاہدین کے ہاتھ میں ہے اور دُرّانی شکست کھا کر فرار ہو گئے۔ اِس بات کو دشمنوں پر ایسی آفت آئی کہ ایک تنکا بھی اپنے ساتھ لیجانے نہیں پائے یہانتک کہ اُن کے پاؤں کے جُوتے بھی وہیں چھوٹ گئے مجاہدین نے صرف اتواپ اور شاہین اور اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے اور خیمے وغیرہ سامان حرب و ضرب لیلیا باقی لاکھوں روپے کا مال ملکی لٹیرے لوٹ کر لیگئے۔ جب سید صاحبؒ کو اس فتح کی خبر پہونچی سجدات شکر باریتعالی بجا لا کر مظفر و منصور مع سارے لشکر کے پنجتار (اپنے ہیڈ کوارٹر) کو لوٹ آئے۔ جس جس گاؤں میں سید صاحبؒ پہونچے گاؤں کی عورتوں نے مبارکباد کی دف بجا کر سید صاحبؒ سے انعام لیا۔ اِس جنگ میں خود یار محمد خان ایسا سخت زخمی ہوا تھا کہ پشاور کو بھاگتا ہوا مابین موضع ہرمان اور دوڈھیر کے بڑی ذلت اور خواری کے ساتھ مر گیا اور قریب تین سو دُرّانی مع بہت سے نامی سرداروں کے مارے گئے۔ سید صاحبؒ نے پنجتار میں پہنچکر سارے ملکی اور مجاہدین کو جمع کر کے لُوٹ کی بُرائیاں سُنائیں اور فرمایا کہ عین معرکہ جنگ میں لوٹ کھسوٹ کرنے سے انتظام جنگ خراب ہو جاتا ہے اور لٹیروں کے اعمال صالح حبط ہو جاتے ہیں۔ اور مال غنیمت کا چور دن قیامت کے اُس چرائے مال کو لیکر دوزخ میں داخل ہو گا۔ اِس وعظ کی تاثیر سے ڈیڑھ سو گھوڑے اور بہت سے ڈیرے اور خیمے اور ظروف وغیرہ لوٹیروں نے واپس کر کے سید صاحبؒ کے حضور میں حاضر کر دیے کہ وہ سب مال بعد نکالنے خمس بیت اللہ کے حسب قاعدہ شریعت سوار کو دو حصّے اور پیادہ کو ایک حصّہ کر کے تقسیم ہو گیا۔ اُدھر مولوی مظہر علی صاحبؒ نے امیر خان برادر خادی خان اور دوسرے منافقوں کے قلعوں پر حملہ کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ بھی اسی قاعدے پر تقسیم ہو گیا۔ اِس جنگ زیدہ میں مجاہدین کی طرف سے صرف چار آدمی درجۂ شہادت کو پہنچے اور سات آدمی زخمی ہوئے تھے۔ اِس واقعہ کے بعد بہت سے منافق مثل امیر خان خٹک وغیرہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو کر فنا ہو گئے۔

جس سے معلوم ہوا کہ منافقوں کی ہلاکت اور تباہی کا یہ سال تھا +

سلطان محمد خان برادر یار محمد خان مغضوب نے اس واقعہ کے بعد اسپ موسوم لیلی و مروارید جسکو مدت سے مہاراجہ رنجیت سنگھ طلب کر رہا تھا اور یہ سردار اُنکے دینے سے انکار کرتا تھا۔ اب سید صاحبؒ سے خائف ہو کر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو نذر کر کے طالب اعانت ہوا +

بعد جنگ زیدہ کے تمام ساکنین پشاور و اطراف پشاور نے متفق ہو کر سید صاحبؒ کو پشاور میں طلب کیا۔ اسوقت پشاور کا یہ حال تھا کہ اگر سید صاحبؒ وہاں تشریف لیجاتے تو بے روک ٹوک اُس شہر پر آپ کا قبضہ ہو جاتا مگر سید صاحبؒ کو منظور نہیں تھا کہ بلا ارسال اعلان نامہ شرعی کے دھوکہ بازی پر اُس شہر پر قابض ہو جائیں اس واسطے واقع ۶ ربیع الاول ۱۲۴۶ھ ہجری باتفاق رائے جملہ علماء و رؤساے ایک اعلام نامہ شرعی بنام سلطان محمد خان حاکم پشاور اور اُسکے نقول بنام ساکنان پشاور اور اطراف پشاور کے روانہ کی گئیں۔ یہ اعلام نامہ بخط فارسی بہت طول طویل ہے جسکو میں یہاں درج کرنا نہیں چاہتا۔ مگر اُسکا ایک فقرہ جو مجھکو نہایت پسند ہوا بعینہ نقل کرتا ہوں۔ یہ فقرہ صفحہ ۵۶۲ منظورۃ السعداء مؤلفہ مولوی جعفر علی نقوی میں درج ہے۔ سید صاحبؒ لکھتے ہیں:۔

"نہ باکسے از امراء مسلمین منازعت داریم و نہ باکسے از رؤساء مومنین مخالفت۔ با کفار لیام مقابلہ داریم نہ با مدعیان اسلام۔ صرف با درازمویان (یہاں اقوام سکھ جو سر پر بہت لمبے بال رکھتے ہیں مراد ہیں) جویان مقابلہ ایم نہ با کلمہ گویان والسلام۔ جویان و نہ با سرکار انگریزی کہ او مسلمانان رعایائے خود را برائے اداے فرائض مذہبی شان آزادی بخشیدہ است +

ایام جنگ زیدہ میاں **نظام الدین** چشتی مع ہمراہیان خود بخیریت تمام سفارت بخارا سے واپس آگئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ نامہ مشمولہ ترغیب جہاد وغیرہ جو بنام شاہ بخارا ہمارے ساتھ تھا اپنی راہ میں ہمنے **شاہ کشور** حاکم **کاشغر** و حاکم **فیض آباد** و **محمد مراد بیگ** حاکم **قندہار** وغیرہ اور بہت سے رئیسوں کو بھی دکھلا کر آمادۂ اعانت مجاہدین کیا ہے چنانچہ ہر رئیس نے اس نوید قیام جہاد کو سنکر بہت خوشی ظاہر کی۔ اور بوقت طلب اپنی شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا۔ اور جب ہم بخارا میں پہونچے تو شاہ بخارا نے بھی اُس نامۂ فیض شمامہ کو پڑھ کر خوشی کے نقارے بجوائے اور نہایت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ آخر کو شاہ بخارا کے امیروں اور مشیروں نے براہ حسد شاہ موصوف کو ورغلا کر یہ دھوکا دیا کہ یہ سفیر در اصل مرسلہ نصاری (انگریز) حکام ہندوستان کے ہیں اور براہ دھوکہ بازی امیر المومنین سید صاحبؒ و جہاد کا نام لیکر یہاں کے خبر اخبار لینے کو آئے ہیں۔ اِن کو جلد رخصت کر دینا چاہیئے۔ تب شاہ بخارا نے ایک اسپ ترکی اور کچھ دینار اور دو عمدہ یابو بطور ہدیہ دیکر مع جواب نامہ اس سفارت کو رخصت کر دیا +

جنگ تربیلا

اِن ایام میں **عبد الحمید خان** رسالدار رامپوری جسکا ذکر خیر بمقام ٹونک اوپر ہو چکا ہے ہندوستان سے پہنچا۔ سید صاحبؒ نے بھی عبد الحمید خان مذکور کو ایک خلعت فاخرہ عنایت کر کے اپنے یہاں رسالدار مقرر کر دیا۔ انہی دنوں میں حسب الطلب **خان زمان خان** رئیس کنگری کے کچھ سوار مع رسالدار مذکور اور چند شاہین اور پیادے ساتھ لیکر سید صاحبؒ موضع **تربیلا** پر جسپر سکھ قابض تھے بذات خود حملہ کرنیکو تشریف لیگئے اور آسانی سے ایک ہی حملہ میں تربیلا پر قابض ہو گئے۔ مگر اِس قبضہ کے بعد **ہری سنگھ** نلوہ ایک نامی جنرل فوج مہاراجہ **رنجیت سنگھ** کا جو اُسوقت پانچ ہزار فوج کے ساتھ علاقہ سکندر پور میں تعینات تھا باستماع اس خبر کے اپنی کل فوج کے ساتھ تربیلا پر چڑھ آیا۔ کچھ عرصہ تک

غازیوں نے ایسے لشکر عظیم کا بہت استقامت اور دلاوری سے مقابلہ کیا۔ لیکن آخر کو تربیلا چھوڑ دینا پڑا۔ تربیلا سے واپس آکر سید صاحبؒ سید اکبر شاہ کے ستھانہ میں مہمان ہوئے اور وہاں ہی جبکہ پایندہ خان رئیس انب و عشرہ سے بھی حضرت امیر المومنین کی ملاقات ہوئی۔ سید صاحبؒ ابھی تک انہیں اطراف میں تھے کہ سلطان محمد خان حاکم پشاور اپنی والدہ کے اس طعنہ سے کہ تو ایسا بڑا صاحب فوج اور خزانہ ہو کر سید صاحبؒ ایک فقیر سے اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ کیوں نہیں لیتا مع ایک فوج عظیم کے جسکے افسر کیول صاحب نام ایک فرنگی تھے قلعہ ہنڈ پر چڑھ آیا۔ قلعہ ہنڈ میں اُسوقت صرف پچاس یا ساٹھ غازی موجود تھے جنہوں نے بہت دلاوری اور بہادری سے ایک ہفتہ تک قلعہ کے اندر محصور ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ جب سلطان محمد خان حملوں سے قلعہ کو خالی نہ کرا سکے تو اہل قلعہ پر رسد اور پانی بند کرا دیا۔ پس جب اہل قلعہ کے پاس رسد نہ رہی تو سلطان محمد خان نے معرفت کیول صاحب کے اہل قلعہ سے صلح کا پیام ڈالا اور بضمانت و ذمہ واری کیول صاحب موصوف کے یہ شرط صلح کی ٹھیری کہ غازی خالی ہاتھ قلعہ سے باہر ہو جائیں اور جہاں چاہیں چلے جائیں کوئی اُن سے مزاحم نہ ہوگا۔ جب اس عہد و پیمان کے بعد غازی قلعہ کے باہر ہوئے تو سلطان محمد خان نے عہد شکنی کر کے اُن سب کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ اپنے بھائی یار محمد خان کی قبر پہ لیجا کر ہم سب کو ذبح کر دیگا۔ اس بد عہدی اور بے ایمانی پر کیول صاحب جو غالباً کوئی انگلشمین تھا ناراض ہو کر سلطان محمد خان کی نوکری سے علیحدہ ہو گیا۔

جب سید صاحبؒ کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو اُسی وقت آپ پنجتار کو لوٹ آئے اور تیاری حملۂ پشاور کی شروع کی مگر جب سلطان محمد خان کو اس تیاری حملۂ پشاور کی خبر پہنچی تو وہ فوراً قلعہ ہنڈ کو خالی کر کے پشاور کیطرف بھاگا اور قیدی غازیوں کو بھی ساتھ لیگیا۔ راہ میں بمقام ہشت نگر قیدی غازی جو ایک مکان میں قید تھے رات کو نقب لگا کر فرار ہو گئے اور بخیریت تمام پنجتار پہنچگئے۔ جب قلعہ ہنڈ خالی ہو گیا تو سکھوں نے حسب درخواست امیر خان برادر خادیخان کے آکر اُسپر قبضہ کر لیا۔ اسوقت بھی ملک سمہ کا معاملہ دگرگون ہو گیا تھا اور ملکیوں نے چار و طرف سے بنوائے سرداران پشاور راہ مخالفت آغاز کر دی تھی۔ اس سبب سے سید صاحبؒ نے ناراض ہو کر چاہا تھا کہ اول مولوی محمد اسمٰعیل کو طرف ملک کشمیر کے بھیجکر اُس ملک میں انتظام قیام لشکر اسلام کا کریں اور وہیں سے کاروبار جہاد کا شروع کریں۔ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ مع ایک جماعت مجاہدین کے تیار ہو کر براہ پکھلی کشمیر کو روانہ ہوئے تو پایندہ خان حاکم انب و عشرہ نے جسکے ملک میں سے یہ راہ جاتی تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ کو آگے جانے نہیں دیا۔ اس سبب سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ پھر پنجتار کو لوٹ آئے۔ تب سید صاحبؒ نے پایندہ خان کو لکھ کر بعجز تمام اُسکے ملک سے کشمیر جانیکی راہ مانگی مگر براہ شرارت اُس نے بڑے زور شور سے انکار کیا اور لکھا کہ اگر آپ اسطرف آئیں تو حرب و ضرب سے تیار ہو کر آئیں۔

جنگ انب

پایندہ خان کا یہ متمردانہ جواب پہنچنے کے بعد ملکیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ پایندہ خان اپنے ملک میں جنگ کی تیاری کر رہا ہے اسواسطے سید صاحبؒ کو بھی ضرور ہوا کہ ایک لشکر اسلام واسطے تادیب پایندہ خان کے اُسطرف روانہ کریں۔ اسوقت سید صاحبؒ نے اپنے حرم محترم کو موضع ڈکھاڑہ میں چھوڑ کر اس مہم کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو امیر مقرر کر کے بجانب انب روانہ کر دیا۔ اور مولانا ممدوح کو یہ وصیت کر دی کہ اپنی طرف سے ابتدا جنگ کی نہ کریں اگر پایندہ خان مقابل ہو تو سیف و سنان سے جواب دینے کا اختیار ہے۔ یہ لشکر دو حصے ہو کر ایک دستہ زیر حکم سید احمد علی ہمشیرزادہ سید صاحبؒ کے عشرہ کو گیا اور ایک دستہ ہمراہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے فردسہ میں پہنچا۔ اور خود سید صاحبؒ بھی پنجتار سے

روانہ ہوکر اُسی نواح کے لوگوں کو واسطے تائید لشکر اسلام کے آمادہ کرتے تھے ۔ پایندہ خان نے جب چاروں طرف سے اپنے
تئیں لشکر اسلام کے محاصرہ میں پایا تو ایک عرضی بحضور سید صاحبؒ اور ایک خط بحضور مولانا محمد اسمعیل صاحبؒ مشعر اطاعت
اتفاق اور فرمانبرداری اپنی کی تحریر کرکے درخواست صلح کی کی ۔ مولانا ممدوح اس عرضی کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور
فرمایا کہ ہمارا مطلب پایندہ خان سے صرف یہی تھا ہم کو اس سے جنگ کرنا ہرگز منظور نہیں ہے ۔ اور اُسی وقت مولانا سید احمد علی
صاحب کو بھی جو عشرہ والے دستہ کے سوار تھے تاکیداً لکھ دیا کہ آپ بلا حکم ثانی پایندہ خان پر حملہ نہ کریں جب لشکر اسلام
حملہ سے رُک گیا پایندہ خان نے دستہ اسلام متعینہ امب کو غافل پاکر خود ان پر حملہ کرنا چاہا ۔ گو صلح کے انتظار میں اسلامی
فوج کچھ غافل نہیں ہوگئی تھی اس نے پایندہ خان کے لشکر کو آتے دیکھ کر وہ ہیبت دیا کہ ان کو خائب و خاسر ہوکر پسپا ہونا
پڑا اور اُدھر سے بندوقوں اور جزائلوں کی آواز سنکر دستہ متعینہ عشرہ بھی آکر شامل ہوگیا ۔ اس شدومد کے پہنچنے تک
پایندہ خان براہ گھاٹ چھتربائی دریائے اباسین سے عبور کرکے فرار ہوگیا ۔ اسکے فرار ہونیکے بعد قلعہ امب بھی مسلمانوں کے
ہاتھ میں آگیا ۔ اس جنگ امب میں چھ غازی شہید ہوئے ۔ اُسی دم مژدہ اس فتح کا سید صاحبؒ کی خدمت میں
پہنچایا گیا ۔ اسی جگہ یعنی قلعہ امب میں سید صاحبؒ نے اپنے حرم محترم کو بھی بلالیا تھا ۔ اس ملک میں بھی احکام شریعت
جاری ہوکر جابجا قاضی اور محتسب مقرر ہوگئے تھے اور ترکِ نماز اور میدان میں ننگے نہانے پر (جیسے کہ پہلے سے ولایتی نہایا
کرتے تھے) تعزیر مقرر ہوگئی تھی ۔ دفتر وغیرہ سب امب میں آگیا تھا ۔ اسوقت سید صاحبؒ کے دفتر میں نو دس محرر تھے ۔
مولوی محمد اسمعیل صاحبؒ اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری سید صاحبؒ کے وزیر تھے ۔ سید صاحبؒ کی مہر جسپر اسمہ احمد
کھدا ہوا تھا مولوی محمد اسمعیل صاحبؒ کے ہاتھ میں اور گاہے گاہے منشی محمدی صاحب میر منشی کے ہاتھ میں رہتی تھی ۔
ہر نامہ اور مراسلہ کے خاتمہ پر سید صاحب کی مہر ثبت ہوا کرتی تھی ۔ مولوی محمد اسمعیل صاحبؒ کی مہر جسپر واذکر فی
الکتاب اسمٰعیل کندہ تھا منشی فضل الرحمن صاحب کے پاس رہتی تھی ۔ ان ایام میں سید صاحبؒ نے مولوی نظام الدین
صاحب چشتی کو اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کرکے واسطے ہدایت ملک کشمیر کے بجانب کشمیر روانہ کیا ۔ ملک کاغان میں جو کشمیر سے
ملحق ہے بہت لوگ داخل بیعت ہوئے ۔ سید ضامن شاہ وغیرہ چند سرداران ملک کاغان بذات خود بھی واسطے
حصول قدمبوسی سید صاحبؒ کے امب کو آئے تھے ۔ کشمیر میں بھی یہ دعوت جہاد بڑی گرمجوشی سے قبول کی گئی ۔ بلکہ
بہت سی عرضیاں مسلمانان کشمیر کی اس مضمون کی سید صاحبؒ کے حضور میں پہنچی تھیں کہ دیوان کرپا رام صوبہ دار
کشمیر معتوب ہوکر لاہور کو بلایا گیا ہے اسوقت کشمیر خالی ہے آپ جلد تشریف لاکر دخل کرلیں اور ہم سب مسلمان مال و جان سے
مجاہدین کی اعانت کرینگے ۔ ان عرضیوں کے پہنچنے پر بجانب کشمیر چلنے کا سید صاحبؒ ارادہ بھی ہوگیا تھا مگر مولوی
محمد اسمعیل صاحبؒ نے یہ عذر پیش کیا کہ کشمیر یہاں سے دس بارہ منزل ہے جب اسقدر لشکر کثیر اسطرف کو جائیگا تو غالباً وہاں
پہنچنے سے پہلے دربار لاہور تک اسکی خبر پہنچ جائیگی ۔ اگر کشمیر کے مسلمان جو سمہ کے ولایتوں سے خود غرضی اور بیوفائی
اور دغابازی میں کم مشہور نہیں ہیں عین موقع پر دغا دیں تو پھر اس نادیدہ ملک میں سخت مشکل ہوگی ۔

جنگ پھولڑہ

ان ایام میں سید صاحبؒ کو منظور ہوا کہ غازی نکمے نہ رہیں بلکہ دریائے اباسین کے اُس پار جو سکھوں کا
ملک اور قلعے ہیں ان پر حملے کیے جاویں ۔ اسی واسطے ایک لشکر تیار ہوکر مولوی محمد اسمعیل غازی اس لشکر کے امیر مقرر
ہوئے ۔ یہ لشکر تین گذرگاہوں سے عبور کرکے بمقام پھولڑہ جمع ہوا ۔ مولوی محمد حسن رامپوری اور سید احمد علی صاحب
ہمشیرزادہ سید صاحب بھی ماتحت مولوی محمد اسمعیلؒ اس لشکر میں سردار تھے ۔

مسلمان ہوا یا راجہ رنجیت سنگھ جو ملحق کنارہ دریائے اباسین کے رہتی تھی خود بخود سید صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر
احکامات شریعت پر چلنا قبول کرکے اطاعت امام المجاہدین اور اعانت لشکر اسلام کا وعدہ کرکے خود لشکر اسلام کو اپنے ملک
میں بلانا چاہتی تھی۔ ایسے لوگوں کو امان نامے مہری سید صاحب اس مضمون کے عنایت ہوگئے تھے کہ فلاں فلاں
دیہ کا اینجانب کے حضور میں حاضر ہوکر احکام شریعت پر چلنا قبول کرکے خدمت دین اور رفاقت مجاہدین بذمہ خود اختیار
کرگیا۔ اور اسقدر نقد و اسباب اسطے خزانہ بیت المال کے پہنچائیگا۔ بشرط ایفاء وعدہ بروقت حملہ لشکر اسلام اسپر اور
اُسکے گاؤں پر کوئی غازی دست درازی نکریں۔ اور اُسکے مال و اسباب کو مسلمانوں کا مال تصور کریں۔ جب مین آدمی
یعنی فوج کلان اس حملہ آور لشکر کی بھوڑہ میں پہنچی تو اتفاق سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ راہ میں ایک گڑھی کفار
کے فتح کرنے پر مصروف ہوگئے۔ صرف مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب اس لشکر کے ساتھ تھے۔ یہ دونوں
سردار فن جنگ سے ایسے واقف نہ تھے جیسے اِنکے امیر مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ اس کام میں برق تھے۔ اس فوج کا
لشکرگاہ بوجہ ناتجربہ کاری سرداران ہمراہی کے بڑی بیموقع جگہ ہوا تھا۔ فجر کو جبکہ یہ فوج ادائی نماز صبح مشغول تھے
لشکر کفار نے یورش کرکے ایک ایک غازی کو تین تین سواروں نے جا گھیرا۔ اس گھبراہٹ میں غازیوں کی صف
ہوکر بھر مار کا بھی کچھ موقع نہ ہونے پایا۔ جسمیں چند غازی اور مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب دونوں
سردار بھی شہید ہوگئے۔ سکھوں کے پاس بڑے لمبے لمبے نیزے تھے جسکا جواب غازی تلوار سے نہیں دے سکتے تھے
اس عرصہ میں دوسری کنارہ لشکر سے ایک جماعت چالیس پچاس قرابین چیوں کی ایک آزمودہ کار افسر کے تحت
صف بندی کرکے باقاعدہ حملہ آور ہوئے جسنے چند باڑھوں میں سکھوں کا دوچند نقصان کرکے اُن کو پسپا کردیا
مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ گڑھی شنگلی اور گڑھی چھمبڑی کو سکھوں کے ہاتھ سے چھین کر بعد عہد و پیمان مسلمان
سرداروں کے سپرد کرآئے۔ اور پھر اس کل لشکر کو ساتھ لیکر آپ کو لوٹ آئے ✦

اِن دنوں میں سردار وزیر سنگھ جمعدار خسرہ پوز راجہ رنجیت سنگھ صاحب اور حکیم عزیز الدین صاحب
راجہ رنجیت سنگھ کیطرف سے سفیر مقرر ہوکر سید صاحبؒ کے پاس یہ پیام صلح لیکر آئے تھے کہ دریائے اباسین
کے اُس کنارہ کا ملک جو سید صاحب کے قبضہ میں ہی اُسکو راجہ رنجیت سنگھ کیطرف سے انعام تصور کرکے بلا مزاحمت احدے
اُسکو اپنے قبض و تصرف میں رکھیں اور بے دغدغہ احکام شریعت کو اس ملک میں جاری کریں۔ لیکن قصد اس جانب
دریائے اباسین کے نہ کریں۔ اور سید صاحبؒ فقیر ہیں اور میں امیر ہوں۔ سو امیروں پر فقیروں کی خدمت کرنا
اور فقرا کو دعاگوئی امرا کی ضرور ہی۔ اگر سید صاحبؒ اس سی زیادہ قصد ملک گیری کا کرینگے تو مثل دنیاداروں کے
حریص سمجھے جائینگے اور پھر اسطرف سے بھی تیاری جنگ کی کرکے اُنکی بیخکنی کی جائیگی۔ اگر سید صاحبؒ اسپر قانع رہیں
تو اُنکی بھی بھلائی اور ہماری خوشنودی ہے۔ اور زیادہ طلبی میں دونوں کا نقصان ہے۔ اور یہ بھی لکھا کہ بعد ملاحظہ
اِن شرائط کے اپنا سفیر مع جوابنامہ کے ارسال فرمائیں ✦

یہ دونوں سفیر جب اُنہیں پہنچے اور سید صاحبؒ کی زیارت سے مشرف ہوئی اور آپکے کلمات ہدایت آمیز روزانہ
سُننے لگے تو قطع نظر حکیم عزیز الدین کے سردار وزیر سنگھ بھی مسلمان ہوگیا۔ مگر سید صاحبؒ نے اُسکو اجازت یہ دی
کہ تا وقت مصلحت و موقع اپنے اسلام کو مخفی رکھکر خیرخواہی اسلام کی کرتا رہے۔ اِن ایام میں راجہ شیر سنگھ اور
جنرل انٹورا صاحب فرانسیس واسطے لینے جواب سید صاحبؒ کے مع بارہ ہزار لشکر کے دریائے لنڈہ کے کنارہ پر
پہنچکر مقیم تھے۔ اُسوقت سردار فتح خان رئیس پنجتار کو اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لشکر کفار پنجتار پر یورش کریں اُسنے
سید صاحبؒ کو اسکی اطلاع کرکے واسطے حفاظت پنجتار کے کچھ فوج طلب کی۔ سید صاحبؒ نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ

مع لشکر مجاہدین کے پنجتار کی حفاظت کیواسطے روانہ کردیا۔ مولوی خیرالدین خیرکوٹی اور حاجی بہادر شاہ خان مع آٹھ آدمیوں کے واسطے سفارت دربار لاہور کے تجویز ہوکر مع جوابنامہ راجہ رنجیت سنگھ ہمراہ سردار ونتیر سنگھ اور حکیم عزیز الدین صاحب کے روانہ کیے گئے۔ یہ سفارت اسلام کی اول لشکر انٹورا صاحب میں بھیجی گئی۔ جہاں پہنچنے اس سفارت کے نقد اور جنس بطور رسد اور خرچ روزمرہ اس سفارت کا سرکار خالصہ سی مقرر ہوگیا۔ ایک ملا کے گھر پر جو مریدان خاص سید صاحب سے تھا یہ سفارت فروکش ہوئی۔ دوسرے دن مولوی خیرالدین صاحب حاجی بہادر شاہ خانصاحب بمعیت سردار وزیر سنگھ انٹورا صاحب کی ملاقات کو بلائے گئے۔ یہ دونوں صاحب سلیم اتن خیمہ میں داخل ہوئے۔ اسوقت اس خیمہ میں ایک انٹورا صاحب اور ایک اور جنرل فرانسیس کرسیوں پر بیٹھے تو یہ لوگ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی کہہ کر میز کے نزدیک قالین پر بیٹھ گئے۔ سردار وزیر سنگھ دروازہ خیمہ پر کھڑے تھے۔ اسوقت انٹورا صاحب نے اخبار نویس اور حکیم عزیز الدین صاحب کو طلب کرکے ان سفیروں کے پاس بٹھلا دیا۔ پھر انٹورا صاحب نے ان سفیروں کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم دونوں میں مولوی کون ہی۔ حاجی بہادر شاہ خان صاحب نے مولوی خیرالدین صاحب کیطرف اشارہ کیا۔ تب انٹورا صاحب نے مولوی خیرالدین صاحب سے کہا کہ میں آپ سے کچھ علمی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ مولوی خیرالدین صاحب نے ازراہ دوراندیشی کے فرمایا کہ اگر گفتگو دینی کرنی منظور ہو تو پھر آپ جواب سخت سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔ انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپکی خاطر عاطر میں آئی بلا تکلف فرمائیں میں ہرگز رنجیدہ نہ ہونگا لیکن جواب عالمانہ ہو جاہلانہ نہ ہو کیونکہ میں خود بھی کسیقدر دین اسلام سے واقف ہوں۔ میں نے آپکی کتب تواریخ اور دیگر کتب دینیہ کو بہت مطالعہ کیا ہے۔ پھر کہا کہ جسوقت میرا ڈیرہ حضرو میں تھا اسوقت ایک شخص بصورت فقیر خلیفہ صاحب کیطرف سے میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ اگر راجہ رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت سے مالیہ (مالگذاری) ملک یوسف زئی کی لیا کریں تو سرکار خالصہ تکلیف فوج کشی اور زیرباری سے رہائی پاوے اور اس ملک کے آدمی تاراجی اور خرابی اور آتش زنی سے مخلصی پائیں۔ سو یہ بات مجھ کو بہت پسند آئی تھی کیونکہ اسمیں دونوں طرف کی بھلائی ہی۔ کیا یہ پیغام خلیفہ صاحب کیطرف سے تھا۔ مولوی خیرالدین نے فرمایا کہ یہ بات بالکل دروغ ہے۔ کسی مکار نے کسی مصلحت کے واسطے آپکے سامنے یہ بات بنائی ہوگی۔ خلیفہ صاحب کو اطاعت کفار اور انکو مالیہ دینے سے کیا کام۔ خلیفہ صاحب واسطے حاصل کرنے ملک اور جاگیر کے اس ملک دور دست میں نہیں آئے۔ یہ تقریر مولویصاحب کی سنکر انٹورا صاحب نے کہا کہ اگر انکو ملک اور جاگیر کی طمع نہیں ہے تو پھر باوجود بے سروسامانی ایسے بادشاہ مالک خزائن اور دفاتر اور فوج و عساکر سے کس واسطے ارادہ جنگ و جدال کا رکھتے ہیں۔ مولویصاحب نے فرمایا غالباً آپنے سنا ہوگا کہ خلیفہ صاحب ملک ہندوستان میں بڑے معزز اور ممتاز اور پیشوائے خلائق ہیں۔ اس ملک میں لاکھوں آدمی آپ کے مرید رشید اور جان نثار ہیں اگر خلیفہ صاحب چاہتے اپنے گھر پر بیٹھے ہوئے مثل امیروں کے عیش و آرام کرتے رہتے۔ واسطے حاصل کرنے دنیا کے انکو حاجت ترک وطن اور کوہ و دشت گردی کی نہ تھی۔ انٹورا صاحب نے کہا البتہ میں نے سنا ہی کہ خلیفہ صاحب کو ہرطرح کا عیش و آرام اپنے مکان پر حاصل تھا اور وہاں کے حاکم اور امیر انکی تعظیم اور توقیر کرتے تھے۔ تب مولوی صاحب نے کہا کہ ایسی ثروت اور جاہ و جلال کو چھوڑکر ایسی تکالیف سفر اور غریب الوطنی بطمع موہوم (حصول جاگیر و ملک) اختیار کرنا اور دن رات جنگل اور پہاڑوں میں مشقت اٹھانا اور باوجود بے سروسامانی ارادہ مقابلہ بادشاہ صاحب ملک اور فوج کا کرنا کون عقلمند کہیگا کہ بلا کسی قوی سبب کے نہیں ہی۔ اب آپ دل لگا کر سنیے کہ وہ قوی سبب کرجسنے وہ سب عیش و آرام کو چھوڑا کر ان تکالیف اور شدائد غریب الوطنی کے گوارا ہی نہیں

گزار گئے بلکہ اُن میں ایک لُطف اور لذت دراز بھی ہے وہ یہ ہے کہ دین اسلام میں بعد ایمان توحید الٰہی پانچ احکام فرض
منزل یہ دین ہوئے ہیں کہ اُنکے ادا کرنے کی اللہ تعالیٰ سے بڑی تاکید آئی ہے وہ پانچوں حکم نماز ۔ روزہ ۔ زکوٰۃ ۔ حج
جہاد ہیں ۔ نماز روزہ تو ہر مسلمان مرد عورت پر خواہ وہ غنی ہو یا فقیر فرض ہے ۔ اور زکوٰۃ صرف مالدار مسلمان مرد وعورت
پر فرض ہے اور حج تمام عمر میں ایکبار صرف غنی لوگوں پر فرض ہے ۔ نماز روزہ ۔ زکوٰۃ تینوں سے مشکل حج کا ادا کرنا
ہے جس سے بہت لوگ بوجہ سستی اور خوف سفر دور و دراز کے محروم رہتے ہیں ۔ مگر خلیفہ صاحب نے باوجود بیسر و سامانی
کے سات آٹھ سو آدمیوں کو ساتھ لیکر اس دھوم دھام سے حج کیا ہے ان ایام میں کسی امیر اور دولتمند سے بھی اس
طرح پر بن نہیں آیا ۔ انگور صاحب نے کہا کہ بیشک خلیفہ صاحب کا سا حج آجتک کسی سے نہیں ہوسکا ۔ اُسکے بعد مولوی
صاحب نے فرمایا کہ پانچواں فرض یعنی جہاد حج سے بھی زیادہ مشکل ہے ۔ بڑی بڑی مالدار اور رئیس بلکہ بادشاہ
بھی اس پانچویں فرض کو ادا کرنے سے گریز کرتے ہیں ۔ اور صدہا حیلے حوالے کرکے اُس سے مُنہ چُرالیتے ہیں اس
سبب سے اُن پہلے چار فرضوں سے جہاد کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے ۔ کیونکہ اس فرض کے ادا کرنے میں جان و مال
و عیال وغیرہ کل محبوبات و لذات سے دست بردار ہونا پڑتا ہے ۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جہاد کچھ صرف ہمارے
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پر فرض نہیں ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ اور یوشع بن نون اور داؤد اور سلیمان
علیہم السلام وغیرہ دیگر انبیائے بنی اسرائیل پر بھی فرض تھا ۔ یہ بات آپکو کتب تواریخ اور توریت وغیرہ سے بھی
معلوم ہوئی ہوگی ۔ انگور صاحب نے فرمایا ہاں یہ بات راست ہے اور جہاد کی فرضیت قدیم سے ہم بخوبی واقف
ہیں ۔ اُسوقت مولوی صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کی ذات مقدس بھی مثل انبیا سابقین مقبول بارگاہ ایزدی
ایک بڑی صاحب ارادہ اور اُولو العزم ہے ۔ بعد ادائے حج اُنہوں نے چاہا کہ اس پانچویں فرض اور عبادت
شاقہ کو بھی ادا کریں ۔ اور اُس عبادت شاقہ کے ادا کرنے کیواسطے دو شرطیں بھی ہیں ایک وجود امام اور دوسرے
جائے امن ۔ سو سید صاحب نے سُنا تھا کہ قوم یوسف زئی سکھوں سے لڑتی بھڑتی رہتی ہے ۔ مگر کوئی سردار قابل اس
کام کے اُن میں نہ تھا لہذا سید صاحب واسطے ادا کرنے اُس فرض کے مع صدہا ہندوستانی مجاہدین کے اس ملک
میں تشریف لے آئے ۔ اور بڑی کوشش اور ترغیب و تحریص سے اس ملک کے لوگوں کو بھی شریک اس کام کا کرلیا
چنانچہ اس ملک کے لاکھوں آدمیوں نے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرلی اور اُنکو اپنا سردار بنالیا
پس اُسی روز سے آپ بلفظ امام یا امیر المومنین یا خلیفہ کے مشہور ہیں ۔ اور آپ کو یہ بھی یاد رہے کہ جہاد سے کچھ ملک
گیری اور جنگ و جدل ہی مراد نہیں ہے ۔ لفظ جہاد کے معنے سعی اور کوشش کرنا ہے ۔ سو حسب طاقت اور حوصلہ خود
واسطے اعلائے کلمۃ اللہ اور اطفائے نائرہ ادیان باطلہ اور ذلت کفار کی کوشش کرتے رہنا جہاد ہے ۔ اور جہاد
کے واسطے یہ بھی شرط نہیں ہے کہ امام وقت برابر اور مثل سامان اعداء کے سامان جہاد کا مہیا کرے ۔ ترقی دین اور اُسکے
سامان میں کوشش اور سعی حسب مقدور خود کرنا جہاد ہے ۔ پس اگر کسی وقت جنگ پیش آئے اور جنگ کرنا اُسوقت
مصلحت ہو تو جنگ کرے چنانچہ جنگ کو اصطلاح شرع میں قتال کہتے ہیں ۔ پس اگر فتح ہوجائے تو ملک کفار پر تسلط
کرکے دین اسلام کی ترویج کرے ۔ کیونکہ جہاد سے اصلی مطلب ترقی دین کی ہے ۔ اور فتوحات اُسکا ثمرہ ہے ۔ بلکہ عمدہ فتح
یہ ہے کہ بشرط حیات مجاہد اور غازی ہو کیونکہ مجاہدین اور غازیوں کے فضائل بھی قرآن و حدیث میں بہت ہیں
اور ان سب سے عمدہ اور افضل فتح یہ ہے کہ کفار کے ہاتھ سے شہید ہو ۔ کیونکہ بعد پیغمبروں کے شہداء کے مرتبہ کو کوئی
نہیں پہنچتا ۔ انگور صاحب نے کہا کہ ان سب باتوں کو میں قبول کرتا ہوں مگر عقل کی رو سے خلاف معلوم ہوتا ہے
کہ ایسی بے سر و سامانی میں کہ نہ فوج ہے اور نہ توپ اور نہ مال اور نہ ملک پھر بادشاہوں سے لڑنا سراسر نادانی ہے ۔

مولویصاحب نے کہا کہ دنیاداروں کو فوج اور خزانہ اور توپ پر اعتماد ہے اور ہمکو خداوندتعالی کی قوت اور قدرت پر بھروسا
ہے۔ ہم وہ لوگ ہیں کہ ہم کو نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم۔ اِن دونوں کو خداوندتعالی کے ہاتھ میں جانتے ہیں۔
ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خداوندتعالی اپنی قدرت کاملہ سے کبھی تھوڑے سے لشکر سے بڑے بڑے لشکروں کو شکست اور ہزیمت
دلادیتا ہے۔ اگر آپ کو اس سے انکار ہے تو آپکا دعوی تابع داری کا غلط ہی۔ کیونکہ کسی پیغمبر کے پاس خزانہ اور فوج
اور توپ ہیکلہ نہ تھا۔ انکو محض بتائید الہی بڑے بڑے زبردست بادشاہوں پر فتح ہوئی ہی۔ اسکے بعد انٹورا صاحب
نے کہا کہ اب کل کو یہ کل فوج جسکو تم دیکھتے ہو پیچتار پر جائیگی۔ تو مولویصاحب نے فرمایا کہ آپکے پیچتار جانے سے
ہم آپکے قابو میں نہیں آسکتے کیونکہ خلیفہ صاحب اسوقت اٹک میں ہیں۔ اور اٹک کے ایکطرف دریائے اباسین
اور دوسری طرف بڑے سخت اور دشوار گذار پہاڑ ہیں۔ وہاں آپکا دخل ہونا محال ہی۔ اُس جگہ تھوڑی سی فوج
آپکے اس لشکر عظیم کو روک سکتی ہی۔ انٹورا صاحب نے کہا درحقیقت اٹک ایک سخت مقام ہی۔ پھر انٹورا صاحب
نے کہا کہ مجھکو خلیفہ صاحب سے بہت محبت ہی اسی سبب سے راجہ رنجیت سنگھ کے حضور میں میں بدنام ہو رہا ہوں۔
لیکن جنگ کے وقت اس محبت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اُسوقت ہمکو ضرور نمکحلالی کرنی ہوگی۔ پھر انٹورا صاحب
نے کہا میں اسقدر چاہتا ہوں کہ مابین میرے اور خلیفہ صاحب کے رسم ارسال ہدایا اور تحائف کی جاری ہوجائے
پہلے میں کوئی چیز خلیفہ صاحب کیواسطے ہدیہ بھیجتا ہوں معلوم نہیں کہ خلیفہ صاحب اُسکے عوض میں کونسا تحفہ
عنایت کرینگے تاکہ میرے یہاں سے واپس جانے کا ایک عذر معقول میرے لیے ہوجائے۔ اسکے بعد ملک یوسفزئی
پر تصرف کرنیکا خلیفہ صاحب کو اختیار ہی پھر فوج خالصہ اس ملک پر کبھی نہ آئیگی۔ مولویصاحب نے فرمایا کہ آپکی
دوستی اور محبت سے خلیفہ صاحب کو کچھ غرض نہیں ہے اگر آپکو کچھ غرض ہے تو اپنی طرف سے سلسلہ جنبانی کرو
خلیفہ صاحب بھی بڑے عالی حوصلہ اور صاحب ہمت ہیں آپ کے تحائف کا عوض ضرور ارسال فرمائینگے۔ مگر خلیفہ
صاحب کی سرکار کا تحفہ کوئی سربند یا کلاہ یا جبہ ہوتا ہے۔ اور اُنکی سرکار میں ہتیار بھی عمدہ سے عمدہ موجود ہیں
تعجب نہیں کہ کوئی ہتیار بھی عنایت کردیں۔ انٹورا صاحب نے کہا کہ سربند و کلاہ و سلاح کو لیکر میں کیا کرونگا
اگر ایک گھوڑا بالعوض میرے تحائف کے عنایت کردیں۔ اُسوقت البتہ مجھکو جوابدہی اور بریت کی گنجایش ہوجائے
مولویصاحب نے فرمایا کہ میں آپ کا مطلب سمجھا اسواسطے گھوڑا ہم ہرگز نہ دینگے۔ انٹورا صاحب نے کہا یہ تو تم اپنی طرف
سے کہتے ہو مگر خلیفہ صاحب عقلمند آدمی ہیں وہ ضرور اس درخواست کو خوشی سے قبول کرلینگے۔ کیونکہ یہ بات
دُور اندیشی طلب ہی۔ اُسوقت حکیم عزیز الدین اور اخبار نویس اور حاجی بہادر شاہ خان نے مولویصاحب کو اشارہ کیا
کہ جو کچھ وہ کہتا ہے قبول کرلو۔ مگر مولویصاحب نے اپنی عقل دُور اندیش سے مشورہ کرکے پھر یہی فرمایا کہ یہ امر وہ
شخص قبول کرسکتا ہے جو طالب ملک اور جاگیر کا ہو مگر جو شخص برائے اعلائے کلمۃ اللہ جہاد کی نیت کرکے آیا ہو اسکو
یہ امر قبول کرنا محال کیا بلکہ غیر ممکن ہی۔ میں ایسی بات کے واسطے خلیفہ صاحب کو نہیں لکھ سکتا۔ کیونکہ میں اور خلیفہ
صاحب اس نیت اور ارادہ میں دونو برابر ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ جیسے نماز۔ روزہ و دیگر اعمال صالحہ ریا کاری
سے باطل ہوجاتے ہیں اسیطرح ایسی نیت اور ارادہ سے ثواب جہاد کا باطل ہوجائیگا۔ ایسے سوال کے انکار
کرنے میں میں اور خلیفہ صاحب دونوں برابر ہیں۔ انٹورا صاحب نے واسطے گھوڑے کے اور دو تین بار اصرار
تمام مولویصاحب سے کہا تب مولویصاحب نے دق ہوکر فرمایا کہ بار بار تکرار اس سوال کی بے سود ہی۔ ہم لوگ گھوڑا کیا
ایک گدھا بھی آپ کو نہ دینگے۔ کیونکہ ہمارا ارادہ آپکی سرکار سے جزیہ اور خراج لینے کا ہی پھر ہم آپکو بطور خراج گھوڑا
کسطرح دیں۔ اُسوقت انٹورا صاحب بولا کہ اگر خلیفہ صاحب از راہ کرامت باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی

زبردست سرکار پر غالب ہوجاینگے تو میں خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر فوراً مسلمان ہوجاؤنگا - مولویصاحب نے فرمایا کہ میں خلیفہ صاحب کا حال آپسے کیا عرض کردوں اگر اسیوقت آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کریں تو انشاء اللہ تعالی بعد سننے انکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا وصدقنا کے آپ کی زبان سے اور بات نہ نکلیگی - پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتیں جو میں نے عرض کی ہیں خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کردینا - مولویصاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانے کی کیا ضرورت ہے میں خود ایک ایک لفظ ان سوال وجواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو موبمو گذارش کرونگا - پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالوں کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچانا ہوگا - مولویصاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کردینا ہے جواب بھیجنا نہ بھیجنا انکے ہاتھ میں ہے - پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپ کے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہیں ویسے ہی ہم نصرانی بھی ہیں یا کچھ فرق ہے - مولویصاحب نے فرمایا ہاں کفر میں دونو برابر ہیں - پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ ملک ہندوستان میں خلیفہ صاحب کے لاکھوں مرید جان نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور اسوقت تمام ہندوستان نصرانیوں کے قبضہ میں ہے - پھر جب سکھ اور نصرانی دونوں کفر میں برابر ہیں تو خلیفہ صاحب نے اپنے لاکھوں مریدوں کو جمع کرکے گھر بیٹھے بیٹھلائے سرکار انگریزی سے جہاد کیوں نہیں کیا ناحق اتنی محنت اور مشقت سفر دور دراز کی اُٹھاکر یہاں سکھوں سے لڑنے کو آئے مولویصاحب نے فرمایا کہ سرکار انگریزی ہم کو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہیں روکتی - ہر مذہبی امر میں ہمکو پوری آزادی دے رکھی ہے - برخلاف سکھوں کے کہ انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو ذلیل کرکے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا ہے - اگر کوئی مسلمان عید بقر عید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اُن کو جان سے مار ڈالے - یہی سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزوں کو چھوڑکر سکھوں سے جہاد کرنے کو آئے - پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپ نے میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کرسکوگے - مولویصاحب نے فرمایا انشاء اللہ تعالی اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا - جب بات یہانتک پہونچی تو انٹورا صاحب نے کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت میں آپکو بلاؤنگا - مولویصاحب ہاں سے رخصت ہوکر حکیم عزیز الدین صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہیں دوپہر کا کھانا کھاکر نماز مغرب تک وہیں متوقف رہے - بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے - دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نومسلم خفیہ نے مولوی خیر الدین صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی میں بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرنگیس افسر اور امیر خان برادر خادمخان ایک جگہ جمع ہوکر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیر الدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی طرح پر بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہیں دیتا اسواسطے پنجتار پر فوج کشی کرنا ضرور ہے - آج ایک پہر رات سے فوج کا کوچ کا وقت مقرر ہوا ہے - آپ مولوی محمد اسمعیل صاحب متعینہ پنجتار کو خاص اس یورش کی اطلاع کردیویں - اُسوقت مولویصاحب نے ملا اپنے میزبان کو جو ایک مخلص خاص تھا یہی پیام دیکر پنجتار کو روانہ کردیا - اور اُسکو یہ بھی کہدیا کہ راہ میں جو گاؤں مخلصین خاص کے ملیں اُن سب کو اس چڑھائی کی اطلاع کرتے جانا +

حملہ انٹورا صاحب بر پنجتار

جب ایک پہر رات باقی رہی سوائے راجہ کھڑک سنگھ کے تمام لشکر خالصہ بمقام زیدہ جو پنجتار سے چھ کوس ہے جاکر مقیم ہوا - بعد غروب آفتاب تمامی لشکر خالصہ مقیم زیدہ میں یہ مشہور ہوگیا کہ آجکی رات پنجتار سے اس لشکر پر شبخون آویگا - اس خبر وحشت اثر کے سننے سے تمام لشکر خالصہ میں ایک تہلکہ پڑگیا کہ مارے خوف کے کوئی آدمی اُس رات کو نہیں سویا - ہر سوار

اپنے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کھڑا رہا۔ رات کو پانی کے جھرنوں اور نالوں میں زور سے پانی گرنے کی آواز
سے عاقبت ہوکر ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ غازیوں کا شبخون آپہنچا۔ اس خوف اور پریشانی میں ہراہٹ اور کھٹکا غازیوں کی
سے سویرے ہوکر فرار پر آمادہ کرتا تھا۔ یہانتک کہ اس رات کو لشکر خالصہ میں بے طرح شور و غل ہوکر ہر ایک آدمی بھاگنے پر آمادہ
تھا۔ انگور صاحب نے لشکر کا یہ حال دیکھ کر یوسف خان اجیٹن اور دوسرے افسروں کو بلا کر کہا کہ آج لشکر پر یہ کیا آفت
آئی ہو کہ ہر ایک آدمی مارے خوف کے بھاگنے کو تیار ہے۔ ان افسروں نے ہر ایک آدمی کو تسلی و تشفی دیکر بھاگنے سے روکا مگر
یہ اثر صرف چند لحظہ ان پر رہا۔ جب تھوڑی سی رات رہی بلا اطلاع افسروں سارا لشکر بڑی سرعت سے پسپا ہوکر دریائے لنڈہ
سے بر راہ پل عبور کرکے طرف اٹک کے بھاگ کر چلا جاتا تھا اور کوئی ایک دوسرے سے نہیں پوچھتا تھا کہ کیوں اور کدھر جاتے ہو۔
مارے خوف کے ہر آدمی مانند دیوانوں کے بنگیا تھا یہانتک حملہ مجاہدین کا خوف تھا کہ اس لشکر نے دریائے لنڈہ سے عبور
کرکے بلا علم کسی افسر کے پل کو بھی توڑ ڈالا کہ کہیں غازی اس پل کے رستے سے یورش نہ کرائیں۔ اسی دن مولوی
خیرالدین صاحب بھی بلا حصول جواب تحریری اور حصول رخصت کے وہاں سے روانہ ہوکر پنجتار کو چلدیے۔ اور پنجتار میں
مولوی محمد اسمعیل صاحب سے ملاقات کرکے دوسرے دن بمقام آپ خلیفہ صاحب کی خدمت میں جا پہنچے اور ساری حقیقت
سوال و جواب اور تواضع اور رخصت وغیرہ کی مو بمو حضرت کی خدمت شریف میں عرض کردی۔ سید صاحب نے
سنکر فرمایا شاباش و جزاک اللہ خیراً یہ تمامی جواب جو تمنے دیے ٹھیک موافق میری مرضی کے تھے۔ اور اس فقرہ کو سنکر
گھوڑا کیا ہم گدھا بھی آپکو نہ دینگے سید صاحب بہت خوش ہوئے۔ سید صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی خوب ہوا
کہ آپنے وعدہ ارسال جواب کا بھی نہیں کیا +

ان واقعات کے بعد اقوام سکھ جو قلعہ ہنڈ پر قابض تھے خود بخود اسکو خالی کرکے بجانب حضرو فرار ہوگئے
ان کے فرار کے بعد لشکر غازیان قلعہ مذکور پر جاکر قابض ہوگیا +

جب عدل و انصاف شرعی علی منہاج النبوۃ ملک سمہ میں جاری ہوا تو اس ملک کی کنواری عورتوں نے جو بعد
کوٹے دنا یعنی منگنی مع ایجاب و قبول اور نیز ان عورتوں نے جو بلا کوٹے دنا اپنے والدین کے گھروں میں بڑھیاں
ہوجاتی تھیں آوازۂ انصاف حضرت امیرالمومنین کا سنکر اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعوں سے گوش مبارک تک
پہنچائی۔ اسواسطے حضرت نے جملہ اکابر خوانین اور علمار حامی دین اس ملک کو بلا کر اس رسم بد کے موقوف کرنے کیواسطے
بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالی نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے عطائے دختروں کے مخصوص نہیں فرمایا
کہ وہ خاص قوم بدون لینے روپیہ کے اپنی دختروں کو کسی کے نکاح میں نہ دیوے۔ اور اس تجارت کو وسیلہ اپنے کسب کا کرے
بلکہ ہر قوم میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں پیدا ہوتی ہیں پس جسقدر رقم بعوض لڑکیوں کے دوسروں سے لیتے ہو اسیقدر اپنے
لڑکوں کے نکاح میں دوسروں کو دیدیتے ہو اسواسطے یہ نفع اخذ روپیہ بعوض دختران فرضی ہے نہ کہ حقیقی۔ اور چونکہ یہ رسم
دین سراسر خلاف شریعت کے ہے اسواسطے اسکو ترک کردینا چاہیے۔ تم دیکھتے ہو کہ اس رقم عوض نکاح کے ادا کرنے کیواسطے
تم لوگ ہندوستان۔ ایران۔ توران وغیرہ ممالک دور دست میں جاکر گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو اور مدتوں تک
منقود الخبر رہتے ہو۔ بہت آدمی راہ میں مرجاتے ہیں اور بہت آدمی ان ملکوں میں کسی عورت کو مفت پاکر پھر یہاں
واپس نہیں آتے۔ اور لڑکیاں اپنے والدین کے گھروں میں بیٹھی ہوئی بڑھیاں ہوجاتی ہیں۔ اور اکثر انمیں تقاضائے
نفس اور شہوت کے بدکاری میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔ اگر یہ کل لڑکیاں جو اسطرح سے رکی ہوئی ہیں بر وقت بلوغ اپنے
شوہروں کے گھروں میں چلی جاتیں تو ان سے ہزاروں مسلمان پیدا ہوئے ہوتے اور یہ سب خرابی اس وجہ معاوضہ
نکاح کے سبب سے ہوتی ہے جو دولہا کی طاقت اور وسعت سے زیادہ اس سے طلب ہوتا ہے۔ اس نصیحت کو سب حاضرین نے بدل و جان

قبول کرکے اِس رسم بد کے موقوف کرنیکا وعدہ کرلیا مگر احمد خان رئیس ہوتی مردان اِس جلسہ کی اغراض کو معلوم کرکے حسب الطلب سید صاحب کے حاضر نہیں ہُوا بلکہ اپنے بھائی کو گڈھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑ کر خود پشاور کو دُرانیوں کے پاس چلا گیا۔ جابجا اِس رسم بد کا موقوف ہونا شروع ہُوا۔ اور ہزاروں لڑکیاں شوہر والیاں ہوگئیں۔ سید صاحب نے واسطے سرکوبی احمد خان باغی رئیس ہوتی و مردان کے ایک شبخون ہوتی و مردان کو روانہ کیا۔ امیر اِس شبخون کے مولوی محمد ایل صاحب تھے۔ اِن کے ہمراہ عبد الحمید خان رسالدار اور قاضی حبان صاحب بھی تھے۔ دشمنوں کو کسی ذریعہ اِس شبخون کی خبر پہنچگئی تھی اسواسطے وہ مقابلہ کے لیے مع ہزار ہا ولایتوں کے تیار تھے۔ مگر غازیوں نے حملہ کرکے گڈھی ان سے چھین لی۔ مگر قاضی حبان صاحب جو ولایتوں میں اوّل درجہ کے مومن اور معین لشکر اسلام اور سید صاحب کی طرف سے تمام ممالک سمہ اور تنول میں قاضی القضاۃ تھے شہید ہوگئے۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے دونوں گڈھیوں کو فتح کرکے بعد لینے عہد و پیمان مشعر قبول احکام شریعت و خدمتگذاری و رفاقت مجاہدین کے سپرد رسول خان برادر احمد خان باغی کے کرکے آپ مع لشکر مجاہدین بخیریت تمام پنجتار کو لوٹ آئے ؛

احمد خان باغی رئیس ہوتی و مردان بڑی سعی اور کوشش سے دُرانیان پشاور کو واسطے مقابلہ مجاہدین کے چڑھالایا۔ جب دُرانیوں کا لشکر چمکنی میں پہنچا تو سید صاحب کو بھی اسکی اطلاع ہوگئی۔ سلطان محمد خان حاکم پشاور نے خطوط دھمکی بنام جملہ خوانین سمہ تحریر کرکے اِس مضمون کے روانہ کیے کہ تمنے بشراکت سید صاحب میرے بھائی یار محمد خان کو مار ڈالا۔ گڈھی ہوتی و مردان تمہاری شرکت و امداد سے سید صاحب کے قبضہ میں ہے پس اب مجھ کو ضرور ہُوا کہ اسکا عوض تم سے اور سید صاحب سے تلوار سے لوں۔ یہ یورش ایسی پُر جوش تھی کہ تمامی افواج دُرانیان اور کل مشہور بہادر اور پہلوان اور نیز سید محمد خان و پیر محمد خان و برادران و حبیب اللہ خان برادرزادہ سلطان محمد خان بھی اِسمیں شریک تھے۔ اور یہ ارادہ کرکے نکلے تھے کہ سید صاحبؒ اور غازیوں کو یکقلم نیست و نابود کرکے سمہ کے ملک کو بھی اُجاڑ دینگے۔ سید صاحب نے عبد الحمید خان رسالدار کو واسطے سدِّ راہ حملہ آوری دُرانیوں کے بھیجکر چتر اُن کے راہ پر گڈھی امان زئی میں بھی کسیقدر فوج بطور ہراول قائم کرادی۔ انب کا قلعہ مع حرم محترم سید اکبر شاہ ستھانوی اور شیخ بلند بخت کی نگرانی میں مع کسیقدر غازیوں کے چھوڑ کر خود سید صاحبؒ بھی انب سے روانہ ہوگئے۔ جب سید صاحبؒ ستھانہ میں پہنچگئے تو معلوم ہُوا کہ باشارہ دُرانیاں اِدھر سکھوں کا لشکر واسطے تسخیر قلعہ انب اور چتربائی کے چڑھائی کرکے آماہے تب سید صاحب پھر انب کو لوٹ آئے۔ اور ایک خندق بجانب شمال قلعہ انب کے کھدوادی۔ سکھوں کی فوج نے محاذی گڈھی چتربائی کے اباسین کے دوسرے کنارے پر ایک سنگی دمدمہ تیار کرایا اور اُس دمدمہ میں توپیں رکھکر گڈھی چتربائی پر گولہ باری شروع کی۔ غازیوں نے بھی اپنی توپ اور شاہین سے اُنکو خوب خوب جواب دیا یہانتک کہ لشکر خالصہ سخت ہزیمت اُٹھاکر لب پا ہوگیا۔ جب سید صاحبؒ کو اسطرف سے اطمینان ہوا تو مع تین آدمی یعنی فوج کلان اور نامی سرداران کے پنجتار میں پہنچے اور وہاں سے بمعیت چار پانچ سو غازیوں کے گڈھی امان زئی میں داخل ہوگئے۔ اُسوقت مسلمانوں نے دُرانیوں کی دھوم دھام اور کثرت اتواپ شاہین کا حال سُنکر سید صاحبؒ سے بھی عرض کیا کہ قلعہ انب اور چتربائی سے کچھ توپیں اور شاہین واسطے جواب در مقابلہ دُرانیوں کے منگا لینا چاہیے! آپ نے فرمایا کہ ہم کو توپ ہیکلہ پر بھروسا نہیں ہے ہمکو فقط تائید غیبی پر بھروسا ہے کہ وہ ہم عاجزوں کو ایسی زبردست صاحب اتواپ و شاہین پر غالب کرے۔ گڈھی امان زئی میں پہنچنے کے بعد سید صاحبؒ کو بذریعہ جاسوسوں کے معلوم ہُوا کہ دُرانیوں کا لشکر چمکنی سے کوچ کرکے براہ ہشت نگر اتمان زئی میں پہنچگیا۔ تب سید صاحب نے واسطے رفع حجت کے حسب قاعدہ شریعت کے ایک خط بطور اعلام نامہ سلطان محمد خان صاحب کو اِس مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ اِس ملک میں

حال جنگ سلطان محمد خان

واسطے مقابلہ اور مقاتلہ کفار اور اعلائے کلمۃ اللہ کے آئے ہیں مسلمان کلمہ گو سے لڑنے نہیں آئے۔ تم بار بار ہم پر چڑھائی کرکے کاروبار جہاد میں خرابی ڈالتے ہو۔ تم اللہ سے ڈر کر بمقابلہ کفار لشکر اسلام کی تائید کرو ورنہ خیر اگر آپ کا ارادہ ہمپر حملہ کرنے کا ہی تو ہم عاجز و ناتوان بھی اللہ پر بھروسا کرکے آپکا جواب بضرب سیف و سنان دینے کو حاضر ہیں اور فتح و شکست خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ سردار سلطان محمد خان شکبر نے اُس نامہ فیض شمامہ کا یہ جواب لکھا کہ ہمنے آپکے مضمون نامہ پر اطلاع پائی۔ آپنے جو لکھا ہے کہ ہم خدا کیواسطے اس ملک میں کفار سے جہاد کرنے کو آئے ہیں اور کلمہ گویوں سے لڑنے نہیں آئے۔ یہ سب آپکی ابلہ فریبی ہے آپکا عقیدہ فاسد اور نیت کاسد ہو۔ آپ فقیر ہوکر ارادہ امارت اور حکومت کا رکھتے ہو۔ پس ہمنے بھی خدا کے واسطے کمر باندھی ہی کہ تمکو قتل کرکے اس زمین کو تمسے پاک کریں۔ جب یہ جواب نخوت آمیز سید صاحبؒ کو پہنچا تو کل حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ اب بجز جنگ کے چارہ نہیں ہے تحریر و تقریر کی گنجایش نہیں رہی۔ اب آپ صلح سے ہاتھ دھو کر جنگ کی تیاری کیجیے۔ لیکن سید صاحبؒ نے فرمایا کہ تیاری جنگ کے ایسے وقت میں غفلت کرنا مناسب نہیں ہو۔ مگر میرے نزدیک ایکبار اور لکھ کر پوری حجت قائم کر دینا چاہیے تاکہ عند اللہ ان کو کوئی جائے عذر باقی نہ رہے۔ اسواسطے ایک دوسرا نامہ بدیں مضمون لکھوا کر روانہ فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ تم نے نام پاک ہمارے پروردگار کا زبان قلم پر لاکر خدا کیواسطے کمر باندھنے والوں میں اپنے تئیں شمار کیا ہے اسواسطے جو کچھ خلاف حکم اور مرضی اُس احکم الحاکمین کے ہمارے اعمال و افعال میں موجود ہو تم اُسکو ثابت کردو کیونکہ ہماری تمامی ہجرت اور جہاد اور صلح و جنگ مشمولہ اُسکی رضا کی ہو۔ اگر کوئی امر نامشروع حسب قاعدہ شریعت ہماری نسبت ہوگا تو اس صورت میں آپ کو کچھ حاجت لشکر کشی کی ہمپر نہ ہوگی۔ ہم خود دونوں ہاتھ باندھ کر واسطے پانے سزا اپنے اعمال نامشروع کی بسر و چشم آپکی خدمت میں حاضر ہوجاینگے اور دکھیا تک آپ نے کی تکلیف نہ دینگے۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ ۔ اور اگر کوئی امر خلاف شرع شریف ہماری نسبت ثابت نہ ہو اور ہم اور تم دونوں نے خدا کے واسطے کمر باندھی ہی تو پھر اب ہمکو اُسکی تلاش کرنی چاہیئے کہ ہم تم دونوں میں کون آدمی اپنے دعوے میں جھوٹا اور مخالف احکام اُس معبود حقیقی کے ہے۔ پس بعد تلاش اُسکو ترک کرکے تابعدار حکم الٰہی کا ہوجانا چاہیئے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَالْاَلَمُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی ٭ اب اس آخری نامہ لاجواب کو پڑھکر اُسکو کوئی جگہ لکنے جواب کی باقی نہ رہی۔ اُس آخری نامہ کو پڑھکر سید صاحبؒ کے نامہ بر کو زبانی کہا کہ اس نامہ کا جواب کل صبح کے دن تلوار سے دینگے۔ بعد پہنچنے اس فرعونی جواب کے سید صاحبؒ نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے حجت پوری ہوگئی اور دشمن کو جگہ کلام کی باقی نہ رہی۔ ہمارا حافظ حقیقی اُسکے شر کو ہم پر سے خود دفع کریگا۔ اور وہ منتقم حقیقی اس نخوت و تکبر کی اُسکو ایسی سزا دیگا کہ تمامی غرور اُسکے سر ناپاک سے دور ہوجاینگا ٭

جنگ مہیار

اُسی روز سواران طلایہ نے آکر خبر دی کہ دُرانیوں کا لشکر گڑھی مہیار میں داخل ہونیکا قصد کرتا ہے۔ اُسیدم لشکر اسلام میں تیاری کا نقارہ بجایا گیا اور لشکر فوراً تیار ہوکر بجانب مہیار روانہ ہوا مگر راہ میں خبر ملی کہ اہل قلعہ مہیار کو درانی لوگ ہوشیار پاکر خائب و خاسر پسپا ہوگئے۔ اُسدن لشکر اسلام وہیں ٹھیر گیا۔ دوسرے دن بعد نماز فجر کے پھر میدان مہیار میں تمام لشکر درانیوں کا بہ ارادہ جنگ صف آرا ہوا۔ ادھر سے لشکر اسلام بھی تیار ہوکر بارادہ جنگ روانہ ہوا۔ تھوڑے آدمی قلعہ مہیار اور ردوبار مہیار کی حفاظت کے واسطے وہاں چھوڑے گئے۔ باقی کل لشکر جنگ کیواسطے تیار کیا گیا۔ لشکر اسلام بہمہ اقسام اُس روز ساڑھے تین ہزار سے زیادہ نہ تھا اور درانیوں کے پاس آٹھ ہزار سوار

اور چار ہزار پیادے اور چار توپ اور دس شاہین تھیں۔ سید صاحب نے پیادوں کو آگے اور شاہین کو پیادوں کے پیچھے اور سواروں کو شاہین کے پیچھے مقرر کر کے بڑھنا شروع۔ جب لشکر اسلام اُن کے قریب پہنچا تو اُنکی طرف سے توپوں کا چھوٹنا شروع ہؤا۔ اُسوقت سید صاحبؒ نے صفوف مجاہدین کے آگے کھڑے ہو کر فرمایا کہ لے بھائیو تم دوڑ نیکو اپنے اوپر حرام سمجھ کر صرف تیزروی سے یک بیک مثل موج دریا کے بڑھ کر دشمن کی توپوں کو چھین لو اور سید صاحبؒ خود بھی اپنے گھوڑے سے اُتر کر پہلی صف پیادوں میں شامل ہو گئے۔ مولوی محمد اسمعیل صاحبؒ اور دوسری سردار لشکر مجاہدین کے بطور باڈی گارڈ یعنی محافظ جان سید صاحبؒ کے داہنے بائیں قائم ہو گئے۔ جب سید صاحب مع لشکر اسلام مثل موج دریا بڑی تیز قدمی سے بڑھنے لگے تو دشمن کی توپوں کے صرف دو دیا تین فیر ہونے پائے تھے کہ یہ شیر خدا توپوں پر پہنچ گئے اور دُرّانی گولہ انداز توپوں کو چھوڑ کر صف سواروں میں جو اُنکے پیچھے کھڑی تھی شامل ہو گئے۔ اُسوقت آٹھ ہزار سوار بڑے جوش اور غضب سے اپنی داڑھیوں کو اپنے دانتوں میں دبائے ہوئے اپنے گھوڑے دوڑا کر غازیوں پر حملہ آور ہوئے۔ اُن سب سواروں کے پاس کوتاہ شیر بچے تھے جس کا ایک فیر کر کے نیزے اور تلوار اُنہوں نے پکڑ لیے۔ اور ہر سوار مثل شمر اور ابن زیاد کے "سید کجا رت سید کجاست" کہتا ہؤا سید صاحبؒ کے خون کا پیاسا تھا۔ اُسوقت سید صاحب نے بڑی پھرتی سے صف آرائی کر کے بھر مار کا حکم دیا۔ ایکبار بندوق اور قرابینوں کی باڑھ پر باڑھ مثل باران عظیم القطر دُرّانیوں پر پڑنے لگی۔ اور دو تین آدمی تو صرف بندوقیں بھر بھر کر سید صاحبؒ کو دیتے جاتے تھے اور سید صاحب بجواب "سید کجاست" کے یہ کہہ کر "سید ہمیں است سید ہمیں است" ایسی سرعت سے بھر مار کر رہے تھے کہ چند لمحہ میں صد ہا سوار خود سید صاحبؒ کے ہاتھ سے مردار ہو کر اُبی بن خلف کے مقام پر پہنچے۔ دُرّانیوں کی لاش پر لاش بھر کر لاشوں سے میدان بھر گیا اور غازیوں کا بہت ہی تھوڑا نقصان ہؤا۔ جب کئی ہزار دُرّانی مارے گئے تو اُنہوں نے سخت ہزیمت اُٹھا کر پسپائی شروع کی۔ اُس غازیوں نے دشمن کی توپوں پر جا کر قبضہ کر لیا اور اُنہیں توپوں سے بھاگتے ہوئے دشمنوں پر گولہ باری کر کے اُنپر قیامت برپا کر دی۔ قریب تین ہزار کے دُرّانی مقتول و مجروح ہوئے اور اُن کے بڑی بڑی سردار اور شجاع اور پہلوان اُسدن مارے گئے۔ غازیوں کے صرف بیس آدمی شہید ہوئے اسیقدر مجروح ہوئے۔ میدان غازیوں کے ہاتھ رہا اور توپ اور شاہین اور بنادیق اور گھوڑے اور خیمے و ظروف وغیرہ مال غنیمت غازیوں کے ہاتھ آیا۔ بعد فتح نماز ظہر اور عصر سید صاحبؒ نے اُس میدان میں ادا کی۔ اور قبل از نماز مغرب سید صاحب کل مال غنیمت کو ساتھ لیکر مظفر و منصور موضع مہیار میں پہنچے اور وہیں شب باش ہوئے۔ دوسرے دن اس فتح کی خبر سنکر چاروں طرف سے خوانین اور علماء دین مبارکباد دینے کو حاضر ہونے لگے۔ ہوتی و مردان میں جہاں اس جنگ سے ایکروز پہلے دُرّانیوں نے شراب نوشی کر کے بہت لاف گزاف اور تکبر اور تبختر بکا تھا اُسدن بھاگتے ہوئے بہت سا ناما ل اسباب چھوڑ گئے۔ دوسرے دن مولوی محمد اسمعیل صاحبؒ نے ہوتی مردان میں جاکر اُس اسباب بھی اپنا قبضہ کر لیا ؛

فتح پشاور

اس فتح کے بعد تسخیر پشاور کی تیاری کی گئی۔ اُسوقت تمامی خوانین و سرداران سمہ مع اپنی اپنی فوجوں کے حاضر ہو کر شریک لشکر اسلام ہو گئے۔ مہیار سے چلکر جس جس مقام پر یہ فتحمند لشکر پہونچا گاؤں والے جو دُرّانیوں کے ظلم سے از بس تنگ تھے بہت خوشی اور سرور سے اس لشکر ظفر پیکر کا استقبال کر کے تہنیت اور مبارکباد کی آوازیں بلند کرتے اور اپنی زبان میں خوشی کے گیت گاتے اور نذرانہ حوصلہ خود تواضع اور مدارات سے پیش آتے

پشاور کی راہ میں کوئی آدمی اس فتحمند لشکر کے بڑھنے کو مانع اور مزاحم نہ ہوا - بلکہ راہ میں جہاں جہاں فوج انیوں کا لشکر پہلے سے مقیم تھا وہ لشکر اسلام کی خیر مقدم لشکر خود بخود ڈر کے مارے بجانب پشاور فرار ہو گیا +

سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور ہراول مع پانسو سوار اور پیادوں کے اس لشکر ظفر پیکر سے ایک منزل آگے چلا کرتے تھے - جب سید صاحب موضع ایکی میں پہنچے تو بذریعہ جاسوسوں کے آپکو معلوم ہوا کہ سرداران پشاور نے اپنے زن بچے مع مال و اسباب کو ہاٹ کو روانہ کر دیے اور خود خائف اور مرعوب ہو کر ایک گاؤں میں قریب پشاور کے ٹھیرے ہوئے ہیں اور کچھ تیاری مقابلہ کی نہیں کرتے بلکہ سید صاحب کے رحم اور معافی کے امیدوار ہیں - بمقام گرٹ فردسی ارباب فیض اللہ خان مہمند وکیل سردار سلطان محمد خان واسطے طلب معافی اور کرنے صلح کے حاضر ہوا - اور عرض کیا کہ سردار سلطان محمد خان معافی تقصیرات ماضیہ کے چاہکر توبۃ النصوح کرنے کیواسطے حاضر ہے اور کہتا ہی کہ اگر کوئی کافر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لاتے تو آپ اسکو ضرور مسلمان کر لیتے - اور جبکہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان کی اولاد ہوں اور اپنی خطاؤں ماضیہ کا مُقر اور تائب ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ تا حیات اپنے تئیں آپکے خادموں اور غلاموں میں شمار کرونگا اور جو حکم آپ فرمائینگے اسپر عمل کرونگا تو ضرور ہوا کہ آپ مجھ سے توبہ کرکے مجھکو اپنے خادموں میں داخل کر لیں اور پھر اس ملک سے آپ مراجعت فرمائیں اور اپنی طرف سے یہ ملک مجھکو بخش کر مجھکو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کر دیں - سید صاحب نے اسکے جواب میں فرمایا کہ ہم لوگ واسطے تائید دین اسلام کے اس ملک میں آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سب مسلمان اس کام میں ہمکو مدد دیں تمہارا سردار محض اپنی کج فہمی سے ہمارا ساتھ چھوڑ کر سکھوں سے جو ہمارے اصلی دشمن ہیں جا کر ملگیا اور سکھوں کی خاطر سے یار محمد خان تمہارے سردار کا بھائی ہمسے جنگ کرکے خود اپنی جان کھو بیٹھا - اسکے بعد تمہارے سردار یعنی سلطان محمد خان کو بہت سے اعلامنامے اور خطوط لکھکر واسطے تائید دین اسلام اور تنفیر حمایت کفار سے عبث ملائی مگر نصیحت اسکے فہم میں نہیں آئی یہانتک کہ نوبت اس جنگ تمہارے کی پہنچی اور بتائید الٰہی تمہارے سردار کو شکست فاش نصیب ہو کر ہم عاجزوں کو فتح نصیب ہوئی اور ہمارا لشکر اسکا تعاقب کرکے یہانتک آپہنچا ہی - اسدن بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کرکے وکیل مذکور بیل رام پشاور کو واپس چلا گیا - پھر دوسرے دن بہت عجز و انکساری سے یہ درخواست سردار مذکور کی معرفت وکیل مذکور کے پہنچی کہ میں تو حضور کے دست مبارک پر اپنے افعال ماضیہ سے بیعت توبہ کرکے حضور کے خادموں میں داخل ہو جاتا ہوں پھر ملک کا عطا کرنا نہ کرنا حضور کے اختیار میں ہی جسکو چاہیں عطا فرمائیں - اسوقت سید صاحب نے فرمایا کہ میں اس شرط پر یہ ملک اس کے سپرد کرونگا کہ اپنے افعال ماضیہ سے سچے دل سے توبہ کرکے رفاقت کفار سے دست بردار ہو جاوے - اور جب کبھی ہم کو کفار کے ساتھ اتفاق مقابلہ اور مقاتلہ کا ہو تو اپنے جان و مال سے ہمارا شریک ہو - جب یہ جواب سید صاحب کا سنا ارباب فیض اللہ خان نے خوشی خوشی اسکی بشارت سردار سلطان محمد خان کو دی - اور لشکر اسلام بھی بلا مزاحمت احدے داخل شہر پشاور ہو گیا اور ایک سرائے میں جا کر فروکش ہوا - اور اسی سرائے متصل ایک دو منزلے مکان میں سید صاحب مع جماعت خاص کے رونق افروز ہوئے - اور اس مکان عالیشان کے دروازہ پر ارباب بہرام خان بطور محافظ اور دربان کے مقیم ہوئے - جب یہ لشکر پشاور میں داخل ہوا تمامی مرد و عورات اپنے اپنے دروازوں اور مکانوں پر کھڑے ہو کر اس لشکر کے خیر مقدم کے شکریے ادا کرتے تھے - مثل عید بقرعید کے تمام شہر میں مبارک سلامت کی دھوم مچ گئی تھی - سید صاحب نے شہر میں داخل ہونے کے ساتھ ہی رعایا کے اطمینان کیواسطے امن کی منادی کرا دی اور غازیوں سے خود اپنی زبان مبارک سے تاکید تاکید فرمایا کہ کوئی آدمی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز

بلا ادائے قیمت رعایا سے نہ لے اور کسی پر کچھ جبر و تعدی کرے۔ دوسرے دن خوشی بخوشی تمام شہر کی دکانیں کھل گئیں
کسبیاں اور فاحشہ عورتیں جو اُس شہر میں ہزارہا تھیں اپنے اپنے گھروں میں چھپ گئیں یا شہر چھوڑ کر فرار ہو گئیں
بھنگ چرس۔ افیون وغیرہ مسکرات کی دوکانیں بھی خود بخود بند ہو گئیں اور شراب کی بھٹیاں اور شراب فروش تائب
ہو گئے گویا ان مسکرات میں سے کوئی چیز اس شہر میں کبھی موجود ہی نہ تھی۔ سارے شہر میں احکامات شریعت جاری
ہو گئے اور محلہ در محلہ اور مسجد در مسجد کی تاکید ہو گئی۔ تارکانِ صلوٰۃ صلوٰۃ پر تعزیریں مقرر ہو گئیں۔ دو تین روز کے اندر
ببرکت قدم سید صاحبؒ کے یہ شہر رشکِ عرب ہو گیا۔ چور بدمعاش اور عیاش وغیرہ نے نیک روی پر کمر باندھی
دو تین مُہر کی طلائی جو ایک قسم کی اشرفی ہوتی ہے روزانہ بطور دعوت لشکر اسلام کے سلطان محمد خان کیطرف سے
آیا کرتی تھیں۔ اور معرفت ارباب فیض اللہ خان کے گفتگو معافی تقصیرات کی برابر جاری تھی۔ اِس صلح سے کہ جسکا
نتیجہ اور انجام ہر عاقل پر ظاہر تھا سوائے ذات مقدس سید صاحبؒ کے کوئی غازی یا ملکی دل سے راضی نہ تھا
اور ہر ایک آدمی مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ اور ارباب بہرام خان وغیرہ سرداران اسلام سے اپنی اپنی ناراضی ظاہر
کرتا تھا مگر ان سرداروں کو بامتثال امر سید صاحبؒ چون وچرا کا حوصلہ ہی نہ تھا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؒ
سوائے آمنا و صدقنا کے آپکے سامنے کبھی دم ہی نہ مارتے تھے اور معترضین سے فرمایا کرتے تھے ؎ رموز مملکت خویش
خسروان دانند + تم کو صلح کی غرض اور سید صاحبؒ کے حوصلے اور نیت سمجھنے کا مادہ ہی نہیں ہے تم خاموش رہو
اور اسمیں چون وچرا نہ کرو۔ آخر ایکروز ارباب بہرام خان نے حوصلہ کرکے اِس صلح سے بددلی رعایا اور ناخوشی
مجاہدین اور ناراضی کل خوانین آپ کے حضور میں ظاہر کرکے بڑے زور سے اُسکے بُرے نتائج کو بیان کیا۔ سید
صاحب نے اُسکے جواب میں فرمایا کہ بھائی بہرام خان میں خوب جانتا ہوں کہ قدیم سے یہ خاندان (یعنی سلطان محمد خان
وغیرہ کا) اپنی مکاری اور دغابازی میں بے نظیر ہے مگر مجھ کو اپنے اُس ناصر حقیقی پر پورا بھروسا ہے کہ جس نے
باوجود کثرت مخالفین ہم عاجزوں کو اُن پر غالب کیا وہ پھر بھی قادر ہے کہ اگر ہمارے ایسے سلوک پر کہ جسکو اور کوئی
دوسرا فاتح ہرگز نہ کرتا یہ لوگ ہم سے دغابازی کرینگے تو اُنکو ایسی سزا دیگا کہ دُنیا میں اُنکی بیخکنی ہو کر آخرت میں گرفتار
عذاب الیم کے ہوں اور سوائے اسکے مجھ کو ادب نام اپنے پروردگار کا بھی ہے کہ جسکے نام کو ذریعہ معافی اور توبہ
کا کرکے مجھ سے ملتجی ہوئے ہیں۔ اور نیز یہ بھی منظور ہے کہ تمام ملک والوں پر یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ میں طالب
ملک اور ریاست کا نہیں ہوں بلکہ محض لِلّٰہِ فی اللہ بارِ گراں اِس عبادت جہاد کا میں نے اپنے سر پر اُٹھایا ہے
کیونکہ بعض نادان اِس ملک کے اپنے گمان فاسد سے مجھ کو بھی مثل دوسرے فاتحین کے طالب ملک اور جاہ کا سمجھتے
ہیں۔ بعد استماع اِس کلام کے ارباب بہرام خان نے جو ایک رؤسائے اعظم شہر پشاور اور خادم قدیم سید صاحب کے تھے
یہ عرض کیا کہ اگر حضور کو رکھنا اِس ملک کا منظور نہیں ہے تو مجھ خیر خواہِ دین اور خادم قدیم اور نیک خواہ رعایا کو
اِس شرط پر یہ ملک مرحمت ہو جائے کہ چار ہزار جنگی فوج نوکر رکھ کر واسطے نصرت اسلام اور تائید مجاہدین کے حضور
کی خدمت بابرکت میں ہمیشہ رکھونگا اور اُنکی تنخواہ وغیرہ کل خرچ اپنے پاس سے دیا کرونگا اور کل احکامات شرعی
کو اِس ملک میں جاری کرکے مثل ایک عاجز غازی کے ہمیشہ آپ کا مطیع اور فرمانبردار رہونگا۔ اور اگر سرداران
پشاور مجھ پر اسوقت یا آئندہ کبھی حملہ آور ہونگے تو میں اپنی قوم اور لشکر سے اُنکا دفعیہ خود کرونگا اور حضور سے کبھی
طالب مدد کا نہ ہونگا۔ اِس ساری تقریر کو سُنکر سید صاحب نے تبسم فرمایا اور کہا کہ میری اصلی غرض اور نیت
ابھی تک تمہارے خیال میں نہیں آئی۔ اِسکے بعد ارباب فیض اللہ خان وکیل سردار پشاور یہ پیغام لیکر آیا کہ
سردار مذکور واسطے کرنے توبہ اور بیعت کے حاضر حضور ہونا چاہتا ہے۔ آپنے یہ تجویز فرمائی کہ اوّل ملاقات سردار مذکور سے

مولوی اسمعیل صاحب کو کہ نیابتہً ان سے بیعت لیں۔ چنانچہ موضع ہزارخانی جو قریب آدھ کوس بسمت جنوب پشاور
کے ہے واسطے حاضری سردار مذکور اور ملاقات مولانا کے مقرر ہوئی۔ دوسرے دن مولوی محمد اسمعیل صاحب نے
بعد نماز عصر کے وہاں جا کر اُن سے ملاقات کی۔ بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ اور استفسار عافیت
جانبین کے سردار پشاور نے دنیاداروں کے کلمات چاپلوسی اور خوشامد کے بیان کرنے شروع کیے اور
پھر اپنے اعمال اور افعال ماضیہ سے توبۃ النصوح کر کے مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت اطاعت اور
فرمانبرداری کی کرلی اور عہد واثق کیا کہ اپنے ملک میں شرع محمدی کو جاری کر کے ہمیشہ خدمت دین اور
شراکت مجاہدین میں سرگرم رہونگا۔ بعد لینے بیعت کے مولانا صاحب رخصت ہو کر پشاور کو تشریف لائے
اسکے بعد سردار مذکور نے واسطے حصول قدمبوسی سید صاحب کے درخواست کی چنانچہ وہی میدان قریب موضع
ہزارخانی کا واسطے ملاقات سید صاحب کے مقرر ہوا۔ دونوں طرف کی کل فوج کو حکم ہوا کہ اسدن اس
میدان میں حاضر ہو کر اتحاد باہمی پیدا کریں۔ بروز مقررہ سید صاحب نے لباس جنگی اور پیش قبض اور ایک
تلوار زیب تن فرما کر بہت عاجزی اور الحاح سے جناب کبریائی میں دعا کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر مع
تمامی لشکر اسلام کے بجانب میدان مقررہ کے روانہ ہوئے۔ تمام شہر پشاور کے ادنی اعلی امیر و غریب ہندو
مسلمان اس تماشائے بےنظیر کے دیکھنے کے واسطے سید صاحب کے ہمراہ رکاب ہو گئے جس سے جمعیت اور
شوکت لشکر اسلام کی اور بھی دوچند ہو گئی۔ دونوں لشکر اس میدان کے جنوبی اور شمالی کناروں پر مقابل ایک
دوسرے کے صف بندی کر کے کھڑے ہو گئے۔ مابین اُن دونوں لشکروں کے سردار سلطان محمد خان نے
ایک جگہ پر مع ایک خادم کے حاضر ہو کر بڑے ادب اور تپاک سے سید صاحب کی زیارت حاصل کی۔ سید
صاحب کے ساتھ بھی ایک خادم اور مولانا محمد اسمعیل صاحب تھے۔ بعد سلام علیک اور معانقہ اور مصافحہ کے
سید صاحب اور مولانا ممدوح اور سردار موصوف ایک قالین پر بیٹھ گئے۔ اور دونوں طرف کے دونوں خادم کچھ
فاصلے پر دُور دُور کھڑے رہے۔ ایک گھنٹہ تک سید صاحب ہر قسم کے نصائح اور پند اور ثواب اور مدارج جہاد اور
اعانت مجاہدین اور قواعد جہانداری و رعایا پروری اور فوائد اجرائے احکامات شریعت اور خوف خدا سردار پشاور کو
سمجھاتے رہے اور وہ سر نیچا کیے ہوئے آمنّا و صدقنا کہتا جاتا تھا۔ اسکے بعد سید صاحب مع لشکر اسلام پشاور کو
تشریف لے آئے اور حسب قرارداد اُسی ملاقات کے مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی کہ بڑے عالم کامل اور
شجاع اور مدبر تھے قاضی شہر پشاور کے مقرر کیے گئے اور مولوی قمرالدین صاحب داماد مولوی الٰہی بخش صاحب
اور دیگر چند اشخاص عظیم آبادی ہمراہ مولوی سید مظہر علیصاحب کے وہاں چھوڑے گئے۔ پھر حکومت پشاور کی سردار
سلطان محمد خان کو عطا کر کے سید صاحب پنجتار کو لوٹ آئے ❊

قتل مولوی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور

چند مہینوں تک انتظام پشاور اور طریقہ دادرسی حسب دلخواہ سید صاحب کے چلتا رہا۔ اور تمامی مقدمات دیوانی
فوجداری وغیرہ کا فیصلہ حسب قاعدہ شریعت مولوی سید مظہر علیصاحب قاضی پشاور کرتے رہے۔ آخرکار سردار
سلطان محمد خان نے حسب تقاضائے جبلت خود مخفی طور پر دغابازی اور غداری کی چال چلنی شروع کی۔ خوانین
جو بوجہ تقرر عشر اور موقوفی حصول زر بعوض دختران و اجرائے احکام شریعت در پردہ سید صاحب سے ناراض تھے
سردار سلطان محمد خان نے مخفی طور پر اُن سے رسل رسائل کر کے سید صاحب کیطرف سے اُن کو برانگیختہ کیا۔ جبکہ لوگ بغاوت

کرنے کو تیار ہو گئے تو اسکا ظہور پشاور میں بھی ہونے لگا۔ سب سے پہلے رپورٹ سید صاحب کو سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کیطرف سے پہنچی جسمیں لکھا تھا کہ ارباب فیض اللہ خان نے مجھ کو اطلاع دی ہے کہ سردار پشاور سید صاحب سے ارادہ بغاوت کا رکھتا ہے جسمیں میری (ارباب فیض اللہ خان کی) جان کی بھی خیر نہیں ہے۔ اسکے بعد سردار سلطان محمد خان نے بحاضری جملہ علماء شہر پشاور مجھ کو (یعنی سید مظہر علیصاحب کو) اپنی مجلس میں بلا کر پوچھا کہ تم نے جو میرے بھائی کو قتل کروا دیا سو اسکو قتل کرنا از روئے شریعت کے درست تھا؟ میں نے اسکا جواب بطور رفع الوقتی دیگر سردار مذکور سے بہت نرمی سے کہا کہ جب آپکے دل میں یہ شک قتل ناحق کا تھا تو آپ نے سید صاحب کے ہاتھ پر بلا رفع کرنے اس شک کے بیعت کسواسطے کی تھی۔ کوئی آدمی اس بیعت کرانے کیواسطے آپ پر متقاضی نہ تھا۔ آپنے بخوشی خود بڑی تمنا اور آرزو سے یہ بیعت کی تھی۔ سردار مذکور نے جواب دیا کہ اُسوقت ہمارے کل علماء بخوف تمہارے لشکر کے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے تھے اور یہاں حاضر نہ تھے اور میں نادان اور ناخواندہ تھا اس سبب سے بلا تحقیق میںنے اُنکے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی۔ پھر میں نے بہت آہستگی سے کہا کہ یہ بات بڑے تعجب کی ہے کہ آپ اُسوقت اپنے بھائی کے مارے جانے کو بھی بھول گئے تھے اس امر میں آپ کے علماء کے یاد دلانیکی کیا ضرورت تھی وہ حادثہ تو آپکے دل پر نقش ہوگا۔ اور یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ آپ کے علماء اُسوقت پشاور میں حاضر نہ تھے۔ مولوی محمد عظیم آخوندزادہ آپکا استاد جو اسوقت ملک العلماء اس مجلس کا ہے شہر پشاور میں موجود تھا بلکہ اُس نے سید صاحب سے ملاقات بھی کی تھی۔ جب اس تقریر میں وہ لاجواب ہوئے تو پھر وہی پہلا سوال پیش کیا کہ تم نے سردار یار محمد خان کو کسواسطے قتل کیا میں نے کہا کہ سردار مذکور نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرکے پھر سید صاحب سے بغاوت کی تھی۔ باغی کا قتل کرنا شرعاً جائز ہے مسئلہ باغیوں کا کتب فقہ میں موجود ہے اُسکو دیکھ لو۔ پھر اُنہوں نے کہا کہ سردار یار محمد خان نے کیا بغاوت کی تھی میں نے جواب دیا کہ پشاور سے فوج کشی کرکے مقام ہنڈ میں سید صاحب سے لڑنے کو نہیں گیا تھا۔ اس سے زیادہ اور کیا بغاوت ہوگی۔ اس تقریر کو سنکر پھر وہ مجلس لاجواب ہوگئی اور میں رخصت ہو کر ڈیرہ کو چلا آیا مگر معاملہ دگرگوں نظر آتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں مع ہمراہیان خود خدمت مبارک میں حاضر ہو جاؤں۔ سید صاحب نے بجواب اس عرضی کے ایک فتویٰ مدلل بدلائل شرعی جواز یار محمد خان کا تحریر کرا کے مولوی سید مظہر علیصاحب کے پاس بھیجکر لکھدیا کہ اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی پہنچے تو تم یہ فتویٰ بذریعہ کسی دوسرے آدمی کے سردار سلطان محمد خان کے پاس روانہ کرکے تم اُسیوقت اسطرف کو چلدو اور وہاں مت ٹھیرو۔ اور اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی نہ پہنچے تو بھی اُن سے رخصت لیکر اسطرف کو چلے آؤ۔ یہ جواب ابھی راہ ہی میں تھا کہ سردار سلطان محمد خان نے دوسرے دن مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کو جسنے بڑی سعی سے یہ صلح کراکے سردار سلطان محمد خان کو حکومت پشاور کی دلائی تھی اپنی مجلس میں بلا کر قتل کرادیا +

قتل غازیان تحصیلدار عشر

جب پشاور سے خبر قتل مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کی ملک سمہ میں مشہور ہوئی تو خوانین سمہ نے بھی باغوائے سردار پشاور جمع ہو کر یہ تجویز کی کہ جسقدر مجاہدین بغرض تحصیل عشر اور انتظام ملک کے جابجا تعینات ہیں اُن کو ایک ہی رات میں قتل کر دیا جائے۔ ایک مخلص آدمی نے جو اس مجلس مشورہ قتل مجاہدین میں شامل تھا تاریخ مقررہ قتل مومنین سے چار پانچ روز پہلے بذریعہ کسی آدمی کے سید صاحب کو اس دغا بازی اور غداری کی اطلاع بھی کر دی تھی مگر سید صاحب نے اس خبر کو سنکر اپنی نیک نیتی سے یہ فرمایا کہ اہل سمہ ہم سے بہت محبت

لکھتے ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہوگی اور کوئی اہلِ غرض بذریعہ تشہیر اس خبر کے ہمارے اُن کے بیچ میں تفرقہ ڈلوایا چاہتا ہے
مگر جب چاروں طرف سے سید صاحب کو اسکی اطلاع آنے لگی اور اُدھر سے حادثہ پشاور کی خبر بھی آپ کو پہنچی تو
آپ نے موضع شیوہ میں مولوی رمضان شاہ صاحب کو اطلاع بھیجدی کہ تم سب غازیان متعینہ ملک سمہ
کو خبر کر دو کہ پرسوں تک سب لوگ اپنی اپنی جگہ چھوڑ کر پنجتار کو چلے آویں مگر یہ حکم نصر اللہ خان زمین گڈہی امان زئی
کو جو پنجتار میں حاضر تھا معلوم ہو گیا اُس نے تاریخ قتل غازیان کو جسمیں تین روز باقی تھے بدلکر ایک روز پہلے کر دیا
اور سارے ملک سمہ میں تبدیلی تاریخ کی اطلاع کر دی جس رات کو یہ قتل مقرر ہوا تھا اُس شام کو حسب اشارہ مقررہ
سابق ہر ایک گاؤں میں نقارے بجائے گئے اور اونچے مکانوں پر آگ جلائی گئی۔ مجاہدین جو اسوقت تک اس
غداری سے سراسر ناواقف تھے گاؤں گاؤں کی نقاروں کی آواز اور آگ کی روشنی کو دیکھ کر گاؤں والوں سے اسکا
سبب پوچھا تو انہوں نے براہ دہوکہ یہی یہ جواب دیا کہ واسطے پہنچانے غلہ عشر کے ہر گاؤں والے تیار ہو رہے ہیں تاکہ
جمع ہو کر خندروس کوٹیں۔ اور ان دغا باز ملکیوں نے خندروس کو ٹنا غازیوں کے قتل کرنے کی ایک نئی اصطلاح
ایجاد کی تھی حالانکہ خندروس پشتو زبان میں جوار کو کہتے ہیں۔ اس دہوکہ میں آکر سب غازی غافل ہوگئے۔
اُسی رات کو بوقت عشا جبکہ یہ گروہ خدا ادائے نماز عشا میں مشغول تھا ناگہاں ظالموں نے اُن کا قتل شروع کیا
کوئی سجدے میں اور کوئی رکوع میں اور کوئی قیام میں شہید ہوا۔ کسی گاؤں میں آدھی رات کو اور کسی گاؤں میں
قبل از فجر اور بعض گاؤں میں عین نماز فجر میں یہ مردانِ خدا جو انتخاب ملکِ ہندوستان کے تھے مثل گائے اور
بکریوں کے ظالموں کے ہاتھ سے ذبح کیے گئے۔ صرف تھوڑے سے آدمی مثل مولوی خیر الدین شیرکوٹی وغیرہ کے
بدور تقدیر اور تدبیر سے زندہ اور سلامت پنجتار کو پہنچے۔ اِس سانحہ دردناک قتل تحصیلداران عشور کو دیگر
مورخوں نے بڑی تشریح اور تفصیل سے مثل معرکہ کربلا کے لکھ کر ناظرین کو رُلایا ہے مگر میرا قلم اُس کی تفصیل لکھنے پر
جرأت نہیں کرتا۔ جب سید صاحبؒ کو جابجا سے قتل مجاہدین تحصیلداران عشور کی خبر پہنچی تب آپ بہت
غمگین ہوئے اور فرمایا کہ اس ملک والوں کو برسوں پند و نصیحت کی مگر اُسکا کچھ اثر آج تک اُن پر نہ ہوا بلکہ بجائے
صلاحِ حال خود اُنہوں نے تمرد اور سرکشی سے اُن مسلمانانِ دیندار کو جو لٹ لٹا کے اپنے اپنے ملک و دیار کے تھے
بڑے ظلم اور بیرحمی اور دغا سے قتل کر ڈالا۔ اب میں نے اِس انتقام کو خدا پر چھوڑا۔ وہ منعم حقیقی اُن سے خود دنیا
اور آخرت میں اسکا بدلہ لیگا۔ اب میں اس ملک میں نہ رہونگا۔ بلکہ یہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسری ملک کو چلا جاؤنگا
آپ نے قبل از روانگی خود ملک سندھ کو جہاں آپکی دو بیویاں مقیم تھیں اِس ملک سے اپنے ہجرت کرنے کی اطلاع
لکھ کر روانہ کر دی۔ اور پھر سب غازیوں کو جمع کر کے بطور وعظ بمبالغہ تمام یہ فرمایا کہ اے مسلمانو اللہ تعالیٰ نے تم کو
اِس عبادت جہاد میں میرا شریک فرمایا اور گرم و سرد اور رنج و راحت اور فتح و شکست میں محض واسطے مرضی باریتعالیٰ
کے تم آج تک میرے شریک رہے اور حق سعی اور نصرت اور شراکت کو پورا پورا ادا کیا۔ اب میں اس ملک سے ہجرت کر کے
کسی ملک دوردست میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ خداوند تعالیٰ مجھ کو کہاں لے
جائیگا۔ غالباً اِس سفر میں بھی تکلیف آب و دانہ اور ترکِ مالوفات اور مرغوبات کی لازم آئیگی پس جو شخص ایسی تکالیف
کی برداشت کر کے صبر اور استقامت کر سکے اور کلمہ شکایت مالکِ حقیقی کا زبان پر نہ لاتے تو وہ میرے ساتھ چلے
پھر ایسا نہ ہو کہ بروقت درپیشی ایسی تکالیف کے کہنے لگے کہ اس مستبد نے ہم سے دغا کی اور ہمکو یہ معلوم یہ تھا کہ ایسی
تکالیف بھی پیش آئینگی۔ پس جو آدمی اپنے نفس میں قوت صبر اور استقامت کی رکھتا ہو وہ ہمارا شریک ہو۔ اور میں تو
اپنی تمام عمر حصول رضامندی مولائے حقیقی میں صرف کرونگا۔ پس جو آدمی ایسی تکالیف جسمانی و نفسانی پر صبر نہ کر سکے

اختیار ہے جہاں چاہے چلے جائے مگر سوائے ملک سمہ کے اِسوقت کوئی جگہ امن کی نظر نہیں آتی - یہ کلمات پند و نصائح ایسی خوبی سے سید صاحب نے بیان کیے کہ ہر ایک آدمی اُن کو سنکر زار زار رونے لگا اور باتفاق سب مجاہدین نے عرض کیا کہ ہم تا زیست آپ کے ساتھ رہینگے اور اپنی جان کو اللہ کی راہ میں فدا کرینگے آپکو چھوڑکر ہمکو بادشاہت ہفت اقلیم کی کرنی بھی منظور نہیں ہے - اِن ایام میں کہ سید صاحب تیاری ہجرت ملک سمہ سے کر رہے تھے وکلا ضامن شاہ وغیرہ ملک پکھلی اور کاغان اور کشمیر سے بطلب لشکر مجاہدین کے آپکے پاس پہنچے اور یہاں اِس ملک سمہ میں جب یہ خبر ہجرت مشہور ہوئی تو ہزار ہا مخلصین کیا زن و مرد جوق جوق روزانہ صد ہا آدمی آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اظہار حسرت اور افسوس اور اپنی بے نصیبی کا گلہ کیا کرتے تھے اور تمامی مردمان خدو خیل جس قوم کے سردار فتح خان پنجتاری تھے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر باصرار تمام آپکو اِس ہجرت سے مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہماری قوم کر آجتک کوئی غداری یا نافرمانی آپکی نہیں ہوئی ہم بدستور آپکے تابعدار اور غلام ہیں - پھر ہم کو چھوڑ کر یہاں سے تشریف لے جانا خلاف مروت کے ہے - سید صاحب نے اُن کے جواب میں فرمایا کہ گو بظاہر تم لوگوں سے کوئی قصور یا بغاوت سرزد نہیں ہوئی مگر دیکھو کہ دوسرے اقوام سمہ کو کہ وہ بھی بظاہر مثل تمہارے فرمانبردار تھے اُنھوں نے ناحق کسقدر مسلمانوں کو قتل کر ڈالا - میں تم سے بہت خوش ہوں مگر جب تک تمہارا سردار فتح خان خیر خواہی اور جان نثاری لشکر اسلام کا ذمہ ہو کر خود مجھ سے درخواست نہ کریگا میں اِس ملک میں نہ رہونگا - سردار فتح خان بھی اُسی مجلس میں حاضر تھا اُس سے سید صاحب نے تنہائی میں کچھ باتیں کیں گو وہ باتیں کسی پر ظاہر نہیں ہوئیں مگر غالباً بخوف کل اقوام سمہ بار ذمہ داری مجاہدین کا اُٹھانے سے فتح خان انکار کرتا تھا - بعد اس سرگوشی کے سید صاحب نے مردمان خدو خیل سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں اِس ملک سے ضرور ہجرت کرونگا - تم لوگ سردار فتح خان کو میرا قائم مقام سمجھ کر اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور جیسے تم نے عہد کیا ہے ویسے ہی احکامات شریعت پر بدستور قائم رہنا اور غلہ عشر سردار فتح خان کو پہنچاتے جانا - اور اگر کوئی قافلہ مجاہدین یا کوئی آدمی میرا ملنے والا ملک ہندوستان سے آئے تو اُن کی خدمت اور تواضع کرنا اور اُن کو کسی طرح سے تکلیف نہ ہونے دینا - موسم سرما سر پر آگیا تھا آپنے اپنے لشکر کے واسطے سامان سرمائی اُسی جگہ تیار کرالیا اور جب سب طرح سے تیاری ہو چکی تو بوجہ مخالفت پایندہ خان منافق کے سیدھی راہ پکھلی کی چھوڑکر بماہ رجب ۱۲۴۶ھ ہجری آپ براہ کنشگلی و نزد بیری اور کاہل کرام پہاڑوں کے بیچ کو روانہ ہوئے - سردار فتح خان پنجتاری اور چند دیگر مخلصین اُس ملک کے آپکے ہمراہ رکاب تھے - بوجہ ہونے دشوار گذار راہ کوہستان کے آپ نے اُن دو توپوں کو جو دُرانیوں کے مال غنیمت سے آئی تھیں ایک محفوظ جگہ میں دفن کرادیا اور دو قز لنگر یعنی جلیشمع دو زرہ جامہ اور دو خود آہنی جن میں ایک خود کلان ۱۶ سیر پختہ وزن کا تھا اور چند خیمے اور قالین اور چند دیگیں اور تکیں اور بہت سی افزود بندوقیں اور تلواریں سید اسمٰعیل ساکن نواکئی کو امانتاً سپرد کردیں جب لشکر اسلام بمقام تکرئی پہنچا تو آپ کے حرم محترم بمعیت عبد القیوم صاحب اور غازیان قلعہ انب اور عشرہ اور گڑھی حبیب اللہ بھی حسب قرارداد سابق لشکر اسلام کے ملگئے - مقام کرنا سے سردار فتح خان پنجتاری اور دیگر مخلصین رخصت ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے آئے

ملک سمہ سے ہجرت کر کے لشکر اسلام صرف دو تین منزل آگے بڑھا ہوگا کہ لشکر خالصہ نے دریائے لنڈہ سے عبور کر کے ملک سمہ پر یورش شروع کی اور لشکر خالصہ کے مسلمان لوگ اور خود اقوام سکھ باستماع خبر غداری اہل سمہ اور ناحق قتل غازیان کے ایسے غصہ اور جوش میں تھے کہ ہزار ہا اہل سمہ کو اُنہوں نے قتل کر کے ہر یک گاؤں میں آگ لگا کر خاک سیاہ کردیا اور اُنکے بچوں اور عورتوں اور مال مویشی کو پکڑ کر لاہور کو لیگئے - اِس خونریزی میں لشکر خالصہ

نے بلکہ اور چنگیز خان اور تیمور لنگ کو بھی مات کیا یہ بلیہ وقت حملہ اور قتل اہل سمہ کے ہر سپاہی یہ کہتا جاتا تھا کہ جیسے پیر (پیر) بڑی شد اور مامون کے ساتھ غداری کی تو نتیجہ تم سے کس کو بھلائی اور وفاداری کی امید ہے - جب لشکر خالصہ ملک سمہ میں داخل ہوا تو جمیع اہل سمہ سید صاحب کو راہ میں جاکر ملے اور آپکی واپسی کے واسطے التجا کرنے لگے اور راج دواری تک ساتھ چلے گئے۔ بمقام راج دواری پہنچکر سید صاحب نے انکو واپس کر دیا اور کہا کہ ملک سمہ خالی ہو گیا ہے سوختہ گھروں کی جاکر مرمت کرو۔ مورخوں کا بیان ہے کہ جس جس گاؤں میں جس جس قدر غازی ناحق شہید ہوئے تھے اُسکے دس دس گونہ اہل سمہ ہر ایک گاؤں میں مارے گئے اور مثل شہدائے کربلا دنیا ہی میں اس بعید ظلم کا انتقام لیا گیا۔

حملہ بیرون درہ بھوگڑ منگ

چہارم شعبان ۱۲۴۶ھ ہجری کو بخیریت تمام لشکر اسلام بمقام راج دواری (د قعہ ملک کاغان) پہنچکر مقیم ہو گیا اور بسبب شروع ہو جانے موسم برف باری کے وہاں مکانات سکونت غازیوں کے بنائے گئے۔ ساتویں شعبان ۱۲۴۶ھ ہجری کو آپ کے حرم محترم میں بمقام راج دواری ہاجرہ آپکی دختر خورد پیدا ہوئیں۔ راج دواری میں پہنچنے کے ساتھ ہی چار سو مجاہدین تیار ہو کر طرف پھلڑہ اور درہ بھوگڑ منگ کے جہاں سکھوں کا لشکر پڑا تھا زیر کمان مولوی محمد اسمٰعیل غازی کے روانہ کیے گئے - مولوی خیر الدین شیر کوٹی نے جو بطور نائب امیر ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے تھے درہ سے باہر نکلکر سکھوں پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت اور بندیوان پکڑ لائے - اور جب کبھی موقع پا درہ بھوگڑ منگ پر افواج خالصہ حملہ آور ہوئی تو ہمیشہ اُن کو زک دیکر پسپا کر دیا - اس ملک کا مالیہ (مالگذاری) تحصیل کرنے پر راجہ شیر سنگھ مع بیس ہزار فوج کے آیا ہوا تھا - جب غازیوں کی فوج اس ملک میں پہنچی تو اُس ملک کے ملکیوں نے سکھوں کو مالیہ دینے سے انکار کرکے وہ مالیہ بخوشی خود مجاہدین کو دینا شروع کیا ؂

جنگ مظفر آباد

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے پھلڑہ اور بھوگڑ منگ سے بڑھ کر بالاکوٹ پر قبضہ کر لیا۔ ان ایام میں راجہ شیر سنگھ مع سلطان نجف خان رئیس مظفر آباد کے پشاور کو گیا ہوا تھا اور مظفر آباد جو اُس ملک کا دار الریاست اور سکھوں کا ہیڈ کوارٹر تھا سرداروں سے خالی تھا حسب مشورہ سلطان زبردست خان و راجہ مظفر خان وغیرہ کے مقام بالاکوٹ سے لشکر غازیان زیر کمان مولوی خیر الدین شیر کوٹی اور ملا قطب الدین ننگرہاری اور منصور خان قندھاری کے مظفر آباد کو بھیجا گیا جنہوں نے بعد مقابلہ اور مقاتلہ سخت کے چھاؤنی کو سکھوں سے چھین لیا - سکھ گڑھی مظفر آباد میں جاکر پناہ گزین ہوئے۔ اور ادھر سید صاحبؒ بھی راج دواری سے کوچ کرکے مع تین چار سو غازیوں کے پھلڑہ اور بھوگڑ منگ میں پہنچ گئے - جب راجہ شیر سنگھ کو اس یورش کی اطلاع پہونچی وہ فوراً پشاور سے واپس آکر گڑھی حبیب اللہ خان میں جو مابین مظفر آباد اور بالاکوٹ کے واقع ہے مسکن گزین ہوا اور وہاں سے اُسنے مظفر آباد جانیکی تیاری کی - مگر اس عرصہ میں فوج غازیان حسب الطلب مولانا صاحبؒ مظفر آباد سے واپس ہو چکی تھی - اسواسطے راجہ شیر سنگھ نے مظفر آباد کا جانا موقوف کرکے درہ بھوگڑ منگ اور پھلڑہ پر جہاں خود سید صاحب مقیم تھے حملہ کی تیاری کی - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اس تیاری دشمن کی خبر پاکر بارسال عرضی سید صاحبؒ کو اس سے مطلع کر دیا اور خود مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے گڑھی حبیب اللہ خان

پر ایک شبخون مارنے کی تیاری کی۔ ایک روز شام کے وقت یہ شبخون مسلح ہو کر کوچ کرنے کو تھا کہ اسوقت سید صاحب
بارسال ایک تاکیدی حکم کے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے مع کل غازیوں کے شبخون کو طلب کر لیا۔ تب مجبوراً شبخون مارنا
موقوف رکھ کر (حسب ایما سید صاحب کے) بالاکوٹ کو سپرد سردار حبیب اللہ خان کے کر کے مولانا مع کل غازیوں
کے شبخون کو چلے گئے۔ جب غازیوں کا کل زور شبخون اور درہ کھوکر منگ کیطرف ہو گیا تو راجہ شیر سنگھ نے اس طرف
سے تیاری حملہ کی موقوف کر کے خالی میدان پا کر بالاکوٹ پر چڑھائی کر دی۔ جب لشکر خالصہ بالاکوٹ سے دو کوس کے
فاصلہ پر پہنچ گیا تو اسوقت سردار حبیب اللہ خان نے سراسیمہ ہو کر سید صاحب سے مدد طلب کی۔ سید صاحب مع
کل لشکر مجاہدین کے بالاکوٹ تشریف لے آئے۔ صرف تھوڑے سے آدمی واسطے حفاظت کھوکر منگ اور شبخون کے
چھوڑ آئے۔ آپ کے حرم محترم اسوقت راج دواری میں تھے۔ اور مولوی قاسم صاحب پانی پتی اور شیخ حسن علی
وغیرہ مع ایک معقول گارد کے حرم محترم کی حفاظت کے واسطے وہاں متعین تھے +

جنگ بالاکوٹ

راجہ شیر سنگھ نے خبر تشریف آوری کل لشکر غازیوں کی سنکر ہر گڈھی اور قلعہ سے اپنی افواج اور توپ خانہ
وغیرہ منگوا کر بالاکوٹ میں جمع کرنا شروع کیا۔ اور راجہ شیر سنگھ کا لشکر گاہ بالاکوٹ سے صرف ڈیڑھ کوس تھا۔ مگر
درمیان میں بالاکوٹ اور لشکر گاہ خالصہ کے ایسے پہاڑ دشوار گذار واقع تھے کہ ان میں سے گذر لشکر خالصہ کا غیر ممکن
تھا اگرچہ شاہان سابقین کا بنایا ہوا ایک راستہ بھی ان پہاڑوں میں سے تھا مگر اس رستہ پر صدہا درخت اور
گھاس وغیرہ جم کر سوائے خاص خاص باشندگان بالاکوٹ کے وہ رستہ کسی کو معلوم ہی نہ تھا۔ سید صاحب
نے بالاکوٹ میں پہنچ کر بمشورۂ ساکنان بالاکوٹ اسی کوہی راستہ پر ایک گارڈ تعینات کر دیا۔ اس گارڈ کی تعداد
قریب ستر اسی آدمیوں کے تھی اس سبب سے ایسے لشکر عظیم سی ۳۰ ہزار کے روکنے کے واسطے کافی نہ تھا۔ ایک دوسرا
راستہ لاہور کی طرف جانیکا ایک چھوٹے سے پل پر سے تھا اسطرف بھی ایک گارڈ قریب پل کے سید صاحب نے تعینات
کر دیا تھا اس انتظام میں از روئے تقدیر سے یہ غلطی واقع ہوئی کہ اس کوہی رستہ پر تھوڑے آدمی اور غیر معتبر پنجابی اور
ملکی تعینات کئے گئے۔ راجہ شیر سنگھ اس حملہ بالاکوٹ کو غیر ممکن سمجھکر لاہور کی طرف پھر جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اس عرصہ
میں کسی پنجابی یا ولائتی اہل گارڈ نے بطمع دنیا مخفی طور پر راجہ شیر سنگھ کے پاس جاکر اس کوہی رستہ کے مفصل حال سے
اسکو مطلع کر دیا بلکہ اسکے آدمیوں کو ساتھ لاکر وہ راستہ بخوبی دکھلا دیا۔ جب راجہ شیر سنگھ کو اس راستہ کی پوری خبر
ملگئی تو اسنے ایک دن پچھلی رات کو اپنا سارا لشکر تیار کرا کے یکبیک مسلمانوں کے کوہی گارڈ پر حملہ کر دیا۔ مرزا احمد بیگ
پنجابی افسر گارڈ دو گھڑی تھوڑی دیر تک بسبب حملہ آوروں سے مقابلہ کر کے اخیر کو سخت نقصان اٹھا کر پسپا ہو گیا۔ اسوقت
سکھوں نے اس منفذ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ بوقت شروع حملہ سکھوں کے ایک آدمی بھی واسطے اطلاع دہی اس حملہ کے
بالاکوٹ کو سید صاحب کے حضور میں بھیجا گیا تھا مگر وہ آدمی ایسے وقت پہنچا کہ مسلمانوں کے قبضہ سے منفذ نکلکر سکھوں
کے قبضہ میں آچکا تھا اور مرزا احمد بیگ مع ہمراہیان خود پہاڑ سے نیچے اتر آئے تھے۔ اس واقعہ کو تھوڑی دیر نہیں
گذری تھی کہ لشکر سکھاں اس راہ سے گذر کر مثل مور و ملخ سارے مغربی پہاڑ پر چھا گیا تھا۔ اسوقت ایک جمعدار
مع ایک جماعت کے ایکطرف کو اور ارباب بہرام خان مع دوسری جماعت کے دوسری طرف کو مرزا احمد بیگ کی مدد
کے واسطے بھیجے گئے۔ مگر وقت ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اب پہاڑ پر چڑھنے کے بعد سکھوں کی فوج کو نیچے اتر آنے
کے واسطے سینکڑوں راہیں موجود تھیں اسوقت ان کا روکنا دشوار بلکہ غیر ممکن تھا اسواسطے اب جھٹ پٹ ایک سعد

کلاں کے چاروں طرف جسمیں سید صاحب مقیم تھے تختوں سے مورچہ بندی کر لی گئی کہ بروقت حملۂ دشمن کے یہاں سے مقابلہ کیا
جاویگا۔ سکھوں نے پہاڑ سے نیچے اُترنا شروع کیا۔ سید صاحب نے اُسوقت عمدہ لباس مع سیاہ قبا کے پہنکر سلاح زیب
تن فرمائے اور منشی محمدی صاحب نے سید صاحب کی انگوٹھی مُہردار جو اُنکے ہاتھ میں رہا کرتی تھی سید صاحب کے دستِ مبارک
میں پہنادی۔ تب صحن مسجد مذکور میں شاہین رکھوا کر دشمن پر سر کرنا شروع کیا جس سے حملہ آوروں کو بہت نقصان پہنچنے لگا
مگر یہ نقصان ایسی بھاری فوج کو روک نہ سکتا تھا۔ مُلا لال محمد قندھاری ایک پہاڑ کے گوشہ سے دشمن کے میمنہ پر
حملہ کرنے کو تعینات کیے گئے۔ اُس مسجد کلاں کے نیچے ایک وسیع مکان غربرویہ میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مع جماعت
مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری کے متعین ہوئے اور یہ تجویز پختہ ہوگئی تھی کہ جب لشکر کفار وہاں کے کھیتوں اور
دلدل کو عبور کر کے آبادی بالاکوٹ پر حملہ آور ہوگا تو اُسوقت اُنپر انہیں مورچالوں سے گولیوں کا مینہ برسا کر آخر کو
دست بدست جنگ کرینگے۔ اُسوقت ہر ایک غازی اپنے اپنے دوستوں سے معافی مانگ کر تشنۂ آب شہادت ہو کر بیٹھا تھا
مارے خوشی کے ہر ایک کا رنگ دمک رہا تھا اور خون جوش پر تھا۔ اُسی مسجد میں کچھ غیبی آوازیں جن کو سید صاحب کے
سوائے اور کوئی نہیں سُنتا تھا سید صاحب کو میدانِ جنگ میں بلانے لگیں۔ ابھی لشکر کفار نے وہاں کے
کھیتوں اور دلدل سے عبور نہیں کیا تھا بلکہ دلدل کو اپنے آگے دیکھ کر دشمنوں کی ہمتیں پست ہوگئی تھیں اور قریب
تھا کہ دشمن ناکامیاب ہو کر جانب پہاڑ پسپا ہونا شروع کریں۔ اُسوقت سید صاحب یک بیک مسجد بالائی سے کود کر
مع اپنی جماعت کے نیچے والی مسجد کو جسمیں ایک جماعت پہلے سے مورچہ بندی کر کے واسطے روکنے دشمن کے مستعد
تھی تشریف لیگئے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی جو بالائی مسجد کے قریب ایک غربرویہ مکان میں تعینات تھے
سید صاحب کے اس کام کو دیکھ کر مع اپنی جماعت کے سید صاحب کے ساتھ ہی ساتھ نیچے والی مسجد میں پہنچے۔ اس
مسجد زیرین میں پہنچکر سید صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو ایک صدائے غیبی بار بار طرف میدان جنگ کے بلاتی ہے۔ اس وقت
سید صاحب ایک ملکی صفات میں تھے آپ کا چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسی کی نظر اُسپر نہیں ٹھیرتی تھی۔ کنارہ دلدل
پر پہنچکر دشمن بستی بالاکوٹ سے ایسے قریب ہوگئے تھے کہ اُنکی گولیاں نیچے والی مسجد میں پہنچکر نقصان کرنے لگ گئی تھیں
اِدھر کی بندوقیں بھی دشمن کا پورا پورا جواب دے رہی تھیں۔ دشمن کے سامنے دلدل تھی اور اُنکے سر پر مجاہدین کی
پُھرتی بھر مار سے گولیوں کا مینہ برس رہا تھا۔ اب سوائے پسپائی اور فرار کے اُنکو کوئی چارہ نہ تھا۔ ایسے نازک
وقت میں سید صاحب مسجد زیرین سے بھی باہر نکلکر بڑی پھرتی سے دلدل کے درے کنارہ پر جا پہنچے۔ اب
مابین دونوں لشکروں کے کچھ دھانوں کے کھیت اور دلدل حائل تھی جب سید صاحب مسجد زیرین سے باہر نکلکر
بجانب دلدل بڑھنے لگے اُسوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے باواز بلند حکم دیا کہ کل قرابین چی بطور باڈی گارڈ
یعنی محافظ جان سید صاحب کے ارد گرد ہو جاویں۔ مولوی جعفر علی نقوی جنکی کتاب سے میں یہ واقعات نقل کرتا
ہوں اُسوقت سید صاحب کے باڈی گارڈ میں شامل تھے سید صاحب کنارہ دلدل پر پہنچکر ایک پتھر پر تکیہ لگا کر
بیٹھ گئے تھے۔ دشمن بھی غازیوں کی یورش جانب دلدل دیکھ کر اپنی فرار سے رُک گئے اور اپنی ساری ہمت سے اُنہوں نے
مجاہدین پر گولیوں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ اسوقت سید صاحب نے شیخ ولی محمد پھلتی کو حکم دیا کہ مسجد بالائی پر
شاہین لا کر لگا دو۔ شیخ موصوف شاہین لانے کو روانہ ہوئے۔ ارباب بہرام خان ایک معزز رئیس پشاور
جو قدیم سے سید صاحب کے جان نثار تھے اُسوقت سید صاحب کے بائیں طرف مسلح بیٹھے تھے ایک آدمی نے
سید صاحب سے عرض کیا کہ قندھاریوں کی جماعت جو دامن کوہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ کر رہی ہے بہت تھوڑی ہے
اسوقت دشمن نے اُسطرف بہت زور دیا ہے قندھاریوں کی مدد کے واسطے کچھ اور آدمی بھیجنے چاہئیں۔ سید صاحب نے

یہ سنکر فرمایا کہ اسیقدر کافی ہیں اور آدمی بھیجنے ضرور نہیں ہے۔ اُسوقت ایک بہیوار غازی نے دلدل میں کود کر چاہا تھا کہ دلدل سے پار ہوکر دست بدست دشمن سے جنگ کرکے مرادِ دلی حاصل کرے مگر سید صاحب نے اُسکو منع کر دیا وہ مجبور دلدل سے باہر نکل آیا۔ اسکے تھوڑی دیر بعد سید صاحب نے ارباب بہرام خان سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرا دل بیساختہ چاہتا ہے کہ ان کافروں پر جو پہاڑ سے نیچے اتر کر پرلے کنارے دلدل پر حملہ آور ہیں یورش کرکے انکے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں۔ ارباب بہرام خان نے عرض کیا کہ جو کافر پہاڑ سے نیچے اتر آتے ہیں اُن کا قتل کرنا کچھ مشکل نہیں مگر اسوقت پہاڑ والے کافروں کا ہم نشانہ ہو جاینگے اور پہاڑ کی راہیں تنگ اور دشوار گذار ہیں پہاڑ والے کافروں پر یورش کرنا محال بلکہ غیر ممکن ہے۔ اسبات کو سید صاحب سنکر تھوڑی دیر خاموش رہے۔ چند لمحہ ابھی گفتگو ہو رہی تھی کہ سید صاحب نے اپنے ارادہ کی کسی آدمی کو اطلاع نہ فرماکر بنفس نفیس خود بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر دلدل میں کود ماری۔ اگرچہ دلدل بڑی گہری اور دشوار گذار تھی مگر سید صاحب بوجہ اپنی روحانی اور جسمانی قوت کے مثل شیر کے ایک چشم زدن میں دلدل سے پار ہوگئے اور تن تنہا ہزاروں دشمنوں کو اپنے آگے رکھ لیا جیسے کوئی بھیڑ اور بکریوں کے ریوڑ (گلہ) میں شیر آکر کودتا ہے۔ دشمنوں پر آپکی تاخت سے قیامت برپا ہوگئی۔ جو مجاہدین اُسوقت کنارہ دلدل پر موجود تھے وہ سب آپکے ساتھ ہی دلدل میں کود پڑے اور بمشکل تمام اس سے پار ہوکر یکے بعد دیگرے آپسے جا کر ملگئے۔ اس دلدل میں اکثر مجاہدین کی بندوقیں بھیگ کر نکمی ہوگئی تھیں۔ ایک لمحہ بھر میں وہ ہزاروں دشمن جو پہاڑ سے نیچے اتر کر پرلے کنارے دلدل پر تھے مجاہدین کے ہاتھ سے مارے گئے۔ مگر پہاڑ والے دشمن کی اُسوقت قریب تین ہزار بندوقوں کے غازیوں پر چھوٹ رہی تھیں۔ غازی دشمنوں کو مارتے ہوئے بائیں پہاڑ تک پہنچ گئے تھے مگر پہاڑ پر چڑھنا دشوار تھا۔ غازیوں کی بندوقیں بھی ایسی نکمی ہوگئی تھیں کہ پہاڑ والے دشمنوں کو گولیوں سے بھی جواب دے سکتے تھے۔ بعد صاف کرنے میدان کے سید صاحب مثل شیر کے اپنی جماعت میں کھڑے تھے کہ اُسوقت یکبیک آپ نظروں سے غائب ہوگئے۔ مولوی جعفر علی نقوی جو آپ کا باڈی گارڈ تھا اور کندھے سے کندھا ملائے کھڑا ہوا لکھتا ہے کہ "جناب حضرت امیر المومنینؓ درمیان جماعت از نظر من غائب شدند"۔ یہ واقعہ جنگ بروز ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ ہجری کو رونما ہوا۔ اسوقت بوجہ آپ کے غائب ہوجانیکے سارے لشکر اسلام میں ہلچل پڑ گئی۔ ہر متنفس اُن گولیوں کی بارش میں اپنے بچاؤ کو بھلا کر مثل عاشقوں کے آپکی تلاش میں پھرنے لگا۔ ہر طرف یہ آواز بلند ہو رہی تھی کہ حضرت کہاں ہیں؟ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب جنرل فوج غازیان اور قاضی علاؤالدین اور منشی محمدی میر منشی اور شیخ بلند بخت وغیرہ صدہا نامی گرامی آدمی اُسوقت دشمنوں کی گولیوں سے شہید ہوگئے۔ غازیوں نے سارا میدان جنگ ڈھونڈ مارا مگر سید صاحب کا پتہ نہ ملا۔ اُسوقت سید صاحب کے نہ ملنے سے ہر ایک زندہ بھی مُردے سے بدتر تھا۔ اس حالت یاس میں لشکر اسلام اپنے سرداروں سے خالی بالاکوٹ کیطرف پسپا ہوا۔ اسوقت لشکر اسلام پر کربلا کی گھڑی نازل ہو رہی تھی۔ پہاڑ پر سے گولیوں کا مینہ برس رہا تھا۔ بوقت واپسی وہاں کے کھیتوں اور دلدل میں صدہا آدمی شہید ہوگئے۔ اس وقت کوئی آدمی نہیں چاہتا تھا کہ میں زندہ رہوں۔ ہمتیں پست ہوگئی تھیں۔ دل ٹوٹ گئے تھے۔ جان و مال ہو رہی تھی اسوقت دشمنوں نے پہاڑ سے نیچے اتر کر اور بالاکوٹ میں پہنچکر دفتر اور کُل اسباب غازیوں کا لوٹ لیا اور گاؤں میں آگ لگا دی۔ اسوقت تک سید صاحب کی موت حیات مشتبہ تھی۔ ہر زندہ آدمی اپنی تکلیف کو بھول کر سید صاحب کی تلاش میں مبتلا تھا۔ مولوی جعفر علی نقوی یہ بھی لکھتے ہیں کہ پیچھے لوگوں کی زبانی یہ بھی صحت کو پہنچا ہے کہ سید صاحب کی ٹانگ پر ایک گولی کا زخم بھی لگا تھا۔ اس زخم کے لگنے کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے رو بقبلہ ہوکر دعا مانگ رہے تھے کہ اسی پتھر پر سے غائب ہوگئے۔ یہ بھی اُسی مؤلف کا بیان ہے کہ موضع خملی میں پہنچکر ہم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ سید صاحب موضع مٹی کوٹ میں (جو ایک گوجروں کا گاؤں میدان جنگ بالاکوٹ سے ملا ہوا تھا) گوجروں کے گھر میں زندہ موجود ہیں اور

اور بعض کہتے ہیں جہاں آپ جا کر بیٹھے تھے گوجر لوگ کو اُٹھا کر اپنے گاؤں میں لیگئے تھے۔ اور بعض لوگوں کا یہ بھی بیان ہے کہ
مولوی نظام الدین چشتی کا معلوم ہو چکا اور کشمیر اور کوفان کے سفیر ہو گئے تھے۔ اور مولوی عبدالصمد صاحب مع پانچ نفر
ہمراہیوں کے سید صاحب کے ساتھ ہی غائب ہو کر آپکے رفیق غیبوبیت ہو گئے۔ مولوی جعفر علی نقوی بجائے شہادت کو ترجیح دیتے
ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ شیخ صفیر مولا داد کا لڑکا جو بعمر آٹھ نو برس کے تھا بیان کرتا تھا کہ بعد معرکہ بالاکوٹ لشکر
سکھاں مجھ کو گرفتار کر کے مقتل شہدا میں لیگیا اور خلیفہ صاحب کی لاش کو مجھ سے شناخت کرایا۔ میں نے اپنی سمجھ کے
موافق ایک لاش کو خلیفہ صاحب کی لاش قرار دیدیا۔ چنانچہ راجہ شیر سنگھ نے اسی لاش پر دوشالہ ڈلوا کر اور اپنی
فوج کے مسلمانوں اور نیز ملکیوں سے اسپر نماز پڑھوا کر بڑی عزت و اکرام سے اسکو دفن کرایا۔ اس روایت کے بعد مولوی
جعفر علی صاحب یہ ایک دوسری روایت لکھتے ہیں کہ بعد واقعہ بالاکوٹ کے سکھوں نے چند زخمی غازیوں کو بھیجا کہ سید صاحب
کی لاش کو ان سے شناخت کرایا تھا چنانچہ انہوں نے ایک بے سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سید صاحب کی لاش ہے اسی
بے سر کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دوشالہ ڈلوا کر اور نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز و اکرام سے اسکو دفن کرایا۔ اسی بنیاد
پر سید صاحب کی ایک کچی قبر بھی بالاکوٹ میں موجود ہے۔ بعد فتح بالاکوٹ کے چار روز تک سکھوں کا لشکر وہاں مقیم
رہا بعد چار روز کے جب لشکر سکھاں وہاں سے چلا گیا اور ملکی لوگ بالاکوٹ میں واپس آئے اسوقت تک کل شہدا کی
لاشیں مثل لالہ زار کے مقتل شہدا میں پڑی ہوئی تھیں۔ ملکیوں نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خان کی
دونوں لاشوں کو علیحدہ علیحدہ دو قبروں میں دفن کر کے باقی کل شہدا کی لاشوں کو جمع کرا کے ایک گنج شہیداں بنا کر
سب کو ایک جگہ دفن کر دیا۔ اس واقعہ کے چند ماہ بعد ارباب بہرام خان کا بیٹا اپنے والد کی لاش کو پشاور لیگیا اور
وہاں اپنے قبرستان میں دفن کیا۔ ایسی بھی بہت روایتیں ہیں کہ اس واقعہ بالاکوٹ کے بعد متعدد لوگوں نے سید
صاحب اور انکے رفیقوں کو دیکھا۔ اسمیں شک نہیں کہ آپکی شہادت و غیبوبیت میں روز ازل سے اختلاف ہے مگر
اب بسبب بعد زمانہ کے جو ساٹھ برس سے بھی زیادہ ہو گئے خیال غیبوبیت خود بخود لوگوں کے دلوں سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ جن سے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبیت کی پیشینگوئی کی تھی
اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبیت کے قائل تھے مگر پنجاب اور ہندوستان کے اکثر آدمی بجائے
شہادت کو غلبہ دیتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب +

بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب سات آٹھ سو غازیوں کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہ ہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر
اسلام کی نہ ہو سکی۔ شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگوں میں قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب کی چھوٹی
بیوی صاحبہ اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہاں آپ کے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہو گئے اور پھر وہاں سے ان کو
ٹونک میں پہنچایا جہاں تا حیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے رہے۔ سنا ہے کہ جب آپ کے حرم محترم
ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیر الدولہ مرحوم انکے استقبال کو تشریف لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے
کندھے پر کہاروں کے طور پر رکھ کر بہت دور تک پالکی کو اٹھائے ہوئے چلے۔ سید صاحب کی دو صاحبزادیاں
(جنکی پیدایش کا ذکر اوپر آچکا ہے) تھیں۔ بڑی صاحبزادی کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا۔ نواب وزیر الدولہ
مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کر دی تھی۔ اسی قدر رقم چھوٹی
صاحبزادی کے نام تھی۔ ان صاحبزادیوں کی اولاد اور احفاد اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الٰہی بہت سے ہے
گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگوں میں ایک قسم کی تاثیر اور برکت
خاندانی موجود ہے۔ بعد تشریف بردن چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہو گیا مگر [illegible]

آدمیوں نے ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہیں کیا چنانچہ انہوں نے مولوی نصیرالدین صاحب کا ساتھ دیکر
سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ میں جا بسے جن کا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش جو ہم پر مجاہدین کی
کوہستان میں لکیر کے فقیر ہوئے پڑے ہیں۔ اِس واقعہ بالاکوٹ کے نو برس بعد نومبر ۱۸۳۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ مرا اور
اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور
دھیرو دھیان سنگھ تینوں ایک ہی روز مارے گئے اور آخرکار ۱۸۴۹ء میں یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد
سلطنت پنجاب متعصب سکھوں کے ہاتھ سے نکلکر ہماری عادل سرکار کے قبضہ میں آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے
کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا باقی نہ رہا ❖

بملاحظہ مکتوبات احمدی جن میں سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیوں مختلف واقعوں پر
ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفوں کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وعدۂ فتح پنجاب کے الہام کو آپکو ایسا وثوق تھا
کہ آپ اُسکو سراسر صادق اور ہونا دیکھکر بار بار فرماتے اور اکثر مکتوبات میں لکھا کرتے تھے کہ اس الہام میں دخل
شیطانی اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہیں ہے۔ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اِس فتح سے پہلے
مجھکو موت نہ ہوگی۔ لیکن معاملہ بالاکوٹ خواہ شہادت ہو خواہ غیبوبیت بظاہر سراسر اُس یقینی الہام کے خلاف
ہوا۔ اب اُسکا جواب یہی ہو کہ از روئے اصول شریعت محمدی کے الہام ایک ظنی چیز ہے اور اُسکی تاویلوں میں ہر
طرح کی غلطیوں کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اس واقعہ کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھوں
کے ہاتھ سے نکلکر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لامذہب قوم کے ہاتھ میں آگئی کہ جسکو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا
تصور کرسکتے ہیں اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور میں آئی

بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جسقدر سیف و سنان
سے کام لیا تھا اس سے زیادہ قلم اور زبان سے آپنے کام لیا۔ بخارا اور کاشغر اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ
و پنجاب و کشمیر و کافرستان وغیرہ کل مسلمان امرا اور رؤسا سے رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپ کے مرید
ہو چکے تھے۔ ایسی کاروائیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاتب تقدیر نے پنجاب کی فتح مدکی اور پھیرو کی لڑائی کے
ساتھ ایک دوسری عادل قوم کے نام نہ لکھ رکھی ہوتی تو مدت ہوئی ہوتی کہ پنجاب میں ڈنکا اسلام کا بج گیا ہوتا

اِس عجیب سوانح اور مکتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہوگا کہ سید صاحب کا سا صاحب باطن متوکل حلیم
شاکر زاہد صاحب حوصلہ صاحب تاثیر رحیم فیاض اولوالعزم اور شجاع غرض ولی اللہ کامل اور اولوالعزم سپاہی چند
صدیوں گذشتہ سے مسلمانوں میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ اگر تقدیر اُسکی یاوری کرتی تو اُسکی کوشش سے مسلمانوں کے دنوں
کو مدت ہوتی کہ بدل گئے ہوتے۔ مگر جیسے بجائے یقینی فتح کے اُسکو بالاکوٹ میں ہزیمت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی
نصیب نہ ہو۔ بنظر انصاف اِس سوانح اور مکتوبات منسلکہ کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس
معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اس بزرگ کو سوائے اعلائے کلمۃ اللہ اور اجرائے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور کوئی دنیوی غرض نہ تھی۔ وہ امارت اور حکومت اور سلطنت اور نام و نشان کا ہرگز متمنی نہ تھا۔ اُسکے عالی حوصلے
کے آگے بڑی بھاری سلطنت کا کسی کو عنایت کر دینا اور بڑے بڑے مجرموں اور دشمنوں کو صرف اُنکی زبانی تائب ہونے پر یکقلم
معاف کر دینا اور انتقام نہ لینا کچھ بڑی بات نہ تھی۔ توکل اور صبر اور استقامت وغیرہ کل فضائل کا یہ بزرگ پتلا تھا جب
سات سو آدمیوں کو لیکر یہ ملک عرب کو گیا اسکے پاس ایک حبہ موجود نہ تھا۔ مگر اسکے صادق یقین نے اسکے دو برس کے لیے اور
دریائی سفر میں اسکا کوئی کام اٹکنے نہیں دیا۔ جسقدر کی اُسکو ضرورت ہوئی وہ خود بخود مہیا ہوگیا۔ اِس کے بعد کہ جب یہ

وہ جہاد جس میں کہ سید صاحب نے جنگ کی اس سامان کے ساتھ کیا جو سندھ و قندھار و کابل و پشاور و یاغستان میں پہنچا اسکے پیش کرنے میں بھی بہت سے ایسے سامان اور اسلحہ تھے۔ اسکے لشکر میں دو دو رات پیٹ پر پتھر رکھا جانا ایسا شاذ و نادر تھا جیسے ہم لوگوں کو بھی اتفاق ہوا ہوتا ہے۔ مگر مثل صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکے ساتھ ایک ایسی فرمانبردار اور جاں نثار قوم ہندوستانی مجاہدین کی موجود تھی جسمیں نے ہمیشہ رنج و راحت اور سرد و گرم اور فتح و شکست اور بھوک پیاس میں ایسی ثابت قدمی اور استقلال سے دکھایا ہے کہ جسکی نظیر سوائے صحابہ رسول کریم کے تاریخ اسلام میں اور کوئی نہیں پایا جاتا۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ جو اس جہاد سے حصول رضامندی باریتعالیٰ کے نہ کبھی فتح کی خوشی اور نہ کبھی شکست کا غم ہوا۔ انکا ہر متنفس جام شہادت کا ایسا عاشق جیسے فرہاد شیریں کا اور مجنوں لیلیٰ کا۔ بوجہ اپنی پاک باطنی اور صفائی قلب و توکل اور زہد اور اولوالعزمی کے اس بے نظیر جرنیل کو پولیٹکل پیچیدگیوں اور علم فن جنگ کیطرف بالکل توجہ نہ تھی۔ انہیں دو نقصوں نے اُنکے بنے بنائے کام کو بگاڑ کر آخر اُسکو بالاکوٹ میں وہ دن دکھایا کہ جسکی یاد سے آجتک ہزاروں خلقت کے دل دُکھتے ہیں۔ اگر ان سب خوبیوں کے ساتھ جو اُسکی ذات مقدس میں موجود تھیں فن ملک گیری اور فن جنگ بھی ہوتا تو وہ اس موجودہ نسل کے پیدا ہونے سے پہلے پنجاب کیا بلکہ ساری دُنیا کا بادشاہ ہُوا ہوتا۔ اس سوانحہ اور نیز مکتوبات مفصلہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اسمیں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اُسوقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی۔ مگر سرکار انگریزی اُسوقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو ✤

قریب چار ہزار صفحوں کے مختلف مؤلفوں کے لکھے ہوئے سوانح میرے سامنے موجود ہیں۔ مگر لوگوں کی پست ہمتی اور تنگی اور عدم فرصتی پر لحاظ کر کے میں نے اُن پھولوں کے گلزاروں سے جو میری سامنے میز پر رکھے ہیں اُردو زبان کے جملہ میں سکھ کر سب تازی اور شیرازی پھولوں کا عطر کھینچ لیا ہے تاکہ ہر ایک کم و بیش (چھوٹا بڑا) استاد ایک ایک پھویا لیکر معطر ہو جائے اور باوجود اختصار پھر بھی کسی اہم مطلب کو فوت ہونے نہیں دیا۔ گو بہت قیمتی کرامات اور واقعات کو دانستہ چھوڑ دیا ہے۔ میں اس سوانحہ عجیبہ کو بالاکوٹ ہی تک ختم کر کے آپ کے بعض خلفائے نامدار کا حال لکھتا ہوں ✤

بیان خلفاءِ حضرت سید احمد صاحبؒ

سید صاحب کے خلیفہ بھی ہزاروں ہیں جنکے تمام نامی لکھنے کو کئی جزو چاہئیں۔ اور اکثر آپکے خلیفہ صاحب ولایت اور کرامت ہوئے ہیں۔ انکے عجائب غرائب حالات لکھنے کو بھی ایک دفتر درکار ہے۔ تمامی اسلامی دُنیا اور خصوصاً ہندوستان آپ کے خلفاء سے معمور ہوگئی تھی۔ شاذ و نادر کوئی بے نصیب شہر اور قریہ ہوگا جہاں آپ کے خلفاء کا گذر ہو کر توحید کی منادی نہ ہوئی ہو۔ اسوقت تک کروڑوں آدمیوں کو آپکے سلسلے سے ہدایت ہوئی اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوتی رہیگی۔ یہ عمل بالحدیث کا چرچا جو اسوقت ملک ہندوستان میں ہو رہا ہے آپکی ہی ذات مقدس کا پرتو تھا۔ آپکے ساتھ امانت اور برکت نازل ہوئی تھی جس سے لوگوں کو قرآن و حدیث سمجھنے کا بہرہ ملا۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ الْاَمَانَۃَ نَزَلَتْ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْکِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ (ترجمہ) تحقیق امانت یعنی برکت جب لوگوں کے دلوں میں آئی

ہے۔ موقت قرآن اور حدیث کے مطلب کو لوگ سمجھنے لگے ہیں۔ اب میں بطور تبرک فقط آپکے چند خلیفوں کے نام ذیل
میں درج ذیل کرتا ہوں۔ اوّل اور افضل سارے خلیفوں کے مولوی عبدالحی صاحب داماد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
کے ہیں۔ دوئم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید۔ یہ دونوں بزرگ بمنزلہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما
کے آپکے یار غار اور جان نثار تھے۔ سوئم مولوی عبدالغنی صاحب برادر خورد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب۔ مولوی شیخ
مخصوص اللہ صاحب ابن مولوی رفیع الدین صاحب۔ اِس بزرگ کا اخیر عمر میں سر پھر گیا تھا۔ مولوی سید محبوب علی
صاحب دہلوی۔ یہ بزرگ قبل از واقعہ بالاکوٹ ناخوش ہو کر اپنے وطن مالوفہ کو لوٹ آئے تھے۔ مولوی حیدر علی صاحب
رامپوری۔ مولوی محمد علی صاحب رامپوری۔ مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی۔ اِن دونوں بزرگوں کو یعنی مولوی
محمد علی اور مولوی ولایت علی صاحب کو سید صاحب نے اپنی خوشی سے خلافت دیکر واسطے ہدایت خلق اللہ کے ہندوستان
کو واپس بھیجدیا تھا۔ یہ دونوں بزرگ سید صاحب کی مفارقت کو پسند نہیں کرتے تھے مگر بادلِ محزون بتعمیل حکم مرشد
برحق کے ہندوستان کو واپس چلے آئے۔ اور بروقت رخصت کرنے کے مولوی ولایت علی صاحب سے سید صاحب نے یہ بھی
فرمایا تھا کہ مولانا ہم آپکو تخم کرکے اُٹھاتے ہیں (غالباً اس فقرے کے کہے یہ معنی سمجھے ہونگے کہ اِس تخم سے تخم پیدا
لگینگے جس سے یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا) مولوی وحید الدین صاحب پھلتی شاگرد رشید مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید
یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگوں میں سے ہیں۔ مولوی حافظ قطب الدین صاحب پھلتی برادر مولوی وحید الدین صاحب موصوف
مولوی خدا بخش صاحب ساکن میرٹھ۔ مولوی محمد یوسف صاحب پھلتی یہ بزرگ خزانچی اور خانساماں سید صاحب کے تھے
مولوی احمد الدین صاحب پھلتی۔ قاضی عماد الدین صاحب حکیم مغیث الدین صاحب سہارنپوری یہ بزرگ بھی بڑے اکابر
لوگوں میں سے ہیں۔ اخوند شاہ محمد ولایتی۔ مولوی حبیب اللہ صاحب قندھاری یہ بزرگ علماء خراسان و بخارا و
وماوراء النہر کے ساتھ مسئلہ وجوب تقلید شخصی کی بابت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید سے بحث کرنے کو آئے تھے مگر مولوی
صاحب شہید کا اور دوسرے اشخاص قافلہ کا رنگ ڈھنگ دیکھکر انکے ایسے معتقد ہوگئے کہ بوقت بحث سر نیچا کیے ہوئے
مولانا شہید کے سامنے ساکت بیٹھے رہتے تھے اور جب انکے ساتھ والے مولویوں نے انسے کہا کہ بوقت بحث تم کچھ نہیں بولتے
اور ساکت بیٹھے رہتے ہو انہوں نے جواب میں کہا تھا کہ میں تو ان لوگوں کا طریق اور روش مثل صحابہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے دیکھتا ہوں پھر ایسے بزرگوں سے کیا بحث کروں۔ آخر کو یہ بزرگ سید صاحب کے مرید ہو کر بڑے نامی مشائخ
ہوئے۔ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی جنسے امرتسر وغیرہ ممالک پنجاب میں بہت ہدایت ہوئی۔ اس بزرگ سے فیضیاب
ہوتے تھے۔ اب بھی مولوی عبداللہ صاحب کی اولاد احفاد امرتسر میں رہتے ہیں اور وہ چشمہ ہدایت بدستور اس
خاندان سے جاری ہے۔ منشی ظہور علی صاحب۔ پیر جی محمود شاہ صاحب نبیرہ حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب جھنجھانوی
حکیم غلام سبحانی صاحب جھنجھانوی۔ اخوند عبدالعظیم صاحب۔ مفتی الٰہی بخش صاحب ساکن کاندھلہ شاگرد رشید مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب اِس بزرگ نے بقیہ ساتواں دفتر مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ کا لکھا ہے۔ مفتی صاحب نے مثنوی شریف
کا ترجمہ بھی شروع کیا تھا جب ایک ہزار شعر کا ترجمہ ہوچکا تو آپکا انتقال ہوگیا۔ آپکے انتقال کے بعد مولوی ابو الحسن صاحب آپکے
فرزند ارجمند نے اَور ایکہزار شعر کا ترجمہ کیا تھا کہ انکا بھی انتقال ہوگیا۔ مفتی الٰہی بخش صاحب کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ جو ساٹھ
برس سے آجتک جو ہمنے پیسا تھا وہ سب دلیا تھا اب سید صاحب بدولت میدہ ہوگیا۔ مفتی صاحب ایسے بڑے عالم متبحر
تھے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے مگر سید صاحب کی نعلین برداری کو اپنا فخر دارین جانتے تھے۔ حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب
ولایتی شہید۔ میانجی شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی انہیں کے مرید رشید اور خلیفہ خاص حاجی امداد اللہ صاحب فی الحال
مکہ معظمہ میں اپنے انوار سے ہندوستان اور عربستان وغیرہ ممالک کو منور کر رہے ہیں۔ چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب کے خلیفے

مثل مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تھے جن سے ہزارہا خلقت کو ہدایت ہوئی۔ مولوی سخاوت علی صاحب جونپوری۔ مولوی کرامت علی صاحب جونپوری صاحب مفتاح الجنۃ۔ یہ دونوں بزرگ بھی قبل از معرکہ بالاکوٹ بطریق ہندوستان کو لوٹ آئے تھے۔ مولوی شجاعت علی صاحب عظیم آبادی۔ شاہ محمد حسین صاحب عظیم آبادی۔ مولوی عنایت علی صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب۔ مولوی فرحت حسین صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب۔ مولوی الٰہی بخش صاحب عظیم آبادی۔ مولوی احمد اللہ صاحب عظیم آبادی یہ بزرگ مع اپنے چھوٹے بھائی یحییٰ علی صاحب کے حالت قید میں بمقام پورٹ بلیر (کالاپانی) کے راہی ملک بقا ہوئے۔ یہ دونوں بھائی بڑے اولیا اللہ اور صاحب کرامات تھے اپنے استقلال اور ثابت قدمی اور صبر و شکر میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ جامع کتاب ہذا بیت پر سوں تک ان قیدیں ان بزرگوں کے ساتھ رہا ہے اور ان کے حالات اور کرامات کا ایک چشم دید گواہ ہے۔ ان بزرگوں کے حالات عجیبہ لکھنے کو بھی ایک دفتر چاہیئے۔ مولوی غلام جیلانی صاحب رامپوری رام پور کا خلیفہ آپ نے اس بزرگ کو مقرر کیا تھا۔ مولوی محمد عظیم صاحب نابینا پشاوری۔ مولوی فخر الدین صاحب سہارنپوری۔ مولوی نصیر الدین صاحب دہلوی داماد مولانا اسحاق صاحب مرحوم۔ مولوی خرم علی صاحب بلہوری صاحب نصیحت المسلمین۔ انکی اور بھی بہت تصانیف ہیں۔ رسالہ جہادیہ بھی انہی کی تصنیف سے ہے۔ افسوس ہے کہ یہ بزرگ بھی باایں ہمہ اوصاف قبل از معرکہ بالاکوٹ رنجیدہ ہوکر ہندوستان کو لوٹ آئے تھے۔ مولوی سید اولاد حسن صاحب قنوجی والد ماجد مولوی نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم بھوپال۔ مولوی عبد القدوس صاحب کشمیری۔ مولوی شہاب الدین صاحب بٹالوی ملک پنجاب۔ مولوی میاں فضل صاحب سیالکوٹی۔ امام الدین صاحب۔ حافظ محمد صدیق صاحب۔ صوفی نور محمد صاحب۔ سید عبد اللہ صاحب ولد سید بہادر علی۔ مولوی اکرام الدین صاحب دہلوی صاحب تفسیر سورۂ فاتحہ۔ مولوی حمید علی صاحب دہلوی ثم ہوشیار پوری اس بزرگ اور انکے بیٹے نے سنہ ۱۳۰۲ ہجری میں بھی سید صاحب کی زیارت کی ہے۔ مولوی عبد اللہ بنارسی۔ مولوی شاہ لطف اللہ صاحب دہلوی۔ اس بزرگ کو بوقت جانے حج کے سید صاحب نے اپنا قائم مقام کرکے ایک تاج بھی عنایت کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میری غیر حاضری میں جو کچھ کسی کو پوچھنا ہو ان سے پوچھے۔ مولوی نظام الدین صاحب دہلوی۔ قاضی یوسف مرکی ساکن بمبئی۔ مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن بمبئی۔ مولوی شیخ جیون صاحب۔ مولوی عبد الجلیل صاحب ساکن کوئل۔ مولوی سید قاسم صاحب ساکن نصیر آباد متصل جائس ملک اودھ۔ یہ بزرگ سید صاحب کے قرابت دار بھی تھے۔ مولوی سید محمد صاحب مؤلف مخزن احمدی۔ مولوی سید یعقوب صاحب یہ دونوں بزرگ سید صاحب کے حقیقی بھانجے تھے۔ میر احمد علی صاحب اس بزرگ کا انتقال بمقام رائے ویلور ملک مدراس سنہ ۱۲۶۵ ہجری میں ہوا۔ سید حمزہ ساکن ملک برہما۔ مولوی محمد یعقوب صاحب دہلوی۔ مولوی شاہ اسحاق صاحب دہلوی۔ مولوی مرتضیٰ خان صاحب رامپوری۔ مولوی سید محمد حسین صاحب ساکن بھنگرہ ضلع مظفر نگر یہ بزرگ اسوقت تک زندہ اور منتظر ظہور ہیں۔ مولوی چشتی صاحب ساکن کاندھلہ۔ مولوی عبد اللہ صاحب۔ لوگوں کا بیان ہے کہ بروز معرکۂ بالاکوٹ یہ دونوں بزرگ بھی سید صاحب کے ساتھ ہی غائب ہوگئے۔ بلکہ مولوی چشتی صاحب کو تو میرے بعض دوستوں نے بعد معرکۂ بالاکوٹ بہت دفعہ دیکھا بھی ہے اور انکے قرابتداروں کو بھی سنا ہے اور انکے ہاتھ کے لکھے ہوئے خطوط بھی بعد معرکۂ بالاکوٹ کے انکے گھر پہنچے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب میں مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید اور ان خلیفوں کا جنکو سید صاحب نے تخم ہدایت کرکے ہندوستان کو واپس بھیجا تھا کسی قدر علیحدہ علیحدہ سوانح عمری ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ

سب ہوئے شہیدوں میں مولوی عبدالحی صاحب و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہیں یہ دونوں بزرگ بمنزلہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے آپکے خلفاء راشدین سے تھے مولوی عبدالحی صاحب کا مزاج بوجہ بردباری اور حلم حضرت ابوبکر صدیق و حضرت مولانا شہید کی طبیعت بوجہ تشدد علی الکفار روحی حضرت عمر سے زیادہ تر مشابہ تھی۔ یہ دونوں بزرگ جیسا سید صاحب کے سوانح عمری میں جابجا آچکا ہے کیونکہ جس تاریخ سے یہ دونو بزرگ داخل خدام ہوئے تھے اس تاریخ سے مرگ تک کسی دینی ضرورت کے آپ کی خدمت بابرکت سے ایکدم بھی علیحدہ نہیں ہوئے۔ اور حق تو یہ ہے کہ ان بزرگوں نے سید صاحب کو خوب پہچانا تھا۔ انکی جاں نثاری اور فرمانبرداری ضرب المثل ہے۔ یہ دونوں بزرگ آپکی پالکی کے ساتھ ننگے پاؤں دوڑنے کو اپنا فخر دارین جانتے تھے۔ اور ان دونوں سرتاج علماء دہلی نے جنکی تعظیم بادشاہ تک کرتے تھے اپنے تئیں بالکل مٹا دیا تھا۔ پاخانہ کمانے۔ چکی پیسنے۔ دانہ دلنے۔ گھاس کھودنے۔ بوجھا اٹھانے۔ سائیسی کرنے غرض کسی ذلیل سے ذلیل کام سے بھی انکو عار نہ تھی۔ روحانی برکات حاصل ہونیکے بعد یہ دونوں خاندانی بزرگ مقتدائے قوم و امیرزادے ناز و نعمت میں پلے ہوئے دہلی سے خوش خوراک اور خوش وضع شہر کے باشندے اب بھی کبھی کھچڑی یا اسکی کھرچن کھا کر یا دو تین وقت کڑاکے کے فاقے کھینچ کر اور چٹائیوں یا خالی زمین پر سو کر ایسے خوش و خورم اور شاداں و فرحاں رہتے تھے کہ وہ خوشی کبھی ان کو دہلی کے پلاؤ و قورمہ و توشک تکیہ میں بھی نصیب نہ ہوئی تھی۔ درحقیقت مزہ ایمان کا ایک ایسی عمدہ اور نادر نعمت ہے کہ کوئی دنیوی نعمت اسکی لذت اور شیرینی کو نہیں پہنچتی۔ بلکہ دنیا میں کوئی ایسی چیز موجود ہی نہیں ہے جسکو مزہ ایمان کے ساتھ صرف تشبیہ ہی دیجائے۔ میں نے ایک مقبول بارگاہ الٰہی کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جسطرح پر ایک نئی دلہن ناکتخدا ساتھنوں اور ہمجولیوں کو اپنے مزہ وصال کو کسی کھانے یا میوے وغیرہ سے تشبیہ دیکر بیان نہیں کر سکتی اسیطرح سے مزہ ایمان کا بیان کرنا یا کسی دنیوی مزہ سے اسکو تشبیہ دینا محال ہے اسی لذت کو حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎ لذت مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی ٭ دنیا کے لوگ ایسے آدمیوں کو ہمیشہ دیوانہ بتلاتے آئے ہیں ؎ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی۔ دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند ٭ ان دونوں ستاروں کے اوصاف تحریر و بیان سے باہر ہیں۔ مولوی صاحب شہید کی خوبی بصارت کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جب مولانا شہید کی پہلی نظر چہرۂ مبارک سید صاحب پر پڑی تو فرمایا کہ اگر یہ بزرگ اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کریں تو میں بلا تامل انکے ہاتھ پر بیعت کرونگا۔ مولوی عبداللہ صاحب معروف جنید وقت سے (جو ایک اولیاء کامل صاحب کشف ملتان میں تھے) کسی نے پوچھا کہ ہند کے اولیاء اللہ میں کی سب سے برتر ولی مقبول خدا کونسا بزرگ ہے انہوں نے جواب دیا کہ عالم ارواح کی سیر میں میں نے دیکھا ہے کہ سب سے بڑا درجہ اولیاء ہند میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا ہے کیونکہ میں نے مولانا شہید کو جنت میں ایک چھپر کھٹ پر بیٹھے ہوئے اور کتاب صراط المستقیم کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک روز کسی کور باطن ظاہری علم والے نے ان دونو بزرگوں سے سوال کیا کہ آپ لوگ ایسے بڑے فاضل اجل اور قرآن و کتب احادیث کے حافظ ہوکر سید صاحب ایک امی آدمی کے مرید کیسے ہو گئے۔ انہوں نے اسکی کور باطنی پر تعجب کرکے اسکے جواب میں فقط اتنا بیت کہدیا کہ جو کچھ ہمنے ہزاروں کتابوں میں پڑھا اور حدیثوں میں دیکھا ہے باوجود امی ہونے کے سید صاحب کو ان سب کا عالم پایا ہے ؎

منکشف اسپہ ہر ایک شئے کی ہے لمیت	نہ قیاسے ہی وہ محتاج نہ کتب کے اندر
علم کے اس کے مگر علم لدنی کہیے	جو کہ آتا ہے اسے سب ہے وہ کیسے مستحضر

مولوی عبدالحیؒ صاحب سلوک راہِ ولایت اور مراقبہ و مشاہدہ و توجہ و کشف وغیرہ کے بموجب سالک مدارس فن میں استاد
کامل تھے اور مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب شہید سلوک راہِ نبوت کے سالک کامل اور تربیت عامل تھے اسواسطے آپکے
ملفوظات سلوک راہ نبوت کا حصہ صراط مستقیم کا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا اور سلوک راہ ولایت کا حصہ مولوی
عبدالحی صاحب کا لکھا ہوا ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کے قصص
ذہانت اور فطانت اس کمال سے جو انسان سے مطلوب ہے اور جس کمال کی تکمیل کو سید صاحب نے کچھ علاقہ
نہیں رکھتی ۔ اسواسطے میں ان کو یہاں بتمامہ درج کرنا نہیں چاہتا ۔

مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب شہید خلف مولوی عبدالغنیؒ صاحب نبیرۂ مولانا شاہ ولی اللہؒ صاحب محدث دہلوی بڑے
فاضل اجل اور ذہین و متین تھے ۔ مولوی کرامت علی صاحب حیدرآبادی جو مولانا شہیدؒ کے ہم سبق تھے روایت کرتے
تھے کہ مولانا شہیدؒ صرف ایکدفعہ اپنا سبق پڑھ کر پھر کتاب کو بند کرکے رکھ دیتے تھے اور کبھی مطالعہ وغیرہ کچھ نہ کرتے تھے
آپکے ہم سبق طالبعلموں نے اس بے پروائی کی شکایت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب سے کی ۔ تب شاہ صاحبؒ نے اسکا
سبب ان سے دریافت کیا انہوں نے اپنا سارا اگلا پچھلا پڑھا ہوا شاہ صاحب کو ازبر سنا دیا اسوقت ان طلبا کو
آپکی خداداد ذہانت اور فطانت کا حال معلوم ہوا ۔ مولوی سدید الدین خان خلف الرشید مولوی رشید الدین خان
صاحب امین مدرسۂ کلکتہ جنکا ہزار ہا روپیہ کا کتبخانہ غدر دہلی ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۱۲۷۳ھ ہجری میں لوٹا گیا تھا
فرمایا کرتے تھے کہ ہمکو اپنے کتبخانہ کے لوٹے جانے کا افسوس ہے جسقدر ان حاشیوں کے ضائع ہو جانیکا جو اصول
جو علمی کتابوں پر مولانا شہیدؒ نے چڑھائے تھے کیونکہ وہ کتابیں تو پھر بھی مل سکتی ہیں مگر ان حاشیوں کا ملنا مشکل
ہے ۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مولانا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب کسی بڑے اہم مسئلہ کا فتوی لکھ کر وہ اسکو اپنی
نشستگاہ میں چھوڑ کر اندر مکان میں تشریف لیگئے تھے اس عرصہ میں مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب شہید بھی تشریف لائے
اور اس فتوے کا ملاحظہ کرکے بعض فروگذاشتوں کو اپنی قلم سے تصحیح کرکے فتوے کو وہیں رکھ کر چلے گئے ۔ جب شاہ صاحبؒ
واپس تشریف لائے اور ان ترمیموں کو دیکھا تو نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ علم ابھی تک
ہمارے خاندان میں باقی ہے ۔ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ میری تقریر تو اسمٰعیل نے لی اور
تحریر رشید الدین نے اور تقوی اسحاق نے ۔ مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب نے تمامی درسی کتابیں شاہ صاحبؒ اور مولوی
عبدالحی صاحبؒ سے ختم کرلی تھیں اور بوجہ اپنی ذہانت و فطانت کے خود ایک دریائے ذخار علم کا ہو کر اسکی موجوں
میں بچکولے کھا رہے تھے کہ اس عرصہ میں انکی خوبی قسمت سے سید صاحبؒ کا سایہ کامل اکمل ان کو مل گیا جنکی برکت
صحبت اور انوار ہدایت سے وہی علم (جس نے مولوی عبدالرحیم عرف عبدالرحیم آپکے ہم مکتب کلکتہ والہ کو دہریہ بنا دیا
تھا) ان کے حق میں ایک عمدہ آلہ شناخت اور ترویج دین حق کا کمال خوبی کے ساتھ ہو گیا یہاں تک کہ آپ کے
مخالفوں کو آپ کے روبرو بات کرنی دشوار تھی ۔ مولوی فضل حق معقولی خیرآبادی جو اس زمانہ میں حاکم اعلی شہر
دہلی کے سررشتہ دار اور علم منطق کے پتلے اور افلاطون و سقراط و بقراط کی غلطیوں کی تصحیح کرنیوالے تھے مولانا
شہیدؒ کے سخت مخالف ہو گئے چنانچہ کتاب تقویۃ الایمان کے اس مسئلہ پر کہ اللہ رب العزت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سا دوسرا پیدا کر دینے پر قادر ہے انہوں نے سخت اعتراض کیا اور لکھا کہ اللہ رب العزت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جیسا دوسرا پیدا کر دینے پر ہرگز قادر نہیں ۔ اسکے جواب میں مولانا شہیدؒ نے ایک فتوی بدلائل عقلی و نقلی نہایت
مدلل لکھا ہے چنانچہ ایضاح الحق کے خاتمہ پر وہ فتوی تمامہ چھپ بھی گیا ہے اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ کس خوبی
سے آپنے مخالفوں کا مونہہ بند کیا ہو خلاصہ اسکے جواب کا یہ ہو مولانا شہیدؒ لکھتے ہیں کہ قدرت ایک علیحدہ صفت ہو اور تکوین

یعنی پیدا ایک ممتنع صفت ہو جو مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت قدرت الٰہی کے داخل ہو جاوے تحت ممکن کی
تاکہ وقوع ممتنع لازم آئے ۔ اور تقویۃ الایمان کے اس مقام پر بھی ثابت کرنا مقصود ہے کہ رب العزت جل جلالہ صفت
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے ۔ اور یہ مقصود نہیں ہے کہ مثل حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پیدا کریگا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہو چکے پھر آپ نے واسطے ثبوت قدرت الٰہی کے یہ آیت لکھی ہے اولیس
الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم بلی وھو الخلاق العلیم
(ترجمہ) کیا وہ ذات پاک جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ مثل انکے یعنی بنی آدم کے
اور پیدا کرے ۔ ہاں وہ ضرور بڑا پیدا کرنیوالا ہے اور جاننے والا ہے" ۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ اس آیت میں
ضمیر جمع مذکر کی کل بنی آدم کی طرف جن میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں راجع ہے اور گو اس آیت
میں بیان معاد کا ہے مگر پیدا کرنے مثل پر اُسکا قادر ہونا اس آیت سے بخوبی ثابت ہے ؞

بوجہ ہونے اہلکار انگریزی کے مولوی فضل حق صاحب کا بڑا رعب اور دبدبہ شہر دہلی میں تھا ۔ خود بادشاہ بھی
اُنکی خاطرداری کرتے تھے ۔ جب مولوی فضل حق صاحب بحث مسئلہ قدرت الٰہی میں لاجواب ہو گئے تو آتش مخالفت
بڑھی یہانتک کہ مولانا محمد اسمعیل صاحب کا وعظ جامع مسجد سے بند کرا دیا گیا تھا ۔ لیکن خلقت شہر کی آپکے وعظ پر
شیدا تھی مجبور بادشاہ کو جامع مسجد میں آپ کے وعظ ہونیکی پھر اجازت دینی پڑی مگر اُسوقت جامع مسجد کا بیرونی
حوض پر ایک بازار لگا کرتا تھا جسمیں صدہا ہندو لوگ بھی دُکانیں لگاتے تھے ۔ مولوی محمد اسمعیل صاحب نے بیان کی
کیفیت خانہ خدا میں بازار لگنے اور خرید و فروخت ہونے اور ہندوؤں کے شامل ہونیکی لکھ کر اللہ تعالیٰ کے مواخذہ او
عذاب سے بادشاہ کو ڈرایا فوراً بادشاہ نے وہ بازار بند کرا دیا ۔ ایک روز ایک جلسہ وعظ میں ایک روسیاہ بدعتی
نے مولانا صاحب کو چھری سے شہید کرنا چاہا تھا مگر خیر گذری کہ وہ وار کرنے نہ پایا اور پکڑا گیا ۔ سبحان اللہ یہ بھی ہادیانِ
اہل حق کی سنت سے ہے کہ گمراہ لوگ اُنکے قتل کا ارادہ کریں اور روشنی ہدایت کو مونہہ کی پھونک سے بجھانا چاہیں
مگر اس اقدام میں ناکام رہتے اور مصداق خسر الدنیا والآخرہ کے ہوتے ہیں ۔ مولوی محمد اسمعیل صاحب نے باتباع
فعل سید صاحب کے شہر دہلی میں سب سے پہلے اپنی بیوہ ہمشیرہ کبریٰ کا نکاح مولوی عبدالحی صاحب سے کر کے رانڈوں
کے نکاح کرانے پر کمر باندھی اور نکاح ثانی کی فضیلتیں اور اُسکو عیب سمجھنے کی برائیاں ایسی وضاحت و خوبی کے
ساتھ بیان کرنی شروع کیں کہ ہزارہا رانڈوں کے نکاح ثانی خاص شہر دہلی میں ہو گئے ۔ ایک معتبر دیرینہ شخص
جامع کتاب ہذا سے کہتا تھا کہ اُسوقت قریب دس ہزار کے بیکس اور بیبس رانڈیں آپکی سعی اور کوشش سے شوہر والیاں
ہو گئیں اور آپکی بدولت یہ رسم زبون ہمیشہ کے واسطے شہر دہلی سے اُٹھ کر سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جاری
ہو گئی ۔ اسوقت بھی پچاسوں آدمی آپ کا وعظ سننے والے شہر دہلی میں موجود ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب آپکا وعظ گرم
ہوتا تھا تو سامعین میں نالہ و زاری سے شور ہو جاتا تھا اور روتے روتے ہچکیاں بندھ کر بیخود ہو جاتے تھے ۔ ایک
دولتمند شیعہ نے جو اُسوقت دہلی کا تحصیلدار تھا مولانا شہیدؒ کو بلا کر آپ کا وعظ اپنی قوم میں کرایا تھا قریب تین چار سو
شیعوں کے اُسوقت آپ کے وعظ میں حاضر تھے ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا بیان تھا جب
وعظ گرم ہوا تو ہر ایک شیعہ بیہوش ہو گیا ۔ بعد اختتام وعظ کے انہوں نے کچھ نذرانہ مولانا صاحب کو دینا چاہا
مگر آپ نے منظور نہیں فرمایا ۔ ایک روز خانم کے بازار میں قریب تیس کسبیوں کے آپنے جمع کرا کے اُن کو وعظ سنایا
اُسی شام کو اُن میں سے انتیس کسبیوں نے توبہ کر کے نکاح کر لیے ؞

صاحب ذکر علی ایک اسی قسم کا قصہ مولوی محمد علی صاحب سیوری کی زبانی تحریر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مولوی محمد اسمعیل صاحب

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے مدرسہ کے دروازہ پر کھڑے تھے۔ آپنے دیکھا کہ بہت سی جوان اور خوبصورت عورتیں عمدہ لباس میں سوار ہوکر یا پیدل کہیں کو جا رہی تھیں۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ یہ کون عورتیں ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ سب کسبیاں فلانی بڑی کسبی کے گھر کچھ تقریب ہے وہاں جا رہی ہیں۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ کیا یہ مسلمان ہیں اسی شخص نے کہا کہ ہاں مسلمان ہیں۔ تب مولانا نے فرمایا کہ جب مسلمان ہیں تو ہماری بہنیں ہیں کیا خدا تعالیٰ ہم سے نہیں پوچھیگا کہ اسقدر مسلمان عورتیں بدکاری اور زناکاری میں گرفتار تھیں اور تم نے ان کو نصیحت نہیں کی اسواسطے اب تو میں ان کے مکان پر جاکر ان کو نصیحت کرونگا۔ آپکے رفیقوں نے کہا کہ آپکے وہاں تشریف لیجانے سے آپ کو بدنام کرینگے کہ کنچن واڑے میں بھی آپ جانے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ اسمٰعیل کو اسبات کی پرواہ نہیں جب اللہ اور رسول کا حکم سنانے کو نکلا تو ہر ایک کو سنادیگا اسکے واسطے سب کلمہ گو مومنوں کا حق برابر ہے۔ آپ نے اول اپنے دل سے کہا کہ اے دل اگر تیرے بدن کی بوٹیاں کاٹ کر چیلوں کو کھلا دیں یا تیرے جسم کو ہاتھی کے پاؤں سے باندھکر کھنچوائیں تو اُسوقت بھی اللہ کی بات بولتا رہیگا۔ دل نے کہا ہاں جب تک میرے اندر سانس ہیں خدا کی بات کہنے سے کسی عذاب اور عقوبت سے بھی باز نہ آؤنگا۔ جب شام ہوئی مولانا صاحب درویشوں کا سا بھیس بدلکر اس کسبی کے مکان پر پہنچے جہاں سب کسبیاں جمع ہوکر کچھ گا بجا رہی تھیں آپ نے وہاں جاکر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ آؤ اللہ والیو آؤ اللہ والیو۔ اُسوقت چند چھوکریوں نے دروازہ پر آکر پوچھا کہ کون ہو آپنے جواب دیا کہ فقیر ہے کچھ صدا سنائیگا اور تماشا دکھاؤنگا وہ سمجھیں کہ کوئی تماشاگر فقیر ہے دروازہ کھولکر اندر بلالیا۔ آپ نے اندر جاکر بہت نرمی سے پوچھا کہ بڑی بی صاحبہ کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اوپر بالاخانے میں مع اپنے مہمانوں کے جشن کر رہی ہیں۔ مولانا صاحب اوپر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ بڑی بی صاحبہ بڑے تزک اور شان سے مع اپنے مہمانوں کے کرسیوں پر بیٹھی ہیں چاروں طرف شمعدان روشن ہیں۔ چونکہ مولانا صاحب ایک نامی گرامی اور مشہور شخص ایک بڑے گھرانے کے صاحبزادے تھے باوجود بھیس بدلنے کے بھی وہ آپ کو پہچان گئیں اور اپنی اپنی کرسیوں سے اُٹھکر آپکے سامنے مؤدب کھڑی ہوگئیں اور پوچھا کہ حضرت آپ نے کیونکر تکلیف فرمائی۔ آپنے فرمایا گھبراؤ نہیں میں کچھ صدا سنانے آیا ہوں تم سب جمع ہوکر اپنی اپنی جگہ میں آرام سے بیٹھ جاؤ۔ چونکہ اُن کی ہدایت کا وقت آگیا تھا سب ایک جگہ پر جمع ہوکر بیٹھ گئیں۔ مولانا صاحب نے حمائل کھولکر ایسی خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھا کہ اسی کو سنکر لوٹ پوٹ ہوگئیں پھر آپ نے اُن آیتوں کے معنی بیان کرکے ہر ایک چیز دنیوی کی بے ثباتی کا اسطرح ذکر کیا کہ یہاں نہ حسن و جوانی کو قیام ہے نہ مال و زندگانی کو۔ یہاں کی ہر چیز فانی اور زوال پذیر ہے۔ یہ بیان ایسی شرح اور بسط اور فصاحت و بلاغت سے ہوا کہ ہر ایک نے رونا شروع کیا اُسکے بعد مولانا نے موت اور جان کندنی کی سختی اور اُسوقت کی بیکسی اور وحشت اور اس عالم کی مفارقت کا افسوس ایسے پُر درد طور سے بیان کیا کہ ساری عورتیں ہوش باختہ ہوگئیں۔ پھر اُسکے بعد قبر کی تنہائی اور منکر نکیر کا سوال اور وہاں کے عذاب کا بیان اس زور سے کیا کہ سامعین پر حالت بیخودی کی چھاگئی۔ اور ہر طرف سے نالہ و آہ و گریہ وزاری شروع ہوئی۔ پھر اسی بیان کے متصل آپنے میدان قیامت کی سختی اور عقوبت کا بیان اسطرح سے کیا کہ روز قیامت بدکاروں کے گروہ کے گروہ گرفتار کرکے حاضر کیے جاوینگے اور جو کوئی اس فعل بدکاری کا دنیا میں سبب یا وسیلہ یا موجد یا معاون ہوا ہو وہی اُسدن اُس گروہ کا پیشرو ہوگا۔ جب بروز قیامت تم ایک ایک بجرم بدکاری گرفتار ہوکر حاضر کیجاؤگی تو ہر ایک تم میں سے کے ساتھ سینکڑوں ہزاروں زانی و بدکار بھی لائے جاوینگے جن کی زناکاری و بدکاری کا تم باعث اور وسیلہ ہوئی ہو اور تمہارے ہی ناز و ادا نے اُنکو اس آفت میں پھنسایا تھا تو اب خیال کرو کہ ایسی حالت ہو جبکہ سینکڑوں اور ہزاروں زانی و بدکار تمہارے پیچھے پیچھے ہونگے اللہ ربّ العزت کے سامنے تمہارا کیا حال ہوگا۔

یہ بیان بھی ایسا گرم ہوا کہ سبھوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ تب آپنے جناب توبہ [illegible]
توبہ کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس بیان سے عفو و بخشش خداوندی
اُس غفور الرحیم سے اُن بیدلوں کو کچھ ہوش آیا معاً اُسکے آپنے نکاح کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور فرمایا
کہ جس کا دل جس سے چاہے اُسی سے نکاح کر لیوے اور اپنے افعال ماضیہ سے تائب ہو جاوے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ
كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ ترجمہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس نے
گناہ ہی نہیں کیا۔ جب یہ وعظ ہو رہا تھا اسکی شہرت تمام شہر میں ہو کر ہزاروں خلقت اُسکے سُننے کو وہاں آکر جمع ہو گئی
تھی۔ راستے بند ہو گئے تھے آس پاس کے کوٹھے اور بالاخانے خلقت سے لد گئے تھے۔ نتیجہ اس وعظ دلپذیر کا یہ ہوا
کہ جسقدر جوان عورتیں قابل نکاح اُس مجمع میں موجود تھیں سبھوں نے توبہ کر کے نکاح کر لیے اور جسقدر بوڑھی اور [illegible]
نائکا وغیرہ تھیں اُنہوں نے محنت مزدوری سے اپنی گذران کرنی شروع کی ؛

ایکدن کا ذکر ہے کہ مولانا صاحب ممدوح جامع مسجد کی سیڑھیوں پر گذری بازار میں کھڑے ہو کے وعظ فرما رہے تھے۔
اُسوقت ایک ہیجڑے کے نصیب جو کچھ چمکے تو وہ بھی مہندی لگائے ہوئے اور ہاتھوں میں چوڑیاں کڑے اور پاؤں
میں چھڑے اور سُہانا سرخ جوڑا پہنے ہوئے بغرض تفنن طبع مولوی صاحب کے نزدیک کھڑا ہوا اور وعظ سُننے لگا
جب اُسکے دل پر کچھ اثر ہوا تو محو ہو کر آپکے سامنے سیڑھی پر بیٹھ گیا آپ بھی اُسکے رنگ ڈھنگ کو دیکھ کر اُسکی طرف
متوجہ ہو گئے۔ اُسوقت آپ نے اُسکی زنانی ہیئت کی بُرائی اور بیان مواخذہ الٰہی اور عذاب آخرت کا اس زور
شور سے بیان کیا کہ ہیجڑے پر وہ اثر ہوا کہ ہیجڑے نے وہیں بیٹھے بیٹھے چوڑیاں توڑ ڈالیں اور زیور نکال کر علیحدہ
کر دیا اور ہاتھ پاؤں سے مہندی کا رنگ دُور کرنے کے لیے سیڑھیوں کے پتھروں پر اُن کو اسقدر رگڑا کہ خون جاری
ہو گیا۔ بعد اختتام وعظ کے تائب ہو کر آپکے خادموں میں داخل ہو گیا اور ساتھ ہی خراسان کو گیا اور وہاں کا مختث
بمقابلہ سکھوں داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا ؛

ایک دفعہ ایک وعظ میں مولانا شہید نے ایک رکوع کا بیان اس خوبی سے کیا کہ مولوی امام بخش صاحب صہبائی اور مولوی
عبداللہ خان صاحب اور مفتی صدرالدین صاحب وغیرہ علماء اجل دہلی نے جو آپ کے سامعین وعظ تھے دوبارہ اس رکوع
کا بیان ہونے کی درخواست کی۔ حسب استدعا ان لوگوں کے ایک دوسرے جلسہ میں آپ نے وہی رکوع پڑھا اور ہو بہو ترجمہ
اوس روز اوس رکوع کو ایک ایسے دوسرے پیرایہ میں اس خوبی اور فصاحت اور وضاحت سے بیان کیا کہ ہر
مطلب اور نتیجہ پہلے روز کے بیان سے سراسر غیر تھا مگر بیان کی خوبی روز اول بڑھ کر تھی۔ ایک تیسرے وعظ میں
بھی حسب درخواست سامعین اوس رکوع کا بیان ہوا مگر یہ بیان اون پہلے دونو بیانوں سے غیر تھا مگر بیان کی
خوبی پر دو روز ماضیہ سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھی۔ آپکے وعظ سے ہزاروں بدعتی بلکہ شیعہ وغیرہ بھی کثرت سے ہدایت پایا کرتے تھے بہت ہی کم تھا
کہ کوئی شخص آپکی زبان ہدایت ترجمان سے توحید اور اتباع سنت کا بیان کر شرک اور بدعت سے توبہ نہ کرے ؛

مولوی حاجی قاسم نام امام عیدگاہ دہلی کا بڑا بدعتی تھا اور یہاں تک آپسے ضد اور عداوت ہو گئی تھی کہ وہ کہا
کرتا تھا کہ جس چیز کو مولوی محمد اسمعیل حرام کہینگے ہم اُس چیز کو ضرور حلال کہونگا۔ ایکدفعہ مولانا نے اُسکی یہ بیہودہ بات
سُنکر فرمایا کہ ہم اُسکی ماں بہن کو اُسپر حرام کہتے ہیں بھلا وہ اُن کو اپنے اوپر حلال تو کر لیوے۔ کہتے ہیں کہ مولوی فضل حق
صاحب نے آپکی کامیابیوں کو دیکھ کر آخر فرمایا تھا کہ مولوی محمد اسمعیل ضرور خدا کا شیر ہے اور میں نفس کا شیر ہوں۔
جب عید کی نماز کے دن آئے تو سب موحدوں نے جمع ہو کر مولوی صاحب شہید سے عرض کیا کہ حاجی قاسم امام عیدگاہ بدعتی
ہے اسکے پیچھے نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے کسی دوسری جگہ نماز عید کا بندوبست کیا جاوے۔ تب مولانا نے فرمایا کہ جماعت میں

تقویۃ الایمان وغیرہ میں پر واضح ہے ہم تو مسلمین کے باعث نہ ہونگے۔ مولوی قاسم صاحب بھی ہمارے ہی اچھا
مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد ہیں۔ وہ یہ سب باتیں محض اپنی نفسانیت سے کہتے ہیں اپنے عقیدے سے نہیں کہتے +
مولانا شہید ہمیشہ سپاہیانہ وضع رکھتے تھے۔ گلے میں الخالک اور چست پاجامہ سر پر پیچیدہ عمامہ اور تلوار کو
حمایل کیے رہتے تھے۔ سید صاحب کے واقعات جنگ کے پڑھنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ مولوی محمد اسمعیل صاحب بڑے
باکمال جنرل اور فن جنگ سے آگاہ تھے۔ سید صاحب کے بیسیوں واقعات جنگ میں شاید شاذ و نادر کوئی ایسا واقعہ ہوگا
جسکے جنرل اور کمانڈر مولوی محمد اسمعیل صاحب نہ ہو کر گئے ہوں اور آپکے ساتھ ہمیشہ تائید الٰہی ہوا کرتی تھی کہ کبھی کسی حملہ میں
آپ ناکامیاب ہو کر نہیں آئے۔ بعض موقعوں پر دس دس اور بارہ بارہ آدمیوں سے آپنے ہزارہا کفار کا مقابلہ کر کے فتح
حاصل کی ہے۔ ایک سفر میں جب آپ ایک سرائے میں ٹھیرے ہوئے تھے اُس بستی کے بہت عالم فاضل آپکی تشریف آوری
کی خبر سنکر آپ کی زیارت کے واسطے سرائے میں حاضر ہوئے وہاں پہنچکر اُن لوگوں نے بجائے مولوی کے ایک سپاہی کو دیکھا
کہ گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے اپنے گھوڑے کی خدمت کر رہا ہے۔ اُنہوں نے اُس سپاہی سے پوچھا کہ میاں سپاہی مولوی
مولوی محمد اسمعیل صاحب کہاں ہیں۔ سپاہی نے جواب دیا کہ اُن سے آپ کا کیا کام ہے اُنھوں نے کہا کہ زیارت سے مشرف ہو کر کچھ
مسایل کی تحقیق کریںگے آپ نے فرمایا کہ کیا مسائل ہیں اُنہوں نے بڑے بڑے ادق مسائل جو سوچ کر لائے تھے بیان کیے
آپ نے گھوڑے پر کھرا کرتے کرتے اُنکے ایسے جواب باصواب دیدیے کہ جو کسی دوسرے مولوی سے مہینوں میں بھی نہ بن
آتے تب وہ لوگ سمجھ گئے کہ غالباً یہی شخص مولوی محمد اسمعیل ہے تب اُنوں نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضرت آپ کیساتھ
کچھ کتابیں نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ میرے سینے میں ہے اوّل اُس سے سمجھاتا ہوں جب کوئی اُس سے نہیں مانتا تو یہ تلوار
جو میرے گلے میں پڑی ہے اسکا علاج ہے۔ اِن دونوں کے ہوتے اور کتابوں کی کیا ضرورت ہے۔ مولوی عبدالاحد صاحب
لکھتے ہیں کہ عبداللہ سراج جو بروقت حج کو تشریف لیجانے مولانا شہیدؒ کے مکہ معظمہ میں شیخ العلا تھے مولانا شہیدؒ کو
روبرو دو زانو بیٹھکر اپنے شبہات علمی کو پوچھا کرتے تھے۔ اور علم مناظرہ اُنہوں نے مولانا شہیدؒ ہی سے سیکھا ہے +
صدہا مولوی اور عالم کابل اور قندہار اور سمرقند اور ماوراءالنہر وغیرہ کے جمع ہو کر بمقام پنجتار مسئلہ وجوب تقلید میں آپ سے
بحث کرنے کو آئے تھے چنانچہ ایک ہفتہ تک یہ بحث رہی آخر کو وہ سب مولوی لاجواب ہو کر عدم وجوب تقلید شخصی کے قائل
ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ شخص تو قرآن و حدیث کا حافظ اور محقق اور اسمیں غوطہ لگائے بیٹھے ہیں اس سے کون جیت سکتا
ہے لیکن باوجود اِس فتحیابی کے سید صاحب نے مولوی محمد اسمعیلؒ صاحب سے فرمایا کہ یہ وقت ترک تقلید کا نہیں ہے۔ ہم کو
اسوقت کفار سے جہاد کرنا ہے تقلید کا جھگڑا اُٹھا کر اپنے اندر تفرقہ ڈالنا بہتر نہیں ہے۔ اِس جھگڑے سے جس کی بنا
ایک فروعی اختلاف سُنت یا مستحب میں ہے۔ ہمارا اصل کام ہجرت اور جہاد کا جو فرض عین ہے فوت ہو جاویگا۔ یہ بھی
اُسوقت کی ایک روایت ہے کہ جب بہت سے ولایتی مولوی بڑی بڑی پگڑیاں اور جُبّے پہن کر مولوی محمد اسمعیل صاحب
کی ملاقات کے واسطے لشکر مجاہدین میں آئے تو اُسوقت مولانا شہیدؒ چکی سے اپنے گھوڑے کا دانہ دل رہے تھے۔ وہ
سارے ولایتی مولوی آپ کا یہ حال دیکھ کر بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے کہ ٹھیک صحابہ رضی اللہ عنہم کی چال پر
یہی شخص ہے اور ہم دُنیا کے کُتّے ہیں +
روایت کرتے ہیں کہ جب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین آپنے لکھی اُسوقت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب اور مولوی
عبدالقادرؒ صاحب دونوں زندہ تھے جب شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اُس کتاب کو دیکھا تو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ خدا کا
شکر ہے کہ اِس گھر میں ابھی تک محقق علم حدیث کے موجود ہیں۔ مولانا شہیدؒ نے سید صاحب سے بیعت کرنے کے بعد اپنے ملک کے
لوگوں کی ہدایت کے واسطے بہت سی کتابیں لکھی ہیں منجملہ اُن کے ایک تقویۃ الایمان ہے۔ یہ کتاب توحید و اتباع سُنت کی

خوبی اور شرک و بدعت کی برائی میں ایک لاثانی کتاب ہے - اس کتاب سے اسوقت تک لاکھوں آدمیوں نے ہدایت پائی اور امید ہے کہ قیامت تک ہماری آئندہ نسلیں اس سے ہدایت پاتی رہینگی - ایک شاعر نے اس کتاب کے حق میں کہا ہے -

---

جسپہ ہو جادو مگر الطافِ حق - تقویۃ الایمان کا ہو کے سبق + ہر جز و اسکا ہی ہدایت کا سبق - شیخ اسمٰعیل کا ہر یک شعر حق وہ
آسمانی علم کا اظہار ہے

دین ایک دن سو مونا تھا پڑا - غازیٔ حق نے دیا دین کو جگا - ورنہ رفتہ رفتہ قبر او سیاہ - سجدہ گاہ خلق ہوتی برملا
شکر خالق کا ہمیں واجب ہے

اب جو اسمٰعیل غازی مولوی - دین کے دریا مراتب میں بلی - جب انہوں نے تقویۃ الایمان کہی - اسمیں تفریق حق و باطل ہی کی
پھر گیا جو شخص نا سمجھا ہے

مومنوں کے حق میں تقویۃ ہو وہ - فاسقوں کا باعثِ لعنت ہو وہ - فاتبعوا احسن ربکم بغمت ہو وہ - قد خلت من قبلکم سنت ہے وہ
کفر کے حق میں گویا تلوار ہے

تقویۃ الایمان کا پہلا حصہ (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنوں کی تفسیر میں) مولانا شہیدؒ نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر تمام کر دیا تھا اسواسطے اس کی عبارت بڑی پر زور مثل تیغ شمشیر کے ہے جس کی نورانی شعاعوں سے مشرکوں اور گور پرستوں کے دل کباب ہوتے ہیں - دوسرا حصہ اس کتاب کا (جسمیں تفسیر محمد رسول اللہ کی) آپکی وفات کے بعد مولوی محمد سلطان خانصاحب نے ترتیب دیا اس سبب سے اسکی عبارت ایسی پُر زور نہیں ہے - اگر تقلید کا مقدمہ مولانا شہید کے ہاتھ سے لکھا جاتا تو عجب گل کھلتا اور پھر معتقدان سید صاحب کو تقلید شخصی کے واجب اور فرض کہنے کا حوصلہ باقی نہ رہتا - دوسری کتاب آپکی دینی تصنیفات میں حقیقت امامت ہے - اس کتاب میں آپ نے حقیقت امامت کو بہت شرح اور بسط کیساتھ بیان کیا ہے - اس کتاب کی تصنیف سے دراصل سید صاحب کے فضائل اور آپکی اطاعت کی خوبیوں اور نافرمانی کے بُرے نتائج کا بیان کرنا مقصود تھا - اس کتاب کے ہر ہر فقرے میں مشارٌالیہ سید صاحب ہیں - کتاب مذکور میں سید صاحب ہی کی شان میں آپ نے لکھا ہے - "ہر کہ ایکہ در خدمتگذاری او مصروف نگردید خیالے ست پر اختلال وہر علمے کہ در بیان اعظام اکرام او بکار نیامد وہمے ست سراسر باطل ومحال" - تیسری کتاب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین ہے - اس کتاب میں آپنے بہت سی صحیح صریح غیر منسوخ حدیثوں کو جمع کرکے ثابت کیا ہے کہ رفع یدین سنت غیر موکدہ اُن سنتوں میں سے ہے کہ جن سے قرب الٰہی حاصل کیا جاتا ہے - رفع یدین کرنے والا ثواب پاویگا مگر رفع یدین کے تارک پر ملامت نہ کی جاوے اگرچہ عمر بھر نہ کرے اور جو عالم احادیث ثبوت رفع یدین کا ہو کر رفع یدین کرنیوالوں پر طعن کرے وہ اُن لوگوں میں داخل ہے جو مخالفت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعد ظاہر ہو جانے ہدایت کے - تنویر العینین کے خاتمے میں آپ نے لکھا ہی کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے میں دونوں طرف دلائل قوی ہیں لیکن طرفین کی دلائل میں تامل کرنے سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اُسکی ترک سے - اور پھر آپ نے لکھا ہے کہ اسیطرح آمین پکار کر کہنا آہستہ کہنے سے اولیٰ وافضل ہے کیونکہ جہر کی روایتیں بہت آئی ہیں - اور صبح کی نماز میں قنوت کا پڑھنا یا نہ پڑھنا دونوں مساوی ہے اور بسم اللہ کے آہستہ کہنے کی روایتیں بالجہر کی روایتوں سے زیادہ ہیں تو بسم اللہ کو آہستہ ہی پڑھنا بہتر اور روشن ہے - اور ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا - اور ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر اور سینے کے اوپر اور سینہ کے نیچے ہاتھ رکھنا مساوی ہے جہاں چاہے رکھے کیونکہ دونوں طریق صحابہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ثابت ہیں +

چوتھی کتاب آپکی دینی تصنیفات میں ایضاح الحق اسم با مسمی ہے - پانچویں کتاب حقیقت نبوت ہے - اس کتاب کو جامع نے نہیں دیکھا - آپ نے ایک فارسی قصیدہ بھی سید صاحب کی شان میں کہا ہے اسکے چند بیت بطور تبرک یہاں لکھی جاتی ہیں :-

بیاد قامت شیخ ما مستعان	کہ بعد گم شدن آں گلو گشت پدید	ہزار شکر بہ یزداں پاک کز نفسش	ز نور قدسی غیبش دو قطرہ بچکید
شنیدہ ام کہ ز یک جمع اہل یقین	ز دین محض حنیفی بنے عجیب دمید	زچار سو بگند آں قطرہ جذبہا با	بطرز رنگ کہ معروف شد بسعید
بداشتہ ہمہ اصحاب این جہاں واند	کہ زاں دو ستا زین صفہ تجدید	ہمہ کمال تو مورث را احمد مرسل	کہ عرق پاک تو وا دمنا پاک زکشید
جو نام نامی دلبر عزت رسید	فلک نگفت گرفتی ز بے سہام جدید	درین زماں توئی جانشین پیغمبر	خلیفہ و خلف و وارث و ہمی رشید

ایک مثنوی معروف بہ سلک نور بھی آپکی تصنیف سے ہے جس کا شروع اسطرح پر ہے :- الٰہی تیرا نام کیا خوب ہے + کہ ہر جان کو وہی مطلوب ہے + اسی سے ہے ہر دل کو آرام و چین + وہی سب زبانوں کا ہے زیب و زین +
صراط المستقیم ملفوظات سید صاحب جو آپ ہی کے قلم سے قفس تحریر میں آئی آپکی بزرگی اور علو مرتبت پر ایک بڑی شاہد عادل ہے - اس کتاب کے دیباچہ میں آپنے لکھا ہے کہ میرے اوپر انعام الٰہی بے حد بیشمار ہیں اور سب سے بڑا انعام سید صاحب کی خدمت با برکت میں میرا حاضر رہنا ہے اور آپکی مجلس مبارک میں حاضر رہنے سے میں نے آپکے کلمات ہدایت آیات کو سُن کر بہت فائدہ اُٹھایا - پس واسطے خیر خواہی مسلمانوں کے میرا ارادہ ہوا کہ کسیطرح سے ان فیوض اور برکات میں غائب مسلمان بھی شریک ہو جاویں اور طریقہ اسکا سوائے تحریر کرنے اُن مضامین بلند پروازکے اور کوئی نظر نہ آیا - اگرچہ حاضر اور غائب میں جو فرق ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے جو فائدہ حاضر اُٹھاتا ہے غائب نہیں اٹھا سکتا مگر تاہم جو چیز ساری نہ مل سکے تو جسقدر تھوڑی ملے اُسکو بھی ترک نہ کرنا چاہیئے اسواسطے میں نے کمر ہمت کی چست باندھ کر آپکے ملفوظات کو جمع کرنا شروع کیا اور اسی اثناء میں کچھ اوراق متضمن سلوک راہ ولایت جنکو مولانا عبد الحیٔ صاحب نے آپکی زبان مبارک سے سنکر تحریر کیا تھا مجھ کو ملگئے سو اُن کو بھی غنیمت جانکر دوسرا اور تیسرا باب اس کتاب کا اُن سے مرتب کر دیا - اگرچہ احسن اور اولی اس کتاب (یعنے صراط المستقیم) کی تالیف میں یہ بات تھی کہ اس کتاب کے مضامین بعینہ ویسے ہی لکھے جاتے جیسے کہ آپکی زبان ہدایت نشان سے صادر ہوئے تھے لیکن آپکا نفس عالی اپنی بدو فطرت میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بہت مشابہ ہے اسواسطے لوح فطرت آپکی نقوش علوم رسمیہ اور راہ دانشمندان کلام اور تحریر و تقریر سے بالکل صاف ہے سو میرے خیال ناقص میں ان اسرار غامضہ اور مضامین عمیقہ کا بدون تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات وغیرہ کے اہل زمان کو جو علوم رسمیہ کے عادی ہو رہے ہیں صرف اُن لفظوں میں جو آپکی زبان مبارک سے صادر ہوئے سمجھنا دشوار ہے اسواسطے تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات اور مطابقت اصطلاحات سلف بہم کر کے ان مضامین کو لکھا گیا مگر اسکے ساتھ بھی جہاں تک میں لکھتا گیا ہر ایک مضمون کو بعد تحریر آپ کے سمع مبارک پر عرض کر دیا اور جو کچھ بوجہ دخل میری عقل ناقص کے اسمیں غلطی ہوئی تھی اُسکی آپ نے اصلاح کر دی +

اللہ رب العزت کا حمد ہے کہ یہ عالم نبیل فاضل جلیل مجاہد فی سبیل اللہ جو فخر اہل اسلام ہند کا تھا واقعہ ۲۴ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۶ ہجری بوقت ظہر صدہا کافروں کو اپنے ہاتھ سے تہ تیغ بیدریغ کر کے بالاکوٹ میں شہید ہوا - لکھا ہے کہ آپ کے گھوڑے سے جدا ہونے سے پہلے آپ کا جسم مبارک گولیوں سے چھلنی ہو گیا تھا تاہم آپنے صدہا کافروں کو داخل جہنم کیا - آپ کو ناس سونگھنے کا بہت شوق تھا - اپنی شہادت سے چند لحظے پہلے آپ نے اپنی ڈبیہ نسوار کی نکالکر سونگھی اور پھر اسکو جھاڑ کر پھینک دیا اور فرمایا کہ بس یہ آخری سونگھنا ہے - ناس کو سونگھ کر اور لشکر کفار میں گھسکر آپ شہید ہو گئے - یہ بھی ایک روایت ہے کہ آپکی شہادت کے بعد راجہ شیر سنگھ خلف مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو سکھوں کی

فوج کا جرنیل تھا آپکی لاش پر دوشالہ ڈالکر بہت عزت سے آپکو دفن کرادیا چنانچہ اسوقت تک ایک پکی قبر بنی ہوئی بالاکوٹ میں موجود ہے۔ اور دُنیا کے لوگوں عقل پر بہت افسوس ہو کہ ایسے شخص تارک شرک و بدعت کی قبر پر وہاں کے لوگ سنوار چڑھاکر منتیں اور مرادیں اپنی مانگتے ہیں۔ مولوی محمد عمر صاحب آپکے صاحبزادے تھے سنہ ۱۲۶۱ ہجری میں وہ بھی لاولد اس جہان سے رخصت کرگئے۔ اور اس دُنیا ناپائیدار کی حقیقت پر بڑا افسوس ہو کہ اس خاندان عالی شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ میں صدہا بیسیوں عالم فاضل موجود تھے۔ اب ایک شخص بھی نہیں رہا اور کل خاندان بھر کا خاتمہ ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

مولوی سید محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ رامپوری

یہ بزرگ رام پور کے رہنے والے بڑے متقی اور صاحب باطن اور اہل کرامات سے مولوی حیدر علی صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ سید صاحب کے پاس خراسان کو گئے تھے اور چند بڑے بڑے معرکوں میں شریک جنگ بھی رہے ہیں۔ حسب الہام الٰہی اُن کو اور مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی کو سید صاحب نے واسطے اشاعت دین حق کے خراسان سے بجانب ہند واپس کردیا تھا۔ اور چونکہ اُنکی واپسی حسب مرضی الٰہی بہ تجویز سید صاحب ہوئی تھی اسواسطے اِن دونوں بزرگوں کے ہاتھ سے لکھوکہا خلقت کو فائدہ پہونچا۔ اور دوسرے چند عالم بلا خود جہاد کی سختیوں کی برداشت نکرکے بلا اجازت اور بے مرضی سید صاحب کے قبل از معرکہ بالاکوٹ ہند کو واپس چلے آئے تھے میں اُنکی کارروائیوں کو اس مجموعہ میں شامل نہیں کرتا لیکن دُعا کرتا ہوں کہ اللہ ربّ العزت اُنکی تقصیرات کو معاف کرکے اُس وعید شدید سے بچالے جسمیں حکم ہے لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً یعنی نہیں ہے کوئی شخص جو جماعت مجاہدین سے بلا حکم امیر کے ایک بالشت بھر کر جُدا ہو کر چلا جاوے مگر جب مریگا تو حرام کی موت مریگا۔ جب مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی محمد علی صاحب براہ سندھ ہند میں پہونچے تو آپس میں مشورہ کرکے مولوی ولایت علی صاحب حیدرآباد دکن کو اور مولوی محمد علی صاحب مدراس کو تشریف لیگئے۔ باہ محرم سنہ ۱۲۴۵ ہجری مولوی محمد علی صاحب شہر مدراس میں پہونچے اور مولوی عبدالرب صاحب خلف مولوی عبدالعلی صاحب کے مدرسہ میں فروکش ہوئے اور اپنی کارروائی ترویج راہ حق اور اشاعت توحید و اتباع سُنت کی شروع کی۔ ہزارہا خلقت آپ کے وعظ و نصیحت سے راہ راست پر آئی۔ جب آپ کے وعظ کی بہت شہرت ہوئی تو نواب محمد خان عالم خان بہادر تہور جنگ بھی جو ایک بڑے معزز رئیس مدراس سے تھے ایک رات کو دو سو آدمیوں کو ساتھ لیکر مولانا صاحب کی ملاقات اور تفتیش حالات کے واسطے مدرسہ میں تشریف لائے۔ بمجرد ہمکلام ہونے کے نواب صاحب موصوف جنکی قسمت میں دولت سعادت کا مکنون تھا آپ کے مرید ہوگئے۔ یہ نواب صاحب بھی مثل دوسرے امراء ہند کے منہیات شرعی اور خصوصاً راگ باجے میں غرق تھے۔ ہر وقت اُنکی مجلس میں راگ رنگ ہوا کرتا تھا۔ ایک علیحدہ کمرہ ہر قسم کے مزامیر اور انگریزی باجوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک عمدہ باجہ نوازوں کا علیحدہ مقرر تھا۔ مولوی صاحب سے بیعت کرنے کے بعد آپ کے دل کی کیفیت بدل گئی۔ بلا فہمایش اور ہدایت مولوی صاحب کی بجائے اشتیاق اور شوق راگ باجہ کے اُسکی بُرائی آپکے دل میں گھس گئی۔ اُسی رات کو گھر میں پہنچکر باجوں کا توڑنا شروع کیا۔ جب شوقین لوگوں کو آپ کے ارادے کی خبر ہوئی تو ہزاروں روپیہ دیکر اُن عمدہ عمدہ باجوں کو آپ سے خریدنا چاہا مگر نواب صاحب نے بموجب اس قول بزرگوں کے۔ "آنچہ بر خود مپسندی بر دیگران مپسند"۔ باجوں کو فروخت نہیں کیا بلکہ توڑ کر پھینک دیا۔ نواب صاحب کا سارا خاندان معہ زن و بچہ باستثنائے والدہ نواب صاحب کی مولوی صاحب کا مرید ہوگیا۔ نواب صاحب کی والدہ جنکا

جن اسوقت تو بیجا تعبیرین کے علاوہ شرک بدعت اور رسومات یا غوث تھیں اور کاٹ باوا کی مرغی ہر مہینے میں نذر چڑھایا کرتی تھیں لیکن یہ مخدومہ حضرت پیران پیر حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھیں اُنھوں نے اپنے جد امجد حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ خواب میں دیکھا اور عرض کیا تھا کہ میں آپ سے بیعت کرنا چاہتی ہوں اُسوقت حضرت قطب جیلانی نے ایک جوان اُنکو دکھلا کر کہا تھا کہ اُنکے ہاتھ پر بیعت کرنا ۔ سو جب کوئی مشائخ اِس مخدومہ کو اپنا مرید بنانا چاہتا تھا یہ اُسکی صورت دیکھ کر اور مطابق اُس حلیہ مقدسہ کے نہ پاکر ہمیشہ انکار کردیا کرتی تھیں ۔ جب نواب صاحب نے اپنی والدہ پر مرید ہونے کیواسطے زور ڈالا تو مولوی صاحب اسلئے تعلیم خلیفہ کے بحیلہ دعوت نواب صاحب کی والدہ کے گھر میں بلائی گئے ۔ مخدومہ مولوی صاحب کی شکل کو پردے کے اندر سے دیکھ کر بول اُٹھی کہ یہ وہی شکل ہے جو میرے جد امجد نے مجھے دکھلائی تھی ۔ یہی میرا پیر ہے ۔ پس اسیوقت مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور تمامی رسومات شرک بدعت کو ترک کرکے مومنہ متبع سنت بن گئی ۔ اب تو نواب صاحب کے گھر میں ہر مرد عورت نوکر چاکر دائی داہ اور کو تمام نے نجگانہ پڑھنی پڑی تھوڑے دنوں میں یہ برکت بیعت مولانا کے یہ گھر جو فسق و فجور سے مملو تھا صالحین و صالحات کا مسکن ہوگیا ۔ بجائے راگ باجا کے یہاں اب تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دعا کا چرچا شروع ہوا (اِس ملک میں ترسو نام ایک ہندوؤں کے دیوتا کی مسلمان بھی پوجا کیا کرتے تھے اور اسی سبب سے کہ ترسو دیوتا ناخوش نہ ہوجاوے مسلمانوں نے گائے کا گوشت کھانا اپنے اوپر حرام رکھا تھا ۔ مولوی محمد علی صاحب نے اس وہم بد اور خیال ناقص کو مسلمانوں کے دل سے دُور کرنے کے واسطے ایک عام جلسہ میں گائے کے گوشت کے کباب پکوا کر سب حاضرین جلسہ کو کھلائے جس سے وہ خیال کہ ترسو دیوتا اُن پر ناخوش ہوجاویگا اُنکے دل سے دُور ہوگیا ۔ اُس ملک میں جب کسی شخص پر اثر جن یا پری یا بھوت یا ترسو دیوتا کا ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب صرف یہ کہلا کر بھیج دیتے تھے کہ مولوی محمد علی خلیفہ حضرت سید احمد غازی تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ خبردار اِس شخص کو ایذا مت دو اور اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ ۔ یہ پیام توپ اور بندوق کا حکم رکھتا تھا جن بھوت اس پیام کو سُنکر فوراً چلّا کر بھاگ جاتے اور پھر اُسطرف رُخ نہ کرتے ＊

انہیں ایام میں ایک پیر مرد تماشہ گر مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپکے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں مگر تین باتوں کی پروانگی مانگتا ہوں ۔ آپ نے پوچھا کہ وہ تین باتیں کیا ہیں عرض کیا کہ میں پتلیاں نچایا کرتا ہوں اور ترسو کی پوجا عورتوں سے کرایا کرتا ہوں اور شراب پینے کا عادی ہوں یہی تین باتیں جنکو میں ترک نہیں کرسکتا مولانا نے فرمایا بڑے میاں بیعت تو کرلو اُسی وقت اُس پیر مرد نے بیعت کے واسطے ہاتھ پھیلایا آپ نے اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کئی بار کلمہ پڑھوایا اور بیعت توبہ کرائی اُسکے بعد الفاظ بیعت کے اُسکے مونہہ سے کہلائے اور پھر دعا کے واسطے اپنے ہاتھ اُٹھائے ۔ آپ بہت گڑگڑا کر اُسکے واسطے بآواز بلند دعا کررہے تھے ابھی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ آثار اُسکی قبولیت کے ظاہر ہوگئے ۔ پیر مرد کا دل کانپنے لگا اور بے اختیار کہنے لگا کہ حضرت میں وہ پٹار اُن پتلیوں کا جلا دیتا ہوں اور ترسو کی پوجا کرانے سے بھی توبہ کی اور شراب سے بھی تائب ہوا ۔ اُسوقت مولوی صاحب نے مولوی کرامت علی صاحب کو جو ایک یار خاص بنیاد صاحب کے اُنکے ساتھ تھے فرمایا کہ آپ بڑے میاں کو بیجا کر گرم توجہ دو ۔ اُنھوں نے اُسے لیجا کر توجہ دی تو پہلی ہی توجہ میں بڈھا بیہوش ہوگیا اور جب تھوڑی دیر کے بعد اُسکو ہوش آیا تو مولانا صاحب کی حضور میں حاضر ہوکر شکر حصول اِس نعمت دارین کا کرنے لگا ۔ ایکدن ایک شخص معین الدین نام جو نہایت غالی شیعہ اور ایک پہلوان آدمی بڑا گستاخ تھا چاندی کے کڑے اور چھلے اور بہت سے تعویذ وغیرہ پہنے ہوئے مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور بجائے سلام علیک کے بندگی کرکے حضرت کے سامنے بیٹھ گیا اور بآواز بلند بڑے کڑکے سے بولا کہ مولوی صاحب کیا آپ جناب امیر المومنین کو مشکل کشا نہیں کہتے ۔ مولوی صاحب نے بہت آہستگی اور نرمی سے کہا کہ بھائی یہ لقب حضرت کو کسنے دیا ہے اُسنے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۔ تب

مولانا صاحب نے کہا کہ مولا مشکل کشا کس زبان کے لفظ ہیں اور انکی یہ ترکیب کس زبان کے قاعدے پر ہے۔ یہ سوال سُنکر وہ گھبرا گیا اور
بعد کچھ تامل کے بولا کہ لفظ کشا تو فارسی اور لفظ مشکل عربی ہے۔ تب مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی خدا سے ڈرو کہ عربی لفظ
میں فارسی ترکیب کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو کسطرح لقب دیتے حضرت علی علیہ السلام
کی زبان تو عربی تھی اگر آپ لقب دیتے تو عربی میں دیتے۔ یہ جواب باصواب سُنکر وہ غالی شیعہ بغلیں جھانکنے لگا اور لاجواب ہوکر
چلا گیا۔ کئی روز کے بعد پھر وہ مولویصاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اُسوقت بالہام غیبی مولویصاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی تم
جو اندرونی درد کی تمکو شکایت تھی اُسکا اب کیا حال ہے۔ اُسکے اندرونی درد پر سوائے اُسکے اور کوئی بشر واقف تھا۔ یہ غیبی بات
مولانا صاحب سے سُنکر اُسکے دل میں کچھ جگہ ہوئی۔ اِس عرصے میں کھانے کا وقت آگیا وہ شخص بھی مولویصاحب کے ساتھ کھانے
کو بیٹھ گیا۔ مولویصاحب نے اپنے ہاتھ سے ایک مٹھی بھر چاول اُسکی رکابی میں رکھ دیے۔ اُسوقت خداوند تعالیٰ نے ان مٹھی بھر
چاولوں میں ایسی برکت عطا کی کہ وہ پہلوان آدمی جو سیروں چاول اُڑا جاتا تھا اُن مٹھی بھر سے سیر ہوگیا تب تو اُس نے ہاتھ
دھوکر فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور عقیدہ رفض سے تائب ہوکر تمامی زر وزیور اُسیوقت نکال کر پھینکدیا اور تادم زیست
نہایت متقی اور پرہیزگار رہکر خاتمہ بخیر کے ساتھ اِس دُنیا سے گیا ✦

نواب صاحب کے بڑے بیٹے جو مولانا صاحب کی بیعت سے شرف ہوئے تھے رات کو بھی مولانا صاحب کی خدمت میں رہا کرتے تھے
ایک رات کو اُس صاحبزادے نے صبح صادق کے قریب اُٹھکر دیکھا کہ مولانا صاحب اپنے بستر پر نہیں ہیں اور اُس حجرے کی جس
میں یہ دونوں آدمی سوتے تھے اندر کی زنجیر بدستور لگی ہوئی تھی۔ یہ حال دیکھکر اُس صاحبزادے کو سخت تعجب ہوا دروازہ کھولکر
باہر نکلا تو دیکھا کہ مولانا صاحب ایک چشمے پر کھڑے ہوئے غسل کر رہے ہیں۔ جب بعد غسل کے مولانا صاحب تشریف لائے تو
اُس صاحبزادے نے جرأت کرکے پوچھا کہ اندر کی زنجیر برابر بند رہی پھر حضور کسطرح باہر تشریف لے گئے۔ اُسوقت آپ
نے تبسم کرکے فرمایا کہ صاحبزادے خدا کے بندوں کو کوئی چیز نہیں روک سکتی تم اسکا چرچا نہ کرنا ✦

ایک شخص سید جواہر علی خان نام باشندہ مدراس کو واسطے اختیار کرنے طریقۂ رشد کے مدت دراز سے ایک مرشد کامل
کی تلاش تھی۔ ماہ محرم میں ایکدفعہ اِس شخص نے سُنا کہ مولوی سید محمد علی صاحب مسجد والاجاہی میں شہادت امام حسین علیہ السلام
کا بیان کر رہے ہیں اور جملہ حاضرین دھاریں مار مار کر رو رہے ہیں۔ اِس شخص کو تعجب ہوا اور اِس نالہ وزاری کا تماشہ دیکھنے کو
مع چند آدمیوں کے اُس مسجد میں گیا۔ مولوی صاحب کے دل پُر درد کی تاثیر ساری مسجد میں چھائی ہوئی تھی۔ چونکہ مسجد بہت
لمبی چوڑی تھی یہ لوگ مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھکر ایک طرف سے داخل صحن مسجد ہوئے۔ ابھی مولانا کے بیان کی آواز انکے
کان میں نہ پہنچی تھی مگر اُس مجلس کی تاثیر اِن پر پڑی دل بھر آئے اور بے اختیار رونے لگے۔ اِس سبب سے سید جواہر علیخان
صاحب کو کچھ خلوص دلی مولویصاحب کے ساتھ ہوگیا۔ مگر یہ تمنا تھی کہ اگر سید واعظ یعنی مولوی محمد علی صاحب کچھ صاحب باطن
ہیں تو میرے مکان پر تشریف لاکر مجھکو بیعت کرنیکا خود حکم دینگے سو اُنکے خیال کے موافق ایک روز ایسا ہی ہوا کہ مولانا صاحب
سید جواہر علیخان صاحب کے مکان پر خود تشریف لیگئے اور اُن کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ خان صاحب اب توقف کیا ہے بیعت کیجیے
اُنہوں نے عرض کیا کہ کچھ مٹھائی منگا لیتا ہوں کہ اُس سے آپکا پس خوردہ کھاؤنگا۔ تب مولانا نے از روئے الہام فرمایا کہ
خان صاحب آپ کے پاس تو مصری موجود ہے اُسی کا شربت کرلو۔ یہ ایک نئی بات کرامت کی ہوئی کیونکہ اس مصری کے موجود
ہونے پر سوائے خان صاحب کے اَور کوئی آدمی واقف نہ تھا۔ یہ بات سُنکر خان صاحب اور بھی معتقد ہوگئے۔ فوراً آپکے ہاتھ پر
بیعت کرکے بڑے متقی اور پرہیزگار اور خادم جان نثار مولانا کے ہوگئے اور اپنے سارے کنبے کو مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرا دی ✦

راجہ چیکم چند نام ایک بڑا معزز ہندو جو نواب کرناٹک کا اہلکار تھا مولانا صاحب کا وعظ سُننے کا بہت مشتاق تھا۔ ایک مرتبہ
بہ تقریب مجلس میلاد شریف نواب والاجاہ کے دیوانخانہ موسوم بہ ہمایوں محل میں مولانا صاحب کا وعظ ہونے کو تھا۔ یہ راجہ بھی اس

وعظ میں حاضر ہوا اور اس خیال سے کہ کہیں وعظ گرم ہونے پر بھاگ نہ جائے لوگوں نے اسکو مولانا صاحب کے نزدیک بٹھایا تاکہ بھاگنے کا موقع نہ رہے - القصہ جب مولانا کا وعظ گرم ہوا راجہ مذکور نے جو بدبخت ازلی تھا بھاگنے کا موقع نہ پاکر شال سے اپنے کان بند کر لیے - لوگوں نے اُسوقت راجہ مذکور سے کہا کہ آپ تو مولانا کے وعظ سُننے کے مدت سے مشتاق تھے - اب آپ نے کان کیوں بند کر لیے - اُس نے جواب دیا کہ کلمات اس وعظ کے بھرے دل کے دار پار ہوئے جاتے ہیں اور دل طرف اسلام کے مائل ہوا جاتا ہے اس واسطے میں نے کان بند کر لیے ہیں کہ کسی طرح میرا آبائی دھرم قائم رہے - اس وعظ میں حضرت مولانا نے صاحبجان یعنی نواب عمدالجاہ کو بھی مواخذۂ آخرت سے بہت ڈرایا اور کہا کہ نواب صاحب اور بیگم صاحبہ نے ناگور کے سفر زیارت قبر کے واسطے تو راہ میں اپنی راحت کے واسطے بڑی بڑی تیاریاں کرائی تھیں مگر افسوس ہے کہ آخرت کے بڑے لمبے سفر کے واسطے جہاں سوائے اعمال نیک کے اور کوئی رفیق و مددگار نہ ہوگا اور سب امیدیں منقطع ہونگی کچھ بھی تیاری نہیں کی - بھلا پہلی منزل جو گور ہے وہاں اُن کا کون رفیق و ہمدرد ہوگا - وہاں اُنکے لیے ڈیرے خیمے کسقدر اہتمام سے کھڑے کیے جاوینگے - وہاں شمعدان اور قندیلیں کہاں سے آوینگی - اور سوائے ٹکڑے کفن کے وہاں کوئی لباس گرمی اور سردی کا اُنکے جسم پر نہ ہوگا - یہ سب کروفر چھوڑ کر نیچے اندھیرے گڑھے گور میں بے توشک اور تکیہ کے بیکسوں کی مانند سونا ہوگا - وہاں سوائے اعمال صالح کے کوئی رفیق اور سبب روشنی کا نہ ہوگا اور منکر ونکیر کا جواب سکھلانے کے واسطے کوئی وکیل یا مختار ساتھ نہ ہوگا - اس بیان کے بعد مولوی صاحب نے عالم برزخ کی سختی اور وہاں کی بیکسی اور موقف کی گرمی اور حالت نفسی نفسی (آپا دھاپی) کا اس زور سے بیان کیا کہ زنانے اور مردانے میں آہ وزاری کا شور مچگیا - اور روتے روتے لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں ❊

ایک روز کا ذکر ہے کہ نواب محفوظ خان صاحب اپنے دل میں یہ ارادہ کرکے کہ آج کچھ تصوف کے مسائل مولانا صاحب سے سنینگے - غیر وقت میں مولانا کے قیلولہ کے پالکی میں سوار ہوکر مولانا صاحب کے مکان پر جا پہنچے - مولانا صاحب اُسوقت ایک بند حجرے میں قیلولہ کر رہے تھے مگر بمجرد پہنچنے نواب صاحب کے کتاب عوارف مؤلفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے اپنے حجرے سے باہر نکل آئے اور کچھ مسائل تصوف کے نواب صاحب ممدوح کو سنانے لگے - پھر ایک اور دن یہی نواب محفوظ علی خان مولویصاحب کی ملاقات کو تشریف لائے تھے - اسوقت مولانا صاحب کے پاس ایک آئنہ رکھا ہوا تھا - اُس آئنہ کو دیکھ کر نواب صاحب کے دل میں آیا کہ اگر مولوی صاحب یہ آئنہ مجھ کو دیویں تو اُس سے اپنے مرض ہول دل کا علاج کروں - جب نواب صاحب مولویصاحب سے رخصت ہوکر پالکی میں سوار ہونے لگے تو مولویصاحب نے وہ آئنہ نواب صاحب کو بھجوادیا - غرض اس قسم کی صدہا کرامتیں اس پہلے سفر میں مولوی صاحب سے ظاہر ہوئیں - اور ہدایت کا تو یہ حال تھا کہ ہزارہا خلقت شہر مدراس اور اُسکے اطراف وجوانب کی دین توحید پر قائم ہوگئی - مسلمانوں کے متقی اور پرہیزگار ہوجانے کے سبب سے مثل کلکتہ کے یہاں بھی شراب کی دوکانوں پر آفت آئی - شراب بکنا بند ہوگیا - یہانتک کہ مدراس کے کلالوں نے سرکار میں اس مضمون کی عرضی پیش کی کہ سیندھی اور شراب کا محصول مقررہ ہم ادا نہیں کرسکتے - اس شہر میں ہندوستان سے ایک ایسا مولوی آیا ہوا ہے کہ اُس نے تمام مسلمان خریداروں کو سیندھی اور شراب نوشی سے منع کردیا ہے اسواسطے شراب اور سیندھی کا بکنا بند ہوگیا - بموجب حکم صاحب کلکٹر بہادر کے پولیس نے اس کی تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ کلالوں کا استغاثہ بالکل صحیح ہے - اُنہیں ایام میں کسبیوں اور طوائفوں نے بھی نواب صاحب کرناٹک کی سرکار میں عرضی گذرانی کہ ہمارے روزگار میں اس نووارد سید کے وعظ اور نصیحت سے بڑا خلل پڑگیا ہے - سرکار میں ہماری جسقدر باقیات ہیں وہ مرحمت ہو جائیں تاکہ اُس سے ہمارے روزمرہ کا خرچ تو چلے - جب اس مرتبہ خوب دین حق کی ترویج شہر مدراس اور اُسکے اطراف وجوانب

میں ہوگئی تو مولوی سید محمد علی صاحب بعد استماع خبر واقعۂ بالاکوٹ کے شہر مدراس میں بہت سے تبلیغے مقرر کرکے جہاز میں سوار ہو
براہ کلکتہ پھر اپنے وطن مالوفہ رام پور کو لوٹ آئے - مدراس کے چند معتقدان خاص بھی آپ کے ہمراہ رکاب رام پور تک تھے -
راہ میں بھی اشاعت دین حق کی اور کرامتیں آپ سے ظاہر و ہویدا ہوئیں +

چار پانچ برس آپ نے اقامت کرکے پھر ۱۲۵۱ ہجری میں بہ ارادہ حج بیت اللہ کے آپ مع عیال و اطفال خود کلکتہ میں
پہنچے - آپ ابھی جہاز پر سوار ہوکر عربستان کو روانہ ہوئے تھے کہ شہر مدراس میں آپ کے کلکتہ تک پہنچنے کی خبر پہنچ گئی
تو بیگم صاحبہ والدۂ نواب عظیم جاہ بہادر نے محمد قاسم کو جو بوقت واپسی آپ کے ہمراہ رامپور تک گیا تھا ایک خط بطلب
حضرت ممدوح لکھ کر بسواری جہاز کلکتہ کو روانہ کردیا اور یہ بھی عرض کیا کہ ہمارا جہاز دریا دولت نام ساحل کلکتہ پر موجود ہے
اگر مع زنانہ اُس جہاز پر حضور تشریف لاویں تو حضور کو سب طرح آرام ہوگا - اُس خط میں آپ کو تکلیف دہی کا سبب یہ بھی
لکھا تھا کہ آپ کی دینی دختر جو آپ کے خلیفۂ اوّل (نواب محمد خان عالم خان بہادر تہور جنگ) کی بیٹی اور میری بہو ہے
چار برس ہوئے کہ اُس کی شادی ہوئی مگر آجتک اُسکے ہاں اولاد نہیں ہوئی - آپ یہاں تشریف لاکر اُسکی اولاد کے
واسطے خدا تعالی سے دُعا کریں - اور نواب محمد خان عالم خان بہادر اور اَور خلیفوں سے بھی اپنے اپنے عریضے اظہار
اشتیاق قدمبوسی کے تحریر کرکے محمد قاسم کی وساطت سے روانہ کیے تھے - جب یہ خطوط مولانا صاحب کو بمقام کلکتہ
پہنچے تو آپ نے یہ ارادہ کیا کہ مدراس ہوتے ہوئے بندر مالابار سے جہاز پر سوار ہوکر بیت اللہ کو روانہ ہوجائینگے غرض
کلکتہ سے سوار ہوکر ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۵۱ ہجری کو دوبارہ آپ رونق افروز شہر مدراس ہوئے ہزارہا خلقت
اُس روز آپ کے استقبال کے واسطے گھاٹ پر گئی تھی - جہاز سے اُتر کر متیال پیٹ کے محلے میں ایک بڑی وسیع مکان
کے اندر آپ نے نزول اجلال فرمایا - بعد ادائے تراویح جب اپنے قیامگاہ میں تشریف لائے تو قریب دو سو آدمیوں کے
آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے مکان پر چلے آئے - پچھلی رات کا وقت تھا تھوڑی دیر تک آپ کلمات نصیحت آمیز سناتے
رہے - اِس عرصے میں سحری کا وقت ہوگیا دسترخوان بچھایا گیا قریب چار پانچ سیر کے چاول طباقوں میں ڈالکر لائے
گئے - مگر مولانا صاحب کی بدولت اُسی اللہ تعالی نے ایسی برکت دی کہ اُن چار پانچ سیر چاولوں سو دو سو آدمی سیر ہوگئے
اور بچہ کھانا بچ بھی رہا بیگم صاحبہ نے اپنی بہو کے حمل کے واسطے دعا کرائی دُعا سے دو ماہ کے بعد ماہ ذالقعدہ
بفضل الٰہی آثار حمل کے نمودار ہوگئے اور ماشاءاللہ بیگم ایک لڑکی پیدا ہوئی جو سن رسیدہ ہوکر فوت ہوئی - اس
دفعہ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولویصاحب کا ایک چار سالہ صاحبزادہ اپنے دروازے پر کھڑا تھا کسی بیدین نے اُسکو
مولویصاحب کا فرزند سمجھ کر ازراہ تصنع بہت ادب سے کہا کہ بندگی صاحب - اُسکے جواب میں صاحبزادے نے کہا کہ
بندگی تو خدا ہی کے واسطے خاص ہے تم السلام علیک کہو وہ شخص یہ جواب ایک چار سالہ بچے کے مونہہ سے سنکر دنگ
ہوگیا کہ جن کے بچوں کی ایسی توحید ہے تو پھر بڑوں کا کیا کہنا ہے +

شہر مدراس میں آپکے دوبارہ تشریف لانے سے مشرک اور بدعتی مسلمانوں اور خصوصاً پیرزادوں وغیرہ نے
(جنکی روزی میں توحید اور اتباع سنت کے پھیلنے سے خلل پڑتا ہے) بڑا بلوہ کیا - مگر مولوی صاحب نے سوائے
صبر اور تحمل کے اور کچھ نہ کیا بلکہ بلوائیوں کے واسطے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے خداوند تعالی تو نے مجھ کو بہت
نعمتیں بخشی ہیں بعض مسلمان بھائی اُن نعمتوں پر حسد کرتے ہیں سو تو اُن کو بھی اپنے فضل عمیم سے اُن نعمتوں سے سرفراز
کرتا کہ اُن کا حسد دفع ہوجائے - ایک مرتبہ ایک عورت کی معرفت جو آپ کے زنانے میں آیا جایا کرتی تھی آپ کو زہر
بھی دینا چاہا تھا مگر وہ زہر آلود کھانا آپکی ایک لڑکی کے کھانے میں آگیا جو صرف دو ایک روز بیمار رہ کر بفضل الٰہی
پھر اچھی ہوگئی - مولانا صاحب کی بیوی نے یہ تعدی بلوائیوں کی دیکھ کر اُن کے واسطے بد دعا کرنا چاہا تھا لیکن مولویصاحب

نے منع کر دیا اور کہا کہ جب ہمارے جدِ امجد حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو زہر دیا گیا تھا تو انہوں نے یہاں تک صبر کیا تھا کہ زہر دینے والوں سے انتقام بھی نہیں لیا تھا۔ نواب صاحب مدراس بھی جنگی ہو کے واسطے مولوی صاحب نے دعا کی تھی وہ بہکانے شیاطین مولوی صاحب کے دشمن ہو گئے۔ مولوی خان عالم خان بہادر صاحب خلیفہ مولانا صاحب کی تنخواہ گیارہ سو دو پیہ ماہوار اسی عداوت سے نواب صاحب نے بند کر دی مگر مولوی خان عالم خان صاحب نے تنخواہ بند ہو جانے کی پرواہ نہ کی اور اپنے عقیدہ توحید پر قائم رہے۔ بہو بیگم بنت مولوی خان عالم خان پر جو نواب صاحب سے اسی کی منسوب تھی زیادتی کی گئی کہ کسی طرح اپنے عقیدہ توحید سے پھر کر حسب رواج قدیم مشرکہ ہو جائے۔ مگر اس بہادر عورت موحد باپ کی بیٹی نے اپنے شوہر نواب صاحب سے کہا کہ گو میں آپکی بیوی اور تابع فرمان ہوں مگر یاد رہے اعمال اور معاملہ گور اور مواخذہ آخرت ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ہوگا اسواسطے میں آپ کے کہنے سے مرتکب شرک اور بدعات کی نہیں ہو سکتی۔ اس جواب باصواب کو سنکر نواب صاحب کو خاموش ہونا پڑا۔ کمانڈر انچیف کا ایک خانساماں جو آپ کا مرید تھا صاحب ایا۔ کمانڈر انچیف صاحب کے ایک عرضی لکھوا کر آپ کے دستخط کرانے کے واسطے آپ کے پاس لایا آپ نے دستخط نہیں کیے بلکہ اس عرضی کو پھاڑ کر پھینک دیا اور کہا کہ سارا معاملہ خدا کے حوالہ کرو۔ آخر مخالفوں نے اپنی حکمت عملی سے چیف مجسٹریٹ پولیس کو دوستی کے پردے میں یہ سمجھایا کہ مولوی صاحب کے مدراس میں زیادہ رہنے سے زیادہ اندیشہ ہے کہ کوئی مخالف ان کو گزند نہ پہنچائے اسواسطے بہتر یہ ہے کہ جلد یہاں سے اپنے وطن کو واپس چلے جائیں۔ آخر پولیس نے وہی کارروائی کی اور حضرت مولوی صاحب مدراس سے شہر کلکتہ کو بخیر و عافیت تمام واپس تشریف لے گئے۔ یہ واپسی اخیر سنہ ۱۲۵۲ ہجری میں ہوئی سنہ ۱۲۵۸ ہجری تک آپ اسی کام تبلیغ ہدایت میں مصروف رہے اور سنہ ۱۲۵۸ ہجری کو معرکہ بالاکوٹ کے بارہ برس بعد آپ بھی راہی آخرت ہوئے اور مولانا شہید سے جا ملے۔

مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ عظیم آبادی

مولانا مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ والغفران ابن مولوی فتح علی بن مولوی وارث علی بن ملا محمد سعید بن قاضی احمد اللہ بن ملا حفیظ اللہ بن حضرت دیوان شاہ عبد الفتاح بن حضرت دیوان شاہ عبد المجید بن ملا غلام رسول بن جناب مولانا فخر العلماء صوفی زمان زاہد دوران مخدوم جہان ملا شکر اللہ استاد و مرشد شاہزادہ والا تبار مرزا محمد معظم خلف الرشید حضرت سلطان محی الدین عالمگیر معروف بہ اورنگ زیب بادشاہ دہلی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت مخدوم احمد یحییٰ منیری تک پہنچتا ہے۔ قریشی اور ہاشمی الاصل اور فاروقی نسل سے ہیں۔

آپ سنہ ۱۲۰۵ ہجری میں پیدا ہوئے۔ جب حسب معمول شرفاء ہند آپ کو چار برس کی عمر میں مکتب میں بٹھایا گیا تو آپ اپنے ہم مکتبوں میں سب سے زیادہ ذہین اور چالاک تھے۔ سات برس کی عمر میں آپ کو یہ لیاقت ہو گئی تھی کہ اس معمولی میانجی سے جو آپکے پڑھانے کیواسطے مقرر تھا آپکی تشفی نہ ہوتی تھی۔ آخر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد نے آپکو سبق دینا شروع کیا۔ بارہ برس کی عمر میں آپنے مختصرات سے فراغت حاصل کر لی۔ اسوقت آپ کے والد نے آپکو مولوی رمضان علی صاحب ایک شیعہ مذہب عالم کے (جو بڑے ذہین اور ذکی اور معقول کے استاد تھے) سپرد کیا۔ پندرہ برس کی عمر میں آپکی شادی مولوی سید محمد کاظم علی صاحب ساکن لبنہ پکھولی ضلع آرہ شاہ آباد کی لڑکی سے ہو گئی تھی۔ یہ شادی بڑی دھوم دھام سے عرفی طور پر ہوئی تھی۔ شادی کے بعد بھی آپ درس تدریس میں مصروف رہے یہانتک کہ بشوق تحصیل علم آپ لکھنؤ تشریف لے گئے۔ اور وہاں مولانا محمد اشرف صاحب ایک بڑے مشہور عالم معقول و منقول کی خدمت میں پڑھنا شروع کیا۔ قریب چار سال کے انکی صحبت میں رہے اسی اثنا میں حضرت سید احمد صاحب شہید وارد لکھنؤ ہوئے اور ہزار ہا عام

اور درویش آپکی بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ مولوی محمد اشرف صاحب نے مولوی ولایت علی صاحب کو دریافت کیفیت کے واسطے سید صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ میں تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ مولوی عبدالحیؒ اور مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب نے سید صاحب کو پیر میاں بنا رکھا ہو جب تخلیہ میں ملاقات ہوگی تو اصلی حقیقت سید صاحب کی ظاہر ہو جاویگی۔ سید صاحبؒ نے فوراً تنہائی کی ملاقات کو منظور کر لیا اور دوسرے روز بوقت عصر آپکی اجازت دی۔ چنانچہ دوسرے روز مولوی محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب علیہما الرحمۃ خدمت بابرکت میں وقت مقررہ پر حاضر ہوئے اُسوقت تخلیہ ہو گیا سوائے اِن دونوں عالموں اور سید صاحب کے اور کوئی چوتھا آدمی وہاں موجود نہ تھا۔ مولانا محمد اشرف صاحب نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے۔ سید صاحب نے دو گھنٹہ کامل اسکا بیان اس فصاحت کیساتھ بیان فرمایا کہ اِن دونوں مولویوں کی روتے روتے ڈاڑھیاں تر ہو گئیں بعد ختم ہونے بیان کے انہوں نے ملاقات تخلیہ کی بے ادبی کی معذرت کرکے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اُسی دن سے مولوی ولایت علی صاحب کا رنگ بدلگیا۔ جب سید صاحب بارادۂ حج رونق افروز پٹنہ ہوئے تو اُسکے پہلے مولوی ولایت علی صاحب نے مقام لکھنؤ سے آپکے مناقب اور تعریف اپنے والد بزرگوار اور عزیزوں کو لکھ کر بھیجے تھے اور تاکید کی تھی کہ تم سب آپسے بیعت حاصل کر لو ورنہ ایسا بابرکت شخص پھر نہیں ملیگا۔ چنانچہ بموجب اُسی تحریر کے آپ کے والد ماجد اور جناب شاہ محمد حسین صاحب سید صاحب سے جاکر ملاقی ہوئے لیکن بوجہ جلد تشریف لیجانے سید صاحب کے یہ لوگ بیعت سے مشرف نہ ہو سکے۔ جب مولوی ولایت علی صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے اور اپنے خاندان کے بیعت نہ کرنے کا حال آپکو معلوم ہوا تو بہت افسوس کیا اور ساری کیفیت اور کرامات سید صاحب کی جو لکھنؤ میں مشاہدہ کی تھی آپنے لوگوں سے بیان کی تب ہر ایک کو بدرجۂ غایت اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا۔ مولانا صاحب نے اُسیوقت سے جمعہ اور جماعت اپنے ہاں قائم کرکے وعظ اور نصیحت کرنا شروع کیا۔ کچھ عرصے کے بعد سید صاحب بھی حج کرکے واپس تشریف لے آئے اور دوبارہ پٹنہ میں رونق افروز ہوئے۔ شہر مونگیر تک مولوی ولایت علی صاحب اور شاہ محمد حسین صاحب آپکی پیشوائی کو تشریف لے گئے۔ مولوی ولایت علی صاحب نے سید صاحب کی مع سارے قافلے کے دعوت کرکے آپ کو اپنے گھر پر لائے اور اپنے سارے خاندان کی مع مرد اور عورتوں اور بچوں کے آپکے ہاتھ پر بیعت کرا دی۔ دوسرے روز اسیطرح پر شاہ محمد حسین صاحب نے سارے قافلے کی دعوت کرکے آپ کو اپنے مکان پر بلایا اور اپنے سارے خویش و اقارب کی آپکے ہاتھ پر بیعت کرا دی سید صاحب نے شاہ صاحب کو خلافت عطا کرکے بیعت لینے کی اجازت دی۔ تیسرے روز مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم کے گھر میں دعوت ہوئی اور وعظ بھی ہوا۔ اُسی مجلس میں مولوی احمد اللہ صاحب کا نکاح صبیہ کلاں جناب حضرت شاہ محمد حسین صاحب سے ہوا۔ جب سید صاحب پٹنہ سے اپنے وطن کو روانہ ہوئے تو مولانا ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب یہ تینوں حقیقی بھائی اور مولوی باقر علی صاحب مولوی ولایت علی صاحب کے چچازاد بھائی ہمراہ رکاب سید صاحب کے ہو گئے اور اِس دنیا ناپائدار اور اسکے عیش و عشرت پر لات مار گئے۔ تھوڑے روز کے بعد میر عثمان علی صاحب زوج خواہر عینی مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی قمرالدین صاحب جو ماموں زاد بھائی مولوی ولایت علی صاحب کے تھے بمقام بریلی سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگئے مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ جو خاندان صادق پور پٹنہ کے پیشوا ہوئے اوائل عمر میں بڑے بانکے تھے آپکا لباس پوشاک لکھنؤ کے بانکوں کا سا تھا۔ کا کلیں آہن تاب کشت پر پڑی ہوئیں اونچی چولی کا انگرکھہ معرق یہ زر اور چوڑی دار پاجامہ زری کے کام کا ٹخنے ڈھکے ہوئے پہنا کرتے تھے۔ آپکے نانا رضیع الدین حسین خان جو ناظم صلوبہ بہار کے تھے

بڑے متمول اور عمائد بہار سے تھے۔ مولوی ولایت علی صاحب اپنے نانا کے بڑے لاڈلے تھے اسواسطے ہر وقت عمدہ
پشمین یا زرین لباس یا ڈھاکے کی جامدانی اور تن زیب کا جوڑا آپکے زیب تن رہتا تھا۔ خوشبو اور عطریات کا بھی
آپ کو بڑا شوق تھا۔ سونے کی انگوٹھیاں اور چھلے ہاتھوں میں پڑے رہتے تھے۔ لیکن سید صاحب کے ہاتھ پر
بیعت کرکے ایک ساعت کے اندر ان کا حال بدلگیا۔ حین قیام بریلی کے مولانا ولایت علی صاحب حضرت مولانا
شہید کی جماعت میں بھرتی تھے۔ اور انہیں سے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے۔ مولانا شہیدؒ نے اپنی جماعت میں انکو اپنا
نائب مقرر کر دیا تھا۔ مگر مولوی ولایت علی صاحب کو جو مزہ ایمان حاصل ہوا تو اپنی جماعت والوں کی آپ خدمت
کیا کرتے تھے۔ اب وہ پٹنہ کے بانکے اور ناظم بہار کے لاڈلے خمر حب ایمانی سے مخمور ہوکر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر
اور اپنے سر پر رکھ کر لایا کرتے تھے۔ کھانا اپنے ہاتھوں سے پکاتے۔ مٹی گارے کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اور
جب اپنی جماعت کے کام سے فرصت پاتے تو سید صاحب کی صحبت میں جا بیٹھتے یا تنہا نماز اور دعا میں مشغول رہتے
انہیں ایام میں جب آپ تحصیل حب ایمانی میں بمقام بریلی مصروف تھے مولوی فتح علی صاحب آپ کے والد ماجد نے
ایک خدمتگار کو جو بچپن سے آپکی خدمت میں رہتا تھا چار سو روپے نقد اور دس پندرہ جوڑے عمدہ کپڑوں کے اور
جوتے وغیرہ اسباب ضروری دیکر آپ کے پاس بریلی کو روانہ کیا۔ جب وہ نوکر مع اسباب وغیرہ کے بریلی میں پہنچا تو اسنے
قافلہ میں جاکر دریافت کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہاں ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ دریا کے کنارے پر
گارے مٹی کا کام کر رہے ہیں۔ وہ نوکر دریا کے کنارے پر پہنچا وہاں بہت سے لوگ گارے مٹی کے کام میں لگے ہوئے
تھے اُن میں مولوی ولایت علی صاحب بھی ایک موٹا تہبند رنگا ہوا باندھے ہوئے اور گارے میں تھرے ہوئے
اپنا کام کر رہے تھے۔ ان ایام میں آپکی صورت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ اُس قدیمی نوکر نے جو تیس برس سے آپ کا
خدمتگار تھا آپکو نہیں پہچانا۔ خود مولوی ولایت علی صاحب سے اُسنے پوچھا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہاں
ہیں آپ نے فرمایا کہ بھائی ولایت علی تو میرا ہی نام ہے۔ اُس نے بہت خفے ہوکر کہا کہ میں تم کو نہیں کھوجتا۔ میں
اُن ولایت علی کو کھوجتا ہوں جو مولوی فتح علی صاحب عظیم آبادی (صادق پوری) کے پیارے صاحبزادے اور
ناظم بہار کے لاڈلے نواسے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی صادق پوری ولایت علی تو میں ہی ہوں۔ وہ نوکر اور بھی زیادہ
خفا ہوا اور بولا کہ تم مجھ سے ہنسی کرتے ہو۔ جب آپ نے دیکھا کہ اسکو ہرگز یقین نہیں ہوتا تو آپنے فرمایا کہ اچھا جاؤ
قافلہ میں تلاش کرو۔ جب وہ اُدھر گیا اور دریافت کیا تو ہر شخص نے آپ ہی کیطرف اشارہ کیا کہ مولوی ولایت علی
عظیم آبادی تو وہی شخص ہیں جنسے تم دریا کنارہ پر بات کر آئے ہو۔ تب وہ دوبارہ آپکے پاس آیا اور اپنی جسارت
پر نادم و پشیمان ہوکر آپ کے قدموں پر گر پڑا اور معافی چاہی۔ آپنے اُسکو گلے سے لگالیا اور بہت اخلاق اور تواضع سے
پیش آئے۔ اُس نے وہ چار سو روپے نقد اور پارچہ وغیرہ مع خطوط آپکے حوالے کیے اور عرض کی کہ ان عمدہ کپڑوں کو
پہنیئے اور روپیوں کو اپنے خرچ میں لائیے۔ کیونکہ وہ نادان یہ سمجھا تھا کہ بوجہ نہ ہونے خرچ کے آپکی ایسی صورت
سیرت ہو رہی ہے اسلیے آپکی پہلی کیفیت اور پوشاک اور وضع کو یاد کرکے اُسنے زار زار رونا شروع کیا۔ آپنے اُسکی
تسلی کرکے اسکو چپ کیا۔ جب رات ہوئی آپ وہ سب روپے اور کپڑے وغیرہ جیسے بندھے ہوئے آئے تھے ویسے
کے ویسے ہی ساتھ لیکر سید صاحب کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور اُن سب کو آپ کے سامنے رکھ کر خاموش اُٹھ کر چلے آئے
اور دوسری فجر کو اُسی دیرینہ تہبند سے اپنا معمولی کام کرنے لگے۔ تین چار روز تک وہ نوکر وہاں رہ کر اس بات کا منتظر
رہا کہ مولوی صاحب وہ عمدہ جوڑا آمدہ پٹنہ اپنا زیب تن کرکے میرے پژمردہ دل کو خوش کرینگے لیکن اُس نے دیکھا
کہ مولوی صاحب کی حالت میں ذرا بھی تغیر نہیں ہوا۔ آخر بعد چند روز کے مولوی صاحب نے اُسکو رخصت کر دیا۔ اُسنے

سارى كيفيت پٹنہ میں آکر بیان کی جس کے سُننے سے صاحبدلوں کو سُرور اور بیخبروں کو رنج ہوا ؎

دیوانہ کُنی ہر دو جہانش بخشی — دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کُند

اِس کیفیت کو سُنکر مولوی فتح علی صاحب آپ کے والد ماجد مع مولوی فرحت حسین آپ کے چھوٹے بیٹے کے خود بریلی میں پہنچے - اور ایک مدت دراز تک سید صاحب کی خدمت میں رہکر فیضیاب ہوئے +

اِسوقت واسطے جہاد اور مقابلہ رنجیت سنگھ والیے پنجاب کے تمام ہندوستان میں نفیر عام ہوگئی اور سید صاحبؒ مع جملہ مجاہدین ملکِ یاغستان کو کوچ کرنیوالے تھے اسواسطے سید صاحبؒ نے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کو بوجہ کبر سِنی اور مولوی فرحت حسین کو بوجۂ صغر سِنی پٹنہ کو واپس کردیا اور انکو خلافت اور اجازت بیعت لینے کی عطا کی؛ مولوی ولایت علی صاحب مع مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب اپنے دونو حقیقی بھائیوں اور مولوی باقر علی اور مولوی قمر الدین و میر عثمان علی صاحب اپنے قرابت داروں کے ہمراہ رکاب سید صاحبؒ ملکِ خراسان کو روانہ ہوگئے - جب خراسان میں پہنچکر رنجیت سنگھ سے جہاد شروع ہُوا تو اُسوقت سید صاحبؒ نے ہرایک نواب اور خوانین صاحب حکومت کے پاس اپنے سفیر مع مراسلات ہدایت آیات کے بھیجے تھے اُن سفیروں میں ایک مولوی ولایت علی صاحب بھی تھے جو زمان شاہ والیے کابل اور **دوست محمد خان** اُسکے وزیر کے پاس مع مراسلوں کے بھیجے گئے تھے - جب آپ کابل میں پہنچے تو زمان شاہ اور دوست محمد خان وغیرہ امراء کابل بہت تعظیم اور توقیر سے پیش آئے - ایک عمدہ شاہی مکان آپکے رہنے کیواسطے مقرر کردیا - قریب ڈیڑھ مہینے کے آپ کابل میں رہے روزانہ وعظ و نصیحت توحید اور اتباع سُنّت اور ترغیب جہاد کا کرتے رہے - اور پنجاب کے سکھوں نے جو جو ظلم مسلمان رعایائے پنجاب پر کیے تھے اُن کو خوب واضح کرکے سُنایا اور حمیت و غیرت اسلامی کا جوش دلایا - ایک روز اثنائے وعظ میں بالبدیہہ ایک قصیدہ نہایت عمدہ زبان فارسی میں دربارۂ ردِّ شرک آپ نے بناکر پڑھ دیا - اِس قصیدہ کو سُنکر لوگ بہت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ قصیدہ کسی قدیم شاعر جامیؒ وغیرہ کا ہوگا - چند ابیات اُس قصیدہ کے بطور نمونہ درج کیے جاتے ہیں ؎

فرمود رسول آشکارا — من نیز برادرم شمارا
من مشکل خود نمی کشایم — بر غیر مرا کجاست یارا
کار پاکاں دعاست لیکن — تبدیل نمی کند قضارا
مخصوص بحق بود عبادت — با بندہ بس است یسدارا
ہم درد تو دادۂ خدایا — ہم از تو طلب کنم دوا را
جز ذاتِ خدا بہ پیشِ دیگر — ہرگز نہ برید ماجرا را
حاجت طلبی بغیر مولا — عیب است غلام باوفا را
از شرک گریز صد منازل — دوزخ دایم مکن گوارا
فریاد کنید آں خدا را — کاں مے شنود ز تو دعا را
در قبر بود سوالِ اعمال — پرسند نہ حال کربلا را
مشرک شدہ زاہد و مشائخ — گیرند برائے زر ریا را
قرآن و حدیث را بپوشند — تبدیل کنند مدعا را
قرآن و حدیث البسر بنہ

ہرگز نہ عبادتم نمائی — نہ غوث و قطب انبیا را
طاقت نہ بود سوائے ایزد — درویش و فقیر و اولیا را
جز حق نبود کہ دست گیرد — مسکین و غریب بینوا را
غیر از درِ شاہِ بندہ پرور — پیش کہ بریم التجا را
تو مشکلِ دشمناں کشائی — تا چند گذاری آشنا را
تو بندۂ بندگاں چرائی — بگذاشتی درِ خدا را
ہرکس کہ شریک با خدا کرد — در دوزخ ونار ساخت جا را
فرمود خدا کہ مُردہ و کر — نشنید گہے ز کس ندا را
تابوت و نشان و قبر نیزہ — ایں جملہ مثل سنگ خارا
عالم بہ نماز و روزہ مغرور — شرک و کفرش گرفت پا را
صد حیف کہ عالماں ایں ہر — کردند شعار خود دغا را
اے مومن پاک ای مسلمان — گر خواستی رہ رضا را
بگذار کلام ماسوا را

جب مولوی ولایت علی صاحب کابل سے واپس آئے تو اُسوقت سید صاحب کو یہ الہام ہوا کہ ہندوستان کے جنوبی ملکوں میں بھی کوئی ہادی بھیجکر دین حق کی ترویج کرنی چاہیئے سو اس کام کے واسطے مولوی محمد علی برادر خورد مولوی حیدر علی صاحب رامپوری جنکا سوانح اوپر تحریر ہوچکا ہے اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی جنکا یہ سوانح ہے تجویز کیے گئے۔ ان دونو بزرگوں کو اپنا خلیفہ کرکے بغرض ترویج دین حق بلاد دکن آپنے روانہ کردیا۔ یہ دونوں بزرگ سید صاحب کے عاشق تھے اُنکو ہرگز سید صاحب کی مفارقت گوارا نتھی۔ اُنھوں نے بہت معذرت کی اور اس خدمت سے معافی چاہی لیکن سید صاحب نے منظور نہ فرمایا بلکہ مولوی ولایت علی صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ مولانا ہم آپ کو تخم کرکے اُٹھاتے ہیں (جس فقرے کے غالباً یہ معنی ہیں کہ اس تخم سے بہت سے پودے پیدا ہوکر یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا) آخر کو یہ دونوں بزرگ بچشم گریاں و دل بریان بجا آوری حکم مرشد کو فرض اور ضروری سمجھ کر وہاں سے ہندوستان کو واپس آئے۔ ہندوستان میں پہنچکر ان دونوں بزرگوں نے باہم مشورت کی اور مولوی محمد علی صاحب روانہ مدراس ہوئے اور مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ معروف بہ بڑے حضرت حیدرآباد دکن اور بمبئی کیطرف راہی ہوئے۔ مولوی محمد علی صاحب نے جو خدمات ادا کیں انکا ذکر تو اوپر ہوچکا اور مولوی ولایت علی صاحب معروف بہ بڑے حضرت اوّل حیدرآباد دکن پہنچے اور وعظ و نصیحت شروع کی۔ اس شہر کے ہر گلی کوچہ میں آپکے وعظ کا شہرہ ہوا۔ نواب مبارز الدولہ برادر حقیقی نواب ناصر الدولہ والیے حیدرآباد نے بھی آپکے وعظ کا شہرہ سنکر چند عالم واسطے دریافت کرنے کیفیت کے آپکے پاس روانہ کیئے۔ جب وہ عالم آپکی مجلس میں حاضر ہوئے اور چند سوالوں کا جواب باصواب پایا تو وہ لوگ وہیں آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے اور نواب صاحب سے آپکی خوبیوں کو جاکر بیان کیا۔ نواب صاحب نے اور دو عالم جو انکے دربار میں نہایت معزز اور علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے یعنی مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس صاحب کو آپکی خدمت میں روانہ کیا۔ یہ دوسرے مولوی بھی آپ سے ہمکلام ہوکر فوراً بیعت سے مشرف ہوگئے اور نواب صاحب سے جاکر آپکی بزرگیوں کو بیان کیا اُسوقت نواب صاحب کو بڑا شوق ہوا۔ فوراً آپکی دعوت کرکے آپ کو مکان میں بُلالیا۔ اور چونکہ نواب مبارز الدولہ خود عالم تھا آپ سے چند سوال کرکے اپنا اطمینان کرلیا۔ پھر آپ کا وعظ سُنا اور بیعت سے مشرف ہوگیا۔ بڑے حضرت نے نواب صاحب کو پابندی شریعت اور ترک محرمات کی نہایت تاکید کی۔ اُس روز سے نواب صاحب کا بھی رنگ بدل گیا۔ نواب صاحب کے گھر میں دو درجن سے زیادہ بیبیاں تھیں اُنھوں نے اُسیوقت چار بیبیوں کو اپنے نکاح میں رکھکر باقیوں کو طلاق دیکر اپنے مصاحبوں سے شادی کرادی اور تمامی منہیات شرعی کو اپنے دربار سے دُور کرکے مثل متقیوں اور پرہیزگاروں کے رہنے لگا + بڑے حضرت حیدرآباد اُسکے اطراف میں برابر دورہ سیر کرتے رہے اور اُس ملک میں لاکھوں آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ حیدرآباد میں بڑے حضرت نے ایک رئیس سید حافظ کی لڑکی سے نکاح بھی کیا چنانچہ حیدرآباد ہی میں مولوی عبداللہ صاحب پسر کلاں بڑے حضرت کے سنہ ۱۲۴۳ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اُسکے بعد بڑے حضرت بمبئی اور سورت کیطرف تشریف لے گئے۔ آپ ملک دکن ہی میں تھے کہ یاغستان میں معرکہ بالاکوٹ میں جہاد کا کام ختم ہوکر حضرت سید صاحب کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی۔ اُدھر عظیم آباد میں مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کا انتقال ہوگیا اسواسطے آپ نے وہاں سے طرف عظیم آباد کے مراجعت کی اور اثنائے راہ میں جبل پور اور برہان پور اور نرسنگھ پور و کنڈولی و سیونی وغیرہ کی دورہ سیر کرتے ہوئے دو برس کے عرصہ میں مع عیال و اطفال خود آپ اپنے مکان میں پہنچے عظیم آباد پہنچکر رحمت اللہ نام پسر دوم آپ کے پیدا ہوئے۔ آپ نے عظیم آباد پہنچکر وعظ ردِ شرک و کفر و بدعت کا کہنا شروع کیا اور آپکے عزیزوں کو باستماع خبر شہادت سید صاحب کے پژمردگی ہوگئی تھی اُن کو بھی آپ نے کلمات طیبات سے تر و تازہ کیا پھر سبھوں نے آپکے ہاتھ پر تجدید بیعت کی کی۔ مولوی عنایت علی صاحب آپکے منجھلے بھائی جو ایک مقدمہ معاش واقع لینا

بھیجکو ضلع شاہ آباد کی پیروی اور خبرگیری میں حیران پریشان پھر رہے تھے اُن کو اُس سے چھڑا کر ملک بنگال کو واسطے وعظ اور
نصیحت کے روانہ فرمایا اور شاہ محمد حسین صاحب خلیفہ سید صاحب کو جو آپ کے ماموں ہوتے تھے محلہ نمونیہ کی مسجد کا امام اور واعظ
مقرر کرکے جمعہ جماعت کی تاکید کی اور سیر چھپرہ و مظفرپور وغیرہ کی بھی شاہ صاحب کے ذمہ مقرر کی اور خود شہر کے اندر
نواب فخر الدولہ کی مسجد میں جمعہ قائم کیا کہ ہر جمعہ کو وہاں تشریف لیجا کر آپ وعظ فرمایا کرتے۔ قریب دو برس کے آپ عظیم آباد میں
رہے اس عرصہ میں ہزارہا خلقت کو فائدہ پہنچایا۔ بعد دو برس کے آپ کچھ عرصہ ملک بنگال میں دورہ کرکے خلقت کو ہدایت
کرتے رہے۔ پھر عزیمت سفر حج کی کرکے مع عیال و اطفال خود مکہ معظمہ میں پہنچے۔ بعد فراغت از حج و زیارت مدینہ منورہ
کے آپ ملک یمن میں روانہ ہوگئے اور تمامی اطراف یمن اور نجد و عسیر و مسقط و حضر موت و سواکن و مخا و ہدیدہ میں
دورہ و سیر کرتے رہے اور قاضی علی شوکانی سے ملاقات کرکے سند حدیث کی اُن سے لی اور مثل درۃ البہیہ وغیرہ چند کتابیں
اُن کی تصنیف سے اُن سے لیں۔ اسی دورہ و سیر میں آپ کا پسر دوئمی رحمت اللہ نام کا انتقال ہوگیا اور اُس کا نعم البدل
مولوی ہدایت اللہ پسر سوئمی بمقام ہدیدہ آپکے ہاں پیدا ہوئے۔ جب بعد چند سال کے آپ ملک عرب سے مراجعت کرکے
بمقام کلکتہ پہنچے تو عبد الرحمن پسر چہارمی آپ کے یہاں تولد ہوا۔ کلکتہ سے چلکر ملک بنگالہ کی دورہ سیر کرتے ہوئے اپنے
بھائی عنایت علی صاحب کو جو اسوقت تک ملک بنگال میں تھے ساتھ لیکر عظیم آباد پہنچے۔ عظیم آباد میں پہنچکر مولوی
عنایت علی صاحب کو واسطے مقابلہ گلاب سنگھ وغیرہ اقوام سکھ کے بالاکوٹ کو روانہ کیا اور خود ملک بنگال اور صوبہ بہار
کے لوگوں کی ہدایت میں مصروف ہوئے۔ انہیں دنوں کا ذکر ہے کہ ایکدن حکیم عبدہ صاحب ولد حکیم قادر بخش صاحب ساکن
محلہ دیوان گوڑہٹہ آپکے ساتھ جمعہ پڑھنے اور وعظ سننے کو نواب فخر الدولہ کی مسجد میں تشریف لائے اور آپکا وعظ سنا بمجرد
وعظ سننے کے حکیم عبدہ صاحب کا رنگ ڈھنگ بدل گیا بعد ختم ہونے وعظ کے فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور عرض کیا کہ کل آپکی
دعوت ہے غریب خانہ کو اپنے قدم کی برکت سے رونق دیکر ماحضر تناول فرمائیں۔ آپ نے پوچھا کہ صرف ہماری ہی دعوت
ہے یا ہمارے ہمراہیوں کی بھی۔ حکیم صاحب نے یہ سمجھ کر کہ شاید دو چار آدمی آپکے ہمراہ ہونگے عرض کیا کہ آپ مع ہمراہیوں
کے تشریف لائیں۔ خیر حکیم صاحب رخصت ہوکر اپنے گھر چلے گئے۔ اور دوسرے دن کوئی آٹھ دس آدمیوں کا کھانا حکیم صاحب
نے تیار کرایا۔ اِدھر مولویصاحب مع تین سو آدمیوں کے جو آپکے ہمراہ تھے دوسرے دن حکیم صاحب کے مکان پر پہنچے۔
حکیم صاحب نے جب اتنے آدمیوں کو دیکھا تو رنگ فق ہوگیا اور نہایت مضطر اور بیقرار ہوکر دل میں کہنے لگے کہ اسوقت
اتنے آدمیوں کا کھانا کسطرح تیار ہوسکیگا۔ بڑے حضرت نے انکے چہرے کے رنگ دیکھ کر فراست سے معلوم کرلیا کہ ان پر کوئی
مشکل پڑی ہے۔ حکیم صاحب کو تخلیہ میں بلاکر حال پوچھا حکیم صاحب نے کل کیفیت عرض کردی۔ تب بڑے حضرت نے انکی
بہت تسلی تشفی کی اور کہا گھبراؤ مت ذرا وہ کھانا مجھکو دکھلاؤ۔ حکیم صاحب بڑے حضرت کو ساتھ لیکر باورچیخانہ میں گئے
حضرت نے بعد ملاحظہ کل ماحضر کے فرمایا کہ سب روٹی اور قلیہ اور پلاؤ وغیرہ کو ایک جگہ جمع کرو جب سب جمع ہوگیا تو آپنے
ایک بڑی چادر منگا کر اُسپر ڈھانک دی اور ہر ایک کھانے میں سے کچھ تھوڑا تھوڑا تناول فرماکر اپنا پس خوردہ اُس میں
ڈالدیا اور برکت کے واسطے دُعا کی اور فرمایا کہ اسکو اسیطرح پر ڈھکا رہنے دو اور اسی چادر کے نیچے سے نکالکر لوگوں کو
کھلانا شروع کرو۔ چنانچہ حکیم صاحب نے بموجب حکم آپ کے ویسا ہی کیا جتنے آدمی آپکے ہمراہ تھے سب نے سیر ہوکر کھالیا
اور کھانا جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا۔ حکیم صاحب یہ کرامت بڑے صاحب کی دیکھ کر بڑے معتقد ہوئے۔ اِسوقت تک
یہ حکیم صاحب زندہ موجود ہیں۔ انہیں دنوں میں نواب مبارز الدولہ حیدرآبادی اور اُنکے بھائی ناصر الدولہ میں
اَن بن ہوکر سرکار انگریزی تک نوبت پہنچی اور نواب مبارز الدولہ قید ہوگئے۔ اِس سبب سے مولوی زین العابدین اور
اور مولوی محمد عباس حیدرآبادی مع اور چند علماء کے بھاگ کر عظیم آباد پہنچے۔ مولوی ولایت علی صاحب نے اُن کو بہت

خالق وابئ صاحب کے مکان میں گیا اور پھر ایک کو خلعت خلافت کا عطا کر کے بنگال اور اڑیسہ اور الہ آباد وغیرہ کو
روانہ کیا تھا۔ انہیں دنوں میں مولوی احمد اللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب مولوی یحییٰ علی صاحب مولوی اکبر علی
صاحب ہر چہار پسران مولوی الٰہی بخش صاحب نے بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولوی عبد الکریم پانچویں بیٹے
تھے یہیں پیدا ہوئے۔ مولوی عبد الکریم موصوف ابھی چند مہینے کے تھے کہ انکی بیوی حیدر آباد والی کا انتقال
ہو گیا۔ اسی عرصہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی احمد اللہ صاحب بھی آپکی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے
تب مولوی الٰہی بخش صاحب نے اپنی بیوہ دختر کا (جسکے شوہر مولوی قمر الدین صاحب معرکۂ بالاکوٹ میں شہید ہو چکے تھے)
نکاح ثانی مولوی ولایت علی صاحب سے کر دیا۔ یہ سب سے پہلا نکاح ثانی تھا جو عظیم آباد کے شریف و نامی خاندانوں
میں ہوا۔ اس نکاح کا بڑا شور و غل عظیم آباد اور اسکے اطراف میں ہوا۔ اس نکاح کے بعد بڑے حضرت نے اس سنت
نکاح ثانی کو خوب جاری کیا اور ہزاروں بیواؤں کے نکاح کرا دیے۔ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم شمس العلماء آپکے
چھوٹے بیٹے اسی نکاح ثانی بطن صبیہ مولوی الٰہی بخش سے پیدا ہوئے۔ مولوی محمد حسن صاحب ابھی چند مہینے کے
تھے کہ مولوی ولایت علی صاحب مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب
پسران مولوی الٰہی بخش صاحب کو ساتھ لیکر بالاکوٹ کو تشریف لے گئے اور یہاں مکان پر اپنے چھوٹے بھائی مولوی
فرحت حسین صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر گئے اور مولوی عبد اللہ صاحب اپنے بڑے صاحبزادہ کو بھی ساتھ لیگئے اور سب
عیال و اطفال کو یہیں چھوڑ گئے۔ بالاکوٹ میں پہنچکر معلوم ہوا کہ مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت مدت سے
مہاراجہ گلاب سنگھ والیٔ کشمیر سے کارزار میں مصروف تھے۔ بڑے حضرت کے پہنچنے پر منجھلے حضرت نے سارا کارخانہ
جہاد کا بڑے حضرت کے سپرد کر کے آپ نے مع جملہ مجاہدین کے بیعت امارت آپکے ہاتھ پر کر لی۔ وہاں پہنچکر ڈیڑھ برس
تک آپ بھی گلاب سنگھ کے ساتھ جنگ میں مصروف رہے۔ اس اثنا میں ملک پنجاب گورنمنٹ انگریزی کے تصرف
میں آگیا تھا۔ جب مہاراجہ گلاب سنگھ کا بہت سا ملک مجاہدین کے قبضہ میں آگیا اور وہ تاب مقابلہ کی اُن سے نہ
لا سکا تو اول اُس نے مولویصاحب سے صلح کی درخواست کی۔ مولویصاحب نے فرمایا کہ ہماری تیری کچھ دشمنی نہیں ہے
مگر تو ہمارے بھائی مسلمانوں کو جو تیری رعایا ہیں تکلیف دیتا ہے اور آزادانہ طور پر عبادات اور رسومات مذہبی
ادا کرنے نہیں دیتا اسواسطے بوجہ ہمدردی اور حمیت اسلامی بپاس خاطر اُن مظلوموں کے ہم تجھ سے لڑتے ہیں۔ سو تو
مثل رعایائے انگریزی کے اُن کو آزادی دے اور اذان اور گاؤکشی وغیرہ اپنے ملک میں علانیہ ہونے دے۔ یا تو اسلام
قبول کر پھر ہم سارا ملک مفتوحہ تجھ کو واپس دیکر تا زیست تیری چاکری میں رہینگے۔ اُس نے بوجہ تعصب و نخوت کے
ان شرطوں کو قبول نہیں کیا اور وہاں سے مایوس ہو کر سرکار انگریزی کیطرف رجوع کر کے اعانت کا خواہاں ہوا۔
اُسوقت سرکار انگریزی نے ایک خط بنام مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ
گلاب سنگھ نے سرکار انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور بموجب اُس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں ہے۔
اسوقت اُس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے۔ لہذا آپکو چاہیئے کہ اب اُسکے ساتھ لڑائی بھڑائی مت کرو۔ اس تحریر کے
تھوڑے دن بعد انگیو صاحب اور لمزن صاحب دو افسر مع کسی قدر فوج کے واسطے اعانت مہاراجہ گلاب سنگھ کے
بھیجے گئے۔ اُنہوں نے اُس ملک کے ایک کنارہ پر اپنا لشکر کا قیام کر کے ترغیب و تحریص اُس ملک کے لوگوں کو مجاہدین سے
برگشتہ ہونیکی کر کے ایک روز مقررہ میں سارے ملک مفتوحہ میں غدر کرا دیا۔ اُس روز جابجا آپکے عمال اور اہالیان پولیس
قتل کیے گئے اور سید ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ جو اصل معاون مجاہدین کا تھا وہ بھی بیوفا ہو گیا۔ تب مولوی صاحبوں نے
اُس ملک کو ترک کر کے سوات کے ملک میں سید اکبر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا مگر بالاکوٹ سے سوات تک جانے میں رستہ

کہ اندر انگریزی عملداری پڑتی تھی اسواسطے ان حضرات نے افسران فوج انگریزی سے گذر جانیکی اجازت چاہی۔ انہوں نے
خوشی سے اس درخواست کو منظور کرکے یہ اقرارنامہ لکھ کر بھیجدیا کہ بامن و امان آپکو سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر کر ملک
سوات میں جانیکی اجازت ہے۔ تب یہ دونوں حضرات مع لشکر مجاہدین اور روہیلوں کے جو انکی نوکری میں تھے ملک گانان یعنی
بالاکوٹ سے بجانب سوات روانہ ہوکر جب سرکاری عملداری میں پہنچے تو فوج انگریزی نے اُن کا محاصرہ کرلیا۔ اور وہ افسران
فوج جنہوں نے بامن و امان عملداری انگریزی سے عبور کرانیکا وعدہ کیا تھا فوج انگریزی سے تبدیل ہوگئے اور موجودہ
کمانڈر فوج انگریزی نے اُس عہدنامہ کو اس دلیل سے کالعدم کردیا کہ اُن افسروں کو ایسا عہد کرنیکا اختیار حاصل نہ تھا
کیونکہ انہوں نے اپنی رائے سے یہ عہد کیا تھا اور گورنمنٹ انگریزی کی منظوری حاصل نہیں کی تھی اسواسطے اسکی تعمیل
ہمپر ضروری نہیں ہے۔ اُسوقت مجاہدین اور فوج روہیلہ لڑنے کو تیار تھی مگر مولوی ولایت علی صاحب نے اپنی عادل
گورنمنٹ سے لڑنے کو قرین مصلحت نہ سمجھ کر اطاعت افسران سرکار انگریزی کی اختیار کرلی۔ اُن افسروں نے ان کو بجائے
جانے سوات کے (مع لشکر مجاہدین) طرف لاہور کے روانہ کردیا۔ راہ سے بہت سے مجاہدین خفیہ طور پر خلاف مرضی ان
حضرات کے فرار ہوکر ملک سوات کو چلے گئے اور مقام ستھانہ جاکر مقیم ہوگئے۔ یہ مجاہدین مقیم ستھانہ قریب تین سو
آدمیوں کے تھے اور میر اولاد علی صاحب نام ایک بڑے دلاور اور شجاع آدمی انکے امیر اور افسر تھے۔ یہ دونوں
حضرات مع فوج و توپخانہ وغیرہ سامان جنگ کے زیر نگرانی افواج انگریزی کے لاہور میں پہنچے۔ اُن ایام میں
جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر ملک پنجاب کے تھے۔ چیف کمشنر صاحب بہادر نے دو منزل آگے بڑھکر مولوی صاحبوں کا
استقبال کیا اور نہایت گرمجوشی سے انکو لاہور میں لائے اور بہت تعریف و مدح شجاعت اور ہمدردی ان حضرات
کی کرکے ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ پر بوجہ اسکی بیوفائی کے بہت نفرین کی اور بعد بہت سی گفتگو کے درمیان جان
لارنس صاحب بہادر اور ان دونوں حضرات کے یہ بات قرار پائی کہ یہ دونوں حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے
اپنے وطن کو واپس جائیں۔ اور تمامی اسلحہ جات مع توپخانہ سرکار انگریزی کے ہاتھ فروخت کرکے روہیلوں کی
بقایا تنخواہ دیکر ان کو برخاست کردیں۔ اسوقت صرف قریب پانسو مجاہدین کے آپکے ساتھ رہ گئے تھے۔ سر جان لارنس
صاحب بہادر نے ایک روز گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے مولوی صاحبوں کی مع کل مجاہدین کے دعوت کی۔ دوسرے
روز صاحب ممدوح نے خود اپنے خرچ سے سارے قافلے کی دعوت کی تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے جو میر منشی
چیف کمشنری پنجاب کے تھے دعوت کی۔ بعد اسکے اپنے خرچ سے سرکار انگریزی نے باہتمام و اکرام مولوی صاحبوں کو
مع بقیہ مجاہدین کے پٹنہ تک پہنچادیا +

جب یہ حضرات پٹنہ میں پہنچے تو اوّل صاحب کمشنر پٹنہ کی کوٹھی پر تشریف لیگئے۔ اُس روز تمام شہر آپکے دیدار کیواسطے
بکمشنر صاحب کی کوٹھی پر حاضر تھا۔ صاحب کمشنر نے بڑے تپاک سے باہر نکلکر آپکا استقبال کیا اور اندر لیجاکر کرسیوں
پر بٹھلا اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ آپ دونوں آدمیوں سے دو دو ہزار روپے کا مچلکہ میعادی دو برس کا لیا جائے
اُسیوقت دو مچلکے تحریر ہوکر داخل ہوگئے پھر وہاں سے آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو تشریف لے آئے اور بدستور
سابق وعظ اور نصائح اور مراقبہ مشاہدہ میں مصروف ہوگئے۔ بڑے حضرت کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح خود لوگوں کو توجہ
دیتے اور نو آموز لوگ واسطے تعلیم کے حوالہ مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب
کے کیے جاتے اور بعد نماز ظہر درس ہوتا اور مولوی عبدالصمد صاحب پسر کلاں حضرت کے قاری ہوتے اور دوسرے سب
طلبار اور علمار اور فضلار ایک ایک تفسیر یا کتاب حدیث جس کا سبق ہوتا اپنے اپنے ہاتھوں میں لیکر بیٹھتے اسوقت چند
مرید واسطے سننے اس درس کے جمع ہوتے نماز ظہر سے نماز عصر تک یہی مشغلہ رہتا۔ بعد چند ماہ کے مولوی عنایت علی عرف

مجھلے حضرت دورسیر بنگالہ کو تشریف لیگئے - اس اثنار میں مولوی اکبر علی صاحب فرزند خورد مولوی الٰہی بخش صاحب کا
بعارضہ وبائی انتقال ہوگیا اُن کی بیوہ کا جو صاحبزادی خورد شاہ محمد حسین صاحب کی تھی بعد انقضائے ایام عدت مجھلے
حضرت سے نکاح ثانی ہوگیا - یہ دوسرا نکاح ثانی اس عالی خاندان میں تھا جو بڑی دھوم دھام سے سرانجام پایا اُس روز
تمام اہل برادری اور مُرید جمع ہوئے اور ولیمہ کی دعوت کی گئی - اس نکاح میں دو سنت نبوی پر عمل ہوا ایک تو سنت نکاح
ثانی - دوسرے یہ کہ جناب مجھلے حضرت بروز نکاح وہاں موجود نہ تھے صدہا کوس کے فاصلے پر ملک بنگال میں تھے - یہاں
کی طرف سے نیابۃً بڑے حضرت نے ایجاب قبول کیا اور جیسا کہ نجاشی بادشاہ حبش نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا
کا نکاح ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرکے اُن کو مدینہ منورہ کو بھیدیا تھا اسیطرح پر بڑے حضرت نے اس
نکاح کو انجام دیکر اس بی بی کو کشتی پر سوار کرا کے مع چند ہمراہیان معتمد اور محرم کے مجھلے حضرت کے پاس ملک بنگالہ کو روانہ کردیا
انہیں دنوں میں جب چرچا عمل بالحدیث اور آمین بالجہر اور رفع یدین کا اس شہر میں برکت بڑے حضرت کے شروع ہوا
تو مقلدین شہر پٹنہ نے مولوی محمد فصیح صاحب غازیپوری کو خط بھیجکر واسطے مقابلہ اور مباحثہ اہلحدیث کے بُلایا اور یہ
وعدہ کیا کہ اگر تم بحث اور گفتگو میں اہلحدیث کو مغلوب کردوگے تو دو ہزار روپیہ ہم تمکو دینگے - مولوی محمد فصیح صاحب بطلب
اہل شہر کے تشریف لائے اور مولوی منور علی صاحب ایک بڑے عالم اور رئیس اعظم پٹنہ کے مکان پر فروکش ہوئے -
مولوی منور علی صاحب اور نیز شمس العلماء مولوی محمد سعید صاحب نے مولوی محمد فصیح صاحب کو اس بحث مباحثہ سے منع
کیا مگر انھوں نے نہ مانا - آخر بحث کے واسطے ایک روز مقرر ہوا اُسدن بڑے حضرت نے مولوی محمد فصیح اور اُنکے ہمراہیوں کی
دعوت کی اور بہت سے علماء اور فضلاء اور خاص و عام شہر کے بھی جمع ہوتے - جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت
کے مکان میں پہنچے تو بڑے حضرت نے اس خیال سے کہ مجلس عام میں گفتگو ہونے سے انسان حق کے قبول کرنے سے
شرم کرتا ہے اور خواہ نخواہ ہٹ کرتا رہتا ہے - مولوی محمد فصیح صاحب کو ایک علیحدہ کمرے میں لیجا کر بڑے حضرت نے
بحاضری چند خاص لوگوں کے اُن سے فرمایا کہ میں حنفی المذہب ہوں اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث
صحیح غیر منسوخ کو دیکھکر خلاف مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اُسپر عمل کرے تو وہ مذہب حنفی سے خارج نہیں ہوتا -
بقول قول امام علیہ الرحمۃ اُترکوا قولی بخبر الرسول (یعنی میرے قول کو حدیث رسول اللہ کے مقابلے میں ترک کردو)
یہ رفع یدین اور آمین بالجہر سنت ہیں اور اُنکا سنت ہونا بعض حنفیہ کے نزدیک بھی ثابت ہے - جب یہاں تک بڑے حضرت
فرما چکے تو مولوی محمد فصیح صاحب نے فرمایا کہ ان کا سنت ہونا عند بعض الحنفیہ ثابت کرائیے - اُسیوقت تصانیف حضرت
شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فاخر الدین صاحب الہ آبادی وغیرہ وغیرہ پیش ہوئیں - بعد ملاحظہ اُن کتابوں
کے مولوی محمد فصیح صاحب نے اقرار کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب حق پر ہیں اور ترجیح بلادلیل پاکر اگر کوئی شخص دوسرے
امام کے قول پر عمل کرے تو مذہب حنفی سے خارج نہیں ہوتا - جب تخلیہ میں یہ بات طے ہوچکی تو بڑے حضرت مع مولوی
محمد فصیح صاحب کے مجمع عام میں تشریف لائے وہاں مولوی محمد فصیح صاحب نے باواز بلند پکار کر فرمایا کہ یہ لوگ حق
پر ہیں جو اُنکا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے اور جو ہمارا مذہب ہے وہ ان کا مذہب ہے ہم دو تو ایک ہیں -
اُسیوقت جلسہ برخاست ہوگیا - جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان سے رخصت ہوکر محلہ لودی کٹرہ اپنے
جائے قیام پر تشریف لیگئے تو اُنکے مریدوں نے اور خاصکر اُن لوگوں نے جنہوں نے اُن کو دو ہزار روپیہ دینے کرکے
بلایا تھا بہت شور و غل مچایا اور کہا کہ آپ نے ہنسی کرادی اور پھر اُن کو ایسا دبایا کہ وہ دوبارہ بحث کرنے کو مستعد
ہوگئے اور اُن لوگوں نے یہ چاہا کہ اس دفعہ تخلیہ میں بحث نہ ہو بلکہ سامنے جلسہ عام میں گفتگو ہو اور مولوی اعظم الحق
صاحب اور نیز چند دیگر علماء اسدفعہ اُنکی تائید کیواسطے مقرر ہوئے - آخر مولوی محمد فصیح صاحب مع معاونین یہ ارادہ

بحث تو دوبارہ مولوی الٰہی بخش صاحب کے مکان پر تشریف لائے اور از سر نو جلسہ عام میں بحث ہونی شروع ہوئی چنانچہ
حضرت مولوی فیاض علی صاحب کو اُنکے مقابلے کے واسطے مقرر کرکے آپ وہاں سے علیحدہ ہو گئے ۔ مناظرہ شروع ہوا
مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی حکیم ارادت حسین صاحب کتابیں کھول کھول کر مقامات بحوث عنہ دکھلاتے تھے ۔
الغرض بعد تھوڑی گفتگو کے مولوی محمد فصیح صاحب مثل روز اوّل کے پھر معترف اور مقر ہوئے ۔ اُسوقت اُنکو کہا گیا
کہ آپکا زبانی اعتراف اور اقرار معتبر نہیں ہو اس اقرار کو ضبط تحریر میں لانا چاہیئے ۔ چنانچہ وہ کل مباحث بطور مختصر اُسی
وقت لکھے گئے ۔ جن کا خلاصہ یہ تھا کہ حنفی مذہب الا اگر بوجہ ترجیح بالدلیل کسی حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پر مثل
آمین بالجہر یا رفع یدین وغیرہ کے عمل کرے تو وہ اپنے امام کی تقلید سے خارج نہیں ہوتا ۔ اُسی مجمع میں مولوی محمد فصیح
صاحب نے اُس کاغذ پر مُہر کردی ۔ ہرچند مولوی واعظ الحق صاحب وغیرہ نے شور و غل کرکے اُنکو مُہر کرنے سے منع کیا تھا
لیکن مولوی محمد فصیح صاحب ایسے بیڈھب پھنسے تھے کہ سوائے مُہر کرنے کے اُنکو کوئی راہ مخلصی کی نظر نہ آئی +
اِس قیام شہر پٹنہ میں بڑے حضرت نے ایک اور سنت ادا کی اور وہ یہ ہے کہ وہاں کے شریفوں دستور تھا کہ جب
کہ زوجۂ اوّل زندہ ہے کوئی برادری والا اُسکی دوسری شادی کیواسطے اپنی بیٹی نہ دیتا تھا ۔ اِس رسم خلاف سنت
کے توڑنے کے واسطے بڑے حضرت نے حکیم احمد علی صاحب کی ایک دُختر کی شادی مولوی فرحت حسین صاحب معروف
چھوٹے حضرت سے کرادی حالانکہ چھوٹے حضرت کی پہلی بیوی زندہ موجود تھیں ۔ دوسری لڑکی کی شادی باوجود موجودگی
زوجۂ اوّل کے حکیم ارادت حسین صاحب سے کرادی ۔ یہ دونو شادیاں بھی بڑی دھوم دھام سے ہوئیں اور تمام
برادری جمع کی گئی اور اس رسم بد کو ہمیشہ کے واسطے اُٹھوا دیا +
بعد گذرنے دو برس میعاد مچلکہ کے بڑے حضرت نے وہ مچلکہ واپس لے لیا ۔ اِس ملک ہندوستان میں واپس آنے کا
بڑے حضرت کو نہایت رنج و ملال تھا ۔ اکثر دوپہر دنکو اور راتوں کو زیر آسمان کھڑے ہو کر اور سجدے میں سر رکھکر نہایت
بیقراری اور اضطراب کے ساتھ اس ملک سے نکلنے کی دُعائیں کیا کرتے تھے اور کبھی یہ شعر اپنے حسب حال ترنم فرماتے ؎

اب کے مت نکالو تم مجھے گلستاں سے | میرا دامن بندھے تو باندھ دو گل کے گریباں سے

جب دو برس میعاد مچلکہ کے پُورے ہونے میں چند مہینے باقی رہے تو آپ نے اپنے دولتخانہ کو فرش فروش جھاڑ فانوس
شیشہ آلات سے بہت آراستہ پیراستہ کیا اور اصطبل میں عمدہ عمدہ گھوڑے خرید کر باندھ دیے اور عمدہ عمدہ رنگ کے کبوتر منگواکر
سے کبوترخانہ سجوادیا ۔ دیکھنے والوں کو یقین ہوتا تھا کہ اب آپ خوب دُنیا میں پھنس گئے اب کبھی اس مکان اور
آرایش کو چھوڑکر نہ جاوینگے ۔ لیکن جب میعاد مچلکہ پوری ہوئی آپ یک بیک اِس دولت دُنیا سے ہاتھ جھاڑ کر کھڑے
ہو گئے اور اپنے چند احباب مخلصین کو ساتھ لیکر بارادۂ ہجرت چلدیے ۔ مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی فیاض علی
صاحب کو حکم دے گئے کہ تم اسباب سفر کا تیار کرکے اور گاڑیوں پر لدوا کر مع عیال و اطفال کے چلے آؤ ۔ معلوم ہوتا ہے
کہ آراستگی مکان سے بھی آپ کو اپنے نفس کا امتحان منظور تھا کہ ایسے اسباب طرب و نشاط کو دفعۃً چھوڑ دینا نفس پر
دشوار رہے یا نہیں ۔ آپ پٹنہ سے روانہ ہو کر اپنی زمینداری کے ایک موضع موسوم گوڈھانا میں جو پٹنہ سے سات
کوس جانب مغرب واقع ہے پہنچے اور وہاں ایک ہفتہ تک قیام کیا ۔ اِس عرصہ میں مولوی عبداللہ صاحب بھی مع عیال
و اطفال کے وہاں پہنچگئے ۔ جب شہر والوں کو آپکے کوچ کرنیکی خبر معلوم ہوئی تو صدہا آدمی وہاں جاکر آپ کے شریک سفر
ہو گئے ۔ جب آپ گوڈھانا سے آگے روانہ ہوئے تو قریب اڑھائی سو آدمیوں کے آپکے ساتھ ہو گئے تھے ۔ گوڈھانا سے
چلکر موضع کویلور میں جو سون دریا کے کنارہ پر ہے مقام ہوا ۔ حاجی امام علی صاحب رئیس کویلور نے آپکی دعوت
کی تیاری کی مگر آپ نے اُن سے پوچھا کہ کیا کچھ ستو آپکے یہاں نہیں ہیں اُنہوں نے کہا کہ ہوا یا وغیرہ کے دینے کے واسطے ہم لوگ

اپنے گھروں میں ستو تیار رکھتے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ دعوت کا اہتمام کچھ مت کرو وہی ستو لاؤ۔ اُنہوں نے لاچار ستو حاضر کردیئے۔ آپ نے بڑی بڑی مٹی کی ناندوں میں جو بیلوں کے کھانے کے واسطے وہاں موجود تھیں بعد صاف اور پاک کرانے کے اُس ستو کو اُن میں گھلوا دیا اور تمام قافلہ کو مع اپنے اہل و عیال کے وہی ستو کھلایا۔ وہاں سے کوچ کرکے آپ آرہ پہنچے اور چودھری ہدایت بشیر صاحب کے مکان میں فروکش ہوئے۔ چودھری صاحب بڑے ذی مقدور آدمی تھے اُنہوں نے حسب حیثیت خود بڑے ٹھاٹھ کا کھانا تیار کرانا چاہا۔ بڑے حضرت نے فرمایا کہ اب دوپہر ہوگئی ہے اگر آپ ہم کو آرام دینا چاہیں تو جو میں کہوں اُسکو قبول کیجئے۔ چودھری صاحب نے منظور کرلیا۔ تب آپنے فرمایا کہ کچھ چاول اور دال جو قافلہ کیواسطے کفایت کرے مع ایک دیگ کے ہم کو دیدیجئے۔ چودھری صاحب نے بموجب حکم کے چاول اور دال اور دیگ حاضر کردی۔ بڑے حضرت نے اُسیوقت کھچڑی پکواکر مع اہل و عیال و اطفال خود سارے قافلہ میں تقسیم کردی اور آرام سے سو رہے وہاں سے چلکر غازی پور پہنچے مولوی محمد فصیح صاحب جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے آپکو استقبال کرکے اپنے مکان میں لیگئے اور چند روز تک مہمان رکھا۔ ایکروز مولوی محمد فصیح صاحب نے درخواست کی کہ میرے والد ماجد کی قبر یہاں بہت نزدیک ہے اگر آپ وہاں تک تشریف لیجا کر مراقبہ اور دعا کریں تو باعث کمال مشکوری کا ہوگا بڑے حضرت نے منظور کرلیا اور وہاں تشریف لیگئے اوّل دعا مغفرت کی کی اور پھر مولوی یحییٰ علی صاحب سے قبر پر مراقبہ کرایا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب سے مولوی محمد فصیح کے والد کی مراقبہ میں ملاقات ہو کر بہت سی باتیں ہوئیں۔ منجملہ ان باتوں کے ایک یہ بات بھی تھی کہ ایک کتاب جو مولوی محمد فصیح صاحب کے والد کی رکھی ہوئی تھی اور باوجود تلاش کے مولوی محمد فصیح صاحب کو نہیں ملتی تھی اُسکا پتہ نشان اُنکے والد نے بتادیا کہ فلانی جگہ رکھی ہوئی ہے۔ بعد فراغت مراقبہ کے جب مولوی یحییٰ علی صاحب نے صورت شکل اُنکے والد کی اور پتہ نشان اُس کتاب کا بتلایا اور اُس پتے پر وہ کتاب ملگئی تو مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت اور مولوی یحییٰ علی صاحب کے بڑے معتقد ہوگئے۔ کہ دونوں وقت اپنے ہاتھ سے کھانا لاکر ان دونوں حضرتوں کو کھلاتے اور پس خوردہ کو اپنے گھر میں لیجا کر بطور تبرک آپ کھاتے اور گھر والوں کو کھلاتے +

آپ غازی پور سے چلکر خلق اللہ کو ہدایت کرتے ہوئے ڈیڑھ برس کے عرصہ میں دہلی پہنچے۔ اگر آپکے ہر ہر مقام کے حالات اور کرامات کو بیان درج کروں تو کتاب کو طول ہوجاویگا اسواسطے میں غازیپور سے ہجرت لگاکر اور اس ڈیڑھ سال کے حالات کو قلم انداز کرکے صرف دہلی کا کسیقدر حال سنانا چاہتا ہوں۔ دہلی میں قریب ایک مہینے کے آپ کا قیام رہا کبھی جامع مسجد اور گاہے مسجد فتحپوری میں بروز جمعہ آپ وعظ کرتے۔ دہلی میں آپ کے وعظ کا شہرہ ہوگیا تقریباً تمام اہل دہلی اور اطراف و جوانب سے آکر آپ کے وعظ میں آکر شریک ہوتے۔ مولوی امام علی صاحب جو زینت محل کے اُستاد تھے آپکے مرید ہوئے اور آپکے اوصاف زینت محل اور بادشاہ سے جاکر بیان کیے۔ بادشاہ اور زینت محل کیطرف سے آپکی دعوت کا پیام آیا اوّل تو آپنے انکار کیا مگر بعد بہت سی الحاح اور آرزو کمال زینت محل اور اُنکے اُستاد کے بناچاری آپ نے قبول کیا۔ اُسدن بادشاہ نے دیوان خاص میں اجلاس فرمایا اور تخت شاہی کے نیچے فرش مکلف بچھایا بڑے حضرت مع صاحبزادگان اور اہل قافلہ کے کہ قریب پچھتر آدمیوں کے ہونگے قلعہ میں تشریف لیگئے۔ بادشاہ نے تخت سے اُترکر لب فرش تک استقبال کرکے بڑے حضرت سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور پھر ہمراہی اعلیٰ آپکے ہمراہیوں سے مصافحہ کیا اور پھر تخت کے نیچے جو مسند تکیہ لگا ہوا تھا اُسپر ایکطرف بڑے حضرت کو بٹھایا اور ایکطرف آپ بیٹھے اور باقی سب ہمراہی اُسی فرش پر بیٹھ گئے۔ ہر ایک کے ساتھ معمولی تواضع عطر اور پان کی ادا کی گئی۔ اُسوقت صاحب ریذیڈنٹ دہلی اور دیگر امراء اور عہدہ دار اپنی اپنی جگہوں پر باقاعدہ کھڑے تھے۔ صاحب ریذیڈنٹ اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر مورچھل ہلارہے تھے۔ بادشاہ نے بعد مزاج پرسی وجہ گذران کی بڑے حضرت سے دریافت کی۔ آپنے فرمایا کہ آپ ہی کے بزرگوں کا

عطا کیجے کہ جس سے اسوقت تک گذارہ اوقات ہورہی ہے - یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوئے - اسکے بعد حضرت نے وعظ شروع کیا
پہلے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَہْوٌ وَّ زِیْنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌ الخ اور اسکے معنی بیان
کرکے بے حقیقتی اور بے ثباتی دُنیا کا بیان اس فصاحت سے کیا کہ سامعین کی آنکھوں میں دُنیا اندھیرا ہوگئی - پھر جب
آپ عَذَابٌ شَدِیْدٌ پر پہنچے تو وزیر اعظم نے جھک کر آپکے گوش مبارک میں عرض کیا کہ دوزخ اور عذاب کا بیان بادشاہ سلامت
کے سامنے مت کیجے - بادشاہ کو اس سے رنج پہنچیگا اور یہاں دستور ہے کہ جو عالم اور فاضل وعظ کہنے کو آتے ہیں وہ صرف جنت کا
ہی بیان کرتے ہیں دوزخ اور اسکے عذاب کا بیان نہیں کرتے - مگر بڑے حضرت نے وزیر اعظم کی بات کا کچھ خیال نہ کیا اور ثواب
قبر اور نکیرین حشر اور دوزخ کا بیان ایسی صراحت کے ساتھ کیا کہ جسکو سنکر بادشاہ اور زینت محل اور دیگر شاہزادگان حضار
مجلس بیحد متاثر ہوئے اور زار زار رونے لگے - جب وعظ میں دنیا و دول کی بے حقیقتی کا بیان ہوتا تھا اسوقت بادشاہ نے
کہا کہ میں نے بھی کچھ اشعار ترک دُنیا کی بابت کہے ہیں - اسوقت بڑے حضرت نے یہ آیت پڑھی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا
لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو اور چپ ہو تا کہ تم پر رحم کیا جاوے) اور فرمایا کہ
جسوقت کلام رب العالمین کا پڑھا جاوے تو سننا چاہیے اور اسکے بیچ میں دوسری بات کرنا کمال بے ادبی ہے - یہ بات سنکر
بادشاہ چپ ہوگئے - بعد ختم کرنے وعظ کے بڑے حضرت نے فرمایا کہ اب آپ اُن اشعار کو ارشاد فرمائیں میں اُن کا مشتاق
ہوں - وہ اشعار ایک بند کاغذ پر لکھے ہوئے تھے - رزیڈنٹ صاحب بہادر نے اس بند کو اپنے ہاتھ میں لیکر اشعار پڑھنے
شروع کیے اور ہر ہر بیت پر فرماتے جاتے تھے کلام الملوک ملوک الکلام - اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا - بادشاہ نے
رزیڈنٹ اور وزیر اعظم کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپکو موتی مسجد اور حمام اور ساون بھادوں وغیرہ مکانات شاہی کی
سیر کراؤ - چنانچہ یہ دونوں صاحب بڑے حضرت کے ساتھ ہوئے اور حضرت نے کل ہمراہیوں کو ساتھ لیکر جملہ مکانات شاہی
اندرون قلعہ کی سیر کی - جب وہاں سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر پہنچے تو قریب پچاس خوانوں کے انواع قسم کی نعمتوں
اور کھانوں سے بھرے ہوئے بادشاہ کیطرف سے پہنچے - اس مقام دہلی میں بہت سے شاہزادے اور شاہزادیاں
خاندان شاہی کے آپکے مرید ہوئے - اور مرزا مومن مشہور شاعر اور بہت سے عمائد اور عالم فاضل و درویش و عموم
مومنین آپکی بیعت سے مشرف ہوئے - اُن ایام میں دہلی کے لوگوں میں بابت حلت و حرمت اُلو کے جھگڑا پڑا
ہوا تھا - کچھ لوگ اس جھگڑے والے بڑے حضرت کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور اُلو کی حلت اور حرمت کا فتوی
پوچھا - آپ نے ایک ذو معنیین برمحل ایسا جواب دیا کہ سائلین خاموش ہوکر چلے گئے اور وہ جواب یہ تھا کہ بھائی میں
اُلوؤں کے جھگڑے میں نہیں پڑا کرتا مجھے معاف رکھو ؛

۲۹ تاریخ شعبان المعظم کو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تمام رمضان شریف قلعہ کے اندر تشریف لاکر رہیں - ایک
مکان شاہی آپکے رہنے کے واسطے تجویز کردیا جائیگا اور آپکی تراویح اور وعظ میں ہم لوگ رمضان بھر شریک ہونگے - پھر بعد
عید کے آپکو رخصت کرینگے - ادھر رزیڈنٹ صاحب کا یہ حال تھا کہ ہر ایک ساتھی سے پوچھتے تھے کہ مولوی صاحب کا کیا نام ہے
اور کہاں سے تشریف لائے اور کدھر کو جاتے ہیں - اسواسطے مولوی صاحب نے یہاں زیادہ ٹھیرنا مناسب تصور نہیں کیا اور
بادشاہ کو معذرت کر بھیجی اور اسیوقت دہلی سے کوچ کرکے شام کو جمنا پار اگر رمضان شریف کا چاند دیکھا اور وہاں
سے کوچ کرکے منزل در منزل طے کرتے ہوئے قریب لدھیانہ کے پہنچے - اور کچھ عرصہ تک اپنے منجھلے بھائی مولوی عنایت علی
کے انتظار میں وہاں ٹھیرے رہے - تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی عنایت علی صاحب بھی وہاں آپہنچے اور سب ملکر منزل بمنزل
بمقام ستھانہ ملک یاغستان میں پہنچگئے - سید اکبر شاہ صاحب اور لشکر مجاہدین نے بڑی دھوم دھام سے آپکی پیشوائی کی - جب
ملک ہندوستان میں آپکی دوبارہ ہجرت کرکے جانیکی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ ہجرت کرکے آپکے پاس پہنچگئے - بڑے حضرت نے جب

تعلیم وتلقین اپنے یاروں میں مصروف تھے۔ صدہا آدمی فجر کو مراقب بیٹھتے تھے توجہ دیجاتی تھی۔ پھر حدیث و تفسیر کا سبق ہوتا تھا۔ اسوقت یہ لشکر سلوک محبت ایمانی اور طریقہ نبوی کی تحصیل کی ایک خانقاہ ہو رہی تھی۔ کیونکہ پنجاب میں اسوقت ایک ایسے عادل اور بے رو رعایا گورنمنٹ کی عملداری تھی کہ جس سے کسیطرح مخالفت جائز نہیں ہے اور گو ملک کشمیر کی حالت ابتر تھی مگر مشیانہ سے کشمیر بہت دور پڑگیا تھا اور نیز راجہ کشمیر سرکار انگریزی کی حمایت میں آگیا تھا مولوی عنایت علی صاحب کا مزاج بہت گرم تھا انہوں نے جہاد دو خان کے لیے اپنے بوجہ انکی تمازت کے پھیر چھاڑ کرنی چاہی مگر بڑے حضرت نے ساتھ انکے منظور نہیں کیا کیونکہ اول تو وہ مسلمان اور دوسرے سرکار انگریزی کی حمایت میں تھا۔ یہ بات مولوی عنایت علی صاحب کو ناگوار معلوم ہوئی اسواسطے تین چار سو آدمیوں کو ساتھ لیکر بڑے حضرت سے علیحدہ ہو گئے اور بمقام منگل تھانہ سید عباس کے پاس چلے گئے تھوڑے عرصے میں بڑے حضرت کو عارضہ خفقان ہو کر بماہ محرم ۱۲۶۹ھ ہجری چونسٹھ برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہو گیا تھا جسکی

تاریخ وفات یہ ہے

ولایت علی رہبر دین حق	بماہ محرم چو زیر خاک
بگو از مرآۃ سال وفات	شدہ جلسہ سیر تن بفردوس پاک ۱۲۶۹

بعد وفات بڑے حضرت کے تنجلے حضرت امیر ہوئے مگر ۱۲۷۴ھ ہجری مطابق ۱۸۵۸ء میں انکا بھی انتقال ہو گیا ۱۲۷۴ھ ہجری میں یہاں ہندوستان میں چھوٹے حضرت نے رحلت فرمائی اور اسکے ایک برس بعد ۱۲۷۵ھ ہجری میں شاہ محمد حسین صاحب کا بھی عالم بالا کو وصال ہو گیا۔ تب ہندوستان میں بجائے چھوٹے حضرت اور شاہ محمد حسین کے مولوی یحییٰ علی صاحب مقرر ہوئے۔ اور کام اور درس تدریس وجمعہ جماعت صادق پور اور تھانہ وغیرہ یہ دونوں جگہوں کا انجام دینے لگے اور وہاں تھانہ میں بعد وفات مولوی نور اللہ صاحب اور مولوی مقصود علی صاحب کے مولوی عبداللہ صاحب پسر کلان مولوی ولایت علی صاحب کے جانشین پلنے والے ہوئے جو غالباً اسوقت تک زندہ ہیں ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۴ء کے غدر میں مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب پسران مولوی الٰہی بخش صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب عرف چھوٹے حضرت قید ہو کر کالے پانی پہنچے اور صادق پور کا گل کارخانہ درہم برہم ہو کر مکانات سکونت تمام ان بزرگوں کی کھدوا کر پھنکوا دیے گئے۔ مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب کا وہیں کالے پانی میں انتقال ہو گیا۔ اور مولوی عبدالرحیم صاحب رہا ہو کر ۱۸۸۳ء میں اپنے وطن کو تشریف لائے +

تاریخ وفات مولوی یحییٰ علی صاحب

چونکہ یحییٰ علی ستودہ خصال۔ عالم و زاہد و محدث بود + روح پاکش گذاشت مجلس تن۔ راہ ملک وصال حق پیمود +
ہاتف سال آن از رہ الم۔ رحمۃ اللہ رحمۃ فرمود ۱۲۸۴

تاریخ وفات مولوی احمد اللہ صاحب

چو مرد خدا مولوی احمد اللہ۔ مقیم جزیرہ بحکم نصاری + شب ماہ ذالحجہ دیست و ہشتم۔ ز دنیائے دوں شد بفردوس اعلیٰ +
بتاریخ فوتش ندا کرد ہاتف۔ رہا گشتن مومن از سجن دنیا ۱۲۹۸

تاریخ رہائی اسیران از جزیرہ پورٹ بلیر

تنے چند از عظیم آباد پٹنہ
از ایشان چند کس مردند در قید
یکے ز آن مولوی عبدالرحیم است
نظیرش کم تواند یافت انکس

کہ بودند اہل علم وفضل ماہر
رہا گشتند باقی ماندہ آخر
کہ وصف او نگنجد در دفاتر
کہ باشد در فن تاریخ ماہر

حروف صدیان سال ہجری
پر ایشان با عبور بحر پُر شد
بحکم داورائے قیصر ہند
چو کردم فکر تاریخ رہائی
پس از طول زمن الحمد للہ

سنین عیسوی از شعر ظاہر
چو شد حکم دوام حبس صادر
کہ وارد بر رعایا حکم آخر
مرا بیتے خوش آمد بخاطر
رہا گشتند اسیران جزائر

ملک ہندوستان میں عمل بالحدیث کا چرچا اسی گھر سے شروع ہوا۔ مگر حضرت ولایت علی صاحب و دیگر بزرگ
بالعموم حنفی المذہب قائل ترجیح بالدلیل کے ہیں۔ یہ لوگ اپنے تئیں اہل حدیث غیر مقلد نہیں کہلاتے بلکہ اپنے تئیں
پکا حنفی المذہب جانتے ہیں۔ کل مسائل حنفیہ پر جب تک کہ مخالف کسی حدیث صحیح غیر منسوخ کے نہ ہوں عمل کرتے ہیں
صراط مستقیم اور تنویر العینین سے سید صاحب و حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ
کسی غیر مقلد یا مقلد کو برا نہیں سمجھتے۔ ان کا اصل مطلب یہ ہے کہ بذریعہ سلوک راہ نبوت یا ولایت کے توحید و تبتل
تنقیت میں پہنچ کر اللہ کی محبت کو حاصل کرنا چاہیئے۔ سو محبت الٰہی کے حاصل کرنے میں مقلد اور غیر مقلد دونوں مساوی ہیں اسی
واسطے اس گروہ میں مقلد اور غیر مقلد دونوں داخل ہو کر تکمیل سلوک کرتے ہیں اور کوئی ایک دوسرے کو برا نہیں جانتا۔ یہ
بزرگ اللہ کی راہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ باوجود خاندانی ہونے کے انکی وضع گذران بہت سیدھی سادی اور تکلف سے
خالی تھی۔ انہوں نے اپنے مواضعات کی آمدنی کو کبھی اپنا روپیہ نہیں سمجھا سب کو اللہ کا مال جانتے تھے۔ ہمیشہ صدہا
طلبا و مسترشدین انکے پاس جمع رہتے۔ جو دال بھات وغیرہ اہل قافلہ کے لیے پکتا وہی یہ بزرگ و انکے گھر والے بھی
کھاتے تھے۔ جب مولوی عبد اللہ صاحب اور مولوی ہدایت اللہ صاحب اور مولوی عبد الرحمن صاحب پسران مولوی
ولایت علی صاحب اور مولوی عبد الرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب کی شادی ہوئی تو ایک جوڑا بھی نیا
کپڑا دولہا یا دولہن کیواسطے کبھی تیار نہیں ہوا۔ پرانے کپڑوں کی مرمت کراکے پہنا دیا کرتے تھے۔ ان بزرگوں کے وقت
میں خیر و برکت بھی عجیب قسم کی تھی۔ فصل کے وقت کچھ غلہ خرید کر کوٹھیوں میں بھر دیا جاتا تھا جس کوٹھی میں
تخمیناً پندرہ یا بیس من غلہ ہوتا اسمیں سے روزانہ پانچ چھ من غلہ دونوں وقت خرچ ہوتا اور پھر دو دو اور تین
تین مہینے تک وہ کوٹھی خالی نہ ہوتی۔ باوجود اس کثیر خرچ کے ڈھائی تین سو روپے کا غلہ فصل بھر کے واسطے کافی
ہوتا تھا۔ ماہ رمضان میں ایک یا دو بار اس گروہ کے تمام مرد عورتوں کی ان حضرات کے ہاں دعوت ہوتی
قریب پندرہ سولہ ہزار مرد و عورت کے دعوت میں جمع ہوتے۔ لیکن کھانا چھ سات من سے زیادہ نہ پکتا تھا۔
جب کھانا پک کر تیار ہوتا تو آپ قبل از تقسیم تشریف لا کر دیگوں کو اپنے ہاتھ سے کھولکر ایک ایک لقمہ اسمیں سے
تناول فرماتے اور اپنے پس خوردہ کو دیگ میں ڈالکر اسکے منہ کو بند کرا دیتے اور برکت کی دعا کرتے اور پھر تاکید کر دیتے
کہ دیگوں کا مونہہ کھلا نہ چھوڑنا۔ تب تھوڑا سا مونہہ کھولکر کونڈوں میں ڈالکر کھانا تقسیم ہونا شروع ہوتا پھر
اُس میں ایسی برکت ہوتی کہ اُس کھانے سے پندرہ سولہ ہزار آدمی سیر ہوکر کھا لیتے اور کھانا بچ رہتا جو اہل
محلہ اور قرابت داروں میں تقسیم کیا جاتا +

بڑے حضرت یعنی مولوی ولایت علی صاحب کی مذہبی تصنیفات بھی بہت ہیں۔ اربعین فی احوال المہدیین
کے جامع بھی آپ ہی ہیں۔ ایک مشہور رسالہ موسوم عمل بالحدیث بھی آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ تیسرا رسالہ موسوم
تبیین الصلوۃ بھی آپ ہی کی یادگار ہے۔ آپ شاعر بھی بڑے تھے بالبدیہہ شعر کہنے میں آپ لاثانی تھے۔ ایک دفعہ
لوگوں نے شب برات کی عیدی کی آپ سے درخواست کی۔ آپنے دو عیدیاں اسیوقت لکھکر حوالہ کر دیں ایک یہ عیدی تھی

آئی شب برات کرو رب سے تم دعا   مُردوں کو میرے بخشدے زندوں کو دے غذا
پڑھنا نماز رات کا ہرگز نہ بھولیو   جب روز ہوئے روزہ کرو رب کا تم ادا

دوسری یہ ہے عیدی

آئی شب برات کھلے بدعتوں کے در   مُردوں کو آج حلوا کھلاتے ہیں گھر بہ گھر
دیپک چھچھوندریں چراغان و پھلجھڑی   مثل ہنود طرز دوالی ہے سر بسر

حصۂ پنجم

مجموعۂ مکاتیب احمدی

سیّد صاحب کے مکتوبات بھی ویسے ہی پیش پیش اور بے ترتیب اور اکثر بلا تاریخ تحریر کے ہیں جیسے آپکے سوانح۔ اُس نسخے مکتوبات ہیں جسمیں سے مینے یہاں یہ مجموعہ مکاتیب لکھا ہے۔ مولانا محمد اسمٰعیلؒ صاحب کے بعض خطبے اور روزمرہ رپورٹیں کارروائی اور نیز بعض سے خطوط مرسلہ رؤسا و خوانین بنام سید صاحب اور نیز سید صاحب کے کرر سہ کرر خطوط ہم مضمون ایک ہی رئیس کے نام اور قواعد مراقبہ و مشاہدہ اور کرسی نامے پیشوایان طریقت وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ جیسے بعد اُس نسخے کا ملاحظہ کرکے بجملہ کل متفرق تحریرات کے جو اسمیں شامل ہیں۔ صرف ساٹھ مکتوب جو لُب لُباب اس مجموعے کے یہاں شامل کرکے اصل نسخہ اُسی مالک کو واپس کر دیا۔ اب اس نسخے میں کوئی عبارت یا مضمون ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ آچکا ہو۔ اور چونکہ یہ مجموعہ مکاتیب احمدی ہے اسواسطے میں نے غیروں کے خطوط اور خطبے و کرسی نامے وغیرہ اِس میں شامل نہیں کیے ۔

نمبر(۱) مکتوب از جانب سید احمد صاحب بنام مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی از مکہ معظمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از فقیر سید احمد بجناب خلائق مآب حضرت صاحب محی السنۃ قامع البدعۃ حجۃ اللہ علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین شاہ عبد العزیز صاحب دامت برکاتہم۔ بعد عرض سلام مسنون و تقدیم تعظیمات و تکریمات و آداب باخلاص عقیدت سمات معروض آنکہ۔ الحمد للہ کہ فقیر و تمام قافلہ بخیر و عافیت تمام در مکہ معظمہ از آخر ماہ شعبان تا وقت تحریر در آں بلدۂ امین مقیم۔ و بعد از حج عزیمت زیارت مدینہ منورہ داریم اللہ تعالیٰ بعنایت خود حج مبرور و زیارت بقبول نصیب فرماید۔ امیدوار ادعیۂ وافیہ متبرکۂ آنجناب ہستیم بفضل اللہ تعالیٰ درین سفر سعادت اثر بشارات و عنایات رفیعہ از درگاہ حضرت رحمان جل شانہ این فقیر یافتہ است پارۂ ازاں کہ اینوقت ضبط آن بقید تحریر میسر است بنابر تفریح خاطر مقدس آنجناب و سائر برادران مؤمنین کہ بسامعۂ ایشان رسد عرض میدہد۔ درین عرضہ ہم اظہار نعمت او تعالیٰ است کہ صورتے از صور شکر است و مرافعہ این عرضہ بنابر آنست کہ از برکت جناب سامی از جنس عنایات بر حال فقیر ابتداء آغاز شدہ در ترتیب و سلوک عنایتہا مبذول گردیدہ و دعا فرمودہ اند بفضل او تعالیٰ نوبت بہ اینچنین معاملات رسیدہ و امیدواری ادعیہ وافیہ علی الدوام ہست تا کہ حق تعالیٰ بمقصد اعلیٰ و مطلب اسنیٰ رساند و ہدایت و رحمت عامہ کہ شامل جماہیر خلائق گردد جہراً بروئے کار آید پس منجملہ آنہا اینست کہ در تہیۂ اسباب روانگی از وطن خود بودم و مشاغل کثیرہ بداد و ستد وغیرہ بسیار رو بکار میماند تا کہ از صبح نوبت بہ نیم شب میرسد در ہماں ایام شبے بچنیں کارے در خانہ خود مشغول بودم و مکان نو تیار مختصر از سعی و تردد برادران مؤمنین بامداد و اعانت ایشان برائے نیک مکان بنا شدہ بود در ہماں مکان بودم کہ ناگاہ روحانیت آں مکان نمودار شد بر دیدن من بکمال اندوہ گرفتار و ملال بسیار گریاں ایستادہ چیزے دیگر از مخلوقات آلہیہ غیبیہ ہم ہمانجا ظاہر بود روحانیت مسطورہ بسبب اندوہ و اضطراب خود مخاطب آں چیز دیگر شدہ گفت کہ فردا آقائے ما مارا گذاشتہ خواہند رفت و گریہ بسیار بروئے غلبہ کردہ بود کہ قلقش در من نیز اثر کردہ و مرا ہم گریہ آوردہ با مالک حقیقی خود ہم این بندۂ کمینہ را دراں زمان حالتے و وقتے خوش بود بجناب او تعالیٰ عرض کردم کہ این ہمہ انس و الفت این روحانیت از فضل تست والا مثل من ہزار ہا بندہ عاجز اند کہ کسے آنہا را نمی پرسد و مکان ہا را گذاشتہ میروند و آں مکانہا بدردمی آیند و پروائے نمیکنند۔

این الست و الفت او بنا بر فضل تست و فی الحقیقت این محبت با تست و مکافات و تسکینش تو خود فرما مرا حکم شد که بابے بگو که ترا بجنت خواهم برد و این خطابے هم می شنید لیکن من هم حکم بجا آوردم و بابے این بشارت گفتم خوشوقتے آسوده گردید و تسکین گرفت و روزیکه از دلستور روانه شدیم و در کشتی ها سوار میشدیم چنان مفهوم گشت که کشتی فلانے از تن شتهها غرق خواهد شد و در آن کشتی از اسباب مردم بار شده بود برائے این تعبیر کشتی دیگر غیر آن معین شده دانستم که اگر تقصیرے خواهد بود پس من هم بوجہے هر چند غفلتے شده باشد در آن تقصیر شاملم آمادگی سواری خود در آن کشتی نمودم از جانب غیب ارشاد شد که الحال آنرا غرق نخواهم کرد ـ شکر الٰهی ادا کرده گذاشتم الحمد للہ که همه بسلامت و حفاظت رسیدند و هرگاه از کلکته روانه شده دریائے شور رسیدم و آثار دریائے شیرین منقطع گردید روح دریائے شور بکمال هیبت و شوکت و دبدبه و طمطراق که حق تعالیٰ او را اعطا فرموده است پدیدار گشته با فقیر ملاقات کرد و بمقابله و مواجهه استاد و الفاظ کلامش بیاد نمانده اما اینقدر محفوظ است که رعب و هیبت خود می نمود و درخواست می کرد که التجائے و تضرعے و انکسارے پیش او کرده شود چونکه گاہے او را ندیده بودم و او بکمال شوکت و بزرگی پیش آمد از شوکت و هیبت آن متعجب شدم اما در آنجا بخیال مشاهدهٔ ذوالجلال جل شانه هم حاصل بود هرگز غیبتے و غفلتے از آں سو نبود چون عیش دیدم و درخواست او معلوم کردم رعب و ترس آن اصلا در نفس من اثر نه کرد و پروائے آں ننمودم و در جواب آن گفتم که من و تو هر دو بندهٔ خدا تعالیٰ هستیم مرا از التجا بتو چکار هرگز بسوئے تو التجا نخواهم برد بلکه تو و من و آسمان و زمین مو مور چها بدست قدرت مالک خود یکسان هستیم و مدح و ثنائے و عظمت و کبریائی حضرت حق جلت عظمته بیان نمودم آن روح این بیان شنیده از مواجههام رفت اما شادان معلوم می شد و آن وقت که جهاز بمقامی رسید که به قاب و قمری معروف است و آن مقام مشهور است که در جهازها تزلزل و خطرات بسیار می شود و جائے مخوف است در جهاز ما هم جنبشے پدیدار گردید مردمان را بسبب دوران و غیره اضطرابے و رنجے پیدا شد باوجودیکه جهاز ما بس فراخ و پهنا و گران بود حتی که در جاهائے دیگر سر مردمان نشسته را هرگز محسوس نمی شد آنوقت تجلی نمودار شد که از جانب معرفت و ارشاد شد که اگر ترا غرق کنم چه خواهی کرد و کدام کس خواهد برآورد عرض کردم که خداوندا اگر غرق شدن من پسندیده تست و مرا غرق کنی و تمام عالم مرا خواهد که بگیرد و برآرد و دستگیری من کند هرگز راضی برآمدن نیستیم و دست خود بدست کسے نخواهم داد ـ کیفیتے که به تبسم توان گفت نمودار شده فرمود که ترا غرق نخواهم بود ـ چونکه جهاز محاذی بندر عدن رسیده لنگر کرد و آن روز پنجشنبه ناخدائے جهاز از جهاز فرود آمده به بندر مذکور گرفته و این فقیر درخواست نزول از جهاز کرد که فردا روز جمعه است و این زمین عرب است نماز جمعه در اینجا گذاریم و فقیر را تردد ے بود که احیانا اهل قافله را خصوصا زنان را به سبب غیبوبت فقیر رنجے و تعبے خواهد رسید در فرود آمدن خود متردد بودم شب جمعه مرکبے دیگر بنظر آمد و آن تردد دور بین میدیدم و اندیشه آن بود که مبادا قزاقان و قطاع الطریق باشند و مسموع شده بود که گاہے قزاقان و قطاع الطریق بر مسافران یورش مے کنند و غارت می نمایند اینمعنی خلجان خاطر گشته بود حفاظت و صیانت هر حال مرجو و مدعو از جناب ایزدیست و در فرود آمدن از جهاز تردد زاید بهم رسیده بود که از بارگاه بے نیاز مطلق ارحم الراحمین جلشانه بشارتے یافتم باین مضمون که تو بعدن برو و اینها را بر ما بگذار یا بسپرد ما کن و درین بشارت هر چند اهل قافله که در آن جهاز بودند همه شامل بودند لیکن خصوصیت اقربا و لواحق این عاجز زیاده از دیگران در آن بشارت فهمیده می شد صباح جمعه که بزورق سوار شده متصل کوه عدن بکناره رسیده بعد ادائے چند رکعت نفل دعاها کردم بحمد الله اجابت آن سو متوجه بود و فرد ها رسید یکے از جانب غیب بحال کسانیکه همراه فقیر بودند عنایت خاصه بطورے متوجه شد که آنرا به پوشانیدن خلعتهائے فاخره که از خوشنودی و رضائے وافره است تعبیر توان کرد و این حقیقت مشاهدهٔ فقیر بتفصیل شد

برحمتے تدریجاً از اینہا بجا زماں حج کہ دراں جہازے سوار بودند من بعد بسائر سواران جہاز کہ اہل قافلہ ما بودند من بعد تمام
مبالغان بر دست فقیر متوجہ شدہ کہ مضمونش بخشش و غفران بود ہمہ اینہا مفہوم میگشت و سابق ازیں دعائے بزبان فقیر
اجرا فرمودہ بودند کہ حاصلش ایں بود کہ ایں دیار و ملک و جوار تو و پیغمبرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ما بفضل خود بدینجا رسانیدہ
پس عنایتے فرما الفاظ بعینہا محفوظ نیست فاما ہمچنیں بود بعد ازانکہ ایں معنی معروض گردید اجابتش ظاہر شد و نیز نشر
ہدایت در ملک عرب از دست فقیر و رسیدن آثارش تا اقالیم روم بر دمان ثمرہا برسید و بشارت خاصہ در حق ایں فقیر
چناں بود کہ بکمال محبت و مودت خاص ارشاد شد کہ تو ہر جا کہ خواہی بود پدر ما ہستی و مطلبش چناں می فہمیدم کہ چناں عہد
و پرداخت بپاس خاطر و تعہد و تکفل ہر کار وعدہ کردہ بود مقتضائے عموم و فرط کرم آنکہ نمایاں می باشد ہمچنیں آں اکرم الاکرمین
جل مجدہ حسب عظمت و علو شان در حق ایں فقیر وعدۂ احسان و اکرام فرمودہ و در منیٰ قریب یکماہ توقف شد مردمان بسیار
در آنجا بیعت می کردند روزے پیرمردے کم بین و ساقط القویٰ آمدہ بجناب ایزدی التجائے عجیب میکرد و شرمندگی نمود
و ترس از معاصی و ذنوب میگفت باعتقادے کہ مالک القلوب در آں ایام در دلش راسخ بود و توسط و توسل ایں فقیر
می نمود و درخواست دعا می کرد و جوش رحمت الٰہیہ در آنوقت در آں بحال آں پیرمرد کہ صراحۃً معائنہ می شد کہ ازانجانب
سعادات الٰہیہ فوراً بر دند تا آنکہ عموم و شمول آں معلوم می شد تا آنکہ در جوش رحمت دریافت شد کہ ہر کہ امسال حج خواہد کرد
بسبب تو بنا بر آں کہ تو در آنہا خواہی بود ہمہ را بخشیدم و چوں بہ محاذی یلملم رسیدہ و استعداد احرام کردیم فقیر غسل می نمود
و چندے از رفقا غسل می دادند و اعانت در آں کار میکردند مغفرتے و بخششے در حق ہمہا کہ ایں عمل می نمودند معلوم شد
کہ ہمہ آنہا آمرزیدہ شدند من بعد کہ وقت تلبیہ رسید شخصے دراں مجمع سبقت کردہ و تلبیہ آواز خود را بلند ساخت عنایتے
باین معنی در رسید کہ ہر کہ پیش از تو تلبیہ می گوید تلبیہ اش را ما می شنوم۔ و روز حصول شرف سعادت دخول در مکہ معظمہ
ہر گاہ کہ از بیر ذی طوی گذشتہ متوجہ گدا شدیم تا ازاں راہ در آئیم حالتے عجیب بریں فقیر بود کہ شرحش متعذر است طاری
و ملہ دار بود حتی کہ بر ہمہ حضاران آں واقعہ اثرش نمایاں می شد لبیک کہ میگفتیم و ایں گفتن مخاطبہ و مشافہہ صریح بود و ایات
و قبول آں میدیدیم و در دعائے آنوقت فتحے شدہ بود کہ بخوبی تمام مطلب عرض میکردم در آں حال ایں مضمون بتعبیر عجیب
از زبانم آسان شد کہ مردم جماعتے گنہگار و شرمندہ از بلاد دور دست بحرم و مامن تو رسیدہ اند و اینہا را امن آوردہ ام
و چنیں و چناں خواہند در آں حال عجیب بشارت حیرت افزا پیش آمد بایں کیفیت کہ اینہا را چہ گفتہ آید یعنی اینہا خود مستحق
کمال رحمت و عنایت اند و خصوصیتے می دارند اشارتے رحمانی بود کہ شرح و تفصیلش ہمین است و ایں لفظ یاد است کہ
ما خود از ہند گرفتہ تا اقصائے بخارا بخشیدیم و آمرزش فرمودیم من بعد در خاطر وہم رسید کہ آیا ایں عنایت مختص باحیات
یا اموات ہم داخل اند گویا رحمتے متوجہ بتعبیر شدہ مبالغت از آں میکنند کہ تخصیص اگمان مبر رحمت عامہ اخاص مکن۔
من بعد دیدم کہ مردگان نیز آمرزشے رسیدہ بود و آنانکہ بر بخے گرفتار بودند رہائی و مخلصی یافتہ خوشوقت می شدند و ایں
مغفرت عامہ بتمام مومنین رسیدہ ہر کہ در دل ایمانے گو ضعیف شدہ باشد ازیں مغفرت محروم نماندہ در لیلۃ القدر رمضان
شریف دعاہا بسیار عموماً و خصوصاً کردہ شد و اجابت را متوجہ آں دعاہا دیدم کہ ہمہ را قبول در رسید حق تعالیٰ آثار آنرا
بوقوع آوردہ جلوہ گر فرماید ہمہ مسلمین بدیدن آں مسرور و شاداں شوند و مسرت خاطر اقدس آنجناب ہم کہ ایں
عرضی بمسامع شریفہ خواہد رسید متوقع و مرجو است چہ اینہمہ بشارات اند و ثمرات و توجہات جزیلہ و ادعیہ جلیلہ آنجناب
است و آیندہ را ترقیات ببرکت ادعیات ذاکیات امیدوارم و رجائے واثق است کہ دعاہا فرمودہ باشند و فقیر و تمام معتقدین
مخلصین در اماکن و اوقات متبرکہ دعاہا میکنند اللہ تعالیٰ اجابت فرماید۔ انہ علی کل شیء قدیر و بالاجابت جدیر۔
زیادہ بجز آداب چہ عرض نماید۔ والسلام والاکرام

نمبر(۲) نقل خط مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اسمی منشی نعیم خان صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ منشی صاحب عالی مراتب زبدۂ اہل اخلاص خلاصۂ ارباب اختصاص سلمہ اللہ تعالیٰ و نزول علیہ برکاتہ
فی الدنیا والآخرۃ ۔ از فقیر عبدالعزیز بعد از سلام مسنون با دعائے مکرون بر ضمیر صفا پذیر واضح و لائح باد کہ رقیمۂ بہجت
ضمیمۂ ایشان مع خط میر سید احمد صاحب نفع اللہ بہ المسلمین بملاحظہ درآمد و سوال نیز مفصل دریافت شد ۔ صاحب من
ہمیں قسم قصہ در وقت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بعضے یاران ایشاں را پیش آمدہ بود کہ علو مراتب خود بر
ایشاں مکشوف می شد و وعدہ ہائے دور دراز از غیب بر ایشاں وارد می شد ۔ مردم ہمیں استفسار نمودند ۔ سید الطائفہ فرمود
کہ تلک خیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ یعنی ایں خیالات بے اصل نیست یعنی از جانب خدا برائے تربیت طفلان طریقت
کہ تابع شخصے می شوند و آنہا را دعوت بسوئے خدا می کنند اتفاق شود مانند آنکہ طفلے را کہ در مکتب می برند استاد او یا
مادر یا پدر او را مواعید عمدہ می دہند کہ برائے تو خلعتے ساختہ ایم و شیرینی آمادہ کردہ ایم و فلاں نعمت بتو خواہیم داد و
از تو بسیار خوش و خورم ہستیم و لوح سیمین در کنار تو خواہیم نہاد و علی ہذا القیاس از کبرا و اولیاء سابقین مثل غوث الاعظم
قدس سرہ و دیگر بزرگان وعدہ ہائے مغفرت و رحمت تابعان و مریدان و بطفیل ایشاں نظر رحمت بر سائر خلائق منقول
شدہ و آں ہمہ وعدہ ہائے صادق برآمدہ و در حدیث مشہور وارد شدہ در حق ابدال ایں امت کہ دریں امت ہیچ زمانہ
از اں خالی نمی باشد کہ بہم یمطرون اہل الارض و بہم ینصرون و بہم یرزقون ۔ یعنی مردم زمین بطفیل
ایشاں باران می یابند و نصرت و رزق حاصل می شود پس چہ تعجب است کہ میر سید احمد را بعضے ازیں مراتب حاصل
شدہ باشد و بالقائے معاصران ایشاں را اثرے ازاں رسیدہ باشد غرضکہ انکار ایں معنی خوب نیست بلکہ انتظار باید
کشید کہ حق تعالیٰ آثار ایں مواعید را بر منصۂ ظہور جلوہ گر سازد پس ہمہ صادق اند زیادہ بجز ترقیات دارین چہ نویسد ۔

نمبر(۳) اعلام از جانب امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ سپاس بے قیاس و ستایش نیاز آساس مر حضرت خداوندی را سزد کہ عظمتہ و عمت رحمتہ کہ مومناں
پاک و مسلمانان چست و چالاک را بفرمان واجب الاذعان فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ
مخاطب فرمودہ و منافقین بدنہاد و معاندین پر فساد را بوعید شدید قل لن تخرجوا معی ابداً انکم رضیتم بالقعود
اول مرۃ فاقعدوا مع الخالفین ۔ معاتب نمود ۔ و ہزاراں ہزار بلکہ بے عدد و شمار از اصناف درود و سلام
بانواع خضوع و اکرام بر رہنمائے جمہور انام و پیشوائے ہر خاص و عام کہ باولائے مضمون نعمت مشحون آیۃ وافی ہدایۃ
یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماوٰہم جہنم وبئس المصیر مامور است و باجرائے مفاد حکمت
بنیاد کریمہ سیاست فخیمہ لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبہم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک
بہم ثم لا یجاورونک فیہا الا قلیلاً ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلاً ۔ موعود برکاف و آل و اصحاب
و سائر اتباع و احباب کہ بتحسین شرافت آئین و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ مشرف
گردیدند و بکلام بشارت التیام و اخری تحبونہا نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المومنین ۔ مبشر
اما بعد می گوید بندۂ پروردگار خادم دین سید الابرار خیر خواہ کافۂ مسلمین ملقب بامیر المومنین کہ ایں اعلامے است
عام بخدمت جمیع اہل اسلام خواہ اشراف کرام باشند خواہ اجلاف گمنام ۔ خواہ از علمائے کبار باشند خواہ از عوام خاکسار
خواہ از اراکین ذوی الاقتدار باشند خواہ از مساکین ذوی الاضطرار مشتمل بریں معنی کہ مقصود خالق ایں جہان از خلقت

نوعِ انسان اشتغالِ ایشان ہست بعبادتِ رب و اطاعت بندِ عرب نہ استغراق ایشاں در مشاغل لہو و لعب و محافل
نشاط و طرب - اصل کمال لایزال تحصیل رضائے رب ذوالجلال است نہ تکمیل مناصب جاہ و جلال و ترفیع مراتب
دولت و اقبال و تطویلِ وسادہ امانی و آمال و توسیع خزائنِ مال و منال - سرمایۂ سعادات جاودانی و راحتِ دو جہانی
تحصیلِ مدائح وجاہت و جلالت ہست بحضورِ مالکِ دیان و مالکِ زمین و زمان نہ امتیازِ نام و نشان در میان
اخوان و اقران - ہر چند شعار بندگانِ عبودیت کیش و پرستندگانِ انقیاد اندیش ہمیں ہست کہ در ہر حال باطاعت
مالکِ لایزال موصوف باشند و در ہر آن تحصیلِ رضائے خالق مکین و مکان مصروف و بہر او دل و جان بمحبت خلاق
انس و جان مشغوف مانند و با ایثارِ محبت او بر محبت ہر محبوب و ترجیح طلب او بر طلب ہر مطلوب - در میان ابنائے
دنیائے دوران معروف (قال اللہ تبارک و تعالیٰ) - اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ
وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَہُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (و قال اللہ تعالیٰ)
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَہُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا
لِّلّٰہِ ۝ اما حصول ایں مرتبۂ اخلاص و منصبِ اختصاص بہ نسبت جمیع افراد عالم و آحاد بنی آدم متعسر الحصول بل متعذر الوصول
است لیکن بر ذمہ ہر خاص و عام کہ مدعی دینِ اسلام باشد انیقدر لابدی است کہ در وقتِ معارضۂ نور و ظلام و مقابلۂ کفر
و اسلام غیرتِ ایمانی را کار فرمایند و بمقتضائے حمیتِ اسلامی عمل نمایند کہ ہر کہ در امثالِ ایں احوال ہم جانِ خود را در
مقامِ انصار حق مشارک نگرداند بیشک مراتب نفاق و شقاق خود را بدرجۂ قصوی رساند و ہر کہ درین صورت نیز از
تائید دین پہلو تہی کرد لاریب داغ مخالفت رب العالمین بر جبینِ فساد آگین خود زود ہر کہ برین تقدیر ہم ازین معرکہ
روپوش گردید یقیناً جانِ خود را از دائرۂ ایمان بیرون کشید قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُکَ الَّذِیْنَ لَا
یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُہُمْ فَہُمْ فِیْ رَیْبِہِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ (و قال تعالیٰ)
وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِیُؤْذَنَ لَہُمْ وَقَعَدَ الَّذِیْنَ کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ و ہر کہ در مقدمۂ دین ملک علام انتظار غلبۂ جنود
اسلام کشید بالتحقیق در درکات متربصین لئام و مترقبین بد انجام رسید - قال اللہ تبارک و تعالیٰ ہَلْ تَرَبَّصُوْنَ
بِنَآ اِلَّآ اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِکُمْ اَنْ یُّصِیْبَکُمُ اللّٰہُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِہٖٓ اَوْ
بِاَیْدِیْنَا فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ و آنچہ در دلِ خداع منزلِ اہل شک و ریب ارباب مکر و فریب
خطور میکند کہ بہم رسیدن اسباب حرب و جنگ از جنس توپ و تفنگ اجتماع عساکر ہزاراں ہزار و قرابینِ بے عدد
و شمار از شروطِ اقامت جہاد است - و فقدان آں باعث عذر عبار - پس ایں خیالے ست پر اختلال و وہمے است
سراسر باطل و محال زیرا کہ حاکم عظیم و امر حکیم در باب جمع ادوات مقابلہ و اعداد آلات مقاتلہ ہمیں قدر فرمودہ
وَاَعِدُّوْا لَہُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ الخ و نفرمودہ وَاَعِدُّوْا لَہُمْ مِثْلَ مَا اَعَدُّوْا لَکُمْ بلکہ
فرمودہ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا الخ و در باب جمع عساکر فرمودہ کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً
کَثِیْرَۃً بِاِذْنِ اللّٰہِ و نیز فرمودہ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ ۝ اِنْ
یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ وَعَلَی اللّٰہِ
فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ و نیز فرمود یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔
و نیز فرمود فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ و ہمچنیں بعضے از
ابلیس کیش و درویشان تلبیس اندیش بنا بر اغوائے تلامذہ و مریدین بلکہ اضلال جماہیر مسلمین یا بپاس خاطر امراء

ظالمین بنیابت عن الدجاجلة والشیاطین داد تزویر ریب آمیز در قالب تذکیر فریب انگیز می دہند۔ و نیز بسا از شیاطین ناسموع در ضمن چندے از کلمات نامطبوع بر مخاطبین القا و در غائبین افشا می کنند کہ جہاد لسانی افضل از جہاد سنانی۔ و جہاد نفسانی اکمل از جہاد جسمانی۔ تادیب عباد اولیٰ از تخریب بلاد۔ ترغیب موافقین اعلیٰ از ترہیب مخالفین۔ تعمیر مساجد بہتر از تغیر مفاسد۔ مواصلۂ حبیب خوشتر از مجادلۂ رقیب۔ مکالمۂ دل رُبایان الذ از مقاتلۂ سیف و سنان۔ مجالست محبوب اعز از مخالفت مغضوب۔ منادہت احبا النفس از ملازمۂ اعدا مسامرۂ محاجنہ انفع از محاصرۂ مسافہ۔ مواسات مصائب جموع مساکین انفع از مقاسات متاعب جنود شیاطین امثال آں از نشئہ تفضیل ہست و دعاوی بے دلیل۔ قال اللہ تعالیٰ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔ (وقال تعالیٰ) اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (وقال تعالیٰ) یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ہ (وقال اللہ تعالیٰ) اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَاجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ یُبَشِّرُھُمْ رَبُّھُمْ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّھُمْ فِیْھَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ط اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (وقال) قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْکُمْ اِنَّکُمْ کُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِیْنَ بالجملہ تفضیل جنود مجاہدین بر جموع قاعدین منصوص آیات قرآنی است و مدلول بینات فرقانی۔ و معارضۂ آں بوسوسۂ باطل از وسمۂ صدق عاطل ناشی محض از تخیلات نفسانی ست و تسویلات شیطانی (قال اللہ تبارک و تعالیٰ) لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ہ دَرَجٰتٍ مِّنْہُ وَمَغْفِرَۃً وَّرَحْمَۃً وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ہ پس ہر کہ مساعی جہاد را تقبیح کند یا مشاغل دیگر را ترجیح دہد و در خدمتگذاری حق سُست باشد و در پاسداری غیر حق چُست و بر تحقیر قرآن جری شود و در غیر ادیان صبور و با اہانت معاندین نفسانی مسابقہ کند و در اعانت اعانۂ مجاہدین مساہلہ پس ہمو نست آثم و گنہگار و ظالم و ستمگار و از بارگاہ حق مطرود و مردود و بوعید شدید رُبَّ تالی القرآن و القرآن یلعنہ و رُبَّ مُصَلٍّ و الصلوٰۃ یلعنہ موعود۔ (وقال اللہ تعالیٰ) قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِاقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (وقال تعالیٰ) اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَاجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ہ ایم دست بکار و دل بیار و لبان سر آزاد سبز در خزان و بہار ہر زمان و مکان آئینہ دار جمال لایزال نہ تختۂ مشق و ارادت فراق و وصال دعائے مراتب جانفشانی و اظہار مصائب پریشانی ما کہ در وادی و دشت سرگردانیم و در تماشی کوہ و دشت بے سر و سامان جان در بدن داریم و نہ سر بر تن جگر پاش پاش و دل فاش فاش سینہ چاک و دوستان غمناک کہ دست بدامان حبیب

دست دیگر گریبان غیبت امثال آن از حکایات جور و لطف و شکایات عشق و شور آن هم در گوشهٔ عافیت بوده‌ایم و خیال
فقط شنیده قیل و قال و در میدان مردآزما سر بسر ثبوت صد مقال و ظهور حقیقت حال آنهمه حرف بانی ست و انهمه جانفشانی
همه حکایات ست و اخبار و این سر بسر صداقت و اظهار آن همه تکلف و تملق و این سر بسر تحقیق و تخلق - الغرض چون
مردم که بندگان پروردگاریم و امتیان رسول مختار - بیشک مدعی اسلام میداریم و جان خود را در محمدیان می‌شماریم
چون کلام الله را برین معنی ناطق و شنیدیم و رسول الله را صادق لامحاله لله و فی الله امتثالا لامر الله کمر همت بستیم
و اتباعا لسنة رسول الله مرا رخت سفر بربستیم و در بلاد هند و سندھ و خراسان دور و سیر نمودیم و در تمامی این سیاحت
کوه و دشت فقط طالب خیر بودیم - آخر الامر و رشکل باد و دوست گردیده و تمامی این کوه و دشت نوردیده در
اوطان یوسف زئی رسیدیم و برادائے این عبادت عظمی اینجا را باعث گردیدیم - آن مخلصین احباب مومنین
بلی از نیاب مشارکت این فقیر و مناسب دین به فدیه انتیا نمودند - درین میدان از سائر اخوان گوی سبقت
در ربودند و گرم و سرد آمد رفت چشیدند و نشیب و فراز فتح و شکست دیدند - چنانچه تا حال در همین معنی سرگرم اند و چالاک
دلیر و جرم اند و بی باک - بالجمله ما مردم تا جان در بدن داریم و سر برتن مشغول همین کار داریم بعد حیله دفن - اما بصد
زبان شکر حق بجا می آریم که به طاعت مالک خود شغل داریم و محض طالب رضائے حق هستیم و از غیر او چشم و گوش بربستیم و
از دنیا و ما فیها دست برداشتیم و محض لوجه الله علم جهاد برافراشتیم از طلب مال و منال و جاه و جلال و امارت و ریاست و
حکومت و سیاست برشتیم و هرگز طالب غیر حق نیستیم ماتیم هرچند عاجز و خاکسار و ذره بیمقدار اما بلاشک محبت حضرت
حق و سرشار و از محبت غیر حق بالکل دست بردار - نه با کسی از امرائے مسلمین منازعت داریم و نه بلیکے از رؤسائے
مومنین مخالفت - با کفار لیام مقابله داریم نه با مدعیان اسلام - صرف با درازمویان (اس سے قوم سکھ مراد ہے جو سر پر
لمبے لمبے بال رکھتے ہیں) مقاتله نه با کلمه گویان و اسلام جویان و نه با سرکار انگریزی **مخاصمت داریم** و نه هیچ
راه منازعت که از رعایائے او هستیم و بحمایتش از مظالم برایا - چنانچه این معنی معلوم هر خاص و عام است و مسلم طوائف
انام - لیکن حیف صد حیف که سرداران پشاور هرگز این معنی نفهمید و از نظر حق شناس صلاح ندید و سخن دین هیچگه بگوش هوش
نشنید و لذتے از ایمان بوجه من الوجوه بکام جان نچشید - بلکه بوئے از غیرت اسلامی نشمید - از عساکر مجاهدین مثل وحش
رمید و در پئے تفریق مجامع مسلمین هر سو دوید چنانچه عادت قدیم اوست که در تفرقه جموع مجاهدین بنا بر تائید
جنود معاندین مساعی بلیغه بجا می آرد و آنرا از کمالات فراست و کیاست خود می شمارد - چنانچه این معنی بکرات و مرات
ازو بمنصهٔ ظهور رسیده و بحضور جمعے کثیر و جمعے غفیر از مومنین این دیار و مسلمین این اقطار این افحش اعمال و اقبح افعال
ازو صادر گردیده آنچه در مصاف وزیر فتح خان با کفار اشرار و معارک سردار عظیم خان با فجار نابکار ازو واقع گردید
معلوم هر خاص و عام و مشهور در میان جمهور انام است که هیچ کفر و عناد و فسق و فساد بجد و جهد تمام در دار الاسلام
نشانید و خاندان سلطنت و خلافت و دودمان امارت و جلالت و جنود مجاهدین بلکه جموع مسلمین را در بلاد و در دست
و اطراف کوه و دشت بے سر و سامان و پراگنده و پریشان گردانید - قتل الوف اهل اسلام و هتک صنوف حرمات انام
و سائر قبائح اجرام که از کفار لیام بنسبت هر خاص و عام صورت یافته است همه در کتابیه اعمال او مکتوب گردیده و تخریب
مساجد هزاران هزار و تحریق معابد بے عد و شمار و لحوق انواع مذلت با راکعین ذوی الاقتدار و اصناف مضرت
بساکین ذوی الاضطرار و اقسام ظلم و فساد و اجناس بغی و عناد که از دست کفرهٔ متمردین سر کافهٔ اهل دین گذشت
همه در حساب اعمال او محسوب - همچنین درین نوبت هم چون اجتماع غازیان جلادت شعار در رفاقت این عاجز خاکسار
بنا بر اعلائے ملت پروردگار و احیائے سنت سید مختار پیش گردیده وقت مقابله و مقاتله و محاربه و مضاربه در پیش بود

ایں سودا مذکور ہر چند از چندا زابتدائے ظہور این نور در دل حسد منزل خود عزم مخالفت میداشت و در سینہ پر کینہ تخم منازعت میکاشت۔ آخر الامر در مثل اینوقت کہ ہنگام تموج امواج بحر جنگ بود و تغلغل اصوات توپ تفنگ داد عداوت و نفاق داد و بپاس شقاوت و شقاق بر نہاد و عسکر مسلمین را تفرق ساخت و مقدمہ جہاد را در تعویق انداخت و ترویج فساد و خلل در باخت و بنیان کفر و فساد را بزعم خود محکم کرد و بنیاد اسلام و جہاد را متزلزل و ریاست باطلہ را منتظم نمود و امامت حقہ را متخلل۔ علاوہ بریں آنکہ آنچہ در اہلاک این خاکسار و اتلاف این ذرہ۔ بمدار جد و جہد موفور و سعی نامشکور بکار بردہ و از انہا از جملہ حق نشناسی پدر خود شمردہ جمعے را از غداران نہانی و مکاران پنہانی در ہمیں کار روز و شب روز دوانید آخر الامر توسط بداد ان زہر جگر سوز رسانید غرضنا لطف رب خبیر بحال این عاجز ضعیف شامل بود و قہر ملک قدیر در حق بدخواہان این نحیف بسان سیف مسلول۔ اگر بجای کفالت ربانی و حمایت حمانی شامل حال این خستہ بال نمی شد فی الحال بکمال استعجال پیرایہ لباس ظہور ناسوتی میدریدیم و پروانہ وار در لباس نور ملکوتی میرسیدیم۔ غرضکہ این جابران ناانصاف و ظالمان بااعتساف بقدر استطاعت خود در احکام ابن تزویر و اتمام این تدبیر دقیقہ از دقائق فساد در حق این ضعیف عباد فرو نگذاشتند خیر آخر گذشت آنچہ گذشت۔ اما عجب تر آنکہ تا حال کہ عرصہ زاید از یکسال گذشت ازین قبائح افعال دست بردار نمی شوند و ہمیں راہ سبیل و نہار میروند چہ جبا ہا است کہ برائے قتل و نہب مجاہدین ہندوستان نہ برانگیخت و آبروئے بسیارے از دوستان فقیر نریخت۔ و سد راہ وصول مصارف مجاہدین گردید و در ایذائے مجمع مسلمین حیثے است دوید۔ اللہ اللہ بصحبت کفرہ فجرہ چہ بلا مبتلا گشت کہ از راہ اسلام برنا گشت و در موالات کفار ناہنجار چہ چست و چالاک است و در معادات مؤمنین ابرار چہ سفاک و بیباک در ایفائے مواعید کفرہ متمردین نہایت سرگرم است و در اخلاف مواثیق اہل دین بغایت بے شرم اعانت رؤسائے کافران را از آثار ریاست می شمرد و اہانت ضعفائے مسلمین را از احکام سیاست بمعونت کافرین تبختر می نماید و با خوت اینا آن فاجر لعین بغایت تکبر۔ ارتکاب حقوق مجہول منافی فتوت می شمارد و ادائے حقوق رسول مقبول مخالف مروت۔ عجب است کہ با وجود ادعائے اسلام در بدخواہی سید الانام و خیر خواہی ملت کفرہ لئام بہ نسبت کفار بد انجام ہم سابق تر است و در ایذائے عباد و ممانعت جہاد و اشاعت فساد از اہل کفر و عناد فائق تر۔ و آنچہ بنا بر تسلی طفل سادہ لوحان صاف طینت و سینہ صافان سادہ طویت در مقدمہ موالات آن کافر رو سیاہ بمقام عذر گناہ بدتر از گناہ اینمعنی اظہار میکند کہ موالات کافر لعین محض برائے حفاظت شعائر دین است و صیانت دماء و اموال و اعراض مسلمین پس ہم نوعے است از خدمتگذاری ملت اسلام و قسمے است از پاسداری سنت سید الانام پس این اضلالیست سراسر تلبیس و اغوائیست سراپا تدلیس پاس احکام دین خود کسے میدارد کہ بحفاظت شعائر آن تقید ہمت میگمارد و در قتل نفوس و نہب اموال و ہتک اعراض مسلمین خود چہ قصور می فرماید کہ برائے صیانت آن این مداہنت و فتور می نماید مگر صیانت مؤمنین عباد از تعدی کفار بد نہاد از جملہ شعائر دین و تخریب بلاد و اشاعت فساد بہ نسبت ضعفاء عباد محض بنا بر عداوت و عناد از اوامر شرع مبین یا امر اول از احکام حضرت حق است و ثانیاً از منہیات عند حق ما او امر و تعالی مسموع است و نواہی او غیر مسموع قال اللہ تبارک و تعالی وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ثُمَّ أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ علاوہ بریں آنکہ صل خیرخواہ شرع مبین جناب

بوقوف عقل احدی ہرگز برگز منوط ومنوط نیست - آنچہ حضرت ایشان بوکالت این رکن رکین از فقیر یاد فرمودہ بودند
بیان بعضے ضروریات حضرت رب العالمین ومتابعت سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہست درین ہیچ غرضے نا فرمانی نیست
بنا بریں بعض امور ہم مذکور و منقول میگردد - پس تقریر اتمام این بندہ جز ہمین شوق منظور ہست کہ امتثال احکام الٰہیہ کردہ شود
وامتثال این امر در امتثال وارد شدہ چنانچہ کلمہ جَاہِدُوا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ در کلام مجید بجا بجا واقع گردیدہ از فقیر صورت بندہ بحکم
بندہ اطاعت شعار را بجز امتثال اوامر مولائے خود چارہ نیست - وآنچہ وعدہ الٰہیہ بکفالت ووکالت مجاہدین وتائید ونصرت
ساعیین صادقین وارد گردیدہ چنانچہ منطوق لازم الوثوق وَاِنَّ جُنْدَنَا لَہُمُ الْغَالِبُوْنَ - وکلمہ کَذٰلِکَ حَقًّا عَلَیْنَا
نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وکلمہ وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّہُمْ لَہُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وکلمہ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ وکلمہ فَسَیَکْفِیْکَہُمُ اللّٰہُ وَہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ - ہمین مواعید مذکورہ در باب تسلی
خاطر واطمینان قلب واعتماد بر نصرت رب العالمین این فقیر را وسائر مومنین مخلصین را کافی ووافی ہست پس فقیر ہمین
مواعید الٰہیہ اعتماد نمودہ بامتثال احکام حاکم خود را قبلہ جنبش خود ساختہ وجمیع ما سوی اللہ را پس پشت انداختہ واز
چپ وراست چشم ہمت بستہ در راہ راست رضا جوئی مولائے خود پیش ترک نہادہ بکمال اطمینان وفرحت وغایت بشاشت
ومسرت درین راہ تگاپوئے می نماید ہر کہ شرکت فقیر درین باب اختیار کرد سعادت دوجہانی وراحت جاودانی بدست آورد
ہر کہ درین باب از رفاقت فقیر سر پیچید لابد روزے دست ندامت خواہد گزید زیرا کہ فقیر درین باب باشارات غیبی مامور ہست و
بشارت لاریبی مبشر برگز برگز شعبۂ وسوسۂ شیطانی وشائبہ ہوائے نفسانی باین الہام رحمانی ممتزج نیست - بالجملہ فقیر را امتثال
حکم الٰہی از تہ دل مقصود ہست واعتماد بوعدۂ الٰہیہ بکلی حاصل - واما اینکہ وعدہ الٰہیہ بچہ طریق ظاہر گردد پس بندۂ عبودیت شعار
را چہ یارا کہ از مالک خود بپرسد کہ وعدۂ خود بچہ طور ایفا خواہی کرد کہ این سوال خارج از قانون آداب عبودیت ہست - بلکہ
از گفتگو وچون وچرا بیزارم واز مائدہ اطاعت محض فرقہ برادرم والسلام علی من اتبع الہدی واجتنب عن اتباع النفس
والہوی - واز بسکہ آن والا مناصب نگارش فرمودہ بودند کہ فقیر مکنون خود را بنگارد ہر چند در دل بدایت منزل ازامانات
رحمانی وانوار ایمانی مکنون می دارد از حیطۂ تحریر وتقریر بیرون ہست زیادہ والسلام مع الاکرام +

نمبر (۵) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام فقیر محمد خان صاحب لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت خانصاحب عالی مراتب والا مناصب کثیر المناقب عظمت نشان
رفیع المکان فقیر محمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ احوال این حدود بکرم رب
معبود مستوجب حمد وشکر ہست وعنایت رحمانی وحمایت ربانی بوجہے شامل حال ما ضعفاء ہست کہ از احاطۂ تحریر وتقریر بیرون
وقلوب خواص وعوام از اہل ایمان واسلام بقدرت کاملۂ خالق انام بحدے مسخر گردیدہ کہ صرف جان ومال وترک اہل وعیال
در رفاقت این فقیر واطاعت این ضعیف برایشان آسان ترمی نماید بالجملہ حال جمہور مومنین این دیار عموماً وصادقین
قوم آفریدی ویوسف زئی خصوصاً دگرگون گردیدہ کہ در عروق قلوب ایشان شادابی آب زلال ایمانی رسیدہ وایشان را
برادراک سعادات جاودانی وراحت دوجہانی مستعد گردانیدہ - الحق کہ اگر این جان ناتوان ونہاد سست بنیاد ومال
سریع الزوال ومتاع قلیل الانتفاع وعزت مشوب بذلت مرفند در تحصیل رضائے ایزد متعال بکار نیاید پس ہیچ کار آمدنی
نیست ووجہ شغل این وقت اگر مصروف گردید صرف خیالی ہست پر اختلال بلکہ جالب نکبت ووبال درین کلام نیک تامل فرمایند
ویر مبالغہ ومسامحہ حمل ننمایند بلکہ لب محض وحق بحت ہست مرا خود میدانند کہ از جنس شعرائے خیال بند ونصحائے بلاغت
پیوند کہ بنابر مجرد عبارت آرائی والفاظ پیرائی چندے از کلمات لطیفہ جمع میکنند وخیالات نازک را ودیعت می نہند و

نسبت بجناب ایشاں بہ تکبیر نوشتہ بود مشغولی وقت این مکاتبات کاری بر نہ نیستیم بلکہ این کلام ما جناب ایشانرا تمام حق تعالیٰ
خود ظاہر است - ما می پس بیانش آنکہ حق جل وعلا در کلام پاک خود میفرماید اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ المُحْسِنِیْنَ
تا آنکہ مبین - ما بیان اسلام چون فقیر از پردہ غیب بشارات بتائید و استقبال آنجناب بعد از بیان بعضی قوم محکم
است و نیکو ملاحظہ بشارات رحمانی طبقہ مجاہدین ابرار گشتہ ہر کہ امروز جان و مال و عزت در جہاد صرف خود در
اعلائے کلمۃ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین بخوشی خود صرف نخواہد کرد لا بد فردا از دیدہ کشید خجالت شدہ مخزون
حسرت و ندامت در دوست او نخواہد ماند بنا بر آن نگارش کردہ می شود کہ جماعۃ مومنین ضلاع خود را عموماً و سادات خصوصاً
بوجہ کمال سبقت در ہند تمعنی تحریکی فرمایند تا ایشاں در صالکت مآل آخرت ما مون بمنافع کرنین فائز شوند چونکہ ظاہر
خاطر خود نگارش آوردن ضرور بود بنا بر علیہ بر سطرے چند اکتفا رفت - زیادہ والسلام مع الاکرام ٭

نمبر ۱۰ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام خان خانان علیجاہی ازین قلات یا پنج مکتوبات اُن

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب یادگار سلاطین کرام تذکار خواقین ذوی الاحتشام
زینت بخش چار بالش حشمت و شوکت یکتا آرایش سطوت و صولت شجاعت شعار شہامت آثار دیانت دثار جلالت نشان
سرور سرداران خان خانان ابد اللّٰہ جلالہ و ضاعف اقبالہ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ نامہ نامی
در قم گرامی مشعر مراتب محبت و اخلاص و مودت و اختصاص قوت و مسرت و در مقدمہ اقامت جہاد و ازالہ بغی و فساد با دیگر مضامین حقیت
آگین بسینہ انواع فرحت و سرور رسیدہ و دل نور بخشید - الحمد للّٰہ والمنۃ کہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود آنجناب عالی شان را ہمین
صاحب غیرت ایمانی و حمیت اسلامی ممتاز گردانید منعم ذوی النوال بفضل و کرم خود این تخم ایمانی را کہ بہمت خاصہ خود در
سینۂ صفا گنجینہ کاشتہ مثمر ثمرات جمیلہ در دنیا و عقبیٰ گرداناد و آنچہ در باب توجہ ہمت علیا باصلاح ملک و امان خاص بہ
تحریر بود کہ و تاں ہو اقامت و استیصال کفر و عناد نمودہ آید ہر چند ایں معنی اقتضائے مقاصد قلبی است لیکن اگر عنان
ظفر توامان آن ہمت منعطف گردد - منافقین مفسدین فتنہ و فساد بر پا خواہند نمود پس صلح و انسب چنان می نماید کہ اولاً
در بارۂ استیصال منافقین بد مآل سعی بلیغ بجا آوردہ شود ہر گاہ قرب و جوار آنجناب از آثار منافقین بدکردار پاک گردد باز
بجمعیت خاطر و اطمینان قلب بسر انجام دادن اصل مقصود متوجہ خواہند شد پس مصلحت وقت ہمیں کہ نخستین در ازالۂ فساد
منافقین جد بلیغ بجا آرند و ہر چند طریق دفع فتنہ این منافقین از جنگ خود میدانند و در فن لشکر کشی و کشور کشائی بخوبی
ماہر لیکن بنظر این جانب مصلحت چناں می نماید کہ ولی جلالت منزل برین مہم عظیم بے اعانت کسے اقدام ننماید و اگر استقبال
آنجناب در استیصال منافقین باعث شورش فتنہ و فساد نشود پس از کسے استعانت ضرور نیست الوس و قشون خود فراہم آوردہ
خود آنجناب در نواحی غزنین بمقابلہ منافقین بطریق چھپاو آغاز فرمایند و بعضے از ہمراہیان با جمعیت کثیر از الوس و قشون
بنواحی کابل تعیین فرمایند تا ایشان ہم بطرز شب خون بر منافقین آن مقام تاخت نمایند و اینجانب نیز از ین سو متوجہ بر
منافقین پشاور شود بعد از تصفیۂ انتقام از الواث منافقین بد انجام بجلال آباد برسد و ہمچنین از انجا بکابل فائز گردد
تا منافقین مطرودین کہ از پشاور تا قندھار منتشر اند بوجہے متزلزل شوند کہ ہر کس بخیال خود گرفتار بود و بدست و پا گردید
و اعانت ہمدیگر نتوانند کرد و اتفاق و اجتماع آنہا متعذر گردد و اگر استقلال خود را درین باب باعث شورش فتنہ دانند و منظور
آن باشد کہ قوم درانی بنا بر جمعیت قومیت و وجاہت الوس خود مجتمع شوند و بر مقابلہ آنجناب اتفاق کنند پس لابد مضامین
ایشان را شریک خود باید کرد و استعانت بارباب سلطنت باید جست الا اینکہ استقلال جناب درین قدر باعث فتنہ و فساد
باشد پس درین باب دیانت و کیاست کار فرمایند و با عقلائے متدین مشورہ جویند و علی ہذا منزل از حمیت الوس علیت

منصب پاک ساخته و مهم خیرخواهی اسلام را بخود اختیار نمایند شاید از اخبار یکے از بعضی دوستان خطایا بہت آکر آنی پیشتر
نظر فقیر با بعض خطوط آنحضرت خط با وجود تطلب چنین بمعرض ہراسال ارسال فرمایند دیگر اوّل نظر صائب ترجیح با پیش ملاحظه
ماجه ارسال خطوط ضرورت بنام ما هم چه که می شوند این جانب را باستعجال تمام برای اطلاع بخشند و آنچه ضرور بهم رسیم
مهم گردید حسب الطلب خطوط مشفقانه بنام رؤسائے بنیر دوستان وغیره می رسند این محمد خان طرور ولشن ذخائر را
می‌شنید کتوابه شیر محمد خان رئیس ڈیره اسمعیل خان و دیگر سردار خان هر چند با این جانب اظهار اخلاص موقوفی می‌نماید
لیکن فی الحقیقت از زمره منافقین اند از مخالطت ایشان اجتناب کلی باید ورزید و بنوعے بر ایشان اعتماد نباید کرد و باقی
جمیع رؤسائے و صلحاء و حکام و رعایا اضلاع مذکوره و جماہیر مومنین مشاہیر سادات و علماء دین از اضلاع ڈیره جات و
سوات و بنیر وحوالی پشاور و خیبر و ننگرہار و پکهلی و نواحی کشمیر با این جانب عقد وفاقت و اطاعت محکم بسته اند که عند الطلب
بجان و دل حاضر شوند و در صرف جان و مال در تحصیل رضائے ایزد متعال و استیصال کفار و منافقین بد مآل هرگز تقصیر
نه نمایند هر چند مستعد گردیدن اینهما اقوام فی الحقیقت بمحض قدرت قادر علی الاطلاق است اما بظاهر بسبب ظهور منافقین
و خیرخواهی آنها در حق کفار متمردین و بدخواهی درباره مسلمین جمیع مومنین را رگ غیرت ایمانی در جوش و حمیت اسلامی
در خروش آمد ان شاء الله تعالی بحول و قوت ربانی و تائیدات آسمانی عنقریب مقدمه گوشمال منافقین و مجاهده مشرکین
پیش کرده می شود و جائے واثق از حضرت خالق چنان دارم که جنود رب العالمین را خدا باعین یعین البته مظفر و
منصور میگردند چنانچه در کلام هدایت التیام میفرماید كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نَنْصُرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ و
يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ پس فتح و نصرت از مواعید صادقه رب الجلال است و خلف
در آن محال پس لازم که محبت مال و جان و اخوان و اوطان پس پشت انداخته محض تحصیل رضائے حضرت حق قبله همت
ساخته صرف به نیت نصرت دین متین و اعلائے کلمه رب العالمین کمر بسته در جنود رب العالمین داخل گشته خود را معرکه قتل و قتال
بیندازند انشاء الله تعالی در ضمن آن بر طبق منطوق لازم الوثوق وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ابواب فتوح مفتوح
خواهند گردید و ممالک و خزائن بیشمار و تسلط بر بلاد و امصار از ممالک کفار اشرار و منافقین بدکردار خود بخود بدست خواهد
آمد لیکن این همه این و آن را از زوائد و منافع تصور باید هرگز مدار اقامت جهاد نباید ساخت و آنرا از نظر همت بلند باید انداخته
پس هرگاه با این نیت پاک خود را در سلک مجاهدین منسلک خواهند کرد بلاریب جنود الله محسوب خواهند شد و بر طبق وعده
حقه نصرت و ظفر بدست خواهد آمد علاوه برین آنکه این جانب بارها از پرده غیب و کمین لاریب بکلام روحانی و الهام ربانی در مقدمه
اقامت جهاد و ازاله کفر و فساد باشارات صریحه مامور گشته و درباره نصرت و فتح به بشارات صادقه مبشر شده و چون مواعید الهام
مطابق کلام ملک علام باشد لابد قبول باید داشت و عمل برآن باید ساخت بالجمله حق جل و علا این جانب را و اتباع این جانب
را بکرم عمیم خود بهمین وجه وجیه در سلک مجاهدین منسلک گردانیده و بیخ محبت دنیائے دنیه از ته دل قمع ساخته و این
طریق را به تعلیم خاص فهمانیده و بجذب قلب انداخته و به تعلیم آن امر فرموده به برکت همین خلوص بمنصب امامت مشرف نموده
هر چند این معنی به هزاران هزار بلکه بر خلائق بیشمار از واقفان حال این خاکسار واضح و لایح است چنانچه بسیارے از اهل هند
و سنده و خراسان بر این معنی آگاه شده اند و اغلب که آنجناب هم مطلع بوده باشند اما بنابر تاکید بطریق تجدید میگویم که خدا
پاک عالم سرائر و الخفیات را گواه می نمایم که داعیه اقامت جهاد و ازاله کفر و عناد از دل اخلاص منزل می جوشد اصلا
شعبه وسوسه شیطانی و شائبه هوائے نفسانی با این داعیه ربانی مخلوط نه گشته والله علی ما نقول وکیل زیاده بجز تاکید
استعجال جواب بدست قاصد تیز رو و سریع السیر چه نگارش رود که مقدمه عظیمه بر رسیدن جواب متوقف است
والسلام مع الاکرام

نمبر(۷) مکتوب از امیرالمومنین سید احمد صاحب بنام شاہ محمود سلطان ہرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیرالمومنین سید احمد بحضور لامع النور ظل سبحانی مورد الطاف آسمانی معدن اخلاق جہانبانی منشا کرامت معادل جاہ و جلال فرمانروائے اورنگ عزت و اقبال رونق افزائے میادین شہامت معرکہ پیرائے ساحات شجاعت بہجت بخش پائگاہ ابدا اللہ ظلال جلالہ و ضاعف اقبالہ ۔ بعد از ادائے تحیات مسنونہ سید الانام و اظہار تعظیمات مکنونہ اہل مودت و التیام بر ضمیر آفتاب نظیر مخفی باد ۔ از بسکہ اقامت جہاد و ازالہ بغی و فساد در ہر زمان و ہر مکان از اہم احکام حضرت مبدا العباد است خصوصاً درین چند زمان کہ وقت شورش اہل کفر و طغیان بجائے رسیدہ کہ تحریک شعائر دین و انساد و حکو سلاطین از دست کفرۂ متمردین و بغاوت بوقوع آمدہ و این فتنۂ عظیم تمام بلاد پنجاب و خراسان و سندھ را فراگرفت ۔ چون درینصورت تغافل در مقدمہ استیصال کفرۂ متمردین و تساہل در باب سرزنش باغیان مفسدین از اکبر معاصی اقبح آثام ہست بنا ؑ علیہ این بندۂ درگاہ حضرت الٰہ از وطن مالوفہ خود برخاستہ در دیار ہند و سندھ و خراسان دورہ و سیر نمودہ و مومنین آن اقطار و مسلمین آن دیار را باین معنی ترغیب کرد الحمد للہ و المنۃ کہ اکثر مومنین مخلصین و صادقین راسخین این دعوت حق را بگوش ہوش شنیدہ رفاقت اینجانب اختیار نمودند و اطاعت اینجانب درین مقدمہ التزام کردند و از بسکہ امر جہاد با اہل کفر و فساد بدون نصب امام صورت نمی بست بنا ؑ علیہ جماہیر مجاہدین و مشاہیر اعلام دین بر دست اینجانب بیعت امامت بجا آوردہ خطبہ بنام اینجانب خواندند از انجا کہ درمیان منصب امامت و منصب سلطنت تفاوت عظیم ہست کہ نصب امام برائے اقامت جہاد و ازالۂ بغی و فساد ہست تسلط بر بلاد و امصار و تملک ضلاع و اقطار امام و اتباع آنرا مقصود لذاتہ نمی باشد بلکہ حق حکومت و سلطنت بمستحقان او میرساند بخلاف منصب سلطنت کہ مقصود اصلی از آن حصول معنی تجبر و فرمانروائی و تصرف و کشورکشائی ہست لہذا بجناب معلی القاب شاہزادہ رفیع القدر وسیع الصدر مسند آرائے محافل شادمانی رونق افزائے مجامع کامرانی نگارش کردہ میشود کہ بنا بر اخذ کردن حق خود و مشارکت و معاونت مجاہدین فرمایند تا مجاہدین مسطورین مملکت قدیم حضور را از انجاس مشرکین و الواث مفسدین مطہر و پاک گردانیدہ حق بحقدار رسانند و این وعدہ بذمۂ اینجانب واجب الایفا ہست بالشرط عود چست و اموعید درست از ایشان برین معنی بگیرند کہ شکر این نعمت عظمیٰ بجا آرند یعنی علی الدوام کمر بستۂ جہاد را جاری دارند و گاہے او را معطل نسازند و در آئین انتظام ممالک رعایت شرع بے کم و کاست بجا آرند و از فسق و ظلم احتراز کلی دارند پس درینصورت اگر اشارت حضور لامع النور ہم بشاہزادہ ممدوح در مقدمۂ متوجہ شدن ایشان بسرانجام دادن این مہم صادر گردد ۔ البتہ مہم مسطور بخوبی صورت انجام خواہد پذیرفت ۔ زیادہ تطویل کلام بحضور آن سلطان اسلام لقمان را حکمت آموختن است ۔ بنابران برین چند سطور اکتفا نمودہ شد ۔ آفتاب سلطنت و اقبال دائما تابندہ و درخشندہ باد ۔

نمبر(۸) مکتوب از امیرالمومنین سید احمد بنام شاہزادہ کامران

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیرالمومنین سید احمد بجناب معلی القاب سلالۂ خاندان سلاطین کرام نقاوۂ دودمان خواقین ذوی الاحتشام زینت بخش چار بالش حشمت و شوکت یکہ تاز عرصۂ سطوت و صولت یادگار ارباب سیف و قلم جگر گوشۂ اصحاب جود و کرم گل سرسبز چمنستان شادمانی فرمانروائے اورنگ کامرانی زاد اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ از بسکہ مہاجرت از بلاد کفر و فساد و مجاہدہ با اہل کفر و عناد و مقابلۂ ارباب

بیحد و بیرون از ظلم مرکوبان بلاد بسمت مشائل و قتال و دین ... معاصی و آثام اند تا آنکه این کلمات شنیع تا اولیٰ کفر و فساد
و عدوان گردیده لہذا اینجانب بنا بر وطن مالوف خود برخاسته بنیتِ ہجرت و جہاد بسمت خراسان متوجہ شدہ چون درین اضلاع سید
تمام سادات بلاد از شر فساد اہل لعن و حنفا دعا کرده بود بنا بر علیہ سادات این یوسف زئی سید ... آن دیار و سلیمین از اقطار
را ابتدا اقامت این رکن رکین یعنی استیصال کفار متمردین دعوت نمود الحمد للہ کہ این دعوت حق را رفتہ رفتہ بگوش اکثر مسلمین
افغانیان اہل نگرہار و افریدیان و ختک و مہمند و خلیل و اہل سوات و بنیر و اہل پکھلی و اجلگہ کاغان و سید ہمہ مومنین
مخلصین و معتقدان رسانیدن این دعوت حق را بگوش ہوش شنیدہ رفاقت اینجانب اختیار نمودند و اطاعت و انقیاد مرا لازم
دانستند و چون این نکتہ کہ قتال کفار لئام شرعاً بدون نصب امام صورت نمی بست بنا بر علیہ مشاہیر علمای دین و جماہیر مومنین مخلصین
بدست اینجانب بیعت امامت بجا آوردند و خطبہ بنام اینجانب خواندہ ربقۂ اطاعت و انقیاد در گردن خود انداختہ امامت
اینجانب مسلم داشتند ـ اما چندے از منافقین کہ فرق درمیان منصب امامت و منصب سلطنت نفہمیدہ و ندیدہ درگاہ حضرت الٰہ
را طالب سلطنت تصور کردہ در پئے عداوت مجاہدین افتادند حالانکہ خالق البریات و عالم السرائر و الخفیات گواہ است کہ ہیچ
گاہے بر دل اخلاص منزل اینجانب آرزوی حصول مملکت خزائن بیشمار و تسلط بلاد و امصار یا طلب عزت و وجاہت
و ریاست و امارت یا فرمانروائی بر اقران و اخوان یا اہانت رؤسائے عالی مقدار یا سلب سلطنت سلاطین والا تبار گاہے
خطور ہم نکردہ و وسوسۂ آن ہم نرسیدہ بلکہ مقصود از برپا کردن تمام این معرکہ پیرائی و عربدہ زائی غیر از اعلای کلمۃ رب العالمین
و احیاے سنت سید المرسلین و استیصال کفرۂ متمردین و استخلاص بلاد مومنین از دست بغاۃ مفسدین چیزے دیگر مقصود نیست
علاوہ برین آنکہ اینجانب از پردۂ غیب بلکن لاریب بہ اشارات اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد مامور است و بہ بشارات فتح و ظفر
مبشر چنانچہ بکرات و مرات بکلام روحانی و الہام ربانی برین بلطف سبحانی مطلع گردیدہ کہ ہرگز ہرگز شبہ و وسوسۂ شیطانی و شائبہ
ہوائے نفسانی بآن مخلوط نشدہ بالجملہ چون منافقین مفسدین بحمایت کفرۂ متمردین کمر بستند و عداوت مجاہدین بر دوشے کار افتد
پس لابد گوشمالی ایشان از مقدمات جہاد و متممات کفر و فساد گردیدہ بنا بر علیہ اینجانب کافۂ مجاہدین را بگوشمالی منافقین
ترغیب نمودہ چنانچہ عنقریب بسر انجام دادن این مہم عظیم بحول و قوت رب رحیم متوجہ میگردد و بعد از پاک کردن این بلاد از
انجاس مشرکین الوارث منافقین مستحقین حکومت و سلطنت و مستعدین ریاست و مملکت تفویض کردہ خواہد شد بشرطیکہ شکر
این انعام الٰہی بجا آرند و علی الدوام جہاد را بہر حال قائم دارند گاہے معطل نگزارند و در ابواب عدالت و فصل خصومات
از قوانین شریعت سرمو تجاوز و تفاوت نیارند و از ظلم و فسق بکلی اجتناب ورزند باز خود اینجانب مع مجاہدین صادقین
بسمت لاہور بنا بر ازالۂ کفر و طغیان متوجہ خواہم گشت کہ مقصود اصلی خود اقامت جہاد بر اقوام سکھ ملک پنجاب است نہ قتال
در دیار افغانستان و یاغستان بالجملہ خانِ عالی شان رفیع المکان خان خانان علیجاہ رئیس قلات را کہ بکمال علو ہمت و فور
رشد و در مقدمۂ حمیت ایمانی و غیرت اسلامی این دعوت را بگوش ہوش شنیدہ مستعد مقاتلۂ کفار اشرار و مقابلۂ منافقین نگونسار
گردیدند الحمد للہ و المنۃ کہ حق جل و علا خانِ ممدوح را باین توفیق موفق گردانیدہ لہذا بجناب استطاب نگارش کردہ میشود کہ
ہرچند نصرت دین و اعانت مجاہدین بصرف جان و مال بر جماہیر اہل اسلام عموماً و بر مشاہیر حکام خصوصاً واجب و موکد است
اما چون توجہ آنجناب باین دیار و اقطار بنا بر موانع چند در چند ظاہرا متعذر می نماید پس لازم کہ چندکس از ملازمانِ خاص
کہ بعقل و کیاست موصوف باشند و بعزت و وجاہت معروف و بہ بلند پایگی اختصاص نسبت بہ آنجناب مشہور درین سمت روانہ
فرمایند تا بعضے از ایشان بخان ممدوح رفاقت نمایند و بعضے دیگر خود را پیش اینجانب رسانند کہ درین باب مشارکت آنجناب
متحقق گردد و استحقاق حصول فواید اخرویہ و منافع دنیویہ ثابت شود و استخلاص حق خود از دست باغیان مفسدین بدست آید
باقی تطویل کلام بجناب آن قدوۂ اولی الافہام لقمان الحکمت آموختن است چہ آنجناب درین باب فرمانروائی و کشور کشائی حکیم و تجربہ کار اند

روانہ شد ... علیہ السلام و الاکرام

نمبر ۹ مکتوب بہ اطلاع نصب امام و اقامت جہاد از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مسلمانان ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب سعادت جمیع مترصدان اخبار مہاجرین و متجسسان آثار مجاہدین از مومنین برادران
مسلمانین اخیار سلمہم اللہ تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ الحمد للہ و المنہ فقیر مع جمیع رفقائے خود
مشمول کفالت یزدانی و حمایت ربانی بخیر و عافیت تمام تا بہ ضلع یوسفزئی رسید چنانچہ اخبار کوچ و مقام فقیر تا بہ بلدہ
بسمع مبارک رسیدہ باشد بعد از آں از درۂ دھادھر بخیر و عافیت تمام گذر کردہ تا بہ بلدۂ قندھار رسیدہ در بلدۂ مذکور چند مقام
کردہ بعد از آں بسمت دار السلطنت کابل عازم گردید در اثنائے راہ با مومنین متدینین و مسلمین صادقین آں حدود کہ با فقیر اخلاص از حد افزوں داشتند
ملاقات اتفاق گردید بکمال محبت و داد و اخلاص و اتحاد پیش آمدند و چوں بدار السلطنت کابل رسیدیم اہالی بلدۂ مذکورہ از سادات
کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و رؤسائے عالی مقام و سائر خواص و عوام بکمال وفور رغبت و نہایت شوق و ذوق
ملاقات نمودند دراں ایام فیما بین سرداران کابل مقدمۂ قتل و قتال و جنگ و جدال پیش بود فقیر بامید آنکہ شاید بسعی
فقیر رفع منازعت و وقوع مصالحت صورت بندد مدت چہل و پنج روز تخمیناً دراں بلدہ اقامت نمود - آخر الامر چوں سعی خود را
مفید ندید رخت اقامت از بلدۂ مذکور برکشید و بسمت پشاور عازم گردید در اثنائے ایں راہ ہم سابق بلکہ زیادہ از آں از علما
متدینین و متصلبین و اجماع مسلمین صادقین پیش آمد بعد از آں بہ بلدۂ پشاور رسیدہ و با صاحب حکام آنجا ملاقات نمودہ و چند روز دراں
مقام اقامت کردہ بسمت موضع ہشت نگر کہ بفاصلۂ دہ کروہ بسمت مشرق از پشاور در اوطان یوسفزئی واقع است دراں
موضع چند روز اقامت نمودہ مومنین آں دیار و مسلمین آں اقطار را بسوئے اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد ترغیب نمود بتقدیر ملک
رب قدیر جمعے کثیر و جمے غفیر از مومنین آں اطراف و اکناف بہ نیت اجرائے ایں عبادت و ادائے ایں سعادت فراہم آمدند بعد
از آں از موضع مذکور کوچ نمودہ بموضع خویشگی رسید و از آنجا بموضع نوشہرہ آمدہ و بقصد اقامت چند روزہ نمودہ در ایں
اثنائے لشکر سکھاں کہ بقدر دہ ہزار سوار و پیادہ باشد بسرکردگی بدھ سنگھ ابن عم رنجیت سنگھ بموضع اکوڑہ کہ بفاصلۂ ہفت
کروہ از نوشہرہ واقع است رسید ہر چند درمیان جنود مجاہدین و لشکر کفرۂ ملاعین دریائے لنڈہ حائل بود اما ہیبت و
رعب یکے بر دیگرے بسبب قرب مجاورت ہویدا گردید لابد مصلحت وقت چناں اقتضا کرد کہ جمعے از مجاہدین صادقین
شبا شب از دریائے مسطور عبور کنانیدہ بر سر کفار بدکردار بطریق شبخون روانہ ساختہ شود چنانچہ مجاہدین مذکورین در شب بستم
شہر جمادی الاولیٰ ۱۲۴۲ ہجری قدسی بر سر کفار فجار قریب صبح تاخت آوردند بمثل روز قیامت در آخر شب بر سر
غافلین دفعۃً رسیدند و توپ و تفنگ را معطل گذاشتہ کار را بالسیوف قاطعہ رسانیدند و مع آب شمشیر آبدار مثل
ریزش باران بر سر ایشان باریدن گرفت بسیارے را از ایشان بدار البوار رسانیدند و بسیارے بزخمہائے منکر تا لب سقر رسیدند
و اشیائے نفیسہ از جنس اسپان و شتران و اسلحہ و امتعہ دست برد گردید بالجملہ بلطف الٰہی ابواب فتوح بروئے مجاہدین مفتوح
گردیدہ و دروازہ از درہائے جہنم برائے تعذیب کفار کشادہ شد بعد از آں مجاہدین مذکورین بلشکرگاہ خود نزد فقیر بخیر
خوبی مراجعت نمودند بعد چندے روز فقیر از موضع نوشہرہ کوچ کردہ بموضع ہنڈ کہ گذرگاہ دریائے اباسین است رسید - بار دیگر
جماعۂ از جنود مجاہدین شبا شب از دریائے اباسین عبور نمودہ بر سر قریۂ حضرو کہ مرکز کفار آں دیار و مجمع متمولان آں اطراف
تاخت آوردہ جمعے را از ایشان تہ تیغ بے دریغ کردند و جمعے را بطریق اسیری حبس کردہ آوردند و درین نوبت اموال و
غنائم کثیرہ از نقود و اجناس بدست عموم ناس آمد بمقدارے کہ از تقریر و تحریر بیروں است - لشکر بدھ سنگھ مخذول چوں ایں
نوبت شجاعت مومنین و جلادت مجاہدین ظاہر دید از ہیبت ایشاں مرعوب گردید و از لشکرگاہ خود اقامت برخیزد در
مقام دیگر ... شد کہ گرد لشکر خود ... چنانچہ وقت تحریر ایں قدر ہیبت ... لشکر ... اعظم

سوئے تقییدے ست کامل بلکہ جمیع جنود مجاہدین در مہر دو ہفت اول بجائے عام ولشکر سے بعضے سر بود در کوچ ومقام بے نظام ولہٰذا
نظام مقدمہ جہاد لو جب برقانون شرع متقیم نگردیدہ بلکہ ہر کہ ازایشان چیزے بدست آوردہ غلیمہ بخانہ خود کردہ بنا علیہ جمہور
مومنین حاضرین از سادات کرام وعلمائے عظام ومشائخ ذوی الاحترام وامرائے عالی مقام وسائر خواص وعوام از اہل این
واسلام کردرین مقام حاضر بودند بر تعیین اتفاقی نمودند کہ اقامت جہاد وازالہ کفر وفساد بر وجہ شرع بدون نصب امام
صورت نمی بندد بنا علیہ بتاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ ۱۲۴۲ھ ہجری قدسی بیعت امامت بر دست فقیر بجا آوردند وقلیدہ
اطاعت فقیر در گردن خودہا انداختند وبروز جمعہ خطبہ بنام فقیر خواندند انشاء اللہ تعالیٰ ببرکت ادائے این رکن رکین یعنی
نصب امام کہ مدار اکثر احکام دین ہست ضرور بالضرور انشاء اللہ لشکر مظفر ومنصور خواہند گردید اینست بیان اجمالی احوال
این فقیر غرض از نگارش این وقائع آنکہ وقت کار بر سر رسید ومقدمہ کارزار پیش رو داینجا میدیس ہر مومن راسخ الاعتقاد
ومسلم کامل الانقیاد را لازم ہست کہ خود را بعجلت تمام بہر وجہ کہ ممکن باشد نزد فقیر رسانیدہ در سلک مجاہدین منسلک گردانند
حق جل وعلا بقدرت کاملہ خود بر طبق منطوق لازم الوثوق کذلک حقاً علینا نصر المؤمنین این مقدمہ را بانجام خواہد رسانید
ودین محمدی را بر سائر ادیان بر وفق وعدہ خود غالب خواہد گردانید اما ہر کہ جان خود را درین معرکہ حاضر خواہد کرد گوئے
سعادت جاودانی از میان خواہد برد وہر کہ امروز درین مقدمہ تقاعد وتکاسل خواہد ورزید لابد فردائے قیامت دست افسوس
وندامت خواہد گزید - وما علینا الا البلاغ المبین - والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ - تاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ ۱۲۴۲ھ ہجری
از مقام ہنڈ

نمبر (۱۰) - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب نامہ سردار بدھ سنگھ جنرل افواج مہاراجہ رنجیت سنگھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بر ضمیر اصابت تخمیر سپہ سالار جنود وعساکر مالک خزائن ودفاتر جامع ریاست و
سیاست حاوی امارت وایالت صاحب شمشیر وجنگ عظمت نشان سردار بدھ سنگھ ہداہ اللہ تعالیٰ سواء الطریق وامطر علیہ
سحاب التوفیق - پوشیدہ نماند کہ نامہ فصاحت شمامہ مشتمل بر اظہار مراتب دعاوی شجاعت وشہامت رسید مضامین مندرجہ واضح
گردید - ظاہراً آنچہ اینجانب را ازین ہنگامہ آرائی ومعرکہ پیرائی مقصود ہست آنرا خوب نفہمیدہ اند کہ نامہ مذکورہ نگارش
نمودہ اند الحال بگوش ہوش باید شنید وخلاصہ آن بغور تمام باید فہمید کہ منازعت با اہل حکومت وریاست بنا بر اغراض
متعددہ می باشد بعضے را از منازعت مذکورہ حصول مال وریاست مقصود می باشد وبعضے را اظہار شجاعت وشہامت
وبعضے را فقط تحصیل مرتبہ شہادت واینجانب را امرے دیگر مقصود ہست وآن فقط بجا آوردن حکم مولائے خود کہ مالک
علی الاطلاق وملک بالاستحقاق ہست کہ در مقدمہ نصرت دین محمدی وارد شدہ ہست خدا عز وجل گواہ ہست برین معنی کہ اینجا
را ازین ہنگامہ آرائی جز از امر مذکور غرضے دیگر از اغراض نفسانیہ درمیان نیست بلکہ آرزوئے آن ہم نہ گاہے بر زبان جاری
میکردد ونہ گاہے در دل میگذرد پس در نصرت دین محمدی ہر سعی بہر وجہ کہ ممکن می باشد بجا می آرم وہر تدبیر کہ در آن مفید
می نماید بروئے کار می آرم وانشاء اللہ تعالیٰ تا دم مرگ در ہمین سعی مشغول خواہم ماند وتمام عمر در ہمین تدبیرات مبذول خواہم
کرد تا زندہ ام ہمین راہ می پویم وتا موجود ام ہمین مقصد میجویم تا سر ریاست ہمین راہ ہست وہمین ہوا خواہ مفلس شوم خواہ غنی
خواہ منصب سلطنت یابم خواہ رعیت گری خواہ متہم بجبن شوم خواہ متسم بشجاعت خواہ بمرتبہ غزا فائز شوم خواہ بمنزلت شہاد
نشستہ اگر بینیم کہ رضائے مولائے من درہمین منحصر ہست کہ در معرکہ جنگ تنہا بجان خود بیایم پس باللہ وتاللہ بصد جان بینہ
سپر بیایم ودر مجامع عساکر بید غدغہ ووسواس در آیم بالجملہ مرا باظہار دعاوی شجاعت وتحصیل ریاست غرض نیست علاوہ برین
اینست کہ اگر کسے از امرائے کبار وروسائے عالی مقدار دین محمدی قبول نماید فی الحال مردانگی او بصد زبان را اظہار نمایم وازدیاد
سلطنت او بہزار جان بخواہم بلکہ در باب ترقی ریاست او مساعی بیشمار می آرم این امر فی الحال امتحان کنند اگر خلاف برآید دال

انتقام و بنده اگر بنظر انصاف غور نمایند انجناب حقیقت معاملهٔ معلوم شان نیست زیرا که دقیقه از دقائق عظمت شان در مقدمهٔ ایشان نبود. احکام حاکم حقیقی هیچ عذرے و حیله نمی توانند آورد حالانکه آن حکومت شان از افراد رعیتان بلکه اجله باد سلاطین بیشتر است پس انجناب در مقدمهٔ بجا آوردن حکم احکم الحاکمین چگونه عذر توانند آورد حالانکه آن جلیل الشان خداوند جمیع افراد انسان بلکه مخلوق سائر اکوان است. والسلام علی من اتبع الهدیٰ. تحریر بتاریخ یازدهم شهر جمادی الثانیه سنه ۱۲۴۲ هجری۔

نمبر ۱۱ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام میاں یقین اللہ شاہ لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت سجاده نشین ارشاد و تلقین منهاسد ارباب صدق و یقین یادگار اسلاف کرام تذکار اولیائے عظام مقبول بارگاه الٰه مخدومی مکرمی شاه یقین اللہ مد اللہ ظلال هدایته علی رؤس المستفیدین الیٰ یوم الدین۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه۔ احوال اینجا بود بکرم رب معبود مستوجب حمد و شکر است شب و روز نعیم منعم علی الاطلاق و الطاف مالک بالاستحقاق برین عاجز خاکسار روز بروز بمقدار مع جماعت مهاجرین و مجاهدین اخیار بباران صفت می بارد غرضکه پرورش او بحدے رسیده که از احاطهٔ تحریر و تقریر متعذر می نماید بموجب ابیات ؎

اگر هر موئے باصد زبان - کند شکر این نعمتش ما بیان + بتحریر الفاظ هائے بے شمار - نباشد یکے از هزاران هزار +

از اجل نعم ربانی و الطاف رحمانی آن است که این فقیر را بمحض قدرت کامله خود باعلائے کلمهٔ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و ترغیب کافهٔ مومنین بسوئے اقامت این رکن رکین و جمع عساکر مجاهدین بنا بر استیصال جنود ابلیس لعین موفق گردانید۔ الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً۔ هر چند در مقدمهٔ قتل و قتال با اهل کفر و ضلال بحکم الحرب بیننا و بینهم سجال در هر دو طرف فتح و شکست محتمل است چنانچه درین ایام خجسته فرجام مجاهدین اخیار چند بار بر کفار اشرار مظفر و منصور گردیده و یک نوبت بسبب مداخلت چند از منافقین یک گونه گزندے به مومنین صادقین هم رسید لاکن الحمد للہ والمنة که هیچگونه فتورے و قصورے در همت عالیهٔ ایشان راه نیافته چنانچه این فقیر بعد وقوع این حادثه در اضلاع یوسف زئی مثل چملد و بنیر و سوات دوره و سیر نموده مومنین آن دیار و مسلمین اقطار را به اقامت جهاد و ازالهٔ فساد بالمشافه ترغیب نمود و بسیاری را از اقوام افاغنه مثل خادیان و آفریدی و مهمندی و خلیل وغیرهم به ادراک این سعادت عظمیٰ و ادائے این عبادت کبریٰ بالمکاتبه دعوت کرد الحمد للہ که همه مومنین صادقین ایشان این دعوت حق را قبول نمودند و بگوش هوش شنیدند بنا علیه در عرصهٔ چند روز ان شاء اللہ بحول و قوت ربانی و تائید یزدانی مقدمهٔ جنگ و جدال و قتل و قتال و استیصال اهل کفر و ضلال پیش کرده خواهد شد امید قوی از کرم کریم مطلق و رحمت رحیم برحق چنان است که غلبهٔ دین حق بر ادیان باطله جلوه پذیر می گردد خاطر جمع دارند و هرگز بر اخبار واهیه که منافقین برائے رنجانیدن مومنین افشا می نمایند اعتماد نفرمایند و بجمعیت خاطر و اطمینان قلب در دعائے نصرت دین متین به بارگاه رب العالمین مشغول مانند و خاطر جمع دارند که هر چند فاعل مختار در هر کار و بار محض ذات پروردگار است و هر مومن صحیح الاعتقاد را لازم است که در جمیع مقدمات خود بکارسازی رب العباد بجان و دل اعتقاد نمایند آرے بنا بر حکم شرع قدرے در جمیع اسباب هم سعی بجا آرد پس بنا بر همین حکم شرعی در جمع کردن عساکر مسلمین بر خے سعی کرده شد الحمد للہ که سعی مذکور بانجام رسید که اقوام کثیره از مومنین افاغنه که شمار اشخاص هر قوم به هزارها و لکوکها میرسد به رفاقت این فقیر اتفاق نمودند و اطاعت این عاجز بجان و دل مسلم داشتند و وقتیکه مومنین صحیح الاعتقاد و مسلمین کامل الانقیاد بنا بر استیصال کفر و فساد و اعلائے دین رب العباد کمر همت چست می بندند و نیت قلبیه درست می نمایند ضرور بالضرور بحول و قوت رب غیور مظفر و منصور می شوند و حق جل و علا بکرم عمیم خود بر طبق منطوق لازم الوثوق و کان حقا علینا نصر المؤمنین - و ان جندنا لهم الغالبون تائید ایشان می فرماید و پر ظاهر است که شوکت بیچ کافر متمرد و منافق معاند

ساعت قدرت بالغ قضاء سید رحمانی تواند کرد لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد شان ودست پس همین مضمون را پیش نظر خود باید داشت و بر وعدهٔ آں کریم نظر باید گماشت امید برحق هوس -

زیاده والسلام مع الاکرام

بنمبر (۸۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمده اراکین عالی مقام قدوهٔ خوانین ذوی الاحتشام ذوی فرخ چار بالش حشمت معرکہ پیرائے میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان سردار سلطان محمد خان دام اقباله وضاعف اجلاله وفقه اللہ لما یحب ویرضاه اوصاه الی غایة ما یتمناه - بعد اہدائے احسن تحف اہل اسلام یعنی گلدستہ ریاحین سلام و ادعیه ازدیاد مناصب کونین مدارج دارین واضح آنکہ نامۂ نامی رقیمہ گرامی مشتمل مراتب مودت و اتحاد و مدارج خلت وداد در احسن اوقات و اسعد ساعات رسید انواع مسرت و اصناف فرحت بخشید آنچہ از نوک قلم مودت رقم بنظر علاقہ صداقت قدیم صادر گردیده بود کہ اینجانب علاقہ اتحاد و اخلاص کہ از مدت مدید فیما بین قائم گردیده از خاطر فاتر محو نساختہ چنانچہ حق از روز یکہ این جانب را با آں حشمت مآب سردار سلطنت کابل ملاقات گردیده علاقہ صداقت و اخلاص فیما بین بہم رسیده ہیچ گونہ الی الآن بغبار رنجش مکدر نگردیده چیزے کہ باعث ملال باشد میان نیامده پس بنظر قوانین رعایت علائق صداقت البتہ علاقہ مذکور واجب الرعایت است اما حق جل و علا محض بکرم عمیم دل اخلاص منزل این ذرہ بمقدار این عاجز خاکسار را بر طریقہ بس عجیب و نہجے پر غریب از ابتدائے عمر مجبول گردانیده کہ در باب علائق محبت و عداوت پاسداری وجوہ صداقت و قرابت از نظر انداختہ و محض تحصیل رضائے خود و اطاعت احکام خود قبلہ ہمت ساختہ پس محبوب من ہمان است کہ محبوب رب العالمین است و عدو من ہمانست کہ عدو احکام شرع مبین است لہذا بخدمت عالی گذارش کرده می شود کہ اگر در دوستی علاقہ خود مع اللہ کوشش بلیغ فرمایند ناچار بقدر آن محبوب من شوند و طریق تحصیل مقام محبوبیت حضرت رب العزت ہمیں است کہ در باب اطاعت احکام و اعلائے کلمۂ اسلام و احیائے سنت سید الانام و استیصال کفرهٔ بد انجام از جمیع علائق ماسوی اللہ خواه از جنس علائق صداقت و قرابت باشد خواه از جنس تحصیل سلطنت و وجاہت خواه از جنس بدست آوردن مال و ریاست منقطع گردند و درین باب از جمیع ماسوی اللہ ہر دو دست بردارند و دل اخلاص منزل خود را از اغراض نفسانی و طلب حظوظ جسمانی در مقابلہ اطاعت احکام ربانی مطہر سازند و اگر نیک تامل فرمایند التزام این امر بر بندهٔ عبودیت شعار و اطاعت آثار لازم و موکد است کہ بدون آں ہرگز ہرگز علاقہ عبودیت خالص از غبار نفاق مصفی نمیگردد اما امید این مرد اشتن کہ طمع دخول در سلک عباد مخلصین ہم دارند و دل خود را از الواث مذکوره ہم مطہر ننمایند پس خیالے است پر اختلال و وہمے است باطل و محال کہ ہرگز ہرگز گاہے شدنی نیست بموجب بیت ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں این خیال است و محال است و جنوں

پس وقتیکہ ایمان خالص از شوب نفاق و اطاعت محض حضرت خلاق قبلہ ہمت خود ساختند ہمان دم مقام محبوبیت حضرت حق یافتند (قال اللہ تبارک و تعالی) فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (وقال اللہ تعالی) إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ (وقال اللہ تبارک و تعالی) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ تا هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ پس وقتیکہ در سلک حزب اللہ منسلک گردند بالاضطرار محبوب من شدند اگر شوق تحصیل این مقام دارند در جواب ہمین رقیمہ تفصیل

بہ نگارند تا طریق آن فہمانیده شود وبعمل قوت باقی بمنزل مقصود رسانیده شود ہرچند مضامین مطلوبہ کرات ومرات
در قطعات رقائم وداد نگارش کرده شد وبالفعل تکرار لغوی نماید لاکن چکرده آید کہ بحکم خواہی عہد مؤمنین باموجب
مصالح ایشان معطوف بنا برعلیہ بارہا ہمیں مضمون در قوالب گوناگون والسنہ نگارنگ نگارش کرده می شود والحضرت
رب عیوب کہ علیم بذات الصدور است آگاه است بر فضلی کہ این ذره بمیقدار عاجز خاکسار ہر چند بظاہر قضیہ عادوما
تمام دل اخلاص منزل از توکل محض وتسلیم بحت ممتلی است اظہار احتیاج بسوئے غیر او باعث ننگ وعار می داند مگر حقیقت
طلب چیزے کہ از غیر رضائے او باشد عیلی ہی داند چنانچہ این معنی بر آن جلالت آثار کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا وآشکارا
است حق جل وعلا بکرم عمیم خود در حصل جنابت این امر عظیم ودیعت نہاده بموجب بیت ؎ بارہا گفتم وہم بار دگر می گویم
کہ من گم شده این ره نہ بخود می پویم ٭ ہر چند بہر حال در دعائے خیر مشغولم وبہر صورت خیر خواه آن حشمت مآب لاکن اگر این
معنی متحقق گردد پس محبوبیت تامہ بنسبت جناب رب العالمین وسید المرسلین وجمیع عباد مقربین بدست آید باقی تفاصیل
سرگذشت بمیدو دیار طہار جاہل رفتہ الوده ناظر غلام محی الدین نیکو ہویدا خواہد شد زیاده والسلام مع الاکرام تحریر کم ذیقعد
سنہ ۱۲۴۲ ہجری

نمبر (۱۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام امیر دوست محمد خان والی کابل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت دثار والا تبار
سردار دوست محمد خان زاد اقبالہ۔ بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ بر ضمیر کیاست تخمیر آن عالی
کثیر الاقتدار این معنی کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا وآشکارا شده باشد کہ آنچہ این جانب از وطن مألوف خود برخاستہ
ومحبت اہل وعیال واخوان واوطان پس پشت انداختہ ومصائب ومتاعب مثل این اسفار بعیده بر خود گوارا ساختہ در
کشاکش جنگ وجدال شب وروز گذرانیده ومی گذارد۔ این ہمہ للہ فی اللہ واعلاء لکلمۃ اللہ واحیاء لسنۃ رسول اللہ است
ہرگز ہرگز طلب خواہش دنیا ومافیہا بآن مخلوط وممزوج نگردیده انانکہ تطہیر این داعیہ رحمانی از تلوث اغراض نفسانی
یقیناً وقطعاً معلوم آنجناب است حاجت تحریر ندارد بنا علیہ آنرا بر خاطر دانش ذخائر تفویض نموده باصل مدعا
می پردازد کہ در اوائل برپا شدن این ہنگامہ چند بار جنود مجاہدین اخیار بر عساکر کفار اشرار تاخت آورده مظفر ومنصور
گردیده بودند ودران مدت انواع خیر وبرکت بنسبت مجاہدین ابرار ومجاہدین اخیار معائن ومشہود می گشت ہر آئینہ
ضمیر خلت تخمیر از سابق بخوبی عکس پذیر است حاجت تکریر نیست لیکن از ہنگامیکہ سرداران والی پشاور باظہار مودت
واخلاص لباس اعانت دین متین رب العالمین بر خود آراستہ وذی نصرت واحیائے سنت سید المرسلین بقامت
خود پیراستہ مع ساز وسامان خود مشارک غیر گردیدند از ہمان ایام نکبت گونہ گون بسوئے عسکر ظفر پیکر اہل اسلام متوجہ
گشت واقسام رنج وکلفت واصناف کربت وشدت بر سر آنہا گذشت کہ اینجانب ہم بہ نہجے مبتلائے عارضہ شد کہ ہوش و
حواس ہم نمی داشت این ہمہ موضوح خاطر حشمت ذخائر بوجہ احسن شده باشد لاکن طرفہ ماجرا است کہ چون قوافل
غزاة ہندوستان باخلاص نیت صرف باعانت سنت سید الانام ونصرت دین ملک علام بعد طے مسافت دور ودراز و
قطع منازل شاقہ تدریجاً می رسند حینیکہ بقرب وجوار بلده پشاور وارد می شوند سردار مذکور باہمہ ہمت خود قصد ایذا رسانی
وتکلیف دہی می نمایند گاہے بر اوشان قصد چپاو می کنند وگاہے اراده جنگ میدان میفرمایند بالجملہ سردار مذکور
از دین اسلام بالکل دست بردار شده بمشارکت ومعاونت کفار بدکردار می کوشد ومحبت این گروه شقاوت پژوه
از حیز قلب او می جوشد پس درین صورت سردار پشاور روابط اسلامیہ را قطع نموده راه بیگانگی پیموده ندبائے فطانت
پیرائے آن منبع ریاست وسیاست ومعدن حشمت وکیاست درینمقدمہ چہ حکم میفرماید واز ہسکہ بزبان صدق ترجمان

جناب هدایت مآب افادت خواجه عبدالخالق نقشبندی همت عالی در مقصد مصروف فرمایند و فی کشورکشائی موضوع گشت بناءً
برینکه بمقتضائے محبت دیرینه و خلت پارینه از اظهار ما فی الضمیر خود دریغ نه نمایند. زیاده والسلام مع الاکرام
مرقوم بتاریخ محرم سنه ۱۲۴۳ هجری

(نمبر ۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت شاهِ بخارا

بسم الله الرحمن الرحیم. الحمد لله الذی نور قلوب المومنین باخلاص النیة واتباع السنة وتکمیل الایقان وکرم وجوه السلاطین بشمول العنایة وفضل المساعدة وتایید الادیان. وفضل جنود المجاهدین بعلو الدرجة وعموم المغفرة ومزید الامتنان. والصلوٰة والسلام علی المبعوث بتتمیم التوحید وتعلیم سنن المجاهدة ائمة الکفر والطغیان، وعلی آله واصحابه الذین صفوا الصفوف وسلوا السیوف وساقوا الخیول علی اخوان البغی والعصیان. وعلی الائمة المهدیین والسلاطین العادلین والعلماء العاملین وجموع المجاهدین وکافة اهل الخلوص والایمان. اما بعد از امیر المومنین السید احمد بحضور لامع النور حضرت ظل سبحانی خلیفة الرحمانی مهبط الطاف ربانی مورد عنایات یزدانی مسند آرائے محافل سیادت و کیاست معرکه پیرائے مجامع شهامت و شجاعت. رونق افزائے اورنگ عظمت و اجلال فرماندهی کشور حشمت و اقبال، سرو نهال بوستان جهانبانی گل سرسبز چمنستان کامرانی رافع شعائر شریعت غرا ناشر اوامر ملت بیضا حامی انوار سنت شهبا ماحی آثار بدعت ظلما ظاهر احکام رب العالمین قاهر اعدای شرع مبین منبع ینابیع جود و کرم معدن یواقیت اخلاص و همم مرجع اساطین ارباب علو و حکم ملجا اراکین اصحاب سیف و قلم جگرگوشه سلاطین خاندان عدل و سیاست نور دیده مصابیح دودمان فضل و سیادت سلطان ابن سلطان خاقان ابن خاقان متع المسلمین بطول بقائه و المطلق المومنین بتکمیل ثنائه ونصر الدین بعز احبابه ونصر المجاهدین بقهر اعدائه. بعد از اهدائے تحفه تسلیمات مسنون و تحیات اکرام مقرون و تعظیمات اخلاص مشحون و دعوات ترقی مناصب کونین و علو مراتب نشأتین ملتمس آنکه این عاجز خاکسار ذره بیمقدار از خاندان سادات عظام و دودمان شرفائے ذوی الاحترام اسلاف کرام این مسکین بر سجاده ارشاد و تلقین صد ها سنین در بلاد هندوستان استقرار و تمکین می داشتند و در اطاعت احکام رب العالمین و انقیاد اوامر سید المرسلین عمر ها گذرانیده اند و جماعت مستفیدین را بافاده فیوضات فائز گردانیده چنانچه از اعلام بزرگواران این ضعیف مقرب بارگاه اله السید علم الله که از خلفائے کبار حضرت سید آدم بنوری در احیائے سنت محمدیه در میان جمیع اقران علم بوده اند و در افشائے طریقه مجددیه از همه اعوان پیش قدم این بنده عبودیت شعار بعنایت قادر مختار در ساعات لیل و نهار در طریقه مرضیه اسلاف کبار قدست اسرارهم بتربیت جماعت طالبین مشغول بود و در میان کافه سالکین مقبول. چنانچه جمعے کثیر و جمع غفیر از مسلمین انقیاد کیش و مومنین اخلاص اندیش بحول و قوت رب قدیر بواسطه این فقیر حقیر از درگاه واهب العطیات و بارگاه خالق البریات مورد الطاف و کرم گردیدند و بر صراط مستقیم راسخ القدم. سینه صفا گنجینه ایشان از ظلمات شرک و بدعت خلاص یافت. و بر دل اخلاص منزل ایشان انوار خورشید توحید و سنت تافت. بقدرت کامله قادر علی الاطلاق و حول و قوت مالک بالاستحقاق احبائے این بنده ضعیف بانعام منعم حقیقی مشمول شدند و اعدائے این نحیف بانتقام منتقم تحقیقی منکوب و مخذول. ترغیبات این عاجز و خاکسار در میان مهتدین ابرار معمول گشته و ترهیبات این ذره بیمقدار در حق مبتدعین اشرار سبب ملول. اصحاب سنت و اخلاص بمدارج عز و اقبال گردیدند و ارباب بدعت و نفاق گرفتار نکبت و وبال. هزاران هزار بلکه خلائق بیعدد و شمار بشرف بیعت مشرف شدند و در مقالات و معاملات بانواع بشارات مبشر. جماهیر اهل اسلام و مشاهیر خواص و عوام از الواث آثام مطهر و پاک گشتند و در طے مدارج تقوی و ورع چست و چالاک. جماعت مسلمین کامل الانقیاد در اتباع شریعت محمدیه منسلک گردیدند و در زمره مخلصین راسخ الاعتقاد در انوار طریقه مجددیه منهمک. الحمد لله علی ذلک حمداً کثیراً لاکن از مدت چند سال به تقدیر قادر فعال حال حکومت و سلطنت این مملکت بدین منوال گردیده که سکهان نکوهیده خصال و مشرکین بدمآل بر اکثر قطاع

خرابی ہندوستان از دیر باز یافتہ تا بسین تا دیدہ و بسلطنت اہل تسلط یافتند و دام تشکیک و تزویر بنابر اختلال دینِ محمدی افشاندند
دنیا جوی آن اقطار را بظلمات ظلم و کفر مشحون گردانیدند و عزت مسلمانان را بانواع ذلت مقرون و نجابت مسلمین و مشاہیر
مشاہیر حکام را خصوصاً بانواع تکالیف رنجانیدند و بر مساجد و معابد اہل اسلام دست تعدی رسانیدند و عقود سیاست
و سیاست و معاملات قضا و عدالت قوانین شرع را بر باد دادہ و قوانین کفر را بنیاد نہادند بالجملہ دران بلاد واسعہ و نواحی
اقطار رسوم کفر و شرک مشہور گردید و شعائر اسلام مستور و رایات ظلم منصوب شدہ و اعلام عدل منکوب۔ حق پرستی مفقود گشتہ و ہوا
پرستی معمول بناءً علیہ سینۂ بے کینۂ این حقیر اشتغال پر از رنج و ملال بود و دلِ اخلاص منزل از شوق ہجرت مالامال چو دریای
بیپایان در جوش بود و آوازۂ اقامت جہاد بکنبد سر در حرکت درین اثنا این ضعیف را یکا یک دیگر برانگیختند۔
و عزم ادای حج در خاطر ریختند۔ الحمد للہ کہ جمع کثیر از مومنین مخلصین کہ تخمیناً ہفتصد مردم باشند بآن مقام فیض التیام
و بزیارت حرمین مشرف گردیدیم و دستِ عقیدت و اخلاص بارکانِ متبرکہ رسانیدیم و چشم اشتیاق بر مواضع معظمہ مالیدیم
و سر نیاز بر آستانۂ آن بے نیاز سائیدیم و این جانِ ناتوان را نثار خانۂ جانِ جان گردانیدیم سبحان اللہ چہ دریای
رحمت مکافاتِ این اخلاص نیت و حسنِ طویت موجزن گردید و چہ ملاطفاتِ دلربا درآن مقامِ دلکشا در محاذاتِ مستق
و صفا منامات بے شمار و معاملات خارج از حد و حصار بر منصۂ ظہور رسید کہ بے الطاف نہانی و الطاف و مہربانی کہ جان
مشتاقین را شیفتہ و فریفتہ گردانید و سیحے انعام بیکران و اکرام بے پایان کہ سر افتخارِ خاک نشین تا باوج عرش برین سایند
بموجب بیت ؎ اگر ہر بُنِ موئے با صد زبان ❊ بکند شکر این نعمتش را بیان ❊ بہ تحریر الطافہای بے شمار ❊ نباشد یکے از ہزاران
ہزار ❊ بالجملہ آنچہ مشاہداتِ بوقلموں و مکالماتِ گوناگوں درآن مقام دیدہ و شنیدہ ام بمیدان خیال و وہم نمی گنجد و بمیزان
قیاس و فہم نمی سنجد آرے این عطیۂ رحمانی است کہ ہر کرا میخواہند عطا می فرمایند و موہبت ربانی ہست کہ ہر کرا میدانند بآن
مشرف می نمایند اَللّٰہُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ تَہْدِیْ مَا تَشَاءُ لِمَنْ تَشَاءُ و از اعظم معاملات آن مقام اینست
کہ از درگاہ واہب العطایا جلت عظمتہ و از حضور خیر البرایا علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ در مقدمۂ اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد
بطریق الہام ربانی و کلام روحانی باشارات غیبی در باب امامت مشرف ساختند و ببشارات لاریبی در باب فتح و ظفر
مبشر در معاملاتِ حقہ باعلای کلمۂ رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین و استیصال کفرۂ متمردین مامور ساختند و در
مواعید صادقہ بلقب مظفر و منصور نواختند۔ پس بنابر اقامت ہمین رکنِ رکین یعنی نصرتِ دین متین و شکستِ اعدائے
دین از حرم محترم و آن مقام معظم معاودت نمودیم و الا کدام عاقل خواہد بود کہ او مثل آن مقامِ دلکشای و مکانِ راحت
افزای جان خود را کشیدہ در کشاکش اربابِ کفر و ضلال و اصحاب بدعت و جدال اندازد و قطع نظر ازین اشارات و
بشارات اینقدر را بدست کہ ہرگاہ بلاد اہل اسلام در دستِ کفار لئام افتد بر جماہیر اہلِ اسلام عموماً و بر مشاہیر حکام خصوصاً
واجب و مؤکد میگردد کہ سعی و کوشش در مقابلہ و مقاتلہ آنہا بجا آرند تا وقتیکہ بلاد مسلمین از قبضۂ ایشان برآرند و الا
آثم و گنہگار می شوند و عاصی و ستمگار و از درگاہِ قبول مردود میگردند و از بارگاہِ قرب مطرود بناءً علیہ چندے در وطن
خود اقامت نمودیم بعد ازاں راہ ہجرت پیمودیم و در بلادِ ہند و سندھ و خراسان دور و دسیر کردیم و این تحفۂ بشارت پیش
اکثر اہلِ صلاح و خیر بردیم و این دعوتِ حق را بگوش ہوش جمہور مسلمین رسانیدیم و اکثر مومنین مخلصین را درین مقدمہ رفیق
خود گردانیدیم آخر الامر در اوطان یوسف زئی رسیدہ مخلصین ایشان را رفیق خود ساختیم و علم جہاد برافراختیم و کرات و مرات
بر اہل کفر تاختیم و جان و مال در رضاجوئی ایزدِ متعال در باختیم۔ اگرچہ در مقدمۂ قتل و قتال و جنگ و جدال بحکم الحرب بیننا و
بینہم سجال فتح و شکست در جانبین منصور ہست اما الحمد للہ والمنۃ کہ مومنین صادقین را در ہنگام فتح نہ نخوت و غرورے بہم میرسد
و نہ در وقت شکست تقاعد و فتورے و از بسکہ بفحوای کلام ملک علام و سنت سید الانام و قتال جماہیر خلفائے عظام و مشا

علاے کلمۃ ذوی الاحترام وصوابدید عقلاے ذوالافہام اقامت این فرض اہل ارکان اسلام یعنی جہاد بکفار لئام بدون نصب امام
بلا وجہ شرعی صورت نمی بندد بناءً علیہ باتفاق جمعے از سادات کرام وعلماے اعلام وقضاۃ ذوی الاحترام ومشائخ عالی
مقام واخوان ذوی الاعتصام وجماہیر خواص وعوام از اہل ایمان واسلام بردست این فقیر بیعت امامت واقع گردید۔ الحمد
واللہ المنۃ کہ در اہل کفر وعناد وصحت جمعہ واعیاد بعد مرور دہور بروجہ شرعی صورت بست ہر چند این ضعیف عباد اولاً
بحصول این منزل بوسیلہ غیبی بشر بود ثانیاً باتفاق جماعت مومنین باین منصب شریف مشرف گشت۔ اما خالق البریات
وعالم السرائر والخفیات گواہ است برین معنی کہ گاہے بردل اخلاص منزل این بندۂ عبودیت شعار وعاجز خاکسار آرزوے
حصول بعض تملک خزائن بیشمار وتسلط بر بلاد وامصار وتجبر بر بندگان ملک ستان وفرمانروائی بر اقران واخوان و
طلب عزت ووجاہت وریاست وامامت واہانت رؤساے عالی مقدار وسلب سلطنت سلاطین والا تبار واعتبار خود
ستائش بندگان الٰہی واستماع رسالت پناہی خطور ہم نکردہ ووسوسۂ آن ہم نرسیدہ بلکہ مقصود از برپا کردن تمام این
معرکہ پیرائی وعربدہ آرائی غیر از اعلاے کلمۃ رب العالمین واحیاے سنت سید المرسلین واستخلاص بلاد مومنین از دست
کفرۂ متمردین چیزے دیگر نیست وہرگز ہرگز شعبۂ وسوسۂ شیطانی وشائبۂ ہواے نفسانی باین داعیۂ رحمانی والہام ربانی
مخلوط نگردیدہ واللہ علی ما نقول وکیل۔ چنانچہ تمامی سرگذشت این عاجز ناتوان وتغیر حال این اطراف ہندوستان از
حجاج بیت الحرام وتجار اہل اسلام ودیگر نوردان اقالیم سیاحت وواقفان بلاد دور دست تفحص فرمایند تا حقیقت
الحال منکشف گردد وازبسکہ آنجناب واسلاف بزرگواران آنجناب بغیرت ایمانی وحمیت اسلامی موصوف اند باعلاے
اعلام دین واحیاے سنت سید المرسلین معروف ودیانت وعدالت ایشان مسلم طوائف انام است وفطانت وکیاست
زبان زد ہر خاص وعام بلکہ جماہیر مومنین آن دیار ومشاہیر متدینین آن اقطار بغیرت ایمانی وحمیت اسلامی در جمیع اقالیم
مشہور اند وقلوب ایشان باخلاص نیت وحسن طویت معمور حتی کہ تجار شریف در معاملات دیانت وامانت ضرب المثل
شدہ ورسوم مروجۂ آن بلدہ شریفہ در حق جماہیر مسلمین منظر عمل گردیدہ بناءً علیہ بر طبق منطوق لازم الوثوق حرض المومنین
علی القتال بخدمت فیض درجت آن حامی انوار ملت بیضاء ماحی آثار بدعت ظلماء ماہر احکام رب العالمین قاہر اعداے دین متین
نگارش کردہ می شود کہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود آنجناب را منصب فرمانروائی وکشورکشائی کہ اعلاے مناصب ارباب عزت
واقصاے مآرب اہل وجاہت است مشرف گردانیدہ پس در شکر این نعمت عظمی لازم کہ ہمہ اسباب راحت وفرحت سلطان
عظمت ومکنت در تحصیل رضاے رب العزت مصروف کردہ شود ودر اعلاے کلمۃ رب العلمین واحیاے سنت سید المرسلین
داد کوشش دادہ آید کہ رؤساے بلاد ہند وخراسان در مقدمۂ اطاعت وانقیاد تغافل ورزیدند ودر باب تجارت
جہاد کاہلی ... از مقتضاے حمیت عاطل گردیدند از حقوق عبودیت غافل الحق بندۂ کہ بنابر محبت ماسوی اللہ از
امتثال احکام الٰہی پہلوتہی نماید فی الحقیقت بندہ نیست ومومنے کہ غیرت ایمانی ندارد در نفس الامر مومن نے۔ ومخلصے
کہ مرغوبی را از مرغوبات نفسانی بر امتثال احکام ربانی ترجیح دہد مخلص نے۔ سبحان اللہ کسانیکہ تخریب شعائر اسلام از
دست کفار لئام می بینند ومی شنوند باز غیرت ایمانی در دل ایشان جوش نمی زند وحمیت اسلامی در سینۂ ایشان خروش
نمیکند چگونہ ادعاے ایمانی می نمایند وجان خود را در زمرۂ محمدیان می شمارند آرے محبت حق با محبت دنیا مخالفت می
دارد وحق پرستی با ہوا پرستی مضادت تجویز اجتماع این ہر دو امر در یک قلب خیالے است پر اختلال ووہمے است سراسر
باطل ومحال۔ الدنیا والآخرۃ ضرتان لا تجتمعان حدیثے است ماثور ولا جمع بین الحقیقۃ والمجاز مثلے است مشہور۔
بموجب بیت ؎ ہم خدا خواہی وہم دنیاے دوں ۔ این خیال است ومحال است وجنون ۔ چنانچہ رؤسا
بلاد مسطور بپاداش این کردار رسیدند وگرفتار ذلت وادبار گردیدند وازبسکہ اصول اخبار وحشت آثار مختل جلالت منزل کشکور گردیدہ

بود نیز علیه احوال کیفیت کمال تجبر کفرهٔ پنجاب و تغلب منافقین این دیار بر مسلمین مبارک ساخته شد [illegible]
اقامت اعلاء کلمة الله اهم است بجوش آید و آنحا مین اهل کفر و ضلال را از بیخ بر اندازد و جمعیت جنود باغیین بیدین را برهم زنند و [illegible]
اهل کفر و شرک را بشکنند. هرچند ضلع ملتان یوسف زئی که فرودگاه این عاجز و خاکپاست مملو از سپاه جرار است که [illegible]
و متصل ممالک جلال آباد [illegible] شد چه آنجناب را از انواع کار و بار در معاملات انتظام جنگ آن بعهدهٔ [illegible]
از [illegible] الخلافت مبارک واقع در اقطار و جماهیر مومنین و علما و مشاهیر رؤسای این دیار با این [illegible] بر بیعت [illegible]
اطاعت و انقیاد و منتظر اقامت جهاد نشسته در صورت اگر معاونت عظمیٰ از عظمای دین و ممالک علی از اعلام شرع
مبین بنسبت ایشان متحقق شود هر آئینه علو همت و وفور رغبت ایشان دو بالا گردد بنا بر علیه مناسب همت چنان است که
جمیع صغار و کبار را از علمای متدینین و اراکین معتبرین و سپاهیان شجاعت شعار و رعایای انقیاد آثار را ترغیب
فرمایند و جمعی را از لشکر ظفر پیکر تعیین نمایند و از خزائن عامره به پرورش مجاهدین کنند تا مشارکت آنجناب در اعلاء کلمة [illegible]
و استیصال کفر و ارتیاب باحسن وجوه متحقق گردد و مجاهدین مذکورین را تقویت قلب بدست آید چنانچه سلطنت ابد مدت عالی
مشرف شده اند و بیامن توجه عالی اصول دین متین و رسوم شرع مبین در آن دیار و اقطار مروج و در نشر آن [illegible]
مصروف اند و به پرورش ارباب هدایت مشغول همچنین اگر استخلاص بلاد مومنین از تصرف مرتدان و ملاعین را اقدام [illegible]
بدست عساکر فیروزی اثر صورت بندد هر آئینه حمایت سابقه بجمعیت لاحقه ممتزج گردیده بمثابهٔ نور علی نور بر الطاف مخلصین
موفور [illegible] گر شود غایت متمنیٰ از رضا جوئی مولا حاصل گردد و درجهٔ اعلی از مدارج جنت نعیم در جوار ملیک مقتدر مقعد
صدق بدست آید علاوه برین آنکه خزائن بیشمار و بلاد کفار غرار در تصرف انصار اخیار و مویدان ملت سید مختار در آید
این فقیر به تحصیل مال و منال و تصرف بلاد و امصار غرضی نمی دارد هر که از اخوان مومنین و اقران مخلصین بلاد مومنین را
از دست کفرهٔ متمردین استخلاص نموده قوانین شرع مبین و ریاست و سیاست و قضایا و عدالت کما حقه مرعی دارد مقصود این فقیر
حاصل گردیده و تسلط سلاطین عادلین را بر تمام روی زمین بهتر از تسلط خود می شمارم زیرا که سلطنت هفت کشور را بخیال هم نمی
آرم وقتیکه نصرت دین متین و استیصال کفرهٔ متمردین متحقق گردید نیز سعی من بر هدف مراد رسید درین مقدمه نیک تامل نمایند و فکر عمیق
را کار فرمایند که سرداران ملک خراسان بجبن و نامردی موصوف اند و بظلم و تعدی معروف بنا بر علیه رعایای ایشان از حکومت
ایشان بیزار اند و جنود ایشان بیکار و کفار دراز مویان که بر ملک پنجاب تسلط یافته اند نهایت تجربه کار و هوشیار اند و حیله باز و
مکار اگر بر اهل خراسان بیایند بسهولت تمام جمیع بلاد آن بدست آرند باز حکومت آنها مجدد و ولایت پنجاب متصل گردد و اطراف
دار الحرب باطراف دار الاسلام متحد شود و انواع مفاسد درمیان مسلمین دار الاسلام بحیله دیگر خواهند انداخت و علم مخالفت بجناب
خواهند افراخت اگر فی الحال عساکر فیروزی اثر برایشان تاخت فرماید و جنود آنها را زیر و زبر نماید البته از خیال تسلط بلاد مسلمین
دست بردار شوند و در کار و بار خود گرفتار این مضمون را مثل مضامین شعریه یا لطائف نثریه تصور نفرمایند بلکه اگر فی الحال در سد
ابواب در آمدن ملاعین بدیار خراسان تغافل خواهند نمود آنچه در عرصهٔ قریبه از طرف ایشان در حق اهل خراسان بظهور خواهد
رسید مشاهده خواهند فرمود که آن ملاعین عزائم بس چست و خیالات نهایت دور و درست می دارند و قطع نظر از مراعات این
تدبیر مذکور اینقدر ضروری است که این بلاد از اصل دار الحرب نیست بلکه کفرهٔ پنجاب بالفعل بر آن مسلط گردیده پس استخلاص
بلاد مذکوره از دست آنها بر ذمهٔ جماهیر اهل اسلام عموماً و مشاهیر حکام خصوصاً واجب این فقیر بقدر استطاعت خود کوشش
می نماید آنجناب را لازم که بقدر طاعت خود سعی فرمایند که ادنی معاونت آنجناب بلکه مجرد نام مشارکت آن عالی القاب غلبهٔ دین [illegible]
[illegible]
[illegible]

در انصرام این مہم تجسیم روی نماید آینده سررشتہ بدست قادر مختار است اوّل در تاسیس مبانی تدبیر مساعی جمیلہ بر سعی کار آرند و آنرا از عبادات شمرده بجد تمام بجا آرند بعد ازاں در تفویض بسوئے تقدیر ہمت عالیہ برگمارند و آنرا از عقائد جلیلہ قرار داده بر الواح قلوب برنگارند کہ آیۂ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ نص است از کلام ملک علام و کلمہ الشّیء مرہون باوقاتہا و الاتمام من اللّٰہ قولے است زبان زد ہر خاص و عام بیت ؎ گفت پیغمبر باواز بلند • بر توکل زانوئے اشتر ببند • این است مخض مقصود این فقیر و مفتح مکنون ما فی الضمیر لیکن از آنجا کہ تشریح این حال و تفصیل این اجمال بتحریر خامہ بریده زبان متعسر بنا بر علیه جناب مستطاب ہدایت مآب مقرب بارگاہ رب قوی مولوی نظام الدین چشتی ہدی اللّٰہ بہ کل غبی و غوی و متع اللّٰہ بہ کل فطن و ذکی را کہ بر راه توحید و اتباع سنت راسخ القدم اند و در مرافقت این فقیر اسفار دور دست کشیده اند و گرم و سرد و وقائع وسیع ہرچہ دیده اند زیادہ از این حقیر نشو و نما تربیت یگانہ و بیگانہ دیده اند گرم و سرد زمانہ چشیده مع اعلام ہدایت مشتمل بر تقریر عام بخدمت جماہیر اہل اسلام بحضور لامع النور روانہ گردانیده ام و بواسطہ ایشان تفاصیل ما فی الضمیر بسمع اشرف سانیدم بعض از کلام ہدایت التیام آن مجمع حسنات فایض گردد ان بموقع قبول آرند و مضامین ہدایت آگین آنرا از جنس قوانین علم معقول و منقول شمارند و آنرا باعث سعادات دارین و جالب برکات نشاتین تصور فرمایند و السلام مع الاکرام +

نمبر (۵۱) مکتوب جوابی از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام ملک فیض اللہ خان مہمند

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم نیکوترین ترانۂ عندلیب چمنستان سخن آرائی و بہترین ترنم قمریان سروستان دانش پیرائی سپاس بیقیاس قدسی بارگاہے است و اطباق کون و مکان و صفائح زمین و زمان از سمک تا سماک و از قعر مغاک تا اوج فلک الافلاک منصہ جلوۂ کمال قدرت سراپا ندرت اوست حمد حکیمے کہ ہر ذره از ذرات بیابان و ہر ورقے از اوراق درختان آئینہ تماشا گاه بدائع جمال حکمت بے علت اوست بعد از اداے حمد آن احد خوشترین کلامے کہ طوطیان شکر بیان بآں سرایند و زیبا ترین زیورے کہ ابکار عرائس افکار بدان ارایند درود نامحدود بر قلم عرضہ وجود صاحب مقام محمود آئینہ دار جمال لایزال مظہر اوصاف ذوالجلال مورد الہام حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ و صلوات تالیات و تسلیمات متوالیات بر سرور کائنات ملقب بالقاب سید المرسلین و رحمۃ للعالمین مشرف بخطاب یا ایہا النبی جاہد الکفار و المنافقین و بر اہلبیت اطہار و صحابہ کبار کہ مآثر ایات ایشان فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اند و کشور کشائے اقلیم وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ و بعد از حمد و صلوٰۃ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خان اخلاص نشان تودد عنوان حشمت مآب عظمت انتساب ملک فیض اللّٰہ خان سلمہ اللّٰہ الملک المنان بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ احوال این حدود بکرم رب معبود تا تحریر نامہ مودت شمامہ سراسر مستوجب حمد و شکر رقیمہ نامی و صحیفہ گرامی مشتمل بر اظہار مراتب خلت و اختصاص محبت و خلاص رسید انواع مسرت و اصناف فرحت بخشید مضامین وداد آگینش مجملاً از عبارات بلاغت آیات و مفصلاً از بیان حامل نامہ اخلاص عنوان لائح گردید اسئلکم اللّٰہ الذی اجتمعنا لاجلہ و چندے از کلمات حکمت سمات نوک ریز خامۂ اتحاد شمامہ بر صفحہ قرطاس وداد اساس شده بود بپاسخ آن تصریحاً می پردازد و جوابش تشریحاً می طرازد آنچہ در مقام عذر عدم تشریف آوری خود ارقام فرموده بودند کہ بدون اجازت سرداران عالی مکانات کہ ناظمان زمانہ اند این سعادت غلام میسر نخواہد شد حقیقتش آنست کہ آنکرم را محض بنا بر مشارکت مومنین و معاونت مجاہدین و مشاورت در تدبیر و سرانجام اوان این مہم عظیم بتقدیم مسرت لزوم ترغیب داده بودم پس اگر اطاعت سرداران زمانہ را بہ نسبت حمیت دین و حمایت شرع مبین بزعم خود واجب داو کدمی دانند و شوخ این علت را سویدائے قلب از امراض ردیہ نمی شمارند در رمادت

وسعادت ایشان سعی می آرند پس بحکم كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ شادان و فرحان شدند آنچه در مقام تدبیر قدم نگارش نموده بودند که
اگر ملاقات با بنده درگاهی ضرور هست پس مکتوبی بسرداران ارسال دارند و طلب ثبت اعلام حلقه بگوش و حاشیه بردار بنگارند که لازم
مستعد شرف حضور شوند صورتش این است که درخواست ملاقات کسی از مخلوقات بنابر استعانت در سرانجام دادن مهمات دینیه
ضرور نیست زیرا که در مقدمه اقامت جهاد بر کفار شرار توکل و اعتماد محض بر قادر مختار دارم و بر طبق وعده وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ
حَسْبُهُ درباره حل مشکلات صرف از درگاه واهب العطیات امیدوارم هر چند عاجز و خاکسار و ذره بیمقدارم اما جاه و جلال مخلوقین
در جنب عظمت و جلال رب العالمین بجوی نمی شمارم لیکن از آنجا که اعلام عام بخدمت اهل اسلام بحکم حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ
ضروری هست و بسا مضامین هدایت آگین که بتمامها در حیطه تحریر نمی گنجد و بر منصه تقریر باحسن وجوه جلوه می پذیرد بنا علیه
درخواست ملاقات نمودم هرگز هرگز راه استعانت نه پیمودم اگر مکالمه بالمشافه بمرتبه تعذر انجامید پس حصول اعلام بطریق مکاتبه
هم بسمع گرامی رسیده و مضمون آیت وافی هدایت وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ مؤدی گردید و آنچه در مقام تعلیم لین کلام
در مخاطبه سروران ذوی الافهام به آیت وافی هدایت فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى استشهاد نموده بودند
پس این ضعیف سخن ملین گاهی در مکالمه ضعفا هم فضلا عن الرؤسا بمیان نمی آرم بلکه آنرا از مبادی اخلاق و شنائع
خصال می شمارم و چرا این مرد نیم بر دست کار آرم که با کسی عداوت جبلی و مخالفت کلی نمیدارم بلکه همین قدر آرزو میدارم
که هر یگانه و بیگانه نیک و ضعیف را براه حق دعوت نمایم و با طاعت مالک مطلق کار فرمایم اگر کسی بگوش هوش شنید و سالک
بندگان خاص و مقبولان ذوی الاختصاص مسلک گردید و هر که پهلو تهی کرد حسرت و ندامت با خود برد نه نفع آن بمن می رسد
و نه مضرت آن بمن می رسد تا شکوه آن بجا آرم و شکایت این بر زبان رانم و آنچه در مقام استحکام علاقه خلت و التیام با سرداران
ذوی الاحترام نگارش فرموده بودند که بخلاف ایام خالیه ابواب رسل و رسایل با سرداران مفتوح فرمایند بر ضمیر مودت تخمیر
که سردار سلطان محمد خان و سردار سعید محمد خان راه رسل و رسائل مسلوک می دارند پس جواب آن همه از اینجا باید بلکه اگر مکاتیب طرفین
را شمار کرده آید هر آینه مکاتیب اینجانب در تعداد زاید برآید چنانچه عنقریب یک خط مسرت نمط فرستاده بودند جوابش نگارش کرده شد
باز و متکیه زبان فترت رسل و رسائل ممتد گردید خطی دیگر در طلب جواب ارسال داشته شد فاما سردار یار محمد خان و سردار پیر
محمد خان اصلا این راه نمی پویند و ابتدای این امر از من میجویند حالانکه سابق واضح گردید که راه الحاح و التجا با
از مخلوقین نمی پیمایم تا در استحکام رابطه محبت و اتحاد فوق الطاقه سعی نمایم آری اعلام سرداران کثیر الاقتدار ان که
مقصود میداشتم خطوط مشتمل بر انواع ترغیب و ترهیب بکرات و مرات بر نگاشتم و نیز تا که ایشان با وجود ولایت
بلده پشاور که مخزن قراطیس و اقلام است در ارسال مکاتیب تساهل می فرمایند پس ما فقرا را چه یارا که درین کهسار که معرا از
سوادات کتابت است به دفاتر نگاری مشغول شویم و آنچه در مقام بیان شکایت سرداران رفیع المقداران رقم زده کلک اتحاد
سلک شده که آن جمعیت آباد [illegible] محض خدمت سفیر مانید که قتل مایان باین قتل ظهوری مانند که محنت بیگناه لازم پس ظاهر است که اگر سرداران
محض [illegible] اعانت مجاهدین که بسته بودند پس فی الحقیقت این

خدمت دین رب قدیر هست نه خدمت این فقیر حقیر لازم که شکر این نعمت عظمی و عطیه کبری بدرگاه خالق الوری بجا آرند و گردن منت
از مخلوقین از زیر بار منت خود نسازند قال الله تبارک و تعالی يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللهُ
يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ و اگر خدمت این بنده درگاه اله لغیر وجه الله بجا آورده بودند پس این
امری است سراسر باطل و از همه خیر سراسر عاطل البته که لغیر وجه الله باشد خیالی است پر اختلال و علاقه که با سوی الله بسر
امریست حالی بکبت و وبال من نه آنم که رعایت این تعلقات بی معنی نمایم و باین تعلقات بیهوده گرویم بلکه من همانم که در باب
سینه صافم خاص در معاملات صلح و جنگ یکرو و یکرنگ ام و در دوئی بیزارم و از پاسداری غیر حق دست بردار عاجز و خاکسارم و بنده

عبودیت شعار را نا اعانت ماسوی الله عار و ننگ است می دارم و گلبرگ غیر حق را بسان خار و سنگ مے شمارم بیکه با من او را اتحاد ملحوظ باید
در رابطهٔ اخلاص با من می باید لازم که برنگ عبودیت خالصه نگین شود و بمتانت استقامت سنگین با من مواجهه ناشی اختیار کند و از
اوباشی اجتناب ورزد هر که خواهد که از حق علاقهٔ تعلق بگسلد با من رابطهٔ تعلق پیوندد و با مولائے من بنیاد مخالفت نهد
کفار بدکار رونده عبودیت شعار را در یک سلک موافقت کشد پس هرگز هرگز این امرها شدنی نیست که من محض بنده
پروردگارم نه بنده کسے از صغار و کبار است آرے اگر سرداران محمد زئین بنسبت رب العالمین از بندگان عبودیت کیش شوند و بنسبت این
مسکین از هواخواهان خیراندیش پس البته سرداران کرام را واجب التعظیم والاکرام می شمارم و در خدمتگذاری ایشان سعی بجا
می آرم همچنین با کسے از اهل دنیا و ضعفا عداوت ذاتی نمیدارم و هیچ معاملهٔ ایشان را نسبت بخود از گناهان نمی شمارم تا ازین
شکایت این معنی نمایند و حرف گله درمیان آرند آرے غافل از حقوق پروردگار خاذل دین سید ابرار هرکه هست آثم و گنهگار
و ظالم و ستمگار خواه بایں معاملهٔ لطف و مروت نماید خواه راه عنف و عداوت بپیماید و آنچه در مقام اختتام نامهٔ مودت شمامه
بتعبیر قلم غلط توام این بیت حافظ شیرازی مرقوم بود **بیت** مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز + ورنه در محفل
رندان خبرے نیست که نیست + برنسبے فطانت پیرائے واضح و لائح باد که مراد از نهانی عزم اینجانب است بسمت بلدهٔ
پشاور بنابر پاک کردن مجاهدین هندوستان از خس و خاشاک ارباب نفاق و خار و سنگ اصحاب عداوت و شقاق این مقدمه
اصلا از اسرار مخفیه نیست بلکه روبروے ملا میر عالم اخوندزاده وکیل سردار سلطان محمد خان این سخن بآواز بلند گفته ام هیچ
نکتهٔ نهفته و اشارات مبهمه درسلک جواب رقیمهٔ کریمهٔ ایشان سفته. آرے تعیین وقت ننمودم یعنی بکدام وقت سرانجام
این مهم خواهم کرد و بکدام ساعت درین عبادت سعی بجا خواهم آورد زیرا که سررشتهٔ هر کار بدست قادر مختار است عزم اجمالی
دارم و اتمام آن از درگاه واهب العطایا امیدوارم پس وصول خبر این امر ظاهر و باهر بسمع اشرف اصلا مستبعد نیست
بموجب **مصرعه** نهان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلها + و اگر مراد از سر نهانی حال عجز مآل ما فقرا که باوجود این
بے سروسامانی و ضعف و ناتوانی بر مقابلهٔ ارباب حشمت و ثروت چالاکیم و در مخالفت اصحاب عزت و مکنت بے باک.
پس باید دانست که هر چند ما فقرا بهیئت بے سروسامانیم ، بر وعدهٔ او فرحان و شادانیم و در اطاعت او کامیاب و
کامرانیم بر آیت کافی هدایت كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ اعتماد کلی داریم و بر مضمون لطف مشحون
وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ توکل جبلی عدت مخالفین را اگرچه هزاران هزار رسد و قوت معاندین را اگرچه بمدارج
بے شمار کشد در جنب عظمت مولائے خود همسنگ خس و خاشاک نمی شمارم و همرنگ مگس ناپاک هم بخیال نمی آرم بالجمله بنده
انقیاد شعارم با فتح و شکست کار ندارم خیال اعانت اهل دین در سر دارم و عزیمت اهانت متمردین پیش نظر هر فرد تیرے که در
ترکش دارم درین معرکه خواهم انداخت و هر مهرهٔ تدبیر که از ته دل برآرم برین بساط خواهم باخت . الغرض منفعت و مضرت
با من نه بید یا بکسے دیگر خواه تاج شهامت بر سر یابم خواه خلعت شهادت در بر . والسلام مع الاکرام یوم جمعه محرم سنه ۱۲۴۳ هجری .

نمبر (۶) از مقام پنجتار مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حبیب الله خان پسر عظیم خان برادر دوست محمد خان والی کابل

بسم الله الرحمن الرحیم . از امیر المومنین سید احمد بمطالعهٔ سلالهٔ خاندان عظمت و اجلال نقادهٔ دودمان عزت و اقبال مسند آرائے
محافل سیاست و کیاست معرکه پیرائے میادین شجاعت و شهامت جلالت نشان سردار حبیب الله خان زاد اقباله . بعد از سلام
مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه . هرچند اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد بر ذمهٔ جماهیر مسلمین لازم است ، اما بر مشاهیر
اوجب چنانچه والد بزرگوار آن سردار کثیر الاقتدار در مقابلهٔ کفار اشرار داد شجاعت داده اند و اسباب فراهم آوردن جنود
غزا نهایت حیثیت شهامت ایشان باطراف و اکناف عالم رسیده و آوازهٔ جلالت ایشان در اکثر بلاد و امصار افتاده

گردیده چنانچه آن عظیم الشان تمام عمر همین راه پیموده اند و در همین کار و بار ازین جهان فانی رحلت نمودند. الحمد لله که خلف رشید
آن سردار سعید هستند بفضل الهی در باب شجاعت و جوانمردی ضرب المثل گشتند چنانچه تجلد شما در معارک مردانه و تقدم شما در
مصاف شهامت افزا مشهور در میان ارباب پیکار و جنگ و اصحاب ناموس و ننگ گردیده. لیکن نهایت مقام حیرت و
محل غیرت است که از امثال ما غربا و مساکین بنا بر اعلائے کلمهٔ رب العالمین و استیصال کفرهٔ متمردین از مسافت دور و دراز
بقریب جوار شما وارد شویم و مقدمه جنگ و جدال و قتل و قتال با اهل کفر و ضلال پیش کنیم و در تشیید بنیان ایمان و تاسیس مبانی
اسلام و ترویج دین سید الانام شب و روز داد کوشش دهیم و آن سلالهٔ خاندان عظمت و نقادهٔ دودمان حشمت با وجود عداوت
موروثی با کفار شرار و جلادت جبلی در مقدمات جنگ و پیکار شریک ما نشوند و در نصرت دین و اعانت مجاهدین و اهانت متمردین
داد کوشش نه دهند حالانکه بر حقیقت این امر مطلع اند و بر تفاصیل این اخبار آگاه. خیر آنچه گذشت گذشت الحال از خواب
تغافل و تساهل سر بر آرید که آخر در محکمهٔ حساب و کتاب حاضر خواهید گردید و در معرکهٔ سوال و جواب خواهید رسید و مصداق
کلام هدایت التیام ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ خواهید دید لازم که امروز تدابیر فردا بکنید تا مصداق آیت وافی هدایت
هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا نشوید
و در آن مقام مزلت اقدام غیر از طاعت حق چیزے بکار آمدنی نیست و هر چه درین دار الفنا از مال و منال و عزت و جاه
حاصل کرده اند چیزے بدست ماندنی نے اگر ذره از حقوق منعم خود می شناسید در همین مقدمهٔ نیک تامل فرمایند و در انقیاد احکام
رب العباد کمر بسته نمایند و مردانه وار جان خود را بعجلت تمام در مجمع مجاهدین رسانند و هرگز هرگز بر زادهٔ تکاسل و تغافل بپایه
که دفعتهً ملک الموت بر سر می رسد و تمام این حسرت و فرحت میرود. والحمد لله رب العالمین وما علینا الا البلاغ المبین.
باقی تفاصیل احوال از زبان دارندهٔ نامه که از محبان قدیمی و مخلصان صمیمی اینجانب است واضح خواهد گردید آنچه اظهار نماید
آن را قرین صدق و مصلحت دانند و آن را در اعمال و افعال خود مرعی دارند که باعث سعادت دارین و جالب برکات
نشاتین است زیاده والسلام مع الاکرام. از پنجتار مورخه ۹ ماه محرم ۱۲۴۳ هجری +

نمبر ۱۸) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی کاکر که از اعظم ملازمان و عمده مصاحبان دوست محمد خان است

بسم الله الرحمن الرحیم. از امیر المومنین سید احمد بمطالعه خان عالی شان رفیع المکان جلالت نشان عظمت منزلت حاجی خان کاکر
سلمه الله تعالی. بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه. از آنجا که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن سامی منزلت را
بانواع نعم و اصناف جود و کرم نواخته و از مقبلان زمان و معززان دوران ساخته و اجناس هنر مثل فکر صائب و رائے
ثاقب و لطافت اذهان و رشاقت بیان و دقت مراتب دانش آرائی و شدت صولت معرکه پیرائی در خاطر فضائل ذخائر
ودیعت نهاده و آن عالی شان این تمام انواع هنر و کمال را الی الآن در طلب تحصیل مال و منال و جاه و جلال صرف
فرموده اند و بمقصد اعلی و مآرب اقصی رسیده چنانچه سرداران زمان و اراکین دوران مجالست و مصاحبت ایشان را
غنیمت کبری میدانند و مشاورت ایشان در مهمات فرمانروائی و کشورکشائی عمل می نمایند لازم که الحال قدرے حقوق
مالک بالاستحقاق و منعم علی الاطلاق بشناسید و در ادائے شکر او بشتابید و این رائے صائب و فهم ثاقب و جلادت و شجاعت
و عظمت و شهامت را در اعانت احیائے شرع مبین و اهانت اعدائے دین متین صرف نمائید و چنانچه سرداران کثیر الاقتدار
را بانواع مشاورات در مهمات معاشیه اعانت کرده آید همچنین الحال ایشان را برائے اقامت این رکن رکین یعنی نصرت دین و
و استیصال کفرهٔ متمردین و پرورش جنود و مجاهدین برانگیخته بکنید تا چنانکه عمر خود را در انواع راحت این جهان فانی گذرانید
همچنین دولت جاودانی بدست آید. بالجمله وقتیکه دعوی اسلام میدارید و جان خود را در محمدیان می شمارید لازم که در تائید دین حق

ناید خود را در سلک مخلصین و اعلائے علیین داخل کند پس ماہیت طریق آن کہ بیان کردیم و ما علینا الا البلاغ المبین +

نمبر (۱۹) مکتوب متضمن تفہیم در فائدہ بیعت با تعمیم از جانب سید احمد صاحب امیر المومنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بر ضمیر صفا پذیر طالبان راہ حضرت حق و سالکین طریق آن ہادی مطلق عموماً و کسانیکہ باین جانب للہ و فی اللہ حاضرانہ و یا غائبانہ محبت میدارند خصوصاً پوشیدہ نماند کہ مقصود از بیعت بردست مشائخ طریقت ہمین است کہ راہ رضامندی حضرت حق بدست آید و راہ رضامندی حضرت حق منحصر است در اتباع شریعت غراء ہر کہ سوائے شریعت مصطفویہ طریق تحصیل رضامندی حق انگارد پس بیشک آن شخص کاذب گمراہ است و دعوی او باطل و نامسموع و اساس شریعت مصطفویہ دو امر است اوّل ترک اشراک و ثانی ترک بدعات - اما ترک اشراک پس بیانش آنکہ ہیچکس را از ملک و جن و پیر و مرید و استاد و شاگرد و نبی و ولی حل کنندۂ مشکلات و دافع بلیات و قادر بر تحصیل منافع نداند و ہمہ را مثل خود عاجز و ناتوان در جنب قدرت و علم حضرت حق شمارد و ہرگز بنا بر طلب حوائج خود نذر و نیاز کسے از انبیاء و اولیاء و صلحاء و ملائکہ بیا نیارد آرے اینقدر داند کہ ایشان مقبولان بارگاہ صمدیت اند و ثمرۂ مقبولیت ایشان ہمین است کہ در باب تحصیل رضامندی پروردگار اتباع ایشان باید کرد و ایشانرا پیشوایان طریق باید شمرد نہ ایشان را قادر بر حوادث زمان و عالم سر و الاعلان داند کہ ہم محض کفر و شرک است ہرگز مومن پاک را ملوث بآن شدن جائز نیست اما ترک بدعت پس بیانش آنکہ در جمیع عبادات و معاملات و امور معاشیہ و معادیہ طریق خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را بکمال قوت و علو ہمت باید گرفت و آنچہ مردمان دیگر بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از قسم رسوم اختراع کردہ اند مثل رسوم شادی و ماتم و تجمل قبور و بنائے عمارات بر آن و اسراف در مجالس اعراس و تعزیہ داری و امثال ذلک ہرگز پیرامون آن نباید گردید و حتی الوسع سعی در محو آن باید کرد اوّل خود ترک آنہا نمود بعد ازاں ہر مسلمانے را دعوت بسوئے آن باید کرد چنانچہ اتباع شریعت فرض است ہمچنین امر بالمعروف و نہی عن المنکر نیز فرض است چون این امر ذہن نشین شد پس طالبین حق را باید کہ ہمین مورد را در وے ایشان کما حقہ اظہار نمودہ پس بر ذمہ ایشان لازم است کہ اوّل خود ترک امور مذکورۃ الصدر نمایند و قلوب و قالب خود را متوجہ بسوئے حق کنند و اتباع شریعت غراء را ظاہراً و باطناً پیش گیرند و تمامی انجاس شرک و الواث بدعات را از خود دور نمایند و بعد ازاں جمیع طالبین حق را بسوئے آن ترغیب دہند و در اخذ بیعت بردست خود از خود ساعی باشند و ترغیب فرمایند و ہرگز اغماض ازاں ننمایند چہ درین بیعت کہ بردست یاران اینجانب واقع خواہد شد فائدہ شدنی است انشاء اللہ تعالیٰ کلمہ گویان از رسوم شرک پاک خواہند شد و تعظیم شرع شریف در دل ایشان جا خواہد گرفت و اینجانب دعا خواہد کرد کہ آن بیعت مثمر ثمرات جمیلہ جزیلہ گردد و در تعلیم و تفہیم طالبان سعی بجان و دل نمایند و از ایشان اخذ بیعت کنند و ایشان را تعلیم اشتغال فرمایند حق جل و علا اینجانب را و جمیع مخلصین و محبین ما را در زمرۂ موحدین مخلصین و متبعین شریعت غراء منسلک گرداناد - آمین - اما بیعت امامت پس بیانش آنکہ قتل و قتال جنگ و جدال با اہل کفر و ضلال واقع می شود اگر محض بنا بر تحصیل مال و عزت و ریاست و حکومت باشد عند اللہ ہباءً منثوراً میدارد و اگر بنا بر نصرت دین و اعلائے کلمہ رب العالمین و ترویج سنت سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم متحقق گردد آنرا در عرف شرع جہاد میگویند و آن افضل عبادات و اکمل طاعات است کہ ہیچ یک از عبادات در باب رفع درجات و تکفیر سیئات مساوی آن نمی تواند شد چنانچہ آیۂ کریمہ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بر آن دلالت میدارد پس آنرا بوجہے ادا باید کرد کہ موافق قانون شرع شریف باشد تا در عقبیٰ وسیلۂ نجات و در دنیا مثمر برکات باشد و باعث نزول رحمت یزدانی و تائید آسمانی گردد و از اعظم شروط جہاد نصب امام است چنانچہ کریمۂ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ و کریمۂ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ و حدیث من لم یعرف امام زمانہ

فقد مات میتة جاهلیة و حدیث صلوا خمسکم و صوموا شهرکم و اطیعوا اذا امرکم تدخلوا جنة ربکم
و حدیث من قتل تحت رایة عمیة فقد مات میتة جاهلیة و دیگر آیات و احادیث بیشمار بران دلالت میکند پس
نصب امام واجب موکد هست - الحمد لله والمنة که مالک علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق این راعیه گزین فقیر و خاکنشین عجز اولاً
باشارات غیبی و الهامات لاریبی بلیاقت خلافت مشرف گردانید و ثانیاً بتالیف قلوب جمعے کثیر از اہل اسلام و جمیعے از خواص و
عوام بدان منصب امامت مشرف ساخت چنانچه بتاریخ دوازدهم جمادی الثانیه روز پنجشنبه ۱۲۴۴ هجری قدسی جماعه از سادات
کرام و علماء اعلام و مشائخ عظام و صاحبزادگان ذوی الاحتشام و خوانین عالی مقام مع جماهیر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام
بر دست این جانب بیعت امامت بجا آورده امام خود قرار دادند و امامت و ریاست این جانب مسلم داشته ربقه اطاعت در گردن
انداختند و از آن وقت تا حال بیعت مذکوره بر دست این فقیر جاری هست و در میان جماهیر اہل اسلام ساری پس مومنین مخلصین
را هم لازم که بیعت مذکوره بر دست نائبان این جانب بجا آرند و انرا از جنس بدعت نه شمارند و واجب شرعی شمارند تا از معصیت ترک
نصب امام رهائی یابند و باقامت سنت متواتره ثواب یابند پس لازم که هر که از مومنین مخلصین برغبت انتساب این فقیر در آمده
باشد بر دست خلفاء و نائبان این جانب بیعت نماید حق تبارک و تعالی ایشان را ماجور و ساعی ایشان را مشکور گرداند و ما را
و جمیع مومنین مخلصین را در سلک مقبولین خود منسلک فرماید آمین یا رب العالمین و صلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد و آله
و اصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ❊

نمبر (۲۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب مکتوب نواب احمد علیخان رامپوری

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب حشمت مآب شوکت انتساب مجادت اکتساب نواب
احمد علیخان صاحب زاد الله اقباله و ضاعف اجلاله - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه - نامه
نامی و صحیفه گرامی مشتمل بر مراتب اتحاد و اخلاص و مدایح وداد و اختصاص عز ورود فرمود علاقه صداقت و رشته مودت
را محکم تر نمود و دیده را نورے و دل را سرورے بخشید آنچه بنوک قلم خلت شمیم رقم فرموده بودند که بخدمت بابرکت جناب
هدایت مآب افادت انتساب مقرب بارگاه رب قوی مولانا سید حیدر علیصاحب معامله مسنونه بجا آورده اند از استماع آن فرحت
بر فرحت افزود - الحمد لله والمنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین توفیق خیر موفق گردانید - اکثر تجربه
کرده شد که هر که از مومنین مخلصین به نیت پاک این معامله می کند ابواب هدایت بر روی او مفتوح می شود امید قوی است
که حق جل و علا بکرم عمیم خود به برکت ادای این مسنون در سلک بندگان خاص و مقبولان ذوی الاختصاص منسلک
خواهد گردانید - و احوال نتیجه و دیگر مرب معبود باین منوال هست که قادر علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق این عاجز و خاکسار را در ذرو
محض اللطف بکرم عمیم خود بوجهی نواخت که محبت ماسوای ذات خود را پس پشت این ضعیف انداخت و فقط سبیل رضای
خود در قبله همت این ضعیف ساخت و کفالت پرورش این فقیر بذات پاک خود پرداخت شکر نعمت عظمی بجناب آن محبوب
بکدام جوارح ادا توانم کرد و حمد این عطیه کبری بارگاه آن محمود بکدام زبان بجا باید آورد بموجب ابیات ﴿شعر﴾
اگر هر موی من گردد زبانی * کند شکر این نعمتش را بیان * و گر تحریر الطافهای بے شمار * نباشد یکی از هزاران هزار *
الحاصل برکت این اخلاص و یمن این اختصاص قلوب بندگان خود را مسخر این ضعیف گردانید که تاثیر آن از تحریر و تقریر بیرون
است و کیفیت توجه عنایات حضرت منان در باره این ضعیف و ناتوان قابل تماشا کردنی است حقیقت آن کما حقه
بعیان منکشف می شود نه بیان - اگر آن جانب مشاهده فرمایند چه مراتب تعجبها است که لاحق نگردد - هر چند مقتضای غیرت
ایمانی و حمیت اسلامی در حق جماهیر مسلمین عموماً و رؤسای عالیشان خصوصاً همین است که درین معرکه بجان و مال حاضر شوند و در سلک

محمد یحیی جدری غلام جیلانی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه رقیمه کریمه مودت ضمیمه مشتمل بر نهایت ذوق و شوق
تمکین خوبیت و کمال اشتیاق در مصاحبت رب خلاق و انسلاک در سلک مجاهدین و استیصال کفره متمردین رسید مضامین
مسرت بخش گردید - الحمد لله والمنه که حق جل و علا بکرم عمیم خود در دل هدایت منزل آن مناقب اکتساب این اراده عالی القا
فرموده - آنچه در نامه نامی مندرج بود که بسیاری از مومنین مخلصین بنا بر استیصال اعدائے دین مستعد گردیده اند در رفاقت آن
هدایت مآب اختیار نموده اند نظر بقلت سامان سفر و کثرت رفقائے یک گونه توقف واقع گردیده از استماع این کلام نهایت تعجب
دست داد با وجودیکه حق جل و علا آن هدایت مآب را بعلم و عمل مشرف گردانیده باز امثال این خیال پر اختلال در سینه اخلاص گنجینه خطور
کند چه حق جل و علا در کلام پاک خود میفرماید وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۞ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ
الْمَتِينُ ۞ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ۞ آیا محل ایفائے این وعده در دام بود و بلباس بو منحصر است
و تکفیلاً از آن دیار قدم بیرون نهادند از ایفائے این وعده مایوس خواهند گردید یا اینکه هرچند رزق هر کس از جناب جواد مطلق موعود است
اما چون چندے از بندگان الٰهی بنا بر امتثال احکام او تعالی مجتمع خواهند گردید ابواب رزق بروئے ایشان مسدود خواهند گشت سبحان
الله این چه خیالات دور دور از راست توکل را کار فرمایند و ایمان بالقدر را ملاحظه نمایند و از ته دل همین اذعان کنند که خزائن
ربانی بفحوائے آیت قرآنی وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ غیر متناهی است اگر آن قادر علی الاطلاق رزق باین دیار
منظور است پس هیچ مکان و هیچ زمان هیچ حال مانع نمی تواند شد و اگر این معنی منظور او نیست پس هرگز هرگز از هیچ تدبیر از تدبیرات
بدست آمدنی نیست لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ شان اوست - پس این وسوسه شیطانی را
دور فرمایند و بر کفالت مالک حقیقی و ملک تحقیقی اعتماد نمایند و در جمیع مومنین به آواز بلند نفیر عام در دهند هر که رفاقت ایشان
اختیار نماید از اسم راه گرفته محض اعتماداً علی الله برخیزند انشاء الله بر طبق منطوق لازم الوثوق وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ
عنایت ربانی و کفالت رحمانی مراد در باره خود بوجهے مبذول خواهند یافت و از وهم و خیال دور باشد - آرے اگر درین اثنا کسے
از مومنین اغنیا بنا بر تحصیل سعادت مشارکت مجاهدین از اعانت مالیه بوجهے نماید آنرا احسان الله فهمیده هرگز رد نباید کرد که
رد عطیه الٰهیه از قبیل سوء ادب است آرے آن همه را در مرضیات او صرف باید نمود و هوائے نفسانی را هیچگونه در آن دخل
نباید داد - زیاده تطویل کلام در خدمت آن قدر که نام لقمان الحکمت آموختن است - والسلام مع الاکرام ۞

نمبر (۲۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار میر عالم خان باجوڑی که امیر کبیر آن زمان است

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بمطالعه سردار کثیر الاقتدار دیانت شعار شجاعت آثار سر حلقه محافل ریاست و کیاست
پیش قدم معارک صولت و جلالت حشمت نشان سردار میر عالم خان ابد الله جلاله و ضاعف اقباله - بعد از سلام مسنون و دعائے
اجابت مقرون واضح آنکه هرچند اقامت جهاد و ازاله کفر و فساد بر جماهیر مومنین عموماً و مشاهیر مسلمین خصوصاً هر دو زمان و هر مکان
لازم است اما درین جزو که وقت شورش اهل بدعت و طغیان است اوجب و اوکد بنا بر علیه حلیه این ضعیف مع چندے از مومنین
صادقین از وطن مالوف خود برخاسته محض لله و فی الله بنا بر اقامت همین رکن رکین یعنی نصرت دین رب العالمین کمر همت بسته
حال این عاجز خاکسار ذره بمقدار بر خاطر عاطر آن سردار کثیر الاقتدار با خبار متواتره واضح و لائح شده باشد که آنچه داعیه
استیصال معاندین دین در دل اخلاص منزل این ضعیف مرتکز است اصلاً و مطلقاً بطلب غرضے از اغراض دنیویه مثل
تحصیل مال و منال یا بدست آوردن عزت و وجاهت یا تسلط بر قری و امصار و امثال آن هرگز ممزوج نیست بلکه سوائے اعلائے
کلمه دین و احیائے سنت سید المرسلین هیچ غرض درمیان نے درین صورت بر هر مومن راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد لازم که در
مقدمه اعانت دین رب ذو الجلال قصورے در صرف جان و مال نورزند هرگز هرگز ازین امر پهلوتهی نکنند که محکمه حساب و کتاب بحضور

رب الارباب در پیش هست لابد در آن مقام بمقتضائے کریمه ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم شکر نعمت اموال و منال و وجاهت طلب خواهی ست
و از تغافل و تساهل که در باب امتثال احکام رب العالمین واقع میشود سوال متوجه خواهد گردید پس بکدام زبان جواب پیش کرده خواهد شد
بالجمله این جهان ناتوان و نهاد سست بنیان و محل سریع الزوال و متاع قریب الانتقال و وجاهت منسوب بذات امیر دنیا غیر
رب العزت مصروف گردید پس صرف خیال هست پر اختلال بلکه باعث نکبت و وبال و علاوه برین آنکه چیزیکه در راه خدا صرف
میگردد فی الحقیقت بر باد نمی رود بلکه منافع آن در دنیا و فواید آن در عقبیٰ و حصول اجر جزیل و رضوان و ثنائے جمیل و رجحان
اخوان و اقران بوجهے حاصل می شود که خارج از حیطهٔ وهم و خیال هست بنا بر علیه بخدمت عالی نوشته می شود که هر چند مشارکت
مجاهدین بظاهر امرے صعب می نماید لاکن فی الحقیقت بمقتضائے کریمه یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ
تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ[1] تا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ه نوعے هست از سوداگری که منفعت آن حصول احدی الحسنیین سعادت
دارین و سرخروئی بارگاه رب العالمین و جناب سید المرسلین و بدست آمدن عزت و وجاهت و مملکت و امارت و تصرف قریٰ و امصار
و ضلاع و اقطار و تحصیل مال و جلال از غنائم کفار بد مآل هست پس قدرے اگر رنج بر نفس خود اختیار نمایند انواع راحات بعوض آن
در دنیا و عقبیٰ مشاهده فرمایند اما اینقدر لازم هست که مردانه وار درین معرکه در آیند و بجمعیت شده علائق طمع و خوف از غیر ذات
حضرت حق منقطع گردانند و در زمرهٔ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ منسلک شوند غرض اینکه اقامت جهاد ماده
بغی و فساد افضل احکام رب العباد هست که هیچ عبادتے از عبادات و طاعتے از طاعات مساوی آن نمی توانند شد (قال الله تعالیٰ)
لا یستوی القاعدون[2] تا علی القاعدین درجة بنا بر علیه این ضعیف بکرم عمیم حضرت حق و قدرت کامله قادر مطلق بنا بر ادائے این
عبادت عظمیٰ و ادراک این سعادت علیا خود هم کمر همت بسته و ندائے وسارعوا الی الجنة عرضها السموات والارض درمیان جماهیر
مؤمنین و مشاهیر مسلمین در داد چنانچه جمعے کثیر و جمے غفیر از ایشان مشارکت مجاهدین اختیار نموده داد دیانت و شجاعت در معرکه
قتال اهل کفر و ضلالت داده اند لیکن درین اثنا عجیب مقدمه در پیش آمد که سرداران پشاور بنا بر عادت قدیمهٔ خود که پیشهٔ حسد و
نفاق هر کس و سینهٔ پر کینه خود مرکوز میدارند درین مقدمه هم مداخلت نموده در راه حیله و تزویر بیهوده گزندے بعساکر مسلمین
رسانیدند لکن الحمد لله والمنة که نکبت و وبال این قبائح افعال لاحق حال ایشان گردید و هیچگونه مضرتے باهل ایمان نرسید چنانچه
مؤمنین سوات و بنیر و امثال ایشان باز بر اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و نفاق و فساد مستعد گردیده اند لاکن منافقین مذکورین
تا حال هم از قبائح افعال خود دست بردار نمی شوند چنانچه مجاهدین هندوستان که تقریباً و تدریجاً می آیند در بدسگالی ایشان
داد نفاق می دهند درین صورت بحکم مقدمة الواجب واجب جهاد با منافقین هم واجب گردیده بنا بر علیه این ضعیف با مؤمنین صادقین
عزم پاک کردن بلدهٔ پشاور و قرب و جوار آن از الواث منافقین بدکردار مصمم کرده تا بموضع پنجتار رسیدیم و بنا بر امتثال فرمان
عالیشان حضرت ملک دیان که منطوق کلام لازم الوثوق یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم هست کمر همت بستیم و
بر حول و قوت الٰهی اعتماد کرده و دعائے ماثوره اللهم بک احول و بک اصول وانت عضدی ونصیری بر زبان اخلاص ترجمان رانده
متوجه بسمت بلدهٔ مسطوره گردیدیم حق تبارک و تعالیٰ بقدرت کاملهٔ خود مظفر و منصور گرداناد هر چند ما ضعفا بظاهر سر و سامانے نداریم
اما بمقتضائے کریمه کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله بحکم مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق در باب استیصال
کفرهٔ متمردین و منافقین مخذولین بقدر وسعت خود کوشش می نمائیم آینده سر انجام دادن سر کار بدست مختار هست بموجب بیت

---

[1] تمام آیت اینست ـ تؤمنون بالله ورسوله وتجاهدون فی سبیل الله باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنات تجری من تحتها الانهار ومساکن طیبة فی جنات عدن ذلک الفوز العظیم واخری تحبونها نصر من الله وفتح قریب وبشر المؤمنین ۱۲ مجید

[2] بقیهٔ آیت اینست ـ من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله باموالهم وانفسهم علی القاعدین درجة وکلا وعد الله الحسنیٰ وفضل الله المجاهدین علی القاعدین اجراً عظیما درجات منه ومغفرة ورحمة وکان الله غفوراً رحیما ۱۲ مجید

دست مالک ہر چہ خواہتان کند۔ عالمے را ودمے ویران کند۔ درینصورت لازم کہ آں حشمت مآب ہم غیرت ایمانی وحمیت اسلامی بکار فرمایند ومدلول انما المؤمنون الذین امنوا باللّٰہ ورسولہ وجاھدوا باموالہم وانفسہم غور نمایند کہ مجرد ایمان بے اقامت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط است۔ ہر چند مشارکت آں حشمت مآب بنفس نفیس خود دریں مہم بعید ترمی نماید لاکن بفرستادن اقربا واتباع ممکن پس لازم وقتیکہ ایں فوج ازینجا ارکوچ نماید عسکر ظفر پیکر خود در سلک مجاہدین منسلک گردانند باقی تفصیل احوال از زبانی حافظ کلام ربانی مورد عنایات رحمانی مقبول بارگاہ الٰہ حافظ اعظم شاہ واضح خواہد گردید آنچہ حافظ ممدوح از زبان صدق ترجمان اظہار نمایند آنرا قرین صدق ومصلحت تصور نمودہ برطبق آں عمل باید نمود کہ حافظ ممدوح از مخلص یاران اینجانب وخیر خواہان دین اسلام است۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

نمبر ۳۴ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام احمد خان ابن لشکر خان کمال زئی متوطن ومعہ یار محمد خان رئیس پشاور

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعہ خان والا مناصب عالی مراتب کثیر المناقب عظمت نشان رفیع المکان احمد خان سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمۂ کریمہ مشتمل بر مراتب محبت واخلاص ومودت اختصاص سید انواع فرحت واصناف مسرت بخشید حق جل وعلا برحمت خود ایں مراتب خلت را کہ محض باللّٰہ وفی اللّٰہ است روز افزوں گرداناد۔ وآنچہ کمال وفور غیرت ونہایت علو ہمت آں والا ہمت در باب اعلائے دین رب العزت از قلم خلت شیم نگارش نمودہ اند ہمہ ناشی از حمیت اسلامی وغیرت ایمانی است حقا کہ تمامی ایں عزت ووجاہت وحکومت ودولت وآرام وراحت ابد روز گذشتنی وگذاشتنی است ودر محکمۂ سوال وجواب حساب کتاب بحضور رب الارباب حاضر شدنی است ودر آں مقام پرہول غیر از ایمان واسلام چیزے دیگر کار آمدنی نیست ودر ظلمات قبر وصراط غیر از نور اخلاص چیزے افروختنی نہ بموجب رباعی

دائم نہ علم نہ عمر افزودنی است۔ ویں تخم طرب ہمیشہ نے کاشتنی است + ایں داشتنی ہمہ نگہ داشتنی است + جز ذرۂ درد کہ نگہ داشتنی است

غرض آنکہ اگر ایں لذائذ دنیا را امروز در راہ مولائے خود صرف نکردیم لابد فردا جنود عزرائیل بجبر وزور ربستانند پس بہتر است کہ بطوع ورغبت جان ومال در رضائے رب ذوالجلال در بازیم ووسیلۂ حصول سعادت کونین وراحت دارین بدست آریم علاقۂ بندگی را بحضور مالک خود محکم سازیم وایمان کامل حاصل نمائیم وتکمیل ایمان غیر از مقاتلۂ اہل کفر وطغیان صورت نمی بندد قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللّٰہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللّٰہ علیم خبیر + انما المؤمنون الذین امنوا باللّٰہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللّٰہ اولٰئک ہم الصادقون + پس لابد بدعوی ایمان را بشہادت اقامت جہاد مبرہن باید کرد والا مجرد ایمان بدون اقامت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط است الحق بندۂ کہ در مقابلہ اعدائے مولائے خود غیرت وحمیت نمی دارد فی الحقیقت بندہ نیست ومحبیکہ جان ومال وعزت وآبروئے خود را در تحصیل رضائے محبوب نگہدارد فی الحقیقت محب نے ومخلصے کہ پاسداری وجاہت غیر معبود خود را ملحوظ دارد در دعوی اخلاص کاذب دروغ زن است مقتضائے علاقۂ عبودیت ہمانست کہ محبت اہل وعیال وطلب مال ومنال وامراعات عزت ووجاہت وامارت والفت اخوان واقران وپاسداری دوستان ودوستان پس پشت اندازد وفقط رضائے رب ذوالجلال مجرد انقیاد ایزد متعال قبلۂ ہمت سازد مصلحت دیدمن آنست کہ یاران ہمہ کار بگذارند وخم طرہ یارے گیرند بر خاطر عاطر واضح ولائح است کہ سرداران زمان با وجود دعوی اسلام رعیت گی کفار لئام اختیار نمودند وبلاد مسلمین را بسبب ایں عمل قبیح دار الحرب گردانیدند واولاد خود را در زیر عمل کفار اشرار دادند ومحبت خلت آں ملاعین بحدی در سینہ خود مرتکز ساختند کہ درپے ایذائے مہاجرین ابرار ومجاہدین اخیار افتادند سبحان اللّٰہ زہے اسلام وزہے ایمان است کہ بنا بر خیر خواہی کفرۂ ملاعین بدخواہی فاضل مومنین کہ زمرۂ مہاجرین ومجاہدین العمل می آرند نعوذ باللّٰہ

بحق شرورِ افساد و سیئاتِ اعمال آخر شده شده نوبت بایشان بحدی رسید که مومنین را اشتغال بجهاد و مقاتلۀ ایشان از اہم مہمات
معتقد گردید بحکم مقدمة الواجب واجب ایشان بہ نسبت جہاد با کفار واجب تر شدند تا وقتیکہ استیصال ایشان متحقق شود
جہاد با اہلِ کفر و عناد صورت نہ بندد بناءً علیہ این عاجز و خاکسار و دیگر تبعہ و ہمیں قدر با چندے از مہاجرین اخیار بطریق فرض عین الشان
واجب الاذعان یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماویہم جہنم وبئس المصیر بجہاد منافقین مخذولین
کمر بستہ تا بموضع پنجتار رسیدیم انشاء اللہ تعالی عنقریب بحول و قوت ملکِ جبار و مالکِ قہار تمام شوکت منافقین بمکر و ابہت
تمام مضمحل می گردد در عرصۂ قلیلہ انشاء اللہ تعالی این تماشائے قدرتِ قادرِ مختار بعین ہند و پاسداری رب العالمین ابرار
داری منافقین ایثار فرمایند آنچہ از سرداران زمان توقع حصولِ منافعِ دنیویہ میدارند اضعاف آن از درگاہ شاہ شاہان
و خالقِ انس و جان باید داشت بامید واثق از درگاہِ خالق آنست کہ اگر گروہ یکجہت شده در زمرۂ ناصرینِ دین متین منسلک
خواہند گردید منافعِ دنیویہ ہم بحدے حاصل خواہند کرد کہ خارج از وہم و خیال است اما اگر کسے خواہد کہ پاسداری جانبین
محفوظ دارد و در زمرۂ مذبذبین بین ذلک خود را منسلک گرداند یا زجانِ خود را در بندگانِ عبودیت کیش و محبانِ خدا از
اندیش شمارد و بحصول رضائے حضرتِ حق متوقع ماند ہمیں خیالیست پر اختلال و وہمیست سراپا باطل و محال بموجب بیت
ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون + این خیال است و محال است و جنون + آنچہ از واقعۂ منازعت فیما بین عالیجاہ محمد خان
و سیف اللہ خان نگارش فرموده بودند حقیقت آن واضح گردید بالفعل انتقام آن را در حیز تعطیل و اہمال باید انداخت و استیصال
اعدائے دین پیشِ نظر باید ساخت وقتیکہ این دیار و اقطار از الواثِ مفسدینِ بدکردار مطہر و پاک گردید بصلاح فیما بین علاج
بغایت سہولت صورت خواہد بست اگر بالفرض آن علاج واقع نخواہد شد تدبیرے دیگر کہ مناسب وقت خواہیم دید بعمل خواہم آورد۔
زیاده والسلام مع الاکرام +

نمبر ۲۵ - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمدۂ اراکینِ عالی مقام دودۂ خوانین ذی الاحتشام رونق افزائے چار بالش
حشمت معرکہ پیرائے میادینِ صولت سردارِ حشمت شعار عالیات آثار شوکت نشان سردار سلطان محمد خان زاد اللہ اقبالہٗ و
ضاعف اجلالہٗ - بعد از اہدائے احسن تحف اسلام یعنی گلدستۂ ریاحین اسلام و داعیۂ ترقی مناصب دارین و مدارج نشاتین
واضح آنکہ رقیمہ مودت ضمیمہ مشتمل بر غایت مراتبِ اخلاص و نہایت مدارجِ اختصاص مع تفاصیلِ احوال خیر مآل در عین انتظار رسید
مضامین مندرجہ از تحریر دلپذیرش اجمالاً و از تقریر فضیلت پناہ ملا میر عالم آخوندزاده تفصیلاً واضح و لائح گردید الحمد للہ و المنۃ
کہ محبت دیرینہ و خلتِ پارینہ تاحال بسان سرو نونہال در سینۂ بے کینۂ اخلاص گنجینۂ بکرم رب الارباب سرسبز و شاداب است
حق تبارک و تعالی بقدرتِ کاملہ و تربیتِ بالغۂ خود این شجر موالات را مثمر ثمرات گرداناد آمین یا رب العباد - آنچہ از لحوق انواع
پیچ و تاب قلق و اضطراب در مفارقت خان سعادت نشان محمد حسن خان بخاطرِ شفقت ذخائر آن عظمت نشان و عزار کان
رقمزدۂ کلک مودت سلک شده بود انشاء اللہ تعالی در مقدمۂ صیانت خان مسعود از شر کافر مردود دعا کرده خواہد شد حضرت
رب کریم بفضلِ عمیم خود در موقفِ اجابت آرد فاما آنچہ استشاره در تدبیرِ استخلاص آن نوجوان از پنجۂ ظالم ناہنجار لوکویز جامۂ
محبت ختامہ بود پس حقیقتش آنست کہ در ہنگام تفویضِ آن سعید در دستِ عدوِ عنید ہیچگونہ مشاورت با اینجانب ننموده
بودند تا الحال در مقدمۂ استخلاص استصواب فرمایند بالفعل چاره استخلاص آن بیچاره غیر ازین ہیچ بنظر نمی آید کہ جمیع اقرباء و اعوان
آن گرفتارِ رنج و بلا تمامی ہمت خود را فراہم آورده دفعۃً شورے عظیم بر سرِ آن لئیم بوجہے برپا کنند کہ بالاضطرار از آن بیچاره
دست بردار شود و آنچہ در مقدمۂ تعطیل و اہمال و تسویف و اہمال در اقامت جنگ و جدال با اہلِ کفر و ضلال تا زمان
استخلاص آن عزیز از قبضۂ متعدیِ بے تمیز نگارش فرموده بودند پس حقیقتش آنست کہ ما مردم امتثال احکام رب العالمین احیائے سنت

سنت سید المرسلین ترک اہل و عیال خود گزیدیم و مہاجرت از اوطان و اخوان مذہب دیدیم و جمیع ماسوی اللہ را پس پشت انداختیم و اوقات
و انفاس را حکام سید المعبود قبلۂ ہمت ساختیم و علائق را تحریر کرد با فرزندان و عیال و اہل و منازل و اوطان و اخوان ہم با شما خویشی
قلبیہ برکندیم و انواع انواع رنج و تکالیف سفر و حضر بر خود پسندیدیم و تعطیل اہمال اہیچگونہ در مقدمۂ اقامت این رکن رکین اعنی نصرت
دین سید المرسلین بدون توقع منفعتے از منافع دنیا روا نداشتیم و از پاسداری محبان قدیمی و خانان ہمی بیں ناحق دست کشیدیم
و از حفظ منافع و مصالح جان خود درین باب دست برداریم و از پاسداری ماسوی اللہ دعین را ہر ماسوا بالکلیہ رفتیم و ذرہ کار
خود چالاکیم و عدم لحاظ چیست. است سبحانک و در تدبیر نصرت دین عاقلیم و از پس و پیش غافل. بندگان عبودیت شعار را چہ یارا
کہ در امتثال احکام مولائے خود ہمہ توقف ورزیم دعاجزان خاکسار را چہ طاقت کہ بر مصروف شدن جان و مال در راہ او قادر ذوالجلال
ذرہ تأسف کنیم پس توقف و انتظار در مقدمۂ استیصال اشرار بدون مظنۂ حصول رضائے پروردگار خیالیست پر اختلال و ہمہ
ہمت سپہر باطل و محال دیگر بالغرض قدمے حکمت را دادیم لابد الاطمینان بر اقوال شما بدست آریم و اعتماد مسلمان خالص الایمان
بر مواعید و مواثیق سرداران کلان ہیچ متعذر الحصول پس تاخیر از ما در غیر معقول شد وزدرین مقدمہ سعی بجان و دل بجا می
آریم و تمام آن از درگاہ وہاب العطایا امید داریم بالجملہ تا جان در بدن و سر بر تن است ہمین کار در پیش داریم و انجام این کار
بدست قادر مختار می شماریم در صورت فتح توقع غلبۂ دین ہست در مآل و در صورت شکست نقد شہادت ہست فی الحال و در ہر دو صورت
بمقصود خود فائزیم و بمراد خود کامیاب و بیان سر آنکہ در ہر بار دختران سہ ہزار ستداب باقی تفاصیل احوال از زبان صدق بیان
ملا امیر اخوندزادہ بمشنفۂ ظہور خواہد رسید. والسلام مع الاکرام + ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ ہجری +

نمبر (۲۶) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار دوست محمد خان والی کابل

بسم اللہ الرحمن الرحیم. از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت دثار و الاقتدار سردار
دوست محمد خان زاد اقبالہ. بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ نامۂ نامی در قیمۂ گرامی مشتمل بر قوت استعداد آن
عالی نہاد در اقامت جہاد و استیصال کفر و فساد و دیگر مراتب اظہار اخلاص و ایجاد محبت و اتحاد رسید مضامین مندرجہ واضح گردید
الحمد للہ و المنۃ کہ عزم اقامت این رکن رکین یعنی نصرت دین متین و استیصال کفرہ متمردین در دل جلادت منزل آن سردار جلالت آثار
ہویدا گردید الحق مثل این علو ہمت و تائید عزیمت شایان شان مثل آن عظیم الشان تواند بود ہر چند سعی در اقامت این رکن
اسلام یعنی قتال با کفار لئام در ہر زمان و ہر مکان اوجب است اما درین جزو زمان کہ وقت شورش اہل کفر و طغیان است
بر ذمۂ ہمہ مومنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً اوجب است و کد ہر قدر کہ حصول معنی اقتدار و کثرت جنود و انصار و تسلط بر بلدان
و امصار و وجاہت در ضلاع و اقطار بیشتر اقامت این رکن رکین از اعلائے دین سید المرسلین موکد دانند اہر کہ از سرداران نامدار و رؤسائے
ذوی الاقتدار بنصرت دین پروردگار و ترویج سنت سید مختار موفق میگردد مستحق اجر جزیل در عقبیٰ و ثنائے جمیل در دنیا می شود حصول
سعادت اخروی و نزول برکات دنیوی و صعود در مراتب جنت و عروج در معارج حشمت بوجہے نصیبہ میگردد کہ احاد مسلمین را درک
آں خیلے متعذر و اگر معاذ اللہ ازایشان در اقامت ہمین مرام توہم ادنی تساہل و قصور واقع شود پس بحکم الناس علی دین ملوکہم تمام
رعایا و عساکر ایشان بالکلیہ درین باب مائل بتغافل و تساہل خواہند شد و بحکم من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا اعمال ایشان از معاصی
جمیع رعایا و سپاہ مشحون و سیاہ خواہد گردید و غضب بینہایت نیک تامل فرمایند و بغور غریق تامل بکار برند و بعد رقیق تمیلات شغلہ و کدا تید
الفعل یکحصن بنا بہ زبان آوری و عبارت تعبیرات در سلک تحریر می کشند تنہا مانند کہ این مضمون در کلام ملک علام و احادیث سید الانام
منصوص و مصرح است پس کسیکہ ایمان باللہ و بالرسول و بالآخرۃ می دارد البتہ بیقین قطعی میداند کہ این امر محض صدق بحت است
پس با وجود این تغافل و تساہل در محکمۂ حساب کتاب حضور ربّ الارباب شدنی است و در مکافات آن چہ انواع رنج و مصائب چنانچہ تکالیف

دعوات مستجابه فی نصرت نماند انهم در ظن اکثر تجربه کاران این امر گذشت که بغیر عنایات خداوند ماجد و حمایت کنند ... حصول این
معنی صورت نمی بندد لیکن این خیال است محال و احتمالیست پر اختلال زیرا که ممکن است که حق جل و علا اقتدارات کاملهٔ خود دیگر سلاطین
انسان و مقتدران عالم زایل نماید که از ضعفای مسلمین و فقرای مخلصین باشند برخی کارها [illegible] آرد که محض عنایت خود این هم خصیصه و سلاطین
بر همه کامل شد تبارک و تعالی الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروه شیئا والله علی کل شیء قدیر
الا [illegible] بحکم سبب [illegible] بیرون منوال است که این عاجز از دارالسلطنت کابل برآمده در اضلاع میلان با و نواحی پشاور واسطه کرده
در بلده نوشهره رسیده دید افتاده لشکر مخالفین بموضع اکوره بکمال جمعیت و نهایت استکبار و نخوت آمده ایراق کرد هر چند همراه این فقیر
جمعی قلیل بی بضاعت و سامان بودند اما از انجا که طالبان رضای حضرت خلاق بودند در صرف جان و مال نهایت مشتاق بنا علیه ایشان را
شبا شب از دریای لنده عبور کنانیده بر سر کفار نگونسار بطریق شبخون دستاخت واقع کرده شد در آخر همان شب بحکم رب العالمین
جمعی مجاهدین بر سر آن غافلین رسیده و از اسلحهٔ دور دست مثل تیر و تفنگ در گذشته انهار از تیغ بیدریغ گرفتند معسکر ایشان را
محل ایشان را ساختند چنانچه جمعی کثیر را از ایشان که قریب یکهزار باشند یا از این هم بسیار بدار البوار فرستادند و جمعی از جهت
بنظر غالب بمقر رسانیدند و اجناس نفیسه از قسم اسپ و شتر و یراق وغیره بیش از بیش بردند بعضی از آن انجمن بمرتبهٔ شهادت مشرف
گردیدند بجنت المأوی ماوی ساختند و اکثر ایشان مشمول حفاظت ربانی و کفالت رحمانی بمعسکر خود مراجعت نمودند این شبخون کفار
بکفار را ابتدای شکست داد که از مقام اقامت خود برخاسته بموضع هند آمده اقامت نمود مومنین این اقطار از دریای اباسین
عبور نموده بر سر شهر حضرو که مرکز کفار آن دیار و مجمع متمولان آن اقطار بوده تاخت آورده چهار صد کس را بجهنم رسانیدند و اشیای
نفیسه و اموال کثیره از نقود و اجناس بدست عوام الناس آنقدر افتاد که از تحریر و تقریر بیرون است بعد از آن ابواب جنگ و جدال
قتل و قتال مفتوح گردید و شب و روز نصرت آسمانی و تائید رحمانی باران صفت می بارد و از جملهٔ تائیدات الٰهی این است که اجتماع
جنود مجاهدین هر چند بسیار بود لیکن از بسکه لشکر بی سر بود مثل طوائف عام در کوچ و مقام بی انتظام می نمود بنا علیه طبق
موجب کلام ملک علام و احادیث سید الانام علیه الصلوة والسلام و فتوی فقهای عظام و صوابدید عقلای ذوی الافهام مصلحت
وقت چنان اقتضا کرد که اقامت این رکن رکین اسلام بدون نصب امام بوجه مشروع صورت نمی بندد بنا علیه بتاریخ دوازدهم
جمادی الثانیه سنه ۱۲۴۲ هجری مقدس باتفاق مشاهیر سادات کرام و علمای اعلام و مشائخ عظام و صاحبزادگان ذوی الاحترام و
خوانین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بیعت امامت بر دست اینجانب واقع گردید و بروز جمعه خطبه بنام
اینجانب خوانده شد هر چند این خاکسار ذرهٔ بیمقدار بحصول این مرتبهٔ منیف اولا به اشارات غیبی و الهامات لاریبی مبشر بود ثانیا
بحصول این منصب شریف باتفاق جماعات اهل اسلام از خواص و عوام مشرف گردیده لیکن رب غیور که علیم بما فی الصدور و دانای
نهان و آشکار و محیط بمراتب اعلان و اسرار است گواه است بر این معنی که این فقیر را از قبول این منصب شریف غیر از اقامت جهاد و
جمعه و اعیاد و امثال آن از اظهار احکام دین و اعلای کلمهٔ رب العالمین غرضی دیگر از اغراض دنیوی مثل تحصیل مال و عزت و جاه
و سلطنت یا حصول معنی تسلط بر قری و امصار و اضلاع و اقطار یا تذلیل اهل ریاست و سیاست یا انتساب ارباب ریاست یا تنفیذ
احکام خود بر بندگان مالک دیان یا تحصیل معنی ترفع بر اخوان و اقران هرگز هرگز نیست بالجمله شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی و شائبهٔ هوای
نفسانی با شرح عنایت رحمانی اصلا مخلوط نگردیده و از بسکه اقامت این امر خالصا لوجه الله الکریم بوقوع آمده بود بنا علیه آثار آن پیدا
شد چنانچه جمعی کثیر و جمی غفیر هزاران هزار بلکه بی عدد و شمار از هر جانب مثل مور و ملخ فراهم آمدند و آمدند و در میدان جلادت
قدم یافته اند و شجاعت و جمعیت داده اند و می دهند و علاوه برین آنکه حق جل و علا بکرم عمیم خود علایق خوف و طمع را از سویدای
خود منقطع گردانیده است نه از شوکت مخالفین خوفی فی الحال داریم و نه از کثرت موافقین طمعی آری امید رسیده ایم که هر که
جان خود را در مسلک مجاهدین منسلک گردانیده دعوی ایمان خود را مبرهن کرده هر که در موقت ... تهی کرد باید حسرت ... گردد

لئے وحمایتِ دین بائید وہ نصرتِ دینِ خود جان و مال بباذید تا گوئے سعادتِ جاودانی و راحتِ دوجہانی بربائید چنانکہ نعم منعم حقیقی عز اسمہ ذاتِ ملکِ جلیلہ ایزد ذوالجلال دراعلائے کلمۃ اللہ از جان خود حاضر کردہ کوشش بلیغ نمائید تا سعادتِ دارین بدست کرامت حاصل کنید۔

نمبر (۲۷) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مسلمین قوم علیجائی از مقام پنجتار

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خوانین کرام و اراکین عالی مقام و مکان ذوی الاحترام وسائر مومنین علیجائی کثرہم اللہ تعالی و وفقہم لما یحبہ و یرضی۔ بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ہر چند اقامتِ جہاد و ازالۂ کفر و فساد بر جمیع مومنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً در ہر زمان و ہر مکان واجب و موکد است اما درین جزو زمان کہ وقتِ شورش کفر و طغیان است اوجب و اوکد گردیدہ بناءً علیہ این بندۂ ضعیف با چندے از مومنین صادقین از وطن مالوف خود برخاستہ محض للہ فی اللہ برائے اقامتِ این رکن رکین و نصرتِ دینِ متین کمرِ ہمت بستہ دانائے نہان و آشکارا نیکو آگاہ و خبردار است کہ سوائے اعلائے اعلامِ دین و احیائے سنتِ سید المرسلین ہیچ غرضے و مطلبے درمیان ندارم درینصورت بر ہر مومن راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد واجب و لازم کہ غیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی اکار فرمودہ براعانتِ دین و نصرتِ شرع مبین کمرِ عزیمت چست بندند و نقد جان و مال در راہِ ذوالجلال دریغ نورزند و ہرگز ہرگز از بجائے این عبادتِ عظمی و ادراک این سعادتِ کبری رو نتابند تا روزِ جزا در محکمۂ حسابِ کتاب بحضور رب الارباب بسرخروئی برخیزند و در پیش خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام شرمسار نشوند کہ شکر نعمتِ مال و منال جاہ و عزت طلب شدنی است و از تغافل و تساہل در اطاعتِ فرمانِ رب العزت سوال متوجہ گردیدنی پس بکدام زبان جواب خواہند داد و چہ عذر پیش خواہند نہاد بالجملہ اگر امروز جان و مال در راہِ ایزد متعال صرف نکردید فردا وبال جان است ہیچ کار آمدنی نے۔ پس اگر کمرِ ہمت چست بستہ دریں باب دادِ شجاعت و شہامت خواہند داد و در راہِ تائید دین قدم ثبات خواہند نہاد اینچہ اجر جزیل از حضور ملکِ منان و ثنائے جمیل درمیان خوان و اقران خواہند یافت بر ہیچ عاقل پنہان نیست۔ فاما منافع بسیار و محامل بیشمار از عزت و وجاہت و دولت و مکنت بدست خواہند آورد و بیرون از اندازۂ قیاس خواہند بود و انشاء اللہ ہم مناصب موروثی ایشان بدست خواہند آمد و ہم نظر بر مساعی جمیلۂ ایشان دریں باب فوائد بیش از بیش علاوہ بر آن حاصل خواہند شد زیادہ والسلام والاکرام۔ مرقومہ بست و نہم ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری +

نمبر (۲۸) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاہ پسند خان صاحب وزیر شاہ محمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ عمدۂ خوانین عظام زبدۂ اراکین عالیمقام والامناصب کثیر المناقب عالی شان عظمت نشان شاہ پسند خان سلمہ اللہ تعالی و عظمہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ایزد متعال و منعم لایزال بمحض جود و نوال خود آن کثیر المناقب را بمناصبِ عالیہ ریاست و مراتب رفیعۂ حکومت نواختہ و بانواع نعم و حشمت و شوکت و اصناف شیم شجاعت و شہامت بہرہ ور ساختہ پس مقتضائے شکر این نعمتِ عظمی و لازمۂ سپاس این موہبتِ کبری آنست کہ در باب اطاعتِ احکام ملکِ علام بال ہمت کشایند و راہِ فرمانبرداری و رضاجوئی پروردگار بقدمِ عزیمت بپیمایند و کمر ہمت چست بستہ و نیت قلبیہ درست نمودہ در اعانتِ ملتِ بیضا و حمایتِ شریعتِ غرا مساعی جمیلہ بروئے کار آرند و محبتِ اہل و عیال و جان و مال پس پشت انداختہ در رضامندی و خوشنودی ایزد کریم را قبلۂ ہمت ساختہ در اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنتِ سید المرسلین ہمتِ عالی گمارند کہ اینہمہ مال و منال سریع الزوال و این حشمت و ریاست فنا مآل روزے گذشتنی و گذاشتنی است و روزِ جزا در معرکۂ پرہول حساب و سوال و جواب روبروئے رب الارباب حاضر شدنی۔ پس مقتضائے غیرتِ ایمانی و غیرتِ اسلامی آنست کہ در راہِ رضائے مولائے خود جان بازند و جہان تازند و ماسوی اللہ پس پشت اندازند و اقامتِ جہاد کہ فرضاً

در باب بغی و فساد سازند دین جان تا توان و نهاد دست بنیان انجا تدقیق بپایند متمکنی فانی عوض حیات جاودانی بفروشند و
تحصیل رضامندی رب العزت بکمال علو همت و وفور رغبت بکوشند و در تالیف تا امور عزیمت خاص و عوام بسوی اقامت بنیان کوشی عمارت
دین متین جهد جمید بلیغ بکار برند و عاد او تشمشاد و هند خصوصاً بحضور لامع النور حضرت پادشاه بطور مناسب بنا بر ما معقول ایما
مضمون عرض لازم القبول فرمایند اگوش حق نیوش ملازمین آنجناب عالی را بذریعه گفتن خوش بیانی و گوهر فشانی چنان آگاه فرمایند که
عطف دل و خواهش قلبی آنحضرت تا حینی تا اقامت جهاد بر اهل کفر و ضلالت و استیصال بیخ و بنیاد اهل بغی و نخوت آمده و اختفا
بظهور آید و از قوت بفعل گراید و بوجے مشارکت فقیر در بنیاب بمعرض قبول نشد و بوجه من الوجوه معاونت دین بلا مدیا بپاید
ظهور جلوه آرد گردد هر چند بعدت فرمانی دا ... دولت و اقبال آنحضرت در وفق فرمائے قدوم میمنت لزوم آن الانحضرت این دیار
واقعا متعسر و دشوار است که حاجت و ای رعایا و انجاح مسؤل و مامول داد رسی برایا بلغ ابرغ ... بر و اشکالات تعذر
عالی معتقد اسد در باب سرانجام این اعظیم و اهم مهم نسبت کسے از عمده اساکین عقیدت و فدویت آئین خیلے آسان و هیر الحصول و
انجاح ... و انتاجص این اعیه رحمانی و دا عو تشریح ربانی نظر بر وفور رغبت و تاکد عزیمت آن سلطان حق پسند سزاوار اجابت
است و قابل قبول بالجمله هر وجه که دانند و توانند باعانت دین متین و نصرت شرع مبین بجان و دل کوشند تا فردا روز جزا
روبروئے حق تبارک و تعالی و حضرت سید العرب افضل البرایا تشریف شرف و خلعت عزت پوشند که ثمره کمال اعلی همین است
و نتیجه حق شناسی مالک حقیقی همین . که ادعیتی بنرئے مکافات همین سعی است و روز جزا برائے ایفا وعده عوض حسنی است
و انچه فتوحات این جهد مبین و نتائج این جهد جزیل و در دنیا خواهند دید کرا نه دیده و شنیده بیرون است و از وهم و خیال فزون
انشاء الله تعالی زود مناسب رضیه حاصل خواهد گردید و مراتب منیعه و مدارج علیه که بالفعل کار دیا دیگر بجائے خود واگذاشته
وجه همت به نصرت دین متین و اعلائے کلمه رب العالمین و استیصال کفرهٔ متمردین و شکست رونق این فرق ملاعین بگمارند
که در سرانجام این همه بنیاد دین و هم منفعت آجل بسیار است و هم بهبود عاجل خارج از حد و حصار . هم جالب رضائے ایزد متعال
است و هم باعث حصول حشمت و شوکت بر اقران و امثال و موجب ازدیاد مال و منال است و واسطه عزت و اقبال علاوه
ازین نیکنامی دنیا نقد وقت است و در دین نجات موقت پس لابد با متثال و امر آلیه کار فرمایند و تاکد عزیمت نمایند که مقتضائے
غیرت ایمانی و لازمه حمیت اسلامی همین است و بس و السلام مع الاکرام . مرقومه دوم محرم الحرام سنه ۱۲۴۲ هجری از مقام پنجتار

نمبر (۲۹) استفتاء در مخالفت امام مجمع علیه انام

بسم الله الرحمن الرحیم . ما قول العلماء الربانیین خدام الشرع المبین درینصورت که جمعے کثیر و جمے غفیر از علمائے اعلام و رؤسائے
ذوی الاحترام بر دست امام همام خلیفه سید انام علیه الصلوة و السلام سید امجد امیر المومنین سید احمد مد الله ظله بیعت امامت بجا آورده
و اطاعت آنجناب التزام نمودند پس اگر آنجناب بنا بر خدمت دین و اجرائے احکام شرع مبین امرے صادر فرمایند و کسے از مسلمین
خواه رئیس باشد خواه ضعیف امر آنجناب را رد نماید و بر مخالفت ایشان مستعد شود حتی که بنا بر رد حکم آنجناب بر قتل و قتال و جنگ
و جدال آماده گردد درین صورت حکم شرع شریف در مقدمه مخالف مذکور و رفیقان او چیست بینوا توجروا +

جواب : امامت چنانکه مذکور شد به بیعت علما و رؤسا مذکورین منعقد گردید زیرا که امامت به بیعت یکے از مسلمین منعقد میگردد
چه جائیکه جمعے کثیر و جمے غفیر از ایشان بیعت مذکور بجا آرند قال فی شرح الفقه الاکبر ینعقد الامامة بعقد واحد و کذا فی شرح المقاصد
و شرح المواقف و چون امامت آنجناب ثابت گردید پس انکار از حکم آنجناب اثم صریح است و جرم قبیح قال الله تبارک و تعالی
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ و قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم
من اطاعنی فقد اطاع الله و من عصانی فقد عصی الله و من یطع الامیر فقد اطاعنی و من یعص الامیر

فقد خلع ربقة من خرج من الطاعة و فارق الجماعة فمات ميتة جاهلية (ایضاً) من خلع یداً من طاعة لقی الله یوم القیامة ولا حجة له • چوں سرکشی مخالفین بحد سے رسید کہ بدوں جہاد کردن مفر کردن قتال بکشتن ایشاں بمخالفت دست بر دار نشوند بر حکم امام گردن نہند پس جمیع مسلمین مامور می شوند کہ با ایشاں لشکر کشی کنند و بحکم امام بر ایشاں جبر جاری گردانند (قال الله تبارک تعالیٰ) فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ (وقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم) انه ستکون هنات وهنات فمن اراد ان یفرق امر هذه الامة وهی جمیع فاضربوه بالسیف کائنا من کان (ایضاً) من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوه (قال فی مختصر الوقایة) والبغاة قوم مسلمون خرجوا عن طاعة الامام فیدعوهم الی العود فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالهم بدأ آپراکہ ہر کہ از لشکر امام دریں معرکہ مقتول خواهد گردید پس ہمہ شہید ناجی و ہر کہ از لشکر مجاہدین مقتول خواہد گردید پس ہمچوں طریقہ باری و موت ایں مخالفین قبیح ہست از سائر فاسقین مثل زناۃ و سارقین چہ نماز جنازہ بر سائر فاسقین ادا کردن واجب است بخلاف ایں مخالفین کہ نماز جنازہ بر ایشاں ہم جائز نیست کما فی در المختار - والله اعلم بالصواب •

نمبر (۳۰) مکتوب از جانب مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی بنام نواب وزیر الدولہ بہادر رئیس ٹونک

بسم الله الرحمن الرحیم - از بندہ ضعیف محمد اسمعیل بجناب حشمت مآب جلالت انتساب نواب وزیر الدولہ بہادر زاد اقبالہ و ضاعف اجلالہ بعد از سلام مسنون و دعائے اخلاص مشحون ملتمس آنکہ نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی کہ بدست شجاعت نشان عبد الحمید خان بنام ایں ضعیف ارسال فرمودہ بودند خانِ ممدوح بمعسکر اقبال پیکر رسیدند تفاصیل اخبار صداقت آثار از زبان افصح البیان خانِ ممدوح بوضوح انجامید - حاجی محمد صابر کہ سابق از ایشاں بعرضۂ قلیلہ رسیدہ بودند از زبانِ ایشان چناں بوضوح پیوست کہ اکثر اعیانِ اسلام از سکانِ ہندوستان از قسم دانشمندان کتب فضیلت نمائے و سالکانِ طریقت پیشوائے و امیرانِ نخوت شعار و اتباع ایشاں از فساق و فجار بلکہ جمیع منافقین اشرار و فاسقین بدکردار از ملت محمدیہ دست بردار شدہ راہ کفر و ارتداد و طعن بر ساعیانِ جہاد اختیار نمودند و وساوسِ شیطانی بطریق نیابت از وسواس خناس در قلوب طالبینِ حق القا کردند و در راہ امت ملت محمدیہ کج مج و طالبینِ حق را سد راہ گردیدند آں گروہ شقاوت پژوہ بیشک بلعن یزدانی مورد لعن رب العالمین شدند چنانچہ حق جل و علی در کلامِ پاک خود میفرماید اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا چنانچہ پارہ از اشکالات ایشاں کہ بحسب ظاہر امام ہمام و عسکر اسلام ایراد کردہ بودند و بحسب حقیقت آنہمہ اشکالات بر کلام ملک علام و بر ذاتِ سید الانام وارد میگردید از زبان صدق ترجمان حاجی صاحب ممدوح مسموع گردید حالا اشکالاتِ مذکورہ از کلام رب العالمین و سنتِ سید المرسلین در ردّ حاجی ممدوح باحسن وجوہ بیان کردہ شد ہر چند حاجی صاحب ممدوح کہ طالب حق بودند از حالِ مذکور منتفع گردیدند اما ایں ضعیف را یقین قطعی باینمعنی حاصل است کہ تقریرِ مذکور ہیچ منفعتے بملاعین مذکورین نخواہد رسانید کہ سند تقریرات مذکورہ از کتاب و سنت است و مقصود منافقین مذکورین در پردہ ایراد اشکالات بر عین کتاب و سنت است و مطلب ایشاں ردّ و قدح بر سیرت نبویہ است پس جواب ایشاں غیر ضربۃ السیف چیزے دیگر نمی تواند شد و مادامیکہ سلطنت حاصل نیست جواب ایشاں ہمیں عدم التفات بکلام ایشاں است و بس بموجب بیت آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی • اینست جوابش کہ جوابش ندہی • آنجناب از صفائی عقیدت بے بدل اند و در صدق نیت ضرب المثل انشاء الله تعالیٰ عند الله فائز حقیقت ایں امر تفصیلاً بخدمت عالی عرض خواہم نمود اما دریں چند مدت کہ وقت شورش وساوس شیطان است محافظت جان خود و از وساوس آں شیاطین در جماعت جنود ابلیس لعین اہم و موکد دانند و تا زمان ملاقات بر اداک ہمیں نکتہ قناعت فرمایند کہ اصل سیرت سید المرسلین

جمیع خلفائے راشدین اہل بیت بطریق صحابہ کرام ہمین است کہ تمام عمر خود را بلکہ ہمہ لحظات ساعات را در خدمت باری تعالیٰ و اجتہاد
صرف نمایند و ہیچ اوقات عزیزہ را بہمین سلوک جمیلہ معمور دارند و صرف عمر گرانمایہ در این شغل عین سعادت عظمیٰ شمارند خواہ همی بکہ
انجام رسد یا نرسد چہ مقصود صرف عمر خود ہست در اطاعت رب العالمین و اتباع سید المرسلین فاما انقلاب ادوار و ما طوارین ام
انقلاب اقبال و ادبار و برہم زدن اہل عدول پس تعلق بقدرت کاملہ ربانی میدارد و نہ با ستطاعت ناقصہ انسانی و مسلمان را
راہمین لازم ہست کہ مال و جان و عزت و آبروئے خود را در ہمین راہ در باز دو آنرا عین سعادت خود شمارد و ترقی و تنزل موافق
و مخالف بقدرت کاملہ ربانیہ سپارد بموجب بیت بخت اگر مدد کند دامنش آورم بکف. گر بکشم زہے طرب ور بکشد زہے شرف
و صرف اوقات در ہمین مساعی معظمہ عبادات انگارد و قرب حق را در ہمین راہ منحصر پندارد و دیگر مشاغل دینیہ و دنیویہ
را معطل کردہ مردانہ دار در ہمین میدان در آید **فرد** مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار • بگذارند و خم طرہ یاری گیرند
پس آنجناب را لازم کہ ہمین راہ را راہ خدا و رسول انگارند و ہر کہ درین امر زبان طعن و طنز کشاید او را از جملہ اعدائے دین و
مطرودان رب العالمین مثل اقوام سکھ و ہنود ان شمارند • والسلام مع الاکرام ؏

نمبر (۳۱) از مولانا محمد اسمعیل صاحب دہلوی بنام میر شاہ علی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از بندہ ضعیف محمد اسمعیل بخدمت معدن غیرت ایمانی منبع حمیت اسلامی مقبول بارگاہ رب قوی
مخدومی میر شاہ علی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون دعا بت مقرون واضح آنکہ۔ نامہ نامی و رقیمہ گرامی متضمن بر کلماتیکہ
فیما بین صادقین و منافقین واقع گردیدہ رسید مضامین مندرجہ واضح گردید جزاکم اللہ خیرا۔ آنچہ نگارش فرمودہ بودند کہ مضامین
سوال و جواب را منقح گردانیدہ و آنرا کسوت تالیف رسالہ پوشانیدہ ارسال باید داشت۔ مخدوما حقیقت الامر این ہست ہر چند کہ
تحریر و تقریر ہم در تمہید مقدمات نوعے از جہاد ہست فاما این ضعیف بلکہ سائر حاضرین این مقام را امری مشغول اند کہ تعریفات
و تحریرات را در ان در ان امر اصلا گنجائش نیست حال ما مردم بہ نسبت حال اہل تحریر و تقریر بمثابہ حال شخصے ہست کہ بنفس
ادائے صلوٰۃ مشغول ہست بہ نسبت کسیکہ تعلیم مساعی صلوٰۃ می نماید پس ہر چند تعلیم مساعی صلوٰۃ ہم از جملہ مقدمات صلوٰۃ ہست
فاما حال ادائے نفس صلوٰۃ مانع ہست از اشتغال بہ تعلیم مساعی صلوٰۃ کسیکہ حال مجاہدین را مشاہدہ نماید بالیقین بداند کہ مسلک
قیل و قال و بحث و جدال خواہ حق باشد خواہ باطل دیگر و مسلک این مردم دیگر۔ مسلک اول از جنس مسلک علما ہست و مسلک
ثانی از جنس مسلک سپاہیان و شتان بینہما حالانکہ درین مقام چند کلمہ تحریر کردہ می شود آنہم بر خاطر فاتر بس گران ہست فاما بنا بر
پاس خاطر عاطر نوشتہ می شود کہ در انعقاد امامت جناب امیر المومنین بر قانون حدیث و کلام و فقہ اصلا شبہ نیست و آنچہ مخالفین
از جنس قبائح بآنجناب یا باتباع آنجناب نسبت می نمایند پس اولاً اینکہ آنچہ بذات آنجناب نسبت می کنند آن ہمہ سراسر
باطل ہست و از شمہ صدق عاطل و آنچہ بر رفقائے آنجناب نسبت می نمایند پس اکثر ازانہم مطابق واقع نیست بر تقدیر تسلیم
پس قبح رفقائے امام ہرگز در امامت آن قادح نیست چنانچہ قبح امتیاں ہرگز در نبوت نبوی ایشان قدح نمی تواند کرد و
نیز بر تقدیر تسلیم آنچہ بذات آنجناب ہم نسبت می کنند پس بر ظاہر ہست کہ آنہم در ثبوت امامت یا بقاء آن اصلا قادح نیست
چہ منتہائے آن قدح در مراتب ولایت ہست و ثبوت مراتب ولایت اصلا در شروط امامت نیست بلکہ فسق و ظلم ہم سبب زوال
امامت بعد ثبوت آن ہرگز نمی تواند شد۔ چنانچہ در احادیث متواترہ و عبارات اسلاف و اخلاف و فقہائے متکلمین بر آن دلالت
می دارد بالجملہ مدار کلام بر ہمین دو امر ہست اول ثبوت امامت بعد از ان عدم زوال آن بسبب اعتراضات مسطورہ۔ اما مقدمہ
اولی پس بیانش آنکہ طریق ثبوت امامت را از کتب حدیث و کلام و فقہ تفتیش باید کرد و بعد تمہید مقدمہ روایات قویہ از ضعیف
و راجح را از مرجوح تمیز باید داد و بعد از ان خلاصہ مضمون قوی و راجح کہ در باب طریق انعقاد امامت مستقر گردد در ذہن محفوظ باشد

داشت وجهاز آن تامل باید کرد که در ما نحن فیه قتل مستلزم تحقق است یا نه هرچند حقیقت الامر در امثال این مقامات بمشاهده منکشف
گردد لیکن خبر کاملا بحد یقین میرسد اگر و شنیده مگر بوده نه دیده شده است مشهور اما بنابر انکه ثابت شده حال انجناب غائب
مفقود است پس انکشاف حال بر سبیل احوال و نسبت ایشان از اطلاع یا اخبار این مجمع اخبار هم بقدر ضرورت می توانند شد با ینکه
یک قطعه بوجه اخبار اصلاح مع چند قطعات کفعه دیگر که شارح قطعه مذکور می تواند شد بخدمت رسال داشته شد تا بوجه حسن لاوجه
حقیقة الحال منکشف گردد پس هرکه در مقدمه بخوبی تامل خواهد کرد لابد انعقاد امامت انجناب اذعان خواهد نمود. اما مقدمه ثانیه
پس از انجام از کتب حدیث و کلام و فقه تفتیش باید نمود که کدام کدام امر باعث انعزال امام باشد از منصب امامت خود و ایچ کر
در بارگاه انجناب بعید است که کسی از کفار سکهه وغیرهم ادعای وجود این قبایح در ذات انجناب نمی تواند کرد. با لجمله چون امامت
انجناب ثابت گردید هیچ امری که باعث انعزال انجناب از منصب امامت باشد یافته نشد پس اطاعت انجناب بر کافه مسلمین
واجب گردید هرکه امامت انجناب ابتداء قبول نکند یا بعد القبول انکار نماید پس همونست باغی مستحل الدم که قتل او مثل قتل کفار
عین صواب است و هتک او مثل هتک سایر اهل فساد عین مرضی رب العباد و چه امثال این اشخاص بحکم حدیث متواتره از جمله کلاب
رفتار و ملعونین اشرار اند این است مذهب این ضعیف در مقدمه پس جوابات اعتراضات معترضین نزد این ضعیف همین ضرب
بالسیف است نه تحریر و تقریر اما انچه ذکر می نمایند که برای مقابله اهل شوکت مماثله ایشان در شوکت ضروری است پس میگویم اولا اینکه
این مقدمه مذکوره ممنوع است بلکه سعی در تحصیل معنی شوکت بقدر استطاعت خود کافی است مماثل شوکت مخالفین باشد یا نباشد
قال الله تبارک و تعالی وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم (ولم یقل) وَأَعِدُّوا لَهُم مِثْلَ مَا أَعَدُّوا لَكُمْ وثانیا انکه
معنی وجود شوکت این نیست که در جسم امام قوتی بهم رسد که همان قوت دولت مخالفین را برهم زند و بذات خود تمام جنود و عساکر ایشان
هزیمت دهد بلکه مقصودش همین است که جماعات موافقین همراه او بحدی مجتمع شوند که باعتبار ظاهر عقل مدافعت مخالفین بقوت ایشان
می توانند کرد و مراد از اجتماع این نیست که در سرآن گرداگرد او ایستاده مانند بلکه مقصودش همین است که ایشان با ذات او علاقه بهمرسد
که مقتضای آن علاقه در حق ایشان طاعت احکام او باشد مثل علاقه نوکری در عرف سلاطین و علاقه قرابت و برادری در عرف افاغنه
و در عرف شرع همین علاقه بیعت را اعتبار فرموده اند پس چنانکه صاحب شوکت در عرف سلاطین همونست که جمع کثیر از نوکران داشته باشد
و در عرف افاغنه همانست که جمع کثیر از الوس داشته باشد همچنین در عرف شرع امام صاحب شوکت همانست که جمع کثیر از مسلمین بر دست او بیعت
امامت بجا آورده باشند چه علاقه بیعت نزد شارع اقوی است از علاقه نوکری و قرابت پس جناب امام همام را شوکت شرعیه بالفعل بحدی
حاصل است که بمراتب اقوی است از شوکت مخالفین چه سرداران پشاور که صاحب عساکر و جنود و توپ و شاهین اند و خوانین سوات و بنیر
همه و همه خواص و عوام ایشان و پاینده خان تنولی بیعت امامت بر دست انجناب بجا آورده اند و شمار این اشخاص لکهوکها میرسد
پس لابد شمار عساکر انجناب بحدی خواهد رسید که شمار جنود کسی از مخالفین هرگز بآن حد نمیتواند رسید فاما اینکه بعضی از ایشان نکث
بیعت نموده در حق انکه اطاعت است بجا نیاوردند پس محتمل است که دیگران هم همین معامله پیش کنند پس همین معنی اصلا در شوکت شرعیه
قدح نمی تواند کرد چنانکه بسیاری از نوکران نمک حرامی می کنند و در بدخواهی آقای خود می کوشند پس احتمال است که دیگران هم همین
معامله پیش کنند پس چنانکه این احتمال در شوکت عرفیه سلاطین قدح نمی کند پس همچنین این احتمال در شوکت شرعیه ائمه قدح نمی تواند
کرد ثالثا انکه مماثلت شوکت با شوکت جمیع مخالفین از کفره شرق و غرب اصلا مراد نیست و الا امامت هیچ امامی از سابقین
و لاحقین ثابت نگردد پس مماثلت با شوکت همین مخالفین مراد باشد که بالفعل مقابله با ایشان در پیش است و در ما نحن فیه
اینقدر شوکت البته متحقق است که مماثل شوکت ناظمان چهچهه و هزاره و پکهلی میتواند شد اگرچه مماثل شوکت راجه رنجیت سنگه نباشد
و کدام کس با ایشان خبر داده که جناب امام همام همین جمعیت قلیله عزم لاهور میدارند بلکه ترتیب روز بروز ازدیاد جمعیت مسلمین و ترقی
شوکت ایشان مساعی بلیغه بجا می آرند و عروج شوکت اسلامیه تدریجا امید میدارند و این امر اصلا مستبعد الوقوع نیست بلکه در انقلاب

مثل عبدول پس سنت الله جاری است که ضعیفے از ضعفاء الناس مثل نادرشاه و رنجیت سنگه وغیره سر حکمرانی بر دارد و قت هشت
از بقعا جماعتے بهم می رساند و قوتے و شوکتے تدریجاً بدست می آید حتی که سلطنت سلاطین عظام و مملکت خواقین فخام الاحتشام
بر هم نیز می زند. چه جای بے انصافی است کسیکه محض برائے طلب دنیا کمر بسته باشد در حق او امکان فتح و نصرت نمایند برین گمان غالب را
اختیار کنند کسیکه محض لله و فی الله و ابتغاء لوجه الله برائے نصرت دین حق مستعد گردد در حق او وصول یعنی فتح و نصرت مستبعد
می پندارند و آن را از جمله اوهام بعیده شمارند و اشکالات رنگارنگ اعتراضات گوناگون بر وے وارد گردانند و خود رفیق او نشوند بلکه
عوام مسلمین را هم از رفاقت او متنفر گردانند و آخر شده شده نوبت باین حد رسانند که در برهم زدن کار و بار جهاد سعی نامشکور بکار برند
الا لعنة الله علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل الله و یبغونها عوجا - و در اینجا آنکه سلمنا حصول شوکت قویه شرط اقامت جهاد
با اهل شوکت باشد و آنجناب را شوکت بالفعل حاصل نیست لیکن می پرسیم که طریق حصول شوکت برائے امام وقت چیست اینکه شوکت
باین طریق حاصل می شود که شخصے از شکم مادر خود مع عساکر و جنود و سائر سامان جنگ بیرون برآید یا وقتیکه برای اقامت جهاد مستعد
شود پس با توقف فی الفور از غیب الغیب تمام عساکر و جنود و سائر سامان جنگ باو عطا شود این نه گاهے شده و نه گاهے شدنی
است بلکه طریقش همانست که چنانچه نصب امام بر ذمه کافه مسلمین فرض است و مداهنت در آن موجب معصیت همچنین تحصیل معنی
شوکت هم برائے امام وقت بر ذمه ایشان فرض است که کل جماعات مسلمین از هر سو در آن نزد او جمع شوند و هر کس از ایشان بقدر
استطاعت خود در تحصیل سامان جنگ کوشش نموده و اسباب آن بقدر طاقت خود بدست آورده بحضور امام وقت حاضر گردانند.
و لهذا امر کریمه اعدوا لهم ما استطعتم و کریمه جاهدوا باموالکم و انفسکم خطاب بعموم سلف متوجه گردیده نه بخصوص به ائمه پس هر که می
گوید که شوکت امام شرط جهاد است و شوکت مذکور در ما نحن فیه متحقق نیست پس او را لازم که اول خود بیاید و بقدر استطاعت خود
سامان جنگ همراه آرد و انتظار مشارکت دیگرے درین امر اصلاً جائز نیست - پس در آنچه در امر جهاد تعویق و تعطیل واقع می شود
وبال و نکال آن همه بر گردن قاعدین متخلفین است بمثابه آنکه نماز جمعه بر هر کس واجب است و ادا بدون جماعت متصور الانعقاد
جماعت بدون امام ممتنع - پس اگر کسے در خانه نشسته انتظار همین کشد که وقتیکه امام قائم خواهد شد و جماعت مجتمع خواهد گشت
همان وقت من حاضر خواهم شد پس لابد نماز جمعه فوت شود و آنکس عاصی و آثم گردد - چه نزول ملائکه از ارواح مقدسه جماعتے از
جماعات ملائکه برائے اقامت جمعه هرگز واقع شدنی نیست بلکه طریقش همانست که هر کس از خانه اگرچه تنها باشد بیرون برآید و در
مسجد رود اگر جماعت مجتمع باشد شریک ایشان شود و الا در مسجد نشیند و انتظار دیگرے نماید نه اینکه مسجد را خالی بیند بخانه خود
باز گردد که انعقاد جماعت و اقامت جمعه هرگز باین وجه نخواهد شد همچنین لازم که هر کس اگرچه تنها و ضعیف و قلیل الاستطاعت باشد
بمجرد استماع آوازه دعوت امام از خانه خود بدر رود و جان خود را مع هر قدرے از سامان جنگ که میسر باشد در مجمع مسلمین رساند.
تا قیام جهاد صورت بندد نه اینکه جان خود را از سلک عباد الله بر کشیده در زمره عباد الخوالفین داخل گرداند. این رکن رکین
دین متین را گذاشته در کاسه لیسی اغنیاء متمردین و فرج سائی نسوان ناقصات الدین مشغول شود - سبحان الله حق اسلام همین است
که چنین رکن عظیم او را امر گشتند کسیکه با وجود ضعف و ناتوانی غیرت ایمانی و حمیت اسلامی در سینه او جوش زند او را ملام و مطعون
سازند بیشک آن قوم از جهاد مجوس یا سکه یا هنود اند که با ملت محمدیه عداوت می دارند و ماذا بعد الحق الا الضلال و یا که ضعفا
محمدیه همین بود که اگر کسے بطریق لهو و بازی ذکر جهاد بر زبان میراند قلوب سامعین از استماع آن بسان گل شگفته می گردید و نهال
نهال سرسبز می شد اگر از بلاد دوردست هم آوازه قیام جهاد بگوش هوش اهل غیرت اسلامی می رسید فی الفور عیدانه مستعد میشدند
و لوسها سعید بلکه مثل شهباز می پرید اما امر جهاد با وجود این عظیم شان از پایه تعلیم و تعلم مثل کتاب الحیض و النفاس هم ساقط
گردید مناسب همین است که همین هواجس نفسانی و وساوس شیطانی را از دل دور کرده اند و غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را بجوش
آرند و مردانه وار بعد مجمع مجاهدین در آیند و در نشیب و فراز زمانه که بر ایشان می گذرد مصابرت ورزند و خیالات دور و دراز که از عقل

اسباب جہت حزب حق ارند دست بردارند و آنرا از دوام جزیرہ شمارند و علائق دنیہ دنیویہ ما کہ مانع اشتغال این مرتبہ اند ہم باشند
بموجب حدیث صلوات و در حق نفست کہ یاران ہمہ کار • بگذارند و غم طرۂ یارے گیرند • (و در حدیث شریف وارد گردیدہ)
ان لقلب ابن آدم بکل واد شعبۃ فمن اتبع قلبہ الشعب کلہا لم یبال اللہ بای واد ہلکہ ومن توکل علی اللہ کفی بہ الشعب
این کلام سیادت پناہ سید محبوب علی و امثال ایشان از طالبین حق ہستند کہ در ایمان ما ہم در جنس صفات محمودہ می شمارند
مولوی نصیر الدین و امثال ایشان کہ بسبب بلادت طبع و غباوت فہم منتہائے مقصود ایشان ہمین قیل و قال و بحث و جدال
است نہ تفتیش حقیقت و اکتفا بکنہ مقال و حقیقت اینکہ این ضعیف با این ہر دو بزرگ در شاہجہان آباد ملاقات میداشت حال کہ من
از ایشان ہم ہمین منوال بود کہ نگارش کردہ شد اما فی الحال اگر حال ایشان منقلب گردیدہ باشد بر آن اطلاع نمی دارم و آنرا از
ممکنات عقلیہ می شمارم • والسلام مع الاکرام •

نمبر (۴۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سلطان زمان شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم • از امیر المومنین سید احمد بحضور لامع النور جناب معلی القاب زینت افزائے اورنگ عزت و جلال زینت دہ
چہار بالش حشمت و اقبال صاحب عزت و بخت مالک دیہیم و تخت قدوۃ السلاطین عمدۃ الخواقین زاد اللہ اجلالہ و ضاعف
اقبالہ • بعد از سلام و ادعیہ ترقی مناصب کونین و مدارج دارین واضح آنکہ شقہ خاص مشتمل بر مراتب اختصاص بدست اخلاص نشان
تیر بیان خان عز نزول فرمود محبت دیرینہ و انس دیرینہ را تجدید نمود آنچہ در باب نزول موکب اجلال بنا بر اعانت لشکر
دین اجلال و استیصال اہل کفر و ضلال نوک ریز خامۂ حشمت شمامہ بود حقیقت الامر اینست کہ قدریکہ اشتیاق ملاقات این فقیر در دل
عظمت منزل میدارند زیادہ چندان این فقیر را اشتیاق ملازمت خود شمارند اول آنکہ رابطۂ محبت قدیم کہ فیما بین طرفین واقع
است چنانکہ آنجناب را اشتیاق ملاقات این فقیر گردانیدہ چند بار از آن این فقیر را باشتیاق ملازمت آنجناب رسانیدہ • و ثانیا
آنکہ درین ایام مشارکت یک گدائے فقیر را ہم غنیمت کبری می شمارم چہ جائیکہ معاونت بادشاہے کبیر و نیز حال این فقیر از جناب
کوبی واضح باشد یا نباشد لیکن حقیقت الامر اینست کہ این فقیر را از تمامی این معرکہ آرائی و عربدہ پیرائی غیر از خدمت دین و اعلائے
کلمۂ رب العالمین امرے دیگر مقصود نیست بلکہ آرزوئے این فقیر ہمین است کہ ہرگاہ کافر عنید و جابر مرید از میان برخیزد و مسلمانے
خداپرست بر سریر سلطنت بنشیند و این فقیر خدمت او بجان و دل بجا آرد و اعانت او را از جملۂ خدمت دین متین شمارد و اولی و الیق
بایں منصب فی الحال غیر از آنجناب کسے دیگر بنظر نمی آید آنجناب ہم سلطان قدیم این دیار اند و ہم قاتل کفار شرار و آئین سیاست
بخوبی میدانند و قوانین ریاست بوجہ احسن می شناسند • حامل کلام ملک علام اند و حاجی بیت الحرام لیکن چنانکہ این فقیر بجان و
دل آرزومند ملاقات آنجناب است ہمچنین بہر وجہ خیر خواہ آن والا قباب ہر چند آرزوئے ملاقات تعجیل تشریف آوری آنجناب
خاطر انسب و اولی است و نہایت افضل و اعلی ان شاء اللہ تعالی بعد فتح پشاور مکلف خدمت خواہم گردید و بمقتضائے قلبی خواہم
رسید بالفعل فضیلت پناہ ملا ہدایت اللہ و اخلاص نشان دائم خان و امثال ایشان را باستعجال تمام نزد آنجناب روانہ فرمایند
درین وقت بر ہمین قدر اکتفا نمایند فی الحال مجمل این سخن را در خاطر فیض مناظر محفوظ دارند ان شاء اللہ تعالی عنقریب بعد از ورود
سعادت مخصوص را از قدم رفقائے خود کہ مقبول بارگاہ اند حاجی بہادر شاہ بحضور لامع النور روانہ خواہم ساخت تفصیل
این اجمال و تشریح این مقال از زبان صدق ترجمان ایشان واضح خواہد گردید فقط •

نمبر (۴۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بخدمت سلیمان شاہ بادشاہ کاشغر

بسم اللہ الرحمن الرحیم • از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت فرمانروائے کشور شہامت

حشمت توامانے محفل سیاست و کیاست معرکہ پیرائے میادین صولت و شجاعت مقبول بارگاہ آلہ مروّج دین رسول اللہ خلف ناب
دیانت انتساب سلطان شاہ ابد اللہ جلالہ و ضاعف اقبالہ سلامیکہ روح و ریحان تحیتی د جان و رنگ و بو گلستان تحیاد ادعی
گلدستہ بہارستان سنت نبوی دنو بادۂ نگارستان شریعت مصطفوی کہ اکمل تحائف و احسن ہدایائے اہل اسلام است بحضرہ موہ
ہیجا و صفا بنقوش مدعا باد. نامۂ عنبرین شمامہ کہ ہمانا ہر حرفش داستان مؤدت و ہر لفظش کتاب محبت بود پس از انتظار بسیار
باوان محمود و ساعات مسعود ورود نمود و نزول کرامت آمود فرمود با دراک مضامین دل نشینش ابواب مسرت مفتوح گشت و بدیات
نوید فرحت جاوید فتح نمودن ملک گلگت کہ رقمزدۂ کلک بدیع نگار و نگاشتہ قلم ندرت شعار بود جہان جہان فرحت و عالم عالم
بہجت حاصل گردید حق تبارک تعالی مبارک و میمون گرداناد و این عزم بالجزم کہ فی الحقیقت اقامت جہاد و اعانت دین رب
العباد است پیوستہ و مدام مرغوب خاطر عاطر دارا د خوشا چشمے کہ با متثال اوامر مالک کون و مکان دوختہ و ہمایون سرے کہ کاشانہ
تمنیات خود چراغ اعلائے کلمۃ اللہ افروختہ زہے خوش نصیبے سعادتمندے کہ باین توفیق خیر موفق گردید دستے خوش حالیکہ چند کہ
بدایع عالیہ مناجوئی مولائے خود رسید آنچہ درمقام بیان تعذر وصول عسکر ظفر پیکر بضلع افغانستان بنا بر حیلولت برف و
کوہستان رقمزدۂ قلم شہادت توام گردیدہ بود پس لحن کہ گذر عساکر دوردست درین راہ صعب و سخت نہایت دشوار است
انجانب کہ در رقیمۃ الوداد ترغیب با قامت جہاد کردہ بود مقصود این نبود کہ جنود انجناب ازین راہ دشوار گذار عبور نماید بلکہ
مقصود ہمین بود کہ مستعد بودن شما در مقدمہ قتل و قتال با اہل کفر و ضلال واضح گردد الحمد للہ کہ قوت استعداد شما در مقدمہ لائح گردید
و دفور رغبت و علو ہمت از فحوائے نامہ نامی بر منصۂ ظہور رسید الحمد للہ و المنۃ کہ حق جل و علا بکرم عمیمہ خود روے زمین را بانوار سلاطین
عادلین منور گردانیدہ و اخبار فرحت آثار ایشان بگوش ہوش ما مردم رسانیدہ و آنچہ در بیان مشارکت این فقیر در مہم بلاد کشمیر
نوکِ یراعۂ جلالت شمامہ شدہ بود کہ اعانت مجاہدین ابرار و نصرت دین پروردگار بسمت بلاد مسطورہ خواہند فرمود آفرین آفرین
برہمت آن شاہ ارجمند کہ با وجود شدت اشتغال بجہاد اہل رفض و ضلال بر اعانت مجاہدین و اہانت مشرکین مستعد گردیدہ
انشاء اللہ بیمن علو ہمت و تاکد عزیمت سر انجام این رنگین صورت خواہد بست و تمنائے قلبی بتائید غیبی بر کرسی مراد خواہد نشست
بموجب مصرعہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند. لیکن آنچہ ایمائے مصلحت انتما فرمودہ بودند کہ بعد از فتح خیرآباد آنگہ
بسمت کشمیر متوجہ باید شد صورتش اینست کہ ضلع خیرآباد داخل منتہائے حکومت مشرکین است و متصل بضلع مذکور حکومت اہل پشاور
است و سرداران پشاور غبارے در سینۂ پرکینہ خود از طرف عساکر مجاہدین میدارند پس اگر عساکر مجاہدین ضلع مذکور را بدست آرند
و در آن مقام اقامت نمایند البتہ درمیان مشرکین و منافقین خواہند افتاد و این ہر دو جانب بنیاد مخالفت خواہند نہاد و درین صورت
تشویش بس عظیم لاحق حال مجاہدین نیک مآل خواہد گردید و اغلب کہ بنوع گزندے بایشان خواہد رسید پاک کردن پشاور را
از لوث منافقین بقتل و قتال و جنگ و جدال اگرچہ در شرع مقبول است و بظاہر یسیر الحصول لاکن از آنجا کہ منافقین مذکورین
بظاہر خود را در سلک مومنین منسلک می شمارند و انواع مکر و تزویر در اخمال دین رب قدیر بر روی کار می آرند ما در جماہیر
مسلمین بنام اسلام اشتہار میدارند بنا علیہ ابتدائے قتل و قتال و جنگ و جدال با ایشان باعث بدنامی است لہذا تدبیرے
بس نیک نمودہ و راہے نہایت باریک پیمودہ ام انشاء اللہ تعالی بسہولت تمام بلدۂ مذکور از لوث منافقین مسطور بدون ارتکاب
قتل و قتال صورت بندد لاکن از آنجا کہ مومنین ضلع پاجوڑ و پکھلی و دھمتوڑ و کھیپ و دہتی و ہزارہ و دیگر جاہائے کشمیر را ہم
فقیر در مقدمہ اعانت دین رب قدیر رفاقت محکم بستہ اند و منتظر طلب این فقیر نشستہ و جمعے کثیر و جمے غفیر از غازیان ہندوستان
فراہم آمدہ پس تعطیل این جمیع مجاہدان تا امتداد زمان مناسب وقت نبود بنا علیہ بدرخواست مومنین مسطورین لشکرے از
مجاہدین بسر کردگی جناب ہدایت مآب کمالات انتساب ملا شاہ سید و شجاعت شعار جلالت آثار عظمت نشان سید مقیم خان بسمت
پکھلی متوجہ است تا درکار و بار مجاہدہ کفار مشغول شوند و تدریجا راہ ضلع کشمیر روند و ضلع پکھلی برائے ہمین معنی متعین کردہ شد

کردہ کاشغر تا قمیع مذکور بادہ عوار ہست کہ عبور جنود دران بسہولت توانند شد لہذا بحضور معلی نگارش کردہ می شود کہ ہر چند حرکت بجناب بدار الحکومت خود باعث استقلال امور سلطنت می نماید لیکن جمیع را از عسکر ظفر پیکر مستعد آمادہ فرمایند با بہبود طالب شاہ سید سید محمد عظیم خان عسکر فیروزمندی اثر بسمت ضلع پکھلی بنا بر مشارکت مومنین و معاونت مجاہدین متوجہ گردد و با استعجال تمام شریک حال ایشان شود از بسکہ تفاصیل احوال در سلک تحریر آوردن متعذر بود بنا ٔ علیہ فضیلت مآب کمالات انتساب مقرب بارگاہ بےچون ملا فیض محمد را کہ از خاص رفقائے این ضعیف اند و اعظم خلفائے این نحیف نشیب فراز دوران دیدہ اند سرد و گرم زمانہ چشیدہ و انواع تربیت سلوک و اشغال طریقت از صحبت این فقیر یافتہ اند و در راہ رضا جوئی حضرت حق شانہ بحضور معلی فرستادہ شد تا تفاصیل احوال بحسن مقال اظہار نمایند و بر مصالح وقت آگاہ فرمایند و چندروز در ہدایت طالبین و افادت سالکین مشغول باشند و در حقیقت حال کما حقہٗ مکشوف سازند و آنچہ چکین بدست حامل رقیمہ کریمہ ارسال فرمودہ بودند رسید جزاکم اللہ خیر الجزاء فی الدنیا و العقبیٰ دو عدد تفنگچہ نہایت عجیب و نفیس بصحابت ملا ممدوح بطریق ہدیہ بحضور لامع النور ارسال داشتہ ام حق تبارک و تعالیٰ بحفاظت خود رساناد ۔ آمین یا رب العباد ۔ والسلام مع الاکرام ۔ ۱۰ محرم سنہ ۱۲۴۴ ہجری ۔

نمبر (۳۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام امیر الدولہ ولد محمد امیر خان بہادر والی ٹونک

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رفعت قباب حشمت انتساب محامد اکتساب نواب امیر الدولہ بہادر ولد محمد امیر خان زاد اللہ اقبالہٗ و ضاعف اجلالہٗ ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ نامہ نامی و رقیمہ گرامی مشعر بر صحت مزاج شریف و عافیت عنصر لطیف مشتمل بر مراتب اخلاق کریمانہ و اشفاق محبانہ صید اصناف مسرت و انواع فرحت بیش از بیش بخشید احوال این حدود بکرم رب معبود برین منوال است کہ روسا و علمائی و اہل ننگر ہار و شنواری و آفریدی و مہمند و خلیل و خٹک و منڈر و اہل سوات و بنیر و باجوڑ و پکھلی و تنول در اجہائے کشمیر ہمہ با این فقیر راہ اخلاص و مودت پیمودند و معاملہ اطاعت و انقیاد نمودند و بر اعانت دین متین و استیصال کفرہ متمردین کمر بستند و در مقدمۂ جنگ و جدال و قتل و قتال مستعد ہستند الا اولاد پایندہ خان بارکزئی کہ بعض از ایشان بر سر مخالفت اند و بعض بیان بموافقت میدارند بالجملہ حق جل و علیٰ بکرم عمیم خود بوجہے در تالیف قلوب مومنین و تسخیر مشاہیر مسلمین تائید فرمودہ کہ قابل تماشا کردنی ہست شب و روز شکر بجا می آرم و بر حال خود تعجب می نمایم کہ این ذرۂ بیمقدار و عاجز خاکسار را باین نعمت عظمیٰ و عطیۂ کبریٰ موفق گردانید یعنی جان و مال این ضعیف ناتوان بے سر و سامان را بموقف قبول خود رسانید کہ شب و روز در اعانت دین مشغولم و در میان جماعۂ مومنین مخلصین صادقین مقبول و در حق کفرۂ متمردین سیف مسلولم و در بارۂ مومنین مخلصین بر لطف و رحمت مجبول و عجیب تر آنکہ در تمامی این کار و بار و ہمگی این تشیب و فراز دل اخلاص منزل با اعتماد و توکل مشحون دارم و بر رضا و تسلیم مقرون سینۂ صفا گنجینہ از آرزوئے انقیاد احکام رب العباد مالامال ہست و از تشیب و فراز زمانہ مبرا از رنج و ملال باعانت ربانی شادانم و بحمایت رحمانی نازان از استعانت غیر حق بیزارم و از خوف و طمع ما سوی اللہ دست بردار اعلامات عامہ کہ باہل ہندوستان بر نگاشتم محض امتثال حکم حرض المومنین علی القتال میداشتم نہ آنکہ التجا بہ مخلوقین نمودم و راہ استعانت لغیر اللہ پیمودم نعوذ باللہ من ذٰلک و ہمچنین اشارات طلب مصارف مجاہدین کہ بحضور آنجناب یا بخدمت دیگر احباب نوشتم ہرگز ہرگز راہ اظہار احتیاج الی غیر اللہ نرفتم بلکہ این امر محض بنا بر وعدہ بود کہ در وقت ملاقات آنجناب فرمودہ بودند کہ اگر عند الضرورت طلب خرچ واقعہ نخواہد گردید پس معاملہ بیگانگی تکدر بیگانگی خواہد انجامید و از بسکہ وصول خطوط باین مسافت دور و دراز مشکوک بنا ٔ علیہ در رقائم متعددہ اشارات مذکورہ مندرج کردہ شد الحال کہ از فحوائے رقیمہ کریمہ بملاحظۂ عالی رسیدہ وعدۂ مذکورہ بوفا انجامید بازبار دیگر نگارش مذکورہ را احتیاج نیست و انشاء اللہ ابل مرواقع نخواہد شد

زیرا که خزائن الٰہی غیر متناہی است و پرورش عساکر مجاہدین که فی الحقیقت جنود رب العالمین اند از بارگاہ پروردگار معمول است و از بندگان
خاکسار و عاجزان بیمقدار - ترسے اگر کسے از بندگان عبودیت کیش و مطیعان انقیاد اندیش بنا بر استحصال سعادت خویش اعانت مجاہدین
بنفس یا بمال یا بحسن مقال نماید پس این هست سعادت و نتیجهٔ اطاعت او بالجمله غرض از دعوات افراد انسانی بمبادی اعانت فی سبیل
قدرت است که مضمون کریمه جاهدوا باموالکم و انفسکم بگوش هوش بندگان حق نیوش رسانیده شود والا این عبودیت که علیم بذات الصدور است
آگاه است بر تعینی که اظهار حاجت نزد غیر مالک بالاستحقاق عار و ننگ میدارم و در حق خود ایشان خار و ننگ میشمارم خاطر جمع فرمایند
و دعا در باب نصرت دین دعاها نمایند این آرزوے در سویدائے دل دارم که خدمت آنجناب مد دنیا و عقبیٰ بجا آرم هر چند عاجز و
خاکسارم اما حصول این آرزو را امید دارم که مولائے عظمت قدرته و تمت رحمته بفتح و نصرت مبشر گردانیده و بمقام رضا و تسلیم تمنا
بنا بر تسلی خاطر العاطف ذخائر این چند کلمات نوشته شد تا دل شفقت منزل بسبب تموج اخبار وحشت آثار پیچ و تاب در گرداب
اضطراب مدنیابد زیاده والسلام مع الاکرام - مکرر آنکه چند خطوط ارسالے مسلمین مثل سلیمان شاه بادشاه کاشغر و خان خانان عالم
رئیس قوم علجائی که مشتمل بر رفاقت ایشان است باین فقیر در اعانت دین رب قدیر درلف ہیں رقیمة الوداد بحضور عالی ارسال
داشته شد تا بملاحظهٔ آنها اطمینان قلب و تسلی خاطر حاصل گردد زیاده خیر +

نمبر (۳۵) مکتوب از سید احمد صاحب بنام فقیر محمد خان صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت خان صاحب عالی مراتب والامناصب کثیر المناقب فقیر محمد خان صاحب سلمه الله تعالیٰ
و فقه لما یحب و یرضی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه - احوال اینجا بکرم رب معبود مستوجب حمد بیحد سپاس
بیقیاس است که شب و روز بحمایت و کفایت ربانی مشمول و از دیاد توفیق خیر امل داریم - هر چند در واقعه جنگ و جدال و قتل و قتال اہل کفر و
ضلال بنا بر مشارکت چندے از منافقین یک گونه گزندے بمومنین رسیده بود و این فقیر هم در مرضے شدید که از آثار سم تشخیص می نمودند
مبتلا گردیده لاکن حق جل و علا بکرم عمیم خود بعد از چند روز شفائے کلی عطا فرمود بعد از حصول صحت بسمت سوات و بنیر و چمله و ...
سیر نمودم جمیع رؤسا و ضعفائے و علما و فقرا ضلاع مذکور که تخمیناً سه چار لکھ مردم باشند بر دست این فقیر بیعت امامت بجا
آوردند و رفاقت فقیر در اعانت دین رب قدیر اختیار نمودند و ربقهٔ اطاعت و انقیاد بنسبت این ضعیف العباد در گلوئے خود
انداختند آخر الامر از دعوت ایشان فارغ گردیده بموضع پنجتار که وطن فتح خان یوسف زئی است معاودت ساختیم و وقت اقامت
چند روزه در موضع مذکور اقامتیم درین اثنا ساکنان سواحل دریائے اباسین مثل اہل تنول و دنتور و جدون و پکھلی و کھیپ
و دھمتی و ہزاره بر فضائل جهاد با اہل کفر و ضلال و عناد آگاه گردیدند و رفاقت آنجناب در مقدمه اعانت دین پروردگار بعزیمت
و باعث ایمعنی شد که عسکر فیروزی اثر مجاهدین درین نوبت بجانب پکھلی و تنول متوجه گردد بالجمله بعنایت ربانی و تائید یزدانی
مومنین سنده و خراسان مثل علجائی و اہل غزنی و کابل و فارسی زبانان کوهسار و اہل نگرہار و شنواری و آفریدی و مهمند و خلیل
و ختک و مندر و یوسف زئی از اہل سوات و بنیر و چمله و اہل باجوڑ و اہل پکھلی و تنول و دنتوڑ و کھیپ و دھمتی و ہزاره و اہل باجه
کشمیر و بادشاه کاشغر بر اعانت دین رب العالمین کمر بسته اند و منتظر طلب نشسته و اکثر قوم درانی هم رفاقت این فقیر اختیار
نموده اند حالا خاندان نفاق نشان پاینده خیل که بعضے از ایشان بر سر مخالفت اند و بعضے ساکت غرضکه درین دیار و اقطار بتقدیر
قادر مختار حمیت ایمانی در جوش است و غلغلهٔ امامت جهاد در خروش هر چند در مقدمه اعانت دین متین و پرورش عساکر مجاهدین
که فی الحقیقت از جنود رب العالمین اند دستگیری مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق بر طبق منطوق لازم الوثوق و من
یتوکل علی الله فهو حسبه کافی و شافی است اما از انجا که این نعمت عظمیٰ و عطیهٔ کبریٰ از قبیل نوادر زمان و بدائع دوران است که
گاه گاه بعد از مرور دهور رو می نماید و بر روئے مومنین مخلصین ابواب فتوح و سرور می گشاید بنا بر علیه میخواهم که دوستان قدیمی و

محبان مخلصی خود را شریک این فیض باقی و دولت جاودانی گردانم و بمراتب عزت دارین و وجاهت کونین سالم سند بخدمت
صداقت درجت نگارش کرده می شود که در ردِ این مال محمود و آوان مسعود را نسبت مومنین راسخ الاعتقاد و مخلصین کامل الانقیاد
بمثابه آمد موسم بهار در حق گل و بلبل و یا موسم برشکال در حق اشجار و نباتات شمارند و اِقپه کردنی باشد بکنند و اگر تجارت مالی
می خواهند اینک وقت او در رسید یکدانه بکارند و هفت صد دانه بدست آرند رفت را از دست نه هند و آنچه از دست
تواند شد فی الحال بکنند که اوقاتِ محمود و ساعاتِ مسعوده از دست میرود و جز باد حسرت و ندامت بدست نه آید آینده محتاج اند
و در معاملات معاشیه و معادیه هوشیار. و تجربه کار بر لوح ضمیر کیاست تخمیر واضح و مبرهن است که اعانت دین متین و نشر کلمت
می مبین بلسان سائر المومنین بر انجناب هم لازم و موکد است. اگر بالتعیین طلب نمایم اینک فرض عین میگردد لاکن دنیا با
که تغافل پیر روسے کار کی آرم و منفعتی از منافع دینیه میدو اهم له رتجر مسلمین خواهند بود و در اداء اعانت مالی خواهند نمود و اگر
اینهم منفصه ظهور نرسید محض حرمان و حسرت انصیب او است خیر نیک تامل فرمایند که محض بنا بر خیر خواهی که مقتضای محبت قدیمه
است این معنی اظهار می نمایم و هرگز هرگز راه استعانت لغیر الله بوجه من الوجوه نمی پیمایم که این مرا از قبیل معاصی می شمارم و دولت
و ثروت مخلوقین را در جنب عظمت پروردگار بخیال هم نمی آرم. لا حول ولا قوة الا بالله. والسلام مع الاکرام. ۱۲ محرم ۱۲۴۶ھ

نمبر (۳۶) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سید محبوب علی صاحب دہلوی

بسم الله الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بخدمت سراپا برکت جناب هدایت مآب سیادت انتساب مناقب اکتساب آله و اولاد ائمه
ابرار نقاده احفاد اسلاف کبار گل سرسبز چمنستان مصطفوی سرو نونهال بستان مرتضوی مقبول بارگاه رب قوی اخوی اعزی
سید محبوب علی متع المسلمین بطول بقائه و انطق المومنین بجمیل ثنائه. بعد از سلام مسنون دعای اجابت مقرون واضح آنکه
فضیلت پناه ملا قطب الدین و مرزا صاحب سعادت نشان مرزا احمد گل بیگ رسید. تفاصیل مضامین عنبر فرطفر بیگ از زبان صدق
بیان خود اظهار نمودند. و دو نص از نصوص قرآنی یعنی دو آیت از آیات قرآنی در قرطاس هدایت اساس که نوکر یز خامه افادت
شمامه شده بود بملاحظه رسید مقصود آن واضح و لائح گردید الحق که توکل علی خالق البرایات فی جمیع المهمات از فضائل ایمان و
ثمرات الایقان است لکن در مقدمه سیاست ملت و احیای سنت و اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد استعمال انظار و افکار
قدر منتهای طاقت خود ضروری است خصوصاً بر ذمه کسیکه جماهیر اهل اسلام و مشاهیر اعلام او را بر منصب ریاست و امامت
قائم کرده باشند که او به استعمال رای ثاقب و فکر صائب و تدبیر سرانجام این مهم عظیم و اتمام این امر فخیم از واجبات موکد است
تلفیق تدبیر منافی تفویض تقدیر هرگز هرگز نیست که وشاورهم فی الامر نصی است ماثور و گفت پیغمبر بآواز بلند + بر توکل زانوی
اشتر ببند + بیتی است مشهور مناسب وقت همین است که بمجرد ملاحظه این رقیمه مستعد کوچ شوند و روی عزیمت بآن صوب نهند
ارباب بهرام خان نزد اینجانب رو برو سے بلیلے از اعزه این دیار کفیل محافظت ایشان گردیده چنان اظهار نموده که من ایشان را
براه مامون نزد شما خواهم رسانید یعنی سه چهار اشخاص را از واقفان راه بطرف ایشان روانه خواهم ساخت که ایشان را از قریه
بوار موضع میچنی عبور کنانیده بحفاظت تمام رسانند و بر تشدید فراز راه آگاه سازند انشاء الله تعالی همراه فضیلت پناه ملا قطب الدین
آخوند زاده آدمان بهرام خان بخدمت سامی میرسند و مرزا ممدوح به سبب آبله پا رفتن نمی توانند بنا بر علیه فرستادن ملای موصوف
مع آدمان مذکور اکتفا کرده شد در استعجال تشریف آوری تعطیل و اهمال و تسویف و مهال را کار نفرمایند که مصالح آن المشافه
اظهار کرده خواهد شد و این را منافی توکل و تجلد تصور فرمایند و در رسائل سلوک فی اشارات الله منسلک نساختند در باب توکل و
تجلد و بشارت فتح و نصرت نظیر رسول بشیر و تدبیر هیچکس از مخاطبات نگاشته شده است و نه نگاشته شدنی است با وجود انجمید توکل
واعتقاد و رسوخ اعتقاد... قوت جلادت و قوت اثبات... صلح... که واقع شد بر ضمیر کیاست تخمیر ظاهر و مبرهن است هر چند

غیرتِ اسلامی و حمیتِ ایمانی در دلِ جلادت منزلِ ہر صحابی کرام لاسیما فاروقِ اعظم چہ قدر جوش میزد و کلماتِ جدت سمات از زبانِ غیب
ترجمانِ ایشان چہ قدر سر می زد اما جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مصلحتِ وقت را رعایت فرمودند و باستنکافِ مومنین و تہمتِ
منافقین و مستکبار کافرین التفات نمودند لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بالجملہ بر طبق منطوق لازم الوثوق کریمہ و قولہ ردوہ
الی الرسول و الی اولی الامر منکم و حدیث و لا تنازع الامر اہلہ کلامِ این عاجز خاکسار ردوزرہ معتقد را قبول نمایند و درین مقام تشریف
آوردہ مصالح و منافع این امر را مشاہدہ فرمایند و قدرے ازاں از زبانِ صدق ترجمانِ ملا قطب الدین خواہند شنید و پارہ ازاں
از کلامِ ایشان خواہند فہمید ہر چند بحکم الشاہد یری ما لا یری الغائب حقیقتِ حال بدون تشریف آوری جلوہ گر نخواہد شد اما قدرے
این معنی از کلامِ ملائے ممدوح ہم بکنہ امر پے خواہند برد و طریقِ سفر راہمیں اختیار فرمایند از اینجا کہ موسم تابستان در تابِ
شب ماہ ہست شب روی اختیار فرمایند و شتران مع تمامی احمال بعوض بعد ملا علی خان تفویض کسے از معتبرین بطریق امانت
باید کرد و جریدہ شدہ بعد مغرب کوچ باید کرد و تمامی شب راہ باید زد و در روز بمقام محفوظ در بغلِ کوہ باید گذرانید و ہمین طریق
عبور اتک دا اینجانب باید رسانید و چندکس از ضعفائے برائے حفاظت و خدمتِ شتران تعین نمایند و اسلحہ ایشانرا ہم ہمراہ
خود بیارند ان شاء اللہ تعالی بسعی آدمانِ بہرام خان ہمہ جمال معہ تمامی احمال باینجانب خواہند رسید خاطر جمع فرمایند و مومنین
آن دیار و مخلصین آن اقطار را تسلی نمایند ان شاء اللہ تعالی اینجانب در عرصہ بیست روز یا یکماہ تخمیناً بسمت پشاور عزم خواہد نمود
ہرگز ہرگز با منافقین مصالحت نمودہ ام و اصلا راہ موافقت نہ پیمودہ چنانچہ خط ملک [illegible] دریں ایام نزد اینجانب
رسیدہ بود جواب آن نوشتہ شد نقل ہر دو درلف این رقیمہ بخدمت سامی میرسد ملاحظہ نمایند و تسلی ہمہ ہا فرمایند و ملا علی خان
را ضرور بالضرور ہمراہ خود آرند زیادہ والسلام مع الاکرام۔ مرقومہ چہار دہم محرم سنہ ۱۲۴۶ ہجری +

نمبر (۳۷) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہ صبغۃ اللہ سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت با برکت سجادہ نشین محافلِ ارشاد و تلقین ملاذ ارباب صدق و یقین مرجع
مستفیدین ملاذ مسترشدین ہادی راہ اللہ مخدومی حضرت شاہ صبغۃ اللہ صاحب ظلال ہدایتہ علی رؤس الطالبین الی یوم الدین
بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقائم کرائم مشتمل بر کمال وفور رغبت و علو ہمت و تاکد عزیمت در باب اعتلائے
ملت و احیائے سنت و اقامت جہاد و استیصال کفر و عناد رسید مضامین مندرجہ اش اجمالاً از عبارات بلاغت آیات و تفصیلاً از
بیانِ آیندگان و روندگان واضح گردید الحق کہ رغبت بسرانجام دادن این امر عظیم و اہتمام این مہم فخیم از امثال آں ہدایت مآب از
مقبولانِ سرفراز وادیانِ ممتاز و ارباب ہمت بر دار زیبد مصرع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند + ہر چند از خارستان
کوہ و دشت را بقدم عالی بپیمایند و محفل فقرا را بقدوم جلالت لزوم رشک افزائے چمنِ جنان و دق شکن سمن و ریحان نمایند بعید از
ہمتِ عالیہ و عزیمت سامیہ نخواہد بود لاکن صواب دید وقت چناں می نماید کہ مخلصین محبین را خصوصاً و سائر مومنین صادقین را
عموماً ترغیب فرمودہ و مشاہیر آں دیار را بلکہ جماہیر آں اقطار را رفیق گردانیدہ در مقامیکہ از گزندِ مخالفین مصئون باشد
از دست بردِ معاندین مامون و بحدود کفار اقوام سکھ متصل باشد و از مضرت متعدیان ستمگار منفصل مثل دحل وغیرہ اقامت
فرمایند و اہل و عیال این حقیر را مع اہل و عیالِ خود در موضع مذکور یا غیر آں از موضع محفوظ مقیم نمایند و بالِ ہمت ہای آن
مقام بکشایند و معرکہ جہاد بر اہل کفر و فساد باظہار جلادت و شجاعت بیارایند و دستِ ہمت باطراف و جوانب دراز کنند
و بلاد کفر را موکب مجاہدین و مشرف بکوکب دین متین گردانند تا ہر جا کہ ممکن باشد صیت اقامت جہاد و غلغلہ استیصالِ
کفر و فساد در سانند یا لجملہ جیش راست در میدان شہامت بیازند و بیوت کفار را [illegible] انشراح لسان لا الہ زار فرمایند حتی
کہ ظلمات شرک بشوارق سیوف الماس گہر بارق [illegible]

مدام روز دو آفتاب عالمتاب هدایت و متانت از افق شجاعت و شهامت طلوع کند هر چه که منتهای طاقت باشد در صرف آن سعی بلیغ بجا آرند و تمام آثرا از درگاه واهب العطیات امید دارند که بندگان عبودیت شعار همین است که بمقتضای انقیاد احکام رب العباد از طرف خود انقصای تدبیر بجا آرند و تمام آثرا بر تقدیر گذارند اعلام عام بخدمت جماهیر اهل اسلام خدمت عالی میسر نقول از اگر قبیه و اطراف و اکناف منتشر باید گردانید و بمسامع علما و فقرا و رؤسا و وضع عام این دعوت عامه حقه باید رسانید ان شاء الله در عقب این قیم تخصیص از نقلے خود که از مومنین راسخ الاعتقاد و مسلمین کامل الانقیاد و صاحب همت بلند و مجرب ارجمند باشد بجده سامی روانه خواهم نمود و اور ا نائب خود در باب اخذ بیعت امامت خواهم گردانید که مومنین آن دیار و مسلمین آن اقطار را باین معنی ترغیب نمایم که بیعت امامت این فقیر به دست او بجا آرند هر چند اولی و انسب بشان می نمود که خود آنجناب را درین باب نائب خود گردانم و آوازه این نیابت بگوش کافه مسلمین آن دیار رسانم لاکن از بناء که حکم و معیرت الانفس نسیج اگر نفوس انسانی بر اتحاد مجبول اند معانی لوث قلب ایشان غیر مامول پس مثلیں از بعضے اعزه آن دیار که در زعم خود دعوی همچشمی آنجناب میدارند و جان خود را هم پر آن دار اقیا به می شمارند بیعت بجا آوردن بیعت امامت اگر چه بطریق نیابت باشد بر جان گوارا ندارند و باین باعث امر مسنون را بجا نیارند بنا بر علیه شخص اجنبی برای ما متابعیت انجام این فضل اسلام تعین کرده شد والا فی الحقیقت منصب نیابت آنجناب باختیار می زیبد باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان محبی مکارم پناه در دیتی میان محمد قاسم واضح خواهد گردید که از کلام مصلحت التیام ایشان مقدم کرده قرین صدق و صواب دانسته بعمل آرند زیاده والسلام مع الاکرام *

نمبر (۳۸) - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام نواب سکندر جاه فولاد جنگ بهادر

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب شرافت مآب بعلی القاب فیض افزای اورنگ جلالت دو فرمان روائی کشور شهامت مسند آرای محفل ریاست و کیاست معرکه پیرای میادین صولت و شجاعت عظمت نتیجه ابهت انتساب نواب اسکندر جاه فولاد جنگ بهادر زاد الله قدره و اقباله و ضاعف اجلاله و فقه الله لما یحب و یرضاه و او صله الی ما یتمناه بعد از ادای تسلیمات مسنون و تحیات اخلاص مشحون بر رای جلالت پیرای واضح آنکه از انجا که میت دین متین شعار بندگان عبودیت کیش است و حمایت شرع مبین و شعار محمدیان خیر اندیش و تذلیل کفره متجبرین از علامات صولت ایمانی است و تحقیر ظلمه متغلبین از امارات سطوت سلطانی - ایات اثر را حتمیه درین امثل عبادات اسلام است و راحت انبیا - مجاهدین فضل عادات نظام کافر کشتن در جنگ پیکار از متممات غیرت دین است و لشکرکشی از دهمات سهر سلاطین مخالفت اعدای دین متین عین مدعای اعلام نبوت است و مرافقت انصار شرع مبین اهل مقتضای فتوت - فا ماستدادیان بقوت سیف و سنان ثمره قوانین انباه کبار است و کسر شوکت اهل فساد باستیصال ارباب بغی و عناد نتیجه آیین رسارذوی الاقتدار از بسکه دودمان عالیشان آن عظمت نشان زمان مقر جاه و جلال و مرکز عز و اقبال - معدن معالی اخلاق و هم منبع ینابیع جود و کرم مرجع ارباب سیف و قلم بوده از نهایت سطوت ارکان خاندان قلوب متکبرین زمین و زمان می لرزید و از نهایت صولت اعلام آن دودمان هر متجبرین دوران می ترقید لیکن از چند سال تبقدیر قادر فعال غلبه مشرکین اقوام سکهه بر ممالک اکثر ارباب ناموس و ننگ صورت بسته جاه و جلال ارباب علم و دیانت بر هم گشته و عز و اقبال اصحاب حکم و ریاست در هم شده بنا بر علیه بجناب الالقاب نگارش کرده می شود که آخر این جان ناتوان و مال سریع الزوال و متاع قریب الانتقال و جاه و جلال فنا مآل و زر گذشتنی و گذاشتنی است و در محکمه حساب و کتاب و سوال و جواب بحضور رب الارباب حاضر شدنی - هر چند امروز در حفاظت آن کمال جد و جهد بجا آریم لاکن لابد روزے آن همه را گذارده و بجنود عزرائیل و اعوان ملک الموت سپاریم - پس چرا بکمال علو همت و دفور رضا و رغبت بدست خود نا دولائے خود امروز مبتلیم کنیم که فردا بکمال مسکنت و ذلت و حسرت و ندامت بغیر خود بدهیم و متاع

نکبت و نکال و معصیت و وبال همراه بریم پس بهتر همین است که امروز باعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین
استیصال کفرۂ متمردین کمر بسته سازیم و علم تائید شرع مبین برافرازیم هرچند اقامت جهاد و ازالۂ کفر و فساد بر ذمۂ جماهیر اهل
اسلام عموماً واجب است اما بر مشاهیر حکام خصوصاً اوجب بنا علیه نگارش کرده می شود که این عاجز خاکسار و ذرۂ بیمقدار
بمقتضائے حمیت اسلام و مدعائے تائید دین خیر الانام با چندے از مومنین مخلصین از وطن مالوف خود بہ نیت استیصال کفر
و اقامت جهاد بر اقوام سکھ اهل فساد برخاسته در بلاد هندوستان و خراسان دور و سیر نموده و کافۂ مومنین آن بلاد را بسوئے ادراک
این خیر ترغیب داده باوطان یوسف زئی رسیدیم و در آنجا برفاقت مومنین آن دیار و اعانت مخلصین آن اقطار مقدمۂ جنگ و پیکار
و حرب و کارزار با کفار نگونسار پیش کردیم الحمد لله والمنة که علامات فتح و نصرت بر طبق وعدۂ حضرت رب العزت یعنی وکان
حقا علینا نصر المومنین مظفر و منصور گردیدیم گو که در بعض اوقات بنا بر مصالحت چندے از منافقین یک گو تنگ مزے بجنود
مومنین رسید فاما اصل شجرۂ اقامت جهاد و اساس بنیان استیصال اهل کفر و عناد بوجهے محکم گردید که از فرو ریختن چندے از
برگ و بار بنا بر مصادمت صرصر شورش کفار شرار یا بیجا شدن چندے از گل و خشت و سنگ بنا بر تزلزل بعضے از ناجوانان بے مدار
و ننگ اصل و اساس موسس نمی جنبد بلکه مومنین مخلصین را عرق غیرت ایمانی و حمیت اسلامی بیش از بیش در جوش آمده بر
زبان مسلمین صادقین نعرۂ نحن انصار الله از چار سو در خروش هزاران هزار بلکه خلائق بے عدد و شمار حلقۂ اطاعت و انقیاد
در گوش و غاشیۂ استقامت و سداد بر دوش انداختند و تاج غیرت و حمیت بر سر و خلعت شجاعت و شهامت در بر ساختند
و از محبت جان و مال و اهل و عیال و عزت و نمایش و راحت و آسایش دست افشانده کمر همت چست بسته و در میدان اعلائے
اعلام دین و افشائے سنت سید المرسلین چون شیر غران بر جستند و از بسکه بفحوائے کلام ملک علام و سنت سید الانام و تعامل
علمائے کرام اقامت این عمدہ ارکان اسلام بدون نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی بندد بنا علیه جمعے از سادات کرام و
علمائے اعلام و قضاة و مشائخ عالی مقام و خواتین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام بر دست این فقیر بیعت امامت
نموده اند۔ الحمد لله والمنة که بعد مرور دهور مقابلۂ اهل کفر و عناد و صحت جمعه و اعیاد بر وجه مشروع صورت بست هرچند
این بندۂ ضعیف بحصول این منصب شریف اولاً به بشارات غیبی مبشر بود و ثانیاً باتفاق جماهیر مومنین مشرف گشت
فاما عالم السرائر و الخفیات گواه است از تمام این معرکه پیرائی و عربده آرائی غیر از اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے
سنت سید المرسلین و استخلاص بلاد مومنین از دست این دراز مویان مشرکین امرے دیگر مقصود ندارم و اندیشۂ تسلط بر بلاد
و امصار و تملک خزائن بیشمار و سلب سلطنت سلاطین والا تبار و ریاست رؤسائے عالیمقدار و امتیاز خود از بندگان آستان
سید الابرار گاہے بخیال هم نمی آرم و هرگز هرگز شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبۂ هوائے نفسانی باین داعیۂ رحمانی مخلوط نگردیده
والله علی ما نقول وکیل پس هرگاه این عاجز خاکسار و ذرۂ بیمقدار با وجودیکه خانه نشینی کار ماست و خلوت گزینی شعار ما
بمقتضائے غیرت ایمانی و حمیت اسلامی خالصاً لوجه و محض ابتغاء لمرضات الله کمر همت چست بسته بنا بر نصرت دین متین و
حمایت شرع مبین بمیدان استقامت قدم ثابت نهادیم و بقدر جهد و طاقت داد کوشش ها دادیم بیقین واثق است که آن والا
جاه که بغیرت ایمانی و حمیت خاندانی موصوف اند و بسیرت عساکرکشی معروف در اعلائے اعلام دین و افشائے سنت خاتم النبیین
و استیصال کفرۂ متمردین و استخلاص بلاد اسلام از دست کفار مشرکین و اجرائے احکام رب العالمین و انتظام مجاری سیاست
و عدالت بر قوانین شرع مبین البته همت والا نهمت متوجه خواهند ساخت و علم شجاعت و شهامت و لوائے صولت و استقامت
خواهند افراخت لاکن اگر توجه موکب اجلال بدین دیار و اقطار متعذر و دشوار نماید لازم که جمیع صغار و کبار و علما و اخیار و
اراکین ذوی الاعتبار و سپاهیان شجاعت شعار و رعایا انقیاد آثار را ترغیب فرمایند و جمعے را از لشکر ظفر پیکر متوجه
این سمت نمایند و در اعانت مجاهدین از خزانۂ عامره بال همت کشایند تا مشارکت آن والا قباب در اعلائے دین رب الارباب و استیصال

کفرہ و اہلِ ارتیاب باحسن وجوہ بر منصۂ ظہور گراید و حظے وافی از منطوق آیت وَفَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاہِدِیْنَ بِاَمْوَالِہِمْ وَاَنْفُسِہِمْ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَۃً بدست آید چنانکہ بریاست و امارت اینجہان ممتاز بنی نوع اند ہمچنیں بدرجاتِ عالیۂ جنتِ نعیم و مقعدِ صدق در جوارِ ربِ کریم مباہی امثال شوند و انشاء اللہ بر طبق مواعیدِ صادقہ کلامِ ربانی وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ و اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ و ہم بموجب اشاراتِ غیبی و بشاراتِ لاریبی کہ ایں فقیر را بآں مبشر است عنقریب فتح و نصرت جلوۂ ظہور خواہد داد و خزائنِ بیشمار و بلادِ کفار نگونسار از پیشاور تا دریائے ستلج در دستِ تصرفِ انصارِ اخیار خواہد افتاد ایں فقیر بتحصیلِ مال و منال و تصرفِ بلاد و امصار غرضے ندارد ہرکہ از اخوانِ مومنین استخلاصِ بلاد از دستِ کفارِ مشرکین نمودہ در اجرائے احکامِ رب العالمین و احیائے سنتِ سید المرسلین کوشیدہ و قوانینِ شریعتِ غرا در سیاست و عدالت مرعی داشت مقصودِ فقیر حاصل گشت و ثمرِ سعیِ من بمرتبہ نشست درین مقدمہ نیک تامل فرمایند و عقل و دوربینی را کار فرمایند دولتِ دوجہانی و سعادتِ جاودانی بدست آرند۔ والسلام مع الاکرام ٭

نمبر (۳۹) مکتوب از جانب کسے رئیسِ انصار بنام محمد بہاول خان عباسی والیِ بہاول پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخدمت خان شہامت نشان شوکت عنوان عالیجاہ رفیع جایگاہ عظمت پایگاہ شجاعت آثار تہور دثار حافظ الملک نصرت جنگ رکن الدولہ محمد بہاول خان عباسی بہادر زاد اللہ حشمتہ۔ بتاریخ یازدہم ماہ محرم الحرام ۱۲۴۲ ہجری روز یکشنبہ مخزنِ افاضاتِ جزیل معدنِ افاداتِ جمیل ہادیِ انام اہل اسلام مقرب بارگاہِ جلیل مولانا محمد اسمعیل از حضور فیض معمورِ سیدنا و سندنا حضرت امیر المومنین و امام المسلمین اید اللہ الدین بنصرہ و بقائہ باجمعیت لشکرے از غزاۃ ابرار و مجاہدینِ اخیار بطرف پکھلی رخصت شدند واللہ الناصر والمعین۔ ادعام ایں جبار ٭

نمبر (۴۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام درانیانِ عالیجاہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمتِ مومنین مخلصین صادقین راسخین از قوم درانی و غلزئی کہ در سلکِ عساکرِ یار محمد خان منسلک اند بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ہر کیکہ دعوائے اسلام می نماید و جانِ خود را از امتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می شمارد لازم کہ در مقدمۂ نصرتِ دینِ محمدی کوشش بلیغ بجا آرد و در مقدمۂ جانبِ خدا و رسول را بر جانبِ منافقین و کفار ترجیح دہد و رفاقتِ دشمنانِ دین بگذارد و جانِ خود را شریکِ مجاہدین سازد بالفعل ایں ماجرائے خاکسار و ذرۂ بمقدار یعنی سید احمد کہ بندۂ عبودیت شعار از بندگانِ قادرِ مختار و باعتبارِ نسب از اولادِ نبی سید ابرار محض بنا بر نصرتِ دین و احیائے سنتِ سید المرسلین کمر بستہ و استیصالِ کفرۂ متمردین پیشِ نظر نہادہ اما بعضے از کلمہ گویانِ منافقین کہ محبت و خیر خواہی کفار در دلِ نفاق منزل مرکوز می دارند و بنا بر بدخواہی جماہیرِ مسلمین عموماً و مشائخ علماء خصوصاً می نمایند و در حقِ مہاجرین و مجاہدین بحدے دادِ عداوت میدہند کہ مضرتِ آنہا بہ نسبت مضرتِ کفار بمراتب زائد گردیدہ آخر شدہ عداوتِ آنہا بمرتبہ رسیدہ کہ مومنین را مانع از اقامتِ جہاد می شوند و مجاہدین را سدِ راہ می گردند درینصورت جہاد با ایشاں بہ نسبتِ جہاد با کفار لازم تر گردیدہ پس ہر کہ ایمانِ خود را عزیز می دارد و دینِ اسلام را فخرِ خود می شمارد و محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را پیشوائے خود می شناسد و توقع شفاعتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در روزِ جزا میدارد لازم کہ خود را شریکِ مجاہدین گرداند و غیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی را کار فرماید و خیر خواہی کفار و رفاقتِ منافقین را ترک کند و دل را از محبتِ ایں ہر دو گروہ شقاوت پژوہ پاک سازد و در عسکرِ مجاہدین داخل شود و آنچہ در رفاقتِ کفار یا منافقین در را منفعتے دنیاوی حاصل می شد زائد از آن بمراتب انشاء اللہ خواہد یافت و در دنیا و آخرت وجاہت و سرخروئی حاصل خواہد نمود

بالجملہ ہرکس کہ ارادۂ مشارکت مؤمنین می دارد لازم کہ اینجانب آگاہ نماید تا صورت حالش و طریق گذران او معین کردہ شود ـ زیادہ والسلام مع الاکرام ✤

(نمبر ۴۱) ـ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحبؒ بنام شاہزادہ محمود بخت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت شاہزادہ والاتبار عالی مقدار رفیع القدر وسیع الصدر سلالۂ خاندان ارباب دیہیم و تخت شاہزادہ مرزا محمود بخت سلمہ اللہ تعالی واوصلہم الی غایۃ ما یتمناہ ـ بعد از تحیات اکرام مشحون و دعوات جابت مقرون برائے جلالت پیرائے واضح آنکہ رقیمۂ کریمہ سعادت نشان بوساطت سید عبد الرحمن ہمشیرزادہ این ضعیف صادر گردیدہ بود ـ سید ممدوح صحیفۂ عالیۂ العینہ در رقیمۂ خود ملفوف ساختہ نزد اینجانب ارسال نمودند نزد اینجانب ہمہ مضامینِ لطف آگین واضح گردید آنچہ علاقۂ مودت و خلت درمیان طرفین بخوبی استحکام و علاقۂ موالات و مصافات درمیانِ طرفین کمال انتظام گرفتہ اظہارِ آن بمراتب تحریر و تقریر متعذر بلکہ کمال ظہور مستغنی از اظہار و نہایت و بدایت حال غیر محتاج باخبار ـ از بسکہ از چندے روز ابواب رسل و رسائل ازین کوہستان دور است تا بلاد پورب مسدود بود بناءً علیہ در ارسال مکاتیب مودت اسالیب یک گونہ تعویق و اہمال و تسویف و اہمال واقع گردید بالفعل در کار و بار خود مشغولیم ظہور آن از بارگاہِ خالقِ انس و جان عنقریب مامول ان شاء اللہ تعالی بوقتِ مناسب متصدع اوقات گرویدہ الیہ در توقف حرکۃ سراپا برکت مرتبۂ فیض عین خواہد سید بالفعل عائ خیر مطلوبست و ترقی دارین ـ بجناب بغایت مرغوب ـ والسلام مع الاکرام

نمبر (۴۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہ نظام الدین صاحب سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ از امیر المؤمنین سید احمد بخدمتِ سراپا برکت افادات مآب کمالات انتساب زیب افزائے سجادۂ ارشاد رونق افزائے مسند اولیاء عظام اخلاف نظام شرع متین نظام الملۃ والدین مد اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس مستفیدین ـ بعد از ادائے تحیاتِ مسنون و ادعیۂ اکرام مشحون برائے ہدایت پیرائے واضح آنکہ صحیفۂ علیہ و رقیمۂ بہیہ عز ورود فرمودہ سرور و نشاط افزود آنچہ مضامینِ الطاف آگین مندرج بود بمرتبہ وضوح انجامید سلائق یگانگت و اتحاد محکم تر گردانید خودی قاصد کہ بمعرفتِ الجناب روانہ شدہ بود در عین انتظار رسید باعثِ تسلی خاطر نگران گردید در وقتیکہ از ینجا بسمتِ پشاور دو منزل کوچ کردہ بودم ہمانوقت با قاصدانِ مذکور دوچار شدم ہمان قدر دو منزل الیشان از فصر مسافت سفر بمدت آمدہ چہار روز قیام نمودند بعد از ان بہمان سمت روانہ شدند زیادہ والسلام مع الاکرام ✤

نمبر (۴۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام راجہ نجف خان خانپوری بزبان عربی از مقام ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ الحمد للہ الذی خلق الانسان و علمہ البیان والصلوۃ والسلام علی سید ولد عدنان و علی آلہ و صحابہ افضل افراد الانسان اما بعد فمن امیر المؤمنین الی قدوۃ المخلصین و زبدۃ الصادقین بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ فقد وصل صحیفتکم العلیۃ و رقیمتکم البہیۃ الدالۃ علی حدۃ بصیرتکم و حسن سریرتکم فنشکر اللہ تعالی علی ما وفقکم لافضل الاعمال و ہو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ و ہما من احسن الخصال ثم ان ربنا تبارک و تعالی امرنا بامر ہدایۃ فیہ لسید المرسلین و فیہ لکافۃ المسلمین و قال عز من قائل فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک و حرض المؤمنین فنحن بحمد للہ مشتغلون بامتثال امر ربنا القدیر و انتم ایضاً تدعون مشارکتنا فی ہذا الامر الخطیر و نسال اللہ ان یجعلکم صادقاً ما تدعون و یوفقکم بکرمہ الایفاء ما تدعون ثم ما سمعنا من سالاتکم بلسان السید الحبیب النسیب فتسمعون جوابہ بلسان ذلک السفیر الحبیب والسلام علیکم و علی من لدیکم ✤

نمبر(۴۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام علماء پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمات عالیات منابیع ہدایات مصادر افادات ہادیان راہ دین خادمان شرع
مبین ناشران احکام رب العالمین نائبان رسول امین مولانا حافظ دراز و مولانا حافظ محمد عظیم و مولانا عبد الملک آخوندزادہ
و مولانا حافظ مراد آخوندزادہ و مولانا غلام حبیب آخوندزادہ و مولانا قاضی سعد الدین و مولانا قاضی مسعود و مولانا عبد اللہ آخوندزادہ
و مولانا محمد حسن آخوندزادہ و مولانا حافظ احمد آخوندزادہ و جمیع علماء بلدۂ پشاور سلمہم اللہ تعالی - بعد اداے تحیات و دعاے
ترقی مدارج ہدایات مکشوف باد - درین ایام بیان مسموع گردیدہ کہ بعضے از حاسدین بے انصاف و مکابرین با اعتساف چندے
از وساوس فتنہ انگیز و شبہات عناد آمیز بنسبت افتراے مہاجرین و ضعفاے مجاہدین بہم بافتہ بر جمہور انام از خواص و عوام مشتہر
ساختہ آتش عداوت درمیان مسلمین محض بتعلق لسانی افروختہ و مایۂ شقاوت پنہانی براے خود اندوختہ و بال کذب افترا بر
گردن خود برداشتہ و نکال دروغ بے فروغ بروز جزا براے خود مہیا ساختہ معاذ اللہ من ذلک علاوہ بریں آنکہ بذریعہ افترا و
بہتان اضلال بعضے از اہل ایمان کردہ و ایشانرا از راہ رب العالمین کہ عبارت از شاہراہ مہاجرین مجاہدین ست دور تر
بردہ در ازدیاد ایشان بنسبت خدام شرع مبین سوء ظن انداختہ و راہ راست جہاد را در نظر ایشان کج ساختہ آیۂ کریمہ
الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین و کریمہ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل اللہ و یبغونہا عوجا گاہے نخواندہ اند و
اسپ نظر و فکر را در میدان انصاف نراندہ ہرچند ما ضعفا کہ محض باستعانت رب العالمین اعتماد میداریم و فقط عنایت
او را قابل اعتماد می شماریم ہرگز موافقت و مخالفت مخلوقین را بخیال نمی آریم و اشتہار نام نیک و بد را درمیان ابناے زمان
بجوے نمی شماریم و ذم ایشان را ہمرنگ مدح ایشان ساقط الاعتبار می دانیم و دائما منتظر نزول رحمت قادر مختار می باشیم اما
بحکم حدیث اتقوا من مواضع التہم رفع تہمت ایشان لازم دانستیم و بنابر توقع آنکہ شاید کسے از مخلصین صادقین عزم مشارکت
مجاہدین داشتہ باشد و بسبب تہمت و افتراے ایشان رو تافتہ باشد شاید بکشف حقیقت الحال و حل عقدہ اشکال باز براہ
راست معاودت نماید و بطریق اخلاص مراجعت فرماید بنا علیہ بیان واقع را درینباب واجب شمردیم پس میگوییم کہ چنان
شنیدہ ایم کہ از جملہ مفتریات آن مفتریان آنست کہ این فقیر را بلکہ زمرۂ مجاہدین را بہ الحاد و زندقہ نسبت می نمایند یعنی
چنان اظہار می کنند کہ این جماعۂ مسافرین ہیچ مذہب ندارند و ہیچ مسلک مقید نیستند بلکہ محض راہ نفسانیت می پویند و بہروجہ
لذات جسمانی میجویند خواہ موافق کتاب باشد خواہ مخالف معاذ اللہ من ذلک - پس باید دانست کہ نسبت ما مردم باین امر شنیع
افترائیست قبیح و بہتانیست صریح این فقیر و خاندان این فقیر در بلاد ہندوستان گمنام نیست الوف الوف انام از خواص و عوام
این فقیر و اسلاف این فقیر را می دانند کہ مذہب این فقیر ابا عن جد مذہب حنفی است و بالفعل ہم جمیع اقوال و افعال این
ضعیف بر قوانین اصول حنفیہ و آئین و قواعد ایشان منطبق ہست یکے از آن خارج از اصول مذکورہ نیست الا ما شاء اللہ -
آنچہ از ہمہ افراد انسان بسبب غفلت و نسیان صادر میگردد کہ بخطاے خود معترف می باشد و بعد از اعلام براہ راست معاودت
می نماید - آرے در ہر مذہب طریق محققین دیگر می باشد و طریق غیر ایشان دیگر ترجیح بعض روایات بر بعضے دیگر نظر بقوت دلیل
توجیہ بعضے عبارات منقول از سلف و تطبیق مسائل مختلفہ مدون در کتب امثال ذلک دائما از کاروبار اہل تدقیق و تحقیق ہست
بایں سبب ایشان خارج از مذہب نمی توانند شد بلکہ ایشانرا ترالیت لباب آن اہل مذاہب باید شمرد - ہر کہ درین مقدمہ شبہہ
داشتہ باشد لازم کہ نزد این فقیر آمدہ بالمشافہ حل اشکال نماید یا خود بفہمد و یا این فقیر را بفہماند - و از جملہ مفتریات آن مفتریان
مذکور آنست کہ این فقیر را بتظلم و تعدی نسبت می کنند کہ این فقیر بر جان و مال مسلمین بلا وجہ شرعی دست درازی می کند و درینباب
بچرب زبانی و حیلہ سازی می نماید سبحانک ہذا بہتان عظیم - این فقیر گاہے کسے را بلا وجہ شرعی یک تازیانہ ہم نزدہ ہست بلکہ زدن

هم بلا وجه از عادات این فقیر نیست هر که چند روز با فقیر ملازمت کرده باشد لابد بر این معنی آگاه شده باشد فاما آنچه سرزنش و گوشمالی
ملک جبار از دست این ذره بمقدار به بعضی از مرتدان شرار و منافقین بد شعار رسید پس آن را از اعاظم سعادات خود می شمارم
و از اولی علامات مقبولیت خود می انگارم بلکه غیرت در اعانت دین و رغبت در اهانت معاندین از لوازم ایمان است
هر که غیرت ایمانی و حمیت اسلامی ندارد فی الحقیقت ایمان نمی دارد در کریمه قال تبارک و تعالی یا ایها الذین آمنوا من یرتد منکم
عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون
لومة لائم (و ایضا) یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم و ماواهم جهنم - و اگر بالفرض والتقدیر چیزی از این
قبیل از دست این فقیر صادر شده باشد پس این فقیر را بطریق وعظ و نصیحت بر آن آگاه باید کرد نه اینکه بطریق غیبت
او را درمیان محافل و مجالس مذکور نمایند و فقیر را بآن سهو و نسیان مطعون سازند و بر همین خیال از رفاقت این فقیر در امر
جهاد و مشارکت زمرهٔ مجاهدین دست بردار شوند که حدیث الجهاد باق الی یوم القیامة لا یبطله جور جائر ولا عدل عادل بر سینهٔ
همه اهل حدیث مشهور بالجمله درخواست این فقیر از جمیع علمای زمانه اینست که تمامی مسلمین را عموما و این فقیر را خصوصا امر بالمعروف
و نهی عن المنکر نمایند و براه راست هدایت فرمایند و آنچه اعتراض و اشکال و رغیبت ذکری نمایند آن را بالمشافه بدلائل شرعیه
بپایهٔ اثبات رسانند و در این فقیر بوعظ و تذکیر بجای خود پرستی براه خدا پرستی گردانند که مستعد بر همین امر است که اگر بر چیزی
از اقوال و افعال خود مطلع شود که مخالف حکم خدا و رسول باشد فی الفور از آن توبه نماید و براه راست مراجعت کند
آینده اگر مجادلین مذکورین بر اقوال و افعال این فقیر اعتراض می دارند و آن را مخالف شرع می انگارند باز این فقیر را بر آن
اطلاع نگردانند و قدمی بسعی سفر کشیده آن را بالمشافه بپایهٔ اثبات نرسانند پس وبال آن همه بر گردن ایشان است و آنچه
بعضی از سفهای دروغگو و حمقای فتنه جو مشهور گردانیده که هر که از علمای کرام و فضلای ذوی الاحترام این فقیر را
امر بالمعروف و نهی عن المنکر می نماید پس فقیر با ایشان بقهر و عنف پیش می آید بجان و مال ایشان ضرر می رساند و بد
و زبان ایشان را بوجه من الوجوه می رنجاند پس این امر باطل محض و افترای بحت بارها جواب همین کفار و منافقین را درشتی آورده
و با ایشان کلام عنیف هم نگفتیم بلکه از ایذای ایشان بالکل دست برداشته و بسلامت و عافیت فرو گذاشته چون با جواب این
کفار و منافقین این معامله کرده باشد آیا هیچ عاقل تجویز این معنی خواهد کرد که این با علمای عظام و فقرای کرام که محض بنا بر
امر بالمعروف نزد این فقیر آمده باشند کلام عنیف و سخن سخیف درمیان آرد که این امر بعید از خلق ایمانی و دور از مروت انسانی
است معاذ الله من ذلک - و از جملهٔ مفتریات مفتریان مذکورین آنست که آنچه دار و گیر رب قدیر از دست این فقیر بجانب سلطان محمد خان
و یار محمد خان رسید و از آن باب این مجاهدین و مهاجرین را بر جانب ظلم و تعدی می شمارند و آن طاغیان و باغیان را حق
بجانب می انگارند حتی که حکم بر بغاوت مجاهدین می کنند و بشهادت معاندین مذکورین سبحان الله شخصی بترک رسوم جاهلیت
حکم میفرماید و بقبول شرع محمدی دعوت می نماید و جهال معاندین باو بر همین امر مخالفت نمایند و با کفار موافقت - و در
رد شرع شریف و انکار احکام رب لطیف پویند و در راه اهانت آن هادی راه دین استعانت از کفار و معاندین جویند
و بعضی از ایشان از دست حامیان دین و غازیان مجاهدین در درکات نار دیار البوار برسند باز بعضی معاندین دیگر بنابر حمیت
آن معاندین بحکم کافر لعین بر سر زمرهٔ مجاهدین ابرار و مهاجرین اخیار این منافقین بدکردار را از جملهٔ عساکر کفار شمرده
بطریق مدافعت با ایشان مقابله نمایند و در همان مقابله منافقین بدشعار بغضب ملک جبار گرفتار شوند و بانتقام منتقم
حقیقی دنیا و آخرت خود را برباد دهند و مصداق کریمهٔ ذلک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الآخرة عذاب عظیم گردیدند و باز حکم
بشهادت آن مرتدین و منافقین کرده شود و به بغاوت این مجاهدین صادقین این مسئله از کدام ملت و مذهب است از مسائل
ملت محمدیه نیست البته از مسائل ملت اقوام سکه باشد و یا از ملت مجوس و هنود بلا شک این فتوای مفتیان بروز جزا بحضور رب العزت

و بحضور سید الوری شفیع المذنبین خوار و تباه و ذلیل و روسیاه خواهند گردید وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ بلکه این مدعیان ورع زبن چرا مردانه‌وار در معرکهٔ مناظره بالمشافهه نمی آیند و دعوی خود بحجت شرعیه بپایهٔ ثبوت نمی رسانند آیا اینجا کسے تکبر فرعون و تجبر نمرود دارد که ارادهٔ قتل آمرین بالمعروف نماید و اگر بالفرض بنا بر جبن و نامردی بے پرده گفتگو نمی توانند پس علاوه این فقیر را که سابق بخدمت علماء پشاور رساله داشته بود ملاحظه نمایند جواب آن را بخوبی بر نگارند لیکن چنانکه اعلام مذکور بدلائل اربعه مدلل هست همچنین جواب آن را نیز باصول مذکوره مبرهن سازند اما بوجهے که عاقل پسند و قابل مطالعه و منصف باشد در معرکهٔ قیل و قال و بحث و جدال بیارند و در محک امتحان و قواعد میزان آن را بسنجند و از طول قیل و قال و از کثرت سوال و جواب هرگز نرنجند اما اینقدر لازم هست که خدائے ملک جل جلاله را حاضر و ناظر دانسته و علیم بذات الصدور انگاشته آنچه از زبان قلم برآید جانب حق را مستحضر نگهدارند و اگر دلیل معقول که عند الله و عند الرسول مقبول باشد نمی دارند و بمجرد سینه زوری زبان طعن و طنز می کشایند پس این امر بخوبی فهمند که کار حق بمجرد قیل و قال ایشان باطل نخواهد گردید و ما بندگان الهی که اخوان و اوطان خود را برائے خدمت دین متین وگذاشته ایم و از سر و مال خود درین راه گذشته ایم بخوف ملامت ایشان از کار و بار خود عاطل نخواهیم شد يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ. بالجمله این طعن و تشنیع ایشان بدین و خادمان دین بوجه من الوجوه مضرت نخواهد رسید آری انواع وبال و نکال بدنیا و آخرت بهمیں مکابرین بے انصاف عاید خواهد گردید و بخصوص علماء ربانی و فضلاے حقانی را که در بلدهٔ پشاور سکونت می دارند و به نیابت سید الانام هدایت خواص و عوام را از اعظم عبادات خود می شمارند لازم و مؤکد هست که حکم حق را واشگاف گویند و بلا تکلف داد انصاف بدهند تا چنانکه مجادلین مذکورین رؤسای مضلین گردیده مفسد و لصوص الدین شده اند همچنین علماء ممدوحین امیر المهتدین گردیده مصداق العلماء ورثة الانبیاء شوند و اگر راست پرسی حقیقت الامر اینست که مجادلین مذکورین حقیقت زمرهٔ مجاهدین در دل خود بر وجه حسن می شناسند مگر بطمع دنیاوی می پوشند و مثل احبار یهود راه راست را بخوبی می دانند و بنا بر اتباع هوا و هوس در راه کج می کوشند الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ. پس چنانچه احبار یهود و قسیسین نصاریٰ حقیقت اسلام بخوبی می شناختند فاما بنا بر حفاظت جاه و جلال و عزت خود و پاسداری سلاطین و ملوک خود هم دانسته دین را می باختند و به توجیهات نامعقول تمامی رؤسا و ضعفاء را گمراه کردند حتی که فی الحال نصاریٰ و یهود در بیابان ضلالت افتاده اند و منتظر ظهور فارقلیطا (احمد) نشسته پس آن مضلین سابقین در وبال این همه ضالین لاحقین الی یوم الدین شریک اند همچنین این مجادلین ناحق شناس و مکابرین ناسپاس بر حقیقت این زمرهٔ مجاهدین مهاجرین بخوبی اطلاع می دارند فاما اقرار این را باعث زوال عزت و جاه خود و موجب ناخوشی سلاطین و خواقین خود می شمارند بنا علیه دیده را نادیده میکنند و شنیده را ناشنیده و بلقلقهٔ لسانی و بچرب زبانی این باطل را بتوجیهات غیر مسموعه ملمع می کنند و رؤسا و ضعفاء را به تلبیس و تلبیس از راه می برند پس وبال ضلال ایشان تا روز قیامت برگردن این مضلین خواهد ماند و همچنین هر یک از علمائے ربانی و فضلائے حقانی درین وقت اظهار حق نماید پس آنچه تکثیر جنود مسلمین و توفیر جیوش مومنین از مساعی او متحقق خواهد گردید ایشان هم تا وقت بقائے جهاد شریک اجر و ثواب خواهند ماند. پس لازم که هر کس از علمائے کبار این صحیفهٔ لطیفه را خود هم ملاحظه نماید و دیگران هم بر آن آگاه نماید تا بر همه صغار و کبار حجة الٰهیه تمام شود لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ والسلام علی من اتبع الهدیٰ. تحریر نوزدهم ربیع الثانی سنه ۱۲۴۵ هجری *

نمبر (۵۴) مکتوب از جانب امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولوی مظهر علی صاحب عظیم آبادی

بسم الله الرحمن الرحیم. از امیر المومنین سید احمد بخدمت فضیلت مآب کمالات انتساب اخویم مولوی مظهر علی صاحب وارباب والا آداب

عالی جاه عظمت دستگاه ارباب فیض الله خان سلمهم الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه رقیمهٔ کریمهٔ مشتمل بر
کوائف خواص خان مع چار قتی انگور و چار عدد سیب دیهی و کبود و سروه بصحابت دلباشی رسید مضامین مندرجهٔ رقیمهٔ کریمه واضح
گردید حقیقت الامر اینست که از روزیکه خواص خان باینجانب ملاقات نموده بیعت امامت بر دست این فقیر ادا نموده‌اند در
هر مقدمه که چیزے از تدبیر و مشورت با ایشان اظهار کردم و باین طریق فسا ختیم ایشان بخلاف آن عمل آوردند پس درین
صورت اگر این طریق پیش گیرم که بر ایشان بر خلاف رائے من عمل کرده یک مقدمه را فاسد گردانیدند من در پئے اصلاح
آن کوشش نمایم و تمام لشکر مجاهدین را سرگردان کنم پس درین امر هم خلاف تدبیر لازم خواهد آمد و هم خلاف شرع زیرا که شارع
جل و علا امام را متبوع ساخته ملت و سائر مسلمین را باطاعت او امر فرموده نه بالعکس بالفعل مناسب همین است که خان
ممدوح در یک مقامے محفوظ چند روز جان خود را نگاهدارد - انشاء الله عنقریب این فقیر تدبیرے موافق عقل خود درست کرده
به هیچ مقدمه بر پا خواهد نمود که مفید غرضے باشد و محض باستعمال در امرے قدم نهادن و عواقب امور را ملحوظ نداشتن خلاف
عقل و نقل است اگر آن فضیلت مآب بالفعل پابند کدام امر نباشد پس مناسب که تشریف آرند که درانجا تدبیرے
فتح باب جهاد و تاسیس بنیاد خدمت دین در ذهن خود درست کرده ام بالمشافه دران گفتگو نموده و مشاورت بعمل آورده
دران دست اندازیم در استحکام بنیاد جهاد و در قلع قمع اهل مفسدین سعی باید نمود و در پئے هر فرع دویدن و هر شعبهٔ ایشان
نظر خود علیحده علیحده نهادن باعث حیرت و سرگردانی مجاهدین میگردد خان ممدوح را تسلی باید داد که انشاء الله عنقریب
شمارا بوجهے دیگر که خواهیم نشانید که باز بحسب ظاهر عقل بحکم التنزل اثا اقدام نشوند زیاده والسلام

از محمد اسمعیل بعد از سلام محبت التیام واضح آنکه کاغذیکه مشتمل بر سوال و جواب مردمان پشاور بود بسمع اقدس رسید
آنجناب در جواب آن بس تحقیقاتے لطیف و تدقیقاتے بنهایت لطیف ارشاد فرموده‌اند اما این قدر از ملاحظهٔ کاغذ مذکور
چنان واضح گردید که مردمان مذکور را اصلاً از زمرهٔ علما نیستند که قابلیت خطاب ندارند یا مکابرین اند که مقصود ایشان تحقیق
نیست بلکه محض فتنه انگیزی است بنا علیه نوشتن تحقیقات مذکوره بظاهر ضائع می نمود لهذا چند طلبهٔ علم در میان خود
بطریق گفتگو می نمایند بر همون طریق کاغذے نوشته ارسال خدمت عالی کرده شد انشاء الله تعالی بملاحظهٔ سامی خواهد رسید
لاکن درین مقام تامل باید نمود که درینجا دو مقدمه است یکے اثبات ارتداد مفسدین مخالفین و تفریع اباحت قتال و
حلت اموال ایشان کرده شود قطع نظر ازانکه این معنی مبنی بر ارتداد ایشان است یا بر بغی ایشان است یا بر دیگر سبب
یا مختلف که بنسبت بعضے ارتداد ثابت شده باشد و بنسبت بعضے بغی و بنسبت بعضے سبب دیگر هر چند طریق اول
هم نسبت محقق و منقح نزد ما زیرا که مفسدین مذکورین اما ضعفاء فی الواقع از جنس مرتدین بلکه از جنس کفار اصلی می
شماریم و ایشانرا از قبیل کفار اهل کتاب میدانیم چنانچه اهل کتاب مجملاً بکتاب ایمان می آوردند و بما جاء من عند الله
علی سبیل الاجمال اذعان میکردند اما عند التفصیل بعضے را قبول میکردند و بعضے را قبول نمی کردند که آیهٔ کریمهٔ افتؤمنون
ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کاشف حال ایشانست و همین مذهب مرکب از ایمان و کفر مسمی بیهودیت و نصرانیت می
دانستند و آنچه از فضائل و مناقب یهود و نصاری در توریت و انجیل مذکور بود جانهائے خود را محل مناقب کرده می شمردند
حق جل و علا در رد ایشان این آیت فرستاده وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن
يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ - پس چون تفصیل در باب قبول بعضے احکام باعث تکفیر ایشان گردید ایمان اجمالی ایشان هیچ بکار نیامد -
همچنین این مفسدین هم اگرچه اجمالاً لما جاء به الرسول ایمان می آرند اما بسیارے از احکام شرعیه قبول نمی دارند و بسیارے
از منهیات شرعیه بطریق استحلال بعمل می آرند مثلاً بلا ستامت تزویج ما فوق الاربع میکنند و دختر صغیره را از نکاح می مانند و از

اعلان وتشهیر وعقد مجالس ومحافل طرب وتقسیم ولائم واظهار مبارکبادی مثل نکاح میکنند واولاد متولد از همین زنا
مثل اولاد نکاح در باب استحقاق اموال وریاسات ودر دیگر علائق می شمارند مثلاً فرزند ودختر زنائی را مثل فرزند ودختر
نکاحی وپدر وجد زنائی را مثل پدر وجد وبرادر وبرادرزاده زنائی را مثل برادر وبرادرزاده نکاحی وعم وعمزاده نکاحی می
پندارند وهمچنین در ابطال موارثت دختران وتقسیم ازواج میت درمیان برادران ودیگر رسوم جاهلیت مثل کفار
سابقین عمل می کنند لاکن این قانون کفر را مشابه قوانین شرع بلکه ازان واجب الاتباع ترمی دانند وبرترک آن مردمان
خود را انقدر ملامت می کنند وتارک آنرا مطعون می سازند که بر تارک شرع هشتم حصه آن طعن وتوحش نمی کنند ودر لبس حریر
وشرب خمر انقدر بیباکی می کنند بلکه تفاخر برین امور قبیحه بجائے میدانند که حاجت بیان ندارد بالجمله آنچه این مفسدین بیخ
از احکام شرعیه قطعیه مثل خواب فراموش کرده اند که اگر تفصیل آن کرده شود کتابے بس طویل مرتب گردد که هر حصه ازان در تکفیر
آنها دلالت خواهد نمود لاکن از آنجا که این طریق بغایت طویل است وقیل وقال هم کار برین است درآن بسیار مجال نیست علیه طرز ثانی
که نهایت مختصر است اختیار باید کرد پس میگوئیم که حضرت امیرالمؤمنین را باین مفسدین دو معامله درپیش گردیده یکے معامله
تمان زئی ودیگر معامله هند که همان معامله بجنگ یار محمد خان ولشکرکشی سلطان محمد خان وجنگ مایار رسیده اما معامله تمان
زئی پس بیانش آنکه در ممالک سرداران پشاور بلاشک انواع ظلم وفسق ورسوم جاهلیت آشکارا بود وتاحال موجود است
وهر مملکتے که مشتمل برین مفاسد بود لشکرکشی بران مملکت امام را جائز است وزیر وزبر کردن آن مملکت موجب ثواب چنانکه امیر
تیمور در باب قتال با اهل هندوستان همین استفتا نموده بود وعلماء کبار که حضار آن زمان بودند فتوی داده اند چنانچه استفتاء
مذکوره واسامی علماء مجیبین مع حواله نقل آن برکتاب معتبر بخدمت سامی میر سید آقا درآن تامل باید فرمود که بعضے ازان
رسوم که در استفتائے مذکور نوشته است اگر بخصوصها در ممالک پشاور متحقق نباشد فاما اگر بعض ازان بعینها متحقق باشد
وبعضے دیگر از رسوم جاهلیت درعوض آن رسوم مفقوده موجوده باشد پس آنهم در ثبوت حکم مذکور کافی است چه مدار حکم خصوصیت
رسوم مذکوره نیست بلکه مدار آن انتشار مطلق ظلم وفسق واشتهار مطلق رسوم جاهلیت است خواه عین آن رسوم مذکوره باشد خواه مثل
آن واما تقدیر هند پس میگوئیم که خادیخان بیعت امامت بردست امیرالمؤمنین بیشتها بعمل آورده بود چون از اطاعت اصحاب
منحرف گردید ودر مکان محفوظ خود که عبارت از قلعه هند است اعتماد نمود واستعانت بکفار کرد ودر مخالفت حضرت امام همام کمربست
پس آنجناب او را بسزائے او رسانیدند ومال او را تقسیم فرمودند بلکه سلاح وخیول او را عند الحاجت استعمال فرمودند ودیگر مال
او را جنس کرده بنابر حفاظت مجاهدین تقسیم کردند نه بنابر تملیک ولهذا قاعده تقسیم غنیمت را درآن رعایت نه فرمودند که خمس آن
جدا کرده وباقی را علی السویه برجمیع غازیان بطریق پیاده ها وسوارها تقسیم فرمایند ونیز ورثه او را بار بار ترغیب فرمودند که بیائید
واطاعت قبول کنید تا اموال موروثه بشما بدهیم اما آن اشقیا هرگز باطاعت امام وقت گردن نه نهادند بلکه در باب بغی وفساد
تقلید همان باغی کردند واین معامله سراسر موافق روایت فقه است (قال شارح الوقایة البغاة قوم مسلمون خرجوا عن طاعة الامام
ودعاهم الى العود وكشف شبهتهم فان تحيزوا مجتمعين حل لنا قتالهم بدءا وحبس مالهم الى ان يتوبوا ونستعمل سلاحهم وخيلهم عند الحاجة
اما آنچه عذر میکنند که خادیخان امامت قبول کرده بود باز بیعت تامه صحیح نگردید سبحانک هذا بهتان عظیم این سفها انقدر حیا نمیدارند
که چنین کلام بیهوده بر زبان می رانند ضلع یوسف زئی در تمام عالم بباغیان ملقب است که گاهے اطاعت کسے از سلاطین هم
قبول نکرده اند چه جائے اطاعت سرداران پشاور که فی الحقیقت سلاطین اند ونه کسے ایشان را از جمله سلاطین می شمارد بلکه درخانه خود
هم گاهے ادعائے سلطنت نکرده اند چه جائے امامت است بالجمله این کلام بیهوده اصلا قابلیت جواب ندارد آمدیم بر سر اصل مقصود
که بعد از واقعه هند یار محمد خان بلا داعیه شرعی وعرفی بل به محض عناد ذاتی واشارت رئیس الکفار ابتدائے لشکرکشی کرد ودر مخالفت
حضرت امیرالمؤمنین کمر بست اما اینکه این قید بلا وجه شرعی بود پس ظاهر است که بنابر انتقام باغی بر امام کمربستن سراسر

خلاف شرع است اما اینکه بلا وجه عرفی بود پس بیانش آنکه درمیان یوسف زئی و دُرّانی ملک افغانی اصلا معروف نیست بسیار از مردمان
یوسف زئی از دست میمن زئی و کدون و ترکان کشته شده اند و گاهے کسے از دُرّانیان بر ملک یوسف زئی کمر نبسته
بالجمله یار محمد خان بلاشک درین مقدمه بادی بالظلم بود قتل بادی بالظلم و اخذ مال او بلکه قتل جمیع عسکر بادی بالظلم و
اموال جمیع عسکر او و انواع تصرف در آن از استعمال بیع و تقسیم همه در شرع جائز است چنانچه اخوند چالاکی رحمه الله
در رساله غزویه ناقلا عن فتاوی الغرائب فرموده المسلم اذا کان بادیا بالظلم فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین
و یجوز اخذ مال بادی بالظلم والتصرف فیها پس ازین روایت واضح گردید که قتال یار محمد خان و لشکر ایشان و تصرف
در اموال ایشان شرعا مباح بود غایة الامر آنکه این امر مبهم است که مال مذکور از جنس فی است یا از جنس غنیمت و
تقدیر تقسیم آن بطریق غنیمت جائز است و اگر در نفس الامر غنیمت است فبها و اگر فی است پس تقسیم وی بر طریق غنیمت
بلاشبه جائز است و چون واقعهٔ قتال یار محمد خان باتمام رسید پس بعد مدتے سلطان محمد خان باز بلا وجه شرعی لشکر
کشی کرده جمعیت از ساکنان سمه بلا وجه زیر و زبر کردند پس ایشان و دریں نوبت بادی بالظلم گردیدند چه برائے انتقام بادی
بالظلم کمر بستند و نیز افاغنهٔ مذکورین را محض بلا وجه ایذا رسانیدند که ایشان نه قاتلین یار محمد خان بودند و نه دوستان
حضرت امیر المومنین بلکه در زمان فتنهٔ یار محمد خان ایشان بدل و جان دوستان ایشان بودند پس بلاشک
سلطان محمد خان بادی بالظلم شدند مستحق قتل و نهب گردیدند اما چون به تقدیر الٰهی ایشان بسزائے خود نارسیده
برگشتند بعد چندے حضرت امیر المومنین بنا بر اجرائے حکم شرع مبین بر ایشان عازم پشاور شدند لشکر مفسدین چون راه
راه بحکم الٰهی بسزائے خود رسید و چون باز اظهار توبه کردند بر مجرد قول ایشان اعتماد فرموده در تعظیم ظاهر همین لفظ که
ایشان این کلمه تکلم کردند که ما شرع را قبول کردیم نظر فرموده مراجعت نمودند اصلا معلوم نیست که در کدام مقدمه ازین
مقدمات سر موئے تجاوز هم از حدود شرع شریف واقع گردیده چه جائیکه این جهال زبان طعن بجدے کشوده که
نوبت تکفیر رسانیده اند نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا - و اما آنچه مردمان پشاور میگویند که بعد زمان
برکت نشان آنحضرت صلی الله علیه و آله و اصحابه وسلم اصلا نفاق متحقق نیست و درین باب تمسک بموجب حدیث مشکوة
می نمایند پس باید دانست که آنچه در مشکوة دربیاب واقع است آن حدیث نیست بلکه اثر است قول حضرت عمر فاروق
و مضمونش همین است که حضرت ممدوح فرمودند که جز این نیست که نفاق در زمانه پیغمبر بود فاما امروز کفر است یا ایمان
پس اگر این اثر محمول بر ظاهر سازیم پس لازم می آید تعارض درمیان این اثر و درمیان آیات بسیار و احادیث بیشمار
که در بیان علامات منافقین وارد گردیده و بزمانے خاص مقید نشده مثل قوله تعالی بشر المنافقین بان لهم عذابا
الیما الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین - پس ازین آیت معلوم شد که مدار نفاق بر دوستی کفار است
تخصیص به هیچ زمانه ندارد و قوله تعالی ان المنافقین یخادعون الله تا قلیلا پس ازین آیت معلوم شد که هر که
فریب باز باشد و در ادائے صلوة تکاسل کند و در عبادت ریا کند و اکثر اوقات او در غفلت گذارد و ذکر الله کمتر کند
پس هموست منافق در زمان که باشد و قوله صلی الله علیه و آله وسلم آیة المنافق ثلثة اذا حدث کذب و اذا اؤتمن خان
و اذا عاهد خلف پس درین حدیث معلوم گردید که هر که به دروغگوئی و خیانت در امانت و به نقض عهد عادت کرده باشد
پس هموست منافق و در بعضے روایات وارد شده و ان صلی و ان صام پس معلوم شد که با وجود ادائے صلوة و صوم
بوجود علامات مذکوره منافق می شود و نیز در روایتے که پیغمبر صلی الله علیه و آله وسلم از حال حضرت مهدی اخبار فرموده اند
این کلمه واقع گردیده حتی یصیر فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیه و فسطاط نفاق لا ایمان فیه پس معلوم شد که در زمان
حضرت امام مهدی هم منافقین بسیار باشند پس تخصیص بزمان او باطل گردید لابد کلام حضرت فاروق را تاویلے باشد مطابق

آیات و احادیث مذکوره پس میگویم که معنی کلام حضرت ممدوح اینست که در دلِ این شخص تکذیبِ دینِ حق موجود است و آن تکذیب بیقین معلوم باشد و باز با و معاملهٔ مسلمین کرده شود و در احکام این امر تخصیص بزمانِ پیغمبر بود که علام الغیوب احوالِ قلوب منافقین را بر پیغمبر خود صلعم بوجهے اظهار می فرمود و مؤمنین را بالیقین معلوم می شد که این شخص منافق است با وجود این هیچ قولے و فعلے که موجب تکفیر او باشد بظاهر از و صادر نشده باشد پس بحسب ظاهر با او معاملهٔ مسلمین می کردند حالانکه او را بالیقین از اهلِ جهنم می دانستند چنانچه عبد الله بن ابی و اتباع او که تکذیب ایشان در دعوی ایمان در قرآن مجید نازل گردیده (قال الله تبارک تعالے) اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ تا لَكَاذِبُونَ - با وجود که پیغمبر صلی الله علیه و آله وسلم با وے معاملهٔ مسلمین میفرمودند مثلاً به بینونت زوجهٔ او حکم نفرمودند و تحریم ذبیحهٔ او نیز امر نفرمودند و بعد از موت نماز جنازهٔ او ادا کردند و غسل و تجهیز و تکفین او مثل سائر مسلمین نمودند و در مقابر مسلمین در آمد فون کردند و ترکه او را بوارث او دادند حالانکه بالیقین آنجناب و سائر مسلمین را الی یومنا هذا معلوم است که شخص مذکور مخلد فی النار بود پس این مختص بود بزمانِ پیغمبر صلعم که حالِ قلوب مردم بوجهے آشکاره میگردید فاما بعد از آن زمان پس تا وقتیکه هیچ علامتے از علاماتِ نفاق از منافق صادر نمی گردد پس حالِ او کسے را معلوم نیست و وقتیکه ظاهر گردید کافرِ مطلق شد حکمِ کفر بر او جاری گردید پس بعد از آن زمان انسان یا کافر است یا مسلمان امرے دیگر را علم نیست پس منافق ثابت النفاق کافر است و از جملهٔ کفار است و منافق مستور الحال در اجرائے احکام از مؤمنین است این معنی قولِ حضرتِ ممدوح چنین باشد - زیاده والسلام - مورخه جمادی الاولیٰ سنه ۱۲۴۶ھ

استفتاء امیر تیمور در باب نهیب شهر دهلی

بسم الله الرحمن الرحیم - چه میفرمایند علمائے دینِ محمدی و فقہائے شرعِ مصطفوی علیه الصلوة والسلام اندرین مسئله که شهرے از شهرهائے مسلمانان که آنجا والی و قاضی و علماء و سادات هستند و فسق و فجور و امور نامشروعه باعلان و اظهار کنند و واسطے رقص زنانِ خوبصورت و چهره آشکارا کرده دکان کرده آنجا نشینند و روز و شب آنجا زنا کنند و در رقص‌هائے ایشان اکثر مسلمانان و علماء و مفتیان باهل و دف و نائے احضار کنند و تعمی فرمایند و عوراتِ مغنیه را آشکارا در مردان و مستان و مفسدان و مستورات دارند و ایشان مشغول شوند و هر مهمانی (ریت) که وفق سنتِ محمدی است چنانچه ولیمه بعد شبِ نکاح و عقیقه هفتم روز از ولادت نکنند بلکه برعکس آن بر مشابهت رسم کفار هند پیش از نکاح چند روز مهمانی کنند و شبِ ششم (معروف چهٹی) از ولادت چنانچه رسم کفارِ هند است عورات را غسل دهند و مزامیر و مغنیه را احضار کنند و تمام رسوم باطل کفار را اعانت کنند و اگر مسلمانے بر وفق دین محمدی ایشان را منع کند منع نشوند و هم بر آن مُصر باشند و گویند که بے چنین طائفه مفسده و رسوم باطله این کار بسر نمی شود و این محض کفر است - و نیز دوکانها را میان چار سوئے بازار بنا کنند و آنجا جمع چیز جائزه و ناجائزه فروشند و خوکان را آشکارا در آبادی شهرها میدارند و آن شعار کفر است و نیز در بازارها و خرابها (شرابخانه) و گذرهائے آب (گھاٹ) تنگ را (عاملانِ محصولِ چونگی) تعیین کنند و باجها (محصول) در راهها بخلاف شرع انور وضع نمایند تا از تجار و غازیان و رعایا و اهلِ سوق ظلم و تعدی شده تمام مالهائے ناحق بستانند و آنرا حق خود دانند و از بعضے محل آنچه من حیث الشرع می آید چنانچه جزیه و خمس غنائم آنرا به رشوت بگذارند و آنرا جزو احسان تصور کنند و بر آن ثواب دارند و نیز بعضے مستحقان از اهلِ کفار از اهلِ علم و جهل و عمل را صد چند کفایه زیاده بدهند و از بعضے حقداران با مقدار کفایت او دست باز دارند و نیز عهده داران بعد کفایه از بیت المال چنانچه قاضی و محتسب و امیر شحنه و رئیس کوتوال

خلاف رسومات وعقدانہ وسجلات کنند وآن ناحق را ازہوائے نفس وتہبل مستحق وحق خود دانند این کفر است ونیز مردان لباس ابریشمی وانگشتری زرین (طلائی) بہ تفاخر برخلافِ سنت برمشابہت کفار پوشند وبندِ دستار برخلاف سنت بمشابہت اغنیاء ریہ بندند وچون ایشان را ازان منع کنند گویند کہ مایان غازیان ہستیم ممنوعاتِ شرعی برما مباح است وہم وران مُصِر باشند واین سبب زوالِ ایمان است پس اگر بادشاہِ قاہرہ ہرکہ در دنیا باشد وبرایشان ثبوت می شد کہ این کارہا می کنند واین رسوم باطلہ کہ از شرع دور وبتکفیر نزدیک است می پردازند وایشان منع نشوند وہم برآن کارہا مُصِر باشند برآن بادشاہِ قاہر جہاد ہمراہ واجب است بلکہ فرض است کہ برائے اعزازِ دین محمدی لشکرہا کشند وبآن مسلمانان بہ تیغ محاربہ نمایند وایشان را بکشند وزنان وفرزندان ایشان را اسیر نمایند وآن ولایت را خراب سازند تا آن رسومِ باطلہ بالکلیہ برافتد ودین محمدی اعزاز پذیرد تا بلادہائے دیگر خلق انتباہ شود ومسلمانانِ دیگر کہ این نوع میکردند متنبہ شوند وازان بازمانند وآن بادشاہِ قاہر باہر دین کار مثاب باشد عند اللہ العظیم یا نہ بیّنوا

جواب باشد واللہ اعلم (دستخط ومہر عبد الرشید بن قطب الدین الہروی) باشد واللہ اعلم کتبہ محمد بن طاہر البخاری الماوراء النہری - باشد واللہ اعلم کتبہ عبد العزیز بن قطب الدین الہروی - باشد واللہ اعلم کتبہ علی بن عبد الکریم الاصفہانی - باشد واللہ اعلم کتبہ شیخی بن جنید الکوفی - باشد واللہ اعلم کتبہ ابوبکر بن ابی القاسم البغدادی - باشد واللہ اعلم من کتاب الفج العمیق - باشد واللہ اعلم کتبہ عبد الجبار بن یوسف النجار - باشد واللہ اعلم کتبہ یوسف بن محمد السمرقندی - باشد واللہ اعلم کتبہ احمد الہروی - باشد واللہ اعلم کتبہ مظفر بن منصور البلخی - باشد واللہ اعلم کتبہ نظام الدین بن تاج الہروی ❊ تمام شد

نمبر (۴۶) اعلام عام برائے کافۂ انام از جانب امام ہمام امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم حقیقت الحال این بندۂ ذو الجلال براین منوال است نہ خود شاہم ونہ شاہزادہ ام ونہ امیرم ونہ امیرزادہ ام نہ طالب سلطنت ام نہ جویائے حکومت - نہ لشکر سلطانی میدارم نہ خزانہ پادشاہی - بلکہ فقیرم فقیرزادہ ام معاش فقیرانہ را سعادتِ خود می شمارم واز آئینِ سلاطین وخوانین عاری دارم نہ بالفعل ہائیہ آنہا میدارم ونہ آیندہ آرزوئے حصول آن در دل میدارم محض بنا برادائے فرضِ جہاد وخیرخواہی جمیع عباد واعلائے کلمۂ دین وخدمت شرع سید المرسلین کمر بستہ ام کسیکہ رفاقتِ من بمجرد غیرتِ ایمانی اختیار نماید زہے سعادتِ اوست وکسیکہ از رفاقتِ من دست بردار شود عجب شقاوتِ اوست کہ از بندگانِ خدا وامتیانِ حضرتِ مصطفیٰ جانِ خود را برکشیدہ در سلکِ منافقین وکفار منسلک گردید خزانۂ من ہمین توکل علی اللہ است وبس ہر روز خرچ جدید از خزانۂ ربانی بمن میرسد نہ مثل امراء وسلاطین خزائن دراہم ودنانیر ہمراہِ خود میدارم - حاشا وکلا کہ در آئین وقوانین اہل دنیا بیزارم طریقۂ من طریق جدِ خود حضرت سید المرسلین است - یکروز نانِ خشک سیر میخورم وشکر خدا بجامی آرم ویکروز گرسنہ می مانم وصبر میکنم ولشکر ما ہمین چندے از مہاجرین صادقین است کہ بنا برمجرد خدمت دین رب العالمین کمر بستہ واز طرف خود جانِ خود را بکشتن دادہ آیندہ حق جل وعلا ایشان را بمنصب شہادت سرفراز کند ویا بنصرت وفتح موفق گرداند بالجملہ حال ظاہرہ ما حال فقرائے مہاجرین است کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابِ ایشان را در اوائلِ زمانِ ہجرت درپیش بود وآسے بشارتِ بس عظیم از مولائے خود جل شانہ بسیار از بسیار میدارم ہمانرا بجائے خزائن ولشکری شمارم انشاء اللہ آن بشارات بظہور میرسد پس کسیکہ ایمان قوی بمواعید الٰہیہ داشتہ باشد وبرقدرتِ کاملۂ ربانی اورا ایمان باشد کہ آن قادر

علی الاطلاق و بیک لمحه و بیک حکم کن عالمے را ته و بالا می تواند کرد و پیلے را به پشه می تواند کشت پس لابد بشارات مذکوره
مبین خواهد نمود و در رفاقت من سود دنیا و بهبود آخرت خواهد شمرد و کسیکه محض بامید اسباب ظاهره باشد و آنچه بالفعل
حال ما فقرا است بدعاوی و بشارات را ابر کند پس ما را از جمله مجانین و دیوانگان شمرد غرض از تحریر این چند سطور آنکه
انشاء الله روزے مخذولی کفار و فتح بلدان و امصار و ظهور شوکت اسلام از ذات ما فقرا و ضعفا البته شدنی است
لاکن بالفعل حال ما مناسب این نیست بلکه مایهٔ این دعویٰ ما محض توکل علی الله و بشارات غیبی است اگر
آنجناب را بخوبی فهمیده و سنجیده رفاقت اینجانب باعث سود و بهبود خود شمرده طلب نمایند اینک میرسیم و اگر
بنا بر ملاحظهٔ ضعف و ناتوانی ظاهر در خاطر عاطر تردد سے باشد بالفعل توقف فرمایند تا وقتیکه از جائے دیگر این
اقبال اسلامی ظهور کند و آخر این امر بحکم الله از جائے جاری شدنی است خواه از مقام شما باشد خواه از مقام دیگر
اما اگر در اینجانب رفاقت اختیار خواهند نمود و بجان و مال و در خدمت من کمر بسته خواهند شد یعنی بذات خود
هم شمشیر زنی کنند و بقدر طاقت خود در مصارف غازیان کوشش نمایند پس درینصورت حق جل و علا ما فقرا
ضعفا را از جمله تابعان مهاجرین اولین گردانیده همچنین شما را از تابعان انصار اختیار خواهد کرد این امر
محض برائے همین معنی نوشته شد که شما در زمرهٔ انصار الله داخل شوید الا حق جل و علا بکرم عمیم خود ما فقرا را
کاہے محتاج مصارف اغنیا نگردانیده بلکه بسیارے را از اغنیاء بدست ما فقرا متمول گردانیده باقی نیت
پاک و همت بلند در اول امر شرط است که هم جان خود در مقابلهٔ اعداء الله پیش کنند و هم مال خود را در مصارف
جهاد لله صرف نمایند بعد ازان ثمرهٔ آن مشاهده نمایند ۰ والسلام مع الاکرام ٭

نمبر (۷۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاه زمان صاحب۔

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین بجناب معلی القاب زیب افزائے اورنگ عزت و جلال زینت آرائے چار بالش
حشمت و اقبال صاحب عزت و بخت مالک سریر و تخت قدوة السلاطین عمدة الخواتین شاه جم جاه زاد الله اجلاله
و ضاعف اقباله - بعد از سلام مسنون و ادعیهٔ ترقی مناصب کونین و مدارج دارین واضح آنکه - اخلاص آئین زبدة
المعتمدین شیخ جمال الدین که از طرف سرکار والا باشقهٔ خاص در اوائل رجب المرجب رسیده با دلائے مراتب خیرخواهی آنجناب
برفاقت این عاجز خاکسار تا این دم نهایت خوش گذرانیدند هرچند رابطهٔ یگانگت قدیمی و علاقهٔ اتحاد صمیمی از آن سابق
هم نهایت مربوط بود و بغایت مضبوط اما از آمدن این اخلاص نشان رونقے تازه نمود بر وفور رغبت فی سبیل الله و علو مراتب
محبت و یگانگت لوجه الله مع دیگر کیفیت حالات این برگزیدهٔ اکابر عباد الله بنسبت زمان سابق هم چیزے زیاده تر
آگاه و شناسا گردانیده آنچه در باب عزیمت آنجناب بنابر استعداد خدمت دین متین مع اظهار اشتیاق باین
خادم شرع مبین که از وفور مراتب محبت و اخلاص گوناگون مدارج مودت و اختصاص نوک بر خامهٔ خلت شمامه شده بود
ابواب فرحت و انبوده مسرت بر مسرت افزوده الله تعالیٰ این علاقهٔ مودت و یگانگت را که محض بنا بر تحصیل رضایش
مستحکم گردیده مثمر ثمرات جمیله و جزیله گرداناد آرے حقیقت الامر این است که اشتیاق ملاقات این فقیر در دل آن
آنجناب است زیاده چند ازان این فقیر را اشتیاق ملازمت خود شمارند و چنانکه رابطهٔ محبت قدیمه و وفور مودت ضمیمه
آنجناب را مشتاق ملاقات فقیر گردانیده است همچنین وه چند ازان این فقیر را بتمنائے ملازمت آن معلی القاب رسانیده
لاکن چونکه این فقیر بجان و دل آرزومند ملاقات است همچنین بهر وجه خیرخواه آن ذات آنچه درباره استشارهٔ تشریف
آوری خود باین حدود رقم زده کلک [illegible] ادراک شده بود پس حقیقت آن بدین منوال است که تمنائے مواصلت بسیار میخواهد

کہ ہر نوع در تشریف آوری آنجناب بکمال استعجال واقع شود اما بمقتضائے مضمون نصیحت مشحون استشار مؤتمن و تامل
نظر در خیر خواہی عدم حصول امنیت طریق و بے امنی از طرف خود باعث در مکلف شدن می توانم دانید و فور اشتیاق نیز
ملازمت را گوارا میدارم پیش ازیں در زمان سابق ہم ہمیں اشتیاق در دل نیاز منزل بسیار میخواست کہ بکدام صورت تشریف
آوری آنجناب صورت بندد اما ازہمیں موانع و عوائق خیر خواہی از دو وجہ سد راہ ایں مرام شدہ یکے آنکہ تا آں وقت
کدامی جائے قابل اطمینان بدست لشکر اسلام نرسیدہ بود کہ بعد تشریف آوردن آنجناب برائے محل سکونت تجویز می شد
دوم آنکہ ہیچ راہے از راہ امنیت پیدا نے کہ از گزند مخالفین مامون می شد و بلکہ دریں ولا ہماں اشتیاق یوما فیوما در
مرتبہ زاید دو بالا است بہ اعانت قادر مختار مکانے ہمچنیں قابل نشستن آنجناب بدست آمدہ است و اگر ہزار ہزار مخالفین
اشرار و معاندین فجار شورش نمایند بحول اللہ بے نیل مراد مخذول گروند۔ اما وجہ ثانی کہ امنیت راہ باشد پس بالفعل
از قابوئے ایں عاجز خاکسار بیرون است و لہذا ایں خیر خواہ خلق اللہ در تشریف آوری آں عظمت پناہ مکلف شدن
نمی تواند اما امید قوی است کہ ایں خس و خاشاک عوائق راہ ہم عنقریب صاف می شود الحمد للہ کہ شوکت جنود اللہ ہر
صبح و مسا در تزائد و ترقی است و قوت اعداء اللہ ہر شام و صباح در قعر ادبار و ضلالت متواری است چنانچہ تفاصیل
ایں بیان از اخبار سابق کہ بدست قاصد سعید محمد روانہ شدہ بود مبرہن ضمیر منیر گردیدہ باشد و بالفعل درباره
تیاری مقدمہ جہاد آنچہ مہمات در نظر ایں بندہ پروردگار می آید ہر چند مہمات متعدد در انظر می شود اما از انجملہ مقدمہ
مہم پشاور بغایت جیست می نماید و تدبیر سرانجام آں بحول و قوت ربانی بالفعل از سائر مقدمات آسان تر معلوم
می شود و امید قوی میدارم کہ کارساز حقیقی و مالک تحقیقی ما عنقریب بحول و قوت خود ما را تسلط می فرماید و بمجرد تسلط
آں مقام تمام دور دور تا سند و شکار پور می گیرم عمل اسلام بسیط می گردد انشاء اللہ تعالیٰ در آنوقت بہر طوریکہ
آنجناب قصد بیند و خواہند فرمود از ہر سو جماعۂ محبین و گروہ مخلصین خواہند افزود بالجملہ مجرد اشتیاق ادراک
ملاقات را فی الفور میخواہد و تامل خیر اندیشی تا حصول امن طریق اندکے تاخیر میفرماید پس درینصورت بعد ملاحظہ
ایں صوابدیدہا اگر در رائے ملازمان خیر خواہ امنیت راہ قرار یابد فہو المرام ایں خانہ خانۂ شما است بلا تکلف
اقدام فرمایند اما اگر بمد نظر ایں مصالح دور اندیشی بالفعل تشریف آوردن آنجناب موقوف ماند ہم اشتیاق
شراکت ایں سعادت کبریٰ رخصت تاخیر ندہد پس درینصورت نزد فقیر السیئ اولیٰ چنانست کہ اگر خلاف مصلحت
نباشد کسے را از معتمدین اخص الخواص خود را نائب خود گردانیدہ ہر چہ از تجہیز سامان ایں مقدمۂ عظیمہ نزد آنجناب
بنا بر تحصیل رضاء اللہ موفق و مہیا باشد ہمراہ او دادہ رخصت فرمایند کہ مشارکت آں شخص ہم بہ نیابت آنجناب
موجب فلاح دارین و سرخروئی کونین در حق آنجناب خواہد گردید و آں سعادات قابل ترفع ہر دو جہان
خواہد گردانید باقی مراتب مفصلاً حوالۂ زبان صدق ترجمان معتمد الطرفین حامل رقیمہ الوداد صاف صاف مبرہن
خواہد گشت قرین صدق باشد کہ بنا بر اظہار حال ہمیں معتمد و افصح البیان را روانہ کردن ضرور افتاد۔
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مورخہ ۲۲ شوال ۱۲۴۵ ہجری +

نمبر (۴۸) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام عجب خان رئیس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعۂ عالی جاہ رفیع جایگاہ حشمت دستگاہ رفعت پایگاہ شوکت
نشان عجب خان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ تمام عمر خود را در ہمیں
فتنہ و فساد و قتل و قتال درمیان مسلمین برپا کردید آخر در مثل اینوقت کہ ہم کار خدا در پیش آمدا داں رسم کفر و نفاق دست بردار

نشنیدید بلکہ فتنۂ عظیم برپا کردید شاید ایمان بخدا و رسول درست نمی دارید دور ذہن خود ہمیں معنی تصور کردہ آید کہ ہمیشہ

درین جہان باقی خواہید ماند یا سرداری شما روز محشر ہم رو بروئے خدا بجسے ظہور خواہد کرد کہ خدائے عزوجل ہم

پاسداری شما خواہد نمود سبحان اللہ جائیکہ سلاطین جبارین رامثل فرعون و نمرود کسے نخواہد پرسید مثل شما بندۂ

ضعیف را کسے خواہد پرسید و ایں غرض نیست کہ شما برحق بودید یا بر باطل بلکہ مقصود آنست کہ برپا کردن فتنہ و فساد

در ایں موقت اگر برحق ہم ہست عین باطل ہست و اگر بر باطل ہست قریب بکفر بالجملہ اگر مسلمان ہستید و خدا و رسول را

چیزے می شناسید بالفعل با مخالفین بکمال الحاح و زاری و خواری مصالحت نمودہ بعدت تمام جانِ خود را مع ناموس

خود نزد اینجانب برسانید اگر ذرہ از ایمان دارید نزدِ اینجانب بیائید والا اینجانب ہم چنداں احتیاج بسوئے منافقین

ضعیف الایمان صلاحی دارد۔ والسلام علی من تبع الہدیٰ +

نمبر (۴۹) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہزادہ مرزا غلام حیدر صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت رفیع درجت سلالۂ خاندانِ سلاطین عظام نقاوۂ خواقین

عالی مقام عظمت و جلالت مآب صولت و شہامت انتساب رونق افزائے چار بالش جاہ و اجلال مسند

آرائے اورنگ عزت و اقبال شاہزادہ والا تبار عالیمقدار مرزا غلام حیدر صاحب زاد اللہ ایا نہ و ضاعف اجلالہ

بعد از سلام مسنون دعائے اجابت مقرون واضح ضمیر آفتاب نظیر باد۔ الحمد للہ والمنۃ کہ امطار انعامات الٰہی بر ین خاکسار

از ان صفت باران و انوارِ کرامات نامتناہی بر ایں ذرۂ بمقدار خورشید وش تاباں چہ یارائے زبان کہ شکرے کے

از ہزار بگذارد و کجا گنجائش حرف و بیان کہ سپاس اندکے از بسیار بجا آرد شوق و رغبت نصرتِ دین در قلوب

ہزاراں ہزار مومنین در جوش و صلائے استیصالِ کفار و مشرکین از چار سوئی ایں سرزمین لغمۂ گوش انشاء اللہ

در ازمنۂ قریبہ اخبار فرحت آثار فتح و ظفر جنود گردگار سامعہ افروز مومنینِ اخیار و جگر دوز منافقینِ بدکردار خواہد

گردید ایں فقیر سابقاً از زبان صدق ترجمان ہدایت مآب عالی انتساب حامی سنت شہباً ماحی بدعتِ ظلما مقرب بارگاہ

احدیت جلیل مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بارتجدید آن از زبانِ لطف بنیانِ محبت شعار اخلاص دثار مقبول بارگاہِ ذو المنن حکیم

خواجہ حسن مناقب حمیدہ و محامدِ برگزیدۂ آن والا تبار از علو ہمت در استقامت شریعت غرا و سمو عزیمت در اتباع سنت

بیضا و کمال جلالت و جہادِ لسانی و وفور رغبت بجہادِ سیفی و سنانی زیب گوش نمودہ تخمِ محبت و اخلاص غائبانہ در مزرعۂ

سینۂ صفا گنجینہ کاشت و فرطِ شوق و رغبت بجسمانی مواصلت دو بار برآں داشت کہ بے تکلف مکلفِ قدوم بہجت

لزوم دریں مرز و بوم گردد لاکن بازبفکرِ عمیق چنین اندیشید و بنظر دقیق ہمیں پسندید کہ ہر چند در مقدمِ ظفر توام

در امر دین منفعت نمایان۔ اما در حقِ ہمچوں آنعالی تبار اندیشۂ مضرت پیش ازاں پس مقتضائے حکمت آنست کہ

بالفعل چندے حرکت نکنند و بجائے خود استقامت ورزند و بعنوانِ دیگر در نصرتِ دین و شراکت مجاہدین جہد فرمایند

و پائے ہمت بلند دریں راہ بوضع دیگر کشایند انشاء اللہ عنقریب وقتے خواہد رسید کہ ایں داعی بالخیر داعی نہضت

آں والا ہمت خواہد گردید باقی تفصیلِ حال زبانی حکیم صاحب موصوف کہ بخدمت رفیع درجت رخصت نمودہ ام

بوضوح خواہد انجامید۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔ مرقومہ نہم ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ ہجری +

نمبر (۵۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی علی خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خان عالی شان شہامت عنوان حاجی علی خان سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - اینجانب را بکرات و مرات در خلوات و جلوات با شما ملاقاتِ یگانگی با مراتبِ اخلاص و اتحاد و بے تکلفی واقع گردید احوال ما بر شما و احوال شما بر ما بپایۂ وضوح رسید الحال سوگند ربِ ذوالجلال بشما میدہم کہ ہماں پروردگارِ متعال و مالکِ لایزال را حاضر و ناظر دانستہ و قطع از قیل و قالِ دوست و دشمن نمودہ محض در دلِ خود تامّل نمایند کہ آیا ہیچ ذرہ از طلبِ مال و جاہ و عزت و وجاہت و سلطنت و حکومت ہیچگونہ دریں فقیر یافتہ آید خود بخود دلِ شما گواہی خواہد داد کہ ہرگز در دلِ ایں فقیر ذرہ امورِ مذکورہ متحقق نیست و آنچہ مساعی بلیغہ در جمع آوریِ کافۂ مسلمین از ہندوستان تا خراسان می نمایم ہمہ بنا بر اطاعت ربّ العالمین و خدمت دین سیّد المرسلین است فقط بے شائبہ ہوائے نفسانی و وسوسۂ شیطانی - و ہرگز با کسے از رؤسا و ضعفاء بنا بر اغراضِ نفسانی ہیچگونہ ضدّے و منازعتے نمیدارم با ہر کہ مخالفت کردم محض للہ کردم و با ہر کہ موافقت نمودم محض للہ نمودم و اینہم بر شما واضح و لائح است کہ مرا بہ والیِ پشاور اصلاً و مطلقاً ہیچگونہ معاملۂ دوستی و دشمنی نبود آنچہ والیِ مذکور مراتبِ نفاق و شقاق بکمال رسانید تفصیل بر کسے دیگر معلوم باشد یا نہ باشد اما بر شما بوجہے معلوم است یا خود آن والی میداند یا شما میدانید بنا بر آن بیانِ ایں امور پیشِ شما فضول است پس شما بخوبی می شناسید کہ اقامتِ جہاد بدونِ ازالۂ ایں منافق بدنہاد ہرگز ہرگز شدنی نیست محض بنا بر ہمیں امور ارادۂ تسخیرِ پشاور میدارم تا اساسِ جنودِ مجاہدین محکم گردد و گزندِ منافقین برہم شود و بر کفار ملاعین یک گونہ عجبے و ہیبتے واقع شود پس ہر کہ درینوقت کہ دعویِ اسلام دارد و جانِ خود را در محمدیان می شمارد او ضرور بالضرور رفاقتِ من اختیار کند کہ فی الحقیقت رفاقتِ من رفاقتِ من نیست بلکہ رفاقتِ ربّ العالمین است و رفاقتِ جدِّ من سیّد المرسلین و ہر کہ امروز از رفاقتِ من پہلو تہی کرد صد حسرت و ندامت با خود برد - ہر چند ایں چند روزہ حیاتِ مستعار بہر وجہ کہ باشد بسر خواہد کرد اما آخر روزے ازیں جہانِ فانی گذشتہ بمحکمۂ حساب و کتاب حاضر خواہد گردید دراں محکمہ بحضور ربّ العالمین روسیاہ خواہد شد نمیدانم روبروئے جدِّ من سیّد المرسلین بکدام رو حاضر خواہد شد و بحضور احکم الحاکمین چہ جواب خواہد داد ایں وقت ہماں وقت است کہ مخلص مقبول از منافق مردود ممتاز می شود رفاقتِ من ہمیں است عین اخلاص و ایمان و ترکِ رفاقتِ من ہمیں است عین نفاق و شقاق - رفیقِ من لاریب از محمدیان است و بتحقیق مخالفِ من بلاشک از زمرۂ کفار و منافقین - رفیقِ من از جنودِ حسین بن علی علیہما السلام است و رفیق مخالفِ من از زمرۂ یزیدِ شقی ہر کہ ذرہ ایمان دارد لابد رفاقتِ مرا سعادتِ خود و سعادتِ اسلافِ خود می شمارد و علاوہ بریں آنکہ آن شجاعت شعار با والیِ پشاور ہیچ علاقۂ قرابت و مصاہرت نمیدارند و در قومیت الوس اصلاً بوجہ من الوجوہ شراکت نیست محض علاقۂ نوکری میدارند پس سپاہی را دست و پا درست باید و سر او سلامت باشد ہر جا علاقۂ نوکری برائے او موجود است پس محض بنا بر محافظتِ ایں علاقۂ ضعیف دین و ایمانِ خود را برباد دادن و در جنودِ یزیدِ پلید خود را شمردن ہرگز ہرگز بہ تسبتِ کسیکہ ادنیٰ امتیاز داشتہ باشد متصور نیست چہ جائیکہ مثل آن شجاعت شعار دانائے ہوشیار و یگانۂ روزگار باشد خصوصاً وقتیکہ با شما وعدۂ موکدہ می نمایم کہ اگر رفاقتِ من اختیار خواہید کرد آنچہ در رفاقتِ والیِ مذکور شمارا حاصل می شود مضاعفِ آن از خزانۂ ربانی بواسطۂ من خواہید یافت پس ہم آخرتِ خود را معمور خواہید نمود و ہم ایں دار دنیا را آباد خواہید فرمود و دین و دنیا بدست خواہید آورد و کوسِ نیکنامی از خراسان تا ہندوستان خواہید زد و اگر رفاقتِ من اختیار نخواہید کرد و بر رفاقتِ والیِ مذکور اصرار خواہید نمود پس بیقین بدانید کہ من بقوتِ خود مخالفت کسے از رؤسا و ضعفاء نمیکنم بلکہ محض بقوتِ ربانی و قوتِ ایمانی

مقابلۂ ہر جبار عنید و ہر متکبر مرید (سرکش) می تمایم و در دل خود خوب غور بکنید کہ تاب مقابلۂ خالق مَنع جان و مالک زمین و زمان میدارید یا نہ سبحان اللہ کرا زہرہ مقابلۂ آن مالک علی الاطلاق ہست و کرا تاب معارضۂ آں ملک بالاستحقاق آنچہ او جل و علا خواستہ ہست البتہ ضرور بالضرور شدنی ہست خواہ کسے سعادتِ رفاقت برائے خود حاصل نماید خواہ شقاوت ترکِ رفاقت و این کلام طویل برائے شما بجہت ہمیں نوشتہ ام کہ شما را ما شکوہ در استباہ میدانم نہ منافق مکارہ و فریب باز غدار ہرچہ در دل خواہید داشت لابد صاف صاف بزبان خواہید گفت ۔ بہ اداء مردانہ دار بانجام خواہید رسانید در نیصورت اگر شما مدِ رفاقتِ ایں جانب یکسو و یک رو شدہ منظور ست پس آنرا صاف صاف بنگارند تا آنچہ مناسب وقت ہست لیشما نوشتہ شود و اگر رفاقتِ اینجانب آرزوئے شما نمی شود آنرا ہم صاف صاف بے پردہ بنگارند و آنچہ بنولیسند خدائے پاک را کہ عالم السرائر و الخفیات ہست حاضر و ناظر دانستہ بنگارند ۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ۔

نمبر (۵۱) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولانا محمد اسحق صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت بابرکت صاحبزادہ والا تبار مولانا محمد اسحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ۔ بتاریخ دہم ماہِ رمضان ہندوی مبلغ ہفت ہزار و نہ صد و پنجاہ روپیہ رسید لیکن بجز پرچۂ کاغذ یک خرمہرہ ہم نرسید موجبش دریافت نیست لازم کہ سببِ تعویقِ آن بر آن بنگارند ۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ۔

نمبر (۵۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام فیض اللہ خان مہمند مشیر و دبیر والی پشاور در جواب پیغام زبانی شان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خان عالیشان رفیع المکان جلالت نشان ملک فیض اللہ خان سلمہ اللہ ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ زبانی اخوند جیوا اولاً و بزبانی نعمت اللہ خان ثانیاً واضح گردید کہ ایشان را گمانے بس بعید بہم رسیدہ کہ خطیکہ شما در نزدِ اینجانب در اضلاعِ سوات مشتمل بر مراتب اظہارِ اخلاص و اتحاد فرستادہ بودند بدستِ اغیار حوالہ نمودم ۔ سبحان اللہ این عجب خیالیست پر اختلال و احتمالیست محال سخن چینی و فتنہ انگیزی فیما بین مسلمین از طینتِ منافقین نکوہیدہ خصال و از سیرتِ مفسدین بد مآل است نہ از عاداتِ مومنینِ صادقین و معاملاتِ مخلصینِ ہنجین ۔ اگرچہ فیما بین ما و شما انواعِ معاملات شکوہ و شکایت متحقق گردد اما این امرِ قبیح ہرگز گاہے شدنی نیست چہ فتنہ انگیزی و تزویر بانی منافی خیر خواہی و سینہ صافی ہست بالجملہ از امثال ایں مقدمات از طرفِ اینجانب اطمینانِ کلی دارند و ہر کہ خلافِ آن نقل کند آنرا از جملہ مفتریات شمارند بنا بر تسلی خاطر و اطمینانِ قلب خط سرت نمط کہ مزین بمہر خاص ہست بخدمت سامی بدستِ نعمت خان ارسال داشتہ شد انشاء اللہ تعالیٰ بملاحظۂ عالی خواہد رسید بخدمت سردار سلطان محمد خان از طرفِ اینجانب بطریق پیغام اینمعنی سمانند کہ شاید استبعاد سرانجام شدنِ مہم جہاد از دستِ ما ضعفاء بے سر و سامان بخاطرِ عاطر مرکوز گردیدہ احتمال دوام شوکت و صولتِ مخالفین بہم رسیدہ حالانکہ انقلابِ زمان و تغییر دوران در ہر زمان و ہر مکان علی سبیل التواتر و التوالی متحقق میگردد ۔ اسلافِ شما کہ ذرۂ از عزت و وجاہت نمیداشتند بعض اخلافِ ایشان بکدام مدارجِ عزت و مکنت رسیدند ۔ نادر کہ بگردن زنی و دشمن کشی ضرب المثل بود بیک گردشِ دون و تغیر زمانہ بوقلمون منفعل و مجل شد

بیت بیک گردش چرخ نیلوفری * نه نادر بجا ماند نے نادری * حشمت و عظمت ظاهری از فتح و نصرت حقیقی ید و حکم تقدیر را که قاهر بر تدبیر است بخیال هم نمی آرید **شعر** از برون و رشته مغرور صد فریب * تا خود درون پرده چه تدبیری کنند * بر رائے فطانت پیرائے ایشان معامله این خاکسار کالشمس فی رابعة النهار هویدا و آشکار است که بجهاد اهل عناد قوم سکهه ماموریم و بفتح و نصرت موعود ـ احتمال تخلف در مواعید ملک منان از اوهام اهل کفر و طغیان است نه از افهام اهل دین و ایمان که مَنْ اَوْفیٰ بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰه نصیب است و از کلام ملک علام وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْن و صد آن بر راست از کلام هدایت التیام ایمعنی را بغور تمام دریابند و بسردار ممدوح برسانند و بخوبی ایشان را فهمانند و دیگر آنکه خان عالیشان را لازم که در رسانیدن مجاهدین هندوستان بر قرب و جوار موضع کنڈ و اقامت میدارند نزد فقیر انطریق مامون سعی بلیغ بجا آرند انسب آنست که بنا بر پاسداری سرداران معلوم ایشان را از قرب و جوار پشاور نیارند بلکه براه موضع پنجنی عبور کنانیده خدمتگذاری ایشان را با نواع مشاورات و معاونات از افضل عبادات شمارند زیاده والسلام مع الاکرام ـ مورخه ۹ محرم ۱۲۴۳ هجری ـ از موضع پنجتار *

نمبر (۵۳) عهدنامه در اطاعت امام وقت امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم ـ این ذکریست درمیان آنچه کمترین بندگان درگاه حضرت رحمٰن متبع العباد فتح خان رئیس پنجتار و غیره عهدے بست بس حیثیت و میثاقے بغایت درست و ایمعنی مکمل و مسجل شود که ما بندگان بحمد الله مسلمان و مسلمان زاده ایم آئین شرع متین و دین سید المرسلین بسر و چشم قبول میداریم و آنرا بر وجه افتخار خود می شماریم آنچه از احکام معاملات فیمابین الوسات خلاف شرع شریف رواج یافته از همه رسوم مذکوره دست بردار گشتیم و همین احکام شریعت غرا را رانجات خود پنداشتیم و در جمیع معاملات و مناقشات در مقدمه اجرائے احکام شرعیه جناب قدسی القاب امام همام علیه الصلوٰة والسلام یعنی سید امجد امیر المومنین **سید احمد** مد الله ظله را امام خود برضا و رغبت قرار دادیم و بیعت امامت بر دست آنجناب بجا آوردیم و اطاعت آنجناب را بموجب کریمه اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ عین اطاعت خدا و رسول خدا شمردیم و بهمین التزام بیعت و اطاعت دین اسلام خود را محکم کردیم هر چند این بیعت از مدت مدیده بجا آورده بودیم فاما فی الحال بنا بر تذکیر ما سبق و تاکید ما لحق این معنی در محضر علمائے دین و مجمع فضلائے شرع متین اظهار نمودیم و آن بزرگان را بر عهود و مواثیق خود گواه گردانیدیم و از ایشان دعائے استقامت خود بر همین عهد و میثاق درخواست نمودیم تا حیات و ممات مایان بر قانون اسلام و آئین سنت سید الانام واقع گردد والله علی ما نقول وکیل ـ اینچند کلمه بطریق عهد نامه نوشته شد تا عند الحاجت حجت باشد ـ بعد از آن بروز جمعه دیگر فتح خان جمیع روسا و رؤس خود را حاضر نموده از ایشان طلب بیعت امامت و اجرائے احکام شریعت و ترک رسوم جاهلیت نمود و آن همه مخلصان بعد از نماز جمعه بیعت امامت بجا آوردند و بر دوام امر مذکور اقرار نمودند و در همان مجمع یک فاضل جلیل را منصب قضا سپرده شد و دستار قضا بر سر او بسته و منشور قضا باو داده شد بعد از آن بحمد الله احکام شرع جاری گردید و فصل خصومات و قطع منازعات بر قانون شرع شریف در اضلاع متعلقه پنجتار شروع شد چنانچه چندے از معاملات عمده بنا بر تمثیل مناقشه بیان می شود از انجمله امام ملا قطب الدین ساکن موضع نگر بار را از مدت مدیده بنا بر نیت امامت جهاد و بر فاقت آنجناب سالها بسر برده و در دیانت و تقوی بے نظیر آمده خدمت احتساب بر تارکین صلوٰة سپرده شد و قریب سی مردم تفنگچی کاری از [illegible] یاران همراه او متعین کرده شدند چنانچه ملا ممدوح با رفقائے خود در دیهات قرب و جوار تابکوه تنبیه در دیه نمود

وچندان ضرب وشلاق براعزه ونوجوانِ افاغنه کتارک الصلوة بودند قائم گردانیده که هر صغیر وکبیر از دیهاتِ مذکوره که تارکِ
صلوة باشد باذن الله یافته نمی شد و بر اہلِ دیهات چندان هیبتِ تعزیرات واقع گردانیده که اگر کدام از ہندوستانیان
یا قندهاریان بنا بر بعضے حوائج خود به بعضے دیهات مذکوره میرود در تمامی دیه بجهت شور و غوغا بر پا می شود که رو ساءِ
ده حاضر گردیده اظهار می نمایند که درین دیه یک متنفس هم از تارکین نماز نیست و از انجمله آنکه از عاداتِ افاغنه
است که اگر کسے گناه کرده باشد خواه از جنس حقوق الله و خواه از جنسِ حقوق العبد باز از قریهٔ خود گریخته بقریهٔ دیگر
رود و نزدِ رؤساءِ آنجا بنشینند پس رؤسا بالضرور بسعیِ اعانت می کنند خواه ظلم باشد خواه عدل که اگر لشکر
بادشاهی بر سرِ ایشان تاخت آرد و جان و مالِ ایشان را تباه گرداند هیچگونه از رفاقت آن عاصی دست
بردار نشوند و جان و مالِ خود را بے تکلف برباد می دهند بنا بر همین قاعده چندے از مردمانِ دیهات مذکوره
در قدیم الایام مرتکب بعضے از منکرات و فواحش گردیده از مقاماتِ خود گریخته بدیهاتِ دیگر رفته بودند آنجناب
بنا بر سدِ بابِ این فتنه در یک شب جماعات را از غازیانِ مذکورین شبا شب بر سرِ آن عاصیان فرستاده تنها
را گرفتار کرده آوردند و آنجناب بعضے را از ایشان بحبس و بعضے را بضرب و بعضے را به آویختنِ لشا حملہ‌ے ،
درختِ کلان بر سرِ شارع عام تعزیر رسانیدند و بحمد الله کسے از رؤساءِ دیهاتِ مذکوره به اعانتِ ایشان
برنخاست . همچنین معاملاتِ رنگارنگ که از فروع اجرائے احکامِ شرع است شب و روز میگذرد و الحال تمامی
ملک متعلقِ فتح خان بلا مانع و مزاحم در تصرفِ امامِ همام است در ریاست و سیاست آنجا تعلق بآنجناب دارد
و خصومات و منازعات تمام بمحکمهٔ قضاء رجوع می شود و فتح خان مثلِ دیگران یکے از رعایا است هیچگونه بر
ملکِ مذکور تصرف ندارد و انشاء الله بر وقتِ تحصیلِ عشور هم جاری خواهد شد و مامول از بارگاهِ واهب العطایا آنست
که درین استحکام بنیانِ دین را یوماً فیوماً ترقی بخشد و ابتدائے این عروج را بانجام رساند آمین یا رب العالمین +

نمبر (۵۴) استفتاء در بابِ صحتِ امامت جمعه و اعیاد باذنِ امام با وجودِ عدمِ اجرائے جمیع احکام تا آنجا

بسم الله الرحمن الرحیم - چه میفرمایند علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین درین صورتیکه در یک مکانے اذنِ امامِ وقت برائے
اقامتِ جمعه و عید متحقق گردید لیکن جمیع احکامِ شرعیه بالفعل در آن مقام جاری نیست پس درین صورت
مسلمینِ آن مکان را اقامتِ جمعه و عید میرسد یا نه (**جواب**) مسلمین مذکورین را اقامتِ جمعه میرسد
زیرا که هر چند فقها را درین مسئله اختلاف است بعضے میگویند که نفاذِ جمیع احکامِ شرعیه شرطِ اقامتِ جمعه است
و نزدِ بعضے فقط اذنِ امام کافی است و نفاذِ جمیع احکامِ شرعیه ضرور نیست لاکن قولِ ثانی بسیار صحیح است و
نهایت قوی زیرا که پیغمبر صلے الله علیه و آله وسلم پیش از هجرتِ خود مصعب بن عمیر را که از اعاظمِ اصحاب بود بمدینه
منوره برائے هدایتِ اہلِ مدینه فرستاده بودند چون ایشان بمدینه رسیدند با چندے از مومنین مخلصین در آن
مقام اقامتِ جمعه نمودند حالانکه در انوقت اکثر اہلِ مدینه اسلام هم قبول نکرده بودند چه جائے نفاذِ حکمِ شرعی
و چون پیغمبر صلی الله علیه و آله وسلم بذاتِ پاکِ خود در مدینه منوره تشریف آوردند فعلِ مصعب بن عمیر را مسلم
داشتند بلکه خود هم اقامتِ جمعه فرمودند حالانکه تا آنوقت حکومتِ اسلام در مدینه هم مستحکم نگردیده بود حتی که
جهاد هم آنوقت قائم نگردیده بلکه در آن زمان به تدبیرِ جهاد مشغول بودند و تمامی دنیا کفرستان بود و اکثر
شروط از شرائطِ جمعه موجود نبودند مگر در همانوقت اقامتِ جمعه نمودند و نیز در عهدِ عبد الملک که بدتر ازین وقت بود
بسیارے از صحابه و اہلِ بیت و اکابرِ تابعین اقامتِ جمعه میکردند حالانکه جمیع احکامِ شرعیه در انوقت جاری نبودند و

وہمچنین در عہد منصور و ہارون الرشید حضرت امام اعظمؒ و صاحبین و امام مالکؒ و امام شافعیؒ اقامت جمعہ میکردند حالانکہ بادشاہان مذکورہ بالا ہرگز جمیع احکام شرعیہ را جاری نمیکردند و لہذا امام اعظمؒ در وقت ظلم و فتنہ ایشان منصب قضا قبول نکردند و باوجود آن گاہے ترک نماز جمعہ نفرمودند پس معلوم شد کہ قول ثانی صحیح است کہ مؤید بفعل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اصحاب کرام و اہل بیت مطہرین و اکابر تابعین و ائمہ مجتہدین است پس بر ہمان قول عمل باید نمود و در ہیچ حال ہرگز در اقامت جمعہ توقف نباید کرد و ہمین حکم شرع اول جاری باید کرد تا جمیع احکام شرعیہ ببرکت آن تدریجاً جاری گردند۔ فقط +

نمبر (۵) مکتوب از امیر المومنین سیّد احمد صاحب بنام مولوی سید حیدر علی صاحب رامپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت منبع ینابیع علوم و حکم معدن یواقیت معانی اخلاق و ہمم مخزن اسرار معقول و منقول مصدر احکام فروع و اصول مؤسس بنیان ہدایت مشید ارکان افادت سلالۂ خاندان سیادت نقاوۂ دودمان سعادت مورد الطاف ربانی مہبط انوار رحمانی مقرب بارگاہ رب قوی مولانا سید حیدر علی صاحب رامپوری مد اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس المستفیدین و متع ببرکاتہ المسترشدین۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ الحمد للہ و المنۃ کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود ما ضعفائے پریشان و فقرائے بے سروسامان را بوجہے مشمول رحمت گردانیدہ و در نظر مشاہیر مؤمنین و جماہیر مسلمین و متجبران گردن کش و متجلدان دشمن کش بمرتبۂ قبول رسانیدہ کہ حال مذلت اشتمال ما عاجزان خاکسار و خاکساران بمقدار تماشا کردنی است کہ افواج مجاہدین ابرار ببسان امواج بحر زخار در جمیع بلاد و امصار این اقطار در جوش است و غلغلۂ اقامت جہاد و استیصال ارباب بغی و فساد و اصحاب کبر و عناد در این اطراف و اکناف در خروش اطباق کون و مکان و بساط زمین و زمان از انوار اہل خلاص و ایمان معمور گردیدہ و مغز گردون دوار از صیت مردان جنگ پیکار و غازیان شہامت آثار پرشور۔ از انجاکہ آنجناب ہدایت مآب در جہاد لسانی و حمیت ایمانی یعنی بترغیب و وعظ و تذکیر شب و روز مشغول اند و کلام ہدایت ایشان میان جماہیر اہل ایمان مقبول۔ بناءً علیہ بخدمت فیضدرجت نگارش کردہ می شود کہ ہمیں طریق مرضیہ و دعوت خفیہ و جلیہ ہموارہ ثابت القدم باشند و این کلام ہدایت التیام بگوش ہوش ایشان رسانند کہ در این ایام محمود و اوان مسعود را در حق ظہور اخلاص مخلصین و بروز ایقان موقنین بمثابۂ ورود موسم بہار در حق گل و سنبل ایام برشکال در بارۂ اشجار و سائر نباتات تصور فرمایند گلے کہ در موسم بہار نہ خندید او را بمثابۂ خار باید فہمید و دانہ کہ در ایام برشکال نچمید از ورود آں الی ابد الاباد طمع باید برید و درختیکہ در آوان بیع سر سبز نگردید مثال ہیزم خشک او را از بیخ باید کند خصوصاً صحائف افکار دانشوران عبودیت کیش و زبان اوران اخلاص اندیش این مضامین ہدایت آگین بنوک زبان بنگارند و بچشم در بین ایشان این عروس حجلہ نشین جمول را بزیور خوش بیانی بیارایند کہ بر ذمۂ ایشان واجب مؤکد و لازم متحتم است کہ زبان عذب البیان را در باب ترغیب و ترہیب بکشایند و سعی بلیغ در مقدمۂ وعظ و تذکیر بجان و دل بنمایند تا بمنصب جلیل و مقام نبیل بحکم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فائز گردند اگر حدت اذہان و قوت بیان امروز بکار نیاید ہیچ کار آمدنی نیست سنان لسان در معرکۂ تقریر باید جنبانید و کمیت قلم در میدان تحریر باید جہانید زیادہ تطویل کلام بخدمت آن قدوۂ انام لقمان را حکمت آموختن است کہ در امثال این مقدمات خود تجربہ کار اند و عاقل

دہوشیار - زیادہ والسلام مع الاکرام - مرقومہ پانزدہم محرم سنہ ۱۲۴۳ ہجری +

نمبر (۵۶) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاہ کاشغر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلّی القاب دقائق افزائے اورنگ جلالت فرمانروائے
کشورِ شہامت مسند آرائے محافل سیاست وکیاست معرکہ پیرائے میادین صولت وشجاعت مقبولِ بارگاہِ الٰہ
مروّجِ دینِ رسول اللہ عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاہ ابد اللہ جلالہ وضاعف اجلالہ - بعد اتحاف
تحائفِ اسلام واہدائے ہدیۂ مرضیۂ اسلام کہ سنتِ سید الانام است علیہ الصلوٰۃ والسلام مشہودِ ضمیر خلت تخمیر گردانیدہ
می آید رقیمۂ کریمہ مودت شیمہ باعث ازدیادِ مراتب خلت گردید حقا کہ ہر نقشے از نقوشِ دلنشینش مثلِ خالِ عذارِ خوبان
وہر سطرے از سطورِ عنبر بیزش بمثابۂ زلفِ محبوبان زینت بخشِ چہرۂ قرطاسِ خلت اساس بوجہے بود کہ رشحاتِ مودات
از سحابِ کلماتِ اتحاد آیات باران صفت می بارید وقلمِ محبت وثائق اخلاص واختصاص بمدادِ محبت ووداد بر
لوحِ سینۂ یگانگت گنجینہ می نگارید علاوہ بریں آنکہ آنچہ ہدیۂ مرضیہ یعنی یک کمر ویک چکمن ارسال فرمودہ بودند۔
آن مضامینِ صداقت آگین را دوبالا گردانید وصدائے تہاد واتحاد لوا بگوشِ دلِ خلت منزل رسانید - الحمد للہ
کہ حق جل وعلا بکرمِ عمیمِ خود آن خلائق مآب را بایں سعادتِ عظمیٰ وعطیۂ کبریٰ کہ عبارت از محبت فی اللہ است نواخت
وآن معلّی القاب را بتائیدِ دینِ متین ورفعِ اعلامِ شرعِ مبین از سائر اخوان واقران ممتاز ساخت وواہب العطیات
ایں توفیق را روز افزوں گرداناد وہر چند مفاخر ومناقبِ آن اورنگ آرائے جلالت از زبانِ اکثر خواص وعوام
ایں دیار واقطار عموماً واز زبانِ فضیلت مآب ملا فیض محمد وملا نصر اللہ خصوصاً مجملاً بگوشِ محبت نیوش کرات
ومرات رسیدہ بود وباعثِ استحکامِ روابطِ خلت وعلائقِ محبت گردیدہ لیکن دریں ایامِ خجستہ فرجام خانِ خلوص
نشان محبت عنوان آدینہ خان بدخشی کہ بنا بر استفادۂ اشغالِ طریقت نزدِ ایں فقیر رسیدند تمامی حالِ خیر اشتمال
آن خجستہ خصال مفصلاً بیان نمودند بسبب استماعِ اخبارِ فرحت آثارِ علوِ ہمت ووفورِ رغبتِ آن عالی منزلت دربابِ
اعلائے کلمۃ اللہ واحیائے سنتِ رسول اللہ وکسرِ شوکتِ ظلمۂ متعدین وکفرۂ متمردین وکمالِ شہامت وجلادتِ آن
والا منزلت در میدانِ سطوت ومعارکِ صولت استحکامِ سلاسلِ محبت واخلاص واختصاص دوبالا گردید الحق
ما مردمِ ضعفا را کہ محض جانِ خود را از جمیع ما سوی اللہ منقطع گردانیدہ وسینۂ اخلاص گنجینہ را از محبت
جمیع من دون اللہ مطہر کردہ بنا بر نصرتِ دینِ متین واعلائے کلمۂ رب العالمین کمر بستہ ام واز محبتِ اخوان
واوطان ومحبان ودوستان رو گردانیدہ ودر محبتِ محبانِ حضرتِ حق وعداوتِ اعدائے آن قادرِ مطلق بالکل
مشغول شدہ ایم نہ با کسے محبت میداریم نہ عداوت آرے بامتثالِ آن ناصرِ دینِ متین وماہرِ احکامِ رب العالمین
وناشرِ سنتِ سید المرسلین لازم کہ علاقۂ محبت مستحکم تر گردانیم وبملاقاتِ فرحت آیاتِ آن برگزیدہ خالق السموات
محض للہ فی اللہ خود را رسانیم نہایت تمنائے قلبی بود کہ ملاقاتِ جسمانی میسر شود اما ازبسکہ دریں حین زمان
جمیع مومنین ضلع سوات وبنیر ومہمند وخلیل وغلجائی ودرانی وساکنانِ بلدۂ پشاور وسپاہیانِ عسکر
روسارِ آن دیار برہمیں معنی اتفاق کردہ اند کہ بغیر برہم زدنِ دولتِ پایندہ خیل وکسرِ شوکتِ ایشان ہرگز ہرگز
بابِ جہاد مفتوح شدنی نیست وایں فقیر را برہمیں معنی ترغیب دادند کہ بعد انقضائے ماہِ رمضان المبارک
بنا بر استیصالِ منافقین مخذولین متوجہ شویم یعنی پاک کردنِ بلدۂ پشاور از الواثِ منافقین مذکورہ عزم نمائیم
چنانچہ ایں معنی نہایت پسندِ خاطرِ ایں فقیر وجمیع مومنین ایں دیار گردید لہذا منتظرِ انقضائے ماہِ صیام در ضلعِ سوات

نشسته ایم ہمین کہ ماہِ مبارک منقضی گردید موسم کمر بستن غازیان در رسید ہرچند عروض شیمی تقاضا ہر نوع ملاقات
جسمانی فی الحال بود اما بیک وجہ ازدیادِ اشتیاق ملاقات گردید کہ دلِ اخلاص منزل این فقیر چنان اقتضا
نمود کہ آن برادرِ عزیز ما ہم دریں دولتِ دوجہان و سعادتِ جاودان شریکِ حال خود نمائیم ایشا نرا ہم باقواع
ترغیبات و ترہیبات بسرانجام این مہم عظیم کشان کشان آرم تا کہ اگر بنفسِ نفیس خود شریک این مہم عظیم شوند
پس نہے سعادتِ ایشان والا برا نیقدر البتہ چار ناچار ایشا نرا مستعد نمائیم کہ پارۂ از لشکر ظفر پیکر و قدرے
از مصارف مجاہدین بقدر استطاعت خود ضرور بالضرور نزد این فقیر رسانند تا بحضور رب العالمین و جناب
سید المرسلین سرخرو شوند و چنانکہ دریں جہان فانی بسلطنت و مملکت معروف اند ہمچنیں در ملکِ جاودانی بوجاہت
و ریاست و علو مدارج جنت موصوف شوند و در میان جمیع اقران و اخوان اہلِ زمان نیکنامی و صیتِ عالی و
ثنائے جمیل بدست آرند و استحکام علاقۂ محبت ﷲ و فی اللہ کہ سعادتِ جانبین و شرافتِ طرفین ست شہرۂ
جمہور انام و زبان زدِ ہر خاص و عام گردد بنا برین مصالح میخواستم کہ ملاقاتِ جسمانی حاصل نمایم و چیزے از فیوض
ربانی و رحمتِ رحمانی کہ این عاجز و خاکسار و ذرہ بیمقدار بمحض قدرتِ قادر مختار بآن فائز گردیدہ آں برادر
عزیز ما بنا بر استحکام علاقۂ اخوت تعلیم نمائم در ہمیں معنی متردد بودم کہ اگر عازم ملاقاتِ آن برادر عزیز شوم اجتماع
مومنین برہم می شود و اگر ازان پہلو تہی نمایم مشارکتِ ایشان دریں امر عظیم از دست می رود بنا ء علیہ بزرگے
از اعزِ عزیزان و اعظمِ رفیقان خود کہ حال اسرار طریقت بایں فقیر باشند و مطلع بر مجمل و مفصل حالات این ضعیف
ملاقاتِ ایشان بعینہ ملاقات این فقیر باشد و استفادہ از ایشان در حکم استفادہ این ضعیف و کلام ایشان در
جمیع مقدمات منسوب بایں نحیف یعنی ہدایت مآب کمالات انتساب مناقب اکتساب ناصر دین متین تابع شریعت
سید المرسلین مخدومی معظمی شیخ نظام الدین چشتی را مع خانِ ممدوح یعنی آدینہ خان بحضورِ آن مقبال معمور معانہ
کردہ شد و یک قطعۂ اعلامِ عام برائے ترغیب جمہور اہل اسلام بجنابِ معلی القاب بصحابت شیخ ممدوح فرستادہ
شد تا آنرا در جماہیر اہل اسلام و مشاہیر خواص و عوام منتشر فرمایند و ہر کس از مومنینِ مخلصین مضمون نصیحت مشحون
اعلام مسطور ترغیب نمایند اما بنا بر ترغیب خود آن برادرِ عزیز می خواستم کہ دفترے بس عریض و طویل نگارش کنم لیکن
فہمیدم کہ ہرچند مضامین ترغیب و ترہیب در البسۂ رنگا رنگ و قوالبِ گوناگون اظہار نمایم اما ہرگز ہرگز در جنب
کلام ملکِ علام یعنی قرآن مجید و فرقانِ حمید کہ سراسر مشتمل بر ہمیں مضمونِ ہدایت آگین اعنی اعانتِ مجاہدین و اہانتِ
معاندین بجوئے معدود نخواہد گردید لہذا بر ہمین قدر اکتفا نمودم کہ مصحفے نہایت واضح الخط ہمدست شیخ ممدوح
برائے تلاوتِ ایشان فرستادم تا در ہمان مصحف مجید تلاوت نمایند و آنرا فرمانِ واجب الاذعان خلاق زمین
و زمان تصور فرمودہ بمنطوق لازم الوثوق عمل فرمایند کہ بر اقامتِ جہاد و اعانتِ مجاہدین و ازالۂ کفر و فساد و
اہانتِ مفسدین چہ قدر تاکید بلیغ میفرمایند و منافع و فوائد آنرا بتقریرات رنگا رنگ می فہمانند آیا ہیچ یکے از
بندگانِ انقیاد شعار میرسد کہ با وجود اینقدر تاکید اکید مولا تغافل و تساہل نماید و پاسداری جان و مال و جاہ و جلال
در مقابلۂ امتثالِ احکامِ ذوالجلال بخیال آرد و اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔ زیادہ بجز دعائے ازدیاد
مراتب جاہ و جلال و ترقی مدارج عز و اقبال چہ بنگارد ۔ والسلام مع الاکرام

نمبر (۵۷) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت نواب وزیر الدولہ بہادر والی ٹونک

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت نواب صاحب حشمت مآب شوکت انتساب مناقب اکتساب

شجاعت نشان جلالت عنوان نواب نصیر الدوله محمد وزیرخان بهادر زاد الله اقباله وضاعف اجلاله - بعد سلام مسنون و
دعائے اجابت مقرون واضح آنکه رقائم کرائم مشعر بر صحت مزاج وهاج مشتمل بر مراتب اخلاص واتحاد وخلت ووداد درسیم
مضامین خلت آگین بر منصهٔ ظهور رسید مراتب فرحت بے نهایت ومدارج مسرت بغایت بخشید الحمد لله حق جل وعلا
بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین افضل عبادات واکمل سعادات که عبارت از حب فی الله است موفق ومشرف
گردانیده چنانکه این تخم شجرهٔ سنت سنیه در سینهٔ بے کینه کاشته اند همچنین این شجرهٔ مبارکه را شب وروز سرسبز
وشاداب داشته مثمر ثمرات جلیله وباعث برکات جزیلهٔ دارین گرداناد - این فقیر با دعائے خیر خود مشغول واند و
درباره این فقیر بدعائے خیر روز وشب مشغول مانند وخاطر خلت مظاهر را از طرف این فقیر وسائر مجاهدین مهاجرین
مطمئن دارند که بفضل الٰهی جمیع مجاهدین وسائر ضعفاء این نواحی در مقدور اعلائے کلمهٔ پروردگار واحیائے سنت سید
ابرار در رفاقت این عاجز خاکسار بجدے چست وچالاک اند که حال خیر اشتمال ایشان لائق تماشا کردنی است
آنچه مراتب محبت واخلاص محبان هندوستان با این فقیر مصروف میکردند آنچه ازان در حق جمیع اقوام افغان
عموماً وقوم یوسف زئی خصوصاً تصور باید کرد آسے اینقدر تفاوت هست که اگرچه صرف جان خود را هم بمقدور
سعی شمارند اما در بذل مال لاچار اند که استطاعت ندارند بناءً علیه یک گونه تردد وتفکر بود مخلصین هندوستان که
که از جنس غربا وضعفاء اند وبحمیت اسلامی وغیرت ایمانی موصوف اند در خدمت گذاری مهاجرین ومجاهدین مصروف
هرچند جد وجهد میکردند که در خدمتگذاری حزب الله شریک شوند اما چون طریق ارسال مصارف نمی یافتند بجز یاس
وتاسف نمی داشتند آخر الامر طریقے نهایت محکم وسهل بدست آمد که صاحبزادهٔ یگانهٔ آفاق مولانا محمد اسحاق بران
اطلاع میدارند بنا بران مخلصین مذکورین بجان ودل کوشش نموده وبقدر استطاعت خود مثل انشار کیار
از خرمهره وفلوس گرفته تا روپیه واشرفی قدرے جمع نموده ارسال کردند اکثر آن رسید وبعضے ازان ان شاء الله خواهد
رسید بالجمله هر که نزد مولوی محمد اسحاق صاحب چیزے خواهد فرستاد نزد این جانب بلا تکلف خواهد رسید وآنچه مولانا
ممدوح سابق انکار اخذ مرسولهٔ محبین می نمودند محض بنا برهمین معنی بود که ایشان را طریق ارسال بدست نیامده بود والحال
که بدست آمد ان شاء الله انکار هم نخواهند فرمود اطلاعاً نوشته شد تا خاطر عاطر از پریشانی مصئون ماند واز طرف ما
فقرا تردّدے وتفکرے لاحق حال نشود که از طرف خرچ هم عسرتے نیست وآنچه مصارف بنائے مقدمهٔ جهاد ضروری
است عنقریب خواهد رسید - برادرم مکرم میان میر سید احمد علی صاحب نیابةً از طرف آن حشمت مآب بیعت امامت
بجا آوردند حق تبارک وتعالیٰ قبول فرماید برادر ممدوح اظهار نمودند که آن حشمت مآب بایشان باین معنی فرموده
بودند که اگر خلافے یعنی این فقیر دعوی امامت میکند پس از طرف من بیعت ادبجا آرند واگر آوازهٔ این دعوی
محض از زبان رفقاء سر بر می زند پس چندان اعتنائے نمیدارد - مهربان من حقیقت الامر همین است که این فقیر
محض از زبان خود هم دعوی مذکور نمیکند بلکه این عاجز وخاکسار وذرهٔ بیمقدار را بلاشک وریب از پردهٔ غیب برین
منصب شریفه از مدت مدیده منصوب گردانیده اند وبالفعل باظهار آن مامور ساخته خدائیکه عالم الجهر والکتمان
والسر والاعلان است گواه است برین معنی که این بندهٔ درگاه قادر مختار وعاجز عبودیت شعار بحق صادق بحت
است اصلاً ومطلقاً کذب را در آن مدخل نیست واین معنی را بالیقین تصور فرمایند ودر سویدائے قلب هرگاه آداده
این منصب میکنند مقبول بارگاه لایزال است وهر که بانکارش پیش می آید بیشک مطرود بارگاه رب ذوالجلال - روزیکه همه
اولین وآخرین بحضور مالک من که مالک عالمین است بمحض کرم خود مرا منصب بخشیده در روبروے جد من که سید المرسلین
است که ببرکت اتباعش این منصب یافته مجتمع خواهند گردید رفیقان من که باین منصب اقرار کرده اند بمدام مناصب

عزت و وجاہت خواہند دید و مخالفانِ من کہ از منصب من انکاری دارند در مہالک مذلت خواہند رسید فردائے قیامت بیشک آمدنی نیست و بلا ریب اینہمہ تماشا ظاہر شدنی ہرگز نمیخواہم کہ کسے از مخلصین بایں مذلت گرفتار شود لاکن چہ کنم کہ استطاعت نمیدارم کہ ہر کس را کشاں کشاں در متابعتِ خود آرم۔ زیادہ والسلام مع الاکرام تحریر بتاریخ بست و ششم ماہ شعبان سنہ ۱۲۴۴ ہجری از مقام خار ضلع سوات +

نمبر (۵۸) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سلطان محمد خان والی پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار عظمت شعار عالی جاہ اعلیٰ جائیگاہ ریاست و سیاست دستگاہ جلالت نشان سردار سرداران سلطان محمد خان زاد اللہ اقبالہ مع التوفیق والہدایۃ۔ بعد از سلام مسنون دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ از روزیکہ علاقۂ اخلاص و اتحاد و محبت و وداد فیمابین ما و شما سرداران سلطنت کابل متحقق گردیدہ و آثارِ آن از جانبین بر منصۂ ظہور رسید از ہمان وز علاقۂ مذکورہ از طرف این ضعیف در مراتب استحکام روز افزوں ہست و در مدارج التیام از حد افزوں چنانچہ این ضعیف فی الحال ہم بہمان منوال خواہان ترقی مدارج دارینِ آنجناب ہست و جویائے بہبودی کونین آن عالی قباب ہست شب و روز بدعائے خیر و رشد شما مشغول ام و ہدایت و استقامت شما از بارگاہِ واہب العطایا مامول ہر چند دریں چند ایام راہِ رسل و رسائل منقطع شدہ اما خیالِ بدخواہی شما در دلِ اخلاص منزل نرسیدہ و سبب انقطاعِ مکاتیب ہمیں بود کہ چناں مسموع شدہ کہ در ورودِ رقایم و دادِ این ضعیف بنا بر پاسداری سردار کلان باعث تکدرِ خاطر عاطر می گردید بنا بر آں راہ رسل را مسدود گردانیدہ بر مجرد دعائے غائبانہ اکتفا کردہ می شود اما الحال کہ منصب سرداری پشاور رسیدہ و بر مسند ریاست و سیاست نشستید لا بد بحکم کریمۂ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ و کریمۂ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ تجدید عہود بارے بملاحظۂ اتحادِ دیرینہ لازم آمد پس اے برادر عزیز این نصیحت بگوشِ ہوش بشنو و این مضمون بغورِ تمام دریاب کہ این دنیا و کاروبارِ دنیا ہمہ گذشتنی و گذاشتنی ہست و این جاہ و جلال و عز و اقبال ہمہ برباد شدنی ہوشیار و تجربہ کار ہمانست کہ خیال خود پرستی بایں متاعِ قلیل الانتفاع در دلِ او نہ نشست و جان خود را بایں زندگانی فانی نہ بست **فرد** مجو درستی عہد از جہان سست نہاد + کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد ہست + اینکہ سردار کلان را چہ قدر غرور و نخوت و خیال عزت و عظمت در دل نشستہ و خیالاتِ خود پرستی دماغ ایشان را گرفتہ با چندیں شور و شغب بکمال جد و تعب بمخالفتِ رب العالمین محض بپاسداری خاطر کافرِ لعین کمر بستہ و فساد و عناد برسر چند از فقرائے مہاجرین و غربائے مجاہدین کہ محض تارکِ دنیا و طالبِ دین و تابع حکم رب العالمین و سنتِ سید المرسلین اند چہ لشکر کشی ہا نمودند و راہِ عداوت و بدخواہی پیمودند آنچہ کہ ایشان بر لشکر و توپخانہ شاہین خانہ خود مغرور بودند و ما فقرا بتائیدِ مالکِ خود مسرور بنا بر علیہ غیرتِ ایمانی بجوش آمد و تائید یزدانی در جلوہ بچشمِ انصاف ببیں کہ چنان در یک لمحہ شعبدۂ تقدیر آسمانی بظہور رسیدہ و در دور اقبال آن مغرور بشتاب او در طرفۃ العین بدل گردید آخر الامر بکمال ذلت و خواری و نہایت شرمساری تنہا بحضور مالک علی الاطلاق ملک بالاستحقاق بجانِ خود حاضر گردید نہ آنجا آن کافرِ لعین یار بود و نہ کسے از مغویان منافقین غمخوار پس شما لازم کہ فی الحال ہوشیار شوید و از خواب غفلت بیدار کہ آخر روزے پیکِ اجل بشما ہم خواہد رسید و در محکمۂ حساب کتاب بحضورِ رب الارباب حاضر خواہید گردید و دوستیِ کافرِ لعین و خوشامد و تملقِ منافقین بدین و سخن سازی

شیطان بدراه و توجیهاتِ ملایانِ گمراه هیچ منفعتے بشما نخواهد بخشید هرچند اکثر عمر را نمایئ خود در مخالفتِ رب العالمین و تملق منافقین بیدین و دوستی کافرینِ صرف نمودید و راهِ نفس پرستی و دنیا طلبی سپردید و روز چند روز چیدید و هربار عهد و میثاق بر اطاعت مالک علی الاطلاق بربستید فی الحال بپاس خاطرِ او خود شکستید اما حالا نائب رسول مقبول امام و بدعوت بندگان الٰہی براه راست شب و روز مشغول بزبانِ حال و قال همین کریمه میخوانیم قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔ وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَۃً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ + و شب و روز همین بیت در مخاطبت شما بر زبان می رانم **بیت** باز آ باز آ هر آنچه کردی باز آ + صد بار اگر توبه شکستی باز آ + بالجمله اگر ذره ز ایمان می دارید و بازپرسِ آخرت را یقین می شمارید و خدائے خود را مالک خود می شناسید و خدمت دینِ خود را از لوازمِ بندگی می انگارید دامنِ دوستی کفار دست می بردارید پس اینک راه راست پیکم و کارت بشما نشان میدهیم که باعث ترقی مناصب دنیوی باشد و هم موجب علو مدارج اخروی کمر خود را در نصرت دین رب العالمین و موافقت زمرۀ مجاهدین و مقابلۀ کفرۀ بیدین چست نه بندید و این بندۀ درگاهِ الٰہی را یقین از هواخواهانِ خود تصور کنید و اگر دست از محبت کفار نخواهند برداشت و با زمرۀ مجاهدین که خدام دین رب العالمین اند علم مخالفت خواهند افراخت و ترد و دغا و دغل باایشان خواهند یافت و بنیاد تعدی و ظلم محکم خواهند ساخت پس بالیقین بدانید که هرچند ما سایران ناتوانیم و فقرائے بے سروسامان اما مددگار ما همان قادر ذوالجلال است و تدبیرت که ما را او لم یزل ولایزال که پیشۀ ناچیز بحکم او مثل نمرود را کشت و ضعیفے بے تمیز پشۀ سپاه حیدر را باذنِ او شکست اگر با من راه دوستی می پیمائی پس همان یار دیرینه توام و اگر با من مخالفت می نمائی پس از من مترس از مالک من بترس که مالک من نهایت غیور است و بغایت پُرزور هرگز مقابلۀ او نمی توانی کرد و بجز حسرت و ندامت هیچ نخواهی برد آخر مرد هستی و لاف مردانگی میزنی اگر این مردانگی در راه خداوند خود صرف کردی مردی و الا از همه نامردی و در حسرت و ندامت مردی اینهمه قیل و قال که باربار تو میکنم خدا آگاه است که محض بنا بر خیرخواهی شماست والا پروائے کسے ندارم و التجا پیش کسے نمی آرم که عنایت مالک خود مرا بس است باقی جمله هوس است آنچه شما را در مقدمۀ موافقت رب العالمین و مخالفت کافر لعین یا با تمکه منظور باشد آنرا در جواب این رقیمة الوداد مفصل برنگارند ۔ والسلام من اتبع الهدیٰ تحریر بتاریخ ؟ بست و پنجم شهر ربیع الاول سنه ۱۲۴۲ هجری ٭

نمبر(۵۹) مکتوب در سلسلہ پیران طریقت امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسوله محمد وسیلة الطالبین وعلیٰ آله و اصحابه السالکین ۔ اما بعد پس هرکه بشرف بیعت (بدست سید صاحب یا بدست خلفاء سید صاحب) مشرف شده و در سلک طریقۂ عالیۂ چشتیه و قادریه و نقشبندیه و مجددیه و محمدیه بتوسط فقیر سید احمد منسلک گشت بداند که این فقیر را در اخذ برکات این طرق دو وجه است وجه اول اولیه و آن در طریقه چشتیه از روح مقدس حضرت خواجه قطب الاقطاب خواجه قطب الدین بختیار کاکی و در قادریه از ارواح مقدس حضرت غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی و در طریقه نقشبندیه از روح مقدس حضرت امام الشریعة والطریقة حضرت خواجه بهاؤ الدین نقشبند بخاری رحمهم اللّٰہ متحقق گردید و در طریقه مجددیه و محمدیه پس بلا توسط احدے از جناب حضرت حق مستفید

گردیده و این حصول مقام اُولیسیه اگرچه محض بفضل الٰہی متحقق شده لیکن از سببے از اسباب ظاہر ونیز می باید دآن سبب در حق این حقیر دعاسے حضرت پیر و مرشد خود ہست •

شجرۂ خاندان چشتیه

وجه ثانی انسلاک بطریق بیعت و اجازت و بسلک مشائخ طرق مذکوره و آن برین وجه ہست - این فقیر را انتساب بیعت و اجازت بجناب قدوة العلماء والمحدثین ووارث الانبیاء والمرسلین حجة الله علی العالمین مولانا و مرشدنا شیخ عبد العزیز ہست و ایشان را بجناب والد ماجد خود شاه ولی الله و ایشان را بجناب والد ماجد خود حضرت شیخ عبد الرحیم ہست و ایشان را بشیخ رفیع الدین و ایشان را بشیخ قطب عالم و ایشان را بشیخ نجم الحق جامن و ایشان را بشیخ عبد العزیز و ایشان را بشیخ قاضی خان یوسف ناصحی و ایشان را بشیخ حسن طاہر و ایشان را بسید راجه حامد شاه و ایشان را بشیخ حسام الدین مانکپوری و ایشان را بخواجه نور قطب العالم و ایشان را بشیخ علاء الحق و ایشان را بشیخ اخی سراج و ایشان را بسلطان الاولیا حضرت نظام الدین و ایشان را به امام الزاہدین حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر و ایشان را بخواجه قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و ایشان را به امام الزاہدین حضرت شیخ معین الدین چشتی و ایشان را بخواجه عثمان ہارونی و ایشان را بحاجی شریف زندنی و ایشان را بخواجه مودود چشتی و ایشان را بخواجه یوسف چشتی و ایشان را بخواجه محمد چشتی و ایشان را بخواجه ابو احمد چشتی و ایشان را بخواجه ابو اسحق چشتی و ایشان را بخواجه علو دینوری و ایشان را به ابو ہریره بصری و ایشان را به حذیفه مرعشی و ایشان را بسلطان التارکین ابراہیم ادہم و ایشان را به فضیل بن عیاض و ایشان را به عبد الواحد ابن زید و ایشان را بخیر التابعین حسن بصری و ایشان را به امام الاولیا قدوة الاصفیا حضرت علی مرتضٰی کرم الله وجہه و ایشان را بجناب سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰی صلے الله علیه وسلم

شجرۂ قادریه

و ہمچنین شیخ عبد الرحیم (جد شاه عبد العزیز صاحب قدس سره) انتساب بیعت و اجازت بطریقه قادریه بسید عبد الله اکبر آبادی ہست و ایشان را بسید آدم بنوری و ایشان را بجناب امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی ہست و ایشان را بجناب والد خود شیخ عبد الاحد و ایشان را به شاه کمال و ایشان را به شاه فضیل و ایشان را بسید گدا رحمٰن و ایشان را بسید شمس الدین عارف و ایشان را بسید گدا رحمٰن بن ابی محسن و ایشان را بشیخ شمس الدین صحرائی و ایشان را بسید عقیل و ایشان را بسید بہاء الدین و ایشان را بسید عبد الوہاب و ایشان را بسید شرف الدین قتال و ایشان را بسید عبد الرزاق و ایشان را بجناب غوث الاعظم سید محی الدین عبد القادر گیلانی رح و ایشان را به شیخ ابو سعید مخزومی و ایشان را به شیخ ابو الحسن القریشی و ایشان را به شیخ ابو الفرح طرطوسی و ایشان را به شیخ ابو الفضل عبد الواحد و ایشان را به شیخ عبد العزیز یمنی و ایشان را به شیخ ابو بکر الشبلی و ایشان را به سید الطائفه جنید بغدادی و ایشان را به شیخ ابو الحسن سری سقطی و ایشان را به شیخ معروف کرخی و ایشان را به شیخ علی رضا و ایشان را به امام موسیٰ کاظم و ایشان را به امام جعفر صادق و ایشان را به امام محمد باقر و ایشان را به امام زین العابدین و ایشان را به سید الشہداء امام حسین رضی الله عنه و ایشان را بسید الاولیاء

خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وایشاں را بسید انبیاء محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

شجرۂ خاندان نقشبندیہ مجددیہ

ہمچنیں شیخ عبدالرحیم (جد حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ) را انتساب بیعت و اجازت در طریقۂ نقشبندیہ و مجددیہ بہ سید عبداللہ اکبرآبادی ہست وایشاں را بہ سید آدمؒ بنوری وایشاں را بہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی وایشاں را بخواجہ باقی باللہ وایشاں را بخواجہ امکنگیؒ وایشاں را بہ مولانا درویش محمدؒ وایشاں را بہ مولانا زاہدؒ وایشاں را بخواجہ عبیداللہ احرار وایشاں را بمولانا یعقوب چرخیؒ وایشاں را بہ امام الشریعۃ والطریقۃ خواجہ بہاؤالدینؒ نقشبند وایشاں را بخواجہ محمدؒ بابا سماسی وایشاں را بخواجہ رامیتنیؒ وایشاں را بہ خواجہ محمودؒ ابوالخیر الفغنوری وایشاں را بخواجہ عارفؒ ریوگری وایشاں را بخواجہ خواجگان خواجہ عبدالخالقؒ غجدوانی وایشاں را بخواجہ یوسفؒ ہمدانی وایشاں را بخواجہ ابوعلیؒ فارمدی وایشاں را بہ امام القاسمؒ قشیری وایشاں را بہ شیخ ابوعلی دقاق وایشاں را بہ شیخ ابوالقاسم نصیرآبادی وایشاں را بہ شیخ ابوبکر شبلی وایشاں را بہ سید الطائفہ جنیدؒ بغدادی رہ وایشاں را بہ شیخ ابوالحسنؒ سری سقطی رہ وایشاں را بہ شیخ معروف کرخی رہ وایشاں را بہ امام علی رضا رہ وایشاں را بہ امام موسیٰؒ کاظم رہ وایشاں را بہ امام جعفرؒ صادق رضہ وایشاں را بہ رئیس الفقہاء والتابعین قاسمؒ بن محمد وایشاں را بہ سلمانؓ فارسی اور وایشاں را بہ امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدین ابوبکرؓ الصدیق رضی اللہ عنہ وایشاں را بہ سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پس جملہ برادران دینی را کہ بر دست ایں فقیر یا خلفاء ایں فقیر بشرف بیعت و توبہ مشرف گردیدند و در سلک طریقۂ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ و محمدیہ بتوسط ایں جانب منسلک گشتہ اللہ تعالیٰ نعمتہائے ایں ہمہ طریقہا نصیب ایشاں گرداناد و در اتباع شریعت غرّا استقامت عطا کناد آمین +

خاتمہ از مؤلف

اب خاتمہ میں بعد حمد باری تعالیٰ جل شانہ کے جسنے مجھ سے نالائق بےعلم کے ہاتھ سے ایسے بھاری اور اہم کام کو پورا کرا دیا بواعث تحریر کتاب ہذا اور اسکے بعضے فوائد متعدیہ کو بھی پبلک (خلائق) پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔

اوّل یہ کہ ناظرین بالانصاف پر اِس کتاب ہدایت مآب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی کہ سید صاحبؒ کی ذات مقدس اور اُنکے خلفاء نامدار بلکہ آپ کا ہر ایک پیرو کار خیر القرون کے مسلمانوں کا ایک نمونہ اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ بلکہ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کے موعود ابرار کی ایک مثال تھا۔ ان بزرگوں کے حالات زندگانی اور کارنامجات ایمانی ہماری موجودہ اور آئندہ نسلوں کے واسطے قابل مطالعہ ہی نہیں بلکہ قابل تتبع ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ایسے بزرگوں کے کارنامجات اور حالات زندگانی درویست تحریر ہو کر آج تک شائع نہیں ہوئے۔ اور اب وہ زمانہ قریب ہے کہ ان بزرگوں کے دو ایک بقیہ صحبت یافتہ آدمی بھی اِس دُنیا سے رحلت کر جائیں۔ اُن کے بعد اِن بزرگوں کے عمدہ حالات جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں نسیاً منسیا ہو جائینگے۔ اس واسطے مینے یہ ارادہ کیا کہ ان حالات منتشرہ اور مکاتیب متفرقہ کو ایک جگہ جمع کرکے شائع کر دوں تاکہ روز قیامت لوگ اُس سے فائدہ اُٹھاتے رہیں +

دوم ڈاکٹر ہنٹر صاحب اور دوسرے متعصب مؤلفوں نے سید صاحبؒ خیرخواہ اور خیراندیش سرکار انگریزی کے حالات

کو بدل بدل کر ایسے مخالفت کے پیرایہ میں دکھلایا ہے کہ جس سے ہماری فاتح قوم کو آپکے پیرو لوگوں سے سخت نفرت ہو گئی ہے۔ پس اس دھوکہ بازی اور غلط فہمی کے دور کرنے کے واسطے بھی مینے ضرور سمجھا کہ سید صاحب کے کل سوانح عمری اور مکاتیب کو جمع کر کے آپکے صحیح خیالات اور واقعی تحریرات کو پبلک کے سامنے پیش کر کے اس خیال باطل کو اُن کے دل سے دُور کر دوں۔ آپکے سوانح عمری اور مکاتیب میں بیسیوں زیادہ ایسے مقام پائے گئے ہیں جہاں کھلے کھلے اور علانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔
سوم۔ بعض نافہم اور متعصب مسلمان خصوصاً ولایتی لوگ جو سید صاحب کے صحیح خیالات اور واقعی حالات سے واقف نہیں ہیں وقتاً فوقتاً غالباً بغرض مدافعت اور سلف ڈفنس یعنی حفاظت خود اختیاری اسوقت بھی ہماری سرکار کے مقابلہ کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسواسطے بھی مجھ کو ضرور ہوا کہ یہ سوانح عمری مع مکاتیب کے اُن متعصبوں کے سامنے پیش کر کے یہ دکھلاؤں کہ سید صاحب کا جہاد صرف اُسوقت کے اُن ظالم سکھوں سے تھا جنھوں نے اُسوقت پنجاب کے مسلمانوں پر قیامت برپا کر رکھی تھی نہ کہ سرکار انگریزی سے پس اس امر میں بھی اُن کو سید صاحب ہی کی پیروی کرنی ضرور اور لازم ہے۔
چہارم حضرت آدمؑ سے لیکر سید صاحب تک جسقدر ہادی من اللہ مدرسہ وہبی کے تعلیم پا کر دنیا میں تشریف لائے ہیں اُنکی شرافت قومی (غالباً اسرائیلی یا قریشی) اور حالات طفولیت اور کیفیت تحصیل علوم ظاہری اور طرز معاشرت و سادگی تحریر و تقریر و طریقۂ تعلیم اور نشر ہدایت اور فیض باطنی اور قوتِ جاذبہ اور نفرت از حب دُنیا و طلب جاہ اور علو ہمت اور صبر و تحمل اور قناعت و عفت اور شجاعت اور ظہور کرامات اور خرق عادات ٹھیک ویسے ہی ہوتے رہے ہیں جیسے کہ سید صاحب کی ذات بابرکات میں اُن خوبیوں کا جمع ہونا اس سوانح میں بیان ہوا ہے ولا تجد لسنتنا تحویلا۔ پس اب یا آیندہ جو کوئی سچا ہادی تعلیم یافتہ اُسی وہبی مدرسہ کا دُنیا میں آویگا تو اُسکی ذات مقدس میں یہی علامات جمع ہونگی جس سے اُنکی شناخت میں کچھ دھوکا نہیں ہو سکتا۔ چونکہ واقفان علم سیر اور تواریخ اسلام پر یہ بات بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے لیکر اسوقت تک بیسیوں آدمی یا تو بوجہ خلل دماغ یا بغرض طلب دُنیا دعویدار کاذب نبوت و مہدیت و مسیحیت کے ہو کر بقولئے کریمہ (جاء الحق وزہق الباطل) ذلیل اور خوار بھی ہوتے رہے ہیں۔ اور یہ بھی جائے تعجب نہیں ہے کہ ہمیشہ سے ایسے کاذب دعویداروں پر بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں فاضل اور جاہل بقاعدہ بھیڑ چال ایمان لا کر اصل جوہر ایمان کو برباد کرتے رہے ہیں پس اس سوانح کی تحریر سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ اس سوانح کو مطالعہ کرنے کے بعد ایک فہمیدہ اور سعیدازلی آدمی کسی بزرگ کو اپنا رہبر مقرر کرکے ایسے صادق اور کاذب دعویداروں میں بخوبی تمیز کر سکیگا۔ جب یہ کتاب لکھی جاتی تھی اُسوقت ایک بزرگ باشندۂ پنجاب جو پہلے سے مہدی ہونے کے دعویدار تھے اور اب ترقی کر کے مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہو بیٹھے ہیں تو اس دعوے کو خلاف اپنے خیال کے دیکھ کر مجھ کو بھی تعجب ہوا تھا مگر جب میں نے انجیل اور مذہب اسلام کی پیشین گوئیوں میں جو متعلق مہدی اور مسیح کے ہیں غور کی تو معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے جسکا ثانی کوئی دوسرا نہ پیدا ہوا اور نہ پیدا ہوگا چنانچہ انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت آسمانوں کی قوتیں ہلائی جاوینگی اور مسیح کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور زمین کی ساری سلطنتیں چھاتی پیٹیں گی اور بڑی قوت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر مسیح کو آتے دیکھیں گے اور نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ مسیح اپنے فرشتوں کو زمین پر بھیجیگا اور وہ فرشتے اُسکے پیارے لوگوں کو دُنیا میں ایک حد سے دوسری حد تک جمع کر دینگے تب مسیح اپنے جلال کے تخت

بیٹھیگا اور سب قومیں اور بادشاہ اُسکے آگے کیے جاوینگے اُسوقت وہ اپنے مخلص لوگوں سے فرماویگا کہ اس بادشاہت کو جو روز بنائے عالم سے تمہارے واسطے تیار کی گئی ہے میراث میں لیکر ابد تک بادشاہی اور حکومت کرو اُسوقت سب بدکار ہلاک کرکے دوزخ میں ڈالدیے جاوینگے"۔ مذہب اسلام بھی اس پیشین گوئی انجیل کے لگ بھگ خبر دیتا ہے کہ مسیح حاکم عادل نزول فرماکر تمام دُنیا کی بادشاہت کریگا اور صلیب کو پاش پاش اور سؤروں کو نیست و نابود کردیگا اور تمام دنیا کے مذاہب مٹ کر مذہب اسلام باقی رہ جاویگا اور بوجہ نہ باقی رہنے قوم کفار کے جزیہ جہان سے موقوف ہوجاویگا اور لوگوں کے دلوں سے کینہ اور بغض اور حسد نکل جاویگا اور یہانتک کثرت مال کی ہوگی کہ خیرات دینے کو لوگ بلائے جاوینگے مگر کوئی آدمی خیرات کو قبول نہ کریگا اور یہانتک لوگوں کو ذوق عبادت کا ہوگا کہ ایک سجدہ کو تمام دُنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھا جاویگا اور جہانتک اُنکی نظر پہونچیگی وہانتک کوئی بیدین اور کافر زندہ نہ رہیگا اور چالیس برس تک اس جلال اور اقبال کے ساتھ مسیح ساری دُنیا کی بادشاہت کرکے صاحب اولاد ہوکر فوت ہونگے"۔ پس اگر وہ مسیح موعود جسکے جلال اور اقبال کی پیشین گوئی کا بطور نمونہ جیسے تمہید مذکورہ بالا پر کیا ہے درحقیقت وہ بزرگ باشندہ پنجاب ہی ہیں تو چشم ما روشن دل ماشاد بجائے نزول ایک دہلی یا رومی یا شامی یا یورپین مسیح کے اگر ہمارا ایک واقفکار اور وطنی آدمی اس عہدہ جلیلہ پر ممتاز ہوا تو ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے یقین ہے کہ جب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھکر اُن پیشین گوئیوں مذکورہ بالا کا مورد ہوگا تو ہم لوگوں کو بھول نہ جاویگا۔ ایسے دعوے عظیمہ کے ثبوت میں مسیح یا اُسکے حواریوں کا عقلی اور نقلی دلائل کو پبلک کے سامنے پیش کرکے زبانی یا کاغذی جدال قتال کرتا اور یہ کہنا کہ میں مسیح موعود ہوں مجھکو قبول کرو ٹھیک ایسا ہے کہ جیسے ایک دیوانہ شخص کہے کہ میں ہندوستان کا بادشاہ ہوں اور فلاں فلاں دلائل میرے دعوے کے ثبوت میں میرے پاس موجود ہیں اور فلاں فلاں مولوی اور حکیم نے میرے دعوے کو تسلیم کرلیا ہے اور فلاں فلاں وجوہات سے میرا استحقاق سلطنت ثابت ہے۔ اے ناظرین صاحب بصیرت مسیح موعود بنی آدم میں فرد واحد ہے اسکو اپنے دعوے کے ثبوت میں دلائل پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ جو علماء بے بصیرت ایسے دعوے جلیلہ کی تردید میں اُس سے بحث کرتے ہیں وہ خود ہی نیم دیوانے ہیں۔ تھوڑا انتظار کیوں نہیں کرتے اگر درحقیقت وہ مسیح موعود ہے تو عنقریب اُسکے جلال اور اقبال کا نشان ساری دُنیا میں پھیل جاویگا اور وہ کل پیشین گوئیوں مذکورہ بالا کا مورد ہوگا اور اگر وہ جھوٹا اور مکار مسیلمہ کذاب کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد مثل کاذب دعویداران نبوت اور مہدویت اور مسیحیت کے جھک مارکر اور روسیاہ ہوکر تھوڑے دن کے بعد خود ہلاک ہوجاویگا اور ہزارہا مسلمانوں کے ایمان کا خون کرجاویگا۔ میرے نزدیک ایک عقلمند اور سعید ازلی کو اسیقدر بس ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

نظم

مجھسے جو کچھ ہوسکا خدمت میں حاضر کردیا ۔۔۔ قدردانی منفعت والا ہمم کے ہاتھ ہے

خاتمہ اس کا تھا اپنے ہاتھ سو لکھا گیا ۔۔۔ خاتمہ بالخیر پر اہل کرم کے ہاتھ ہے

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ٭

خاکسار جان نثار قوم محمد جعفر تھانیسری نزیل کیمپ انبالہ عفی عنہ مؤلف کتاب ہذا ٭

تمت بالخیر

تصوّف کی سراپا رحمت کتابیں

جذب الاصفیا الی فضائل المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی جناب عربی فداہ روحی امّی وابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے فضائل پر ایک صوفیانہ قرآن وحدیث سے تلخیص۔ مصنّف صاحب نے آنحضرت صلوات اللہ علیہ کے فضائل کو قرآن واحادیث صحیحہ واقوال بزرگانِ عظام سے ثابت کیا ہے۔ عاشقانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک نہایت مستند اور اعلیٰ درجہ کی کتاب لاجواب ہے۔ صوفیانِ صفا کیش اس کو حرزِ جان بنائیں۔ اور سعادت دارین حاصل کریں۔ قیمت صرف ۴ر

القول المقبول فی علم غیب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی جناب نبی عربی فداہ روحی امّی وابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے عالم الغیب ہونے پر ایک محققانہ اور مصدقانہ قرآن واحادیث صحیحہ سے ثبوت۔ مصنف صاحب نے اس بات کو نہایت عمدہ اور واضح طور پر قرآن واحادیث سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا۔ یہ قابل دید ولاجواب کتاب اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر چھپ کر تیار ہے۔ قیمت صرف ۶ر

مثنوی تحفۃ العاشقین مع تحفۃ العارفین

یہ دونوں کتابیں سالک حق پرست مست بادۂ الست مقبول بارگاہ احد

حضرت شاہ عبد الصمد قدس سرہ نقشبندی مجددی کی تصنیف لطیف میں سے ہیں۔ اردو زبان میں سراپا برکت اور رحمت ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف کو ان کتب کی تصنیف کیلئے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد ہوا تھا۔ اور یہی وجہ ان کے مقبول عام اور فائدہ مند ہونے کی ہے۔ یہ دونوں کتابیں نہایت اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر چھاپی گئی ہیں۔ قیمت صرف ۱۲ر

اُردو ترجمہ کتاب عین الفقر

یہ کتاب بحر اسرار الٰہی عاشق رسول رہبر رجال صادقوں کا ایمان حضرت سلطان با[هو] قادری قدس سرہ العزیز

کی اعلیٰ تصنیفات سے ہے۔ اس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ مسائل تصوف کو بیان فرمایا ہے۔ جو صاحب علم تصوف کے شائق ہوں اُن کا فرض ہے کہ اس دُرِ بے بہا کو خرید فرماویں۔ یہ کتاب نہایت عمدہ خوشخط اُردو میں چھپ کر اُردو میں تیار ہو گئی ہے۔ قیمت صرف عہ ر

اُردو ترجمہ کتاب ہدیۃ القلوب وتحفۃ الارواح

یہ کتاب بھی تصوف میں ایک بیش بہا جواہر اور سراپا برکت اور رحمت ہے۔ خدا سے ربط واتحاد پیدا کرنے والوں کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا ذکر اس میں نہ آیا ہو۔ طالبانِ مولا کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے صوفیانِ صفا کیش اس کو حرزِ جان بنائیں اور سعادت دارین حاصل کریں۔ کتاب قابل دید ہے۔ قیمت عہ ۱۲

اُردو ترجمہ کتاب محک الفقر

یہ رسالہ حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف سے ہے اور طالبان مولا کی خاطر اسکا ترجمہ فارسی سے اُردو میں کیا گیا ہے۔ بہر قابل دید نایاب کتاب ہے قیمت عہ ۱۲

اردو ترجمہ جواہر علویہ

یہ کتاب حضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مولانا شاہ رؤف احمد صاحب نقشبندی مجددی خلیفہ خاص حضرت شاہ غلام علی صاحب نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک بزرگان نقشبندیہ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ نہایت عمدہ چھپ کر تیار ہے۔ منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت ——— (عہ)

اردو ترجمہ لطائف خمسہ یا مقامات مظہری

اس متبرک کتاب کو عالیجناب قبلۃ السالکین زبدۃ العارفین واقف اسرار خفی وجلی حضرت مولانا سید غلام علیشاہ صاحب قدس سرہ نے حالات ومقامات وملفوظات ومکتوبات ومعمولات حضرت شمس الدین حبیب اللہ جناب مرزا جان جانان مظہر شہید قدس سرہ میں جناب حضرت مولوی نعمۃ اللہ صاحب کی کتاب سے و نیز اپنی یادداشت سے ترتیب دیکر اسکا نام مقامات مظہری رکھا ہے۔ حضرت سید غلام علیشاہ صاحب قدس سرہ حضرت قبلہ مرزا جان جانان مظہر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص ہیں۔ آپ نے اس کتاب کی ترتیب حضرت کی عالی اجازت سے دی ہے جس کا ذکر اس کتاب کے شروع میں حضرت نے فرمایا ہے۔ یہ کتاب حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے لیے ایک صراط المستقیم ہے۔ اس کے پڑھنے سے رحمت اور برکت کے آثار فوراً نمودار ہوتے ہیں۔ کتاب کیا ہے۔ جواہر بے بہا ہے۔ کتاب کے اخیر میں ایک ضمیمہ مقامات مظہریہ کے نام سے بھی شامل ہے جس کو مولوی عبد الغنی صاحب برادرزادہ حضرت مولوی رؤف احمد صاحب نے تصنیف فرمایا ہے۔ اس ضمیمہ میں مولویصاحب نے حضرت سید غلام علیشاہ قدس سرہ اور اُن کے خلفائے نامدار کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ تمام وکمال کتاب فارسی زبان سے اردو ترجمہ کرا کر چھاپی گئی ہے۔ کتاب نہایت دلچسپ اور اعلیٰ درجہ کی چھاپی گئی ہے + قیمت ——— (عمر)

سکینۃ الاولیاء اردو

یہ کتاب تصنیف حضرت خواجہ شہزادہ محمد دارا شکوہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ اسمیں مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنے مشائخان عظام کے حالات نہایت عمدگی سے لکھے ہیں اور ہر چہار طریقہ عالیہ کی نسبت نہایت محبت اور اخلاص سے اظہار عقیدت فرماکر وہ رموز باریک بیان فرمائے ہیں جس کی تلاش میں طالبان مولا اپنی عمریں کھو دیتے ہیں۔ اور انہیں اس سے واقفیت تک نصیب نہیں ہوتی۔ نہایت سلیس با محاورہ اردو ترجمہ کرا کر شائع کی گئی ہے۔ قیمت ——— (۸ر)

اردو ترجمہ المقصد الاسنیٰ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

یعنی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح اسماء الحسنیٰ جناب امام صاحب نے اسماء باری تعالےٰ کی شرح نہایت شرح وبسط سے کی ہے۔ اور منطقیانہ اور فلسفیانہ طور سے ہر ایک اسماء مبارک کی شرح میں بحث کی ہے جو ہم نے نہایت محنت سے با محاورہ اُردو ترجمہ کرائی ہے + قیمت ——— (۱۲ر)

مشکوٰۃ الانوار

یہ عجیب وغریب دلچسپ کتاب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف میں سے ہے۔ اس میں حضرت امام حجۃ الاسلام نے آیت کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی نہایت عمدہ تفسیر فرماکر مشکوٰۃ الانوار کی تفصیل فرمائی ہے۔ کتاب کیا ہے گویا اسرار الٰہی ہے۔ نہایت عمدہ با محاورہ اردو ترجمہ مع اصل عربی کتاب۔ قیمت (۸ر)

اُردو ترجمہ کتاب مرصاد العباد

یہ کتاب علم تصوف میں جناب زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ کی تصنیف اعلیٰ میں سے ہے۔ حضرت خواجہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ایسے ایسے مسایل تصوف بیان فرمائے ہیں کہ شاید کسی کتاب میں ہوں۔ اس کتاب کی ہم زیادہ تعریف اپنی زبان سے کرنا نہیں چاہتے بلکہ مصداق اسکے کہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ کتاب اپنا گرویدہ خود مطالعہ کرنیوالے کو کر لیگی۔ اس کتاب کی یہ خوبی ہے کہ آپ اگر اول سے اسکو پڑھنا شروع کردیں تا وقتیکہ ختم نہ کریں کبھی دم نہ لینگے اور برکات روحانی سے محو ہو جائینگے۔ اور تصوف اور اہل تصوف کی حالت باطنی کا نقشہ آپکی آنکھوں کے سامنے کھنچ جائیگا۔ اور وہ مقامات نظر آئینگے جو کبھی نصیب میں نہ ہوتے ہوں۔ اور ان ان مسائل سے واقفیت حاصل ہوگی جو کبھی سُننے تک بھی نہ ہونگے۔ اس کتاب میں پانچ باب ہیں اور ہر باب کے تحت میں متعدد فصلیں ہیں ہر فصل میں علیحدہ مضمون پر بحث کی گئی ہے۔ یہ متبرک کتاب حواہل حال اور طالب مولیٰ کیلئے ازبس ضروری ہے۔ یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر بہت خوشخط طبع کرائی گئی ہے۔ اس کا اُردو ترجمہ نہایت سلیس اور بہت شیریں ہے۔ ضخامت ۲۶۸ صفحہ قیمت (عہ)

عربی سے اُردو ترجمہ کتاب نور العین فی مشہد الحسین

اس کتاب میں نہایت معتبر اور صحیح روایات سے مصنف علیہ الرحمۃ نے جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر روشنی ڈالکر سچے واقعات کا اظہار کیا ہے۔ اور اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید لعین نے کسطرح بیدردی کیساتھ اہلبیت اطہار سے سلوک کیا ہے۔ اور اپنے باپ کی اُس وصیت کو جو اُس نے مرتے وقت کی تھی کسطرح پامال کیا۔ جناب امام حسین علیہ السلام کا مدینہ منورہ سے کوفہ کیطرف جانا اپنی ہمشیرہ کا آپ کو روکنا۔ پھر اُس خاک پاک کا دیکھنا جو جبرائیل علیہ السلام نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھی۔ اور اُس خاک کا رنگ خون آلود دکھائی دینا۔ مکہ معظمہ میں اصحاب رسول اکرم کا جناب امام علیہ السلام کو کوفہ جانے سے منع کرنا۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ کے پے درپے خطوط کا حصول ہونا۔ اہل کوفہ کی بدسلوکی۔ ابن زیاد کا ظلم و تشدد۔ امام حسین علیہ السلام کے تمام رشتہ داروں کا شہید ہونا۔ اور خود جناب امام علیہ السلام کا شہادت پانا۔ افواج یزید کا خیمہ اہلبیت کو لوٹنا اور اہلبیت کو قید کرکے بیدردی کے ساتھ جناب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو طوق و سلاسل پہنانا اور بابرہنہ شتروں کی مہار دیکر پاپیادہ دمشق کو لیجانا۔ اور یزید کا اہلبیت کو قید خانہ میں رکھنا۔ اور سر مبارک امام حسین علیہ السلام سے بے ادبانہ گستاخی کرنا۔ حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کا یزید سے سوال و جواب کرنا۔ اور اسکو اُسکے ظلم سے آگاہ کرنا۔ یزید کا شرمندہ ہونا۔ آخرش اہلبیت اطہر کا معہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کربلائے معلےٰ سے ہوکر مدینہ منورہ پہنچنا۔ اہل مدینہ کا غم حسین میں حصہ لینا۔ اور اہل بیت سے اظہار ہمدردی کرنا وغیرہ وغیرہ واقعات ایسے دلی درد سے لکھے ہوئے ہیں کہ پڑھتے پڑھتے ہر ایک مومن مسلمان چشم پُر آب ہو جاتا ہے۔ ہم نے اس کتاب کا نہایت سلیس اُردو زبان میں ترجمہ کرکے چھپوایا ہے۔ عاشقان سرکار حسین رضی اللہ عنہ کی تو گویا یہ کتاب ایمان ہے۔ اور ہر واعظ کے دیکھنے کی کتاب ہے۔ ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ مضامین اشتہار میں لکھے ہیں۔ یہ جامع کتاب جناب امام حسین علیہ السلام کے حالات میں ہے نہایت خوشخط چھپکر تیار ہے۔ قیمت صرف ۱۲/

کُتب تصوّف کا عظیم الشان سلسلہ

جواہرات کوڑیوں کے مول

مشاہیر اسلام و صوفیۂ کرام کے حالات زندگی مرتب کرنے سے یہ فائدہ پیش نظر ہے۔ کہ ہم لوگ بھی اُن بزرگوں کے روحانی فیوض و برکات سے فیضیاب ہوں اور دیکھیں کہ اسلام نے اپنی سادہ اور پاک تعلیم سے قرون اولیٰ میں کیسے کیسے حکما، مشائخ اور کس پائے کے اولیاء اللہ پیدا ہوئے ہیں۔ اِن بزرگوں نے معرفت کے رموز باطنی کو طشت از بام کردیا اور ان کی ایسی اشاعت کی کہ آج ساری دُنیا پر شیوخ باطن کی حکومت ہے اِنکے نقش قدم پر چلنے کیواسطے انکے حالات سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اسلیے کارخانہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات (پنجاب) نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔ اور اس غرض سے کہ ہر ایک شخص آسانی سے خرید کر مطالعہ کر سکے قیمت نہایت کم رکھی ہے۔ فی الحال نمبران ذیل تیار ہیں۔ شایقین خود پڑھیں اور اپنے بچوں اور دوستوں کو پڑھائیں۔ اہل ثروت خرید کر غربا اور مسلمان طالب علموں میں تقسیم فرمادیں۔

نمبر	نام			نمبر	نام			نمبر	نام		
۱	حضرت منصور بن حلاج رح	۲ر	۱	۱۴	حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی	۲ر	؁	۲۷	غازی عثمان پاشا فاتح پلونا	۲ر	۱ر
۲	حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی	۳ر	۱ر	۱۵	حضرت عبداللہ بن عمر رض	۳ر	۱ر	۲۸	شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد مرحوم	۳ر	۱ر
۳	حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی	۳ر	۱ر	۱۶	حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی	۲ر	؁	۲۹	״ ״ حافظ نذیر احمد خاں صاحب	۲ر	۱ر
۴	حضرت امیر خسرو رح	۲ر	؁	۱۷	حضرت عمر خیام رح	۳ر	۱ر	۳۰	رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب	۲ر	؁
۵	حضرت خواجہ حسن بصری رح	۳ر	۱ر	۱۸	حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رح	۴ر	۱ر	۳۱	خلیفہ حضرت سلطان عبدالحمید خاں غازی	۵ر	۲ر
۶	حضرت غوث الاعظم جیلانی رح	۳ر	۱ر	۱۹	حضرت شہباز رح	۵ر	۲ر	۳۲	آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں مرحوم	۵ر	۲ر
۷	حضرت سلمان فارسی رح	۲ر	؁	۲۰	حضرت امام شافعی رح	۳ر	۱ر	۳۳	نواب محسن الملک مہدی علی خاں صاحب مرحوم	۳ر	۱ر
۸	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح	۳ر	؁	۲۱	حضرت خالد بن ولید رض	۵ر	۲ر	۳۴	حضرت امام ابو نجیب سہروردی رح	۲ر	؁
۹	حضرت شیخ سنوسی رح	۳ر	۱ر	۲۲	حضرت عمر بن عبدالعزیز رض	۲ر	؁	۳۵	شیخ ابوسعید ابوالخیری مہنوی رح	۲ر	؁
۱۰	حضرت امام بخاری رح	۵ر	۲ر	۲۳	حضرت جنید بغدادی رح	۲ر	؁	۳۶	حضرت مخدوم علی علاء الدین		
۱۱	حضرت سرمد شہید رح	۳ر	۱ر	۲۴	حضرت امام غزالی رح	۵ر	۲ر		علی احمد صابر کلیری رح	۲ر	؁
۱۲	حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی رح	۳ر	۱ر	۲۵	حضرت امام حنبل رح	۳ر	۱ر	۳۷	حضرت کرشن معظم رح	۲ر	؁
۱۳	حضرت بابا فرید شکر گنج رح	۳ر	۱ر	۲۶	سلطان صلاح الدین غازی رح	۵ر	۲ر	۳۸	حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ	۲ر	؁

ایک بڑی رعایت

جو اصحاب بواپسی ڈاک صوفی کے خود خریدار بنیں۔ اُن کو پہلی کتابوں سے کوئی کتاب مفت۔ دو خریدار بنانے والوں کو دو اور تین خریدار بنانے والوں کو تین کتابیں مفت بلاقیمت دیجاوینگی۔ ۳۸ کتابوں کے مکمل خریدار سے علاوہ محصولڈاک (عمہ) لیے جائینگے۔ ۳۸ کتابوں کا حجم دو ہزار صفحے سے زیادہ ہے۔

المشتہر

منیجر کارخانہ آبحیات و صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات۔ پنجاب

قابل دید کتابیں

اصلی کیمیاگری اُردو مولفہ مولوی ظہیر احمد شاہ صاحب ظہیر بدایونی - کتاب کیا ہے گویا سونے کی کان ہے جسکو فاضل مولف نے حکمائے متقدمین سے کام لیکر نہایت محققانہ طور پر لکھا ہے - اس میں سونا چاندی رانگ سیسہ جست تانبہ پیتل لوہا وغیرہ دھاتوں کو بنانے کے طریقے اور اُن کے استعمال کے اصول مفصل طور پر لکھے گئے ہیں - اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ چیزیں کہاں اور کیونکر پیدا ہوتی ہیں اور انسان کو ان سے کیا کیا فائدے ہوتے ہیں اور انکا استعمال کس کس وقت پر جائز ہے وغیرہ - حجم ۹۰ صفحے قیمت (عہ)

سہ صدی مکتوبات مولانا و مخدومنا شیخ زمان مقتدائے دوران محقق حقائق حقیقت مفسر دقائق کتاب الہیت فارق بیان حق و باطل فاضل میان ناقص و کامل پروانہ شمع حضرت احدیت بلبل گلستان محمدیت بقیۃ السلف مقتدا الخلف شرف الملۃ والدین حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے نفیس مکتوبات کا مجموعہ جن میں مضامین تصوف بحر امواج بند کیا گیا ہے - اس لائق ہے کہ کوئی مسلمان اس کے مطالعہ سے محروم نہ رہے - اس کتاب کے مضامین یہ ہیں - توحید - توبہ - طلب پیر - البیت شیخیت ارادت ولایت کرامت کشف تجلی ارکان طریقت شریعت و طریقت و حقیقت اخلاق حمیدہ تقوی صدق وغیرہ وغیرہ صفحات ۹۰۰ تقطیع کلان - قیمت (عہ)

مکتوبات شاہ فقیر اللہ شائقین کتب متین اور سالکین سُبل حق الیقین پر مخفی نہ رہے کہ اس خوش آثار زمانہ میں کتاب ہدایت انتساب یعنی مکتوبات جامع کمالات اسرار حضرت قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین کاشف کنوز دقائق واقف اسرار و معارف حقائق مخزن معارف قدسیہ معدن لطائف سینہ قدوۃ زمان قطب دوران عارف باللہ حاجی سید شاہ فقیر اللہ صاحب علوی ہاشمی جلال آبادی قدس سرہ العزیز روشنی بخش چشم ہائے اہل بصیرت ہوا - اسمیں علم شریعت کے حقائق اور طریقت کے دقائق اس قدر اور اس قسم کے کوٹ کوٹ کر بھری ہیں کہ تعریف سے باہر ہیں تشنگان آبحیات عرفان اس کتاب کے استفادہ سے محروم نہ رہیں

لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ تقطیع کلاں صفحے قریباً ۰۰ قیمت (۸)

احسن الکلام یہ کتاب نہایت دلچسپ اور بابرکت ہے اسمیں شروع سے لیکر اخیر تک اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں یعنی حضرت یعقوبؑ اور آپ کے فرزندوں خصوصاً حضرت یوسفؑ کی مفصل سوانح عمری ہونے کے علاوہ حضرت کا چاہ میں ڈالا جانا پھر فروخت ہونا مصر میں جاکر مصائب و تکالیف برداشت کرنیکے بعد والیے مصر ہونا اور پھر بھائیوں سے باسلوک پیش آنا نہایت دلچسپ واقعات ہیں - صفحات ۲۲۵ تقطیع کلان قیمت (عہ)

الصلوٰۃ والسلام مولفہ جناب قاضی محمد سلیمان صاحب درود شریف کے فضائل اور احکام اور لفظ صلوۃ اور سلام اور اُن کی تحقیق میں یہ لاثانی کتاب ہے - اسمیں درود شریف کے محل و مواقع کے بیان کے علاوہ اُن کے وجوب و عدم وجوب پر مفصل بحث کی گئی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر کے علاوہ حضور اور اُن کے ازواج مطہرات کے حالات قلمبند کیے گئے ہیں - اعازکتاب میں بہت سے صحابہؓ کے حالات لکھے گئے ہیں - لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ - قیمت (عہ)

نئی اُردو تفسیر - قرآن مجید کے آخری پارہ کی تفسیر ہے جو کاشف المکنون عن مطالب عم یتساءلون کے نام سے مشہور ہے چونکہ نمازمیں عموماً اخیر سیپارہ کی سورتیں پڑھی جاتی ہیں اسلیے اس مختصر سی تفسیر کا دیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے تاکہ وہ اپنے نماز کے مطالب کو سمجھ کر خدا تعالیٰ طرف نمازوں میں دل لگائے رکھیں - لکھائی چھپائی - کاغذ عمدہ - (قیمت ۸/)

مجربات شیخ سنوسی اُردو - یعنی حضرت سید شیخ سنوسی کے وہ عملیات جو خدا تعالیٰ نے آپ پر ابقا کئے اور آپ نے انکو تجربے کے بعد صحیح اور نہایت مفید ثابت ہونے کے بعد اپنے حلقہ کے مشائخ اور مریدوں اور دوستوں کو بتائے جن کا ہمنے ترجمہ کرکے بڑی آب و تاب کے ساتھ نہایت خوشخط اور عمدہ چھپا کر شائع کیا ہے - قیمت چھ آنے (۶/)

المشتہر

مینیجر صوفی پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی مشہور زمانہ و مقبول عام تصانیف

سرسیدؔ کی دینی برکتیں مولانا شرر کا ایک پُر مغز لیکچر سید مرحوم کی زندگی کی مذہبی برکتوں پر۔ قیمت (۲ر)

عصرِ قدیم ۔ مصنفہ شرر۔ ایک نہایت مکمل اور سچی تاریخ جسمیں حضرت عیسےٰ سے پیشتر کی تمام قوموں سریانیوں مصریوں اسیریا و بابلیوں۔ ایرانیوں۔ یونانیوں۔ سرڈانیوں رومیوں سبائیوں بطلیمیوں کے حالات وضاحت سے بتلائے گئے ہیں۔ قیمت (عہ)

معاشرت ۔ سر جان لبک کی کتاب یوز آف لائف کا ترجمہ ہے (۸ر)

آتالیق بی بی ۔ ایک نہایت ہی لطیف فصیح با مذاق اور دلچسپ کتاب۔ اسمیں دکھایا گیا ہے کہ بی بی کس فلسفے سے اور کیسی منطق سے شوہروں کو فاعل مفعول کیا کرتی ہیں۔ قیمت (۱۲ار)

ابوبکر شبلیؒ سلسلۂ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب۔ حضرت شیخ شبلیؒ کے حالات آپکا جوش و حدت اور آپکا جذبۂ جوش و خروش (عہ)

تاریخ سندھ ۔ نہایت مکمل مستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت عرب کے آخر زمانہ تک مستند طریق فارسی انگریزی مورخ کی تغلیط اور اسکا بیان کہ فاتحین عرب نے سندھ میں کیا کیا۔ دو جلدیں۔ جلد اول (عہ) جلد دوم (۱۲ر)

حروب صلیبیہ ۔ صلیبی لڑائیاں جو کئی صدیوں تک بیت المقدس کی حکومت کے لئے مسلمانوں اور عیسائیوں میں ہیں۔ منصف مزاج انگریزی مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ جسمیں مستند عربی تاریخوں کی مدد سے نوٹ کئے گئے ہیں قیمت (۸ر)

تاریخی ناول

زوال بغداد ۔ سب سے نیا تاریخی ناول جسمیں سنیوں شیعوں کی نا اتفاقی کا عبرتناک نتیجہ۔ بغداد کے مسلمانوں عیاشیوں اور وہاں کے شرمناک ہنگاموں اور اسکے خون رلانے والے انجام کی تصویریں دکھا کے حسن و عشق کے ایک پُر لطف واقعہ کے سلسلہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ قیمت (عہ)

قیس و لبنیٰ (لائیبریری ایڈیشن نمبر ۲) عہد صحابہؓ کا ایک سچا عاشقانہ قصہ۔ مشہور عاشق عرب قیس بن ذریح اور اُس کی معشوقہ لبنیٰ کے حالات۔ یہی سوانح عمری اور یہی ناول (مطبوعہ دلگداز پریس عہ)

یوسف و نجمہ کامل ۔ جگ بیتی نہیں آپ بیتی ہے کیا خوب ہے کہانی میری اور پھر وہ بھی زبانی میری۔ اس کے چند نا تمام اوراق ملک میں پھیلے ہوئے تھے جو بڑی قدر کے ہاتھوں لئے جاتے تھے۔ اب تکمیل کے بعد اسمیں جو لطف پیدا ہو گیا ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے نہایت پاکیزہ ناول ہے۔ قیمت (عہ)

فتح اندلس ۔ اسپین پر عربوں کا حملہ۔ ظالم فرمانروا اسپین کی بے اعتدالیاں اور مسلمانوں کا سچا دینی جوش بیان کیا گیا ہے ... بات ڈالدی ہے۔ قیمت (۸ر)

فلورا فلورنڈا ۔ ہسپانیہ عظمیٰ کے عہد خلافت المروانیہ میں عیسائیوں کی حالت۔ انکا احمقانہ تعصب اور مجنونانہ جوش شہادت ایک مسلمان لڑکی کو بھگا کے خراب کرنا اور اس خرابی کا حیرت خیز اور حسرتناک انجام (لائیبریری ایڈیشن) قیمت (عہ)

مقدس نازنین ۔ ایک برٹش لڑکی کا مردانہ بھیس میں مقدس بن بنے رہنا۔ اور آخر پوپ روم یعنی حضرت عیسیٰ کا جانشین منتخب ہو جانا۔ مسند پاپائی پر وضع حمل مسیحیوں کی سختی اور مسلمانوں کی مدد سے اُس کی جانبری۔ قیمت (۸ر)

آغا صادق کی شادی ۔ لکھنؤ کے اگلے دور کی ایک با مذاق تصویر۔ احمد کی پگڑی محمود کے سر (لائیبریری ایڈیشن ۱۰ر)

ملک العزیز ورجنا ۔ رچرڈ شیر دل اور صلاح الدین اعظم۔ دل افروز معرکہ کارزار۔ قیمت (عہ)

حسن انجلینا ۔ روس و روم کی لڑائی۔ ایرانیوں اور ترکوں کی پھوٹ اور اسکا انجام آخر میں اتفاق و اتحاد اور خاتمہ قیمت (۸ر)

منصور موہنا ۔ ارض سندھ میں ایک انصاری خاندان اگلے قنوج ... کی یادگار۔ اسکی تباہی اور پھر محمود غزنوی کی ... مسلمان مجاہدین کے آگے آگے اسلام کی داعی اور مشنری (عہ)

شوقین ملکہ / پدر وقا ۔ غرناطہ اور اسپین کے عہد اسلام کی آخری تصویر ایک سچے بہادر غیور عاشق کا راستبازی پر جان دینا۔ ہیپا باتہ عشقیہ ناول نہیں نثر و اردو میں ایک دلسوز ڈراما ہے۔ قیمت (عہ)

المشتہر

منیجر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

مشہورِ عالم کتابیں تصنیف کردہ بابو پیارے لعل صاحب

اِن کتابوں کو پڑھ کر صدہا روپیہ کما لو۔ یا اپنا بہت سا خرچ بچا لو۔ ایسے نام تو بہت لوگوں نے رکھ لیے ہیں مگر اُن میں ایسا مضمون نہیں ہے **ہر فن مولا**۔ اصلی قیمت ۱عہ ۔ گھر بیٹھے بہتر کمانیوالی کتاب۔ بیکار وں کو روزگار کا ذریعہ۔ اِسمیں دوسری اشتہاری کتابوں کے موافق دو دو سطر میں شعبدہ بازی یا سیاہی وغیرہ کے بنانے کی ترکیبیں نہیں ہیں۔ بلکہ واقعی دستکاریاں و ہنر لکھے ہیں جنکو سیکھ کر کوئی پیشہ کر کے بہت سا روپیہ کما سکو۔ سب کی ترکیبیں صحیح پوری لکھی ہیں اور نقشہ دیکر سمجھائی ہیں کہ بلا استاد کے معمولی آدمی بھی سمجھ سکے۔ ایسا مفید معتبر کامل مجموعہ آجتک کسی زبان میں نہیں چھپا۔ فہرست مضامین پر غور فرمائیے۔ باب (۱) سوئی کا کام۔ گوٹا۔ پیک۔ چکن۔ سوزنی۔ گلوبند۔ بنیان۔ قالین۔ کمربند وغیرہ بننا۔ باب (۲) انگریزی ہنر۔ تار برقی۔ فوٹوگرافی۔ گھڑی سازی۔ نقشہ کشی۔ گلٹ۔ صابن۔ ربر کی مہر۔ ڈبل روٹی۔ برف وغیرہ بنانا۔ باب (۳) دیسی دستکاریاں۔ کافور کا مالا۔ پارہ کا کٹورہ۔ موم کے پھول۔ تار کی چھتری۔ ریشم کے پھول۔ کھانڈ کے کھلونے وغیرہ بنانا۔ باب (۴) کاریگر عطار۔ رنگریز۔ خوانچہ حلوائی۔ خمیرہ تمباکو۔ چھاپہ۔ جلد سازی۔ شیشہ کا کام وغیرہ کے سب کام۔ یعنی آپکی قیمت ہزار تنے میں کوئی ایک ہنر بھی نہ سکھا دیگا۔ کیا ایک شخص کے برابر بھی اس کے کام نہ نکلیگا۔ لڑکیوں کو کشیدہ سکھانا ہو تو یہ کتاب دیدو۔ اسکو پڑھکر خود تار بابو۔ گھڑی ساز بن جاؤ۔ **کرامات** ۱۵۱ صفحہ قیمت عہ اسکو زندہ کرامات یا خزانہ کرامات سمجھیں۔ یہ کتاب نئی چھپی ہے جس کا پانچ سال سے انتظار تھا۔ جادو منتر جنتر وغیرہ جنکو آجکل جھوٹا ماننا تھا اُن کو سائنس کے موافق ثابت کر کے دکھایا اور ترکیب پوری لکھی ہے۔ بالکل سچے جو چاہے کرکے دیکھ لے جنکو کرنیوالے اِسوقت موجود ہیں اُن کا پتہ بھی لکھدیا ہے۔ اِسمیں تیرہ باب ہیں۔ باب (۱) اچھیا س کے ذریعہ خدائی جلوہ دیکھنا۔ غیب کے حالات جاننا۔ باب (۲) علم کیمیا۔ قوت خیالی کے کرشمے۔ دوسروں پر اثر ڈالنا۔ فاصلہ پر خبر پہنچانا۔ بازیگروں کی نظر بندی۔ باب (۳) روشن ضمیری۔ گذشتہ واقعات دُور کی چیزیں اور مخفی چیزوں کا دیکھنا۔ کراماتی انگوٹھی۔ جام جہاں نما۔ باب (۴) تسخیر ارواح ساروا حوں سے کام لینا۔ حاضرات کرنا۔ جادو کی تختی۔ حاضرات کی تمیز۔ دھونی وغیرہ۔ باب (۵) سحر سامری۔ اشیا کی مخفی خاصیتیں۔ خزانہ تلاش کرنا۔ ادویات کا قیافہ۔ تنتر بدیا۔ جادو کے راز۔ باب (۶) علاج روحانی صرف ہاتھ پھیر کر یا پھونک مار کر چنگا کرنا۔ فاصلہ پر مریض ہو اسکا علاج کرنا۔ باب (۷) مسمریزم کے قواعد اور عمل۔ جانوروں کو قابو کرنا۔ نظر سے بیہوش کرنا۔ تابع کرنا۔ عادات بدلنا۔ باب (۸) عملیات تسخیر ہمزاد۔ دست غیب۔ اسم اعظم۔ بسی کرن۔ سانپ باؤلے کتے کے لیے منتر وغیرہ امریکہ والوں کی تازہ تحقیقات۔ صدہا کتابوں کا خلاصہ اور زندہ اُستادوں کے تجربات جنمیں شک کرنیکی گنجایش نہیں **اصلی علم النسا یعنی کوک شاستر** اس نام کی کتاب آجکل بہت چلی ہی ہے۔ اور اسکے جھوٹے اشتہار دیکر لوگ پبلک کو خوب لوٹ رہے ہیں۔ خیر وہ تو اپنے پیٹ کے لیے ایسا کرتے ہیں خریدار کا قصور ہے کہ وہ کیوں انکے جال میں پھنستے ہیں۔ یہ کتاب سب سے پہلے ہمنے چھپوائی تھی۔ پھر چند لوگوں نے اسکی نقلیں چھاپیں۔ اُن پر عدالت سے ڈگریاں ہوئیں۔ ہماری کتاب اب تک ۸ دفعہ چھپ کر سات ہزار جلد بک چکی ہے۔ مُلک کے بہت سے اخباروں نے اسکی تعریف چھاپی۔ اصلی کتاب چاہنے والے ہم سے منگائیں۔ ہماری کتاب کو دوسروں کے موافق نہ سمجھیں۔ اِسمیں مندرجہ ذیل باتیں درج ہیں۔ (۱) مردوں عورتوں کے اقسام و خواص۔ اُن کے میلان کے اصول حکما قدیم کے تجربات (۲) صحبت کے اصول عملی و علمی حیض و حمل کی شناخت وغیرہ۔ عورتوں کو خوش کرنے و قابو کرنے کی تدابیر (۳) عجیب ٹوٹکے۔ منتر۔ بسی کرن۔ چاند کی تاریخوں کا اتار چڑھاؤ۔ اُس سے فائدہ اُٹھانا (۴) دوا کے کار آمد مخفی مصالح عجیب عمل قوت باہ بڑھانیوالے کام ادویات و غذائیں۔ (۵) خوبصورت بننا۔ رنگ گورا کرنا جسم لمبا اور موٹا اور مضبوط کرنا سینہ بڑھانا۔ بال سیاہ رکھنا۔ (۶) عمر بھر جوان بنے رہنا۔ ہر قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہنا۔ پُورے سو برس تک زندہ رہنا۔ (۷) اولاد خوبصورت و عقلمند پیدا کرنا۔ لڑکا پیدا کرنیکی ترکیب۔ بانجھ و نامرد کو صاحب اولاد بنانا (۸) ایسے صدہا مفید دلکش مضامین صدہا عجیب مخفی راز معہ ۲۶ تصاویر قیمت [illegible] سنسکرت و فارسی میں جتنے قسم کے کوک شاستر ملتے ہیں سب کا خلاصہ معہ جدید تحقیقات عالمان یورپ و امریکہ۔ عمر بھر عیش سے زندگی بسر کرنا ہو اور کیل کانٹے سے درست رہنا ہو تو ہر ایک مرد و عورت اسکو ضرور پڑھیں +

المشتہر منیجر کارخانہ اعجابات صوفی۔ پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

انگلش ٹیچر - اُستاد کے بغیر چند روز میں انگریزی سکھانیوالی سب سے بہتر کتاب۔ اس نام کی بہت سی کتابیں چل رہی ہیں۔ اسلئے ہوشیاری سے خریدو تاکہ پیسہ کھو کر پیچھے نہ پچھتانا پڑے۔ صرف نام نے ہی دھوکا مت کھاؤ۔ بابو پیارے لعل ایم آر اے ایس کی بنائی ہوئی مانگو جب اصلی ملیگی۔ اس کتاب میں گریمر۔ ٹرانسلیشن۔ پیپر۔ انشر۔ وسٹر ڈکشنری شامل ہیں۔ اسمیں ہر ایک لفظ کا تلفظ اور معنی اُردو میں لکھے ہیں۔ ترجمہ کرنے کے قواعد اور مثالیں بول چال کے فقرے ہر محکمہ اور ہر موقع کے ہر قسم کے ہزاروں الفاظ و اصطلاحات سینکڑوں محاورے کے مخصوص الفاظ اور فقرے اور اُنکے استعمال کے صحیح موقعے و طریقے چیٹھی عرضی تار وغیرہ لکھنے کے قواعد مفصل معہ نمونہ اور بہت سے عجیب الفاظ جو اکثر اُستادوں کو بھی نہیں معلوم وغیرہ الفاظ ہم معنی وغیرہ اور صدہا باتیں جو اور کسی کتاب میں نہیں ملینگی۔ دیکھئے اسکی نسبت کیسے ماہرین عالم اصحاب کی کیا رائے ہے منشی نور...یکٹ تعلیمی تیار کی رائے ایڈیٹر صاحب رسالہ ہمارے تعلیم لاہور - اس کتاب کے ذریعہ ایک انگریزی سے بالکل ناآشنا اُردو خوان اپنی ہی کوشش سے انٹرنس تک کی لیاقت بہم پہنچا سکتے ہیں - غرضیکہ یہ کتاب اُن تمام کتابوں سے بہتر ہے جو آجتک اس مطلب کے لئے لکھی گئی ہیں + ایک ڈاکٹر صاحب کی رائے - ڈاکٹر محمد اللہ خانصاحب سرگودھا: - نہایت مفید ہے آجتک ایسی آسان کتاب انگریزی سکھانیوالی نظر سے نہیں گذری + ایک جج صاحب کی رائے جناب ایم - این ملک صاحب سب جج محبوب نگر - خوبی تحریر سے باہر ہے جو نہ دیکھے۔ بدبختی ہے + چوتھی بار چھپی ہے - حجم ۱۶۰ صفحے قیمت ایک روپیہ (عہ)

یہ کتابیں ہر گھر میں ہی چاہئیں تاکہ علاج میں کوئی خرچ ہو۔ **جوہر حکمت** ایسے نام کی دیگر کتابوں سے فرق سمجھو مضمون عوکرو - یونانی - ویدک - ڈاکٹری - ہومیو پیتھی - سب کا مجموعہ ایک جلد میں۔ علم طب کی سب سے بہتر کتاب جس کی نظیر آجتک کسی زبان میں نہیں چھپی - پچاس کتابوں کے برابر ایک کتاب - اکیلی کو پڑھکر پورے حکیم ڈاکٹر بن جاؤ - حکمت کی سب شاخوں سے واقف ہو جاؤ - پھر کسی سے کچھ نہ پوچھنا پڑیگا - باب (۱) تشریح جسمانی معہ تصاویر بقاعدہ ڈاکٹری تمام رگوں وہڈیوں وغیرہ کے نام چاروں زبانوں میں معہ اُن کی بناوٹ افعال وغیرہ کے - باب (۲) اصول حفظ صحت کے باریک اصول شاستری و ڈاکٹری موسمی ہدایات اشیا استعمال غذاؤں کے خواص و پرہیز ہر ایک عضو کی احتیاط - باب (۳) تشخیص امراض تین سو امراض کے نام فارسی سنسکرت - انگریزی - ہندوستانی زبانوں میں معہ شناخت وغیرہ - باب (۴) تشخیص امراض تین سو ادویات کے نام سنسکرت فارسی انگریزی - بازاری معہ شناخت معہ تاثیر و فوائد وغیرہ - باب (۵) علاج الامراض تمام بیماریوں کا بقاعدہ ایلوپیتھی - کرد پیتھی - یونانی - ویدک - فقیری معہ پرہیز پیشبندی - باب (۶) دوا سازی - ہر قسم کے کشتے بنانیکی سہل ترکیبیں جوہر اُڑانا تیل نکالنا - ست - کھار وغیرہ بنانا - سودھنا - اصلی کی شناخت - باب (۷) قرابادین - مرکبات یونانی و ویدک کی تیاری کے طریقے معہ فوائد - حکمار قدیم کے مشہور نسخے - جنتروں کا بیان معہ نقشہ جات - باب (۸) ولایتی ادویات پیٹنٹ - ہومیو پیتھی - بایو کیمی - ایلو پیتھی - آلات ڈاکٹری - نوایجاد امریکن دوائیاں وغیرہ - باب (۹) اصطلاحی طبی الفاظ چاروں زبانوں کے وزن - پیمانے نبض و قارورہ کی شناخت - فصد - الفاظ کیمیا وغیرہ - باب (۱۰) زہروں کے خواص علاج دیہاتی عطائیوں کے چٹکلے - فرنگی عالموں کی جدید تحقیقاتیں اور ہزارہا کام کی باتیں - کہانتک لکھیں - ایک بیماری کے متعلق جو معاملات متقدمین کی اور حال کی تحقیقاتیں سب ایک جگہ جمع کر کے دکھادی ہیں - حجم ۴۰۰ صفحہ قیمت صرف دو روپیہ (عہ) **علاج نورنگی** ہر ایک مرض کا علاج ہر طرح سے ڈاکٹری - ہومیو پیتھی - یونانی - ویدک - کشتہ جات سے - فقیری بوٹی سے - خانگی چیزوں سے - عطائی چٹکلے - کے قریب حکمی و سہل نسخے اعلیٰ درجہ کے کشتے بنانیکی ترکیبیں بھی بتلائی ہیں - ۔۔۔ بڑے اور مشہور امراض کا علاج - قیمت آٹھ آنہ (۸ /)

جڑی بوٹی - جنگل اور پہاڑوں کی وہ کھڑیاں جو ادویات کے کام آتی ہیں اُن کے مفصل حالات معہ تصاویر شناخت - پتہ و پھول و بلندی - ذائقہ - ملنے کا موسم - پیدائش کی جگہ - فوائد و تاثیر - ہر ایک بوٹی کتنی بیماریوں کو کام آتی ہے اور کس کس دھات کو پھونکتی ہے - سب بیماریوں کا علاج اور سب دھاتوں کا کشتہ بنانا بوٹیوں سے بتلایا گیا ہے - قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

المشتہر

ملنے کا پتہ: - **مینجر کارخانہ آبحیات صوفی - پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب**

ہفت زبان - بنگلہ - گجراتی - گورمکھی - مرہٹی - تامل - تلنگی - کناری - پشتو - بلوچی - برہمی - ترکی - چینی - جاپانی زبانیں سیکھنے کے لائق ضروری الفاظ ہر زبان سیاح و تجارت پیشہ کے بڑے کام کی ہے - قیمت صرف (۸ر)

جوہر موسیقی اس کتاب کو پڑھکر بلا اُستاد کے گانا بجانا چند روز میں سیکھ لو - اسمیں تمام راگ راگنیوں کی تعریف - اقسام وزن اور مثالیں - سُر تال - ٹھیکہ وغیرہ کے ضابطے - باجوں کی بناوٹ اور استعمال - ستار - ہارمونیم بجانے سیکھنے کے سہل طریقے - گتوں کے نقشے - انگریزی و ہندوستانی گیت - موسیقی کی ایجاد کے تاریخی حالات مشہور اُستادوں وکتابوں کا مشہور راجی غزل ٹھمری دادرا وغیرہ کے نمونے میگھ راگ و دیپک راگ وغیرہ ہر بات کے اعلیٰ اصول تبلاتے ہیں اور اصلی ترکیب سمجھائی ہے - پھر کچھ پوچھنا نہ پڑیگا - قیمت (عمہ)

جوہر نباتات - اسمیں ہر قسم کے درختوں کا بیان مفصل ہے - پھل پھول کے درخت - آرایشی گملے کے درخت جنگلی خوشبودار ادویات کے درخت - عجائب و دیسی ولایتی چھوٹے بڑے - بیلدار درخت مع شناخت و نام انگریزی و طریق پیدایش وحفاظت ثمر وغیرہ اور باغ لگانے کے اعلیٰ اصول تبلائے گئے ہیں اور اصلی ترکیب سمجھائی ہے - پھر کچھ پوچھنا نہ پڑیگا ۴ر

جوہر باغبانی مخفی باتیں جن کو مالی لوگ ہرگز نہیں بتلاتے بڑے صرف اور محنت سے تلاش کرکے لکھی ہیں - ایسا ایک نسخہ دس روپیہ کو بھی نہیں ملتا درختوں کی بیماریوں کی شناخت اور علاج پھول کی رنگت یا خوشبو بدلنا یا مقررہ وقت پر کھلانے بے موسم پھل لگانا - بثمر اپیدا پیدا کرنا - ہر بارہ ماسی کرنا - سیدھے درخت کو بیدار بنانا - قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

اصول ریاضی حساب و مساحت کے تمام قاعدے ابتدا سے انتہا تک - قیمت صرف چار آنہ (۴ر)

پھلواڑی اس سلسلہ میں میوہ جات اور ترکاریاں دو کتابیں پیشتر چھپ چکی ہیں - اب تیسری کتاب - پھلواڑی شائع کی جاتی ہے جسمیں صدہا قسم کے انگریزی اور ہندوستانی پھولوں کے پودوں کا ذکر درج ہے - امرا کے مالکوں اور خانہ باغ کے شوقینوں کو اس کتاب کی مدد سے ہر قسم کے پھول حاصل کرنے میں بڑی مدد ملسکتی ہے - بہت سے پھولوں کے اقسام کی تصویریں بھی دیگئی ہیں - حجم کتاب ۱۸۰ صفحے قیمت ایک روپیہ (عہ)

میوہ جات - ان تمام میوہ دار درختوں کے حالات مع اُن کے بونے اور اُن کی پرورش کرنے اور عمدہ عمدہ پھل پیدا کرنے کی ترتیب اور ہدایت کے درج ہیں - جو ہندوستان میں بوئے جاتے ہیں باتصویر - حجم ۲۴۵ صفحے - قیمت ایک روپیہ (عہ)

کتاب الاثمار - فاضل اجل شمس العلما خان بہادر نواب سید امداد امام صاحب مصنف کیمیائے زراعت مراۃ الحکما وغیرہ وغیرہ کے باغبانی اور میوہ جات کی یہ مشہور کتاب بار اول کارخانہ پیسہ اخبار میں چھپکر شائع ہوئی ہے جسمیں پونے چار سو صفحے کے اندر ہندوستان کے اُن تمام میوہ جات کی کاشت نگہداشت کی ترکیبیں اور تدبیریں بیان کی گئی ہیں جو یا تو ہندوستان میں پیدا ہوتے ہیں - یا کم و بیش مدت سے ہندوستان میں کاشت کیے جاتے ہیں اور یا بعض ایسے بھی ہیں کہ جو ابھی ہندوستان میں کاشت بھی نہیں کیے گئے - غرض فن باغبانی پر اردو زبان میں یہ بےنظیر اور نہایت مکمل کتاب ہے - پہلے ۵۶ صفحے میں عام قواعد باغبانی و نخلبندی کے بیان کیے گئے ہیں - اور ۸۰ صفحہ میں صرف آم کے متعلق تخم سے لیکر کاشت تک تیاری ثمر سے آداب خوردن تک مفصل کیفیت بیان کی گئی ہے - اسیطرح باقی تمام ملکی اور غیر ملکی میوہ جات کے متعلق ضروری ہدایتیں درج ہیں - حجم ۳۸۶ صفحے - قیمت صرف دو روپیہ (عگ)

کیمیائے زراعت شمس العلما خان بہادر مولوی سید امداد امام صاحب نے یہ جامع کتاب فن زراعت پر بڑی قابلیت سے لکھی ہے - تمام قابل کاشت غلوں اور ترکاریوں وغیرہ فصلوں کے بونے اور ان سے زیادہ نفع حاصل کرنے کی تدابیر درج کی ہیں - فصلوں اور زراعتی چیزوں کے انگریزی نام بھی درج کردیے ہیں - مسٹر محمد حسین صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر کی رائے تھی کہ اس سے بہتر کتاب میری نگاہ میں سے نہیں گذری حجم ۱۸۸ صفحے - قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

ترکاریاں ہندوستان اور ممالک غیر کی ایسی تمام ترکاریوں کی کاشت پرورش نگہداشت اور اُن سے فائدہ حاصل کرنے کی ترکیبیں درج ہیں کہ جو کاشت ہو سکتی ہیں - کوئی ترکاری ایسی نہیں کہ جس کی پوری پوری کیفیت درج نہ کی گئی ہو - ۶۰ تصویریں - حجم ۱۲۰ صفحہ قیمت ایک روپیہ (عہ) +

المشتہر منیجر کارخانہ آبحیات وصوفی - پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

گھر میں موجود ہے اُسکو اور ادویات تیار کرنے کی ضرورت نہیں - ایک شیشی میں پچاس بیماریوں کے لیے دوا ہوتی ہے - آبحیات کے مقابلہ میں اور ادویات وزنی کے بکس فضول ہیں - سفر یا دیہات میں جہاں حکیم یا ڈاکٹر نہیں مِلسکتا ہے یہ نعمت عظمیٰ ہے بڑے بڑے نامی ڈاکٹر اور حکیم اسکے استعمال سے پانچ کے پچاس بنا رہے ہیں - نا واقف آدمی اسکو استعمال کر کے پورا حکیم بن جاتا ہے - آبحیات سے ہر ایک دھات کا کشتہ ہو جاتا ہے - پارہ کی گولی بن سکتی ہے - یہ تیل صرف بوٹیوں کا تیل ہے - قیمت فی شیشی دو روپے دو آنے (عہ۲) نمونہ کی شیشی (۸ر) علاوہ محصولڈاک - اگر آبحیات بموجب اشتہار اکسیر ثابت نہ ہو تو آپ کے ایک بار لکھنے سے بغیر کسی شہادت کے قیمت شیشی کی معہ ایک روپیہ زائد بطور ہرجانہ بذریعہ منی آرڈر واپس کر دونگا -

رعایت - اکٹھی تین شیشیاں طلب کرنیوالوں کو محصول ڈاک معاف - چھ شیشی کے خریدار کو نمونہ کی چھوٹی شیشی مفت نذر ہوگی - آبحیات کی تعریف میں روزانہ اسقدر سارٹیفکیٹ موصول ہوتے ہیں جن کے اندراج کیلئے کئی ضخیم جلدیں بھی ناکافی ہیں ٭

کثرت پیشاب کو حکمائے یونانی ذیابیطس اور ڈاکٹر ڈایابیٹیز کہتے ہیں :

ذیابیطس

جن لوگوں کو بار بار پیشاب آتا ہے - اکثر تو اسمیں شکر کے اجزا پائے جاتے ہیں ایسے بیماروں کو تشنگی زیادہ ستاتی ہے - پیشاب پر کیڑے جمع ہو جاتے ہیں - قوت باہ گھٹ جاتی ہے - نیند خراب اور منہ کا ذائقہ بدمزہ اور ہاتھ پاؤں میں یبوست کا غلبہ ہو جاتا ہے - آنکھیں کمزور - رقت کی کوئی حد نہیں رہتی جسم دبلا ہو کر سوکھتا چلا جاتا ہے - جن لوگوں کو پیشاب کی زیادتی شروع ہو سا گروہ فی الفور علاج کریں تو اُن کو یقین کر لینا چاہیئے کہ مرض جب جڑ پکڑ جاتے تو پھر لاعلاج ہو جاتا ہے اسیو سطے مریض ذیابیطس والا چونکہ زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہ سکتا اور اسلیے بیمہ کمپنیاں اسکا بیمہ نہیں کرتیں - یہ گولیاں مرض کو دُور کرنے کے علاوہ قوت زائل شدہ بحال کر دیتی ہیں - کثرت پیشاب رک جانے سے آدمی مرد بن جاتا ہے اور تمام تکلیفیں دُور ہو کر پیشاب سے شکر آنی بند ہو جاتی ہے -

ذیابیطس میں وہ لوگ زیادہ مبتلا ہونیکے قابل ہوتے ہیں

جو لحیم شحیم فربہ خواہ مخواہ مرد آدمی اور رسیا نہ قد - مرغی پلاؤ اُڑانے والے - بستر پر بیٹھ کر عیاشی کرنے والے پس اگر اس مہلک مرض ذیابیطس سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو ان گولیوں کا چند روز استعمال کریں - بیسیوں مریض صحت یافتہ جنکو رات اور دن میں دس پندرہ دفعہ پیشاب آتا تھا موجود ہیں جو اِن گولیوں کے استعمال سے تندرست ہو چکے ہیں

قیمت فی بکس تین روپے

المشتہر

مینیجر کارخانہ آبحیات وصوفی - پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات - پنجاب

حضرت ابوبکر صدیقؓ

کی شاندار اور پُرشوکت زندگی کے مفصل اور معتبر حالات جناب رفیق بک صاحب عظم مشہور مصری مصنّف و ریفارمر نے نہایت تحقیق و جستجو سے قلمبند کیے ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں دوسرے صحابۂ کبار کی مقدس زندگیوں کے حالات بھی شائع کیے گئے ہیں۔ چنانچہ اِن میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات پہلے کارخانہ پیسہ اخبار میں عربی سے اُردو میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔ اور اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ خلیفہ دوم کے حالات متبرکہ اُردو میں ترجمہ کر کے شائع کیے جاتے ہیں۔ ان حالات کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت خلیفۂ اوّل کیسے اولوالعزم اور عاشق اسلام تھے۔ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھوں کو اسلام کے نکلنے کے بعد دین کی کس جانفشانی اور خلوصیت سے حفاظت کی۔ اور اسلام کی شروع میں کیا حالت تھی صفحہ کتاب ۱۵۰ قیمت عہ

حضرت عمرؓ

مصر کے نامور فاضل و ریفارمر رفیق بک عظم نے حال میں خلفائے راشدین کے صحیح اور معتبر حالات پر متعدد کتابیں عربی میں لکھی ہیں۔ ان کی بڑی خوبی یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے نہایت صحیح حالات جمع کیے گئے ہیں۔ اس سلسلہ سے خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات اُردو میں ترجمہ کر کے کارخانہ پیسہ اخبار نے چھپوائے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائے اسلام میں کون کون سے عظیم الشان اور حیرت ناک کام کیے۔ تمام تاریخ اسلام میں ان کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ کتاب مجلد ہے۔ حجم ۲۴۸ صفحہ۔ قیمت دو روپے بارہ آنہ (عـــا/۱۲)

خانگی سائیکلوپیڈیا

اُردو زبان میں اس قسم کی کتاب پہلے کبھی نہیں چھپی۔ یہ کتاب کیا ہے دریا در کوزہ ہے۔ اس کے کل صفحے ۸۴۸ ہیں اور کل مضامین نمبروار (۲۱۰۷) ہیں۔ اس کی موٹی موٹی تقسیم مضامین اس طرح ہے۔

باب اوّل کی گیارہ فصلیں گھر اور سامان خانگی کے متعلق + باب دوم کی ۹ فصلیں ہیں۔ آداب و تہذیب و اخلاق وغیرہ پر + باب ۳ کی ۲۹ فصلیں ہیں صحت اور بیماری کے متعلق + باب ۴ کی گیارہ فصلوں میں دنیاوی کاروبار اور تربیت پر ہدایات ہیں + باب ۵ کی گیارہ فصلوں میں باغبانی و حیوانات اہلی پر + باب ۶ تفریح و سیر کے سامان باب ۷ صنعت و حرفت و عجائبات + باب ۸ چیستاں پہیلیاں معمے + باب ۹ مختلف ماپ تول پیمانے + اور ان سب بابوں میں نمبروار (۱۰۰) واقعات مضامین درج ہیں مفصل فہرست جو کئی صفحوں پر ہے ۲ پائی کا ٹکٹ بھیجنے پر مل سکتی ہے۔ کوئی گھر ایسا نہیں ہونا چاہیئے جسمیں ایسا استاد نہ ہو۔ اردو خوان ناظرین کے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ حجم (۸۴۸) صفحہ قیمت تین روپے بارہ آنہ (عـــا۳/۱۲)

تاریخ ٹیونس و طرابلس

شمالی افریقہ کے دونوں نامور اسلامی سلطنتیں ایک زمانہ میں بہت کچھ بحری طاقت کی شہرت اور عظمت حاصل کر چکی ہیں۔ ان کے سلاطین کی تاریخ دلچسپی سے خالی نہیں۔ بلکہ دنیا کی بحری تاریخ میں عجب شان رکھتی ہیں۔ حجم ۱۳۲ صفحے۔ قیمت صرف بارہ آنہ (۱۲/)

المشتہر

منیجر کارخانہ آبحیات و رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

اردو ترجمہ
ہر سہ دفتر مکتوبات شریف
مع مفصل سوانح عمری

امام الاولیا قبلۂ اصفیا۔ غوث الثقلین۔ نائب رحمۃ للعالمین۔ محبوب سبحانی غوث صمدانی۔ قطب ربانی مقصود روحانی واقف اسرار متشابہات قرآنی۔ ماہر رموز مقطعات فرقانی۔ قلم رحمانی۔ شہباز لامکانی۔ خورشید چرخ عرفانی۔ کاشف اسرار سبع مثانی۔ بحر مواج ہمہ دانی۔ مقتدائے ارباب معانی۔ خزینۃ الرحمۃ افضل الاولیائے امت محی السنۃ ماحی بدعت وضلالت۔ سلطان طریقت برہان شریعت۔ وارث کمالات نبوت ابوالبرکات بدرالدین

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی ملقب بہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ہم دلی مسرت اور انبساط سے تمام مسلمانوں کو عموماً اور صوفی مذاق اہل اصحاب کو خصوصاً یہ مژدہ جانفزا سناتے ہیں کہ بفضل خداوند عالمین وتوجہ روحانی حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبامداد ارواح پاک بزرگان ہر چہار سلاسل عالیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ مکتوبات شریف امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں دفتر کمال خوبی و خوش اسلوبی سے بامحاورہ اردو ترجمہ چھپکر تیار ہو گئے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِن مکتوبات شریف میں نہایت خوش اسلوبی شریعت وطریقت کی تحقیق فرمائی ہے۔ اور بڑے بڑے باریک مسائل کی اس خوبی سے تفسیر فرمائی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ نیز اسرار ومعارف کی باتیں اس عمدہ طریق سے بیان فرمائی ہیں کہ پڑھتے پڑھتے انسان بیخود ہو جاتا ہے۔ اسمیں ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ مکتوبات شریف اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ اور انکے مطالب ومعارف کے مقابلہ میں کوئی کتاب ٹھہر نہیں سکتی اصل میں یہ ایک دریائے فیض ربانی ہے جو حضرت امام صاحبؒ کی زبان فیض ترجمان سے جاری ہوا جس سے ہر ایک طالب ہر چہار سلاسل عالیہ فیض پا رہا ہے۔ درحقیقت اسمیں جو کچھ حضرتؒ نے درج فرمایا ہے وہ بالکل الہام ہے۔ اِن مکتوبات شریف کو جناب مولوی قاضی عالم الدین صاحب نقشبندی مجددی خلیفہ مجاز حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقبول رب الرحیم جناب حاجی حافظ خواجہ محمد عبد الکریم صاحب نقشبندی مجددی سجادہ نشین راولپنڈی نے بڑی محنت سے بامحاورہ اردو ترجمہ کیا۔ اور مشتہران نے بصرف زر کثیر نہایت اعلیٰ درجے کے کاغذ پر خوشخط اور عمدہ چھپوایا ہے۔ جو بفضل خدا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہے ہیں۔ لہٰذا طالبان راہ مولا سے درخواست ہے کہ وہ اس گوہر بے بہا کو جلد خرید کر حرز جان بنائیں۔ اور اسکے مطالعہ سے دینی ودنیوی فوائد حاصل کریں۔ **قیمت** دفتر اول جسمیں ۳۱۳ مکتوب اور سوانح عمری ہے ضخامت ۸۱۹ صفحہ (عہ)۔ دفتر دوم میں ۹۹ مکتوب ۳۱۰ صفحے (عہ)۔ دفتر سوم میں ۱۲۴ مکتوب ۵۶۳ صفحے (عہ) (محصولڈاک بذمہ خریدار)۔ **قیمت** ہر سہ دفتر چھ روپے بارہ آنے (۶/۱۲)

المشتہر

منیجر کارخانہ انجیات وصوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

اماکن مقدسہ کے فوٹو
خاکسار ایڈیٹر صوفی اپنے گذشتہ سفر حج و زیارات اماکن مقدسہ کے دوران میں حسب ذیل متبرک اور مطہر مقامات کے عکسی فوٹو اپنے ہمراہ لایا ہے۔ اور ان کو بڑے اہتمام سے تیار کرا کر ان کا سائز بڑا رکھا گیا ہے۔ یہ فوٹو خوبصورت۔ دلکش اور دیدہ زیب ہیں۔ مکانوں کی زینت اور برکت کا باعث ہیں فی الحال حسب ذیل فوٹو تیار ہیں۔ قیمت فی فوٹو صرف تین آنہ (۳/) دس فوٹو کے لئے ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/) بیس فوٹو کے لئے دو روپیہ بارہ آنہ (عہ۱۲) علاوہ محصولڈاک ہے۔
(۱) کعبۃ اللہ۔ اسمیں بیت اللہ شریف کا فوٹو ہے سیاہ ریشمی غلاف پر سنہری حروف کا عکس ایسی صفائی سے اتارا گیا ہے کہ سب حروف نہایت عمدہ طور پر آسانی سے پڑھے جاتے ہیں۔
(۲) روضہ شریف حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(۳) مدینہ منورہ شہر کا عام نظارہ۔ روضہ شریف مسجد نبوی۔ اور دیگر پاک مقامات۔
(۴) بیت اللہ شریف میں نماز جمعہ کا نظارہ اور حاجیوں کی کثرت۔
(۵) منا میں عید کے دن حاجیوں کے کیمپ مسجد خیف اور شریف صاحب کے خیمے۔
(۶) شیطان کو کنکر مارنے کا سین۔ شیطان کا مجسمہ اور لوگوں کا اژدحام۔
(۷) جبل رحمت پر حج کے روز قاضی صاحب کا خطبہ پڑھنا۔ میدان عرفات کا قابل دید نظارہ۔
(۸) صفا و مروہ کی پہاڑیاں جنکے درمیان سعی کی جاتی ہے۔ ایک پہاڑی پر کلام مجید کی آیت جو منقش ہے وہ فوٹو میں صاف طور پر پڑھی جاتی ہے۔
(۹) بیت اللہ شریف کے گرد لوگوں کا طواف کرنا۔
(۱۰) جنت المعلی واقعہ مکہ معظمہ میں حضرت خدیجہ حضرت آمنہ اور دیگر بزرگان اسلام کے مزارات۔
(۱۱) جنت البقیع واقعہ مدینہ منورہ میں مزارات اہل بیت ازواج مطہرات بنات النبی صلعم حضرت عثمان غنی خلیفہ ثالث و دیگر بزرگان کے مزارات
(۱۲) مسجد حضرت عائشہ صدیقہ جہاں سے حاجی عمرہ باندھتے ہیں
(۱۳) محمل شامی میدان عرفات میں۔
(۱۴) پرانے مدینہ میں اسلام کی پہلی مسجد قبا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے تیار کی اور کرائی۔
(۱۵) مزار سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ۔
(۱۶) محمل مصری میدان عرفات میں۔
(۱۷) مسجد اقصے واقعہ بیت المقدس۔
(۱۸) حرم شریف بیت المقدس میں توبہ اور رحمت کے دروازے۔ (۱۹) مسجد اقصے اور حرم شریف بیت المقدس کا عام نظارہ۔
(۲۰) صخرہ یعنے وہ پتھر جو مسجد اقصے میں معلق تھا اسکا فوٹو اور مسجد کے اندر کا سین۔ قیمت فی فوٹو (۳/) دس فوٹو (عہ/) بیس فوٹو (عہ۱۲)
ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ صوفی۔ پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب
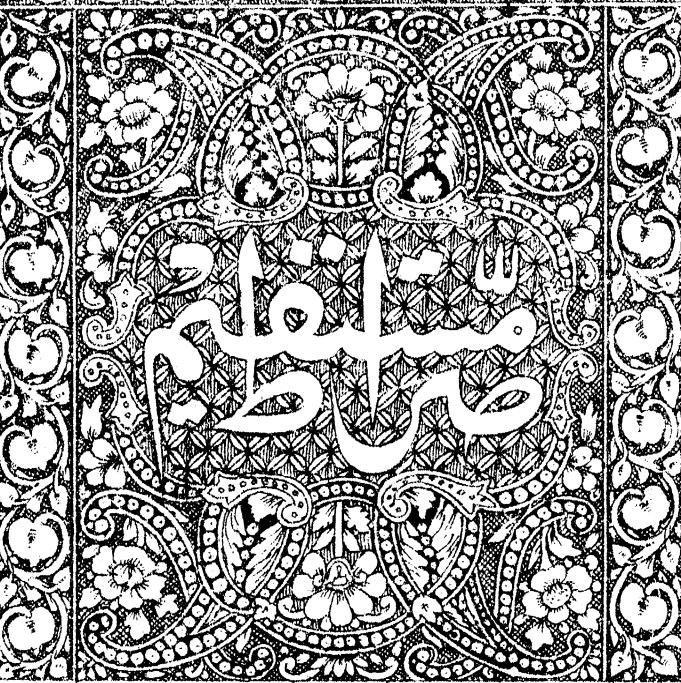
عاجز کے کارخانے سے ہر قسم کی کتابیں بنرخ تاجرانہ جلد بکفایت ویلوپی ایبل روانہ ہوتی ہیں المشتہر حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد یکه شایان شان بارگاه بی نیاز مطلق باشد در حیطهٔ بیان احدی جز ذات پاک وی نمی‌گنجد و برهان ساطع
این بیان از مطلع کلام مقدس التیام لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ بر مفارق
جمهور انام سپید رخشند و شکریکه حق آلای بی حصر و احصای بیرا که در هر لمحه بر نقطهٔ انسانی که مرکز دائرهٔ لطف رحمانی است
ریزان بیامداد اتماید از هیچ مخلوقی بر نمی آید چه این شکر خود نعمتی است که بجنبش هیچ نعمتی نمی نشیند و بمناسبت و بقا لیست
وی نمی نماید و لهذا اگر تمام عالم خلق و امر که مسمی به شخص اکبر است با هزاران امثال خود در بیادی این وادی قدم
نهاده الی ابد الآباد تکاپوی بی قیاس کند و باز خطرهٔ موازنهٔ شکر نعما در خیالش نگذرد بجز عرق شرمندگی و نقش
جبین قصور آگین خود نیابد و بهزاران زبان معترف بی زبانی خود شده توقیع وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا
را بمحکمهٔ بندگی به عجز خود شاهد عدل پیش آرد پس ازین مشت خاک شمهٔ از حمد و شکرش نمی آید مگر آنچه او تعالی
بلطف عمیم خود بآن امر میفرماید ناچار چاره کار این بیچاره آنست که از حول و قوة خود متبری گشته اتباعاً لامره تعالی
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ گفته گاهی سر از جیب قصور بیرون نکشد و به نکتهٔ وکالت و ولایت آن حکیم حقیقی که خود
آن پاک بیچون و بیچگون به تعلیم حمد و شکر خود این ناچیز محض را نواخته فرا رسیده لذت این نعمت عظمی را الی الدوام

بمذاق کام جان بخشد وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ را همدم دم نفس و مونس نفس خود و بنده ورد نامحدود بر علم عرصه وجود صاحب مقام محمود
مطلع جریده اصفیا مقطع قصیده انبیا رونق افزای چمن اصطفا گل سرسبد گلشن اجتبا مضمون کتاب ایجاد و تکوین
مقصود خطاب ارشاد و تلقین طغرای فرامین تکلیف و تشریع خط کش دواوین تدلیس و تلمیع اعنی أَحْمَدِ
الْمُجْتَبٰى مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَعَلٰى
وُرَثَائِهِ وَنُوَّابِهِ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ وَفِيهِمْ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
اما بعد میگوید عاجز ذلیل الراجی لرحمة الله الجلیل بنده ضعیف محمد اسمعیل که نعم الٰهی درباره این ضعیف نامتناهی است
و از اعاظم آن حضور محفل هدایت منزل ملازمان فخر خاندان سیادت مرجع ارباب هدایت مرکز دائره ولایت دلیل
سبیل فلاح و رشاد رهنمای طریق استقامت و سداد مظهر انوار نبوی منبع آثار مصطفوی سلالهٔ خاندان صلب طاها
سید الاولیا اعنی علی مرتضی نقاده دودمان سبط اکبر سند الاصفیا اعنی حسن مجتبی مقتدای اصحاب شریعت پیشوای
ارباب طریقت هادی زمانه مرشد یگانه سراج المحبین تاج المحبوبین الامام الاوحد السید احمد مَتَّعَ اللّٰهُ الْمُسْلِمِينَ
بِطُولِ بَقَائِهِ وَنَفَعَنَا وَسَائِرَ الطَّالِبِينَ بِأَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ وَأَحْوَالِهِ است و این ضعیف در
آوان حضور آن مجلس ملایک انس باستماع کلمات هدایت آیات فائز گردیده پس محض نصیحت عامه مسلمین و خیرخواهی
جمهور طالبین چنین اقتضا کرده که در این فیوض الٰهیه و فائده سعادتیه غائبین را همراه حاضرین اشتراکی بهم رسد و طریق
آن بجز مقید کردن آن مضامین بلند پرواز بقید قفس تحریر نیافته اگرچه از عیان تا بیان و از حضور تا غیبت
تفاوت کمیست بر هیچ یکی از عقلا پوشیده نیست که اَلشَّاهِدُ يَرٰى مَا لَا يَرَاهُ الْغَائِبُ بران شاهد عدلست لیکن
بحکم مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ کمر همت در اتمام این امر چست بسته و نیت خالص از ته دل درست
نموده سعی پیش از پیش بجا آورده در اثنای تحریر این کتاب مستطاب اوراقی چند که جناب افادت مآب قدوهٔ فضلای
زمان زبدهٔ علمای دوران مولانا عبد الحی ادام الله برکاته که در سلک ملازمان آن عالیجناب و باریافتگان حضور آن
والاقباب منسلک بودند پاره از مضامین هدایت آگین را که از زبان غیب ترجمان حضرت ایشان شنیده در ان

اوراق تحریر کرده بودند فائز گردید پس آن اوراق را غنیمت بارده فهمیده باب ثانی و ثالث این کتاب را
بران کلام هدایت التیام بعینه مشتمل ساخت اگرچه احسن و اولی در تالیف این کتاب چنان می نمود که بطوریکه در
تحریر اکثر مضامین این کتاب بمحض بر ترجمه آنچه از زبان هدایت نشان حضرت ایشان صدور یافته بود اکتفا کرده شد
در تمامی مضامین همان را پیموده میشد لیکن از بسکه نفس عالی حضرت ایشان بر کمال مشابهت جناب رسالتمآب
علیه افضل الصلوات والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شده بنا بر آن لوح فطرت ایشان از نقوش علوم رسمیه و راه
دانشمندان کلام و تحریر و تقریر مصفی مانده بود لهذا ادراک این اسرار غامضه و مضامین عمیقه بدون تمهید مقدمات
و ایراد تمثیلات و بدون تطبیق این مضامین بر اصطلاح سلف متقدمین بر اذهان اهل زمان که بعلوم رسمیه معتاد اند
از محض ترجمه آنچه از زبان برکت نشان حضرت ایشان صدور یافته بود خیلی دشوار می نمود لهذا در بعضی مقامات
گونه از تقدیم و تاخیر و در بعضی قدری از تمهید مقدمات و ایراد تمثیلات و تطبیق بر اصطلاحات سلف الاسیما بر اصطلاح
قطب المحققین فخر العرفاء المکملین اعلمهم بالله الشیخ ولی الله قدس سره برای تقریب مضامین بسوی اذهان
مستمعین بعمل آورده شد معهذا این ضعیف هر پاره را ازین کتاب بعد از املا بر سمع مبارک حضرت ایشان
عرض نموده تا غبث از سمین و مقصود ممتاز شود و نقصانیکه بسبب مداخلت عقل ناقص این هیچمدان راه یافته باشد
باصلاح حضرت ایشان منجبر گردد و این کتاب را **بالصراط المستقیم** ملقب نموده بر یک مقدمه و چهار باب و یک
خاتمه مرتب ساخت و ابواب را بر فصول و فصول را بر هدایات و هدایات را بر تمهیدات و افادات منقسم گردانید و مبادی را
بلفظ تمهید و مقاصد را بلفظ افاده مصدر ساخت وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ **مقدمه** آن مشتمل
بر سه افاده است **افاده ۱** باید دانست که ثمره شریعت و طریقت و اساس حقیقت و معرفت تحصیل محبت حضرت
حق است چنانچه مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا تصریحی است از آن وَالَّذِينَ آمَنُوا
أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ تلویحی است بآن این مسئله اگرچه مجمع علیه صوفیه کرام است بلکه متفق علیه طوائف انام مگر اینجا نکته
الیست بس باریک که اکثر اهل زمان ازان در غفلت و نسیان اند و آن تمیز است درمیان حب نفسانی که ملقب
بعشق است و حب ایمانی که مشهور بحب عقلی است چه اول از واردات مبادی سلوک است و ثانی از کمالات انبیاء
کرام و مقامات اولیاء عظام اکثر عوام صوفیه اول را بجای ثانی نهاده و مشار الیه باشارات شرعیه پنداشته در تطبیق

سیر انبیا و اولیا باحوال اہل عشق و مواجید تشویشات ہیچ اصلی بکار نمی بُرد حال آنکه سیر این بزرگواران ہیچ گونه
بواردات این سالکان مطابقت پذیر نیست تفصیل این اجمال آنکه مراد از عشق قلق و شورشی است که در باطن
انسان بسبب فقد مقصود پدید می آید و در تمام قوای باطنه سرایت میکند و غایتش وجدان آن مقصود و وصال آن
محبوب است موقع اول این قلب است که محل جمیع کیفیات نفسانیه اوست وثانیا سائر قوای باطنه و غایتش اضمحلال
و از خود رفتگی طالب است در وجدان مطلوب باز چون این غایت مترتب میشود و شورش آن قلق و اضطراب فرو می نشیند
و کیفیتیکه مسمی به عشق ست زائل میگردد و مراد از حب عقلی انبعاث داعیه طلب چیزی است که طالب بر فوائد و منافع او و
احتیاج خود بسوی او مطلع شده و این داعیه مقاسات مشاق طریق طلب را برو سهل گردانیده و باین سبب کمر همت
در طلب او بسته و هر حیله که در کیسه فکر خود میداشت بر طلب او باخته و از سر و سامان خود درگذشته انتهاءً لا اضطراراً
و موقع اول این عقل است که خزانه معلومات است وثانیا در سائر قوای باطنه همین داعیه سریان میکند مثل سریان
آب از اصل شجر در برگ و ثمر او پس در عقل چه افکار و انظار است که برای تحصیل او درست میکند و در قلب چه
عزائم و همتها است که در طلب او می انگیزد و در جوارح چه مشقتها و ترک مالوفات است که در سلوک طریق آن برخود
می پسندد و چنانکه نتیجه حب اول فنا در علم است یعنی غیبت و عدم شهود بما سوای محبوب حتی که بنفس خود همچنین ثمره
حب ثانی فنا در همت است یعنی هر چه میگوید از محبوب میگوید و هر چه می شنود از آن میشنود و هر فکری و نظری که نتیجه اش
جز تحصیل محبوب و سلوک طریق او باشد نزد او از قبیل وساوس لَا یُعْبَأُ بِهَا است و هر حبی و بغضی و استحسانی و کراهتی
که بملائم و منافر محبوب و طریق او نباشد عینی او از قبیل عوارض لَا یُلْتَفَتُ اِلَیْهَا است بالجمله داعیه تحصیل مطلوب
و تمهید طریق او ظاهر و باطن طالب را زیر حکومت و فرمانروائی خود فرا گرفته بخلاف حب اول که امتلاء تمام باطن محب
شرط تحقق آن است نمی تواند شد چه بسا است که عشق چیزی با بغض عقلی او مجتمع میشود لا سیما عِنْدَ التَّعَارُضِ بَیْنَ
الْمَحَبَّتَیْنِ مثلاً نوجوانی متدین با بر والدین را عشق زنی یا امردی بهم میرسد و از بسکه شارع یا والدین که نزد
او محبوب بحب عقلی اند تعرض ازین امر می نمایند هر آئینه آن سعادتمند آن معشوق را بانکه عشق او را مکروه و
مبغوض از صمیم عقل میدارد گو باقتضاء طبیعت خود مغلوب آن باشد و اما حب ثانی پس از بسکه مقر اصلی او عقل است
و از انجا بجود او بقوای طبیعیه رسیده تمام باطن محب را مسخر کرده است معارض را هیچگونه دران راه نیست و چنانکه حب

اول بعد وجدان محبوب زائل میگردد و لهب آن منطفی میشود و همچنان حب ثانی بوصال محبوب روز بروز زیادی می پذیرد
و از هر یک هزار میشود و وسعتی میگیرد که هرگز آن وسعت و قوت در حب متصور نیست چه اول ظن بر تقدیر بودن شر و ثانیه خیر
راده فات الشرکم فات المسرۃ و ثانی بر علم فوائد و منافع محبوب و بر دانستن کمالات او و احتیاج بسوی
او و این معنی در وصال واضح تر میشود چه علم الیقین بعین الیقین مبدل میگردد و اجمال بتفصیل منجر میشود و مثلا عطشان
را اندک عروض حالت عطش احتیاج بجان حرارت در معده و سوزش در سینه و خشکی بر لب بنسبت آب عشق بهم میرسد
یعنی از جذب طبیعت او میلانی بسوی آب و تلعی و کرانی بنا یافت او سر بر میزند اگر چه او کی نشنیده باشد که آب مسکن
عطش است و اگر چه عقل او مانع از استعمال آب بسبب توقع مضرت جسمانی یا نفسانی باشد و چون رفع شدت عطش آب
ازالی می رسد و ازان سیراب میشود و آن سیرابی در سر بن موی او سرایت میکند دران زمان یک حالتی وارد میشود
که تعبیر ازان بجز لسان ماسوای آب نتوان کرد بالجمله اینست که خماری شبیه بسکر او را بهم می رسد بسبب آن
ساختگی ناخود رفتگی بدست می آید آن حالت عطشیه بالکل زائل میگردد و اهل زراعت و فلاحت را بنسبت
آب حب عقلی است چه ایشان آنها بسوی تحصیل آب مبنی بر آنست که قطعا میدانند که مزارع و مراعی ریاض
آنها که سرمایه معاش و اساس حیات ست بدون آن آب صورت نه بندد و بالجمله شدت احتیاج خود را
بسوی آب و کثرت منفعت او را در حبوب و ثمار دانسته داعیه طلب آن از قعر عقل ایشان سر برآورده و همگی
همت ایشان را در طلب آب مصروف ساخته پس چه تضرعات و ادعیه است که در طلب باران از ایشان صادر
میشود و چه حیل و تدبیرات است که در ترکیب دولابات و سواقی و دوالی از ایشان صورت می بندد و چه مشقتها است
که در حفر آبار و کری انهار و کشیدن غرب و درست کردن حیاض شب و روز بر ایشان و بر بهائم ایشان میگذرد
و ایشان آن همه را کمال و افتخار خود دانسته به تمامی جهت خود استغراقی و در امثال این امور سرگرمی و چالاکی
در تحصیل آنها بکار میبرند که هرگز فتور همت و سستی عزیمت را در آن دخلی نیست و اگر احیانا کسی از ایشان درین
امور فاتر الهمت شود هر آئینه او را مطعون و ملام خواهند کرد و بسفاهت و دون همتی او را منسوب خواهند نمود و هرگاه که
آب بدست ایشان می آید بر فوائد و منافع او بعین الیقین مطلع میشوند تمام جهد و سعی خود را و مشاقیکه در طلبش تحمل کرده
بودند بجا می انگارند و بآن فرحان و شاکر میشوند و در تحمل مشاق چالاک تر میگردند چون اینقدر مقدمه ذهن نشین شد

پس باید دانست که حق جل وعلا بعضی را از بندگان خاص خود که سعادت ازلی نصیب شان شده اصطفا کرده
بمحض عنایت و کرم خود بنوعی از دو نوع محبت یا بهر دو از آن بنسبت خود هدایت میکند وایشان را باین سرمایهٔ
سعادت دو جهانی موفق میسازد و به ثمرات و نتائج آن مفتخر و مباهی میگرداند وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ و
هر یکی ازین دو نوع اسبابی و مبادی و آثاری و ثمراتی هست که بآن نوع اختصاص میدارد و از بسکه طالب
راه حق هر یکی را از دو نوع محبت ممتاز از نوع دیگر بهمین امور می شناسد لهذا این امور اربعه را بوجوه تمائز فیما بین
النوعین ملقب ساخته شد **افاده** از بسکه حب ایمانی و احوال و مقامات او و نتائج و ثمرات او منتهی به نبوت
میشد این طریق را که ابتدای آن از حب ایمانی و انتهای آن به نبوت است براه نبوت و نسبت نبوت مسمی کرده
شد و از بسکه حب عشقی و احوال و مقامات او و نتائج و ثمرات او منتهی بمعرفت اضمحلال حقائق اشیا در جنب
وجود حضرت حق که آن معرفت خلاصهٔ ولایت است میشد بنا برآن این طریق را که ابتدای آن از حب عشقی و انتهای
آن بمعرفت است براه ولایت و نسبت ولایت مسمی کرده آمد **افاده** اکابر این امت یعنی ائمهٔ طریقت و
پیشوایان حقیقت اگرچه بکمالات طریق نبوت متصف و در مقام ثمرات او راسخ القدم بودند اما طریق تحصیل
او را ممتاز از طریق تحصیل راه ولایت نفرموده و در مباحث او استقلالاً لب نکشوده و در تعیین مبادی آن
سعی بلیغ نموده لهذا چنان مناسب می نماید که یک باب ازین کتاب برای بیان وجوه تمائز فیما بین این طریقین
منعقد کرده شود و از بسکه دریافت آثار و علامات هر طریق مقدم بر سلوک آن طریق است این باب را مقدم
بر سائر ابواب کرده شود و از بسکه تخلیهٔ نفس از رذائل و تحلیهٔ آن بفضائل و بجا آوردن عبادات شرعیه بطریقیکه
مقصود شارع است اساس راه نبوت و رونق بخش راه ولایت است پس لابد یک باب ازین کتاب
که مشتمل بر تخلیه و تحلیه و متضمن بیان طریق ادای عبادات شرعیه باشد مقدم از بیان سلوک هر دو طریق و مؤخر
از بیان وجوه تمائز طریقین معین کرده شد تا طالبین راه نبوت را سررشتهٔ کار خود بدست آید و سالکین راه ولایت را
ثمرات سعی خود در نماید و نیز اکابر طریقت اگرچه در تعیین مبادی راه ولایت از اذکار و مراقبات و ریاضات
و مجاهدات سعی بیش از بیش بکار برده اند اما بحکم آنکه **مصرع** هر سخن وقتی و هر نکته مکانی دارد + اشغال مناسبه
هر وقت و ریاضات ملائمه هر قرن جدا جدا میباشد و لهذا محققان هر وقت از اکابر هر طریق در تجدید اشغال

کوششها کرده اند بنا بر علیه مصلحت دید وقت چنان اقتضا کرد که یک باب ازین کتاب برای بیان اشغال جدیده
که مناسب این وقت است تعین کرده شود و در تجدید اشغال بر طرق ثلاثه یعنی قادریه و چشتیه و نقشبندیه اکتفا نموده شود
که این طرق ثلثه اشهر الطرق اند پس تجدید اشغال این طرق مغنی از تجدید اشغال دیگر طرق است و از بسکه حصول
نسبت ولایت سلوک راه نبوت را آسان میگرداند و صاحب نسبت ولایت نسبت نبوت را بسعی قلیل حاصل
تواند کرد لهذا احسن ترتیب مقتضی تقدیم این باب بر باب چهارم که مشتمل بر طریق سلوک راه نبوت است گردید
و بالله التوفیق و بیده ازمة التحقیق **باب اول** در بیان وجوه تمایز طریقین یعنی طریق نبوت و طریق ولایت
و آن مشتمل بر دو فصل است **فصل اول** در بیان وجوه تمایز طریق ولایت و آن مشتمل بر چهار هدایت است
هدایت اول در بیان اسباب تحصیل حب عشقی و آن مشتمل بر دو افاده است **افاده ۱** باید دانست که سبب
عادی برای تحصیل محبت حضرت حق ذکر و فکر است اما ذکر و فکر که سبب تحصیل یک نوعی از نوعین محبت باشد
غیر ذکر و فکر یست که سبب تحصیل نوع دیگر تواند شد چنانچه اشارتی بسوی آنهم در ضمن تفاصیل احکام آن هر دو نوع
کرده خواهد شد **افاده ۲** اما سبب حصول عشق پس تصویرش آنست که چنانکه نار که الطف و اصفی اعلای
عناصر است باجزای لطیفه ارضیه که مسمی بدخان است ممتزج میشود و آنرا بسوی حیز خود که فوق جمیع احیاز عنصریه است
جذب میکند تا او را فانی در خود گرداند و هم رنگ خود و آثار و احکام بسازد ولیکن چون غبار یکه مجتمع در جو توده توده
شده است عائق از صعود آن دخان بجانب حیز نار میشود لابد که درمیان اقتضای نار و اقتضای غبار تزاحمی و تعارضی
بهم میرسد و باین سبب صورت هائله رعدیه و شعل ناریه برقیه حادث میشود تا انیکه اجزای ناریه بسبب شدت و حدت خود
بعضی عوائق تحویل را آب کرده بسوی ارض میریزد و بعضی دیگر را پاره پاره کرده در جو پریشان میسازد تا اجزای لطیفه
دخانیه را کشان کشان بجانب حیز خود برده فانی و متلاشی در خود گرداند همچنین لفظ مبارک الله که تجلی حضرت بیچون
است در نشار الفاظ چون حلق و زبان و کام و گوش ذاکر بِالطَّرِیْقِ الْمَشْهُوْرَةِ فِیْمَا بَیْنَ الصُّوْفِیَّةِ لِلذِّکْرِ
الْجَهْرِ الْمَوْضُوْعَةِ لِدَفْعِ الْوَسَاوِسِ وَجَمِیْعِ الْخَوَاطِرِ وَتَرْقِیْقِ الْاَرْوَاحِ از نور و سکینه و التذاذ مالامال میسازد و همچنین
خیال و وهم او را بِالطَّرِیْقِ الْمَشْهُوْرَةِ فِیْمَا بَیْنَهُمْ لِلذِّکْرِ الْخَفِیِّ الْمَوْضُوْعَةِ لِوِجْدَانِ الْحَلَاوَةِ بِهٰذَا
اللَّفْظِ وَلِحُصُوْلِ الْاِلْتِذَاذِ بِالْخَلْوَةِ وَالسُّکُوْتِ وَالنَّفْرَةِ عَنِ الْمُخَالَطَةِ مَعَ النَّاسِ وَالْمُکَالَمَةِ مَعَهُمْ

اضمحلالی خمولی می بخشد خواه بذکر مجرد همین لفظ الله یعنی حاصل شده باشد خواه بضم نفی یا صفات دیگر طالب را از ان
اشتغال تصور مفهوم این لفظ میگردد و آن تجلی حضرت حق است و رفتنا معلوم کرا لطف و اعلای تجلیات و اقرب
آنها است بحضرت ذات و چون این تجلی یعنی مفهوم این لفظ که بسیط محض و مجرد بحت است در ذهن او
استقرار میگیرد بحیثیتیکه بصر بصیرت او دائم التموج بجانب همان مفهوم باشد و تمام قوت ادراکه او مشغول حیثیم
و مقصور النظر علی ذلک المفهوم گردد و التفاتی بسوی ما سوای آن از صمیم قلب سر بر نزند اگر احیاناً خطره ما سوا
در ذهن خطور می کند هر آئینه مثل امور اتفاقیه باشد نه از صمیم قلب و این مسمی ایلکا است نزد یک قوم بالجمله چون
طالب با دراک همت خود درین مفهوم استغراقی قوی حاصل میکند و آن تجلی پیوند جان او میگردد لطف اجزای
سالک را که روح الهی اوست و کر خود ساخته و با او امتزاجی بهم رسیده او را با اصل خود می کشد و روح الهی که
از عالم پاک است و قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي در شان او است و بسبب مجبوسیه باین مشتی خاک اصل خود
را نسیان کرده و آئینه ادراک او زنگ خورده بود چون بنور این تجلی روی او صقل گردیده و عکس کمالات
حق در خود دیده که ان الله خلق ادم علی صورته اشارتست بآن و وطن فراموش کرده خود را باز یاد
نموده اقتضای وصول باصل خود میکند پس جذب آن تجلی این روح را و انجذاب این روح بسبب تنبهی و تیقظی
که از استقرار این تجلی حاصل کرده اقتضای صعود به حظیرة القدس میکند و تقاضای لحوق برفیق اعلی پیدا اما چون
غبار بشریت مانع لحوق او به حظیره تقدس میگردد ناچار تزاحمی درمابین اقتضای روحانی و نفسانی حادث میشود
باین سبب شورشی و تغلغلی و گرمی در نسمه که ملقب بروح طبعی است حادث میشود مثل حدوث شورشی و گرمی در وقت
غضب یا انبساطی و انشراحی در وقت فرح بالجمله این شورش و تغلغل که در روح نفسانی حادث شد طالب را
دیوانه وار و مستانه شعار میگرداند و عقل و فکر او را برهم میزند و بسا است که از قانون شرع و ادب بیرون میکشند و بسبب
شدت و حدت این آتش لغیاقی و میادین و وحشت از مجالس جمع مساکن صدور آه و فغان و حدوث زردی
رنگ و اشکباری بهم می رسد و همین کیفیت مسمی بعشق است و از بسکه حاصل این کیفیت روح حیوانی است این را
بحب نفسانی مسمی کرده شد و این کیفیت آناً فاناً متزاید میشود تا که حجاب بشریه و نکره تخرق شود و غبار نفسانیه پاش
پاش گردد و ثمره این حب مترتب شود **هدایت ثانیه** در بیان موئدات حب عشقی و آن مشتمل بر سه افاده است

افاده ۱ از عمده مویدات حب عشقی ریاضت یعنی تقلیل منام و کلام و صحبت با انام چه روح حیوانی را باین امور رقتی و لطافتی حاصل میشود و هر قدر که روح حیوانی رقیق تر حدوث تعلغل و شورش و گرمی سریع تر **افاده ۲** از جمله مویدات آن استماع الحان خوش و اصوات دلکش و قصص شوق آمیز و اشعار عشق انگیز است **افاده ۳** از جمله مویدات آن اجتناب از اموریکه باعث حدوث کثافتی در روح طبعی باشند مثل کثرت منام و مداومت بر اغذیه کثیفه و امثال آنها که بر اهل تجارب پوشیده نیست **ہدایت ثالثه** در بیان آثار حب عشقی و آن مشتمل بر یک افاده است **افاده ۱** از جمله آثار آن اینست که این حب بالذات اقتضای انخراق حجاب بشری و وصول روح الهی بال خود میکند و بس نه مطابقت هیچ قانونی خواه قانون شرع باشد خواه قانون ادب و نه ابتغای رضای کسی خواه رضای محبوب باشد خواه رضای غیر آن و نه التزام متابعت کسی خواه متابعت محبوب خود باشد خواه غیر آن نه دانی که مقصود ازین کلام آنست که ارباب عشق و مواجید مقید بقیود شرعیه و متادب باداب عرفیه و طالب رضای مولی و ملتزم متابعت مصطفی صلی الله علیه وسلم نمی باشند حاشا و کلا بلکه مقصود آنست که این حب بالذات مقتضی این امور نیست بلکه محض اضمحلال صاحب این حال در مشاهده جمال حضرت ذو الجلال میخواهد و بس به هر طریقیکه بدست آید خصوصیت هیچ طریق را در اقتضای آن دخلی نیست مثلاً اگر صاحب این حال را ظن حصول مقصود خود در استماع مزامیر و عشق مجازی و شغل برزخ و تخلیه اوقات از اذکار و طاعات و امثال آنها از امور ممنوعه شرعاً بهم رسد البته از صمیم قلب او میلانی بسوی او امور نمودی خواهد گرفت اگرچه آن صاحب حال از راه تدین و تشرع از ظهور آثار این داعیه مانع آید بلکه در ازاله آن جهد کند ایا نمی بینی که در عشق مجازی عاشق را مشاهده جمال معشوق و قرب و وصال او مطلوب میباشد اگرچه آن معشوق از قرب این عاشق متاذی باشد بلکه بسا است که این معشوقان مجازی عشاق خود را از دیده بازی و آمد و رفت در مجلس خود ممانعت میکنند و از قرب خود بلکه از محله و دیار خود اخراج مینمایند حتی که نوبت بسب و شتم و لگدکوب میرسد و آن عشاق هرگز نه از دید و دید و از آمد و رفت محافل و مجالس معشوقان خود دست بردار نمی شوند بلکه مقتول شدن از دست معشوقان خود و تحمل غضب آنها نمودن و جان در کوی آنها باختن را کمال فخر و علو همت می شمارند چنانچه کلمات نظمیه و نثریه آنها دلالت صراحة برین میدارد ایا نمی بینی که کلام شکایت آمیز هیچ یکی بر زبان آوردن در حسنت گهگی کیسے

مزدن چقدر باعث رنجش آن شخص میشود و در مقام حب عقلی کدام پایه می انگند و هذا ارباب عشق مجازی
در بیان امثال این حکایات و شکایات صرفه نمیدارند بکلام خود ما با امثال این مضامین رنگین مزین میسازند
باید فهمید ازین کلام اثبات حب عقلی نیست حاشا و کلا بلکه اشارتیست بسوی فرقیکه درمیان حب عشقی و حب
عقلی است **افاده ۲** ازجمله آثار آن تفرد است یعنی قطع علائق ماسوای محبوب و تنگدلی از هر وضع مشاغل
متشتته و هجوم علائق متکثره و تنگی حوصله از نظم و ترتیب امور متفرقه مثل سیاست منزلی و سیاست مدنی و امامت
جماعت و اقامت اعیاد و جمعات و ایفای حقوق ذوی الحقوق از اهل قرابات و امثال آن و هذا از زوج
که اصل همه علائق است نهایت نفرت و وحشت میگیرد **افاده ۳** ازجمله آثار آن شدت تعلق قلب است
بمرشد خود استقلالاً یعنی نه آن ملاحظه که این شخص ناودان فیض از حضرت حق و واسطه هدایت اوست بلکه
بحقیقتیکه متعلق عشق همان میگردد چنانکه یکی از اکابر این طریق فرموده که اگر حق جل و علا در غیر کسوت مرشد من تجلی
فرماید هرآئینه مرا بدو التفات درکار نیست **افاده ۴** ازجمله آثار آن عدم اعتنا است بعلوم و طاعات ظاهره چه
اشتغال باین علوم ازجمله نظم و ترتیب امور متشتته است و از بسکه کار او بساطت در بساطت است اشتغال بامثال این
امور بسیار و بال او پریشان میسازد **افاده ۵** ازجمله آثار آن عدم تفطن علاقه ایست که درمیان ظاهر شرع و باطن
آن واقع است تفصیل این اجمال آنکه شرع را باطنی است و آن تعلق قلب است بحضرت حق جل و علا و این تعلق را
انحا است مختلفه که هریک را از آن انحا رتبه مینامند چنانچه تفصیل این در محل خود مذکور است و ظاهر شریعت
جمیع و آن امتثال اوامر و اجتناب از مناهی است و درمابین این افعال ظاهره و آن تعلقات قلبیه علاقه ایست پس
باید که قبله ارباب تحقیق و کعبه اصحاب تدقیق اعنی شیخ ولی الله قدس سره بشرح و تفصیل آن موفق شده اند پس
هرکسیکه بوجدان خود متفطن آن علاقه میشود عبادت او سراسر مغز بی پوست میگردد و احوال او ممتزج بافعال
میشود و الا آن شخص قشری محض و متقشف بحت میگردد اگر فقط تمسک بظاهر افعال شرعیه کرده باشد و الا شعبه
از الحاد و زندقه او را میباید اگر فقط تمسک بباطن شرع نموده ظاهر را از درجه اعتبار ساقط داند و از بسکه تفطن باین
علاقه از قبیل نظم کثرت افعال در وحدت احوال است صاحب حب عشقی را دراین میدان جولانی نیست الا
بتقلید ارباب حب عقلی و ازین آثار مذکوره آثار دیگر که بسبب تنگی مقام در قلم تحریر نیامد پی بردن براهل فطانت

چندان عجیب نیست اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْهِ الْاِشَارَةُ **ہدایت رابعہ** در بیان ثمرات حب عشقی و آن مشتمل بر سہ
افادہ است **افادہ ۱** چون بسبب حدت و شدت کیفیت عشقیہ و قوت جذب تجلی علمی و کمال انجذاب روح
الٰہی غبار شہادت و مثال منکشف میگردد و حجب نورانیہ و ظلمانیہ منخرق میشود لابد بنابر انجاز وعدہ کہ مسبوق
کلام لازم الوثوق وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا است و مدلول کلمہ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ است
مشاہدہ جمال لایزال حضرت ذوالجلال دست میدہد و معنی قرب و معیت کہ مضمون اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ
وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ و اِحْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ کہ معبر بوصال است ہویدا میگردد و در عابد و تب
و تابی و قلق و اضطرابی کہ در وقت حرمان و ہجران تحمل کردہ بودہ بود حاصل سرور و ابتہاج و خلعت مکالمہ و مسامرہ
بدست می آید بالجملہ سراسیمگی بالفت مبدل میگردد و وحشت بانس **افادہ ۲** بار چون تائید توفیق دست این
مدہوش ابتہاج مشاہدہ را گرفتہ بالا میکشد مقام فنا و بقا از پردہ اختفا بظہور می آرد بیانش اجمالش آنکہ چنانچہ
آہن پارہ را آتش می اندازند و زبانہا آتش او را از ہر جانب محیط میشود بلکہ اجزای لطیفہ ناریہ در نفس ہر
آن آہن پارہ مداخلت می نماید و شکل دادن او را ہمرنگ خود میسازد و حرارت و احراق کہ از خواص نار است
باو می بخشد ہر آئینہ آن قطعہ حدیدیہ معدود از جملہ قبسات ناریہ خواہد شد نہ باین طور کہ آن زحدیہ حقیقت خود
مبتدل شدہ بنار صرف متحول گردید کہ امریست بدیہی البطلان بلکہ این آہن پارہ در حقیقت خود آہن است
لیکن بسبب ہجوم جنود شعل ناریہ حدیدیتش مع آثار و احکام خود در ما آوردہ در زاویہ اختفا خمول در زیدہ
پس ہرچہ بر نار از آثار و احکام مترتب میشد ہمان آثار و احکام بلاحجابی کم و کاست بر آہن پارہ ہم میتواند شدی
فی بلکہ آن آثار و احکام حالا ہم مترتب بر ناری است کہ آن آہن پارہ احاطہ کردہ اما چون آن نار این آہن پارہ
را مرکب خود ساختہ عرش سلطنت خود قرار دادہ این آثار و احکام را بآن آہن پارہ نسبت می توان کرد چنانچہ
وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ تصریحی است و ظاہر اَنْ فَاَرَادَ رَبُّكَ تلویحی است بان الغرض اگر آن آہن
پارہ را در خیال مجال مقال بودی ہر آئینہ بصد زبان آوازہ غیبت خود با نار و غلغلہ اتحاد با نار حدید در گنبد افلاک
انداختی البتہ البتہ ساعتی از خود رفتہ از حقیقت خود غافل گشتہ باین کلمہ متکلم شدی کہ من اخگری از آتش سوزانم
دمنم آنکہ کار و بار طباخان و حدادان و صواغان بلکہ جمیع ارباب صنائع منوط بدست من است پس چون امواج جذب

گشتن روحانی نفس کاملہ انیطالب در تصریح بحار احادیث فرمیکشند زمزمۂ اَنَا الْحَقُّ وَلَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہ
ازان سر برمیزند کلام ہدایت التیام کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ
یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا و در روایتی وَلِسَانَهُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِهٖ حکایتی است ازان وَاِذَا
قَالَ اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّهٖ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَیَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّهٖ مَاشَاءَ کنایتی است ازان
این مقالیست بس باریک و منزلیست بس نازک باید که دران نہایت تامل کرد تفصیل او در ابر مقامی دیگر تفویض نمائی
شعر وَرَاءَ ذٰلِکَ فَلَا اَقُوْلُ لِاَنَّهٗ ٭ سِرٌّ لِسَانُ النُّطْقِ عَنْهُ اَخْرَسُ ٭ وزنہار برین معاملہ تعجب
نمائی و بانکار پیش نیائی زیرا کہ چون از درخت وادی مقدس ندائی اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ سر برزد اگر از نفس
کاملہ کہ اشرف موجودات و نمونۂ حضرت ذات است آواز انا الحق برآید محل تعجب نیست و از جملہ لوازم اینمقام صدور
خوارق غریبہ و ظہور تاثیرات قویہ و استجابت دعوات و دفع بلیات است کہ لَئِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ
اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ مصرح است باین معنی از جملہ لوازم آن ظہور نکبت و بال بر عدو بد سگال این صاحب حال است
مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ مفید ہمین مضمون است **افادہ ۳** باز اگر لطیفۂ دیگر از غیب جذبہ
حد یا پردہ از ریب باد میرسد ادراک او وسعتی بس عظیم و پہنائی بس فخیم پیدا میکند کہ بسبب آن اضمحلال
جمیع حقائق کونیہ و موجودات امکانیہ در جنب ذات بیچون ہویدا میگردد و نسبتی کہ این نفس انیطالب حضرت
حق ظاہر شدہ بود ہمان نسبت درمیان ہر چیزیکہ در عرصۂ وجود بظہور رسیدہ و حضرت حق روشن میگردد بجملہ
انبساط قیومیہ حضرت حق بر بساط وجود و قیام این حقائق متکثرہ بآن ذات متوحدہ مدرک میگردد و بمضمون
هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ وَلَوْ اَنَّکُمْ دَلَّیْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَی الْاَرْضِ السَّابِعَةِ السُّفْلٰی لَهَبَطَ عَلَی اللّٰہ
دم میزند سبحان اللہ زہے تاثیر جذب عشقی و زہی جذب تجلی علمی کہ بسبب آن این مشتی خاک در مقام مقدس و پاک
چہ قدر چالاک گردیدہ و این تراب مہین در مجلس قرب رب الارباب عظیم چہ مقعد صدق و مقام کریم یافتہ
شعر جسم خاک از عشق بر افلاک شد ٭ کوہ در رقص آمد و چالاک شد ٭ عشق جان طور آمد عاشقا ٭ طور مست
و خر موسیٰ صاعقا ٭ و از لوازم اینمقام است دم از وحدت وجود زدن و لب بمعارف الٰہیہ کشودن و ترنم بہ
مضامین این ابیات نمودن شعر انچہ نی میگوید اندر زیر و بم ٭ فاش گر گویم جہان برہم زنم ٭ جملہ معشوق است

و عاشق بمیرد و زنده معشوق است و عاشق مرده این است آنچه از احکام حب نفسانی ضروری البیان بود
فاما شرح و بسط این احکام خصوصاً تفاصیل مقام فنا و بقا پس از کتب قوم طلب باید کرد و قدوهٔ اولیا و زبدهٔ ارباب
صفا اعنی شیخ ولی الله از این کمال بقرب النوافل تعبیر میفرمایند **فصل ثانی** در بیان وجوه تمایز طرق نبوت آن
مشتمل بر چهار هدایت است **هدایت اولی** در بیان اسباب تحصیل حب ایمانی و آن مشتمل بر سه تمهید و دو افاده است
تمهید اول باید دانست که انسان در اصل خلقت خود بر چند چیز مفطور است و استحسان آن امور و استقباح آن
اضداد آنها در خمیر جبلت او ودیعت نهاده اند و هر فردی از این نوع که لوح جبلت او از نقوش باطلهٔ تقلید ارباب جهل که منافی
که فطرت خود را فاسد کرده و احکام جبلت خود را از دست داده اند صافی باشد البته این امور را از مفاخر و مناقب
خود بلکه جمیع ابنای نوع خود می شمرد و اضداد آنها را از نقائص و معائب خود و امثال خود میداند و هر کرا از ابنای نوع
خود عاطل از این امور و خالی از طلب آنها می بیند البته او را از زمرهٔ اغبیا و سفها میداند از عمدهٔ آن امور حب منعم
و تعظیم اوست و ترجیح جانب او بر ما سوای او و شکر نعمای او و تحمل مشاق در ترک اوقات و حرف مرغوبات در ابتغای
رضای او و خود را در زمرهٔ بندگان او شمردن و نفس خود را ناچیز محض در جنب او دیدن و زبان بمدایح او کشادن
و جوارح را در خدمت او بکار آوردن و گردن در زیر بار منت او فرو کردن و منت او را بر خود قولاً و فعلاً
اظهار نمودن و مرغوبات خود را در انقیاد او باختن و دل را بر عزیمت امتثال اوامر و رضا جوئی او محکم داشتن
و از خضوع و نیاز او عار نکردن گو که ممارست امور خسیسه یا شاقه پیش آید و استقامت و مداومت بر امور
مذکوره که خلاصهٔ آن حق شناسی منعم است نمودن و بالجمله خلاصهٔ این کلمات آنکه انسان جید الفطرة را با منعم
خود علاقه بهم می رسد که هرگز از عهدهٔ آن مدة العمر بهیچ خدمتی از خدمات بیرون نمی تواند شد و هیچ چیز را مقابل
نعمای او نمی تواند شناخت و جزای تحمل مشاق در بجا آوردن خدمات جز رضای او نمی تواند دانست و اگر نیک
بنگری هیچ فردی را از افراد انسان که در جودت فطرت مسلم اقران خود باشد خالی از این نخواهی یافت و تمادح
بحب منعم و مباهات و تفاخر بآن و اجتناب از کفران نعم و نفرت از آن و تسابب و تشاتم بآن در مابین
افراد این نوع جاریست مثلاً اگر کسی را ببر والدین و خیر خواهی موالی و نمک حلالی آقا و تعظیم استاد و انقیاد
سلاطین یاد کنی البته آن شخص این قول را از جملهٔ مدائح خود خواهد شمرد و او را باین مدح سر در می ابتهاج

حاصل خواهد شد بلکه جهد و سعی در دفع رسانیدن در دل او به نسبت این قائل استقراری خواهد یافت و اگر العقوبة وقبا
والدین آباق از موالی و نمک حرامی از آقا و اهانت استاد و بغی بر سلاطین بکسی نسبت کنی البته آن شخص این
قول را ذم و هجو خود دانسته خود آشفتگی و غضبی و بغضی و سعی در ایذای قائل بهم رساند. و از فروع حب منعم است تعظیم
شعائر او یعنی اموریکه بآن مناسبتی خاص میدارد بحیثیتیکه ذهن کسیکه واقف بآن مناسبت باشد از آن امور
بآن منعم انتقال میکند مثل تعظیم نام او و کلام او و لباس او و سلاح او و مثال مرکب او و مسکن او و چنانکه هر کسیکه ممارست
این امور کرده و مجانست با حقوق شناسان از امرای عظام بلکه جمیع مصاحبان کرام و تعظیم ایشان مر فرامین
بادشاهی و تخت بادشاهی را دیده پوشیده نخواهد ماند و چون تعظیم شعائر منعم بکمال میرسد باعث تعظیم هر چیزی
مؤید حب و مروج شکر او باشد میگردد مثل تعظیم کسیکه بشکر او دعوت می نماید یا در خدمتگذاری و تائید این حب
میکند یا اعلام نعم او می نماید و چون این مرتبه هم قوت میگیرد و به افراط و غلو می نهد باعث تعظیم اموری
میشود که از حب و تعظیم منعم و خدمتگذاری او بظهور رسیده مثل تعظیم اقوال و افعالی که بازای نعم او بجا
آورده و تعظیم اموالیکه در رضا جوئی او باشد دانی که این از قبیل عجب باقوال و افعال خود و احتیال
صرف اموال خود است زیرا که آن اقوال و افعال و اموال را دو جهت است یک جهت از کمالات ملابسات
محب است و از جهت ثانیه از شعائر منعم و تعظیم آن بجهت ثانیه متعلق شده نه بجهت اولی و از آن جمله حب اداست
و مراد از جواد شخصی است که افاضه امور نافعه لا لغرض نماید چه هر انسان سلیم الفطرت هر کرا باین صفت موصوف
میداند بالطبع او را دوست میدارد مثلا اهل سخاوت و فتوت و ارباب کرم و مروت را از سلاطین ذوی الاقتدار
و امرای نامدار هر کسیکه از ارباب فطانت و کیاست باشد البته از صمیم قلب خود دوست میدارد و در
سویدای دل ایشان خواهش ازدیاد عز و جاه آن کرام استقراری میگیرد و خواه بایشان انعامی از آن
عطا رسیده باشد یا نه چنانچه بر اهل وجدان پوشیده نیست حال آنکه هیچ یکی ازین عظما را جواد حقیقی
نتوان گفت چه هر که سوای حق جل و علا متصدی افاضه امور نافعه میشود و سعی در نفع رسانی بجا
می آرد هر آئینه او را غرضی از اغراض دینیه یا دنیویه از ابتغای مرضی حق یا طلب ثواب جزیل یا
دفع عذاب اخروی یا تهذیب اخلاق خود یا طلب نام و نشان خود یا انتشار صیت سخا و کرم و ثنا و مدح

در اقران خود یا امثال این امور باعث این افاضه وکرم گردیده لیکن چون آن غرض را عند الافاضه والانعام مستور میدارند وبی غرضی محض اظهار می نمایند و در بادی نظر شخصی بجواد مطلق پیدا می کنند بنابر این مستوجب حب ارباب فطانت گردیدند چه جای جواد مطلق که صفت جود حقیقة در ذات فیاضه او منحصر است ولس ایا می بینی که اگر احیانا از کسی از ایشان عند الافاضه والانعام تحصیل غرضی یا طلب منفعتی ظاهر میشود در همان باب فطانت او را از زمرهٔ کرما خارج شمرده در جامه دون همتان معدود می نمایند وازان جمله تعظیم صمد است ومراد از صمد شخصی است که خود بی نیاز باشد وغیر او را بسوی او احتیاج پیش آید واین صمدیة امر لیست متشکک در کمال ونقصان چه استغنا از اکل و شرب وجماع وامثال آن از لوازم حیوانیة مرتبه ایست از صمدیة واز استغنا از جهت شکل ولون وامثال آن از لوازم جسمانیه مرتبه ایست فوق ازان واستغنا از معین ووزیر وشریک ومشیر وآلات ووسائط وامثال آن از لوازم عجز وهمچنین استغنا از جواسیس وهرکاره وخفیه نویسان ووقائع نگاران وامثال آن از لوازم جهل مرتبه ایست فوق ازان واستغنا از علت خواه فاعل باشد خواه قابل که مسمی بوجوب است مرتبهٔ ایست فوق ازان ودیگر مراتب فوقانیه را برین قیاس باید کرد وهمچنین مراتب احتیاج غیر بسوی او نیز متفاوت است چه احتیاج در حلال مشکلات واستدفاع بلیات مرتبهٔ ایست ودر تربیت از تغذیه وتنمیه مرتبه ایست فوق ازان ودر حصول جوارح وقوی بسوی ایجاد وعنایت او مرتبه ایست فوق ازان ودر نفس وجود وبقای او یعنی در خروج از کتم عدم وظهور بر منصه وجود مرتبهٔ ایست فوق ازان ودیگر مراتب فوقانیه را برین قیاس باید کرد وبازای هر مرتبه از صمدیة مرتبهٔ ایست از تعظیم که مثل آن باشد در کمال ونقصان یعنی هر قدر که صمدیة عالی تر واحتیاج بسوی او قوی تر باشد تعظیمی که مقابل اوست کامل تر وخاضع تر خواهد بود بالجمله صمدیة وتعظیم را مثل دو پله میزان قیاس باید کرد که هر قدر که یک پله علو ورفعت بهم می رساند همون قدر پله دیگر بانحطاط وپستی رو می نهد ایا نمی بینی که هیچ یکی از ستدنیان ملتی خواه حق باشد خواه باطل عبادت را که غایت تعظیم است در حق کسی بغیر اثبات صمدیة او یعنی استغنای او از حاجات امثال خود واحتیاج خود بسوی او در حوائج ومشکلات تجویز نمی نمایند بلکه همین صمدیت بر استحقاق آنها عبادات را استدلال

سے نماید در شمار تحسین معبودیت معبودان باطل را نفی صمدیت از ایشان ابطال فرموده جابجا اثبات احتیاج آنها نموده و عدم احتیاج این ها باین درسیچ یکی از حوائج بسوی آنها اظهار کرده چنانچه بر اهل مهارت از علمای تفسیر پوشیده نیست و از آن جمله است حب اهل کمال و تعظیم آنها و این امر در ظهور و بدیهیت بمرتبه رسیده که مستغنی از بیان است چه هر سلیم الفطرة هر کس را که متصف بکمال میداند مثل علم و ذکا و قوت و قدرت و حسن صورت و سیرت رونق و تمکین و امثال آنها البته از ته دل او را دوست میدارد و هر قدر که ممکن باشد از تعظیم و تفخیم او بجا می آرد و مجالست و مصاحبت او میکند و از نیک صفات کامله در مراتب کمال و نقصان تفاوت واحش میدارد و مراتب حب و تعظیم که بازای آنهاست ناچار متفاوت خواهد شد بالجمله چون هر یکی ازین امور مذکوره در احداث حب عقلی در باطن انسان سلیم الفطرة کافی است اجتماع اینهمه لاسیما که در اقصای مراتب کمال باشند موجب ازدیاد حب و باعث حدوث فرط تعظیم که فوق آن متصور نیست البته خواهد شد

تمهید ثانی چون منعم حقیقی جود مطلق نجات افراد انسان را از مصائب اخرویه و نیل ایشان را بمناصب علیه جز بحصول اقوای مراتب حب حق جل و علا ممزوج بغایت تعظیم او ندانست و آنچه در جذر جبلت او از حب منعم و امتثال آن امور مذکوره ودیعت نهاده بود همان را طریق افاضه این سعادت جاودانی و سرمایه دو جهانی قرار داده بزبان هدایت انسان اشرف و اکمل افراد انسان ندای آحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ و آوازه قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي در کوه فطرت در دادند و کلام سراسر نظام که مشحون از نعمای حضرت حق وجود او و مملو از شرح و بسط آیات صمدیت و مثبته صفات کمال و نافی سمات نقص و زوال او بود در باطن او ریختند و تسبیحاتی و تکبیراتی که مشعر به صمدیت او بیند و تحمیداتی که مخبر از جود و انعامات او و مبنی از اوصاف و کمالات او و تهلیلاتے که مظهر تفرد او بالوهیت که اصل صمدیت است و بربوبیت که اصل جود و انعامات و اساس محامد و کمالات است بواسطه آن اکمل افراد تعلیم نمودند و آیاتیکه منبث در آفاق و مضمر در انفس است و عجائبیکه در اجرام علویه و اجسام عنصریه خصوصا در نوع انسان که در ایجاد او از تغیراتی و تحولاتی مثل نطفیة و علقیة و مضغیة که بر ماده میگذرد و در تصویر او و از ایجاد الوان خوش و صور دلکش و اعضای متناسبه و قوای متخالفه و در تربیت او از تغذیه و تنمیه او لاً در بطون امهات و ثانیاً در صغر سن و ثالثاً در کبر سن و رابعاً در شیخوخت و از دفع بلیات و حل مشکلات و اغاثه ملهوفین و استجابت

دعوات مضطرین و در ہدایت او از ارسال رسل و انزال کتب و امثال آن محض فضل و کرم خود بہ بیان بلاغت نشان افصح العرب والعجم ایضاح کرد تا آن اموریکہ در خمیرہ فطرت مستور بود بر منصۂ ظہور جلوہ گر شود و دین حنیفی کہ بر تصقیل فطرت بیش نیست کہ منطوق فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ و مدلول بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا است نصیب ایشان بود **تمہید ثالث** باید دانست کہ ہر چند اقوال و افعال از فروع و توابع احوال است لیکن بعض وجوہ آن از متممات احوال و مکملات آن نیز توان شمرد چہ افعال و اقوال بمنزلۂ قالب است و احوال بمنزلۂ روح و چنانکہ قالب بی جان معدود از جنس جمادات است ہمچنین جان بی قالب عاطل از کمالات مثلاً سب و شتم و ضرب و جدال اگرچہ از فروع کیفیت غضبیہ است و آن از احوال قلبیہ لیکن آنرا در رتبہ مکملات و متممات آن باید نہاد چہ اگر کسی را مثلاً غضبی یا فرحتی طاری شود و از ظہور آثار آن از سب و شتم یا نغمہ و سرود سراسرے و از ضرب و جدال یا از آرائش اسباب عیش و نشاط و ترتیب محافل عشرت و انبساط و امثال آن از افعال و اقوال فرحیہ یا غضبیہ مانع آید ہر آئینہ آن غضب و فرحت از جنس وساوس نفسانیہ معدود شدہ در ساعتی لہب آتش غضب منطفی شدہ و انبساط فرحت رو بانقباض نہادہ باطل خواہد شد و اگر آن حالت قلبیہ را باقوال لسانیہ و افعال جسمانیہ تائید کنند البتہ آنہا را قوتی و تزایدی ہم رسد و وسعتی و احاطہ دست دہد ہم چنین حب منعم جواد و تعظیم سید یکہ در کمالات خود منزہ از اضداد و انداد باشد اگرچہ از امور قلبیہ و حالات نفسانیہ است لیکن اقوال محبت انگیز و افعال تعظیم آمیز آنرا دوبالا می سازد و آب و تابی می بخشد کہ بر اہل وجدان سلیم پوشیدہ نیست و بدون این امور آن حالت قلبیہ مثل کاتب مقطوع الید و شہسوار ہالک الفرس خواہد شد چون این مقدمہ ممہد شد پس لابد بر سر اصل کلام بیائیم **افادہ - ا** - باید دانست کہ مرد سلیم الفطرۃ کہ در ازل الآزال او را از اہل سعادت نوشتہ اند و عنایتی خفیہ در بارہ او گماشتہ اند چون بگوش ہوش خود می شنود کہ منعم حقیقی او نعمای جسمانیہ و نفسانیہ در اقصای مراتب صمدیت و اعلای مناصب جود واقع است و باکمل اوصاف و افضل نعوت متصف و از سمات نقص منزہ و از صفات زوال مبرا و این شخص در اقوای مراتب احتیاج واقع چہ در ہر ساعت بہ نسبت ہر چیز بسوی او محتاج حتا کہ در جوارح و اعضای خود ہم پس گویا کہ تمام وجود این حاجت در حاجت است و نعمای

منعم حقیقی باوجود کمال صمدیت و استغنائی او در هر ساعت باران منفعت ریزان و به بصر بصیرت خود می بیند آیاتی که منبث در آفاق و انفس است عجائبی را که منبسط از سمک تا سماک و از ثری تا ثریا است بلکه از عرش تا فرش خصوصاً در نوع انسان خصوصاً در نفس این ناظر که بسوی پاره از آن اشارتی در صدر کلام گذشته لا بد امور مذکوره الصدر که در فطرت او ودیعت نهاده اند جنبشی پیدا میکنند و سینه او را پر میسازند و جوش تعظیمی بنسبت آن منعم حقیقی از صمیم قلب او می خیزد و ظهور افعالی و اقوالیکه دال بر تعظیم و شکر او باشد و شایان صمدیت و کمالات او نماید و بذل اموالیکه بآن رضای او بدست آید تقاضا می نماید پس تسبیحاتی و تحمیداتی و تکبیراتی ممزوج با فعال خضوعیه و حرکات تعظیمیه بملاحظه آن معانی که در اول کلام مذکور شد از و سر بر میزند لا سیما تهلیل که دلالت بر تفرد او باعلای مراتب صمدیت و اقوای مقام ربوبیت میدارد بظهور میرسد خصوصاً کلام پاک او که شارح و مفسر امور اربعه فطریه بروجهی است که فوق آن متصور نیست باوجودیکه بآن کلام پاک تعظیم شعائر منعم هم مخلوط گشته پس آن کلام پاک را آن مومن پاک بکمال تعظیم و تدبر معانی بوجهی که بالا مذکور شد بر زبان می آرد و لذت این اذکار خصوصاً عظمت این کلام پاک قلب و عقل او را مالامال میسازد و عذوبت الفاظ و رشاقت مضامین دل او را صید میکند و هوش و عقل او را مسر بسر سیر در روشن میگرداند و خیالات منتشره و وساوس پراگنده و امانی باطله و عزائم عصیان و حب و تعظیم ماسوی الله را پاش پاش کرده متلاشی میگرداند و عقل و قلب او را از الواث بهیمیه پاک میسازد + و این ست ذکر این قوم و این را بذکر ایمانی ملقب میکنیم و ازینکه از صدر کلام معلوم شد که از اقوال لسانیه و افعال جسمانی در باره احوال نفسانیه تائیدی عظیم بهم میرسد و آب و تابی فخیم و وسعت مید هد پس بنا بر علیه این ذکر مذکور باعث ازدیاد امور اربعه فطریه خواهد شد و الفتی و تعظیمی جدید از نهاد ذاکر فواره صفت جوش خواهد زد و آن جوش حب و تعظیم اقوالی و افعالی دیگر تقاضا خواهد کرد و همچنین امر از جانبین میرود تا که مضمون تهلیل که تفرد حضرت حق است بالوهیت و ربوبیت و فضائل ذاتیه و فواضل متعدیه و اقصای مراتب استغنا و اوسع جود نعما و سقوط وسائط تاثیر و انعام و اعراض از التفات بآنها و عدم اعتنا بحال آنها است در دل ذاکر قرار گیرد و استحکام پذیرد حتی که هر کائنی که در عالم کون بظهور رسیده و میرسد همه را بقدرت کامله او بلا واسطه منوط داند و هر انعامیکه باو و یا بامثال او فائض شده همه را از آثار تربیت بالغه او بلا حجاب شمرده و هر کمالیکه در ذره ذره از ذرات موجودات یافته

همه را علوّ جمال لایزال او شناسد و هر نقص و نکبت و بیکسی از ممکنات هویدا است همه را در درگاه جلال او دون
اعتقاد کند پس ساعةً فساعةً در بحر عجائب قدرت او غوطه میزند و حباب آسا بر باد حیرت به هر سو آواره افتاده
کتاب انعامات او مطالعه می‌نماید و جهه مضمون عجز و خجالت و عدم امکان بقیام حقوق انعامهای او و منعم
این ست فکر این و این را بمراقبه صمدیت تعبیر کنند **افاده ۳** چون این فکر بکمال خود میرسد العظمت شده
ممزوج بالتعظیم مفرط از قعر قلب او سر برمیزند و جمیع قوای باطنه او را مغلوب میگرداند و حالتی طاری میشود که او را
تشبیه بجز گداختن نمک در آب یا شبنم در آفتاب نتوان داد که اگر بالای بیند همه آیات عظمت و انعام می‌بیند
و اگر زیر پای بیند بجز آثار انعام و عظمت نمی‌بیند و اگر درون خود می‌بیند همین می‌بیند و اگر بیرون نظر کند
بیند همین می‌بیند. و اگر خود را در خدمت و شکر انعام او با خاک برابر کرده بلکه خاکستر بر باد داده دگرگون شده
و باز این سعی بلیغ را با نعام او موازنه در خیال خود میکند و با عظمت او در میزان عقل می‌سنجد به آینه
انفعال و خجالت از حیث قلب خود میچکاند و خود را در آن مستغرق میداند بلکه جوارح و قوای خود را هم از جمله
قوای او شمرده از عجائب قدرت او شناخته محبتی و تعظیم بهم میرساند **بیت** نازم بچشم خود که جمال تو دیده است
افتم بپای خود که بکویت رسیده است + هر دم هزار بوسه زنم دست خویش را + کو دامنت گرفته بسویم کشیده است + و هرگاه
که اسم مبارک او بر زبان میراند تمام باطن او از عظمت و حلاوت این اسم عظیم مثل بید از نسیم سحری می‌لرزد و از
هر بن موی او ندای عجز و احتیاج و آوازه استغنا و بی‌نیازی او فوّاره صفت می‌جوشد پس این الفت شدیده
را که ممزوج بتعظیم مفرط و مسلط بر ظاهر و باطن مومن میشود بحب ایمانی ملقب میکنند و از بسکه تخم این حب
در صعید طیب عقل مومن که خالی از اتباع مواد اختراع بدعت است کاشته شده بحب عقلی مسمی میسازیم
و از بسکه شارع بسوی همین حب دعوت فرموده همین را در مقام مدح عباد خود ذکر نموده و تمام ارکان و آداب
دین را برای تحصیل همین حب قرار داده بحب ایمانی نیز ملقب می‌نمائیم **هدایت ثانیه** در بیان مؤیدات حب
ایمانی و آن مشتمل بر تمهید و سه افاده است **تمهید** ۱ - باید دانست که اصل اسباب حصول حب ایمانی و اساس
مؤیدات این سعادت جاودانی اجتبای حضرت حق و اصطناع جواد مطلق است که در ازل الآزال نصیبه
این ذره ناچیز گردیده و او را از زمره مقبولان معدود کرده - پس همان اجتبای ازلی این ذره ناچیز را از حضیض

خاک تا در دو سماک کشان کشان می برد و در هر مقامی لفظی جدید و ترتبی مناسب از و بظهور میرسد اما چون آن اجتباء در بدو فطرت مستور الاثر و مفقود الخبر باشد و بنسبت مصادقت بعضی امور مناسبه پرده خفا از روی او دور میشود آثار او تدریجاً بر منصهٔ ظهور میرسد بنا بران این امور را از زمرهٔ مؤیدات و اسباب میتوان شمرد اگرچه مؤید حقیقی و سبب اصلی همان نور ازلی است که در بدو فطرت در نهاد جبلت او ودیعت نهاده اند چه از اضعاف مضاعفت این امور مؤیده حصول عشر عشیر آن آثار هم مستبعد می نماید چه جای ترتب این قسم الطاف را امثال این موصفات۔ **تمہید ۳**۔ باید دانست که اگرچه مؤیدات این سرمایهٔ سعادت را بتقریر و تحریر مقید ساختن و در حیطهٔ حد و شمار محصور کردن متعسر بل متعذر است لیکن بحکم **مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ** سوی بعضی از آن اشارت کرده می شود تا اهل عقل و فطانت مسکوت را بر منطوق قیاس کرده بحقیقت کار پی برند

افادہ ۱۔ از عمده مؤیدات حب ایمانی استحکام عزیمت قلبیه است بر اتباع شریعت و کمال وفور رغبت بموافقت سنت و شدت نفرت از ملابست بدعت و قوت اعتصام بحبل الله المتین یعنی اقتدای ظاهر و باطن بکتاب و سنت رسول امین و کمر همت را بر رضا جوئی حضرت حق جهت بستن و اعتقاد و تعظیم او و تعظیم شعائر او لا سیما شرع که اعظم الشعائر است درست کردن۔ ندانی که مقصود ازین کلام کثرت عبادات شرعیه است یا بهم رسانیدن وسواس که عوام الناس او را بتقوی ملقب می نماید بلکه مقصود از آن اطمینان قلب بر عقائد شرعیه و جوش زدن محبت و رغبت و تعظیم از صمیم قلب بنسبت اوامر دینیه و عدم مبالات بموافقت و مخالفت خلق در رضا جوئی خالق و استحکام عزیمت بر دفع مانع و عائق بحیثیتیکه جان و مال خود را در رضا جوئی منعم خود ده دادن و سر و سامان خود را برای امتثال او امر او باختن در نظر همت عالیه خود بجوی نمی شمارد و هر علائق و موانع را که در راه ازو می همت خود در رضا جوئی او موازنه میکند هم سنگ ذره نمی یابد بلکه در نظر بصیرت او مثل موازنه کاهی با کوهی می نماید و در دل خود بر دفع آن مانع و طرد آن عائق شجاعتی می یابد و خود را باعتبار همت خود بران چیره دست می شمارد اگرچه آن عائق صعب الزوال و عسیر الابطال باشد مثل پهلوان آهن تن که آوازهٔ رجز نقیبان و نعرهٔ مبارزت اقران او را مست کرده بمیدان محاربه کشیده آورده پس آن شیر ژیان بسبب شجاعت و تهور کسی را در اقران خود نمی شمارد بلکه در دل خود قطعاً میداند که بهر که روی همت خود آرم و نیروی

برگمارم فی الحال مثل مورچه بحال پائمال تواندم کرد اگرچه رستم زمان وافراسیاب وقت باشد واین امری ست
از وجدانیات که دائرهٔ تقریر و نطاق تحریر ادیان وتصویر آن تنگی میکند وبرجنود فکر و عساکر عقل نیل حقیقت
آن سرنگی مینماید وجز وجدان وادراک آن بازیست وغیر قلب سلیم راآنجا کاری نی - ع - لذت این می نشناسی
بخدا تا نچشی ؛ **افاده ۳** - از جملهٔ مؤیدات حب ایمانی ترجیح جانب حق است بر جانب نفس لو مهیکه در طلب
نفس انکساری ازان پدید آید ودر اساس بهیمه ازان انقلاعی هویدا گردد و در اموریکه باعث این انکسار و مقتضی
این انقلاع تواند شد بسبب اشخاص واوقات اختلافی عظیم و تفاوتی فاحش متحقق است مثلا در بهیمهٔ کسیکه مشغوف
الاکل والشرب باشد و مثل مگس بر نان و حلوای افتد ترک میل باین امور و ایثار غیر دران محض لابتغاء الرضاء الله
جائیکه نه طمع حصول مثل آن باشد و نه امید حق شناسی و خدمت گذاری آن غیر و نه توقع انتشار صیت زهد و ایثار و مثال
این امور دخلی دارد که در غیر آن نه و همچنین در تطهیر قلب کسیکه مجبول بر قوت شبق و عشق نساء است و او را معشوقه
ذات الجمال والحسب والمال بحسن اتفاق و یاوری نصیب مستوره عن اعین الرقیب بدست آمده آنوقت
سرد روساعت ابتهاج را که ببذل اموال خطیره بدست آورده ترک زنا و مصاحبت باوجود توفر رغبت طرفین
و هیجان شوق و شبق و عدم موانع عرفیه و طبعیه محض ابتغاء لرضاء الله و خوفا من سخطه نموده و لسبوی مشاقی که در تحصیل
آن معشوقه تحمل کرده و اموالیکه برای بدست آوردن آن محبوبه بذل نموده هیچ التفاتی نکرده تاثیری دارد که در
غیر آن نه و همچنین بذل اموال خطیره محض ابتغاء لوجه الله بحیثیتیکه طلب نام و نشان یا امید حق شناسی و مداحی آن
مبذول علیه یا مکافات نعمتی سابقه آن یا امید حصول منفعتی ازان یا توقع اشتهار خود بجود و سخا و امثال این امور نباشد
در حق بخیل و منان و طالب عزت و نام کاری میکند که در غیر آن نه و همچنین تواضع مفالیس فقراء و مساکین اذلاء
در حق اغنیای اعزه که در اقران خود بعزت و جاه ممتاز و در زمان خود بنام و نشان مشتهر باشند و همچنین اقدام در
مهلکه که تلف جان و مال و بربادی عیال و اطفال دران بنظر می آید در حق اهل جبن و خمول که روی کارزار
و نبرد ندیده و گرم و سرد زمانه را نچشیده اند و هم چنین سکوت در مناظره و ترک منازعت در حق و اقرار بخطاء
نافهمی خود در حق علمائیکه بذکا و تبحر مشتهر و بقوت مناظره و اسکات خصوم موسوم اند و در فن توجیه و تاویل ید طولی
و در حل و منع کعب علیا دارند و همچنین ترک حسد بر اقران و عدم التفات بنام و نشان و طلب نکردن امتیاز از ذالک

زبان وترک سعی در اظهار خوارق عظیم وکشف وقائع آتیه واستجابت ادعیه در حق مشائخیکه بقوت تاثیر موصوف وکشف
وقائع منسوب اند واما اختلاف این بحسب اختلاف اوقات پس همین کاسهٔ آب است که در وقت سیرابی
خصوصاً در بلدان معموره یا بر لب انهار جاریه ابدا بجز مهره کسی نمی ستاند ناگاه وقتی میرسد که درمیان لق ودق
بی آب ودانه گرفتار میشود واز شدت عطش جان به لب آمده وسوزش تشنگی ورا برلب گور رسانیده وبهزار جد وجهد
کاسهٔ از آب زلال بدست آورده وبهمگی همت خود با ومتوجه شده ونجات خود را دران منحصر دانسته در دست خود پیاله
پر آب را نهاده میخواهد که خشکی لب وسوزش سینه را بان آب زلال دور کند وجان خود را از مهلکه نجات بخشد درین
اثنای شخصی دیگر که بهمین حال گرفتار بود اورا برخود اختیار کرده وگویا که عصارهٔ جان خود بر آورده ولختی از
جگر خود بریده بآن شخص داده است وهمین امر بالمعروف ونهی عن المنکر است که هر طالب علمی که در مدرسه نشسته می
وهر فقیری که در خانقاهی فرود کش میشود بلکه هر مسلمانی که در مسجدی آمد ورفت می نماید بقدر وسعت خود بجا می آرد
لیکن ناگاه وقتی میرسد که در اظهار کلمهٔ حق جانبازی وآبروریزی پیش می آید لیکن دران احیای سنتی یا اخمال
بدعتی بنظر می نماید القصه خلاصهٔ این کلمات آنکه همین امور سهلهٔ یسیره اند که در مجاری عادات کسی از ارباب
همم عالیه بآن اعتنا نمی کند واهتمامی نمی نماید واثری معتدبه در نفس فاعل نمی بخشد باز وقتی میرسد که همین امور
افضل عبادات واشق ریاضات میشود ودر نفس فاعل تاثیری بهم میرساند که از الوف امثال آن متوقع نیست

افاده ۳ - ازجمله مؤیدات حب ایمانی وقوع فعلیست در مواقع عظیمه مثل سعی در تائید شرع واحیای سنت
واخمال بدعت یا اشاعت طریقت از طرق حقه یا نصرت مقبولی از مقبولان حق یا اغاثت ملهوفی از اهل بلایا و
مصائب یا اعانت عاجزی از غارمین واهل نوائب یا تنفیس کربتی از صاحب قلق واضطراب وازالهٔ عسرتی از
گرفتار پیچ وتاب وهمچنین سعی که از ان نفع عام بظهور رسد یا اصلاح فیما بین الناس بران مترتب شود گو که این
سعی چندان بر نفس شاق نیامده باشد وچندان موجب صرف اموال خطیره یا اوقات عزیزه یا بذل مرغوبات
یا ترک مالوفات نگردیده باشد **فائده** بر متفطن ماهر بفن حدیث پوشیده نماند که آنچه در احادیث رسول امین وآثار
سلف صالحین از ترتب ثمرات جزیلهٔ کثیره بر اعمال قلیلهٔ یسیره مذکور میشود محملش همین باید فهمید یعنی این افعال از قسم ثانی باشد
یا از قسم ثالث وآن مستوجب حدوث حب ایمانی در نفس فاعل خود عند صدور ها میشود وحب ایمانی بحسب مراتب

خود کمالاً و نقصاناً بالذات موجب نجات و مقتضی رفع درجات است والله اعلم **هدایت ثالثه** در بیان آثار
حب ایمانی و آن مشتمل بر شش افاده است **افاده ۱** - از عمدهٔ آثار حب ایمانی فنای همت و عزیمت در
رضاجوئی حضرت حق است و امتثال اوامر او و سعی در اشاعت طریقت مقبوله موصله باسترضای او و جد و جهد
در دعوت ناس بسوی اطاعت و انقیاد و هدایت ایشان بترک بدعت و فساد نه طلب مکالمه و مشاهده و نه
حصول مقامات فنا و بقا و نه استکشاف حقائق اشیا ندانی که مقصود ازین کلام بیان حرمان ایشان است
ازین مقام یعنی ایشان واصل باین مقامات و مترقی برین درجات نمی‌شوند حاشا و کلا چه ایشان فائزترین
ناس بسعادت مشاهده و مکالمه و چالاک‌ترین شهسواران میادین فنا و حاذق‌ترین سیاحان بحور معارف و انکشاف
حقائق اشیااند بلکه مقصود آنست که قبلهٔ همت و کعبهٔ عزیمت ایشان جز رضای مولی و متابعت مصطفی نیست
اگرچه آن مقامات عالیه و درجات رفیعه بطریقهٔ دیگر از طرق کسبیه یا بمحض عنایات و جذبات وهبیه
نصیب ایشان شود **بیت** فراق و وصل چه باشد رضای دوست طلب + که حیف باشد ازو غیر او تمنائی +
القصه صاحب این حب را بجز طلب رضای مولی و انقیاد او کاری نیست و از هجر و بعدی که محل انقیاد
و موجب سخط نباشد او را عاری نه و حالات نفسانیه و ملکات قلبیه که درازو یا د انقیاد بکار نیاید او را در کار نه و از
فروع و نتائج همین استغراق همت در فنای عزیمت است انقطاع علائق حبیه و بغضیه از ما سوی الله
لغیر وجه الله و انحصار استحلال مشکلات و استدفاع بلیات و استدعای منافع و امثال آن از لوازم خوف و طمع
فی حب الله و اصل این همه امور حالتی است از حالات قلبیه که او را بوثوق اعتماد علی تربیة الله می‌نامند شبیه
باعتماد عبد منقاد بر تربیت مولای مشفق خود که آن عبد منقاد بسبب همین اعتماد از فکر تحصیل حوائج خود در همه
حال فارغ البال می‌ماند و افواج غموم و هموم بر دل او هجوم نمی‌تواند کرد و خوفی و طمعی از ما سوای مولای خود در
دل او راه نخواهد یافت و در ممالیک او از بهائم و ناس بی‌دغدغه و وسواس باذن او تصرف خواهد نمود و بر
عصاة بغاة از عبید و خدام بی‌جبن و انجام مثل شیر ژیان و پیل دمان حمله خواهد آورد و همین اعتماد قلبی روح
توکل است و سائر امور توالب آن ندانی که مقتضای توکل ترک اسباب است نه بلکه ترک اعتماد بر اسباب
بیت گفت پیغمبر بآواز بلند + بر توکل زانوی اشتر ببند + **افاده ۲** از جملهٔ آثار حب ایمانی شجاعت است

بلایا و مصائب است و این از جنس صبر نیست بلکه اعلی است از آن تفصیلش آنکه چنانکه شخصی برای رضا جوئی منعم
خود تحمل مشاق میکند و تلخی آن مشاق بدل و جان او میرسد و تب و تاب و فزع و اضطراب نفس او تقاضا میکند اما
چون رضای منعم در تحمل آن مشاق میداند آن همه سختی و تلخی بر خود روا میدارد و این تحمل امر شاق و مقاومت
مشاق را که مومن برای رضا جوئی مولی بجا آورده از جنس صبر باید شمرد شخصی دیگر که منعم او را بانواع نعم خود
مخلوط ساخته و باران آلای خود فائز گردانیده مثلا کوشکی عالی برای او بنا کرده و محفل شادی برای او ترتیب
داده داخل عشرت و نشاط و فرح و انبساط را بسوی او حاضر کرده و مسند شاهانه و حلهٔ عروسانه برای او مهیا ساخته
پس آن عبد را بتیای شمار بکمال عزت و افتخار رونق افزای آن محفل گردیده پس اگر در مثل این سرور و شادمانی
و ابتهاج و کامرانی اتفاقا پیش خود گذری پاکلکی بدندان خود در روی یا در رساند هر آئینه آن بنده منقاد که از سر
تا پا مملو از انعامات و ممتلی از اکرامات است آن گزند را در تلاطم امواج سرور و ابتهاج برابر حسی و هم سنگ ذره
نخواهد یافت و هرگز رنجشی از ان بدل او نخواهد رسید و اگر احیانا حرکتی که مشعر باضطراب و مخبر از پیچ و تاب باشد
از ان صادر شود هر آئینه در دل خود انفعالی و خجالتی خواهد کشید و خود را بسبب صدور این فعل ناشایسته از زمرهٔ
طفل طبعان و سبک مزاجان خواهد شمرد همچنین صاحب حب ایمانی بسبب ملاحظهٔ کثرت نعم بیحد الهی و انواع بر
رحمانی هیچ مصیبتی را از مصائب اگرچه اعظم المصائب باشد بجوی نمی شمارد و کدورت آن در ابتهاج و سرور او هیچ
گونه اختلال و فتور نمی بخشد پس این عدم اعتنا به بلایا و عدم التفات بشدائد و عدم وصول اثر مصائب بدل آن
مومن و کمال سرور و ابتهاج به نعم منعم را شجاعت بر بلایا باید دانست و ازینجا دانسته شد که کار صاحب حب ایمانی
نشو و شکر است و گاهی کار او بصبر نمی رسد و روح شکر همان سرور قلبی است که بسبب ملاحظه نعم متکاثره و آلای
متوافره سر بر زده و سائر افعال و اقوال تعظیمیه قوالب آن و از فروع شجاعت بر بلایا دوام سرور و ابتهاج است
چه اصل این شجاعت همان فرحت و سرور است که بسبب ملاحظه نعم منعم حقیقی با وجود استغنای آن ذات
ذوالصفات از جمیع کائنات که از جمله آن این مشتی از غبار و ذره بی مقدار است و پر ظاهر است که استغنای
آن ذات کثیر البرکات لم یزل و لا یزال است و نعم و نقائص در همه حال و از فروع همین شجاعت است رضا
بقضا چه آن مومن حقیقی و محب تحقیقی چون خود را با وجود عدم استحقاق بانواع لطائف و اشفاق مالامال

در همه حال می بیند البته عقل خالص او که مستنیر بنور ایمان است هر بلا و مصیبتی را که متعرض حال او خواهد شد از قبیل
تربیت و تادیب خواهد شمرد و مع قطع النظر عن ذلک وقتی که عدم استحقاق خود را بوجهی از وجوه برای نعمتی از نعما
ملاحظه خواهد نمود شکایت عدم ازدیاد بعضی نعم یا گله حدوث فتوری در بعضی از آنها در دل او نخواهد شد بلکه حکایت
شکایت و حرف گله را در دهن خود موقعی نخواهد یافت بیت ، بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش که هرچه
ساقی ما ریخت عین الطاف است ، لهذا صاحب حب ایمانی از اشعار شوقیه مضامین عشقیه که اساس اکثر
این کلمات بر گله و شکایات می باشد التذاذی نمی یابد بلکه از شنیدن امثال این اشعار او را تاذی بهم می رسد
افاده ۳۳- از جمله آثار حب ایمانی عدم اعتنا است بریاضات شاقه در ماکل و مشارب و ملابس و امثال
آن از حظوظ نفسانیه مباحه یعنی این امور شاقه را از کمالات خود نمیداند و تحمل آن عمداً نمی نماید آری اگر برای
غرضی از اغراض صحیحه که از لوازم کمال او و از آثار حال او ست مترتب شود البته آن امور شاقه را تحمل بلکه بلذت تمام
بکمال جرأت دل و وسعت صدر تحمل خواهد نمود مثل تحمل اشتیاق در امر جهاد و امثال آن از امور است دین متین
متممات شرع مبین و مثل تحمل مشقت در ترک مرغوبی که محبت آن در دل جا گرفته و علاقه با آن در سویدای
قلب قرار یافته و مثل تحمل مشقت جوع و عطش و عری بسبب ایثار ذوی الحاجات بر نفس خود و امثال آن
بلکه بسا است که نیل حظوظ نفسانیه و انتفاع بلذائذ جسمانیه او را ترقیات عظیمه می بخشند که مصداق کلام لازم الوثوق
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا است تفصیلش آنکه چنانچه بعضی موالی بعضی بندگان
برگزیدگان خود را در تصرف امتعه خود اجازت مطلقه میدهند پس اگر آن بنده برگزیده محض برای اظهار یگانگی
بلکه برای اظهار شدت احتیاج خود که او را ولی دیگر که متکفل حوائج او باشد یا مولای دیگر که بحظوظ نفسانیه او را
وارسد نیست تصرفی زائد از قدر ضرورت در بعضی امتعه نماید هر آئینه علاقه یگانگی و اتحاد خود را مستحکم تر کرده
باشد و اگر از آن اجتناب و احتراز نماید البته حجاب تکره و پرده بیگانگی درمیان خود و مولای خود انداخته باشد بلکه
اگر در معاملات موالی و عبید مخلصین ایشان نیک تامل کنی البته دریابی که در بعضی اوقات طلب و استدعای
امثال این عبید بلکه اقتراح و فرمایش ایشان بحظوظ نفسانیه و لذائذ جسمانیه بر موالی خود علاقه عبودیت را آب
و تابی می بخشند که حصول آن در الوف خدمات متصور نیست بلکه بسا است که بنده برگزیده میداند که همه اسباب

حق شکر نعمت و استعمال آن رضا جست. این همین عبد مولای او مهیا ساخته لیکن مقصود مولی ازین اظهار امتنان خود یا محض
برای اظهار احتیاج او یا محض برای انبساط طبع او اجازت استعمال آن ارزانی داشته [illegible] فهمیده
پس باز ماندن از استعمال [illegible] مطلوب [illegible] که خارج از بیان است [illegible]
[illegible]
بلکه [illegible] تا سنفقی فظیعی می بخشد و العیاذ بالله. و ازینجاست که اعظم آثار حب ایمانی است بر پیروی اهل ایمان میشود
بنابرین کلام ربانی و آیات قرآنی باباحت انواع لذائذ و ترک اعتراض بر اهل آن ناطق گردید یا ایها الذین آمنوا
کلوا من الطیبات واعملوا صالحا + یا ایها الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا + قل من حرم زینة الله
التی اخرج لعباده والطیبات من الرزق + قل هی للذین آمنوا فی الحیوة الدنیا خالصة یوم القیمة
افاده دوم. از ثمرات حب ایمانی وجدان حلاوت مناجات و لذت طاعات است و حقیقت این امر در صدر
کلام مذکور شد چه حب ایمانی الحق است مخلوط بتعظیم مفرط و این امر مستوجب صدور اقوال و افعال تعظیمیه ضرورت
نمی شود بلکه مدح لسانی و تعظیم جسمانی را بجدی تقاضا میکند که بدون صدور آن دل صاحب این حب اطمینانی
نمی پذیرد مثل اقتضای صاحب غضب افعال غضبیه را و صاحب فرح افعال فرحیه را چنانچه مفصلا در صدر
کلام مذکور شد الغرض باطن شرع که عبارت از تعلق بالله است با ظاهر آن که عبارت از افعال جوارح است
در حق صاحب این حال دائما مخلوط می ماند و احوال او مستتبع بافعال او میباشد پس احوال تقاضای صدور افعال مینماید
و افعال ازدیاد قوت و کمال ترقی در باره احوال می بخشد پس بسبب همین وجدان لذت در عبادات [illegible] انقیاد
دور از تقشف و مبرا از الحاد میباشد و از افراطات و تفریطات در امر تقوی و عبادات محفوظ می ماند افاده ۵ از جمله
آثار حب ایمانی ترجیح فوائد متعدیه بر تکمیل نفس خود است مثلا اصلاح بین الناس و نظم سیاست منزلی یا مدنی و
تحمل مشاق در خدمت خلق الله و تحمل ایذا در تربیت ایشان و امثال این را از امور خاصه نفسیه مثل انقطاع از الناس بر
عزلت و فرار از خلق و سکوت برای نورانیت و شغل اوقات باذکار و مراقبات ترجیح میدهد چه امر ثانیه اگرچه در حصول
مشاهده و مکالمه تاثیر قوی میدارد اما قسم اول را در طلب رضای حق جل و علا مداخلت زیاده از امر ثانیه است
و صاحب این حب هیچ کمال را هم سنگ اسباب جلب رضای حضرت حق نمی تواند شمرد افاده ۴ از عمده ترین

آثار حب ایمانی و فضل ترین لوازم آن حقیقت تقوی است که در عرف شرع او را بصلاح تعبیر کرده اند چنانکه فرموده
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ
الصّٰلِحِيْنَ و در حدیث اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا مُشِيْرًا اِلٰى قَلْبِهٖ اشارتی بآن رفته تفصیلش آنکه اذعان بمضرت امور ضاره
متفاوتست در کمال و نقصان و کسیکه قائل بعدم تفاوت در نفس اذعان است قول او مخالف وجدان و برهان است
و کلام او مدخول است چنانچه در مقام خود مفصل است پس شخصیکه اعتقاد بمضرت امور ضاره میدارد اما نفس او
بر ترک آن مطاوعت نمیکند او را مرتبه از اذعان که اضعف مراتب اوست حاصل است و این را بعض اذعان
عقلی می نامند و شخص دیگر که او را اذعان مضرت آن امور ضاره بمرتبه رسیده که بسبب آن نفس خود را مخالفت
در مطاوعت آن امور ضاره تواند کرد اگرچه اقتضای نیل آن امور ضاره و میل بدان بالطبع در جبلت نفس او
کامن باشد اما اذعان مضرت او بآن مقاومت می نماید و او را نمی گذارد که جوارح و اعضا را بآثار رغبت مکنون
خود ملوث سازد پس این شخص را مرتبه ایست از اذعان اقوی از مرتبه اولی و این را اذعان افعالی مسمی باید
ساخت و شخصی دیگر است که او را اذعان بمضرت آن امور ضاره بحدی رسیده که وقتیکه آن امور ضاره روبروی
او حاضر میشود او را وهمی بوصول اثر آن امور بنفس خود میرسد یا تقریبی پیش می آید که باعث اقدام این شخص
بر آن امور ضاره باشد هر آئینه در باطن این شخص از آن خوفی و انزجاری پدید می آید که انضمام امور طبیعیه او را هم
میرزند مثلا رنگ آدمی پریده چشمان او بی رونق میگردد و استرخای در اعصاب و تشنجی در اعضا بظهور میرسد و این را
باذعان قلبی ملقب باید ساخت پس همین مراتب ثلثه اذعانیه را بنسبت معاصی شرعیه و ترک واجبات و امتثال
آن و امور ممنوعه شرعیه مثل تشبه بکفار در زی و لباس و تعبد باعیاد آنها و مخالطت باهل بدع و امداد شان در
ترویج بدعات آنها قیاس باید کرد پس مرتبه اولی از اذعان عین ایمان است که بدون آن اذعان نجات از
درکات نیران متصور نیست و مرتبه ثانیه را روح تقوی ظاهری باید شمرد چه تقوی ظاهر عبارت از اجتناب امور ممنوعه
شرعیه و مجاهده با نفس بهیمیه است و روح آن همان مرتبه ایست از مراتب اذعان که بسبب آن مقاومت با نفس
و شیطان تواند کرد و مرتبه ثالثه را روح تقوی حقیقی باید شمرد چه تقوای حقیقی عبارت از کراهیت طبعی بنسبت ممنوعات
شرعیه است و روح آن همون اذعانست که حلاوت ایمان و معدود از مراتب احسان است ازینست انموذجی

از آثار رسوخ حب این مقام و هر صاحب وجدان سلیم و ذهن مستقیم که بچشم بصیرت خود در ان امور مذکوره تامل نماید
البته استنباط آثار کثیره ازین امور سبعه تواند کرد * **هدایت رابعه** در بیان ثمرات حب ایمانی و آن مشتمل بر
افاده دو فائده است **افاده - ا -** چون حب ایمانی که حقیقتش نهایت الفت است ممزوج بفرط تعظیم
بکمال خود میرسد و رضاجوئی منعم حقیقی ظاهر و باطن و جوارح و قوای مومن پاک را بآثار و انوار خود مجلی و مزین
میسازد و شکر و توکل و صلاح در صمیم قلب او جا میگیرد و بملاحظه تفرد آن ذات بابرکات بایجاد جمیع موجودات و تاثیر
در همه کائنات بانواع تصرفات که از جمله آن تربیت این ذره بی مقدار و نجات او از غبار بالوان نعم و حفظ او از
انواع بلا و الم است در ذهن او مستحکم می نشیند و توحید افعالی که خلاصه ایمان بالقدر است در قلب او استقرار
می پذیرد حتی که جمیع امتعه و اقمشه خود را از مملوکات خود نمی شمارد بلکه خود را مثل بهیمه که در شهره زار مالک خود
می چرد معدود میکند و انتفاع از مزخرفات دنیویه و اسباب زندگانی پیش میگیرد حتی که اعضا و قوای خود را و طاعات
و عبادات خود را هم از آن خود ندانسته خود را مثل چوبی یا سنگی که او را بیش از آلت در تاثیر دخلیت در صدور
افعال از آن سنگ و چوب بهره نیست قرار میدهد و بربوبیت رب الارباب صدر او منشرح میشود که رضينا
بالله ربا شعار او است ازین مقام و بر تحمل مشاق شرعیه سینه او وسعتی میگیرد که و بالاسلام دينا و هكذا
افمن شرح الله صدره للاسلام اشارتست باین کلام و در اتباع سنتی لذتی می یابد که و بمحمد نبيا
اشارتست از احوال امثال این کرام پس لابد بحکم والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا و انا
عند ظن عبدی بی و من یتوکل علی الله فهو حسبه و ان تشکروا یرضه لکم و هو
یتولی الصالحین و ذلک بان الله مولی الذین آمنوا آثار رحمت حق جل و علا هویدا میگردد
و انوار رضامندی او که افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه اشارتیست
بآن جلوه گر میشود و او را در کنف ولایت خود گرفته و زیر سایه کفالت تربیت خود آورده جارحه تدبیر تکوینی
و تشریعی خود میسازد الغرض او را اتصال بحظیرة القدس و تلقی از منبع تکوینیات و تشریعات همه در علوم
عقلیه و چه در عوارض قلبیه بدست می آید تفصیل این اجمال آنکه اهل تشریح روحانی در باطن انسانی دو قوه
ادراک کرده اند یکی قوه دراکه که آله دریافت و دانش است یعنی بان قوت اشیای شهادیه یا غیبیه را دریافت توان کرد

دراذراک آن بعقل می‌کنند دیگر قوة عازمه که حامل سائر کیفیات نفسانیه سوای علوم وادراکات مثل وحشت و
شوق وسرور وشجاعت وخوف ومحبت وبغض ورضا وکراهت وعزم وشهوت وامثال آن است واورا
قلب می‌نامند وتمایز فیما بین القوتین بدیهی است چه ادراک معنی شجاعت وتحقیق حقیقت آن امری دیگر است و
نفس شجاعت دیگر که بسا عالم بمفهوم شجاعت ومحقق در بحث انواع وشعب او ودر اسباب تحصیل او ومقدمه
آن بر سعه تقریر قادر باشد وصفت سارق از وجه درستانه جبن و بسا دلیر دل است که در تحریر جوابی متوحش
در مقدمات آن بالکل عاجز است که تحصیل مفهوم شجاعت وتمیز آن از سائر کیفیات نفسانیه نزد او متعسر بل متعذر مینماید
وهمچنین ادراک امر مخوف مثل احساس هیبت سبع یا شمشیر زنان یا مثل اذعان بمضرت امور بیماری مثلا و
ادراک امری دیگر است وعروض نفس کیفیت خوفیه که از آثار آن زردی رنگ وبی‌رونقی چشم وخشکی لب ولرزش
اعصاب وتعطل اعضا است امری دیگر است چه همان امر مخوف را شجاع وجبان هر دو ادراک میکنند اما بر جبان حالتی
میگذرد که بر شجاع عشر عشیر آن نه همچنین در ادراک حسن صاحب جمال ودریافت زیاده جمال آن عاشق وغیر آن
مشترک اند اما بر دل عاشق هیچ وتابی وقلق واضطرابی میگذرد که بر غیر آن نه چون این قدر ممهد شد وتمایز فیما بین
العقل والقلب ذهن نشین گردید پس باید دانست که بعض اشخاص در بدو فطرت ذکی العقل وغبی القلب می‌باشند
یعنی بعکس آن چنانچه بر اهل تجربه پوشیده نیست کسانیکه در بدو فطرت ذکی العقل مخلوق اند چون عنایت
ازلیه ایشانرا باین مقام میرساند وبوساطت تاثیرات غیبیه مشرف میسازد اورا از جانب ادراک در تدبیر امور غیبیه
استخدام می‌نمایند وآثار رضامندی حضرت حق وولایت کفالت وکیل مطلق از جانب ادراک بر وی هویدا میکنند مثلا
در منام می‌بیند که اورا از جانب حق جل وعلا یا از جانب ملائکه عظام یا انبیای کرام یا اولیا ذوی الاحترام امری بسر
انجام چیزی میشود یا در معامله بطریق مکالمه ادراک غیبی بسوی آن امر کرده میشود یا بطریق کشف تمام حال آن واقعه من
اولها الی آخرها روبروی او حاضر میشود یا در وقت فکر ونظر امور باعث بر فعل آن مامور به ومرجحات ایقاع بر ترک
آن در ذهن او جلوه میکنند وامثال این از انکشافات وقائع کونیه یا انکشاف امور دینیه که به تربیت طالبان تعلق
دارد یا مسائل اجتهادیه یا سیاسات منزلیه یا مدنیه را برین قیاس باید کرد وهمچنین افعال مستحسنه ومستقبحه خود را که متعلق
رضا وسخط شیبه شده اند در کسوت انوار وظلام می‌بیند وآفرین ونفرین بانیه را در صورت الوان مستحسنه ومستقبحه واشکال

بسیله ذکر بیه در می یابد و این قسم اشخاص را در عرف شرع محدثین می نامند و کسانیکه در اصل جبلت زکی القلب
منقطع بوده این امور مذکوره از قلب ایشان سر میزند و عقل ایشان بحقیقت الامر متنبه شده باشد مثلا با اشیای مقدرة
الوقوع که بوساطت این شخص اند وقوع آن اشیا در غیب متعین شده در دل خود شجاعتی و جراتی پیدا بوده داعیه عزمی
از قلب او سر میزند که او را ناچار کرده بر سر ایقاع آن می آرد و این شخص در سبب حدوث این عزم
و داعیه حیران می باشد و لیست او را درمی یابد و بنسبت اشیای غیر مقدرة الوقوع یا اشیائیکه بوساطت این شخص
وقوع آن اشیا در غیب متعین نشده بر عکس ضعیفی انحلالی و استبعادی بوقوع آن اشیا و فتوری و کسالتی در سعی
در ترویج آنها و عرض کاهلی و ... در تحصیل اشتیاق طلب وقوع آن در باطن او حادث میشود و نیز بعضی بیان حضرت
حق در بیان پرغضب ... از دل او فوار معرفت می جوشد و بر مردمان رحیم مطلق ... شفقت از باطن
او بر ... نسبت بیار و گوکه ... بحقیقت مغضوبیت آن مغضوبان یا مرحومیت آن مرحومان گردیده مطلع نشده
باشد و بعد تحقق انفعالات مذکوره در خود سروری و انبساطی یا کدورتی و انقباضی در می یابد گو که مقصد و حیثیت
... آن انفعالات را ادراک نکرده باشد و بسوی طعامی حلال و طیب که در غیب برای اکل او مهیا کرده اند
در دل آن رغبتی پیدا میشود و از طعام حرام یا غیر معد برای تناول این شخص در دل ... نفرتی پدید می گردد
گو که امر جبلت ... در ظاهر حال بالعکس می نماید و بسا است که عقل این بزرگواران بحقیقت آن امور متنبه
نمیشود و در سبب حدوث این هواجس قلبیه متحیر می مانند و این قسم اشخاص الشهداء و حواریین در شرع ملقب میسازند
و عادت محدثین و حواریین در طلب امور محض دعا و توجه بغیب است نه همت بر وقوع آن امر گماشتن یا خود متصدی
اسباب منفعتی یا مضرتی گردیدن چنانکه رسم و روش ارباب قرب النوافل است پس در محل انتقام اعداء و مواسات
احبه جز دعا از ایشان کاری صورت نه بندد و بعضی اهل خدمات از اقطاب و اوتاد از هر دو قسم می باشند و از لوازم این مقام
خواه صاحب آن محدث باشد خواه شهید آنست که دعائیکه بعد از انکشاف ... معول یا بعد حدوث صدق عزم
حصول آن صادر شده باشد واجب الاجابت است چه آن مع عاهم از جمله کسوتهای ظهور تقدیر و از زمره صور فیض غیبی است
پس کسیکه ساعی در ابطال آن امر معول شده در مقابله این بزرگان قائم گردد البته خائب و مخذول خواهد گردید و کسیکه
ساعی در تحصیل آن امر معول در ترویج آن خواهد شد البته مفلح و منصور خواهد گردید و تحقیق این مقام و تفصیل این مرام

از سیر سلف کرام مثل صحابه و تابعین باید طلبید بالجمله ائمه این طریق و اکابر این فریق در زمرهٔ ملائکه هدایت الامر که در تدبیر امور از جانب ملأ اعلی ملهم شده در اجرای آن میکوشند معدوده اند پس احوال این کرام به احوال ملائکه عظام قیاس باید کرد **افاده** ۳۰ و اعلی ازین مقام مقام ایمان حقیقی است که بعضی از رجال مفطور بران کمال میباشند و [illegible] پردهٔ خفا از روی آن مقام دلکشا دور میکنند و انوار و آثار آن بعد تابش و رونق به ظهور میرسد باید تصویرش آنکه چنانکه افراد انسانی باعتبار ملکات نفسانی در طبقات مختلفه و مراتب متفاوته اند [illegible] بعضی سیئ الاستعداد و بعضی جید الاستعداد و بعضی مجبول بر نفس آن ملکات مثلا در امر شجاعت اگر تفحص کنی البته خواهی یافت که بعضی از افراد انسان در بدو فطرت دلاور و پردل که همیشه خواهان مبارزت اقران و جویان مصاحبت شجعان میباشند اگرچه گاهی روی نبرد و کارزار ندیده و قصهٔ رستم و اسفندیار نشنیده و مشق اسباب و آلات پیکار و مهارت سواری و شکار نورزیده باشند لیکن سپاهی شجاعت و دلاوری از دل او می جوشد و در مجالست کارآزمایان جنگ و جدال میکوشد و کارآزمایان پیکار را یا که اوضاع و اطوار ایشان از وضع و لباس مثل طرز بندش عمامه و طریق پوشش قبا و استعمال موزه و استعمال آن از پوشاک سپاهیان و همچنین طریق ایشان از محاورت و مجالست و سواری [illegible] دوست میدارد و هر چیزی را که از ملابسات حرب باشد بدیدهٔ محبت و قبول می بیند و هر قصه را که مشتمل بر حکایات حرب و اهل حرب باشد بسمع تلقی و قبول می شنود بالجمله امور متعلقه به حرب در ته دل او جا میگیرد و با اهل آن یگانگی طبعی میدارد و بضد آنها بیگانگی جبلی پس از مجالست نسوان و مخنثان و امثال آنها از اهل جبن و ضعف قلب و از اوضاع آنها در زی و لباس متنفر میگردد و هر صناعتی که ادنی تعلق بحرب داشته باشد بادنی توجه او را بکمال میرساند و هر صناعتی که یکسو ازین امر باشد هر چند در تحصیل آن مشقتهای بلیغه بکار برد در ذهن او استقراری نمیگیرد و دل او ازان [illegible] می پذیرد و مادامیکه آلات حرب او را بدست نیاید استاد شفیق او را تعلیم قوانین حرب نه نماید و در معارک محاربت و مبارزت حاضر نشود دل تنگ و متشتت البال زندگی خود را بصد پیچ و تاب میگذارد و همین که این امور او را میسر شد همه تشتت بال و پراگندگی حال از خود ریخت و غموم و هموم از سر او بدر رفت پس این قسم شخص حقیقت شجاعت در خزانهٔ جبلت خود مضمر میدارد و احتیاج بسوی ممارست آلات حرب و تعلیم اساتذهٔ فن و حضور معارک مبارزت محض برای تحصیل قوالب شجاعت است و بس باز تامل باید کرد که

حضرت حق در افعال و اقوال مخصوصه صحت و بطلان و در عقائد خاصه محمودیت و مذمومیت در اخلاق و ملکات شخصیه صلاح
و فساد و نظام واجب الحفظ در وقائع و معاملات جزئیه بنور جبلی خود دریافت می نماید مثلا بشهادت قلب خود میداند که فلان
قول مخصوص یا فعل مخصوص مرضی حق است یا غیر مرضی و فلان عقیده خاصه حق است یا باطل و فلان خلق مخصوص محمود است
یا مذموم و فلان معامله خاصه که فیما بین اهل منزل یا اهل مدینه منعقد شده یا فلان رسم مخصوص که در فلان قوم مروج یافته
موافق نظام اتم است یا مخالف آن پس احکام این امور مذکوره او را بدو وجه معلوم میشود یکی بشهادت قلب خود خصوصا
و دیگر بسبب اندراج او در کلیات شرع عموما و علم که بوجه اول حاصل شده تحقیقی است و ثانی تقلیدی گر زکی العقل است
پس نور جبلی او بسوی کلیات حقه منعقده در حظیرة القدس که برای تربیت نوع انسان عموما متعین گردیده او را رهنمونی میفرماید
آن کلیات در ذهن او علی مر الدهور و الاعصار محفوظ می ماند و استنباط جزئیات از آن کلیات میتواند کرد پس علوم کلیه
شرعیه او را بدو واسطه میرسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیا علیهم الصلوة و السلام مثلا بشهادت قلب خود میداند
که هر فعلیکه چنین چنان باشد و مترتب بر فلان چیز شمر فلان ثمره پس آن فعل مرضی حق است یا غیر مرضی و هر عقیده
که متعلق به فلان حقائق باشد یا حاکی از فلان صفات و اسمای الهیه یا دال بر فلان وقائع و از فلان طریق حاصل
شده باشد پس آن عقیده حق است و در تربیت نوع انسان معاشا یا معادا دخلی میدارد و هر عقیده که متعلق به فلان
حقائق است یا بفلان اسماء و صفات یا بفلان وقائع یا ماخوذ از فلان طریق پس آن عقیده باطل است یا در تربیت
نوع انسان معاشا و معادا بکار نمی آید و تعلیم و تعلم آن فضولی مینماید و هر خلقی و ملکه که منتج فلان نتائج باشد و در تحصیل آن
مصلحت فلان و فلان امور جا است آن خلق محمود است و الا مذموم و هر معامله و رسمی و سیاستی که منجر بفلان و فلان مصالح شود
پس مقبول و موافق نظام اتم است و الا واجب الرد و مخالف نظام پس در کلیات شرعیه و حکم احکام ملت او را
شاگرد انبیا هم میتوان گفت و هم استاذ انبیا هم و نیز طریق اخذ آن هم شعبه ایست از شعب وحی که از او در
عرف شرع بنفث فی الروع تعبیر میفرمایند و بعضی از اهل کمال آنرا بوحی باطنی می نامند پس فرق در میان
این کرام و انبیای عظام علیهم الصلوة و السلام باقامت فطان و اشباح حکم و مبعوثیت الی الامم است و بس
و نسبت ایشان با نبیا مثل نسبت اخوان صغار با خوان کبار یا نسبت انبیا کبار با آبای خود است که میان
ایشان من وجه علاقه بنوت است و من وجه علاقه اخوت و ایشان احق الناس بخلافة الانبیا میباشند گو که تساوی ظاهر

نصیب ایشان نشود وگو که جمله اهل ملت ریاست ایشان را مسلم ندارند و همین معنی را با مامت و وصایت تعبیر کنند و علم
ایشان را که بعینه علم انبیا است لیکن بوحی ظاهری متعلق نشده بحکمت می نامند و عنایتی و دواعی مخصوصه که درباره
انبیا مصروف شده و ایشان را بسبب همان عنایت مخصوصه امتیازی در امثال خود حاصل گردیده کما قال الله اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ
مِنَ الْمَلٰئِکَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ وقال اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ
وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وَمِنْ اٰبَائِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَیْنٰهُمْ وَهَدَیْنٰهُمْ اِلٰی
صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاذْکُرْ عِبٰدَنَا اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ اِنَّا
اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِکْرَی الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ایشان همین معامله است و بسبب
همین اجتبا و اصطفا رضای حق در رضای ایشان مندرج شده و ابتهاج حق در اتباع ایشان منحصر گردیده
و سخط حق با سخط ایشان تلازمی و تلاصقی پیدا کرده نمونه از ان عنایت و ولایت و پرتوه از ان عظمت و عزت
نصیبه این علمای ربانیین و وراث انبیا و مرسلین هم میشود که آنرا در عرف قوم بوجاهت تعبیر می نمایند و این
صدیقیت مروجه بدکامی عقل را که از لوازم آن حکمت و وجاهت است جناب سید الحکما و سید العلما اعنی الشیخ
ولی الله بقرب الوجود تعبیر می فرمایند و نیز باید دانست که قرب الوجود هم محض جبلیست که کسب و اکتساب
بحدوث و تجدد و ازدیاد آن دخلی نیست آری ظهور آثار آن نور جبلی نزدیک مصادفت مؤیدات و اسباب آن تدریجا
متحقق میگردد چنانکه انسانیت انسان محض خلقی است لیکن ما به الامتیاز او از سائر حیوانات که قوت عاقله است
بدو فطرت مستور الاثر میباشد چه در میان طفل صغیر و بهیمه هیچ فرق معلوم نمیشود بلکه طفل صغیر در امر ادراک بسیار
اضعف از بهیمه میباشد و بعد از مرور دهور آثار آن امر مستور بسبب مزاولت علوم در ادراکات ظهور میفرماید و از [illegible]
در صدر کلام مذکور شد که همان عنایت ایزدی که در ازل الازال درباره صاحب این کمال مبذول شده در
هر وقتی از اوقات و هر مرتبه از مراتب او را لطفی جدید و تربیتی تازه بر سر افعال مرضیه و عقائد حقه و اخلاق محموده
و معاملات و رسوم صالحه کشان کشان می آرد و از افعال نا مرضیه و عقائد باطله و اخلاق مذمومه و معاملات و
رسوم فاسده بوقائع رنگارنگ و تصرفات گوناگون مصون میدارد لیکن ابدا درابه محافظتی مثل محافظت انبیا که
مسمی به عصمت است فائز میکنند تصویرش آنکه چنانکه بعضی اشخاص را در بعضی عوارض قلبیه مثل عشق صاحب جمال

یا طلب هنر و کمال یا در تحصیل جاه و مال استغراقی و انهماکی دست میدهد که بسبب آن استغراق فتور در تحمل اقوال
بسیار راه می یابد بسبب همین فتور بسوی قبایح عرفیه و شرعیه اتفاقی از جمیع جوانب ایشان سر بر میزند و عزیمتی به مآلات
آنها مورد رد ایشان نمیشود بسا بعضی اشخاص دیگر که بذکای عقل و نزاکت طبع و طهارت جبلت منظور اند در نظر بصیرت
آبای مشفقین و اساتذه کاملین در رعایت ایشان مصروف ماندند پس اجتناب ایشان از قبایح مذکوره تا بحد کاست
تحقق نیست بست خواهد بود و اعتذاری نسبت این قبایح از جمیع مثل ایشان نخواهد بود مثل آنقدر صاحب
طهارت جبلت هر نجاست الوث را و اگر احیانا از ایشان بطریق خطا و نسیان بر غیبت و نظایر آن بسوی قبایح مذکوره
واقع خواهد شد هر آئینه آن مرض مشفق بمنزله پیاله در آب مثال بست آن استنجا که ملوث آن الوث باز خواهد داشت
همچنین بعضی اهل کمال بسبب استیلای عشق مقدس و استغراق در مشاهده حضرت ذو الجلال و انهماک در مقام
فنا و بقا و معارف و انکشاف حقائق اشیا بفنای ارادات نفس و انطماس عوارض مختلفه فائز میشوند و بسبب اینها
فنای ارادت و انطماس خواهش از افعال نامرضیه و عقاید باطله و اخلاق مذمومه و معاملات فاسده محفوظ می مانند
و این حفظ نصیب ارباب قرب النوافل است و بعضی اهل کمال بسبب نور تجلی و عنایت ازلی تحسین را از مستقبح
تمیز کرده خود را از قبایح مذکوره سیرا دور مینمایند و اگر احیانا از ایشان بجانب امور مذکوره میلی رو باقی افتد
عیشو دعنایت ازلیه دامن عزیمت ایشان را گرفته [illegible]
وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَن رَّأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ
عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ حکایت همین معامله است و این حفظ نصیب انبیا حکما است و همین را عصمت
می نامند بدانکه اثبات وحی باطنی و حکمت و وجاهت و عصمت در غیر انبیا مخالف سنت و از جنس اختراع بدعت
است چه بسیاری ازین امور در احادیث رسول مقبول علیه الصلوة والسلام در مناقب صحابه کبار منقول است
چنانچه بر جمهور اهل حدیث پوشیده نیست و اگر خوف ملال بسبب تطویل کلام نمی شد پاره از آن احادیث درین
مقام ذکر کرده می آمد و بدانکه ارباب این کمال از عالم منقطع نشده اند و قریب الوجود اند از روی زمین منطمس گردیده
بلکه مادام که ابلق خوش خرام نور و ظلام در تگ و پوی است عرصه وجود جولانگاه شهسواران میادین جلال این مقام است
آری طریق حصول علم قطعی بکمال صاحب کمال که منحصر در اخبار مخبر صادق است بعد از انقراض زمانه نبوت منقطع

گردید چنانکه حصول علم قطعی بحکمی از احکام شرعیه در مسائل غیر منصوصه بعد انقراض آن زمان برکت نشان
متصور نیست حالا کاملا استنباط مستنبطین را اجتهاد مجتهدین در زمان تابعین و تبع تابعین تا قدری جلوه گر شد که عشر عشیر
آن در زمانه صحابه بوقوع نیامده بود و از لوازم این مقام غیرت حق است بصاحب این کمال تفصیلش آنکه چون کان
عنایت ازلیه در صدد قطع بلا استحقاق و التماس بدون واسطه و حجاب این صاحب کمال را از زمره مقبولان
قرار داده و در جمیع احیان و اوقات بغیر وسائط و آلات متکفل تربیت آن مقبول گردیده پس اگر اشیا بمقتضای
لوازم بشریت التفاتی بسوی ما سوای حق از صمیم قلب آن مقبول بهم میرسد و در ته دل آن چیز علاقه بهم میرساند
غیرت الهیه آن امور را بسبب مصادفت آن امر با آن نور جبلی او ظهور کرده واسطه تربیت او می انگارد و همان عنایت
ربانیه آن علاقه را بنوعی از انواع تدبیرات بر هم میزند و آن خیال را از هم می پاشد و از جمله آثار این مقام نزول
قبول در قلوب صلحای بنی آدم است کما قال اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادٰی جِبْرَئِیْلَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ
فَیُحِبُّهٗ جِبْرِئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَاءِ اِلٰی اَنْ قَالَ حَتّٰی یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ
ثابتست باین معنی و حقیقت این مقبولیت انعکاس وجاهت این صاحب کمال است در آئینه قلوب صافیه
و تفصیل این اجمال آنکه چنانکه جوارح و اعضای انسان آئینه دار قلوب ایشانست چه هر عارضه که بر قلب طاری
میشود از قبیل غضب و فرحت هر آئینه آثار آن عارض بر جوارح و اعضای ظاهره هویدا میگردد همچنین قلوب
صلحای بنی آدم که از زنگ غفلت و التفات الی ما سوی الله صافی باشند نسبت حظیرة القدس حکم آئینه میدارد
مثلا چیزی که وقوع آن در حظیرة القدس مقرر شده البته اکثر صلحا آن را قبل از وقوع در منام یا در معامله می بینند
و لا اقل رغبتی بسوی وقوع آن یا همتی در جمع اسباب آن در خود می یابند پس چون این صاحب کمال نزدیک
منعم خود وجاهتی یافته و قدم صدق در حظیرة القدس مستحکم کرده و مقعد صدق در رفیق اعلی بدست آورده البته عکس
آن وجاهت در قلوب صلحای بنی آدم میافتد و پس هر که از صلحا او را می بیند یا با او مجالست مینماید یا بر حال و کمال
او مطلع میشود البته از ته دل او را دوست میدارد و علوم و اخبار او را از صمیم قلب مسلم می انگارد و بلکه بر اوضاع و اطوار او
شیفته و فریفته میشود و گو که همان اوضاع و اطوار در غیر آن یافته میشود که بسوی او کسی از اهل صلاح ادنی التفاتی نمی نماید
ندانی که مقصود ازین کلام محبت همه عوام بصاحب این مقام نیست چه در حدیث شریف وارد شده که انهم

شهداء الله علی الارض و پیدا و ظاهر است که اهل شهادت ارباب عقل و کیاست و اصحاب مروت و عدالت
اند نه ارباب غفلت و سفاهت و اصحاب فجور و وقاحت بلکه اگر نیک تامل کنی دریابی که محبت امثال این
کرام خود شعار ایمان محبت و علامت تقوای اوست ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى
الْقُلُوْبِ و بغض اشباه این عظام امارت نفاق منبع نشان شقاوت اوست که لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ
وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ شَقِيٌّ اشارتی باین معنی رفته افاده ۳ - و اعلی و ارفع از نیمقام مقام نیابت عن الله
است در ضرب تحدیدات شرعیه در اقامت اشباح و مظان حکم مقام حقائق آن و در تعیین ارکان و آداب و شروط
و مفسدات تربیت نوع انسانی عموما و اینمقام بالذات مقام اصحاب شرائع است از انبیاء و مرسلین و بتبعیت ایشان خلفای
ایشان ازان مقام نصیبه بعضی عظام از اتباع انبیای کرام میشود که ایشانرا در عرف قوم مفهمین نامند و اینمقام را در اصطلاح حضرت
پیشوای ارباب تعلیم مقتدای اصحاب تفهیم اعنی الشیخ ولی الله قدس سره مقام قرب الفرائض تعبیر میفرمایند افاده ۴
و اعلی و ارفع ازین مقام مقام نیابت عن الله است در ایقاظ غافلین و ازاله عذر جاهلین و اتمام حجت بر معاندین و
جاحدین به مجرد دلیل و برهان یا مع السیف و السنان که بوجود برکت آمود ایشان مضمون قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ
الْبَالِغَةُ متحقق میگردد و اینمقام بالذات مقام انبیای اولوا العزم است و بعضی از کبار بتبعیت آن اولوا الایدی والابصار
نیز ازینمقام وافر تر ازین انحا بهره ور میشوند که ایشانرا در عرف قوم حجج الله میخوانند و اینمقام را در اصطلاح حضرت
ایشان قرب ملکوت می نامند افاده ۵ - و اعلی و ارفع ازین مقام مقام ریاست ادوار و اطوار است بیانش آنکه
چنانکه در بعضی جزوی از زمان تربیت نوع انسان از فیض حضرت رحمان در امر معاش بوجهی از وجوه واقع میشود
و عنایت یزدانی که بسوی افراد انسانی عموما مبذول است در همان کسوت ظهور میفرماید و بر صاحب کمالیکه
در مقام نیابت عن الله در تربیت نوع انسانی قائم شده باشد در تکمیل همان وجه سعی بلیغ مینماید و چون آن
وجه بکمال خود میرسد لطفی جدید و عنایتی تازه از دریای رحمت ازلیه سر بر می زند و وجهی دیگر از وجوه تربیت معاشیه
بروی کار می آرد و در اجرای همان وجه نفوس کامله بنی آدم را متوجه میسازد که در آیه کریمه يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ
السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ بیان همین سر واقع
شده مثلا از زمان حضرت آدم صفی الله علیه الصلوة والسلام تا زمان حضرت ادریس فیض ربانی در هدایت افراد

انسانی بسوی طرق اساس معایش زندگانی مثل زراعت و فلاحت و طحن و عجن و خبز و طبخ و صیانهٔ اطعمه و اشربه و لباس و بنای
مساکن مبذول بود چون این تربیت بکمال خود رسید از زمان حضرت ادریس علیه السلام مکاسب دقیقه و علوم عمیقه مثل
خیاطت و کتابت و حدادت و صیاغت و امثال آن از صنائع لطیفه و مثل اطلاع بر خواص اجسام سفلیه و اجرام
علویه که خلاصه طب و نجوم است بر روی کار آمد و از زمان ذوی القرنین اول اساس مبانی سلطنت و ریاست
و تعیین قوانین حکومت و عدالت و جمع عساکر و جنود شد و همچنین در تربیت نوع انسانی در امر معاد ایشان هم ادوار
و اطوار متبدل میشود و ارباب اهل کمالات که در دوره از ادوار بکمال خود میرسند علومی که مناسب دورهٔ ایشانست
در قلوب ایشان می ریزند و ایشان در تکمیل همان علوم اهتمام میفرمایند تا آنکه آن تربیت چون بکمال خود میرسد
اساس تربیتی دیگر می نهند و بنیاد هدایت جدیده مستحکم میسازند مثلاً دوره اولی از ادوار این امت دوره فقهاء بود
بعد از ان دوره اهل کلام رو نمود و بعد از ان دوره صوفیه ظهور فرمود و این محض برای تمثیل ذکر کرده شده برای
حصر الغرض چون یک دوره باختتام میرسد و ابتدای دوره دیگر میشود شخصی را که اکمل افراد انسان و الیق
بفیض رحمان در ان جزوی از زمان مستحق باشد بوجود برکت آمود او هدایت دوره سابقه را بنهایت الکمال
میرسانند و او را ترجمان خود ساخته و لسان خود قرار داده از زبان برکت نشان او دعوت افراد انسان
بسوی الطاف جدیده حضرت رحمان میفرمایند و با او امامت این دوره ارزانی میکنند و این مقام بالذات
مقام حضرت خاتم النبوة فاتح الولایت است علیه الصلوة والسلام و بتبعیت ایشان نمونه ازین مقام به
بشخصی که در مقام اتباع او می بخشند که ایشانرا ایشان بتحیین و خاتمین ملقب میسازند یعنی بوجود آن شخص نهایت ل
ادوار سابقه بهدایت کمال دوره لاحقه تحقق میگردد و این مقام را در اصطلاح حضرت ایشان بمقام فردانیت
ملقب میسازند و همه اهل کمال که در ان دوره تحقق میشوند در حقیقت تبع آن امام دوره اند اگرچه ایشان آن امام
را دانند یا ندانند و معنی اتباع ایشان نه آنست که ایشان قصد تقلید او میکنند یا سلسله تربیت ایشان باو می رسد
بلکه معنی اتباع درین مقام آنست که در خدمت همان شان الهی که درین دوره ظهور فرموده بجان و دل میکوشند و همه علوم
مناسبه آن شان که اول در قلب همان امام ریخته بودند ثانیاً در قلب این بزرگواران از مخزن غیب و پرده لاریب
میریزند و چنانکه عزم اشاعت این علوم اولاً از قلب آن امام سر بر زده همچنین همان عزم ثانیاً از قلب این بزرگواران

سر به تیر زند **فائده - ا -** از اینکه این مقامات ثلثه بالذات مسلّم انبیا است وغیر ایشان را بجز ظلّی از این کمالات و ثمره
از این مقامات رسائی نه با وجودیکه امثال این اکابر که باشتاخ این مفاخر فائز شوند مثل کبریت احمر و اکسیر اعظم
نادر الوقوع و کمیاب اند ولهذا در مباحث این مقامات ثلثه بر اشارتی اجمالیه اکتفا کرده تفصیل آن در مقام دیگر
حواله کرده شد و نیز اکتفاء این مقامات بلکه تحقیق سائر کمالات بدون حصول آنها و وصول بآن مفاخر صورت
نه بندد پس جد و جهد در تبیین آن اسرار مکنونه سعی بی حاصل و تطویل لا طائل مینماید **فرد** در نیابد حال پخته هیچ خام
پس سخن کوتاه باید والسلام ✽ آری اینقدر باید فهمید که حب ایمانی مثمر ثمرات بس عجیبه و منتج نتائج بس غریبه
است که تخم آن عنایت یزدانی و اجتبای رحمانی است و عنایت حضرت حق و اجتبای جواد مطلق را نهایت
و پایانی نه **فرد** داغ غلامیت کرد پایه خسرو بلند ✽ صدر ولایت شود بنده که سلطان خرید ✽ **فائده ۲ -**
بدانکه درمیان راه ولایت و راه نبوت تباین است حتی که سالکان راه ولایت هرگز به مقامات راه نبوت
فائز نشوند یا طالبان راه نبوت مورد حالات ولایت نگردند یا ارباب حب عشقی عاطل از حب ایمانی باشند یا
اصحاب حب ایمانی غافل از حالات عشقیه باشند حاشا و کلا چه کتاب فتوح الغیب که منسوب به پیشوای اولیا
و قدوة ارباب فنا و بقا ذی المناقب و المفاخر اعنی الشیخ عبد القادر است دیده باشی که از سر تا پا از مضمون
فنای اراده که خلاصه حب ایمانی است مشحون است و حکایات بی صبری و بیتابی و قلق و اضطرابی که بر دل مبارک سید الانبیاء آنحضرت
علیه افضل الصلوة والتسلیم در زمان وحی فترت میگذشت شنیده باشی که حالات مجذوبانه و استغراقی و زاری که
گذشته رشک افزای قصص لیلی و مجنون است بلکه تخم حب ایمانی و نوری از آن سعادت با وجود انکار ارکان ایمان و
شروط اسلام است پس حب ایمانی را بمثابه اسپ شاه گام در سلوک طرائق مقبوله باید فهمید و حب عشقی را بمنزله
بادیه از شطرنج یا منزلی از منازل این راه قرار باید داد پس حب ایمانی پیوند جان سالک طریق رحمانی است و
عشقی از قبیل حالات و واردات آری در بعضی نفوس بنا بر مناسبت جبلیه حب عشقی تاثیر قوی می بخشد و در
راه ولایت کشان کشان می برد و حب ایمانی در صورت حب عشقی ظهور می نماید و در بعضی نفوس حب ایمانی
بعد از فرو نشستن هیجان عشق بعد از فراغت و مفروغیت خود بخود میکند و بسوی مقامات طریق نبوت راه می نماید
القصه حب ایمانی را مثل اساس بنای سلوک باید شمرد و حب عشقی را مثل خشت و چوب و گل و سنگ که ماده عمارت است باید فهمید

ثمرات او را مثل الوان خوش و نقوش دلکش که سریع الزوال و عسیر الاعاده و بعد استحکام اصل عمارت حاصل است قرار باید داد؛
خلاصه اینکه انبیا علیهم الصلوٰة والتسلیمات برای استحکام بنیان هدایت و تشیید قصر تربیت انسان عموماً مبعوث اند لا بد
بسوی همین حب و ثمرات او دعوت نموده اند و طرق تحصیل این را مضبوط و معین ساختند و بر ایضاح طرق حب ایمانی
اکتفا فرموده به بیان حب عشقی و ایضاح ثمرات او و تعیین طرق تحصیل و التفات ننموده اند مگر باشارات دقیقه و لطیفه
چون اولیای کبار از اصحاب طرق کرامات باطن در فن شریعت حیل کرده و اجتهاد در قواعد اصلاح قلب که خلاصه
فن تعیین است بهم رسانیده بودند چون حب ایمانی را از متواترات دینیه دانستند و طرق تحصیل او را در جمهور اهل ملت
مضبوط یافتند حتی که هر عامی از عوام اهل ملت که در زمان برکت نشان ایشان بود البته انقیاد حضرت حق و امتثال
امر جواد مطلق و تشرع بشرع نبوی و تدین بدین مصطفوی را بر ذمه خود فرض میدانست و حسن شکر منعم و حسن
ابرار و قبح کفران منعم و مشاقت او را از ابده بدیهیات می شمرد بنا علیه حب ایمانی و لوازم او را مفروغ عنه دانسته
از بیان اتباع خود مسلم الثبوت پنداشته روی همت بسوی تفصیل احکام حب عشقی و ایضاح ثمرات او و ضبط
طرق تحصیل او آوردند و درین امر سعی بلیغ بکار بردند و نفعی عظیم بجمی غفیری از اهل اسلام رسانیدند و باین سبب جاهای
عظیم و عزت فخیمه در بارگاه رب العالمین یافتند شَکَرَ اللّٰهُ مَسَاعِیَهُمْ وَرَفَعَ دَرَجَاتِهِمْ فِی اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ
لیکن بعد مدتی از انقراض زمان ایشان جماعه از اغبیا و زمره از سفها بوجود آمدند فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ بهر حال بدمال ایشان منطبق گردیده طرق تحصیل حب ایمانی را بر باد داده
در تحصیل حب عشقی و ثمرات او افتادند حالانکه این محض خیال باطل و طلب محال است چه ؏ اٰمِنْ ثُمَّ جَاهِدْ
خبریست ماثور و ثَبِّتِ الْعَرْشَ ثُمَّ انْقُشْ مثلیست مشهور که عارف بلندسیر شیخ ابو سعید ابو الخیر از حال
امثال این گروه در مآل خبر میدهد جائیکه میفرماید بیت تقلید دو سه قلندر بی معنی + بدنام کنند ره جوانمردان را +
و اینمعنی را بسوی ذهن مستمعین بمثال واضح تقریب باید کرد مثلاً عنایت یزدانی و فیض رحمانی که بسوی افراد انسانی
در ازل الازل مبذول بود در بعضی اوقات چنین اقتضا فرمود که پاره از عقائد و احکام و معاملات و سیاسات
که در هدایت افراد انسان و در نجات ایشان از مضرات معاش و معاد و در خلاصی ایشان از آفات برزخ و حشر
دخلی قوی و تاثیری عظیم میداشت بزبان عربی معجز البیان التعلیم کرده شود و شرح آن به بیان هدایت نشان افصح العرب

والا مفصل کرده آید پس جناب رسالتمآب صلوات الله علیه آن کلام معجز عربی را مع شرح و بسط او بسوی همه حضار
تبلیغ فرموده پس تکمیل باین فیض قدسی که از غیب الغیب نزول فرموده بدو وجه میتواند شد یکی آنکه اموریکه در اصلاح
معاش و معاد تاثیری دارد و در نجات و رفع درجات دخلی می نماید تعلیم همان امور را قبله همت خود کرده بکتاب و سنت
متوجه شود و در اذعان بعقائد مذکوره و امتثال احکام ماثوره و اکتساب اخلاق محموده و اقامت معاملات و سیاسات
مقصوده سعی بلیغ نماید و جد و جهد در اتمام این امور بیش از بیش بکار برد و همین وجه مقصود شارع است از کتاب
و سنت و همین است مبنای هدایت و اساس سعادت و شارع صلوات الله علیه همین را بوضع بیان تفصیل فرموده
مبادی و طرق تحصیل آنرا بکمال اعتنا مضبوط ساخت و وجه دیگر آنکه اطلاع بر وجوه بلاغت کلام قدسی و دلائل
و عقائد مرقومه و حکم احکام منصوصه و بر طرق تولد اخلاق محموده و منافع معاملات و سیاسات ماثوره را پیش نظر خود ساخته
و قبله عزیمت خود قرار داده در کتاب و سنت غوص نماید و خوض باین وجه بالذات مقصود شارع نیست و لهذا
تصریح بآن نفرموده و مبادی تحصیل و طرق تکمیل او را تبیین نکرده مثلا تفصیل فنون عربیه از قواعد صرف و نحو
و معانی و بدیع و تاسیس مبانی استدلال از مسائل منطق و فلسفه ادبی و مناظره و تقنین قوانین اجتهاد از مباحث
اقیسه و تنقیح علل و مسائل ترجیح و قواعد جدل و تشریح قوای باطنه انسانیه که حامل اخلاق و ملکات است
و تنقیح اصول حکمت عملیه از سیاست منزلیه و مدنیه اصلا از شارع ماثور نیست بلکه آنچه از آنجناب منقول است همین
کتاب و سنت است و بس و دعوت آنجناب به حجت و برهان و سیف و سنان به همین هر دو چیز بوده و در اشاعت
همین هر دو چیز بوده و در اشاعت همین هر دو چیز چه قدر تحمل مشاق و مقاسات تکالیف نموده آری آن علوم
دقیقه نازک بنسبت بعضی اذهان بعد تحصیل علم کتاب و سنت حکم اکسیر اعظم دارد که نفوس ایشان را منصب امارت
و مقام وراثت نبوت می بخشد و لهذا چون این کتاب و سنت بغایت تواتر و نهایت شهرت انجامید و هر عام و خاص
بقدر نصیبه خود از آن فائز گردید و تسلیم آن هر دو در رنگ تسلیم اولیات در قلوب جمیع اهل اسلام استقرار یافت پس
آن علوم دقیقه بسعی اساتذه فنون عربیه و ائمه اجتهاد و دانشمندان کلام و ارباب تهذیب اخلاق و اصحاب حکمت
ایمانیه بروی کار آمد و این کار بسبب همین سعی در زمره عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ مقعد صدق یافتند
و اتباع ایشان در تطویل این مباحث مساعی جمیله بکار بردند تا اینکه علوم دقیقه طویلة الاذیال بوجود آمدند بعد

انقراض زمان برکت نشان این بزرگواران قومی از مقلدان بی معنی که بر حب وجاهت وطلب ریاست مجبول بودند
بمزروقی کار آمدند پس همین قیل وقال و مکابره وجدال را فضل و کمال پنداشته و کتاب و سنت را پس پشت خود انداخته
عمر خود را در تحصیل امثال این امور بی حاصله برباد دادند و را فلسفه و اعتزال پیمودند و جز حسرت و ندامت از این
جهان فانی حاصل نکردند بانه هیچ جنت و خسران در گور تنگ خود مونس نیافتند قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ
أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا
أَعَاذَنَا اللهُ وَجَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ حَالِ أُولٰئِكَ الْجَاهِلِينَ

باب دوم

در بیان اجتناب از بدعات وطرق ادای طاعات وتخلی از رذائل وتحلی بفضائل وآن مشتمل بر

یک مقدمه و چهار فصل و یک خاتمه است **مقدمه** وآن مشتمل بر یک افاده است

افاده - ۱ - اذکار و اشغال و مراقبات و مقامات که اولیای کرام آنرا منسوب و ملخص کرده تحریر فرموده اند
بسا میباشد که سالکان راهمان امور پیش می آیند و بهمان اذکار و اشغال و مراقبات بآن مقامات رسیده اند
فاما آن عنایات وبرکات که درباره اولیای عظام از بارگاه ایزدی پی در پی می رسید شمه از ان بنام آنها نمیرسد
وآن آثار را اصلا مترتب نمیگردد هرچند مساوات بهمه اهل کمال در ظهور عنایات وبرکات وقبولیت حضرت خالق الارض
والسموات ممکن نیست اما حسب حال بیک ظهورش میباید بود بصورت فقدان آن آثار تفتیش و تنقیر امری که مانع
از ان گردد ضرور است تا تدبیر ازاله آن نماید و مطلوب حقیقی کامیاب شود و موانع ظهور آن آثار عبادات را اکثر ناس
ملابست به بدعات وتمادی بر رذائل اخلاق و ملکات و عدم اعتنا باداء عبادات در اعمال شرعیه بمعنی که مقصود شارع
است و راه یافتن مخلات عبادات در اعمال شرعیه ایشان است لهذا این باب را بر چهار فصل تقسیم کردن ضرور افتاد

فصل اول

در بیان اجتناب از بدعات وآن مشتمل بر سه هدایت است

هدایت اولی در ذکر بدعاتیکه بسبب اختلاط ملحدین و مشرکین صوفی شعار متشبهین بمشایخ کبار قدس الله
اسرارهم در عوام اهل اسلام انتشار یافته وآن مشتمل بر تمهید و شش افاده است

تمهید ۱۰ - کشف و شهود که از مزاولت اعمال و اشغال سلوک بیش می آید مشترک در میان کافر و مؤمن و مبتدع و متبع سنت میباشد لیکن ایمان مؤمن و عزم اتباع سنت باعث مقبولیت اوست و کفر کافر و الحاد ملحد و بدعت مبتدع موردِ ردّ او پس صرف آن کشف و شهود را کمالیکه مطلوب از انسان است دانستن خطای محض است آری در حق مؤمن چیزی کارآمدنی است و وسیلهٔ طریقهٔ کمال مطلوب است پس انسان کامل بدو چیز میشود اول معرفت الٰهی و مراد از معرفت الٰهی این معرفت مجمل است که هر کس و ناکس بآن آگاه است یعنی الله بزرگ‌تر است در تمام اوصاف حیات او بزرگتر از حیات تمام احیا است و علم او بزرگتر از علم همه علما است و علیٰ هذا القیاس چه اینقدر معرفت اگر موجب کمال میشد آدمی ناقص حکم عنقا گیرد هر چند این قدر معرفت هم مفید باشد و نه مراد معرفت حقیقت ذات و صفات اوست که بدرک انسان بالکل محیط آن گردد که اینمعنی غیر ممکن است اگر مثلاً صفت رزاقیت او کما ینبغی بر کسی از بشر منکشف شدن گیرد مبادی آن را هیچ انسان تحمل نمیتواند کرد چه جای آنکه بانتهایش رسد اگر این معرفت مقصود در کمال انسانی میشد وجود انسان کامل ممتنع میگردید پس مراد معرفتی است که خدا تعالیٰ را منظور و مطلوب از خلقت انسان است و آن معلوم میشود از قرآن و حدیث و همان معرفت آدمی را عزتی و اعتباری در بارگاه الٰهی بهم می رسد و آنانکه آن معرفت بدون عزت و اعتبار حاصل شده مثل حکما پس آن معرفت عبثی و انسان کامل بسبب این عزت و اعتبار مثل خدمتگاری یا خواصی میشود که در نظر آقا و بادشاه معزز و معتبر گشته و آثار عزت و اعتبار وی هویدا گردید مثلاً امانات سپرد وی میشود و مامور برسانیدن آن به بعض رعایا و لشکریان و یا محتاجان و سائلان میگردد و قول او محل اعتبار و پایه راستی میرسد و سفارش او در حق مردم مقبول می افتد چون ازین قبیل عزت و اعتبار با معرفت ذات و صفات در شخصی جمع شود همان است انسان کامل و با وجود اجتماع این اوصاف کاملین باهم تفاوتی دارند در مراتب که احصای آن ممکن نیست از ادنای مرتبهٔ ولایت تا مرتبهٔ خاتم النبیین تفاوت باید فهمید و سلوک راه خدا تعالیٰ را منحصر درهمین طریقهٔ مقررهٔ سلوک نه پندارند بلکه راهها هم بسیار است منجمله آنها این هم یک طریق اوست نیز مقبول است این طریقهٔ مقررهٔ متوسطه مطابقت اقوال و افعال و احوال صاحب این طریقه است بظاهر کتاب و سنت

تمهید ۱۱ - از عمدهٔ مضلان راه حق ملحدان صوفی شعار اند که از مخالفت شرع پاک نمیکنند بلکه التزام آن را طریق خود میدانند و اشغال قبیحه مبتدعه شرکیه نیز تعلیم و تعلم مینمایند و کلام الحاد را در مردم انشا می کنند حسب

افعال و اقوال ایشان با ایشان معامله کند هر که قابل قتل است او را بکشد و هر که لائق تعزیر است و تنبیه او را
تعزیر و تنبیه کند و اگر عاجز از امضای احکام شرعیه باشد پس از ایشان بشدت بیزار بود و هرگز ملاقات ایشان
نکند و در مواجهه مصافحه ایشان را از قبایح انکار داند اگر احیاناً گمان هدایت کسی از آنها در ملاقات خود با وی
بخاطرش بگذرد یک دو بار ملاقات کند اگر هدایت یافت از نعم الٰهی شمرد و الا ترک نماید باز پیرامون
او نگردد که احتراز صحبت بد از اهم المهمات در حق طالب خدا است جل شانه **بیت**

نخست موعظت پیر صحبت این حرف است * که از مصاحب ناجنس احتراز کنید

افاده - ۱ - از جمله بدعات ملاحده صوفی شعار که در عوام اهل زمان انتشار یافته بیباک متعرض حال بعضی
مقبولین هم گردیده صدور کلمات بی ادبانه در جناب حضرت حق و شعائر او ست پس طالب حق را باید که از
استماع این کلمات احتراز کند و خود هرگز نگوید اگرچه قائل آن مظنون الخیر باشد زیرا که ثمرهٔ بی ادبی هرگز
نیک نیست اگر از کسی سر بر زده باشد قابل اتباع نه **بیت** حافظا علم و ادب ورز که در مجلس شاه * هر که را
نیست ادب لائق صحبت نبود * مثلا شخصی گفته که خدا را بخرمهره خریده ام آب یک خرمهره در وقتی از
اوقات مقبول افتاد و موجب فتح باب او گشت این مدعا را باین لفظ تعبیر کرد هرچند مدعا درست لیکن
تعبیر بیجا است اگر میگفت که یک خرمهره داده در زمره بندگان او داخل شدم خوب می بود همین طور تعبیرات
صحیحه مؤدبانه کرده باشد و از بی ادبی دور تر ماند خود را بنده از بندگان بلکه کمترین بندگان بادشاه بی پروای
عالیجاه وافر العنایات کثیر الرحمات شدید العقاب سریع الانتقام داند و هردم در حرکت و سکون ترسان
و لرزان ماند اگرچه حالات عجیبه وارد شده متقاضی صدور کلمات بی ادبانه گردد **افاده - ۲ -** از جمله
بدعات ملاحده وجودیه که در خواص و عوام اشتهار یافته و باقوال اکابر طریقت مشتبه گردیده گفتگوهای
توحید وجودی الحادی است که بگمان اتحاد خود با خدا از لذتهای نفسانی برمیدارند و بتسویل شیطانی
و مکر نفوس خبیثه بیان آن گفتگو را معارف و حقائق میپندارند و لااقل از مضرات آن اقوال اوقات عزیزه خود
را بلا طائل محض صرف مینمایند پیشوای ما یعنی محبوب مصطفی صلی الله علیه وسلم آن امر نفرموده و هرگز لب به بیان آن
نکشوده پس ما را از آن چه سود اگر امری کارآمدنی می بود بطور صوم و صلوٰة بر آن آگاه میفرمود حریص علیکم

بالمؤمنین رؤف رحیم شان اوست پس سکوت ازان بهتر است که ما را غرضی با آن متعلق نیست و چونکه سبب
رواج این گفتگوی واقعی وغیر واقعی بودن آن از مردم استفسار میکنند پس اینقدر باید دانست که این مخلوقات
عین حق نیستند اگرچه قیوم آنها ذات پاک اوست پس تمثیل او به صفات آن باید کرد که چنانکه صفات نه عین
حق است و نه غیر آن بلکه قائم بوی است همچنین مخلوقات دیگر نه عین صفات اند و نه غیر آن بلکه مظاهر آن
پس صفات اگرچه فی حد ذاتها مستغنی از مظاهر است لیکن بنابر اقتضای حکمت الٰهیه با وجود استغنا در مظاهر
مختلفه که عبارت از مخلوقات است ظهور نموده و همین معنی مقصود اکابر طریقت است که ملاحده وقت اقوال آن
بزرگواران را بر خلاف مقصود ایشان حمل کرده راه تحریف و تلبیس بیموده لهذا پس اینقدر روا دانستن مضایقه
ندارد و اما اوقات خود را باین گفت گو صرف کردن بی فائده محض است بلکه موجب حرمان از کمالات پیروی
انبیا است علی نبینا و علیهم الصلوة والسلام **افاده ۳۔** از جمله بدعات ملاحده صوفی شعار که در عوام
در عوام اهل اسلام اشتهار یافته قیل و قال و بحث و جدال در مسئله تقدیر است باید دانست که ایمان به تقدیر
از اعظم عقائد اسلامیه و اوکد واجبات شرعیه است و از بسکه مسئله تقدیر با بحث تکلیف بیک گونه بادی
نظر تعارضی میدارد بنا بر رعایه شارع از تعمق این مسئله دقیق و خوض این مبحث عمیق بتاکید شدید منع فرموده
پس لابد بر جمهور اهل اسلام همین واجب است که بر ایمان اجمالی آن اکتفا نمایند و در بحر زخار متلاطم الامواج
که عبارت از تفصیل و تنقیح این مسئله است نه در آیند لیکن از بسکه درین جزو از زمان بسبب اختلاط فرقهم
منکرین تقدیر و بسبب اختلاط ملاحده منکرین تکلیف که تشریع را معارض تقدیر فهمیده و بمسئله قدر تمسک نموده
در ابطال شرائع جد و جهد مینمایند لابد بحکم الضرورات تبیح المحظورات اشارتی اجمالیه بسوی تحقیق این
مسئله ضرور افتاد و معهذا مقصود درین کتاب اهتمام همان ایمان اجمالی است پس تفصیل آن برای صیانت
مومنین غافلین از اتباع شیاطین مضلین از رفضه و ملحدین کرده شد پس میگوئیم که افعال و اقوال همه بندگان
و حرکات و سکنات ایشان و علوم و ارادات ایشان و سائر نعوت و اوصاف ایشان چه محموده چه مذمومه از
ایجاد حضرت حق و تکوین آن قادر مطلق است و سر آنکه در تخصیص ایجاد بعضی افعال در بعضی بندگان و
بعضی افعال دیگر مثل خلق ایمان در قلب صدیق اکبر و کفر در دل ابی جهل ابتر حکمتی است خفیه که آنرا غیر آن

حکیم مطلق بشرح وتفصیل احاطه نتواند کرد اما اینقدر معلوم است که آن حکمت مراعات تفاوت استعدادات ازلی است
وتفصیل برای تصویر اختلاف استعدادات ازلیه این است که درختی است عظیم الشان که هزاران انواع چوب
معنوی است بعضی از آن قابل سوختنی است وبعضی از آن قابل ساختن آبخورهای آشامیدنی است وآنچه قابل
سوختنی است آن هم تفاوتی بیشمار دارد مثلا بعضی در وقت تراشیدن درخت آنچنان پاره های ناکاره یکسو
خواهد ماند که در ابتدای افروختن آتش بکار آید بلکه بدون آن آتش در اول نیفروزد وبعضی آنچنان گره های
سخت خواهد برآمد که وقت تیز شدن زبانه آتش باید انداخت تا در آن آتش تیز بسوزد وبعضی در عمارت بکار
می آید که بعضی را چوب کرسی بسازند و پاره را تخته بنمایند باز در آن تفاوت بیشمار است بعضی تخته سقف
خلوت خانه خاص پادشاهی است وبعضی دریچه پاخانه زندانیان گرفتار تباهی است تخته ایست که تخته نوشتن
شده از دست حق پرست کاملی موقع نقوش حروف کلام الهی شده وتخته ایست که از دست صانع هوشیار بجهت
ناکارگی افتاده پامال خران گاه گشته وبه همین امثله اختلافات استعدادات را که بیشمار است در افراد نوع انسانی
تصویر باید کرد وهمین تمثیل را از حضرت شیخ الاسلام خواجه عبدالله انصاری هروی قدس الله سره بعبارت بهتر
ومختصر ادا فرموده آه آه ازین تفاوت راه دو آهن پاره از یک جایگاه یکی سم ستوران ودیگر آئینه شاه اگرچه تساوی
همه استعدادات در صلاح وفساد در اصل خلقت یا اصلاح هر استعداد فاسد بعد از خلقت در وسعت قدرت واجبیه
امریست بس یسیر وکاریست بس سهل اما حکمت مقتضی تفاوت استعدادات در صلاح وفساد در اصل خلقت
واصلاح بعضی استعدادات فاسده وابقای بعضی بر فساد ازلی گردیده تا دو کارخانه عظیم الشان از کارخانجات الوهیت
که عبارت از جامعیت جمیع صفات کمال است بر روی کار آید اول کارخانه عفو چه اگر همه استعدادات در اصل جبلت
متساوی می بود یا اصلاح هیچ یکی از استعدادات فاسده به محض عنایت خود نمی فرمود هرگز عفو وحلم صورت نمی بست
دوم کارخانه حکومت که عبارت از تنعیم مطیعین وتعذیب عصاة است پس اگر همه استعدادات در صلاح وفساد در اصل
خلقت متساوی میبود یا اصلاح هر استعدادات فاسده میفرمود هر آئینه صفت حکومت بر دو جهت خود یعنی تعذیب
وتنعیم ظهور نمی نمود آیا نمی بینی که کارخانه مملکت بدون زندان وزندانیان وجاگیر وجاگیرداران بکمال صورت نمی بندد وهرچند
کمالات ذاتی حضرت حق وصفات کامله آن بی نیاز مطلق در ذات خود مستغنی از ظهور ومبرا از احتیاج مظاهر است که

إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ اشارتیست باین معنی لیکن چنانکه کمال هر صاحب کمال اقتضای ظهور خود میفرماید ظهور آن
کمالات فرحتی بآن صاحب کمال میرساند اگرچه آن صاحب کمال در کمال خود مستغنی از ظهور آثار آن باشد مثل کاتب
جید الکتابت که اگرچه ایجاد نقوش بالفعل هیچگونه از کمالات او معدود نیست بلکه کمال او همان ملکه کتابت است که در جوهر
نفس او علی الدوام استقرار میدارد لیکن ملکه کتابت مقتضای صدور نقوش جیده میفرماید و آن کاتب بسبب صدور
نقوش بکمال خود شادان و فرحان میگردد و همچنین صفات ازلیه واجبه با وجود استغنا از مظاهر اقتضای ظهور
میفرماید و حضرت حق جل و علا را از تحقیق مظاهر گوناگون و صدور آثار رنگارنگ سروری و ابتهاجی بکمالات خود
ثابت میشود ازین تقریر اندفاع شبهه که بخاطر اکثر عوام میگذرد ظاهر شد بیانش آنکه در بادی نظر اکثر عوام را چنان
ظاهر میشود که حق جل و علا بندگان خود را متساوی الاستعداد در اصلاح داری چرا ایجاد نفرمود همه بندگان او
در نعمت و فرحت در امر معاش و معاد میگذرانیدند یا اصلاح همه استعدادات فاسده چرا نمود که این اصلاح در حق
ایشان لطف و جود است و قدرت حضرت حق و جود آن جواد مطلق را پایانی نیست رد وجه اندفاعش آنکه حق جل و علا
جامع جمیع صفات کمال است که از آن جمله مملکت است و یک شعبه از مملکت کارخانه ایست بس وسیع و آن
انتقام از عصاة و تعذیب معاندین است پس اگر این شعبه ظهور نمی فرمود هر آئینه امر مملکت به کمال خود نمیرسید
بیت در کارخانه عشق از کفر ناگزیر است * دوزخ کرا بسوزد گر بولهب نباشد * باقی ماند این جا سوالی
جواب طلب بیانش آنست که وقتی که افعال و اقوال منوط باستعدادات ازلیه است و استعدادات ازلیه خارج
از طاقت بشریه پس بر کفار متمردین و عصاة مصرین طریق الزام و راه سرزنش مسدود گردد جوابش آنکه
حق جل و علا مخلوقات خود را بر دو قسم آفریده قسمی آنست که در ایشان علم و ارادت ایجاد نفرموده مثل شجر و حجر
و قسمی دیگر آنکه در ایشان این هر دو صفت ودیعت نهاده مثل جن و انس پس آنانکه در ایشان علم ودیعت نهاده اند
از بسکه ذات و صفات و اعضا و جوارح و اقوال و افعال خود را دریافت میکنند البته این امور مذکوره را بخود نسبت
مینمایند مثلا میدانند که این دست و پا از ماست و این قول و فعل از ما صادر شد پس فعالیکه بواسطه ارادت ایشان صادر
میشود گو خالق آن حق جل و علا باشد البته ایشان می شناسند که این افعال از ارادت ما صادر شده است و چونکه نسبت
افعال مذکوره بانسان مثل سائر احکام شرعیه صراحة از قرآن مجید ثابت است پس مسلمانان را لازم است که چنانکه

سائر احکام را از قرآن فہم کردہ قبول نمودہ این حکم را ہم قبول نماید و افعال ذمیمہ قبیحہ خود را بجود نسبت کند و در بابت
تعیین امر کہ این فعل از ارادہ ما صادر شدہ در توجہ توبیخ و سرزنش کفایت میکند و اما آنکہ علم چرا ودیعت و نہادہ
اند یا صفت ارادہ چرا ایجاد فرمودہ اند یا ارادہ او را چرا بسوی این افعال و اقوال متوجہ ساختہ اند پس جواب آنکہ
این ہمہ امور از قبیل ظہور آثار استعداد ازلی ست و اما تفاوت استعدادات ازلیہ پس پیشتر در صدر کلام مذکور شدہ
و اگر در خاطر کسی سوال ہم رسد کہ وقتیکہ ثابت شد کہ بعثت ہر یکی را بہر کاری ساختند و میل و ارادہ در دلش انداختند
پس حکمت بعثت رسل و انزال کتب و اقامت حجج و اظہار دعوت و سعی در تعلیم و تعلم و مشروعیت جہاد و حدود چیست
پس میگوییم کہ اگرچہ ہمہ کائنات محض ایجاد حضرت خالق الارض و السموات بلا واسطہ و آلات است لیکن آن
حکیم مطلق بمقتضای حکمت باہرہ خود بعضی اشیا را به بعضی موجودات مرتبط ساختہ و سلسلہ اسباب و مسببات
بر روی کار آوردہ مثلا جرم شمس و شعاع او اگرچہ این ہر دو چیز از مخلوقات حضرت رب الارباب بلا واسطہ
و حجاب است لیکن در میان شعاع و جرم شمس ارتباطی خاص ایجاد فرمودہ کہ بسبب ہمان ارتباط شمس را سبب
شعاع را مسبب می نامند پس ہمین قیاس باید کرد کہ ہر چند جمیع افعال و اقوال کہ از نفوس ذوات الارادات صادر
میشود از مخلوقات آن قادر مطلق اند لیکن در میان آن افعال و درمیان ارادات ارتباط سببیت و مسببیت ہمان حکیم
مطلق بمقتضای حکمت خود ایقاع فرمودہ و ہمچنین در میان ارادات و درمیان امور مذکورة الصدر از بعثت رسل
و انزال کتب و امثال اینہا علاقہ سببیت مستحکم گردانید مثلا میتوان گفت کہ ارادہ امور مامور بہا در دل مطیعین بسبب
ہدایت ہادین و تعلیم معلمین متحقق گردیدہ یا ارادہ بت پرستی یا ارادہ زنا و شرب خمر بسبب خوف جہاد و اقامت
حدود مضمحل شدہ و نیز باید دانست کہ تمامی افعال و اقوال اگرچہ از آثار استعدادات ازلیہ است اما مجازات بر صرف
استعداد کامن نمیتواند شد بسبب آنکہ استعداد قابل الزام نیست بدر امیر سد کہ از بدی خود انکار کند و نیکی را برابر خود
اند و عقاب خود و ثواب نیک را بلا وجہ خلاف عدل و ظلم شمارد و نیز عادت اصحاب حکومت و سلطنت کہ بعدل
و حکمت و مروت متصف میباشند ہمین است کہ گاہی بسبب علم خود یقینی بود انعام و انتقام نمی فرمایند نمونہ اش
آنکہ امیر ذوی الاقتدار رفیق مخلص خود را میداند کہ بلاشبہ اشجع الناس است در ہیچ معرکہ قصور نخواہد کرد و داد سعی
و جوانمردی خواہد داد لیکن بدون ظہور امری نمایان در معرکہ از آزمایان انعامیکہ مرجح بر دیگران باشد نخواہد فرمود در

تمثیل ضدش همین قدر کافیست که شخصی بچه گرگ را پرورد و بالیقین میداند که جبلتش حمله کردن بر انسان و دریدن وی است اما بدون اظهار اثر آن غضبش جوش نخواهد زد و قصد اهلاک نخواهد نمود همین که حمله بر انسانی از وی صادر گردد آنقدر پر از خشم خواهد شد که بجز قتل سزایش تجویز نخواهد کرد و بدون قتل اطمینان خاطر او را دست نخواهد داد کارخانه صفات ذات حق تعالی را از همین تمثیلات یک گونه تصور باید کرد که هر چند استعدادات ازلیه هر بقعه معلوم آن علام الغیوب است لیکن بدون ارتکاب گناه غضب وی باعث انتقام نمی شود و همچنین بغیر ظهور طاعات بحر رحمت بجوش نمی آید بیت تا نگرید کودکی حلوا فروش * بحر بخشایش نمی آید بجوش *

افاده ۳۶ - از جمله بدعات مشرکین صوفی شعار که در خواص و عوام اهل زمان عموما و در دیار هندوستان خصوصا اشتهار یافته و متعرض حال بعضی از مقبولان حق گردیده نهایت افراط در تعظیم مرشد است بحدیکه تصور با عتقاد الوهیت انجامد و باشد پس لابد حد اعتدال این امر را باید فهمید بیانش آنکه مرشد بمنزله وسیله راه خدا تعالی است قال الله تعالی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - ای مومنان پرهیز کنید از خدا و طلب کنید بسوی وی وسیله را و جهاد کنید در راه وی شاید که رستگار شوید درین آیت برای فلاح چهار چیز مقرر فرموده ایمان و تقوی و طلب وسیله و جهاد در راه وی اهل سلوک این آیت را اشارت بسلوک می فهمند و وسیله مرشد را میدانند پس لاش مرشد بنا بر فلاح حقیقی و فوز تحقیقی پیش از مجاهده ضرور است و سنة الله برهمین منوال جاریست لهذا بدون مرشد راه یافتن نادر است پس میباید که مرشد کسی را گیرد که بوجهی مخالف شرع شریف نبود و بر طریق مستقیم که اتباع قرآن و حدیث است نهایت راسخ القدم باشد او را مرشد و هادی خود مقرر نماید لیکن نه باین طور که بهر حال اتباع وی منظور دارد بلکه مقتدای مطلق شرع شریف را داند و بالاصالة تبع حکم خدا و رسول بود و آنچه مرشد از روی شرع شریف فرماید آنرا بدل و جان بجا آرد و مباح شرع را از امر وی لازم شمرد و آنچه خلاف شرع گوید هرگز اتباع آن نکند بلکه رد نماید حدیث شریف است که لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ یعنی اطاعت مخلوق نمی باید در نافرمانی خالق و محبت مرشد باینطور باید که مال و جان خود را برای رضا و آرام وی صرف نماید و هیچ دنیا را عزیز تر از رضامندی وی نداند چرا که فائده منفعتی که از مرشد حاصل میشود بهزارها مراتب بهتر از تمامی دنیا است و محبت مرشد باین حد ممنوع است که نافرمانی

خدا و رسول در جنب محبت او گوارا کند که این معنی موجب دوری از بارگاه حقتعالی است اصل همه محبتها و حقوق محبت
و حق خدا تعالی است و در جنب محبت و حق او سبحانه هیچ محبتی و حقی را بخیال آوردن محجوبی از ذوی تعالی شانه و
محرومی از عنایات اوست و اگر بعد عقد بیعت با مرشدی طالب حق را امری منکر در آن مرشد واضح گردد پس او را
ناصح شود و دعا برای او بجناب ایزدی کند و اگر باز نیاید و آن منکر را نگذارد پس اگر آن منکر از قبیل فساد عقیده
است عقد بیعت را از وی خلع کرده او را مرشد و پیر خود نداند و اگر فساد عقیده نبود لکن گناه کبیره باشد پس
خلع مرشدی وی نکند لیکن ابتلا ببلا دانسته اتباع عشق او در ان کار حرام نگذاشته سعی ظاهری و باطنی در نجات
وی از ان بلیه کما ینبغی بجا آرد * **افاده ۵** - از جمله بدعات مشرکین صوفی شعار که در حق امور نیک در انظار
مردم این دیار جلوه گر گشته اظهار بدعات منکره بر قبور اهل الله است هر چند آن بدعات بیشمار است لیکن دو سه امور
قبیحه تمثیلا درینمقام ذکر کرده میشود تا دیگر امور قبیحه را برین امور مذکوره قیاس توان کرد از انجمله قصد زیارات قبور آنها
است از جوانب و اقطار زمین به کشیدن متاعب و مصائب اسفار و مقاسات آلام لیل و نهار و این اسفار هم
باوجودیکه در ارتکاب آن صعوبات می ورزند به ظلمات شرک میکشند و بوادی سخط ایزدی میرسانند عوام این سفر را
برابر بلکه به بعضی وجوه بهتر از سفر حج میدانند و صورت احرام و محرمان شنیده بعضها با مثلها بر خود می بندند و علاوه
بران قیود زائده داهیه خود آن مسافران بد انجام در سفر و تمام متعلقان ایشان در حضر التزام میکنند القصه اگرچه
ارباب بواطن صافیه را قطع منازل سفر بسوی قبور اهل الله منفعتی قلیله می بخشد لیکن به عوام مؤمنین آنقدر مضرتی
عظیمه میرساند که خارج از بیان است پس لابد بر همه خواص عوام را لازم است که ازین امر بالکل اعراض کرده آنرا
نسیاً منسیاً سازند * و از انجمله استمداد و استعانت از اهل قبور است که آنها را حاجت روای مطلق پنداشته در مراتب
استدعا و التجا داد شرک میدهند و دور افتادن آنها از صراط مستقیم توحید ظاهر است لیکن درینجا شرح کردن احوال
خواص آگاه دلان منظور است که با رادهٔ استفاضهٔ فیض باطنی قصد مزارات بعیده میکنند پس باید دانست که چند
اولیاء و مقبولان بارگاه حق را موت جسری است که بحبیب می رسانند و ایشان را آنچنان انعامات الهیه و معارف ربانیه
عطا میشود که درین عالم احیا و زندگان را کمتر نصیب میشود بنا بر علیه آنها را احیا میتوان گفت لیکن بلا ریب به نسبت احکام
این عالم مردگانند قدرتی و قوتی که احیای این عالم را حاصل است ایشان را هرگز نیست و اگر فی الواقع همین قسم قوت

وقدرت متحقق بیود و ودرمجاورت مزارات مدعا حاصل میشد تمام عالم تصد مدینهٔ منوره میکرد وسلسلهٔ تربیت وارشاد نعوذ بی حاصل میشد پس شنیع گردید که عادت الله در تربیت وارشاد خلق برهمین منوال جاریست که استفاضهٔ فیوض از زندگان شود واگر احیانا کسی از ین ضبیب زنده که کشود کار ازوی مظنون بود میسر نیاید پس قصد مزارات از اکنه بعیده نکند بلکه متابعت قرآن وحدیث را لازم گیرد که مفتاح مغلقات است پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ارشاد فرمود وَتَرَکْتُ فِیکُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِی کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِی اَهْلَ بَیْتِی یعنی گذاشته ام درشمار و چیز جلیل القدر را امیکه هر دو را مضبوط خواهید گرفت هرگز بعد من گمراه نخواهید شد کتاب خدا واولاد من بود در روایتی دیگر است تَرَکْتُ فِیکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ یعنی گذاشته ام درشما دو چیز را امیکه هر دو را مضبوط خواهید گرفت هرگز گمراه نخواهید شد کتاب الله وسنت پیغمبری پس شناخت متبوع ومقبول آل طاهرش ویافتن آن موجود درین عالم اگرچه دشوار است چه مقبول ومتبوع از آل طاهر ومصداق این حدیث شریف همان شخص خواهد بود که تمام اقوال وافعال واحوال وموافق کتاب وسنت باشد وظاهر است که تحقیق امثال این بزرگواران درین جز وزمان بمشابه اکسیر اعظم وکبریت احمر نادر ونایاب لیکن قرآن مجید که بهترین ذریعهٔ نجات است هر جا موجود وهمچنین حدیث شریف هر وقت میسر پس اتباع آنرا غنیمت کبری شمارد وهمین را ولایت علیا پندارد وفی الحقیقت همچنین است که کما ینبغی اتباع قرآن وحدیث هم ولایت است واگر بر تقدیر ایشان را قوت وقدرت هم می بود پس در غیر انبیا علیهم الصلوٰة والسلام جای تلبیس ابلیس است چونکه ظهور آثار ارواح امری مغیب است بسا که شیطانی حکایت صوت یا صورت آنها کرده بامری خلاف شرع حکم نماید و این بیچاره نادان بسبب شدت اعتقاد ونیاز مفرط بدل وجان آنرا قبول کرده آنچه در قرآن وحدیث متواتر ویقین ثابت است از ان چشم پوشی نموده در مغاک هلاک افتد وحکایت صوت وصورت هم بنا بر شناسنده صورت وصوت ایشان میباید ورنه شناسا نباشد پس صرف آوازی یا القائی در قلب در وقت تغیر حالت وظهور توجهی کیفیات در مراقبات بنابر لغزانیدن وی از جادهٔ حق کفایت میکند واحیانا بعضی سفها می پندارند که برای تلاش معاش بطریق نوکری یا تجارت اسفار بعیده کردن البته رواست پس چرا بگمان حصول مطلب دینی این چنین سفر مذموم باشد پس جوابش آنکه از سبیل حصول مطلب دینی نیست بلکه تمام بربادی مایهٔ ایمان وخوف از دست رفتن اصل سرمایه کسب سعادات است از تعدی

و تطاول سراق شیاطین و قزاقان آنها۔ و از آن جمله ایست روشن کردن چراغان بر قبور و در مقابر که آنرا روشنی
میگویند بلاشبه حرام است و لعنت برین کار در حدیث صحیح صریح وارد است همین مردم میباشند که از امثل وقت
طهر را لیلة القدر و لیلة البرات ساعت اجابت دعا میدانند و مترصد دعای آن وقت میباشند و مقارنت دعا
با روشن کردن چراغان از مقاصد اهم می پندارند معاذ الله من ذلک در حدیث شریف وارد است که ایمان
زانی و سارق در وقت زنا و سرقه از آنها جدا میشود زیاده تر از آنها ایمان اینان به مجرد دعا آن وقت بر باد میرود و بالکل
اگر جهل عذر نباشد پس صاف کافر شوند و آنکه جاهل نیست پس البته کافر میشود حرام شرعی را عبادت عمده اعتقاد کرد
در صرف استحلال حرام کفر است چه جائیکه آنرا عبادت شمرد **افاده ۔ ۲ ۔** از جمله بدعات مشرکین عرفی شعار که
در خواص و عوام اهل اسلام بلکه جمهور انام غایت اشتهار یافته ادای نذر و نیاز اولیاء الله است بوضعیکه شرک
خفی و اسراف اموال و اختراع بدعات بوجوه متعدده دران راه یافته بیانش آنکه اگرچه اصل این امر بهتر و خوب
موافق حکم شریع شریعت است لیکن چون عوام ظنون و اوهام خود را دران دخل دادند و خلف آنها تابع سلف خود شده
درین امور تجدید و تحدید نمودند و قاعده هرکه آمد بران مزید کرد را دستور العمل ساختند آن اصل محمود مخفی و محتجب گردید
و فروع خبیثه که از سعی تراشیدن مردم بهم رسیده ظاهر و رائج گشت و آن فروع در جبلت خود منفادت الحال انداد
تا ی آنها تقلید رسم و عادت است و التزام ما لا یلزم درین امور نزعه شیطانی و بعید از مرضیات رحمانی است
تا هدایت بیان ممنوعیت التزام انقلاب از یمین بعد از صلوة کافیست چه هرگاه التزام این قدر کار سهل که
از نماز فارغ شده بطرف راست باید گردید نصیب شیطان در ایشان است دیگر کارهای عمده و التزام آنها را
بتعبیری اقبح از نصیب شیطان میباید و اعلای آن شرک است که در وقت ذبح کردن گاو حضرت احمد کبیر
قدس الله سره مثلا از عوام این زمان فی این دیار مشاهد و محسوس میشود تفصیل این اجمال آنکه اموات را بلاریب ثواب عبادات
احیا می رسد بدو سبیل سبیل اول که عمده و بهتر است آنکه در میان مرده و زنده علاقه باشد که بسبب آن علاقه دخل
است در عبادت زنده ثابت و متحقق گردد مثلا علاقه ابا یا ابنا و این ابوت و بنوت خواه بجهت ولادت باشد خواه
بجهت تعلیم و ارشاد هر شخصیکه عبادت میکند آبائی او را هر قسم که باشند ثوابی میرسد و در تربیت ظاهری و باطنی هر قدر
که کوشش کرده اند و بنائیکه دران کوشش مکنون ضمائر ایشان بود حسب آن ثواب مذکور نقصانا و زیاده تحکمت

میشود پس مسلمان هر قدر که کوشش در کار نیک میکند و نیت خالصه خوشنودی حقتعالی میدارد حق حضرت حق جل شانه
که اعظم الحقوق است و حق پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم و جمیع اساتذه و مرشدین و آباء و امهات که مومنات و مومنین
گذشته اند از ذمه اش ادا میشود به همین اعمال نیک بندگی بحضور حضرت حق تبارک و تعالی اطاعت و تبعیت
بجناب پیغمبر صلی الله علیه وسلم و رشد و سعادتمندی روبروی سائر اهل حقوق محض به انعام و فضل ایزدی زیاده
دمبدم میگردد و همین دقیقه ایست که بر واقفان احکام شرع هویدا و بر ناواقفان آن مخفی و محجوب است و بنا علیه
هر که بموجب معمول رائج فاتحه و ایصال ثواب نکند او را ناخلف و منکر حق اهل حقوق گمان میبرند نمی فهمند که اگر به ترک
این رسوم فاتحه و ایصال ثواب انسان ناخلف و منکر حق اهل حقوق میشوند لازم می آید که اهلبیت عظام و صحابه
کرام و سائر طبقات مومنین و صلحا و علما و اولیا که پیش از اشتهار این رسوم گذشته اند معاذ الله ناخلف به نسبت
سلف خود باشند بلکه همین حرف در شان افضل المرسلین محبوب رب العالمین به نسبت امام الانبیا خلیل
با صفای حضرت خالق الارض والسماء در خاطر خطور خواهد کرد معاذ الله من ذلک ثم معاذ الله من ذلک پس ازین
تبیان واضح شد که این رسوم فاتحه خوانی بوضع مخترع زائد از لوازم و ارکان دین متین است و کمال ایمانی موقوف به
آن نه هر چند این معنی بالاجمال نزد عوام خواطر است لیکن بسا است که وقت ترک شدن این رسم از صالحی کاملی
آن اذعان اجمالی بسبب کثافت غشاوه عادت مستور گشته بسبب سوء ظن با غراض در حق آن صالح کامل گرفتار
ولهذا این حقیقت را مفصلاً جانشین خاطر داشته تارک این رسوم را درین امر تشبه بسلف صالح اعتقاد باید کرد

سبیل دوم

آنکه زنده فعلی کند که مقصود از آن نفع ثواب رسانیدن بمیت منظور باشد و اظهر و اشهر این قسم در حدیث نبوی
صلی الله علیه وسلم دعا است و یک صورت از آن که نماز جنازه است واجب است و صور دیگر آنکه در اوقات
پنجگانه و اوقات متبرکه و غیرها بالعموم یا بالخصوص شخص دیگر یا از دور وقوع آن میشود بلاشبهه مسنون و مندوب است
و در احادیث مشهوره و معروف و شرح آن احادیث موجب اطناب دانسته دریافت آن بر کتب حدیث حواله کرده شد
لیکن یک دقیقه کار آمدنی درین جا هم باید شنید که اتباع پیغمبر را صلی الله علیه وسلم مراتب است و در آن افراط و تفریط
واقع میشود هر چند در آن افراط و تفریط قبحی نبود لیکن هر چه برجاده اعتدال است بلا ریب افضل است از جانبین افراط

تدریجاً لیس و ادعیه که در حق اموات در وقت حضور قبور رائیبت آن بوضعی که از جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
مروی ثابت شده بهمان وضع اگر بوقوع آید افضل است از اوضاع دیگر مثلاً آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم در شب برات تنها بی اطلاع
علام احدی بقیع تشریف بردند و دعا فرمودند و کسی از اصحاب امر نفرمودند که درین شب بر مقابر باید رفت و دعا باید کرد حیثیت حال
انسپاسیده باشند پس الحال اگر کسی اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم منظور داشته در شب برات در قبرستان بقیع تنها رود و ادعیه ماثوره کند او را
متابعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ملازم کردن خبر رسید لیکن منتهی او باید فهمید که این امر شده برسم انجامیده حقیقت کار در آن باقی نخواهد
ماند تمثال و وضیح این بیان است مسئله فقهیه که جماعت نفل مکروه نیست و اگر تداعی باشد مکروه است و امثال دیگر سوای
اینها موجود است کندن چاه است که حضرت رسالت پناه سعد بن معاذ را بعد التماس ایشان که مادرم ناگاه فوت
شده و یارای گفتن نیافت و اگر می یافت وصیتی میکرد پس برای وی اگر چیزی بکنم نفع او را خواهد رسید فرمودند که چاه کندن
برای مادر سعد است و خواندن سوره یٰسین است که لفقیر روز جمعه در زیارت قبر والدین قرار شده و حضرت عائشه صدیقه
رضی اللہ عنها از طرف برادر خود یعنی عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنه بعد وفاتش برده آزاد کردند و بر همین قیاس باید کرد
سایر عبادات پس هر عبادتیکه از مسلمان ادا شود و ثواب آن بروح کسی از گذشتگان برساند و طریق رسانیدن آن دعا
بجناب الٰهی است پس این خود البته بهتر و مستحسن است و اگر آن کس که ثواب بروحش میرساند از اهل حقوق او است
به مقدار حق او خوبی رسانیدن این ثواب زیاده تر خواهد شد پس خوبی اینقدر امر از امور مرسومه فاتحها و اعراس و نذر و نیاز
اموات شک و شبهه نیست و تعیین اوقات و قسم طعام و وضع آن و تناول کنندگان همه از قبح خالی نیست آری ظلمات بعضها
فوق بعض در مراتب قبح تفاوت بسیاری است صرف تعیین التزام ما لا یلزم است که حالش مشروح گردیده و از جهت
تعیین وقت خللهای بسیار هم دینی و هم دنیوی پیش می آید نیت خالصه باقی نمی ماند بلکه احیاناً مطلقاً نیت عبادت
نمی باشد صرف بجهت تام و نشان دنیا و دفع طعن و تشنیع مردمان بخوف خفت و لحوق عار پیش چشمان بعمل می آید و از ان
رسمیکه نام نهاده اند اصلاً بعمل نمی آید و انیان اگر از عمل صالح ماطل اندیش حال ایشان حال ساکن کامل تارک این رسوم
محافظ ادای حق اسلاف خود بمشابه سلطنت شاه جهان آباد و سلطنت بخاری است درین مانند که اول رسم محض بلا حقیقت
است که اصلاً معنی از سلطنت نمانده و رسوم خود و بود می کتر از سراب میدارد و ثانی حقیقی است که برسوم ملوث نه گردیده این
تفاوت مثال و ممثل له را بمیزان شرع و عقل سنجیده و از حالات و واردات قلبیه خود در وقت ارتکاب مراسم بحث کرده

امر حق دریافت نموده از التزام بر رسوم تائب باشد رزقنا الله التوبة وجميع المؤمنين من كل المكروهات
در آدابیکه بحضور طعام فاتحه در بار بجا می آرند پس این هم اتباع خیالات فاسده خود است چه فاتحه بسبب آن طعام بجای
صاحب فاتحه ناشده پس چرا آدابیکه در استحسان آن بنسبت صاحب فاتحه هم گفتگو بود بعمل باید آورد و ملک وی نگردیده
چه اگر ملک او است پس چرا فاتحه کنندگان دخل در آن میکنند و بموجب خواهش خود میخورند و میخورانند بلکه آنرا بوارثان
صاحب فاتحه رسانند نیاز حضرت سیدة النساء را بسادات دهند و نیاز حضرت غوث الاعظم باولاد امجاد ایشان حواله نمایند
و علی هذا القیاس و اگر این آداب بگمان حلول روح صاحب فاتحه در آن طعام یا لمس وی است آن طعام را یا بسبب آنکه تناول
کرده و پس خورده او شده پس این ظنون فاسده ایشان است که هرگز معلوم ایشان نیست و اگر بالفرض التقدیر چیزی از آن
معلوم شود پس حاصل یکه در آداب طعام میباید آن طعام از آن تجاوز نکرده پس حاصل از آداب آن طعام نیست مگر حصول مشابهت
بکفره هنود که احیانا حبوب غلات و اجناس اطعمه را پرستش میکنند و از قید آکلین ممانعت یکی اجازت دیگر تحلیل حرام و تحریم
حلال پیدا میشود و اتباع اهل جاهلیت لازم می آید چه همین قسم قول ایشان حقتعالی در مقام مذمت حکایت فرموده
وَقَالُوا هٰذِهٖ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَاۗءُ بِزَعْمِهِمْ و میگویند که این چارپایان و زراعت ممنوع است نخورد
آنرا مگر کسیکه خواهیم با زعم خودها و ایضا حقتعالی میفرماید وَقَالُوا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا
وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاۗءُ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ
و معنی حجر را بخوبی دریافت کرده باید دانست که همین معنی مراد مردم این دیار و این زمان از لفظ اچهوتا میباشد مصرف
طعام هر گرسنه و محتاج است آری پرهیزگار بهتر است پس صحنک و توشها که ساخته و پرداخته بیبیان است و اتباع
افکار رویه حقیقی نهایت دور از حق پیدا شده و اکابر بزرگان حال آنرا در اوقات تربیت و ارشاد در ضمن کلیات
بیان میفرمایند و تخصیص مجاهرت انکار در عین وقت مقابله این رسوم غیر مفید انگاشته خاموش میشوند از خاموشی آنها
فریب نخورده در محو آن سعی باید کرد چه این قیود شده شده بقبائح انجامید و آن قیود ضرور تر از قیود شرعیه نزد آن
جماعه قرار یافته که التزام آنرا جزء اسلام و ایمان می پندارند و تارک و ساعی را در هدم اساس آن خارج از ایمان می شمارند
چون التزام رسوم باین حد رسد بالکل قلب مطلوب و عکس مقصود گردیده واجب الترک میگردد و بنابر تمسک از فرائض
تاکید یکه در حدیث میشود یاد کرده درین محل بکار باید برد و رواج رسم نذر و نیاز باین حد رسیده که از نذر طعام وغیره

گوسفندها یا شترها یا جانوران که نیاز میکنند و در ذبح کردن آن خوشنودی غیر خدا جل شانه قصد کرده مطابق حدیث شریف
که لعن الله من ذبح لغير الله ملعون میشوند و بقول اکثر علما این لعنت بجهت کفر است پس امریکه کفر شمرده
از اعمال عبادت پیدا شدن بکدام مرتبه زشتی و زبونی خواهد بود و حقیقت آنست که کسانیکه در نذر و نیاز ارتکاب
معاصی کفر میکنند ایشان را ایصال ثواب منظور نیست بلکه شرک میکنند و میدانند که این کار برای بزرگان تعظیم
یعنی عبادت خدا هرگز درو هیچ شان نمی باشد دلیلش آنکه هر که در توشهها و نیازهای بزرگان مبلغان کثیره صرف
کرده باشد اگر از وی پرسند که گاهی برای خدا هم چیزی داده خواهد گفت که نه بلکه خدا را و آنها را بالعکس در مرتبه مساوی
تقرب و رضا جوئی میدانند بیان حال همین بعض است وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا
يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ و بعضی ترجیح میدهند و بعضی آنها را کافی حاجات خود بالاستقلال
و التماس از التجا و دعا بجناب حضرت حق جل شانه بی نیاز میشوند پس چاره کار طالب حق و ثواب و متبع مرضیات
خدا و رسول درین جزو زمان آنست که بروح هر شخصی که ایصال ثواب منظور باشد بلا قید ذبح و تعین طعام
و تناولان آن هر چیزیکه انفع و بهتر در حق فقرا و محتاجین آنوقت باشد و بصفای نیت مقرون تر بود خیرات
نماید و از طرف آن شخص نیت کرده بعمل آرد و اگر دعا هم کند بهتر است و تمام قیود در رسوم یک قلم در گذرد

هدایت ثانیه

در ذکر بدعاتیکه بسبب اختلاط رفضه در جمهور انام اشتهار یافته و آن مشتمل بر سه افاده است ؛

افاده ۱- از جمله بدعات رفضه که در قلوب عوام اهلسنت راه یافته مخالفت سلف در عقیدهٔ تفضیل است
پس طالب حق را که متبع سنت و متنفر از بدعت باشد باید که از صمیم قلب خود اعتقاد نماید که چهار یار کبار رض
بهترین بنی آدم بعد انبیا علیهم الصلوة والسلام اند و تفضیل ایشان با هم موافق ترتیب خلافت است چنانکه عقیدهٔ
اهلسنت است مر مسلمان را باید که بهمین ترتیب معتقد فضیلت باشد و تفتیش وجوه تفضیل از واجبات دین بلکه از مستحبات
هم نیست خصوصا عوام مومنین را در صدد این تفسیر و تفتیش افتادن بی خردی و نادانی محض است و لیکن بجهت
شهرت این بحث در عوام و خواص این زمانه و افراط و تفریط ابنای روزگار درین عقیده نوشته می آید که جناب
حضرت شیخین رضی الله عنهم را قطع نظر از خلافت در بارگاه الهی وجاهتی است بس عظیم و قربی است نهایت لطیف

و تقدم در خلافت علاوه و هبه آنست و حضرت عثمان را رضه قطع نظر از خلافت آنقدر جاه و قرب نیست که تقدم بر حضرت
مرتضی علی شنوند بلکه حضرت مرتضی را باعتبار وجاهت و قرب تقدم بر حضرت عثمان است فاما تقدم خلافت پس شده نبویه
بباعث آنست که در مقام احترام اهل مناصب و مراتب در وقت ظهور عنایات باهره الهیه حضرت عثمان پیشتر از حضرت
علی باشند گو ایشان از جاه و قرب زائد بود مثل آنکه در پوشانیدن خلعتها صاحب منصب متقدم را صاحب منصب
متاخر خواهند ساخت اگرچه صاحب منصب متاخر را جاه و قرب و ارتضا زائد از صاحب منصب متقدم باشد و حضرت
مرتضی را یکنوع تفضیل بر حضرت شیخین هم ثابت است و آن تفضیل بجهت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت
بل سائر خدمات است مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت و غیرها همه از عهد کرامت مهد حضرت مرتضی تا انقراض دنیا همه بواسطه
ایشانست و در سلطنت سلاطین و امارت امرا هم همت ایشان را دخلی است که بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست و وا
عطیه الٰهیه بمقابله آنست که گاهی انتظام خلافت و مملکت و سلطنت در آل اطهار ایشان صورت نه بسته باوجودیکه بعضے
کبرای ایشان اعلی الله درجاتهم فی علیین مساعی وافره درین کار مبذول فرمودند و رنجهای فراوان
در تحصیل این کار بر خود تحمل نمودند و اکثر سلاسل اهل ولایت هم منتسب بجناب مرتضی رضه است پس روز رستخیز بسبب کثرت
اتباع که اکثری از آنها صاحب شانهای بلند و مراتب ارجمند خواهند بود موکب مرتضوی بآن ابهت و جلال نموده
خواهد شد که تماشائیان آن مقام و نظارگیان آن مجمع بی نظیر را موجب تعجب بسیار خواهد گشت و ظهور همین مقام بر بعضے
متصوفان و خفای مقام شیخین رض باعث آن گردیده که در تفضیل جناب شیخین رض تردد بهم رسانیده از عقیده راسخه اهلسنت
متزلزل شده اند و اگر فی الحقیقت شانیکه جناب شیخین را رض بسبب انتظام خلافت بلکه قطع نظر از ان ثابت است
با این ابهت و جلال نسبت افضلیت و مساوات ندارد بلکه شان آن هر دو برگزیده جمیع اتباع انبیا علیهم الصلوات
والتسلیمات قطع نظر از خلافت بسبب شرح صدر و وسعت حوصله و وفق اعتدال در هر باب از اخلاق و تدبیر منزلی و مدنی
و سیاست ملک و ملت که از انرا تشبه بالانبیا تعبیر توان کرد بس بلند بنسبت آن ابهت و جلال مذکور است و تمثیلش بظاهر
مرتبه امیر کبیر است که حقوق خدمت خود بجا آورده فارغ از امور سیاست گردیده ملازم بادشاه گشته بنسبت کسیکه قائم
بر خدمات و مشغول بکار پردازی است پس اگرچه در بادی النظر بسبب استعفا از خدمات و اشتغال بحضور بادشاهی انهماک
در ملازمت او حشمت و شوکت ظاهریه و کثرت اتباع در حق این مصاحب بنسبت آن امیر اعظم که قائم بخدمات است متحقق نیست

یا اقل قلیل است لیکن در عزت و وجاهت منصب آن مصاحب فوق منصب امیر اعظم است چه فی الحقیقت آن امیر با کمال
شوکت و حشمت و اتباع خود گویا که از جمله اتباع آن مصاحب است زیرا که مشورت و تدبیرش در همه اتباع بادشاهی جاری و ساری است
و حضرت عثمان رضی الله عنه که مقبول بارگاه ایزدی بودند و عنایت الهی در اعلای رتبه ایشان متوجه بود لهذا ایشان را مقدم بر حضرت مرتضی رضی الله عنه در
خلافت فرمودند تا ایشان را هم رتبه جنب مراتب امثال ایشان که حضرت ثلثه اند حاصل آید **افاده ۲** — هر یک از صحابه کبار
بنسبت سائر امت مصطفویه علی صاحبها الصلوة والسلام هر چند بسبب صحابیت فضیلت ثابت هست لیکن بعضی را از آحاد الامت
بر بعضی از آحاد صحابه در امر غیر صحابیت و ترجیح دینی تمیز فی بعض مراتب قرب عند الله بلا شبهه فضیلت متحقق هست لیکن این کار بر تعظیم
جمیع صحابه لازم است بمثابه آنکه پسر یکه اکمل در علم و هنر از پدر خود شود هر آئینه تعظیم پدر بر ذمه او واجب است در حدیث شریف است
فَاِنَّ مِنْ وَّرَائِکُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِیْهِنَّ کَانَ کَمَنْ قَبَضَ عَلَی الْجَمْرِ الْعَامِلِ فِیْهِنَّ اَجْرُ
خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَّعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْهُمْ قَالَ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْکُمْ
افاده ۳ — از جمله بدعات رفضه که در دیار هندوستان اشتهار تمام یافته ماتم داری و تعزیه سازی است در ماه محرم بزعم محبت
حضرت حسنین رضی الله تعالی عنهما بیان بعضی احوال قباحت اشتمال آنها از ضروریات این رساله است تا مومن کامل از ان
اجتناب ورزد و هر که مرتکب آن باشد پس او را عذر جهل و غفلت نماند و صور ظاهریه بدعات چند چیز است اول ساختن نقل
قبور و مقبره و علم و شده و غیرها و این معنی بالبداهة از قبیل بت سازی و بت پرستی است چه ساختن نقل شکل قبور و مقبره و آنرا تعظیم
کردن و بجهت نام نهادن قبر حضرت امامین همامین صلی الله تعالی علی جدهما و علیهما آنرا بجای اصل قبر و مقبره دانستن این اطوار
مشرکین عین صنم پرستی است حقیقت صنم پرستی همین است که شکلی از دست خود تراشیده و ساخته و نام شخصی بران نهاده با او همان
معامله که با اصل باید با آن نقل که چوب یا سنگ تراشیده است بعمل آرند و در اینمقام اگر فی الواقع قبور باشد بجز دعا و سلام علیک
چیزی دیگر ماثور نیست و آنچه اهل زمانه با تعزیه ها میکنند هرگز با قبور واقعیه هم نباید کرد چه جای قبور جعلیه و این مبتدعان عبادات
سجده و طواف کرده صراحة خود را بسر حد شرک قبیح میرسانند و شده و علم و تعزیه چون مسجود و مطاف گردد همه در معنی
بت پرستی است پس طالب حق راسخ کامل را ابطال این امر باطل ضرور است هر قدر که تواند در ازاله آن کوشش بلیغ
نماید و بجبر و زور شکستن آنرا هرگز مکروه ندانند بلکه بهتر و موجب اجر و ثواب بمنزله بت شکنی انگارند و بسبب آنکه اهل بدعت
دجال نام قبر حضرت حسنین علیهما السلام بر آن نهاده اند مطلقاً از شکستن و پامال کردن آن باکی نکنند چه اگر رضای

حق تبارک و تعالی و دلالت این افعال بر اهانت فاعلین مصرین بر این افعال است و رضا و خوشنودی گزیدگان بارگاه حق یعنی
شما چه بود رضای شما دست و اگر از دست نتوانند بزبان فرمایند و اگر این هم نتوانند دل کاره باشند و این کمترین درجات ایمان است
آری اگر بلا مقابله و مزاحمه تعزیه ها یا صورتهای آن دستیاب شود پس بدون اهانت و تذلیل نگذارند بلکه بی نشان نمایند اما در مقابله
قصد شکستن آن کنند و اگر بسبب مقابله و مزاحمه و بیرنگی پیش آمدن اهل آن تعزیه حرکتی باهانت آمیز صادر شود و بدون
آن ابطال این بدعت بصورت نه بندد پس ازان حرکت باکی نکنند بلکه اقدام بر انهدام آن نمایند و اما آنچه در حدیث شریف
وارد شده که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم در فتح مکه تصویر حضرت ابراهیم را مدفون ساختند و مثل سائر اصنام باهانت
نشکستند پس سببش آنکه تالیف جهال عرب در آن ایام از اهم مهمات بود و ایشان بسبب قرب زمانه فترت در ورطه
جهل و سفاهت غرق بودند پس باهانت تصویر حضرت خلیل علیه السلام بدگمانی آن جهال بود که اهانت آن صنم را بمخالفت
ملت حضرت خلیل حمل کرده از دعوت نبی وقت که دعوای متابعت ملت ایشان میفرمود متنفر شوند بخلاف امر تعزیه
که آن ایام قریب زمانه و شیوع جهالت بود و این زمانه تواتر علوم حقه و شهرت هدایت • صورت دوم رسوم شیون
است و آن سینه کوبی و رخساره زنی و چاک کردن گریبان و نوحه گری و امثال وی است پس این رسوم شیون مطلقا
حرام است و بر فوت هیچ کس این افعال روا نیست صورت مراسم احداد یعنی سوگ است در ایام مذکوره و حقیقت این
ترک مباحی است بجهت فوت شدن احدی بنا بر اظهار غم و اندوه و احیانا بعضے جهله فرائض و واجبات را ترک می نمایند
و قبح این بر ظاهر است اما ترک مباح پس مثل ترک تزئین حلال است چنانکه مرد شانه نکنند یا جامه سفید و بهتر نپوشند یا سرمه
نکشند یا خوشبو استعمال نکنند و مثل آنکه صحبت و خیریت مزاج نپرسند و علی هذا القیاس امثله کثیر است و همچنین زنان ترک
تزئین خود کنند حصه نپوشند و حنا بندی نکنند و غیر ذلک از اسباب تزئین هیچ چیز استعمال ننمایند و حرمت این احداد هم
مصرح حدیث شریف است و تا سه روز از موت هر میت احداد مباح است اگر نبود بهتر و اگر باشد گناهی نیست و زن
را بر مرگ شوهر تا چهار ماه و ده روز فرض است اگر نکند گناهگار شود و سوای آن هر احداد حرام و گناه است گو بر پیغمبر باشد یا
وصی یا بر شهید در ایام موت و قتل و شهادت باشد یا غیر آن تخصیص هیچ کس درین حکم نیست پس هر که در دهه محرم
زینت لباس یا مباحات بقصد اظهار مصیبت ترک کند آثم و مرتکب حرام باشد فاما اگر بدون این قصد متروک شود
پس هیچ گناه نیست مثلا کسیکه معتاد سرمه کشیدن نیست اگر در ان ایام هم سرمه نکشد گناهگار نیست و هر که معتاد

آن بود در همان ایام ترک کند پس منشأ قصد نه کور قوی است و همان قصد مدار گناه است بالجمله مدار بر نیت است
و نیت خود هر کس بخوبی میداند باقی ماند صورتی مشتبه الحال و آن این است که هر شخص ترک مباحات در ایام محرم
میکند لیکن نه بقصد احداد بلکه غرضش احتراز از طعن و تشنیع مبتدعان است اگر آن مباح را در ان ایام ترک نکند مطعون
مبتدعان بلکه سائر عوام زنان گردد و او را بعداوت و بغض اهلبیت متهم ساخته زبان طعن بروی دراز کنند و بچشم حقارت
بروی نگرند یا ضرر دنیوی بوی رسانند باین اراده هر چند ترک مباح حرام نباشد لیکن خالی از خلل هم نیست چرا که
امری است که بظاهر حرام مینماید و موافقت مبتدعان لازم می آید و آینده را فعلش که بظاهر ممنوع است قبوح خواهد ماند
و بیقیان فعل او را حجت گرفته نیات خبیثه خود با آن منضم خواهند کرد و عذر بدگوئی مبتدعان مقبول نیست قال
الله تعالی وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِن تَصْبِرُوا
وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ و ضرر دنیوی بهتر از موافقت اهل بدعت است و آزار در امور دینداری تحمل
کردن بعید از کمال ایمان و مورث نقصان ایمان است آری اگر اینقدر تساهل برای نفع دینی مثل التیام اهل بدعت
بامید توبه ایشان کرده شود مضائقه ندارد و صورت چهارم که شعبه دقیقه است از صورت دوم و آن ذکر قصه شهادت
است بتشریح و بسط و عقد مجلس کرده باین قصد که مردم آنرا بشنوند و تاسفها نمایند و حسرتها فراهم آرند و گریه و زاری کنند
هر چند در نظر ظاهری خللی در ان ظاهر نمیشود اما فی الحقیقة این هم مذموم و مکروه است چرا که در وقت حدوث مصیبت
بتذکر آن استرجاع و صبر مامور به است و اظهار تاسف و حسرت و تکلف در پیدا کردن آن پس در وقت حدوث
مصیبت یا بخاطر گذشتن آن آنچه طریقه صابران است گو به تکلف بود التزام باید کرد و اسباب زاری و گریه و جزع جمع
کردن البته خلاف طریقه صابرین است و این صور را آنانکه مرتکب میشوند موجب نهایت محبت و کمال بزرگی حضرات
امامین رضی الله تعالی عنهما در دلهای خود می انگارند و این خود مغلط ظاهر است چرا که تکرار مصائب و تذکر آن موجب
ناخوشی اهل مصائب میباشد مصیبتی بود که گذشت پس بذکر و تکرار آن هیچ فائده نیست هر مومن صحیح العقیده که خواهد
شنید او را ملال آمده و پیدا خواهد شد در همین قیاس باید کرد حال حضرات اهلبیت رضی الله تعالی عنهم را که اگر بالفرض
این مقالات را بشنوند البته ملالی بهم رسانند و اگر نظر باین کنند که این مصیبت در نتیجه ظاهری چند روزه و موجب کمال عروج
حضرت سید الشهدا و سائر شهدای کربلا و حضار ان مشهد مقدس گشته پس اصلا جای ندبه نیست بلکه مقام فرحت است

خوشی هست و آنانکه بزعم باطل خود را محب جناب حضرات اهلبیت رضی الله تعالی عنهم قرار داده صریح امور ممنوعه محرمه
بعمل می آرند پس بالکل مطرود و مردود آن جناب اند چه ایشان بنا بر اقامت امور مشروعه و موقوف کردن امور نامشروعه جانها بباد داده
پس هر که امور مذکوره بعمل آورده خوشنود کردن ایشان منظور دارد گویا بمنزلهٔ یزید مقابل حضرت امام حسین ایستاده زیرا که سبب مقاتلهٔ یزید پلید
همین امور نامشروعه بودند چون این کس هم ارتکاب نامشروع نموده مصر بر آن گردید گویا مرتکب و عبادات پشت انداخته سزاوار طرد از جناب حضرت
امام گردیده و اتباع اعدا و مغضوبان آنجناب داخل گشت و اصل این است که مسلمان اتباع ظنون فاسده خود هم قائل است حکم شرع را لازم
الاتباع دانسته بر آن را نگذارد و چونکه شارع بجهت رسوم شیوعی ماتم و امثال او اجازت نداده و مطلقاً از آن منع فرموده پس بگمان
خود معتقد آن حرکات ممنوعه شدن عقل ناقص خود را بر حکم شرع رجحان دادن است بسا است که از تسویل نفس صفات
قبیحه که منشا خود معلوم نمیگردد در صفت شنیعه دیگر میشود مثل ریا که خود را اندر دست میدارد و در عیان محبت که این کارها
میکنند امارات بسیار کذب دعوای ایشان موجود است چه هر کس میداند که از گریه و زاری و اسراف اموال و اطراق و محفل
آرائی و تعزیه سازی هرگز جناب حضرت امام رضی الله تعالی عنه راضی نمیشوند و هیچ فائده بایشان عائد نمیشود حرکت مذکوره
آنها نیست مگر بنا بر خواهش نفسانی خود که کارهای مذکوره مرغوب نفس بازیچهای اوست فی الحقیقت ارضای نفس و شیطان
است که آن را بفریب و تلبیس ارضای حضرت امام حسین رضی الله تعالی عنه میگویند و بدعوی دروغ که این تمام مصارف
از محبت آنحضرت است و افعال شنیعه و ... را در نظر جهال مستحسن مینمایند چه اگر محبت و ارضای حضرت امام منظور
است چرا آن را بر سادات محتاجین صرف نمیکنند و در تعظیم و توقیر ایشان نمی کوشند و عذر اشتباه النسب هر جا پیش نمیرود چه
بسا سید صحیح النسب که از نایافت قوت جان سپرده و همین مدعیان لاف زن میدانند و می شناسند و برابر غلامان بلکه
سگان خود تعهد حال شان نمی نمایند با وجود این قسم بی اعتنائیها از ایشان در باره سادات باز تمنای محب و مخلص قصد
کردن جهل صرف و حماقت محض است و آثار محبت واقعیهٔ آنجناب بذل جان و مال است در اشاعت دین متین و ترویج احکام
شرع مبین و پروای هیچ کس نکردن در امر معروف و نهی عن المنکر و به مجاهرت انکار نمودن بر کفار و فساق و اهل بدعت
و از چاپلوسی و تملق آنها بالکل احتراز کردن و اصلا مداهنت را دخل ندادن و اولاد امجاد آنجناب را ترجیح دادن و ایثار کردن
و ثواب عبادت قولی و فعلی و مالی بروح مقدس آنجناب رسانیدن پس هر که درین امور قصور ورزیده در ملاهی نفس
بنام نهادن حضرت امام حسین رضی کوشش کند و بذل اموال نماید سخت دروغ بیجا و بی محل بر بسته و از وخامت

نائل شود بل اندیشه گفته أعاذنا الله تعالى وجميع المؤمنين من شر المنافقين الضالين

هدایت ثالثه در ذکر بدعاتیکه بسبب التزام رسوم فاسده در عوام الناس انتشار یافته‌اند و آن مشتمل بر یک تمهید و ده افاده و یک فائده است **تمهید** رسومیکه در شادی و ماتم رواج پذیرفته‌اند در هندوستان است و التزام آن در اذهان مردم قرار یافته و ترک آن بسبب مخالفت رواج و طعن و تشنیع نهایت شاق می افتد و همان اهتمام آن رسوم مقدم بر واجبات شرعیه و ترک آن از زیاده تر از محرمات شرعیه می پندارند باعث بر همی امور دین و دنیا است که بنوبت انسان را در ضیق می اندازند و از ضروریات دین و دنیا باز میدارند مثلا التزام مطراق شادی ختنه تا حدی کشیده که انسان نامختون بالغ کلان سال میگردد و بعد آن ختنه میشود سبب بیحیائی و بی پردگی میگردد و حیا تا [illegible] الشرع موقوف می ماند و همچنین در شادی نکاح تاخیر کثیره میشود باعث ارتکاب حرام انسان جوان میگردد و انتظار مدت دراز بعد بلوغ و قوت شباب و نشاط و صبر از ارتکاب حرام دشوار می افتد و همچنین در ماتمها هر چند تاخیر را در آن گنجایش نیست لیکن التزام آن باعث اختلال امور ضروری میشود مردم ملتزم برسوم در تکفین و تجهیز و کندن قبر مساهلتها می ورزند و کفایت در انجا کرده از ادای سنت قصور میکنند و در تقسیم طعام سوم و چهلم بسبب خوف مطعون شدن وسعت و کشادگی میکنند و بنا بر حفظ رسوم تعزیت و تهنیت و اعراس از ادای حقوق واجب غفلت می نمایند و معرض میشوند بسا که انجام و انفعال ترک رسم انسان را در مهلکه می اندازد اسباب معاش خود را برای محافظت رسم فروخته مفلس محض می ماند محتاج نان شبینه گشته گداگر میشود و گداگری که مذلت دارین است بر خود گوارا میکند و این مفسده نیست مگر بسبب شدت رسوخ لزوم آن در اذهان مردم و توجه مطاعن بحال تارک آن رسم اگر مثلا نمازی عمدا ترک نماید آنقدر هرگز ملام نخواهد شد که در ترک عرس ترک غنا و رقص در محفل شادی نکاح و لهذا این چنین مردم را پیش می آید که تکلف بسیار در اطعمه می نمایند و در آرایش محافل شادی جد و جهد و کوشش تمام بکار می برند حالانکه طفلان صغیر السن از گرسنگی جان بلب میباشند و کمال جهل و سفاهت اینست که این امر معکوس را کمال مروت و جوانمردی میدانند و وقت پیش آمدن چنین ضرورات در گرفتن مال از جا بیجا باکی نمیکنند و تمیز حلال و حرام نمی نمایند و چونکه مال بدست می آید صریح خلاف شرع و عقل در مصرف آن بعمل می آرند و صرف در سبیل شیطان صرف میکنند بالجمله بنای التزام رسوم و اهتمام آن بر غیرت دنیا و عزت و نام دار فناست و هر کاریکه بنایش این چنین باشد

البته مرضی حق نیست بلکه از ملکوت آوازه نفرین بر آن کار و نا علان آن کار می رسد و مشاهدهٔ آن موجب ظلمت و کدورت بواطن صافیهٔ اهل ایمان کامل میگردد و مرتکب آن روز قیامت در مواخذه و محاسبه آن گرفتار خواهد شد لکن اکثر ایشان قدر اموال کثیره چرا بیجا و بی محل خرچ کرده شامل زمرهٔ اخوان الشیاطین گردیده و اکثر با وجود ارتکاب نامشروع و عدم مبالات از حرام مضطر شده آن رسوم را ایشان خود بخود موقوف میشود پس اگر ابتداءً و اختیاراً لا انتهاءً و اضطراراً ترک نمایند چه قدر موجب اصلاح معاش و معاد ایشان شود و رضای حضرت حق نصیب ایشان گردد پس طالب راه خدا را لازم که متبری و بیزار ازین رسوم شده در برهم نمودن این رسوم و موقوف ساختن آن از خانه و خاندان خود و عشیره و قبیلهٔ خود و محله و قریه و شهر و اقلیم هر قدر که تواند کوشش نماید اگر به نیت صحیح است ما جور و مثاب خواهد شد و ازین نتر سد که سعی من مشکور نخواهد شد یا اتباع من خویشان و اقربای من نخواهند کرد در اتباع مرضی الهی قصور ورزیدن باین ظنون فاسده قبیح محض است چون کار با حق است فکر و اندیشه هیچکس نمی باید آری هر وضعیکه در برهم زدن رسوم موجب ایلام دیگران بود با شرع مخالفت نداشته باشد همان وضع را در ازالهٔ این امور منکره پیش باید گرفت تا سعی او بر طبق مضمون حدیث شریف خَیْرُ الْهُدَیٰ مَا اتُّبِعَ یعنی بهترین هدایت آنست که پیروی آن کرده شود کارگر گردد و نه پندارند که نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحه خوانی خوب نیست چه اینمعنی بهتر و افضل غرض آنست که مقید برسم نباید شد بی تعیین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام هر وقت و هر قدر که موجب اجر جزیل بود بعمل آرد و هرگاه ایصال نفعی بمیت منظور دارد موقوف بر اطعام نگذارد اگر میسر باشد بهتر است والا صرف ثواب سورهٔ فاتحه و اخلاص بهترین ثوابهاست در تعیین تاریخ و روز و قسم و وضع طعام ضیق پیش می آید و اعتنا و اهتمام آن موجب اضاعت اوقات میگردد و دیگر کارهای اهم معطل می ماند و یگانه و بیگانه و آشنا و نا آشنا بروز و تاریخ منتظر و مترقب می مانند و اقربا فراهم می آیند و انسان خواه نخواه آنچه کردن دشوار میبود سرانجام آن ضرور می افتد پس در حق میت بعد تجهیز و تکفین و دفن بجز دعا و تعزیت هیچ رسم را التزام نباید کرد و همچنین در نکاح بجز ولیمه که سنت موکده است و مانند آن که از پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ثابت شود همه رسوم را ترک باید نمود و خلاصه کلام درین مقام آنکه محمد عربی را صلی الله علیه وسلم از تمام خلق پیشوا و محبوب مطلق اعتقاد کرده و بدل و جان راضی بآن شده تمامی رسوم هند و سند و فارس و روم را که خلاف وی صلی الله علیه وسلم باشد یا زیادتی از طریقهٔ صحابه شود ترک نماید و انکار و کراهیت بر آن اظهار کند

در رسومیکہ در جاہلیت رائج شدہ بود و در عہد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم منتفی گشتہ و در ابطال آن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابۂ کرام تاکیدات منقول است اگر از ان رسوم چیزی مثل کشتن دختران یا بلیہ کردن جانوران امثالہا رواج پذیرد در ابطال آن سعی بلیغ نماید **افادہ ۱** - از جملہ رسوم فاسدہ کہ در اہل اسلام دیار ہندوستان بسبب اختلاط ہنود اشتہار یافتہ ممانعت زنان بیوہ از نکاح ثانی است و این رسم تا بدان قدر رواج یافتہ کہ این امر مشروع بل مندوب را زیادہ تر از محرمات شرعیہ میدانند پس در ازالۂ آن کوشش بلیغ کند اگر در اقربای ایشان این صورت پدید آید خواہ نخواہ نکاح ثانی کردہ دہد و اگر در اتباع مرضی وی قصور ورزند مہاجرت یعنی ترک ملاقات و برادرداری للہ از ایشان کند چہ ظاہر است کہ انکار از ین کار غالبا بلکہ قطعا بنا بر التزام رسوم ہنود است و الا ہیچ معنی نیست و اگر در ابطال این رسم ترک رسوم بزرگان و اکابر خود لازم آید اصلا باکی نکند و پروائی ندارد جانب حق جل علا را بر جانب تمام اہل حقوق مقدم وارد و حفاظت و مہاجرت حضرت خلیل را نصب العین خود سازد **افادہ ۲** - از جملہ بقایای رسوم جاہلیت کہ درین امت مرحومہ کمال انتشار و نہایت شہرت یافتہ دارباب خاندان عالی مثل سادات و پیرزادہا دران گرفتار اند افتخار بکارم آبا و مناقب اجداد است و اعتماد بر شفاعت ایشان حتی کہ بسبب ہمین افتخار و اعتماد تواضع و انکسار را کہ شعار اہل اسلام است و تقوی و صلاح را کہ افضل مناقب اہل ایمان است نسیا منسیا ساختہ و بجای آن تکبر و تبختر و جرأت بر اظہار بدعات و ارتکاب منکرات حاصل نمودہ کلام اللہ و کلام رسول را پس پشت خود انداختہ اند گویا کہ آیۂ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ آیۃ + وَلَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا آیۃ + فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ آیۃ + يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ آیۃ + تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ + حدیث + إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ أَوْ فَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ + و امثال آن را بگوش ہوش خود گاہی نشنیدہ و بمجرد اوہام و ظنون خود و بہ مسلمات و مشہورات باطلہ در امثال خود تمسک نمودہ در ورطۂ ہلاکت جان خود را انداختہ سبحان اللہ زہی سفاہت و جہی حماقت کہ اسباب نجات را کہ بالیقین و بالقطع موجب نجات و باعث رفع درجات اند ترک کردہ باسباب وہمیہ و ظنیہ متمسک

سفاهت مآل این جهال بدان می ماند که شخصی اموال خطیره خود را که در قبضهٔ خود میداشت وانتفاع بآن قطعی
ویقینی می انگاشت در تحصیل حیل اکسیریه و اعمال دست غیب که حصول آن محض موهوم است برباد دهد القصه اگر
این علاقه نسبیه با کابر از امور نافعه معاد است پس پر ظاهر است که غفلت ازان و عدم اعتنا بآن هیچ وجه اخلال
در نفع آن نمیکند چه علائق نسبیه از جنس افعال اختیاریه نیست تا بسبب غفلت و عدم اعتنا برهم شود پس هرگاه
شخصی غافل را از علائق نسبیهٔ خود در معاد نفعی حاصل خواهد شد البته او را بسبب حصول آن نعمت غیر مترقبه سرور
وابتهاج دوبالا بدست خواهد آمد مثل حصول فرحت بسبب بدست آمدن مالی از میراث آبائی خود باوجودیکه
این وارث ازان غافل بود و اگر این امر در معاد کارآمدنی نیست و این شخص تمام عمر خود را در امید حصول منفعت
ازان امر گذرانیده باشد پس البته ندامتی و خجالتی بسبب جهل مرکب خود خواهد کشید و بانواع آلام نفسانیه و تعذیبات
روحانیه گرفتار خواهد گردید پس عدم اعتنا باین علائق نسبیه و عدم اعتماد بر امثال این امور وهمیه بهر تقدیر
احسن و اصوب است والسلام علی من اتبع الهدی **فائده** باید دانست که در جوهر اولاد کرام استعدادی بکنهٔ شان
بطریق میراث از آباء کرام ایشان ودیعت می نهند لیکن آن محض استعداد در هیچ یکی از امور معاشیه و معادیه کارآمدنی
نیست آری اگر همان استعداد ببروی کار آید و بسبب تعلیم و تعلم و تشرع و تدین جلوه گر شود البته مظهر امور عظیمه
و مصدر منافع جلیله خواهد شد و این استعدادات مکنونه را مشابه باستعدادات ازلیه که نصیبهٔ هر شخص در ساز ازل الآزال
استعدادی از استعدادات صالحه یا فاسده گردیده باید فهمید اما بنای مجازات بر محض آن استعدادات نیست
لهذا مادامیکه آثار آن استعداد بر منصهٔ ظهور نرسد در کارخانهٔ مجازات هیچ اعتداد بآن استعداد نه آری این قدر
یقینی است که بسبب مصادقت اسباب هدایت و ضلالت آثار صلاح و فساد فراخور استعداد ظهور می نماید
پس ترتب ثمرات بالفعل بر آثار است اگرچه ارتباطی خفی باستعدادات هم میدارد لیکن ارتباط ثمرات باستعدادات
بس خفی و کثیر التخلف است و با آثار بس ظاهر و قلیل التخلف مثلاً منافع حرب با آلات آن ارتباط ظاهر میدارد
و بجوهر حدید ارتباطی خفی لهذا شمشیر بولادی زنگ خورده را انکار نمیکند که شمشیر مصقل از آهن خام *

فصل دوم در تهذیب اخلاق

و آن مشتمل بر دو هدایت است

هدایت اولی

در ذکر اخلاق محموده و مذمومه اجمالاً و آن مشتمل بر سه تمهید و پنج افاده است

تمهید ۱ - از قوی ترین موانع نزول فیض رحمانی و ورود عنایات یزدانی بر سالکین راه حق تلویث نفس
بر دنیه الشان است به رذائل اخلاق مثل بخل حسد و کبر و حرص و غیبت و کینه و ریا و کذب و طمع و حرص و سلف
صالح به تزکیه نفس از رذائل مقدم تر و مهم تر میدانستند و آنرا صرف بنا بر رضا جوئی حق از دل خود منقطع و منقلع میکردند
تا اثری از آن باقی نمی ماند و دلهای ایشان مصفی و مجلی میگردید لهذا مورد عنایات میشدند و همین قدر که
رضاء الله تعالی اجل می آمد و همه قبول میگشتند و هر که با وجود طی مراتب سلوک منضبط مورد آثار عنایات نشده تا
آنکه رذائل یا بعض آن در وی البته محسوس خواهد بود و سبب جز این رذائل مانع ورود عنایات الهی است

تمهید ۲ - سلف صالح را بتوفیق ایزدی تزکیه نفس از رذائل اخلاق همین اعمال صالحه اسلامیه و معاملات حسنه
مقتدایان خود کافی بود و ارباب این فن علامات و اسباب و معالجات آنرا بطور طب تحقیق و تنقیح کرده
کتب ساخته اند لیکن آن بیان جو د شدت وضوح کفایت نمیکرد لهذا ارباب همم قاصره بمطالعه آن صحت نمیتوانند
و نیدارند که این حال رجالی است که گذشتند و به حظیرة القدس پیوستند و حقیقتی دیگر دانستند که باین اعمال کثیره و
مشقات عسیره قیام ورزیدند و خود را بمحل بعید از آن می انگارند و بعضے بغلط فهمی خود را متخلی از آن رذائل و متحلی بضداد
آن فضائل محمده انگاشته اند پس مناسب حال ابنای روزگار اینست که چنانکه اشغال و مراقبات بنا بر وصول بمعرفت
الهی مینمایند همچنین مراقبه برای این امور هم پیش گیرند و بدون آن وصول را بارگاه قبولیت غیر ممکن انگارند چنانچه
بمقام معرفت میرسند لیکن از باب عنایات وراه قبول نمیرسند بلکه از باب دیگر انجا رسیده اند که پرسش قبول و
نامقبول آنجا نیست و شیطان و نفس که بمنزله سگ دربان بارگاه قبولیت حق اند ایشانرا نمیگذارند که دران
مقام واصل شوند و محفوظ از شر و شیطان و نفس رسیدن ممکن نیست مگر بوسیله اعمال صالحه و تخلی از رذائل مذکوره
و تحلی بفضائل و تخلی از رذائل بمنزله چوبدار و نقیب است که خود بخود انسانرا بمقام مقصود میرسانند و احیانا اجنبی
از آن بارگاه میرسد که بدون مزاولت اعمال و مقاسات تکالیف و مشاق ورا فائز بقبولیت میسازد و این قسم
بندگان برگزیده حاجت به تربیتی و تلقینی ندارند خدا خود مربی ایشان میشود و تحلی بفضائل و تخلی از رذائل بدون

اذان احدی از مخلوقات و بدون کشیدن تکلیفات ایشان عطا ارزانی میفرماید پس طریق آن اینست که اولاً شغلی بخواندن
قرآن و حدیث کند و پاره اوقات خود را مصروف تحصیل آن نماید تا که بحقیقت فضائل و رذائل آگاه شود و بنا بر دریافت
ضروریات خود پریشان نگردد من بعد بیاد داشتیکه در طریقه نقشبندیه مقرر است که عبارت از دوام ملاحظه ذات
حضرت حق است مشغول شود و در همین ملاحظه ملاحظه دیگر مندرج سازد و آن ملاحظه تعظیم اوامر شرعیه و عزم امتثال
آن و اهتمام نواهی شرعیه و عزم اجتناب از آن است پس هر دم و هر جا در خلوت و جلوت و در کوچه و بازار و در
مسجد و خانقاه و حالت اکل و شرب و بول و براز و ملاقات دوستان و احباب و مشغولی در وجوه معاش و معاد القصه
در همه حالات آگاه و مطلع باشد که هرگز میلانی بسوی نواهی شرعیه در دل نگذرد و باهتمام اوامر شرعیه دل را چالاکی
و چستی و فرحت و شادمانی علی الدوام ماند و از جمله اوامر شرعیه مامورات عمده را مثل نماز و تلاوت قرآن بلحاظ
خاص ملحوظ دارد و در هر حال دلش متعلق به نماز ماند و همین که وقت برسد یا اذان بشنود غفلت از آن سو نورزد و هیچ
کار را بر تهیه نماز مقدم نکند و اهم تر از آن نداند و فوت هر کار در جنب ادای صلوة بروی سهل و آسان نماید بشابه آنکه
محبوبی بر سر وقتش رسیده ممکن نیست که در آن وقت بکار دیگر مشغول شود اگر هزارها کارهای دیگر فوت شود محاضره
و مکالمه آن محبوب مرغوب تر خواهد بود همچنین نماز را بمقتضای حدیث شریف و قرة عینی فی الصلوة موجب راحت
اصلی خود پنداشته هیچ کار دنیا و دین بران مقدم نکند و مهم نداند و همچنین ارکان دیگر را که روزه و زکوة و حج است
تخصیص کند و جهاد را که سنام الاسلام است و حقیقت محبت خدا تعالی به بذل مال و جان و کشیدن رنج و تکلیف
بخوبی در آن واضح میشود نیز بلحاظ قصدی مخصوص کرده باشد و چونکه بر مواظبت این لحاظ زمانی خواهد گذشت عادات
او همه عبادات خواهند شد مثلاً نخواهد خورد مگر باراده و نیتی که موجب رضای حق است و نخواهد خفت مگر وقتیکه دل
آگاهش گواهی خواهد داد که اینوقت خفتن باعث رضامندی خدا است و قس علی ذلک و بعد صاف شدن دل از
رذائل خود بخود تحلی بفضائل مثل شجاعت و قناعت و سخاوت و عفت و زهد و صبر و شکر و رضا بالقضا و توکل
وغیرها حاصل خواهد شد لیکن بلحاظ استقلالی قصد تحصیل آن هم کند تا در همه فضائل بمرتبه اعلای هر یک متصف شود
و هرگاه دل خود را پاک کرده و بر اوامر شرعیه چست و مشتاق گشته راه سلوک را سالک خواهد شد از فضل الهی
متیقن است که لطف رسانی و ورود عنایات ایزدی خواهد گردید عنایات او را پایانی نیست همین قسم بزرگان بودند که معز

بعنایات او بہرہ مند میشوند و آنانکہ از عنایاتش محروم ماندہ اند راہ رضای او را گذاشتہ اند وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَ
لَكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ازان خبر میدہد شعر ہر چہ ہست از قامت ناساز
بی اندام ماست * ورنہ تشریف تو بر بالای کس کوتاہ نیست * و مامورات و منہیات الٰہی او امر و نواہی را از است
بینش آنکہ سالک را لازم است کہ متشبث بکلام اللہ شود اگر حفظ کند از ہمہ بہتر و اگر نتواند مہارت تام تلاوت
قرآن پیدا کند و از ترجمہ و معنی و معانی آن آگاہ بودہ بتدبر تلاوت کردہ باشد و صرف تلاوت الفاظ آنرا غنیمت
کبری شمرد کہ بہترین عبادات و افضل ترین وسیلہ تقرب اوست تلاوت قرآن مجید مناجات و مکالمہ حق تبارک
و تعالی است و صفتی از صفات اوست کہ در لباس این عبارت عربی معجز ہویدا شدہ و ہرگاہ صفات حق غیر او
نیستند پس خود را از تلاوت قرآن بنوعی از وصول واصل بذات حضرت حق انگارد و لذتہای وصول مناجات
و مکالمہ و مخاطبہ و سماع بردارد غفلت خود حجاب اکبر است ہمین کہ پردہ غفلت خود را بردارد واصل بوی شود مصر
ع * حضوری گر ہمی خواہی ازو غایب مشو حافظ **تمہید سوم** - در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام
اہل اسلام است بہتر و خوب است لیکن علم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را منحصر در علم یک شخص از مجتہدین ندانند بلکہ علم نبوی
منتشر در آفاق گردیدہ بموجب مقتضیات وقت بہر کس رسیدہ و بعد ازان کہ کتب مصنف شدہ جمعیت آن علوم
ظاہر گشتہ پس در ہر مسئلہ کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ یابد اتباع ہیچ مجتہد در ان نکنند و اہل حدیث را مقتدای خود شناسند
و بدل محبت ایشان دارد و تعظیم ایشان لازم شمرد کہ حاملان علم پیغمبر اند و بنوعی فائدہ مصاحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
حاصل کردہ مقبول جناب رسالتمآب گشتہ اند و مقلدان تعظیم و توقیر مجتہدان بخوبی میدانند محتاج آگاہی آن نیستند
افادہ ۱ - ہر کہ از امرا و ملوک و اہل حکومت بتوفیق ایزدی در راہ سلوک قدم نہد او را با وجود اہتمام تمامی
امور شرعیہ کہ سالکان را میباید زیادہ تر اہتمام عدالت و انصاف ضرور است کہ در حق او عدالت بہترین عبادتہا
است و در عدالت آئین سلاطین گذشتہ را رعایت نکند بلکہ در عدالت و سیاست پیروی خلفای راشدین رض
کند و سیرت شیخین یعنی ابوبکر رض و عمر رض برای آن کافی است و فرق درمیان آئین بادشاہان و خلفا این است کہ
بادشاہان اصلاح دنیا را مقدم میدارند و پروای و اہتمامی بآخرت نمیکنند و خلفای راشدین باوجود کمال
انتظام دنیا دین را ہرگز از دست نمیدادند و اصلاح دار دنیا و آن را اقدم و اہم می شمردند و سلاطین و امرا عزت

خود در شوکت و حشمت ظاهری در مکان و پوشاک و سواری گمان کنند و این خود غلط است هر قدر که در زندگی صحابت در زند همان قدر بعنایت حضرت حق عزت و شوکت ایشان و رعب آنها در اعدای ایشان زیاده تر میشود

افاده - ۳ - هر مسلمانرا از دو چیز پرهیز و اجتناب لازم است اول کبر یعنی تکبر که آدمی خود را بهتر و بلند تر داند و بنام تعلی و بزرگی خود جوید چه این خصلت قبیح الشان تا به کبر بسیار مانده از جمیع اقبح است از دیگر اعمال و خصایل بد حدیث شریف است لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ • دوم افساد و خرابی انداختن در میان جماعتی از مسلمین و این مراتب بسیار دارد باعتبار عموم و شمول الکنه و از منه افساد اهل یک خانه است و افساد اهل یک شهر است و افساد اهل اقلیم و افساد اهل چند اقلیم و همچنین افساد یک قرن یا دو قرن یا زیاده از آن و اسلام و آن افسادی است که تا مرور دهور از قرن منتها و باقی است مثل افساد بلوایان شهادت حضرت عثمان رضی که تمام قرون این امت را اثر آن افساد محیط شده و اول افسادیست که درین امت پیدا گشته و افساد را انواع بسیار است گاهی بقتل میرسد و گاهی باهانت و گاهی بتجسس عیوب و گاهی بمشورت بد دادن و این امور هم بنسبت اشخاص معنی افساد متبدل شود مثلاً کشتن رئیس یک محله که موجب انتظام امور معاش و معاد بود مرتبه دارد و قبح کشتن بادشاه عادل غالباً که موجب بهبهی امور خلائق باشد افسادیست که قبح آن بهزارها مراتب زائد از قبح اول است همچنین کشتن قیم مسجد یکه چند کس از مسلمین بسبب او در مسجد بنابر نماز جمع میشوند قبیح است و کشتن عالمی باکمال که در آن مکان مقتدا و مرجع خاص و عام خلائق بوده مصداق امام اعظم وقت و بخاری عهد و غزالی زمان گشته باشد قبحی و خباثتی دارد که پایان آن نیست و بر کشتن قیاس باید کرد اهانت و تجسس عیوب را و هر قدر که افساد سخت تر هر همی ایمان بیشتر و سبب افزونی قبح این کار زشت آنست که او افساد اتلاف حقوق ناس و تخم گناهان کثیر که تا مدتها باقی مانده میشود و آنقدر وبال آن بر مفسد فتنه انگیز متراکم میشود که در غضب الهی گرفتار شده بانجام بد و خاتمه سوء از دنیا میرود و مایوس از مغفرت و رحمت الهی میگردد و از ظلم هم احتراز لازم است که فی الحقیقت منشاء ظلم یا کبر است یا افساد پس در ظلم شعبه کبر خواهد بود یا شعبه از افساد و اجتناب از کبر و افساد تمام نخواهد شد مگر باجتناب از ظلم در حدیث شریف است اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَاِفْسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ

افاده ۳۳ - مسلمانرا با تسکین خاطر و توکل در مضائق و مصائب و معرفت با نعمتی از نعم متناهیه خصوصاً آن نعم که بمقتضای ان للّٰه فی ایام دهرکم نفحات الا فتعرضوا لها بسبیل نفحات و استعداد [illegible] ور بندیه و بجوار مقدس متعالی و دماغان که محیط رحمت خاصهٔ الٰهیه گشته اند نیز سد قدر قدرت آن قادر بی مثال کما ینبغی ذهن و متمکن خاطر کردن ضرور است چرا که اهمال همین اذعان است که بعضی را با وجود مدعی بودن باهل کتاب در کتاب مبین باغ وما قدروا الله حق قدره اذ قالوا ما انزل الله علی بشر من شیء انداز ساخت و در ذیل تقبیح حال بدمآل گروه دیگر که بسمت شرک بی نام اما به نام اهل نشان کرده بما قدروا الله حق قدره والارض جمیعا قبضته یوم القیمة والسموات مطویات بیمینه سبحانه وتعالی عما یشرکون که نشان انتقام شدید است بیفراخت پس باید دانست که معرفت قدر قدرت کامله [illegible] ایمان است هر مومن میداند که خدا تعالی بر همه چیز توانا است لیکن این معرفت محیط قوای ادراکیه و جاگیر قلبش نمیباشد بدلیلش آنکه هرگاه امری عجیب می شنود آنرا استبعاد میکند آری بعد مراجعت بعقیدهٔ اسلامیه آنچنان انکار نمیکند که او را از دائرهٔ اسلامیه کشیده به فجوات کفر اندازد و فاما استبعاد شدید از خاطرش نرود هرچند این قدر معرفت قدرت ایمانرا کافی است لیکن آنچه مطلوب درین مقام است معرفتی است که نهایت بلند تر از این مرتبه باشد یعنی محیط قوای مدرکه و جاگیر قلبش باشد و هرگاه امری که نهایت عجیب و اغرب بود حتی که اگر کسی گوید که نیم آسمان شکسته فرو افتاده و نیم آن ایستاده است بشنود به لحاظ قدرت کامله اش خاطرش آنرا حتی بالقبول نماید آری بعد مراجعت بعقاید دیگر که شکستن آسمان پیش از قیامت متدین نیست و استمرار قیام است چنین در شانسته و آن حال بوقوع نیامده اند این قول خلاف واقع خواهد دانست و برای تحقیق همین قسم معنی الله تعالی میفرماید ان الله یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکهما من احد من بعده انه کان حلیما غفورا معنی این است هر آئینه خدا تعالی باز داشته است آسمانها و زمین را از آنکه زائل شوند و اگر زائل شوند باز ندارد آنها را کسی سوای او هر آئینه او هست بردبار بخشاینده یعنی معنی از بجا کردن آسمان و زمین علم و مغفرت او هست و الا قدرت و انتقام وی متقاضی این کار اند بوجهی قصوری و فتوری درین صفات نیست و برای همین تعیین کردن همین معنی در حدیث شریف وارد شده وقت شام وارد شده اعوذ بالله الذی یمسک السموات ان تقع علی الارض الا باذنه من شر ما خلق وذرأ وبرأ

پس معلوم شد که کمال معرفت قدرت این است که هر امری گو نهایت دشوار و گران و نادر بود وقوع آنرا شنیده واقع
پندارد و این دریافت از دلش بلحاظ قدرت حضرت حق بی تامل سر زند آری بنا بر تصدیق وقوع آن تحقیق
صدق اخبار مخبرین نماید و بدون آن جزم وقوع آن نکند و لیسهل الوقوع بودن همیشه مصدق بود و همچنین اذعان
سائر صفات کمال او را برین قیاس باید کرد

افاده ۴ ادعای محبت و الفت با خدای عزوجل هر کس میکند لیکن حقیقت آن کمیاب است بلکه نایاب
حقیقت محبت و الفت آنست که باوجود کمال ایمان و اعمال و علم و عقائد و در هر باب و اجتناب از معاصی و
سیئات بمرتبهٔ علیا اگر او را مصائب و بلیات آنچنان رسد که جان و مال و اولاده زوجه و قوم و آبروی او را فرا گیرد
و به بدترین امراض مبتلا گردد و درین بلیات جان داده بعذاب شدید آن عالم گرفتار شود هرگز پاره از حرف
شکایت در خاطر خطور نکند آری التجا و زاری و نیایش و بیقراری از عدم تحمل آن مصائب بحضور خداوندی
بسبب فرط اعتقاد عموم رحمت و مغفرت هر قدر که کند بهتر و بجا بلکه مقتضای کمال ایمان است اما مفهوم شکایت را
نسبت بآن ذات پاک در وهم و خیال جا ندهد بلکه آنرا بالکل بقصور حال و مآل و نقصانیکه در استعداد ازلی
اوست نسبت کند وَمَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ
وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ را مبین حال خود شمارد و همین
امر باعث حصول مقام صبر و منصب رضا بالقضا میباشد و یقین کند که وی مستحق سخت تر عذابی بود از آنچه بوی رسیده و
موافق استحقاق وی نیست و عفو آن عفو غفور است که آن درجهٔ عذاب که مکافی قصورش باشد ابتلا نفرموده و همین
باشد صدور اعلای انواع شکر که در عین ابتلا به بلایا و هجوم مصائب است میگردد و بالجمله انسان را هیچ حقیقت قابل
آن نیست که در صورت توجه کرم الٰهی تصور معنی قدردانی الله تعالی کند و در صورت توجه تسخطش او تعالی را ناقدردان
پندارد چه او را هیچ قدری نیست که بسبب آن الله تعالی را بقدردانی و ناقدردانی خود خیال کند

افاده ۵ - از جملهٔ اخلاق مندوبه لطف و رحمت عامه است بر تمام بندگان حقتعالی قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ
و معنی رحمت آن نیست که هر کس را راضی و شاکر سازد بلکه حقیقت آن اینست که آنچه فی الواقع بهتر در حق آنها است

گو دم آزاری که اسده ایشان نقصان ایشان باشد بدل حصول آن برای ایشان خواهد و سعی در آن کند و سعی در
حق عموم مردم بظاهر نمی تواند شد پس دعا بالتجا برای هدایت و توفیق در راه یابی بمرضیات الهی در حق عامه
ناس خواه کافر باشد خواه مسلمان کرده باشد که از دعا افتتاح باب رحمت اوست و بمقتضای الخلق
عیال الله خلق را عیال خدای تعالی دانسته ترحم بر ایشان موجب خوشنودی او تعالی پندارد و از جمله مخلوقات
امت محمدیه را علی صاحبها الصلوة والتحیات و تعظیم و ترحم تخصیص کند و خود را و ایشان را خواجه تاش داند که از یک
آقا بندگان یک مالکیم و مخلوق یک بانی با هر کس پیش آید و اگر قدرت یابد بملوک و خدمت بهر نوع کند
و مواسات مالی بهر نوع که باشد اگر مقدور بود و تعجیل آن رود از امداد در خوراک و پوشاک دریغ نماید و از
دادن چیزها که پارچه خرمه بود باک ندارد و تمام مردم را در اخلاق مساوات نکند بلکه حفظ مراتب اهل
فضائل و مزایا ضرور است هر شخصیکه وصفی از اوصاف دینیه داشته باشد او را حسب آن در تعظیم و اکرام و سلوک
و مواسات ترجیح دهد و تفصیل اخلاق و تفاوت مراتب و منازل از سنت و آثار معلوم کند و هر که از اهل دنیا
بر ابنای خود تکبر ورزد و بجاه و حشم خود مغرور باشد با وی اخلاق ظاهری نمی باید بلکه از وی به بی پروائی
و التفات بسوی ایش نکند لیکن از دعای غائبانه و خیرخواهی وی چنانکه مرقوم شد قاصر نشود صالح باشد یا فاسق

فائده هرگاه که انسان را تحلی بفضائل و تخلی از رذائل و آراستگی بصوم و صلوٰة و سائر عبادات حاصل شود
میباید که آن را محض از عنایات ربانی و توفیقات یزدانی داند و بر سعی خود و بکمال خود در علم و عمل هرگز نازد
چه پر ظاهر است که ابنای جنس او و امثال او در عقل و دانش موجود اند و از فضائل در رذائل غافل اند
و بسا آگاه اند که با وجود کمال تمیز در حقائق آن و دانست اسباب و علامات و منافع و مضرات از رذائل
متخلی نمی توانند شد و بتحلیه فضائل معاً قاصر و عاطل میباشند پس هر صباح و مسا بلکه هر ساعت در هر لحظه بمضمون
اللّٰهم ما اصبح بی من نعمة او باحد من خلقك فمنك وحدك لا شريك لك مقر و معترف شده خود را
عاجز صرف و ناچیز محض انگارد و گاهی از مکر الهی ایمن نبود خائف از غضب وی ماند و جانب رجا را راجح داند

ہدایت ثانیه در بیان معالجات اخلاق رذیله تفصیلا

و آن مشتمل بر یک تمهید و یازده افاده است

تمہید از اخبث اخلاق ذمیمہ رذائل دہ گانہ است پس طالب حق را لازم است که در امر تزکیہ آن رذائل
مذکورہ را از سائر اخلاق ذمیمہ تخصیص کند بحدیکہ ہیچ گاہ ہیچیک ازان در دلش حلول نکند و میلانی بسوی آن رذائل در نفسش
نگذرد ہر یک را ازان رذائل موجب بغض و غضب و سخط حضرت حق و باعث نہایت دوری از بارگاہ قبول
در رضای او دانستہ از تہ دل دشمن آن شود و مانع عظیم و عائق عمدہ از وصل محبوب خود انگارد و در اہتمام مامورات
و منہیات آنقدر تعمیم کند که ادنای مامورات مثل دور کردن خاری از راہ مسلمین و ہمچنین ادنای منہیات مثل انداختن
آب دہن در مسجد از لحاظ اہتمام و نظر اعتبار او ساقط نگردد و از صدور امثال این امور بی پروائی و بی اعتنائی
نورزد زیرا که ہمین کمال اعتنا و وفور رغبت است که موجب قبولیت میگردد و کار سہل بہتر از کار مشکل غیر مقبول است
دران بارگاہ می افتد در حدیث شریف وارد شدہ که شخصی بہمین عمل نیک که شاخی خاردار را از راہ مسلمین دور
کردہ بود بہشتی شد و اگر احیانا در اہتمام مامورات یا منہیات سستی و غفلتی مظنون شود نفس را بران سستی سزای
معین مناسب آن رساند چرا که ہر نفس آرام و راحت خود میخواہد چونکہ تکلیف و تذلیل در مخالفت مامورات
و منہیات خواہد یافت و رہای خود بدون مواظبت بر طاعات و قیام بر امتثال اوامر و اجتناب از نواہی یقینا
متعذر خواہد دانست خود بخود انحراف از امور شرعیہ و روی نخواہد نمود چہ ہر نفس را صیانت خود از تکلیف و
تذلیل منظور است چونکہ صیانت خود منحصر در امتثال امر الہی دانست البتہ راہ مخالفت آن نخواہد پیمود و نمونہ
تعیین سزا اینست که مقابلہ کسل از نماز که از بسیار طعام و شراب پیدا شدہ روزہ دارد و اگر در صحبت یاران
مالوف و سخنان دلپذیر تعویق روداد خلوت تنہا ورزد و ترک صحبت آنان و سکوت ازان قسم سخنان لازم گیرد و رذائل
دہگان درین رباعی منظوم است **رباعی** خواہی که شود دل تو چون آئینہ + دہ چیز برون کن از درون
سینہ + حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت + کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ + و فرق درمیان حرص و طمع آنست
که حرص در اشیای حاضرہ میباشد و طمع خواہش چیزہای غیب متخیل گو بعید الوقوع بود

افادہ ۱ + علاج حرص آنست که حرص طلب خواہش مزید میباشد باوجودیکہ قدر کفایت حاصل است
پس اگر مقدار زیادتی که مطلوب نفس است که از مقدار شئ موجود بود پس مقدار مطلوب نفس را تصدق کند
و بہ باقی قناعت ورزد مثلا یک آثار موجود است و نفس بسبب حرص خواہان زیادتی نیم آثار است یعنی

خواہش یک نیم آثار دارد پس از یک آثار کہ موجود است نیم آثار را تصدق کردہ بر نیم آثار قناعت ورزد وعلیٰ
ہذا القیاس و نفس را گوید کہ اگر بر قدر موجود قناعت نخواہی کرد ہمین طور خلاف تو خواہم نمود و ہمین منوال در
لباس و مسکن و ہر چہ دران حرص معلوم کند بعمل آرد و اگر خواہش برابر قدر موجود یا اضعاف آن بود پس از
قدر موجود نصف آن تصدق کند و بکلام مذکور نفس را سرزنش نماید و اگر باز حرص باقی ماندہ نفس قناعت بر قدر
موجود نکند نصف از ان باز دہد و ہمان کلام نفس خود را مخاطب سازد باز اگر آن رذیلہ از نفس و بالکل زائل نشد باز
نصف قدر موجود دہد و ہمان کلام را بنفس خود گوید القصہ نفس یا بر قدر موجود قناعت خواہد کرد و از رذیلہ حرص
پاک خواہد گردید یا آن امر مرغوب بالکل از دست او خواہد رفت ہمین طور بعمل آوردہ باشد تا کہ بیخ حرص از دلش برکندہ گردد
افادہ ۲ علاج طمع آنست کہ ہر گاہ طمع چیزی در دلش بگذرد ہر چہ از قسم آن چیز یا مثل آن در غایات و
منافع نزد وی موجود بود ہمانرا بالفعل صرف نماید مثلاً اگر طمع پوشاکہای عمدہ دامنگیر خاطرش گردد و از قسم پوشاک
ہر چہ برای تجمل مہیا است آنرا بذل کند اگر طمع عام در دلش خطور کند ہر چہ پیش وی موجود بود تدریجاً صرف
کند یعنی نزد خطور خیال طمع چیزی از موجود صرف نماید و ہمچنین تدبیر این رذیلہ کردہ باشد تا اینکہ نفس ازین
رذیلہ پاک گردد یا ہمہ امور مرغوبہ از دست او رود اما بذل اموال بوجہی نکند کہ ارتکاب نامشروعی لازم آید
مثلاً لباسیکہ ساتر عورت یا وقایہ سردی و گرمی است ندہد یا تمام سرمایہ قوت خود را بر باد دادہ این قدر
محتاج شود کہ سوال نماید باین طور صرف کردن ہرگز روا نیست چراکہ در معالجہ طمع باین وضع صریح امر
نامشروع لازم می آید و احتراز از نامشروع لازم پس باینطور ہرگز صرف نماید مگر شخصیکہ قوی الہمت بود کہ
با وجود صرف کردن تمام سرمایۂ قوت معاش خود مضطر سوال نخواہد شد و بر حکم شرع شریف مستقیم و مستحکم خواہد ماند
او را صرف کردن تمام سرمایہ خود روا است و نشان علو ہمت اوست
افادہ ۳ علاج بخلیکہ ضمیمہ دل بود ہر چند ظاہر آثار او ہویدا نشود آنکہ اعلای مراتب جود را بر خود در
ہر حال التزام کند و مدام بر وتیرہ جواد ان مؤثر رفتہ باشد تا کہ وسوسۂ آن در دلش ہیچ گاہ نیاید
فائدہ تفرقہ در علاج طمع و بخل آنست کہ برای دفع طمع ہر چہ سوای حاجات ضروری موجود بود و برای دفع بخل ہیچ
برای خیال بگذرد باید کہ بر انگیختگی تمام اسباب جود را جہد کردہ مقرر بجا آرد و از رذیلہ بخل۔

از دفع نخواهد شد بلکہ سبیل دفع این رذیلہ آنکہ ہرگاہ دادن پارچہ گران نماید یا رچہ بدہد واگر دادن طعام دشوار نماید ونفس ازان سرتابی کند ہمان طعام بفقیر حوالہ کند وہمچنین در سائر اشیای مملوکہ تصرف نماید تا آنکہ چون آن اشیای مملوکہ قریب باتمام رسد دران ہنگام از صرف مال دست خود را باز دارد وبطریق کسب حلال مال دیگر بدست آرد باز دران مال مکسوب بہمان وضع مذکور تصرف کند وہمچنین تدبیر این رذیلہ کردہ باشد تا نفس ازان پاک شود وچونکہ باین وضع مقابلہ نفس ورذیل دشوار خواہد گردید امید است کہ بوسیلہ محض فضلہ تعالی مندفع خواہد شد

افادہ سوم علاج حرام آنست کہ ہرگاہ نفس خواہد حرام کند حلال بلکہ از جنس آن حرام بود آنرا ہم بنابر خواہش نفسانی خود ترک کند بلکہ آنرا بنابر محافظت جان یا برای ادای عبادت واحکام شرعیہ یا ادای حق ارباب حقوق بعمل آرد مثلاً نفس خواہد کہ طعام غیر را بالغصب یا دزدی گرفتہ باید خورد پس طعام حلال ہم او را بر وفق خواہش او ندہد ہرگاہ نفس خواہد کہ اینوقت طعام خورد وآرام باید کرد آنوقت طعام نخورد بلکہ ہرگاہ بسبب تبدل وقت خواہش طعام وگرسنگی فرو نشیند باین نیت کہ ضعف وناتوانی موجب درماندگی از ادای حقوق عبادات شاقہ مثل جہاد یا غیر شاقہ مثل نماز وغیرہ خواہد گردید آنوقت بقدر حاجت بخورد وہمچنین در جنس طعام کند مثلاً نفس میخواہد کہ فلان طعام باید خورد قسم دیگر برای دفع حاجت تناول کند وعلی ہذا القیاس خواہش حرام کہ از جنس دیگر بود مثلاً اگر نفس خواہش زنا کند از مجامعت حلال ہم مطابق ارادہ نفس پرہیز کند ووقت وہمات متبدل ساختہ بنابر ادای حقوق زوجہ مجامعت نماید **فائدہ** در حدیث شریف است کہ وقت دیدن زن اجنبی ومیلان خاطر بسوی وے باز زن حلال دفع حاجت خود نماید چنانچہ در مشکوۃ است کہ

إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ إِذَا أَحَدُكُمْ أَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِ فَلْيَعْمِدْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَلْيُوَاقِعْهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ

یعنی ہر آئینہ زن پیش می آید در صورت شیطان وپشت کردہ می رود در صورت شیطان وقتیکہ یکی را از شما خوش آید زنی پس بیفتد در دلش پس باید قصد کند سوی زن خود پس باید کہ صحبت کند باوی پس ہر آئینہ این صحبت دور خواہد کرد آنچہ در دل اوست یعنی میلان خاطر او را بسوی زن در حدیث دیگر است کہ دیدند پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم زن را پس خوش آمد آنجناب را پس تشریف آوردند نزد حضرت سودہؓ

ایشان خوشبوئی می ساختند و نزد ایشان زنان دیگر بودند پس آنها از انجا رفتند تا که مکان خالی شود پس پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم قضای حاجت خود فرمودند باز ارشاد نمودند که یُعْجِبُهُ فَلْیَعْمِدْ اِلٰی اَهْلِهٖ فَاِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِیْ مَعَهَا یعنی مردی که به بیند زنی را که خوش آیدش پس باید که برخیزد بسوی اهل خود پس هر آئینه نزد اهل وے است آنچه نزد آن زن است یعنی در حاجت روای هر دو برابراند اینجا سنت قولی و فعلی مخالفت بیان مذکور نیست چه حدیث شریف بیان حال پرهیزگار پاک است و بیان معالجه نفس امی بدکار گرفتار حرام است که هرگز نفس وی از ارتکاب حرام باز نمی آید پس علاجش نیست مگر مخالفت خواهش نفس قال الله تعالی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی یعنی لیکن هر که ترسید از ایستادن به حضور پروردگار خود و باز دارد نفس را از خواهش و کیفیت مقام انست که خواهش جماع دو قسم است یکی انهماک نفس است در لذت آن و از آثارش میلان خاطر است بحرام و عدم انجام از حرام و انحراف از حلال خصوصاً و قتیکه لذت نفسانی و شیطانی در حلال کمتر باشد و در حرام بیشتر مثلاً شخصی را منکوحه حسینه خوش وضع و خوش لباس بود و زنی دیگر آنچنان نبود لیکن در عین حالت جماع اداها و صداهای شهوت انگیز بوضعی میکند که داد بیحیائی میدهد آن شخص گرفتار دام نفس و شیطان مائل تر بآن زن خواهد بود و این نیست مگر از انهماک در لذت جماع و نیز از آثار وی است تکلف در شهوت انگیزی باوجود ناتوانی و قلت ماده منی و حالش را شیخ سعدی علیه الرحمه بیان میفرماید بیت بی رغبتی شهوت انگیختن ٭ برغبت بود خون خود ریختن ٭ قسم دوم جماعی است که طبیعت انسان بسبب شدت امتلای اوعیه منی بآن مائل میشود و در میلان خصوصیت زنی یا خصوصیت طریق جماع از حلت و حرمت دخلی ندارد و حالش آنکه چنانکه نزدیک امتلای مثانه از بول بی آرامی و قلقی در طبیعت انسانی حادث میشود و بسبب حدوثش همان قلق چاره ناچار مکانی برای دفع حاجت تجسس می نماید و چون مکانی مناسب بدست می آید و مانع شرعی یا عقلی از بول در آن مقام نمیباشد طبیعت آن شخص بسوی آن مکان متوجه میشود و تا وقتیکه انفراغ از انحاجت متحقق نگردد خیالش بهمان مکان متعلق ماند و اگر مانع مذکور می بود مثلاً مکانی باشد که مالکش از بول کردن در آنجا ناخوش خواهد شد یا مثل آن مانع دیگری بود پس خاطر متعلق بآن مکان نخواهد ماند لیکن بی آرامی که بسبب کثرت بول لاحق گردیده بر شدت خود خواهد ماند

تا که بول کند پس خصوصیت آن مکان یا حصول طریق تحصیل آن از غصب یا بیع یا هبه درین توجه طبیعت دخلی ندارد
و همچنین وقتیکه اوعیهٔ منی ممتلی میشود هیجان شبق در طبیعت انسانی پدید می آید پس وقتیکه زنی را که مناسب قضای
حاجت او باشد می بیند همان هیجان دو بالا میشود و مادامیکه قضای حاجت متحقق نگردد و خیالش بقضای
حاجت خود متعلق می ماند پس درین میلان خصوصیت آن زن و خصوصیت طریق تحصیل آن از نکاح یا سفاح
دخلی ندارد بلکه اراده زنا و کار حرام مطلقا معروض و مجتنب میبود فاما اشتیاق جماع که بسبب دیدن آن زن پیدا
شده در دل می ماند تا که از حلال حاجت خود قضا نماید پس مورد هر دو حدیث شریف قسم دوم است چنانچه لفظ
فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ فَإِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِي مَعَهَا ازان آگاهی می بخشد زیرا که مقصود از مماثلت
اینجا نمیتواند شد مگر مماثلت در نفس قضای حاجت نه در سائر امور مثل صورت و سیرت و ازهمین جا معلوم شد که
جناب امام المعصومین را خواهش زنان اجنبی در دل خطور نکرده بلکه تقاضای نفس قضای حاجت که مستور و مخفی بود
بر روی کار گشته و مخالفت نفس از قسم اول که داخل در نهی نفس است از هوای وی که منطوق آیت کریمه است
در ریاضت نفس بمخالفت آن امری است که مسلم اهل شرع و عقل است شعر

وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ إِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلٰى	حُبِّ الرِّضَاعِ وَإِنْ تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمِ

فذلکهٔ کلام بموجب مصطلحات این فن آنکه حدیث شریف بیان ادای حقوق نفس است و معالجه مذکوره برای تنقیه آن از اتباع حظوظ

افاده ۵ علاج غیبت آنست که اگر صرف خطرهٔ آن بگذرد پس باید که بالتجای تمام منقطع از ماسوی الله
شده بهمگی همت خود دعای برای بهتری و خوبی شخصی که خیال غیبتش بخاطرش گذشته بود بکند و آن قسم بهتری بود
که برای نفس خود نهایت خواهان بود و دعا هم بکیفیتیکه بنابر اهم مهمات و اشد ضرورات خود میکند بعمل آرد و اگر نفس درین کار
تقاعد ورزد در پی نفس شده خواه نخواه این دعا بعمل آرد و هرگز نفس را نگذارد که درین دعا تعلل کرده اهمال نماید
بلکه یک روز یا دو روز یا سه روز در پی نفس بماند و اگر غیبت بظهور آید سوای دعا عفو تقصیر ازان شخص خواهد و بحل
کناند و در خلوت از وی بگوید که من غیبت تو کرده ام فائده اظهار آنکه نفس از اظهار عیب خود میگریزد و هرگز معترف
عیب خود نمی شود و در اظهار عیب کمال شکستگی نفس خواهد شد و فائده خلوت آنست که اشاعت معصیت الٰهی ممنوع است
و ارتکاب نامشروع قبیح است و افشای آن اقبح ازان لهذا در خلوت گوید و او را هم از اظهار آن مانع آید

افاده ۶ - علاج کذب آنست که اگر کذب بنابر لذت زبانی است نفع ونقصان امدی را دخل در آن نباشد پس علاجش سکوت وخاموشی است در مجالس از گفتگو پرهیز کند تا که لذت کلام از دلش دور گردد واحتراز از نشستن مجالس نه نماید بلکه در مجالس بنشیند وسکوت ورزد که این معنی نهایت بر نفس گران است واگر کذب بنابر افساد ذات البین فتنه انگیزی درمیان دو شخص است پس علاجش بطور علاج غیبت است هر دو را جمع کرده در خلوت آنها را آگاه کند که نفس من مرا اینچنین اغوا کرده بود که درمیان شما فساد وخرابی اندازم وعفو تقصیر از ایشان کناند وایشان را از خود راضی وخوشنود سازد وبجهد تمام در صلاح آنها بکوشد بهر طریکه موجب مزید التیام صحبت ایشان بود دران سعی بلیغ کرده باشد واگر زیاده از دو شخص بوند همه آنها را جمع کند واحتراز از اخفا بطور سابق وممانعت از اظهار آن لازم شمرد ودر هر صورت یعنی غیبت وکذب بعد از استغفار از اهل حق توبه نصوح بحضور حضرت حق که حق ادا اعلا ترین واصل همه حقوق است بجا آرد من بعد استغفار از اهل حقوق بعمل آرد

افاده ۷ - علاج حسد آنست که اگر در دل است صرف بر دعای مزید کمالات محسود ودوام عزت وجاه او خصوصا برای هر چیزیکه دران حسد کرده است کوشش کند وبطوریکه در غیبت مرقوم گردید دعا بالتجا نماید وظاهرا هم بقدر وسع خود از دست وزبان بمساعی جمیله در ترقی محسود کوشد تا که وسوسه حسد بسبب مقابله ومخالفت نفس از دلش منتفی ومنعدم گردد وهیچ گاه نیاید وآن مسلمان محسود را فائده حاصل گردد واگر اثری از آثار حسد ظاهر گشته مثلا بی لیاقتی محسود در کمالیکه بسبب حسد گشته از زبانش بر آمده باشد پس آن محسود را هم بران آگاه کند وهر که را بر بی لیاقتی او مخاطب ساخته بود وآن را هم بر خطا وغلطی خود آگاه ساخته معترف بقصور خود شود وهم لیاقتی که معلوم وی بود آنرا بکمال خوبی وتقریری که دلنشین باشد اظهار کند مثلا بحضور آقای شخصی بسبب حسد گفته باشد که آن شخص لائق رفاقت ومحل اعتماد نیست پس آن شخص را هم آگاه کند ومستعفی از قصور خود شود وآن آقا را هم بر غلطی خود آگاه کرده بجای بی لیاقتی کمال لیاقتش ذهن نشین او سازد ومفاد اعلام آن شخص آنست که وی هم بر تخلل کار خود آگاه بوده بتدارکش نماید ودر اظهار لیاقت خلاف عنانی نکند بلکه اگر واقعی است اظهار نماید والا سعی محض بدون اظهار لیاقت کند

افاده ۸ - علاج تکبر آنست که اگر تکبر بنسبت شخصی رو داده تذللی بیش از حد بنسبت آن شخص بجا آرد

گو از نهایت تذلل خود و نهایت تعظیم آن شخص حرکات او نقل مجلسهای مردم و مضحکه همچشمان وی گردد اگر طالب رضای
حق است و خود را در سلک طالبان خدا انسلاک کرده به هیچ از آن باکی نکند آیا نمی بینی همین مردم با عزت و وقار ریبا قشند
چونکه خود را در زمرهٔ آزادان داخل می کنند اصلاً از قبول زی و وضع آنها که سراسر خلاف عقل و مروت است باک
نمی کنند بلکه عزت و افتخار خود میدانند و امیرزاده معزز زی باشد که صحبت مخنثان او را مسید کرده انچه گوارای
خاطر هیچ مرد سلیم الطبع نیست همه آنرا بدل و جان قبول کرده علی رؤس الاشهاد در کوچه و بازار بهمان اطوار خرامان
و شادان میگردد اگر طالب خدا فی الواقع است ازین امور که بالکل موافق عقل و شرع است گو مخالف عقول
ناقصهٔ غافلان مرضیات آلهی بوده باشد ابا و انکار نخواهد ورزید و مراد از تذلل این تذلل جعلی کذائی مطلوب نیست
که سر خم کردن یا زمین بوس شدن است بلکه حقیقت تذلل در هر مقام و هر جا جدا جدا علحده است مثلاً شخصیکه از زمرهٔ
مشایخ بود و او را تکبر بنسبت شخصی از مشایخ بهم رسد پس می باید که با او معامله کند که در اذهان مردم متیقن گردد
که این شخص از آن شخص مستفید است و از وی فوائد طریقت حاصل کرده و نقصان خود را بصحبت وی تکمیل نموده

افاده ۹ + علاج ریا بطریق تمثیل آنکه ریائی در نماز طاری گردید پس آن خیال را بمقدور خود دفع کند و اگر
با وجود کوشش دفع نشد پس لمحات ریا را بشمار آن محفوظ داشته در اوقات خلوت مثل شب که تنهائی محض
بود و هیچ کس را از بشر امکان اطلاع نباشد اگر در نماز دوگانی بود دو دو رکعت و اگر چهارگانی بود چهار چهار
رکعت بشمار لمحات بخضوع و خشوع تمام بگذارد و اگر دران وقت هم خلل شود هر نمازیکه دران خلل شده آنرا از شمار
موقوف کند و بار دیگر خواند تا که نماز با خلوص مصفی از ریا بشمار لمحات مذکوره رسد و تا ادای آن هرگز نفس را رهائی
ندهد و همچنین اگر در لله دادن ریا پیش آید نفس خود را زجر کند که اصب مال ترا ده چندان خرج خواهم کرد و لله خواهم
داد اگر باز نیاید همچنان کند بلکه در صورت کمال سرکشی نفس خود را بگوید هر قدر که خواهی بسیری تمام کار خود کن
انشاء الله تعالی سزای آن قرار واقعی خواهی یافت یا سزای معادل سرکشی باو رساند و در ادای فرائض نیست
مقام ریا سنن و نوافل است لیکن سنن و نوافل را هم باین خیال که ریا پیش آمده یا خواهد آمد ترک نکند بلکه
بخواند و علاج ریا چنانکه مذکور شد بعمل آرد

افاده ۱۰ + علاج کینه اگر از دل تجاوز نکرده باشد طریقهٔ اخلاص با آن شخص پیش گیرد بوضعیکه در دلش

خلاص پیدا نشود و صرف اخلاص ظاهر بدون موافقت قلبی اعتبار نیست و اگر سختی یا حرکتی بسبب کینه ظاهر گردیده علاجش استعفا و اعتراف بقصور رسمی در اخلاص و دوستی است چنانکه سابقاً شروع گردید

افاده ۱۱ چون بطور یادداشت که سابقاً مذکور شد ملاحظه این امور بوقت خواهد کرد امید واثق است که تصفیه حاصل خواهد شد لیکن بمجرد اینکه در دلش بطن تصفیه و تخلیه هویدا شود اعتماد بران نکند بلکه امتحان آن کند و طریق امتحان آن بخوبی فهمیده خود در آن ممتحن نماید مثلاً درویشی خانقاه نشین بادشاهی یا امیری را بکمال شوکت و حشمت و طمطراق بسیار دیده و رشکی و حسدی در دل خود نیافت نداند که من از حسد پاکم بلکه طهارت وی از این خصلت رذیله وقتی هویدا گردد که هم پیر و هم خانقاه و هم نسبت و هم پیشه او بهمان اشتغال و اعمال مشغول شود در اندک زمانی او را فوائد بیشمار حاصل گردد و آنهم پیر داند و بهمان کار که این شخص برای آن مدت دراز محنت کشیده در اسرع ازمنه بدون محنت رسیده مشار الیه و ممتاز گشته و بروی او تقدم و سبقتش واضح گردیده و از زبان دانایان آن کار و خانقاه نشینان و مرشدش که سر آن خانقاه است چالاکیش در آن کار مشهور و معروف گشته و بسبب آن معظم و محترم مشایخ عظام گردیده باوجود آن او را بشناسنتی و فرحتی نظر با تحادات مذکوره پیش آید و سوزشی و قلقی بوجهی در دلش نگذرد آنوقت البته اندر دلش از رذیله حسد پاک شده علی هذا القیاس حال دانشمند و سپاهی و اشراف و محترف جدا است

فصل سوم در ذکر مخلات عبادت و آن مشتمل بر دو هدایت است

هدایت اولی

در ذکر مخلات عبادات اجمالاً و آن مشتمل بر دو افاده است

افاده ۱ از عمده مخلات عبادات فقدان محبت و تعظیم نام خدا است هر چند هر شخص را محبت و تعظیم نام خدا می باشد اما بحدیکه موجب کامیابی شود و بوضعیکه اکابر دین را بود کمی باشد تفصیلش آنکه محبت و تعظیم را غایاتی و اغراضی می بود بحسب آن اغراض و غایات محبت و تعظیم مختلف و متبدل شود مثلاً شخصی عمل ذکر نام خدا با قیود و شروط و اهتمام تمام میناید باین غرض که ببرکت این نام پاک نوکری چندر روپیه بدست آید یا بیش سرداری یا امیری معزز شوم هر قدر که آن غرض عزیز تر تعظیم و محبت بیشتر اعلای اغراض دنیوی سلطنت و بادشاهی است هر چند باین غرض عمده هر که یاد نام خدا خواهد کرد محبت و تعظیم نام پاک سبحانه

ورد نفس بیش از حیطه بیان نه اند خواهد بود لیکن بموجب ارشاد لازم الانقیاد حضرت رب الارباب قُل
مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ و بموجب بیان هدایت نشان حضرت رسالت پناهی علیه افضل الصلوة والسلام
لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ دنیا چیزیست فانی
قلیل و ذلیل هر که نام خدا را واسطه حصول آن ساخت و قدر مرتبه این نام بلند نشناخت د رهما سیا باشد که بحقیقت
حقیقت دنیا بالباس دینداری بری کاید و خود را بزی آن متلبس کرده جلوه گر میشود مثلا مواظبت اذکار الٰهی باین
نیت که کمالی حاصل کنم و بوسیله آن بادشاه و امرا و اهل عزت و اعتبار پیش من سر خم کنند و التجا بمن آرند و نام
و نشان من و صیت کمالات من تا ازمنه متطاوله باقی ماند و در بلدان و اقالیم دور دراز آوازه کو لایت من
منتشر و فاش گردد و فی الحقیقت اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ
و حالش همین در حدیث شریف است که قاری و جوادی و شهیدی را روز عرض را و حساب پیش خواهند آورد
و هر یک از اشخاص مذکورین کمال کوشش خود در رضاجوئی حق تعالی بیان خواهد کرد و عالم السر والعلن
که آگاه بر ما فی الضمیر است هر یک را بر نیت آنها که شهره و آوازه خود منظور داشتند مطلع فرموده حکم بادخال
دوزخ خواهد فرمود و ازین بیان گمان نتوان کرد که اذکار الٰهی بنابر طلب رزق یا امور دنیویه ممنوع و حرام است که
این معنی صریح خلاف نصوص قاطعه است بلکه غرض بیان تفاوت مدارج محبت و تعظیم نام خدا تعالی است که
ذاکرین در ان مختلف میباشند و آنچه در حدیث مذکور از دخول آن هر سه فرق در نار مبین شده پس شرحش آنست
که ادای افعالیکه از ان رضای حق هم میتوان طلبید و تحصیل دنیا هم از ان میتوان گردید دو وجه می باشد اول آنکه
ادای این افعال نماید و اظهار کند که این افعال را محض لله بجا آورده ام و حالانکه در دل خود نیت تحصیل
غیر رضای خدا از ان کرده باشد پس فاعل او البته مطرود از بارگاه الٰهی است و قابل دخول نار و بیان حال
امثال همین اشخاص در حدیث مذکور واقع شده و وجه دوم آنکه بهاداء افعال مذکوره را بجا آورده موافق نیت
قلبیه خود اظهار طلب غیر خدا نماید پس این شخص اگرچه محقر در بارگاه الٰهی باشد لیکن نه این قدر که امر ادخال نار در
حق او صادر شود و نیز باید دانست که همین اشغال و اعمال دنیا است که به نیات صحیحه عبادات عمده میگردد مثلا
خواب که سراسر غفلت و حجاب می نماید باراده صحیحه و نیت درست بهتر از عبادات اهل ریا میشود مخلص فی العبادات

را هرگاه سهر و بیخوابی موجب کلال حواس شود ولذت مناجات وکیفیات عبادات را مختل سازد وآن مخلص بی ریا
مشتاق آن لذت وکیفیات گردیده دبار دگر حصول آنرا منحصر در خواب پنداشته همین اراده ونیت در خواب
رود بهتر از نماز خوانی صد بار مرائی وغافل خواهد بود بلکه خواب او را با نماز مرائی هیچ نسبتی نیست تا آنرا بهتر گفته آید
نمازش موجب دوری نارضامندی حق است واز ملکوت لعن بروی میرسد وبران نائم صد بار رحمت الهی و
نا رضامندی در خوشنودی حق فائض میگردد شَتَّانَ بَیْنَ الْمُتَبَایِنَیْنِ. وچون تفاوت اغراض دنیوی معلوم
شد انتقال باغراض اخروی باید کرد هر چند اغراض اخروی همه بهتر است لیکن دران هم تفاوت مراتب ومنازل
بیشمار هست از تفاوت مراتب ومنازل اهل جنت تفاوت اغراض اخروی معلوم باید کرد همین خصال فطرت که مسواک
ومضمضه واستنشاق وفرق وقص شوارب واستنجا واستحداد وختنه ونتف ابط وقلم اظفار که بموجب قول مفسران معتبر
ابراهیم خلیل الرحمن صلی الله علی نبینا وعلیه بآن ممتحن ومکلف شده وباین محک حقیقه نقد استعداد او را آزموده بمرتبه امامت
کبری رسانیدند وهمین صلوة وصوم وتلاوت واذکار وجهاد وزکوة وحج است که در ادای آن مراتب صدیق وفاروق
وامثالهما بسبب تفاوت عزائم وارادت متبدل شد پس بهترین نیات واغراض در محبت وتعظیم نام پاک وی
رضا جوئی وی هست بنامش جز رضای وی هیچ نخواهد وهیچ مطلبی دنیوی واخروی اجرت خود نداند بلکه کمال انعام جلیل القدر
که در مقابل آن هیچ نعمت دنیا وآخرت نتواند شد همین هست که توفیق وقوت ذکر نام پاک وی یافت همین انعام را بتشریح وبسط
تمام که صرف بقوت وتوفیق اوست فهمیده ودر دل خود جا داده از ته دل شادان وممنون احسان ایزدی باشد وشرح
وبسط آن این است که مبادی وجمیع اسباب ذکر را ملاحظه کند که همه از خداست تمام جوارح واعضا وحواس ظاهره وباطنه
که هر یک دخل در ذکر است همه از انعام عام اوست من بعد توفیقی که انعام خاص برخاصان است هم از دست کبریا
مشخص است که همه اعضا وقوا ودل وزبان وفهم ودانش او درست باشد وهزارها تقاریر دنیوی وافکار معاشی
برزبان ودل او میگذرد وهیچ یکه اراده ذکر زبانی یا فکر قلبی کرده توجه بجناب متعالی نماید تقلقلی در زبان وی وهمی در دلش پدید
می آید که هرگز بر ذکر وفکر نمی آید بالجمله صرف جریان نام خدا بر زبان انسان نعمتی است عظیم همین انعام را بهترین انعامات
دانسته از طلب جزای ثواب دیگر اعراض نماید باینوضع تعظیم ومحبت نام واصل وبنیاد همه کمالات است

افاده ۲ — از عمده مخلات عبادات عدم اهتمام با وامر وعبادات شرعیه است واصلی بنیادش همین است

گمراه رضا جوئی حق از دست شان کم میشود بدو صورت اول آنکه رضا جوئی حق بخاطر خطور نمیکند بلکه مطمح نظر کمال خود کهٔ فی الحقیقت نقصانست میباشد دوم آنکه قصد رضا جوئی او سبحانه میباشد لیکن از طریق آن خطا واقع میشود هر چه بخیال ناقص ایشان میگذرد که موجب رضای اوست همانرا وسیله اش می سازند و حقیقت انیست که خود را از راه رضا جوئی او ضال محض پنداشته مثل نابینا یا بصیر اخذ بیدی را در زبان همان خود علی الدوام سازد و کلام منزل حضرت حق که خطاب باکمل انبیا فرموده که وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى وحدیث قدسی که از زبان صادق البیان سرور عالم خود میفرماید کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَیْتُهٗ طریق رضای در انحصر در اعلام و آگاهی دو انبیا و شرع شریف که جمل متین دعرده و نقلیست فائده خود انگاشته هیچگاه خلاف آنرا موجب بهبود خود نداند گو گمانی از قبیل کشف و کرامات و خرق عادت و ظهور انوار تجلیات و مصاحبت با ارواح و اهل سموات محد مخالفت شرع شریف او را مظنون گردد فائده + علامت تحقیق این مانع در سالک نامقبول این است که آن اهتمامیکه در ادای اوراد مشائخ می نمایند عشر عشیر آن در اهتمام ادای صلوٰة مفروضه نمیکنند بلکه هرگاه شیطان لعین برین جماعت چیره دست میشود و بمقتضای وَاِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ آنها را از راه حق دور تر می برد نماز را مثل بیگار سرکار حاکم وقت میدانند و این قدر وقت را که در نماز و وضو میگذرد رائگان می انگارند و کارآمدنی خود نمیدانند معاذ الله من ذلک و این حال جماعتی است که متسم باسلام اند و آنانکه خارج از دائرهٔ اسلام اند با حال آنها درین مقام گفتگو نیست +

ہدایت ثانیہ در ذکر مخلات عبادات تفصیلا و طرق معالجات آن

وآن مشتمل بر سه افاده است

افاده + ۱ + مخل نماز نفس و شیطان هر دو میشوند نفس باینطور که کسالت میکند و آرام خود میخواهد و عجلت در ادای ارکان مینماید تا جلد تر فارغ شده بخسپد یا آرام کند و در مرغوب خود مشغول گردد و در خواندن نماز قیام و رکوع و سجود و قعود بطور مسنون نمیگذارد بلکه مثل نامهینت و مغلوجین کسالتی و استرخای اعضای او راه مییابد و جوارح خود را با کیاست ناانفق بسبب عدم مبالات بارکان صلوٰة یا بوضعی که مناسب راحت بدنی باشد میدارد و همچنین مثل محوبین پراگندگی حواس باطنه و تشتت وهم و خیال متعرض حال نوگشته اخلال عظیم در توجه قوای باطنه و اعضای ظاهره بسوی نماز می اندازد و شیطان بسبب وسوسه می اندازد و تیغ وساوس می ماند که شان صلوٰة و قلت مبالات بآن

و چندان کار آمدنی نه دانستن آن و این وسوسه جلد تر بکفر میرساند استخفاف و انکار فرضیت ابتش می آید و آدمی کافر
میگردد و دانای وسوسه اش آنکه از حضور مخاطبه و مکالمه و لذت مناجات رب العزت غافل سازد باینطریق که شمار رکعات
یا تسبیحات را بخوبی باید دانست مبادا سهوی غلطی واقع شود یا در متشابهات قرآن مجید حافظ را می اندازد که از او در خیال
و اردها بر حفاظت از غلطی باوجودیکه همان نماز خوان یکبار یا دوبار یا صد بار آزمایش کرده که در ابقای حضور هم تخلفی
در رکعات نشده و نه در تسبیحات و نه متشابه در قرآن می افتد این مکر شیطان است و غرضش یاددهی رکعات و تسبیحات
و متشابهات نیست بلکه تنزیل و فرود آوردن است از مرتبهٔ اعلی بمرتبهٔ ادنی وَهَلُمَّ جَرًّا تا که بمقصود اصلی
برساند و مقصود اصلی آن بیم همان انکار و کفر است اگر بفضله تعالی آن مقصودش سرانجام نشد پس مناجاتی
بمقتضای اِذَا فَاتَکَ اللَّحْمُ فَاشْرَبِ الْمَرَقَةَ آهسته آهسته بخیال گاو و خر میرساند تا بضرورت متحقق گردد که ع ؛ بر زبان
تسبیح و در دل گاو خر ؛ گاو خر تمثیل است هر چه سوای حضور حق است گاو باشد یا خر فیل باشد یا شتر و طالب علمان
ندانند که تامل مادر صیغ و ترکیب از آن قبیل نیست هیهات هیهات بلکه زیاده تر از خیال گاو و خر مخل صلوة است
و دانشمندان نه پندارند که فکر استخراج مسائل غریبه از قرآن تکمیل نماز است بلکه تنقیص است و ارباب مکاشفات
نه انگارند که توجه هم در نماز بر برزخ شیخ یا تجسس ملاقات ارواح و ملائکه تحصیل همان نماز است که معراج مؤمنین
است فی نفس این توجه هم شعبه ایست از شرک گو شرک خفی بلکه اخفی باشد و نباید دانست که سنوح مسائل غریبه
یا کشف ارواح و ملائکه در نماز قبیح است بلکه توجیه همت و قصد این کار در طوبیت و امتزاج این مدعا در نیت
مخالف خلوص مخلصان است و اما سنوح و کشف مذکورین پس از قبیل خلعتهای فاخره است که مخلصان مستغرق
حضور حق را بسبب وفور عنایت ها بآن مینوازند پس در حق ایشان کمالی است که در موطن مثال مجسم گردیده نماز
ایشان بجا دیست که ثمره اش بمنظر رسیده آری ادعیهٔ حاجات گو حاجات قلیله معاشیه باشد که بسبب اعتقاد انحصار
حاجت روائی در ذات صمد مطلق از مصلی باکمال در عین صلوة صادر میشود از همین قبیل یعنی کمال نماز است و
تشاورات با نفس در حوائج از قبیل وساوس قبیحه نقصان نماز است و آنچه از عمر رضی منقول است که تدبیر سامان لشکر
در نماز میفرمودند پس باین قصه مغرور نباید شد و نماز خود را تباه نباید کرد بیت کار پاکان را قیاس از خود مگیر ؛
گرچه ماند در نوشتن شیر و شیر ؛ خضر علیه السلام را شکستن کشتی و کشتن کودک بیگناه ثواب عظیم بود دیگران را گناه فخیم

جناب فاروق را مرتبه بود که تجهیز لشکر در نماز مخل نمی شد بلکه از منجمله مکملات نماز میگردید زیرا که آن تدبیر از جمله الهامات حضرت حق در دل ایشان بود بخلاف کسیکه خود متوجه تدبیر امری از امور دنیویه یا دینیه میشود بهر که آن مقام منکشف نمیشود مثل این مقدار امری بمقتضای ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ از وسوسهٔ زنا خیال مجامعت زوجه خود بهتر است و صرف همت بسوی شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندین مرتبه بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است که خیال آن با تعظیم و اجلال بسویدای دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ و خر که نه آنقدر چسپیدگی می بود و نه تعظیم بلکه مهان و محقر میبود و این تعظیم و اجلال غیر که در نماز ملحوظ و مقصود میشود بشرک میکشد بالجمله منظور بیان تفاوت مراتب وساوس است انسان را باید که آگاه شده بهیچ عائق از قصد حضوری حق منجم دلیس پا نگردد و غرض رنیمقام علاج این مخل است بر وضعیکه فهم هرکس تا کسی آن رسد پس اگر وسوسه از قبیل قبیح ترین ساوس بود پس خود بالتجای تمام دعا کند هرچند هرچیز منوط بفضل الٰهی است لیکن در بعض چیزها اسباب ظاهری چندان دخل ندارد و حصول آن مربوط بفضل الٰهی است و لبس این همین قبیل هست دفع این وساوس بخدمت شیخ خود عرض نماید زیرا که شیخ از وی دانا تر این کار است بر تدبیری مفید تر شاید آگاه سازد و دعا خواهد کرد و اگر وسوسه از طرف نفس یا از طرف شیطان سوای وسوسه مذکور است پس علاجش آن است که اگر مثلاً در فرض ظهر پیش آمده بعد از فراغ از فرض و سنت در خلوت و تنهائی بجد و جهد انیکه وسوسه نگذرد شانزده رکعت بخواند اگر در تمام رکعات خیالات ممتد مانده بود و اگر در تمام رکعات خیالات نمانده بعض به حضور و خالی از خیالات گذرانیده و بعض آن ملوث بآلودگی خیالات گشته پس مقابل هر رکعات که دران وسوسه شده چهار رکعت مقرر نموده بحساب آن بگذارد و تدارک نماز عصر بعد مغرب کند و تدارک مغرب بعد آن علی هذا القیاس عشا و تدارک فجر بعد طلوع آفتاب کند تا نقل نامشروع نشود و چون این کار بر نفس شاق است البته از ان باز خواهد آمد و خود را باز خواهد داشت و چونکه نفس کاری بقابو نیست شکر الٰهی بسیار بجا آرد و مدارات نفس و مکافات آن بترفیه و آرام دادن و خواهش او بموجب شرع بوی ساخته بعمل آرد و اگر تهجد از ملتزم آن بسبب تسویل نفسانی یا شیطانی قضا شود صباح آن روزه دارد و اگر روزه مخلی از مخلات شرعیه نفس و شیطان بر روی کار آرد تنبیه آن شب بیداری همه شب که بآن روزه پیوسته است بیاید و شیطان چون اثر خود مایوس میشود نفس را شریک خود میسازد تا مدعای او بر آید در تنبیه و تادیب نفس خود نفس و شیطان هر دو از شرارت

باز می ماند بلکه نفس منقاد حکم الٰهی می گردد و شیطان را مجال فرمان روائی و انسان نمی ماند ++

افاده ۲ + اگر در ادای زکوٰة نفس تعلل ورزد و آنرا گران نمد و بر حکم حق تعالی راضی و شاکر نشود چهار چند از قدر زکوٰة مال خود حسبةً لله صرف کند تا نفس بار دیگر تعلل نورزد و او را فهماند که هر قدر تعلل خواهی کرد همان قدر مال صرف خواهم کرد

افاده ۳ + حج و جهاد دو چیزیکه فرض گردد و برادای آن قدرت حاصل است و چالاکی نه بینند لیکن تعلل کنند که دام چیز باعث است که نفس بسبب آن در ادای حج و جهاد تقاعد می ورزد همان چیز را بگذارد مثلاً اگر راحتی و عقوبتی مانع است و فرمانروائی که بر صد ها مردم دارد نمیگذارد که حج و جهاد را به چستی و چالاکی عازم شود لیکن می باید لباس خوراک و پوشاک و نشست و برخاست خود را بطور غربا و اذلا سازند هرچند حج و جهاد بلکه جمیع عبادات باوجود منازعت و کشاکش نفس ادا میشود لیکن رونق و برکتی که در فرصت و اطمینان حاصل میشود اصلا درین صورت هویدا نمیگردد چونکه نفس رام شد و در عبادت به نشاط قدم نهاد موجب برکات و رونق عبادات میگردد و اگر باوجود در آمدن در امور جهاد نفس بخوبی ادای حق آن نکند و محافظت خود خواهد پس هر کاریکه مشکل تر بود مثل کشتن یکی کافر بخفیه و در خلوت همان کار مشکل را بزودی لازم و ضروری پنداشته بجا آرد و نفس را بفهماند اگر تقاعد خواهی کرد همین طور ترا در مهلکها خواهم انگند تا آنکه باز آید و کوشش در کارهاے جهاد درین زمانه از اهم مهمات است

فصل چهارم در بیان طریق ادای طاعات

و آن مشتمل بر یک تمهید و پنج افاده است

تمهید اصل مقصود از تهذیب اخلاق و غایت مطلوبه از ادای طاعات اصلاح نفس است تا که نفس مطمئن شود و از رذائل پاک گردد و تطهیر نفس از رذائل عین اتصاف اوست بفضائل و نفس کشی که زبان زد عوام اهل سلوک است خطای محض است چه کشتن نفس نه مامور از طرف حضرت حق است و نه باوجود حیات ممکن و آنچه ممکن است همان است مامور یعنی نفس را اصلاح کرده رام احکام شرعیه نماید مثل آنکه انسان جاهل را عالم کند پس کشتن غلط است و آنچه در کشتن نفس ریاضات شاقه و تقلیل طعام و شراب معمول دارند این هم خطا است باین ریاضات نفس کشته نمیشود بلکه بنیه انسانی مضمحل و بی طاقت میگردد و قابل عبادات شاقه نمی ماند و بسا که نفس چستی و چالاکی باشد و اگر در وی شکستگی پدید آید بوجهی شکسته خواهد شد بوجوه کثیره تازه خواهد گردید ۱۲

افاده - ۱ - بهترین طریقه اصلاح ارکان اسلام آنست که عظمت این ارکان را بخوبی فهمیده چونکه فائده وعزت دران بسیار خواهد دانست اهتمام آن وتدبیر اصلاح آن بسیار خواهد کرد پس حقیقت عظمت ارکان اسلام خصوصاً نماز که عمده ترین آنهااست بادراک آوردن خیلی دشوار است لیکن بحکم ما لا یدرک کله لا یترک کله شمه از عظمت نماز تحریر کرده میشود من بعد انموذجی از ارکان دیگر هم توان گفت پس اولاً تمثیلی باید فهمید بادشاهی است وسیع الممالک کثیر الرعایا والعساکر هزاران هزار باکر بی نهایت وبیشمار کارخانها می او در مقامات مختلفه واماکن متباینه قائم اند وبرهر کارخانه اقسام مردم موکل ومتعین اند گوناگون چیزها در یک کارخانه مداخلت است مثلاً مزارعان با وجود بسیاری اختلاف مراتب در کار خود مشغول اند ونرگاوان در حوائج بیشمار مستفاد مسخر ومذلول وعلی هذا القیاس اهل سیف در کاری هستند واهل قلم در کاری دیگر وهریک را حسب کار او تعیین جاهی مقرر وهریک بسبب آن کار علاقه وربطی میدارد بجناب بادشاه وبدریافت آن علاقه در خود می بالد وبر سعی کار خود می نازد چونکه میداند که بادشاه بی پروا احتیاج هیچکس نیست هر علاقه که مرا بادی است از عنایات اوست مایه افتخار واعتبار من است لیکن اهالی این تمام کارخانجات را باوجود تفاوت مدارج ومراتب وعلو بعضی آنها باعلی درجه کاربست معین که از آن تجاوز وتبدل ممکن نیست وبنا برعلیه اجرت وجاه ایشان از زیاده نقصان تفاوت نه من بعد جلیه خاص که بمقام نیابت ومنصب خلافت او را نواخته اند تصور باید کرد که او را واسطه قیام تمام کارخانجات کرده برای حضوری واوقات معین ساخته تاحسب آن اوقات حاضر شده عرض حوائج خود نموده واحکام حضور سلطانی را شنوده مصدر قیام کارخانجات گردد چونکه او را همیشه اوقات در باربرداری معین است وبحضوری دربار حسب تعین وقت بردی قدغن شدید است ارباب تمام کارخانجات نگران حال ومشتاق مقام او میباشند در هر دربار احتمال ظهور چیزی نو ومرتبه رفیع میباشد ودر تعیین اوقات وتاکید حضوری آنها عنایتی خالص صحیح حالش از طرف بادشاه برآرای سائر ارباب کارخانجات هویدا ومنکشف میگردد وبهمین سبب آن جلیه خاص از تمامی رعایا ولشکر واهل سیف وقلم ممتاز ومعزز میباشد بهمین منوال مخلوقات را از سنگ گرفته تاملک باید فهمید که در احکام الهی مسخر وسرگرم اند هرچند ملائکه مقربین را مناصب عمده در کارهای بزرگ مقرر است فاما از کار ومنصب خود تجاوز نمیتوانند کرد حضرت جبرئیل علیه السلام را در کارخانه حضرت اسرافیل علیه السلام دخل نیست وهمچنین حضرت اسرافیل را در امور جبرئیل دخل نه وعلی هذا القیاس حضور در احتی ومنصبی

که حضرت جبرئیل است اشعار بآن نزول است و نه عروج اما نزول پس سبب آن نیست که معصوم اند و عدم عروج را قصهٔ معراج گواه است **بیت** اگر یکسر موی برتر پرم ۞ فروغ تجلی بسوزد پرم ۞ حضرت آدم صفی الله علیه السلام را الله تعالی بنا بر خلافت پیدا فرموده و مستعد کمالات بی نهایات ساخت و مظهر کارخانجات کثیره کرده و نزول و عروج برای حقیقت انسانی معزز فرموده و اول افراد او را که حضرت آدم اند بوجهی مظهر اتم آن ساخت تا در سائر افراد این حقیقت سریه وی حامل اوست سریان کند و لهذا چنانکه چیلهٔ خاص شاهی مصدر هر امری از امور مملکت که منقسم بر همه خدام سلطنت است میتواند شد مثلاً کاریکه بخدمتگاران خواصان تعلق میدارد مثل یکسو زانی و نعال برداری و امثال آن از این چیله خاص هم عند الحاجت در خلوات متحقق میگردد و همچنین کاریکه به نقیبان و چوبداران تعلق میدارد مثل پیغام رسانیدن بکسی یا احضار آن عند الطلب از ان چیله خاص هم امثال این امور عند الحاجت بظهور میرسد و همچنین کاریکه متعلق به منشیان و متصدیان است از قرا بین نویسی و تحریر حساب و ضبط جمع و خرج از ان چیله هم عند الحاجت طلب میکنند و کارهای عمده را مثل ایلچی گری و نظامت ممالک و ریاست جنود و عساکر و امور متعلقه بوزارت بر همین قیاس باید کرد همچنین اکمل افراد انسانی مصدر خدمات جمیع ملائکه مدبرات الامر میتواند شد مثلاً در جهاد یا اهلاک کفره بدعا و همت خدمتیکه بملائکهٔ غضب تعلق دارد از ان بظهور میرسد و در ایصال منافع علیه خدمتیکه بملائکهٔ رحمت تعلق دارد از ان متحقق میشود و در تسبیح و اذکار ربجا آوردن عبادات خدمتیکه بملائکه مسبحین تعلق دارد از و بروی می نماید و در تعلیم و تعلم و ارشاد و تلقین خدمتیکه بملائکهٔ الهام و وحی تعلق میدارد از او درست می آید و در اقامت سلطنت عادله و خلافت کبری و قیام بمناصب امامت باطنه و نبوت و رسالت و مراتب اولو العزم و خاتمیت خدماتیکه تعلق بملاء اعلی میدارد از و صورت می بندد و قس علی ذلک سائر الخدمات

القصه حضرت حق جل و علا بنا بر در بار داری خلیفه خود او تعالی معین ساخت و بطریق ارث در همه بنی آدم آن استعداد را مستور ساخت و اظهار آنرا موقوف بر اختیار ش فرموده و از راه کمال لطف و عنایت به بعثت رسل و انزال کتب و انواع هدایت از خلق حاملان کتب و نواب نبوت و امثال آن از بواعث و دواعی ظهور استعداد کامل را امدادها فرمود پس اوقات پنجگانه نماز که وقت کمال قربت و حضوری آن اشرف مخلوقات است و لهذا بر خیر امت فرض شده اوقات در بار داری است و شعبه از معنی خلافت در هر کس موجود هر که خواهد آنرا

جلوہ گر نماید وہر کہ خواہد آنرا برباد دہد قد افلح من زکیٰھا و قد خاب من دسیٰھا اوقات نماز پنجگانہ کہ
بر بندگان فرض شدہ شاہد بسیار مقبول الشہادت بر تفوق حقیقت انسانی بر تمام حقائق مخلوقات گو فرادوے
متفاوت و متناقض باشند بلکہ تنزل کردہ باسفل السافلین سند و فی الحقیقت بسبب نزول ایشان باسفل السافلین
ہمان تفوق ایشان است چہ ابتلا باکبر البلایا و اقبح انواع تعذیبات نصیبہ ملازمان حضور بادشاہی میباشد
ع ہم بیشتر عنایت و ہم بیشتر عنا پس مومن طالب کمال ایمانی را باید کہ حقیقت نماز ہمین طور داند کہ حضرت
رب العزت کہ عظمت ممالکت و سائر اوصاف او را پایانی نیست از تمام مخلوقات مرا برگزیدہ و بتاکید شدید
بدربار داری پنج وقت اذن مطلق دادہ محتاج باستیذان نگذاشتہ و از منت برداری حاجبان و نقیبان
سبکدوش ساختہ و در عدم حاضری وعید شدید فرمودہ پس خود را ازین نعمت عظمی کہ مقام غبطہ عالیان است محروم
کردہ مستحق مقتضای وعید شدید شدن کدام مرتبہ جہل و سفاہت است ہمین قسم عظمت نماز فہمیدہ ہر گاہ صلوٰۃ
بکمال آداب و خشوع کہ شایان قبول بارگاہ بادشاہ حقیقی باشد بعمل آرد و خود را مدام در کار آگہی داشتہ اوقات
نماز را بلا شبہہ وقت دربار و حضوری پندارد و تلاوت و تسبیحات و ادعیہ را مناجات و مکالمہ و عرض حاجات
خود پندارد این است حقیقت اجمالیہ صلوٰۃ اما حقیقت ارکان آن تفصیلا پس برای تفہیم آن تمثیلی تصویر باید کرد
بیانش آنکہ وقتیکہ چیلۂ خاص شاہی عزم مناجات و قصد عرض حاجات در دل خود مصمم کردہ در دربار آقای
خود حاضر شدہ بکمال خضوع و تعظیم می استد و از ماسوای او اعراض کردہ و ہیبت سلطنت او را نصب العین
خود ساختہ دیدہ امید مناجات باو می درزد پس لابد بمجردی کہ آن بادشاہ عالی جاہ بر عزم مناجات او
اطلاع مییابد و امید عرض حاجات او را می بیند عنایت خاصہ در بارہ او مبذول میفرماید بدیدہ قبول و محبت او را ملاحظہ
میفرماید و ہر قدر کہ اقوال و افعال تعظیمیہ ازان چیلۂ منقاد صادر میشود عنایات شاہی در حق او بالا میگردد پس وقتیکہ آن
بندہ منقاد عنایات آقا را بجانب خود بیش از بیش متوجہ مییابد برای بجا آوردن تخت بوسی امتثال آن از تعظیماتی
کہ لقمہ استیذان مناجات و توطیہ عرض مناجات میباشد انحنائی در زد و بسبب صدور این تعظیم عنایات بی غایات
بادشاہی بسوی او متوجہ شدہ اذن مناجات و پروانگی عرض حاجات باو ارزانی میکنند پس آن عبد منقاد در شکر
حصول اذن مناجات زبان خود را بثنا و مدحی کہ شایان مولای اوست کشادہ و فعلی کہ مشعر بتعظیم آقای اوست بجا

آورده مشغول بمناجات و عرض حاجات میگردد و از انجاکه این وقت نهایت کمال این عبد منقاد در غایت
قرب آن بادشاه عالیجاه و شدت ظهور هیبت سلطنت و نهایت وضوح سطوت مملکت است بمظنه سهو بعضی مضامین
مناجات و مقام نسیان بعضی از حاجات بود لهذا او را امر میفرمایند که لمحه از مقام مناجات جدا شده خیال و عقل خود را
درست نموده باز در محل قرب داخل شود تا تدارک مافات بخوبی دست دهد وقتیکه امثال این حالات قرب و مقامات
اتصال آن عبد منقاد چند بار بسبیل تکرار ورود میکنند قانون حسن معاملت و قدردانی و وفور قبولیت چنان
اقتضا می فرماید که آن عبد را بران اعزاز و اکرام به نشستن ماذون کنند لیکن از انجاکه نشستن در دربار بادشاهی کمال سوء
ادب است لهذا حکمت سلطنت چنان اقتضا میکند که آن عبد را بحدیکه مناسب نشستن باشد مامور فرمایند مثلا بسو
او پا هیچ در دراز می کنند تا به تقریب ادای خدمت چنین نشیند همچنین وقتیکه مومن پاک سیرا از اشراک صحیح العقیده خالص
النیت مجتنب از بدعت متخلی از رذائل و متحلی بفضائل جان خود را از الواث بمیره و خباثت … نموده و تن
خود را از نجاس حقیقیه و احداث حکمیه پاک کرده و لوح خاطر خود را از نقوش التفات الی ما سوی الله مصفا ساخته
و دل خود را از علائق غیر الله معرا کرده بقلب و قالب خود متوجه الی الله گشته بکمال محبت و وفور رغبت به مضمون
إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا را درسویدای قلب خود راسخ نموده و عقد تحریمه مینماید
بمجرد این عقد رحمت الهیه بجوش می آید و عنایت خاصه بسوی او متوجه میگردد که إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ
قِبَلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللَّهَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وفی روایة فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ اشارتیست باین
معامله سپس هر گاه اقوال تعظیمیه از تلاوت قرآن و از ادعیه از و بظهور میرسد همانقدر عنایت رحمانی و فیض یزدانی در حق او مبذول
میگردد تا آنکه رکوع که توطیه عنایت تعظیم و تمهید نهایت قرب که عبارت سجود است بجای آرد و وقتیکه بعقل خالص خود ملاحظه
مینماید که متکفل این مقام رفیع که عبارت از سجود است مرا اذن مطلق فرموده و هیچ مانع در علائق نگذاشته اند و ادای شکر
این نعمت کبری و مواهب عظمی است استاده و مدح و ثنای که شایان اوست بجا آورده جبین خود را بر خاک عجز
سائیده در مناجات و عرض حاجات مشغول میشود و از انجاکه سجود مقام نهایت قرب و محل تموج تجلیات جمال و ظهور اسرار و قهر
جلال است لهذا مظنه سهو مضامین بعضی حاجات گردیده بنا علیه چنان مامور شد خود را می از ان مقام رفیع فرود تر
آورده باز بهمان مقام رفیع برای تدارک مافات من عرض الحاجات عود کند و چون آن مومن پاک باین حالات

مرضیه بار بار تلبس میشود که ادنای تکرار در دو رکعت متحقق میگردد قابلیت پروانگی شستن پیدا میکند زیراکه تکرار دلالت بر شدت انقیاد میکند بخلاف آنکه فعل تعظیمی از ان یکبار صادر شود چه محتمل است که آن فعل تعظیمی اتفاقا ازان صادر شده باشد لیکن بنا بر محافظت قوانین عظمت و صلوة را خالی از عبادات نگذاشته تشهد که مشتمل بر نهایت اقوال تعظیمیه است امر فرمودند نیز در قومه سری دیگر هم مودع است بیانش آنکه هر رکنی از صلوة مشتمل بر تلاوتی جدید و لذتی تازه است مبدل ساختن رکوع را از سجود بفعلی اجنبی ممتاز باید ساخت تا لذت هر رکن براسها نصیب مصلے گردد و همچنین در جلسه ما بین السجدتین هم سری است بس غامض بیانش آنکه وقتیکه شخصی ذی القدر به مقامی رفیع و پایه بلند دفعة فائز میگردد مثلا دست او بپایه تخت شاهی رسد یا بدستار سر بسته بهره ور گردد پس البته اقران و امثال او را ظن اتفاقی بودن این امر بخیال میگذرد و چون این امر به تکرار متحقق میشود خیال باطل مضمحل میگردد همچنین وقتیکه این مشتی از خاک را باعلای مناصب قرب که در سجود بدست می آید می نوازند البته محل حدوث ظن اتفاقی بودن این امر در قلوب سائر عالمیان بلکه در قلب نفس این مصلی هم هست پس بنا بر ازاله این ظن در هر رکعت این مومن پاک را باین خلعت فاخره دو بار می نوازند این هست اشاره اجمالیه بسوی اسرار ارکان صلوة و اما تفصیل آن پس بنا بر تنگی مقام بر ذکای اهل فطانت حواله کرده شد چونکه برین معنی بخوبی آگاه بوده مواظبت خواهد ورزید امید از فضل الهی است که حسب استعداد خود مورد الهامات صادقه خواهد شد و از ینجا باید فهمید قول فاروق که اُجَهِّزُ جَیْشِیْ وَاَنَا فِی الصَّلٰوةِ و در باره خود تدبیر عساکر مسلمین که موجب مزید قوت شوکت دین متین باشد میفرمود و لهذا هر قدر که فتوح و از دیاد اسلام در عهد او پدید آمد در هیچ عهد معلوم نیست القصه تحقیق معنی ایمان در دل انسان بمنزله تخمی است که مخفی در زمین ساخته شده بمجرد تکلم بکلمه شهادت شد و عبودیتش مشهور و معروف بعوالم الهیه گردید و بزبان حال صدای تهنیت عبودیتش و قبولیت او از ملاء اعلی سر بر زده مسامع اهل عوالم را زینت بخشید بمجرد صدور کلمه شهادت مامور بحاضری دربار اوقات خمسه گشته بسیاری از احکام تطهیر که مقدمه قصد دربار است و به تعلم آداب قولیه و فعلیه و عرضداشت جهریه و سریه معزز و سرفراز گشت

افاده + ۳ + چونکه انخلاع از اموال که بموجب منطوق جَعَلَ اللّٰهُ لَکُمْ قِیٰمًا معاد زندگانی این جهانی است کلیه مامور نیست و لیسا است که انسان وقتیکه مسلمان شد همه وقت مالدار نشود بلکه از سابق مالدار بود بنا بر علیه زکوة را ضمیمه نماز فرمودند تا مال که اکثر موجب غفلت و نکبت میباشد و محبتش زنگ آئینه دل میگردد در حق مرد مسلمان

نوعی از حضوری علی الدوام بخشد شرحش آنکه چون مرد اسلام آورد دانست که بارکان اسلام مامور شد و اهتمام ارکان
عمده که از انجمله زکوة است در دلش قرار یافت همان وقت در پی تفتیش اجناس اموال گردیده که کدام از قبیل مال
زکوة است و کدام نیست و هرچه از قبیل اول است مقدارش چیست و آنمقدار را چه قدر زکوة و گذشتن سال که
شرط زکوة است از کدام وقت شروع پس این اهتمام او را میکه دامنگیر خاطرش گردد بعین تدبیر تمیز اموال خواهد ماند در همه
آن اوقاتش نوعی از حضوری حق نصیبه او خواهد بود و چون معنی فرضیت بخوبی خواهد فهمید یعنی حکمی است از احکام الهی دا
آن بنابر حکم بر من لازم است و نیات دیگر از ابتغای ثواب یا رفع حاجت فقیر یا صله رحم یا از وصیت خود بجود و کرم در جنب
نیت ادای امر الهی مضمحل یا منعدم خواهد گردید و استغنای جناب صمد مطلق منظور می خواهد بود و خواهد دانست که اینقدر
مال که بر من در هر سال بطور پیشکش و نذرانه مقرر گشته تا بحضور می آور سانم محض بنابر حکمت افزایش انعام جلیل القدر
خود بر من مقرر فرموده و بنا علیه اخذ زکوة اصالة حق امام و خلیفه است و گویا در دست الهی حواله میکند چنانکه
قرآن و حدیث بآن دلالت دارد پس حال مسلم در ادای زکوة هر سال بمثابه کسی است که از حضور پادشاه عالیجاه بنی
ایام مؤکد و حکم مستحکم صادر است که از اشیای مملوکه و مستعمله خود اینقدر هر سال بطریق نذر عید یا جشن بحضور ما آورده
باشد که ما بدست عنایت خود آنرا قبول فرموده مورد تفضلات خواهیم ساخت پس اهل کارخانجات دیگر که
اینطور نذر گذرانیدن از ایشان در عید و جشن مطلوب و معمول نیست بلکه نمی توانند گذرانید مگر آن علو منصب و کمال
عزت و بجتبش که در بارگاه بادشاه است نمیباشد و آن شخص تمام در مزید و ترقی میماند و غفلت و را در عین اشتغال باموال رو نمیدهد

فائده چنانکه سلاطین ذوی الاقتدار ساحت شعار اموال نذر و نیاز را در مخارج خاصه خود صرف نمی نمایند بلکه در مخارج
سایر اهل عزت و افتخار مثل شاهزادهای عالیمقدار و امرای کبار تجویز بذل نمیفرمایند بلکه مصارف امثال این اموال
نزد ایشان فقط ذوی الحاجات و انعامات اند پس همچنین حضرت مالک الملاک اموال زکوة را بر پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم
که مخارج آنجناب فی الحقیقت از مخارج خاصه حضرت رب الارباب است و بر سایر بنی هاشم که علاقه اخوت و بنوت با آن
جناب میداشتند تحریم فرموده و مصارف آن اموال از ذوی الحاجات معین نمود پس کسانی را که بر ایشان صدقات
تحریم فرموده اند عزت و افتخاری حاصل شده که شکر آن بهیچ زبان ادا نمیتوانند کرد اگر فقط در مقابله همین نعمت صدها
انواع عبادت و هزارها اقسام طاعات بجا آرند ایشان را می سزد بسبب مقابله مثل این نعمت عظمی بکفران و ارتکاب عصیان بکدام پایه میرسند

افاده ۳۳ در فرضیت صوم ماه رمضان یک نوع توجه و التفات مرد مومن تمام سال بسوی حکم الٰہی و تعظیم مولیٰ تعالیٰ می ماند و انتظاری میکشد و استعدادی می نماید که هرگاه رمضان خواهد رسید چنین و چنان یعنی روزه و نماز تراویح و قرآن او خواهم نمود و درین انتظار و استعداد و خلوص نیت مردم مختلف الحال میباشند و حسب آن اختلاف مدارج مقبولیت آنها مختلف میشود و بجهت این انتظار تمام سال مشابهتی بزکوٰۃ دارد چنانکه سابق در زکوٰۃ مرقوم گشته و هرچند روزه بر هر امت معین بود لیکن تخصیص ماه رمضان برای این امت بجهت عنایات بی غایات حضرت حق است که برین امت مرحومه نائز است نظر بضعف بدن و کمی عمر و قلت همت و توفیق مزاولت اعمال شاقه ماه موصوف و لیلۃ القدر مقرر شده تا بدون مزاولت اعمال شاقه بوساطت برکات ماه موصوف و شب قدر فائز بدرجات عالیات مثل پیشینیان بلکه زیاده از ان شود و در هر سال یکبار لگدکوبی قوی بر نفس میرسد که اثر آن تمام سال می ماند و شهوت و غضب و حرص او را اصلاحی پدید می آید گو هر انسان را بر آن آگاهی نشود

افاده ۳۴ اما حج پس بمنزلۂ آنست که بادشاهی مقامی معین کند و آنرا مورد عنایات بی غایات خود سازد و هر که او دران مکان طلب نماید آنرا نهایت مورد فیوض خود سازد و او را قرآن او معظم و معزز کند حتی که اگر کسی بدون طلب هم دران مکان داخل شود او را هم بعنایاتی که لیاقت آن میدارد مشمول سازد و بوجه من الوجوه عزتی و عظمتی او را هم در اقران خود حاصل شود و او را خالی محض از اعزاز و عنایات ندارد القصه آن مکان را خوان یغما کرده باشد پس هر که بنا بر طلب حاضر شده باشد او را بر طبق حال و معزز و منعم سازد و هر که بدون طلب آمده باشد او را موافق حال او بوجه من الوجوه معزز و منعم کند همچنین بادشاه علی الاطلاق خانہ کعبه و اطراف او را که مسمیٰ بحرم است از تمام ارض ممتاز ساخته مورد فیوض خود کرده است و مثل خوان یغما برای هر کس و ناکس مبذول ساخته پس هر که بنا بر طلب آنجا حاضر شود و آن بنی آدم اند پس بانواع نعم الٰہیه مشمول میشود که از انجمله مغفرت عام است که تمام گناهان آدمی می آمرزد و باعتبار رفع گناهان چنان میشود که گویا الحال پیدا شده هیچ گناه بروی نیست و آینده راهم در عنایات یزدانیه و کفالات رحمانیه مشمول می ماند و هر که بدون طلب درآن مقام متحقق گردد مثل حیوانات و نباتات پس ایشان هم بحرمت حرم معزز شده از امثال خود امتیازی حاصل مینمایند پس معنی حج کہ ایمان باید کہ این امر عظیم را یعنی طلب پروردگار را در مثل همین مقام همچنین عاجز را محض برای اعزاز و اکرام تصور کرده عظمت حج را در دل خود راسخ گرداند

افاده ۵ باید دانست که نهاد امریست کثیر الفوائد عمیم المنافع که منفعت آن بوجوه متعدده بجمهور انام
میرسد همچنانکه باران که منفعتش نباتات و حیوان و انسان را احاطه کرده و منافع این امر عظیم دو قسم است منفعتی عامه که
مومنین مطیعین و کفار متمردین و فساق و منافقین بلکه جن و انس و حیوان و نبات دران اشتراک میدارند
و منافع مخصوصه بجماعات خاصه یعنی بعضی اشخاص را منفعتی حاصل میشود و بعضی دیگر را منفعتی دیگر اما منفعت عامه
پس بیانش آنکه چنانکه به تجربه صحیحه ثابت شده که بسبب عدالت حکام و دیانت اهل معاملات و سخا و جود ارباب
اموال و شکست نیتی جمهور انام برکات سماویه مثل نزول باران بر وقت و کثرت نباتات و نفاق کاسبان و معاملات و دفع
بلایا و آفات و نمو اموال و ظهور ارباب هنر و کمال بیش از بیش متحقق میگردد همچنین مثل آن بلکه صد چند از ان بسبب شوکت دین
حق و عروج سلاطین متدینین و ظهور حکومت ایشان در اقطار و اکناف زمین و قوت عساکر ملت حقه و انتشار احکام شرع
در قری و امصار بظهور میرسد چنانچه حال هندوستان را با حال روم و توران در نزول برکات سماویه باید سنجید بلکه حال
هندوستان را درین جزو زمان که سنه یکهزار و دو صد و سی و سوم است که اکثرش درین ایام دار الحرب گردیده با حال همین
ولایت که پیش ازین دو صد یا سه صد سال بوده در نزول برکات سماویه و ظهور اولیای عظام و علمای کرام قیاس باید کرد
اما منافع مخصوصه پس حصول آن بنسبت شهدای مومنین و غزاة مسلمین و سلاطین ذوی الاقتدار و جوانمردان کارزار
مستغنی از بیان است و اما بنسبت ارباب بواطن صافیه پس حصول ترقیات عظیمه در اوقات قلیله و فوز بمراتب ولایت و مناصب
وجاهت بر یاضات یسیره است و اما بنسبت علما پس انتشار علوم حقه و کثرت معلمین و متعلمین و فوز علما بمراتب احتساب و
قضا و اجتهاد و افتاد قیام بر منصب امامت باطنه یعنی دعوت عامه ظاهره بسوی ملت مقبوله و حصول نیابت انبیا بسبب
نشر عقائد حقه و احکام مرضیه و ظهور امر بالمعروف و نهی عن المنکر است و اما بنسبت عوام صلحا پس فور رغبت ایشان در
صلاح و تقوی بسبب اعزاز اهل صلاح و اهانت اهل فجور و بسبب شهرت امور محموده مشروعه و خمول امور مذمومه ممنوعه
نیز تضاعف اجر طاعات ایشان بسبب انقیاد سلاطین اهل اسلام و اکرام علمای ذوی الاحترام و اولیای عظام و بسبب
دخول در جماعات عظیمه کافه اهل اسلام است و اما بنسبت عوام مومنین پس حدوث نیت صحیحه در معاملات و میلان بسوی
طاعات در قلوب ایشان بسبب انتشار انوار دین حق و انعطاف جواد مطلق و انقیاد در رسوم شرعیه بسبب شهرت آن اگرچه
تقلیداً باشد و نیز رفاهیت معاش بسبب نزول برکات سماویه و بسبب عدالت سلاطین ذوی الاقتدار و جود کرمای سخاوت

شعار و انتظام امور معاشیه و معادیه ایشان بسبب متبوع بودن قوانین شرعیه است و اما بنسبت فساق و فجار پس حصول نوعی
حدوث کراهیت در قلوب ایشان از فسق و فجور بسبب سریان انوار ملت حقه در قلوب بنی آدم و بسبب رسوخ شناعت افعال قبیحه در
عقول جمهور انام بسبب شهرت ملت حقه و نیز دست کشیدن از اظهار منکرات و بدعات بسبب خوف اقامت حدود و تعزیرات
یا خوف لحوق عار بسبب طعن اخوان و ملامت اقران بسبب شهرت قبح منکرات و بدعات است اما بنسبت اهل نفاق پس بسبب
استقامت ایشان بر دین حق ظاهرا و عدم دخول ایشان در زمره کفره جهره بسبب خوف قتل یا بسبب ملاحظه عزت اهل ایمان
و ذلت اهل طغیان و نیز امید سرایت نور ملت حقه در جذر قلوب ایشان بسبب انتشار انوار ملت حقه و نزول برکات سماویه
و بسبب ملاحظه شوکت اهل اسلام و بسبب مخالطت با اولیای عظام و علمای کرام و انعکاس انوار و نفوذ مواعظ ایشان در گوشهای ایشان
در قلوب ایشان است و اما بنسبت کفار اهل ذمه پس رفاهیت معیشت بسبب نزول برکات سماویه و نفاق مکاسب و بسبب عدالت
سلاطین و اطمینان از لصوص و قطاع الطریق و امید حدوث رغبت بسوی اسلام بسبب مخالطت با اهل حق و شهرت
رسوم ایشان و بسبب ملاحظه انتظام امور معاش و معاد اهل دین حق بسبب اتباع شرع است و اما بنسبت اهل حرب پس در حق
کسانیکه در جهاد از دست اهل اسلام مقتول شدند باوجودیکه ایشان اقل قلیل میباشند چه در اکثر محاربات مقتولین اقل قلیل
بنسبت فارین میباشند خصوصا وقت ظهور شوکت جانب مخالف القصه در حق ایشان مقتول شدن باعث تخفیف عذاب
و تقلیل عقاب است چه اگر مقتول نمیشدند البته بر کفر خود تا مدتی باقی میماندند پس لابد کفر ایشان متزاید میشد و هر قدر که
کفر متزاید میشود باندازه آن عقاب متضاعف میگردد اما در حق ذراری ایشان از فساد صبیان اسیر از بسکه اتباعا
بسبب استرقاق مخالطت با اهل حق بدست می آید البته حصول منافع صحبت اهل حق در حق ایشان مظنون یقینا
این است پاره از ذکر منافع جهاد و اما تفصیل آن پس احاطه است در همین مقام نمی تواند شد القصه وجوب جهاد بر اهل ایمان
و امر باقامت آن الی انقراض الزمان در کارخانه التشریع بمشابه انزال غیث و اجرای انهار است در کارخانه تکوین
اما تلف شدن چندی اشخاص فاسد الاستعداد مثل بعضی از اهل اسلام که مانع از وقوع جهاد میشوند و راه
مخالفت غزات و مجاهدین بسبب خبث باطن و حسد و محبت کفره می پیمایند در ورطه هلاکت ابدی خود را می
اندازند و در زمره اخبث منافقین داخل میشوند پس در عموم منافع جهاد مخل نمیتواند شد چه همین باران است که عموم
نفع او در حق جمهور انام بدیهی است باوجودیکه بعضی از اشخاص بسبب انهدام عمارات یا طغیان سیول و انهار تلف میشوند

خاتمه در فوائد متفرقه

و آن مشتمل بر پنج افاده است

افادهٔ اول باید دانست که استماع غنا بی مزامیر و اختلاط با امارد بدون شهوت اگرچه از ممنوعات شرعیه
نیست لیکن امثال این امور را در حق سالکین راه حق خصوصاً در حق طالبین راه نبوت خالی از خلل هم
نباید دانست بیانش آنکه امثال این امور همه در حق مبتدیان مضر است و هم در حق منتهیان اما در حق مبتدیان
پس تفصیلش آنکه جمیع ارباب طب روحانی اتفاق کرده‌اند بر آنکه سالکین راه حق را ایفای حقوق نفس
ضرور است و اتباع حظوظ آن مضر لاسیما حظوظی که لذات آن در صلب نفس راسخ گردد و حلاوت آن در
سویدای دل مستحکم نشیند و نفس در طلب آن حیران و سرگردان گردد و پر ظاهر است که امثال این امور از قبیل حقوق
نفس نیست چه گاهی بسبب ترک آن ضعف و ناتوانی در جسم پیدا نمی‌آید چنانکه بسبب ترک اکل و شرب و
همچنین گاهی بسبب ترک آن انتشار حواس و پراگندگی عقل و کرب طبیعت حادث نمی‌شود چنانکه بسبب
ترک نوم و استراحت و همچنین گاهی بسبب ترک آن خشیهٔ وقوع در ممنوعات شرعیه متخیل نمیگردد چنانکه بسبب ترک
نکاح بالقصه امثال این امور را هیچ یک از عقلا از قسم حقوق نفس نمیتوانند شمرد پس امثال این امور نیست مگر از حظوظ نفس که
از همان قسم حظوظ که طالب را اجتناب از آن اوکد است چه صورت خوش و صوت دلکش از همان قبیل است که
لذت آن در قلب فرو میرود و اثر آن علی مر الدهور و الاعصار بذیل نفس متشبث میماند و نفس را در طلب آن حیرانی
و سرگردانی دامنگیر علاوه برین آنکه امثال این امور از جنس مباحاتی است که من حیث تعالی بامور محرمه میدارد و در
بعضی اوقات بعضی اشخاص را بسوی معاصی کشان کشان میبرد مثلاً شدت تعلق قلب باستماع غنا منجر بارتکاب استماع
مزامیر میشود و کثرت اختلاط امارد در خلوات بحدوث شهوت میکشد چنانچه بر اهل فطانت و تجربه کاران پوشیده نیست
و اجتناب از امثال این امور مباحه شعار اهل تقوی و صلاح است چنانچه در احادیث کثیره مصرح است و کسی بر
تقوی و صلاح خود معتمد شده اقدام بر امثال این امور نباید کرد که کلام هدایت التیام إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي
مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ در ازالهٔ امثال این ظنون شافی و کافی است و اما در حق منتهیان پس اعتیاد باستماع غنا
مضرتی دیگر میرساند و تعلق قلب با امارد مضرتی دیگر اما مضرت اعتیاد باستماع غنا پس تفصیلش موقوف بر تمهید مقدمه است

بیانش آنکه هر انسان سلیم الوجدان در باطن خود دریافت میکند که کیفیت غضبیه امری دیگر است وملکهٔ شجاعت
امری دیگر اگرچه آثار واحکام آن هر دو باهم متجانس ومتماثل میباشند مثلاً ضرب وقتل از عروض غضب هم سر میزند
واز ملکهٔ شجاعت هم صادر میشود لیکن اول از عوارض سریعة الزوال است وصدور افعال از ان بی انتظام وتلاشی
از ملکات راسخه است وصدور افعال ازین با انتظام واستحکام واول از کیفیات مذمومه است وثانی از ملکات
محموده پس طریان غضب وصدور آثار آن اگرچه مخل ظهور آثار شجاعت نیست بلکه مؤید آن لیکن غلبهٔ آن کیفیت و
تسلط آن بر نفس واتباع مقتضای آن بحیثیتیکه هرچه غضب او تقاضا کند همان بعمل آرد خواه موافق عقل وعرف
باشد خواه نه بلکه شجاعت را بی رونق میسازد چنانکه صاحب شجاعت متین باتمکین میباشد همچنین صاحب غضب سبک
مزاج وبی وقار چون این مقدمه ذهن نشین شده پس در اصل مقصود کمال تعمق باید نمود ونظر غایر را کار باید فرمود
که هیجانی وغلیانی که بسبب استماع صوت خوش در باطن انسان پیدا می آید اگرچه فی نفسه از امور قدسیه الهیه نیست
چه مثل همین حال بر نفس فساق وفجار بلکه متمردین کفار بلکه بر نفوس سائر حیوانات هم وارد میشود لیکن بسبب اختلاط
انوار عبادات وطاعات وآمیزش محبت خالص الارض والسموات یک گونه تائید سالک او حق را در بادی نظر مینماید
واز حالات محموده بالعرض معدود میگردد اما در جنب مقامات وآثار حب ایمانی بمشابه همان کیفیت غضبیه است
در جنب شجاعت وچنانکه وقتیکه آتش از زیر پاره از زر یا سیم می افروزند وبسبب تیزی آتش در آن پاره تغلغل حادث
میشود حتی که مثل آب شده کفهای ازو هویدا میگردد وخلاصهٔ او در ته می نشیند پس مرغوب فی الحقیقة همان است
که در ته نشسته است واین کفها که بر روی کار آمده هیچ کار آمدنی نیست فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا
مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ همچنین بسبب استماع غنا هیجانی که بر روی کار می آید تمام باطن مستمع را فرا
میگیرد امریست از مرغوبات نفسانیه واحکام بهیمیه که با انوار قدسیه ممتزج گشته سر بفلک کشیده است واحکام وآثار حب ایمانی
در ته او مختفی گشته واین هیجان اصلا در امور معتد بها کار آمدنی نیست آری مثل طلسمی است که برای نظارهٔ تماشائیان
ملکوت بر روی کار آمده پس اتباع امثال این امور واعتیاد باسباب تحصیل آن رونق مقامات حب ایمانی می شکند
چه کار صاحب ایمانی سراسر اطمینان است وتسکین ووقار است وتمکین وکار اهل وجد سراسر اضطراب وپیچ وتاب واما
مضرت تعلق قلب بامارد پس بیانش آنکه اگرچه میل بحظوظ نفسانیه در حق ایشان مضرتی نمیرساند لیکن رسوخ چیزی

در سویدای قلب بنسبت ایشان سم قاتل است و تعلق قلب بامردار از همین قبیل میشود یا آخر بتجربه این امر میگردد چنانچه
بر صاحب وجدان سلیم پوشیده نیست و بسبب همین امور مذکوره اکابر سالکان راه حق مثل انبیا و صحابه چیزی را از امثال
این امور مأثور نیست بلکه آنچه از کلام هدایت التیام ایشان بر ذکای اهل فطانت سویدا میگردد نوعی اجتناب و اشعار
بکراهیت این امور است چنانچه بر مهره اهل حدیث پوشیده نیست و اما عدم تصریح ایشان بتحریم امثال این امور پس باهم
حکمت تامه است بیانش آنکه این امور بر هیچ مفسده از مفاسد شرعیه بالفعل مشتمل نیست با وجودیکه بسبب کمال رغبت
نفس بسوی آنها و شدت و اشتهار آنها در طوائف انام اجتناب از آن از جمهور انام دشوار می نمود پس اگر نهی صریح
از امثال این امور در شرع وارد می شد قطع نظر از ظهور مفاسد مضرت آن از ارتکاب منهیات شرعیه بجز اقدام برین
امور لازم می آمد الغرض است مرجوم بشقاوت عصیان گرفتار می شد بنا علیه بر اشعاری بکراهیت امثال این
اکتفا کرده شد پس طالب حق را باید که با امثال این امور اعتنا ننماید و رزند و آنرا در سویدای قلب خود جا ندهد و در طلب
آن حیران و سرگردان نگردد و اتفاقی هیچ تاب بسوی آن ننماید آری اگر بطریق امور اتفاقیه امثال این امور بشرطیکه
مباح است بکار آن امور ضرور نیست و اعتراض بحال فاعلان آن جائز نه تا تشدد فی الدین و تحریم حلال لازم نیاید
واگر بر مخلصان خود بلکه سائر طالبان راه حق که از بهت در صفای حضرت حق جست [illegible] ارشاد [illegible] کراهت این
امور می آن ارشاد کند احسن و اولی است [illegible] امثال این امور را از وسائل قرب الهی دانسته در زمره عبادات

شرعیه داخل می نمایند پس ایشان بلاشبهه اهل بدعت اند

افاده ۳ آنچه درین کتاب از تخلیه و تحلیه مرقوم شده باید تحقیق مقصود وجه اول طریقه اصحاب الیمین است
بیانش آنکه هر که مسلمان افعال و اقوال خود را بمیزان شرع سنجیده قدر ما ضروری از تخلیه و تحلیه بدست آورده امیدوار
اجر جزیل بر سعی جمیل خود باشد [illegible] و لذات جسمانیه جائزه را اجتناب نورزد و شمار [illegible] هم کردن
اموال و جمع نمودن امتعه و اقمشه و کنز کردن مال مناسبتی بیش از بیش بکار برد اگر چه ادای نفقات واجبه
مثل زکوة و صدقه الفطر و نفقات اقربا تساهل ننماید و علی هذا القیاس پس سعی این شخص مشکور و صاحب آن
بقدر اعمال خود ماجور خواهد شد و بدرجات جنت بر حسب عبادات و طاعات خود فائز خواهد گردید وجه دوم
طریقه سابقین است بیانش آنست که ایشان اکتفا بر قدر ضروری از تخلیه و تحلیه نمی نمایند بلکه بعزائم معالی

هم میسر باشد و قطع تعلق از ما سوی الله مینماید حتی که از مال و عیال و از جوارح و اعضا و از مساعی و اعمال خود هم منقطع العلاقه میباشند و همه را از ان منعم حقیقی و مولای تحقیقی خود می شناسند مثلا دست خود را دست خود نمیدانند و سر خود را سر خود نمی پندارند و تمامی حشمت و شوکت و مال و منال و سائر اسباب دنیا از ان حضرت حق جل شانه فهمیده هرگز اعتمادی بران نمیکنند و در صرف آن بمرضیات او سبحانه دریغ و قصوری نمی نمایند و وسوسه آنکه زندگانی و معاش ما بچه طور خواهد گذشت هرگز در خیال ایشان نمیگذرد و مثلا اگر ایشان احتیاجی شدید بسوی طعام میدارند و صرف آنرا از مرضیات مولای حقیقی خود شناسند در صرف کردن آن هیچ صرفه بکار نبرند حتی که مشاق و مساعی که در تحصیل رضای مولای خود بجا آورده اند آنرا هم هرگز از آن خود نمی شمارند مثلا اگر همگی اعمال ایشان را حق جل و علا بکافری مثمر دعطا فرماید یا بسبب حبط نماید هرگز حرف گله و حکایت شکایت بخیال و وهم ایشان نخواهد گذشت که این اعمال ما رایگان گردید و چیزی از آن ما بود که از دست ما رفته بلکه میدانند که مالک حقیقی در ملک خاص خود تصرف فرموده ما را با ان امور هیچگونه علاقه نیست بلکه صدور آن اعمال از دست ما بمشابه چیزی است که مالکش آنرا در صندوقی که محض مملوک او ست نهاده باشد پس آن صندوق را اصلا با ان چیز علاقه نه مثلا اگر مالکش همگی آن چیز را بر باد کند هرگز صندوق را محل اعتراض نه بلکه بعضے این بزرگواران را مقامی عظامی فرمایند که از لوازم قیام بان مقام این است که از دل صاحب آن مقام رحمت ربانے و خیر خواهی جمهور انام فواره صفت جوش مے زند حتی که اگر ایشان برین مطلع شوند که اعمال جلیله ایشان را بعضی از عصاة عطا فرموده اند و بسبب همین اعمال کار و بار ایشان درست شده و حال بد مآل ایشان و وجهی آورده البته این بزرگواران را بسبب حصول نجات آن عصاة از مهالک و مهوات بسبب اعمال ایشان سروری و فرحتی بهم رسد بنا برآنکه بنده از بندگان حق بسبب اعمال ایشان از مهالک و مهوات نجات یافت چنانچه شیخ سعدی شیرازی از احوال شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی قدس سره العزیز نقل نموده که آن بزرگوار در مناجات مضمون این بیت را ادا فرموده ٭ بیت ٭ چه بودی که دوزخ ز من پر شدی ٭ مگر دیگران را رهائی شدی ٭ القصه چون اینچنین یعنی تبری بعض از امور دنیا و عقبی در خلال بال او جا میگیرد و در جبلت طبیعت او مستحکم می نشیند و فنای اراده بالکل دست میدهد عنایت غیبیه او را اصطفا کرده بمشابه جلیه خاصی که پادشاهان ذی الاقتدار بعضی مطیعین خود را از سائر رعایا تمیز داده بجلیه خاص ملقب میفرمایند برگزیده میکنند پس چنانکه جلیه خاص ما دون مطلق

هرکه بتصدیق و اذعان دل کلمه گفت نجات خواهد یافت و به بهشت خواهد رسید و هرکه معتقد و مصدق مضمون کلمه خواهد بود لا بد که قبائح را قبیح خواهد دانست و بیزار و پشیمان ازان خواهد شد گو بالکل آنرا ترک نکند بلکه مرتکب آن هر روز چند بار بلکه صد بار شود و ادکاب گناه هم صور مختلفه دارد ادکاب گناه باین صورت که گناه کند و در عین اشتغال بگناه حق تعالی را غفور رحیم داند و همین دانست موجب جرأت و دلیری او بر گناه گردد اقبح صور ارتکاب معاصی است چه باین صورت مرتکب گناه شدن گویا استهزا به حضرت حق جل شانه کردن است معاذ الله من ذلک و این صورت صورت توجه غضب الٰهی بر مرتکب گناه میگردد و شخصی در وقت گناه خود را هالک و از کار رفته و مستحق عقاب داند گو من بعد توبه نکند انجام این چنین شخص ان شاء الله تعالی نیک خواهد شد و تعیین نیک انجامی وی حواله مشیت ایزدی است اگر خواهد او را توفیق چنان عمل نیک دهد که کفر تمامی سیئات و ماحی همه خطیئات شود یا آنکه شفاعت شافعی در حق او مقبول فرماید و شافع را توفیق و قوت شفاعت دهد یا آنکه بدون سر دو امر خود آمرزش کند یا سزای آن در دنیا یا در گور یا در حشر یا در جهنم چشانیده به بهشت رساند

افاده ۵ چونکه محیا و ممات مرد مسلمان بطرز سنت نبویه علی صاحبها الصلوة والسلام بودن علامت کمال ایمان است و در زندگانی اختیار کار بدست اوست و بعد موت مرده بدست زنده هرچه اغیار میخواهند میکنند پس مرد مسلمان محب سنت و مبغض بدعت را باید که در وقت منظنه آنها را احتضار توبه و استغفار نموده ایمان خود را مفوض بارحم الراحمین نماید هرچند الله تعالی معین هر مسلمان و هر وقت است و سر مسلمانرا تفویض ایمان خود باو تعالی در هر زمان لازم لیکن او را این قدر سعی میباید خصوصا در این وقت که وقت طریان غفلت و مدهوشی است و امر تجهیز و تکفین و دفن خود وصیت کرده مقید بقلم ساخته نگاه دارد و مقربان را بران آگاه سازد که سرکه خلاف طریقه محمدیه علی صاحبها الصلوة در تکفین و تجهیز و دفنم بعمل خواهد آورد مواخذه از وی روز قیامت خواهم کرد و دامنگیر او خواهم شد هر بدعتیکه در تجهیز و غیره رائج باشد نفی آن باهتمام کند مثل ساختن قبه بر قبور و تخصیص تکلف در مقبرها و چراغان ساختن که عمل موجب لعنت است چه جائیکه آنرا از اعمال صالحه شمارند اعاذنا الله تعالی و جمیع المؤمنین من البدعات و رزقنا اتباع المصطفی فی جمیع الحالات

باب سوم در بیان طریق سلوک راه ولایت

وآن مشتمل بر چهار فصل و یک تکمله است

فصل اول

در بیان اشغال طریقهٔ قادریه و آن مشتمل بر یک تمهید و دو هدایت است

تمهید خلاصه اشغال طریقهٔ قادریه با تغیری که موجب سهولت سلوک و سرعت مطلب یابی باشد و اخری از اندراج نهایت در بدایت دران هویدا گردد درین فصل محرر کرده شد و از بسکه همه اشغال منحصر در ذکر و فکر اند

لاجرم این فصل بر دو هدایت منقسم گردید

هدایت اولی در بیان طرق ذکر

وآن مشتمل بر چهار افاده است

افاده ۱ اول ذکر یک ضربی باید کرد و طریقش آنکه دو زانو بطور نماز نشسته لفظ مبارک الله را از وسط سینه بشدت و جهر برآورده پیش روی خود ضرب کند و نزدیک تلفظ باین لفظ چنان تخیل کند که نوری همراه این لفظ مبارک از دهنش برآمده و چونکه ضرب تمام شود آوازی دراز بطور آواز گهڑیال متخیل خواهد ماند دریافتش آنکه چون انسان قصدا صدا را آواز بجهر و شدت میکند پیش از آنکه آواز مسموع پیدا شود جنبشی پدید می آید و آن جنبش را صوت خیالی دان گفت و هرگاه آواز بجهر و شدت تمام میگردد بعد اتمام آن قبل از آنکه دم بجای خود آید و شکل و هیئت دهن و لب و زبان بحالت نخستین عود کند امتداد صوتی متخیل می ماند که ادراک آن گوش را نصیب نیست آری آواز کننده میداند پس همین آواز متخیل پسین را زیاده تر کشد و همراه کشیدن آن آواز نور متخیل را دراز تر و پهنا تر مثل چادر نورانی نموده از پیش روی خود بر سر آورده تمام بدن را از سر تا قدم بآن احاطه کند. باز امان آواز متخیل هم سکوت و خاموشی ورزیده چنان پندارد که آن چادر نورانی در بدنش فرو رفته از هر طرف آمده در وسط سینه مجتمع شده و بعد چند بار بسبب تکرار آن نور تو بتو شده بجای تمام جسم همان نور استقرار پذیرد و درین سکوت لحاظ خود را بذات بحت متوجه نماید و بعد استقرار آن لحاظ و مجتمع شدن نور در سینه باز بهمان طور ذکر کند و این ذکر را بکثرت و مواظبت بعمل آرد تا که بقابو درآید

افاده ۲ بعد رسوخ ذکر یک ضربی بطور مسطور ذکر دو ضربی شروع کند طریقش آنست که دو زانو مثل نشست

تمام بنشیند و لفظ مبارک الله را از وسط سینه بر آورد و بشدت و جهر در زانو راست ضرب کند و باز امتداد صوت متخیل را بآهستگی تا بشانه راست کشیده بوسط سینه رساند و چنان تخیل کند که نور همراه این لفظ برآمده و بجای زانو و پهلو و شانه و دست راست تمام آن نور گردید یعنی اینهمه اعضا باطل شده و بجای او همه نور نشسته است باز قدری سکوت کند و دران سکوت نشستن همین نور بجای اعضای مذکوره ملاحظه کند تا در ذهن او صورت همان نور بجای آن اعضا خوب بنشیند بعد ازان همین لفظ آن همراه آن نور از وسط سینه تا بشانه راست کشیده بر قلب بشدت و جهر ضرب کند و چنان تخیل نماید که همان نور که بر جانب راست محیط شده بود در قلب فرو رفته است باز قدری سکوت کند و در آن سکوت چنان ملاحظه نماید که همان نور که بقلب فرو رفته بود در درون تمام بدن این شخص ساری گردیده

افاده ۳ طریق ذکر سه ضربی آنست که چهار زانو بنشیند و یک ضرب در جانب راست بطریقه سابق مذکور شد بکند و دیگر ضرب در جانب چپ بهمان وضع نماید و ضرب سوم بر قلب نماید

افاده ۴ طریق ذکر چهار ضربی آنست که چهار زانو نشسته یک ضرب بطریق مذکور در جانب راست و دیگر در جانب چپ و سومی بر قلب و چهارم رو بروی خود کند بوضعیکه همراه آن ملاحظه کند که گویا که نوریکه همراه این اسم از تحت احاطه میکند تا که تمام این را احاطه کرده تمام این شخص سان مستغرق گردید بلکه بجای بدن این شخص آن نور قرار گرفته

فائده غایت این ذکر بطریق مذکوره آن هست که اثر ذکر اسم ذات بر تمام بدن اجمالا و تفصیلا احاطه کند و ظلمت بشریت از تمام بدن عموما و از اعضای مذکوره خصوصا بدر رود و تمهید فنای جسمانی گردد و ذکر همراه فکر مختلط شود و اقرب باشد بر انتقال از ذکر بمراقبه بالجمله چون آثار اذکار چهارگانه از یک ضربی تا چهار ضربی هویدا گردد بفکر مشغول باید شد

هدایت ثانیه دربیان اقسام فکر

و آن مشتمل بر هفت افاده است

افاده ۱ مراقبه اولی مراقبه وحدانیت است و طریقش اینکه وحدانیت حق تبارک و تعالی را که لا شریک مبین او ست هر جا لحاظ کند که در هر زمان و مکان همان ذات پاک یگانه است و این ملاحظه را سه صورت بخیال میگذرد اول آنکه هر چیز را نفی کرده بجای وی وجود حقتعالی را فهمد دوم آنکه وجود حقتعالی را عین این چیزها تخیل کند این هر دو طریق مراد نیست بلکه ازین هر دو طریق بهر احتناب لازم شمرد و صورت سوم که مراد درینجا است اینست که وجود

ازآسمان چهارم بعرش مجید ترقی دهد و باید که در منزل سوم و چهارم یعنی آسمان چهارم و عرش مجید روح را تا دیر متوقف سازد نیم گهڑی یا یک گهڑی هر قدر که ممکن شود و آنجا روح را چپ و راست دائر و سائر کند و گاهی توقف روح دران مقامها دشوار می افتد بلکه شغل چیز سنگین خود بخود بزیر می افتد تدبیرش آنکه در وقت صعود لطیفه روزنها و اسمانها تخیل خواهد شد بنابراقامت و توقف روح آن روزنها و راه را بسعی خیال بند کنند تا روح آنجا توقف کند باز بهمان بدرقها از عرش مجید تا لطیفه نفس بترتیب و وضع مذکور نزول نماید یعنی بذکر الله علیم از عرش تا آسمان چهارم و بذکر الله قدیر از آسمان چهارم تا لطیفه اخفی و بذکر الله بصیر از اخفی بسر و بذکر الله سمیع از سر تا بالنفس همه آهسته این فکر را مشق زاید کنند تا که آثار آن پدید آید از آثارش نورانیت روح ذاکر است و ملاقات با ارواح انبیا و اولیا و ملائکه و سیر جنت و نار و امکنه سماوات مثل سدرة المنتهی و بیت المعمور وغیره و لوح محفوظ و کشف وقائع آنجا و بنابر همین امور روح را در آسمانها متوقف کردن و دائر و سائر نمودن میباید و دیدن عجائب آنها مختلف میشود و هرکس بحسب قوت ادراک و استعداد و مناسب حال خود می بیند و در ضمن ملاقات ارواح و ملائکه مکالمه با ایشان میشود و احیانا بر صلاح نیک که مفید راه سالک بود یا غیر آن نیز او را آگاهی می بخشند و روح را لطافتی و قربی و انسی بذات پاک الهی دست میدهد و بیگانگی از جسم حاصل میشود و نورانیتی بهم میرسد که در شغل نفی اعانت و امداد میکند و از آسمان تر نمی سازد هر چند روح بشری قابل عروج عالم قدس و سموات نیست لیکن ذکر الهی بدرقه او شده است جائیکه طاقت رسیدن نمی داشت ببدرقه مذکور می تواند رسید ؁

افاده ۴۰ ؛ باز شغل نفی پیش گیرد بیانش آنکه بمقتضای اشاره اللهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ انوار الهی در هر مکان موجود است بمشابه وجود و هستی که هر جا ثابت است چنانچه در مراقبه وحدانیت واضح گردید و انوار لوازم آن وجود پس جائیکه وجود است همه جا انوار متحقق است و چون احاطه وجود معلوم شد بهمان طور احاطه انوارش باید فهمید بلا وجود آنکه انوار هر جا موجود است لیکن قوت و راک انسان بسبب آنکه از خیالات اشیای کثیفه ظلمانیه که اجسام فلکی و عنصری هست از درک آن محجوب و محروم است بسبب غیبت و دوری و در وصول بذات بحت طی حجب که عبارت از انوار ست واجب وطی آن بدون ادراک آن در حق اکثر ناس ممتنع و آنچه ارباب فطرت عالیه را بدون انکشاف انوار و وصول بذات بحت دست میدهد پس احتیاج اکثر ناس باشند است

نوار قدح نمیکنند پس ای ادراک آن قوت دراکه خود را از خیالات مذکوره پاک و صاف باید کرد تا انوار الهی مدرک شوند که همین آئینه قوت دراکه اش از زنگ خیالات مزبوره مصفی گردید پس انوار هر جا موجود شد بلا تعب دریافت خواهد شد و طریق پاک کردن آن آئینه است که شغل نفی کند و خلاصه شغل نفی نیست که نفی کردن اشیا است از خیال خود اگر چه فی الحقیقت هیچ چیز نیست نخواهد شد در حقیقت آنرا نیست دانستن خیال باطل و وهم کاذب است چه موجود است بایجاد وجود حقیقی تبارک و تعالی موجود است و بعطیه خاص باوجود پاک او هر چیز موجود را حاصل است پس نفی وجود چیزی فی الواقع ممکن نیست و قصد این امر کردن گویا مقابل خالق شدن است غرض نفی هم به نفی واقع متعلق نیست چه از غرض صاف کردن مدرکه خود است چون مدرکه صاف شد مدعای خود خواهد بر آمد نفی واقع هیچ کار نیست و هر چند نفی تمام عالم امری صعب بنظر می آید لیکن اتحاد و صعوبت در هر دو برابر است یعنی نفی عالم و نفی یک جزوی از عالم برابر است انسان را خالی کردن خیال خود از پر پشه و تمام افلاک برابر است آری نفی وجود خود چیزی سخت است بنا علیه نفی را دو مرتبه باید نهاد اول نفی خود دوم نفی تمام عالم و سبب در سهولت دوم و دشواری اول آنست که قوت دراکه از علم و دانستن خود مدام ممتلی و پر می ماند و دریافتن غیر خود احیاناً میشود در نفی دوم چیزی از آمدن در قوت دراکه خود منع میکند و در نفی اول آنچه در دراکه مستقر است آنرا اخراج می نماید پس فرقی که میان مانعت خارج از دخول و اخراج داخل است پوشیده نیست که اول به نسبت دوم بسیار آسان است یا بانطور فرقش توان فهمید که نفی باران شخصی را که باران گاه گاه دیده آسان است از نفی باران مر کسی را که در عین بارش ایستاده و قطرات متواتره بر بدنش می افتند و بنا علیه در نفی خود نفی جسد اصل جا نیابد بر آن قرار دارد و دشوار تر میشود و گاهی نفی سر که مقام ادراک و امتیاز است گران مینماید و بعضی اکثر تنفس و آمد و رفت دم آنگاه تر میباشند نفی حلق و سینه سخت میشود بالجمله هر چیزیکه آگاهی بران بیشتر نفی آن سخت تر پس اول نفی تمام عالم کرده نفی بدن خود کند و شروع از همانجا کند که نفی آن دشوار مینماید که به نفی آن عضو تمام بدن یکبارگی نفی خواهد شد و اصل در تحصیل نفی توجه صاحب نفی کامل است که نفی خود کرده به همت خود متوجه شده القا فرماید و ابتدای نفی و دانستن آن بر مبتدی این کار بصور مختلفه میباشد گاهی خلائی به مقام سینه و شکم اولا معلوم میشود و گاهی خود را بی سر و گاهی بی هر دو دست می پندارد و گاهی تصور میکند که خرد شده ام و گاهی طولانی یا کمی ضخامت و جثه متخیل میشود و گویا قصبی است از حجم که دم

پرمی‌گرداند و بار دیگر مشغول شود و اصل طریق تصور آنست که در بیند آنکه خود وا [illegible] خیال کند که [illegible] گویا الیه آتش پیچیده

بطرف دیگر رسیده آن مقام بدن را خالی گذاشته است و باز همان روزنه را آهسته آهسته فراخ تر و کشاده تر سازد تا که

بانجام رسد و از سخت ترین صورتهای آن است که چیزی غیبی معنوی که عبارت از فنا است از عالم غیب [illegible]

شده یکبارگی جسم او را متلاشی ساخته مثل رنگ سفت که بر پاره خزفی نشسته رسیده پاش پاش نموده متلاشی

سازد و گاهی این طور هم تصورش می‌توان کرد که جانش برآمده یا گوشت پاره دل از وی برآمده منعدم گردیده و جسم

بی جان و دل باقی نماند پس آن جسم بی جان شده مضمحل گردیده هر چند در اثبات این کار بیان این صورتها

تطویل لاطائل است لیکن بسا است که از معنی مجمل نفی تعین صورتی از صورتها بزرگی قوی الذکاء میسر

میگردد و اما با وجود دریافتن صورتی نفی تعین خافی را صورتی دیگر برای آن صورت آید با جمله دریافت تخیل

صورتش خالی از فائده نیست بهر وضعیکه ابتدا ارتش نمود گردد آنرا بخوبی در خیال خود گرفته در تزیید آن اهتمام ورزد

تا آنکه اتمام بدن بانجام رسد و در وقت صورت نفی کلمه لا موجود الا الله و کلمه لا مقصود الا الله را هر جا که

نفی آن صورت مناسب یابد هر دو کلمه را تفهیم و بقوت خیال به همه جا جذب کند انشاء الله تعالی این شغل برای

او [illegible] شود و بعد [illegible] تا خلائی پدید آید بوضعیکه اگر مثل لنگ [illegible] [illegible]

بلکه نظر بطوریکه در خلائی خالی میگذرد همچنین او میان وی نفل [illegible] و گاهی تاریکی مثل کاهل که گرد اگرد او ناشی شود مثل

خط باریک نورانی باشد نمایان میگردد لیکن آن خط نورانی مکدر ممتزج بتاریکی پیدا شود مثل شعله آتشین که بسبب

اختلاط بدخان بس تاریک و مکدر مینماید و نیز آن خط نورانی بالاستقلال دریافت نمیشود بلکه در ضمن تاریکی مدرک میشود

اگر نظر استقلالی بسوی او [illegible] همان وقت منعدم میگردد و سوای تاریکی امری دیگر مدرک نمیشود [illegible]

تاریکی را نور نفی می‌نامند و این شغل نفی را بخوبی مزاولت باید کرد که شغل طالب از [illegible] مکدره که بمنزله چرک و خاشاک

است به همین شغل مصفا میگردد و سالکین را اکثر احیان باین شغل حاجت می افتد

فائده در ایام اشتغال بشغل نفی شغل یادداشت هم باید کرد و حقیقتش التفات دائمی است بسوی ذات بیچون

و بیچگون در همه اوقات نشست و برخاست و عروض مکاسب و مصاحب و اوقات خوردن و آشامیدن و بخشش [illegible]

هیچ امر مانع التفات نگردد بمثابه آنکه هرگاه محبت چیزی یا اهتمام کاری در دل شخصیکه راسخ میگردد پس در عین

کشف حاصل می آید و آن کشف مطابق واقع میباشد لیکن خود را فی الواقع کل تمام عالم نداند بل این خیال مخالف
واقع از آثار این مرتبه اعتقاد کند و درین حالت توقف نکند که راه راست منزل مقصود نیست هر چند راهی باشد
نا ماده و رستر از راه راست و موروث صعوبت سیر و امتداد آنست قصد انتقال ازان باز آرکند که حجب ذات پاک
اوست و گاهی انوار رنگا رنگ بنظر می آید و همین صورت راه حصول مقصود طالب است و آن انوار حجب ذات
بحت حق جل و علا است و طی آنرا مدتی مقرر نیست اگر عنایت الهی شامل حال باشد در یک لمحه هزارها طی میگردد
لیکن سبب عادی برای انتقال سالک از حجابی بحجابی دیگر آنست که هریک را ازان انوار به قوت خیالیه خود بجهت
وسیع کند که احاطه تمام عالم کرده تجاوز از قید مکان بفضای لامکان نماید بعد ازان همت انتقال از دل خود آورده
استدعای این امر از جناب حضرت حق نموده بنظر خیالی خود دران نور بجدی غور کند که نوری دیگر از عقب همان
نور نمایان گردد و آنرا هم بطریق نور اول وسیع کند و ازان نور ثالث انتقال ورزد و هلم جرا و بسا که انسان
در همین حجب متوقف گردد و اورا راه وصول باصل مقصود بدست نیاید و آخر این حجب حجابی است لطیف بی نور
که ازان به نسبت بی رنگینی تعبیر میکنند آنجا هم گاهی توقف رو میدهد و احیانا بعضی طالبین همانرا مقصود اصلی
می پندارند و همان جا متوقف میشوند

افاده ۷ هر کرا بعنایت ایزدی و جذب غیبی تمام حجب طی شد بمقام معرفت ذات بحت می رسد
درانجا حالاتی بس عمده و اطوار مختلفه پیش می آید و خوضیکه درانجا میباشد آنرا سیر فی الله می نامند و پندارند
که دران مقام تفاوت و تبدل حالات نمیشود بلکه بموجب منطوق كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ هر وقت شان جدا
ازان ذات پاک جلوه گر میگردد و بمجرد تبدل احوال دل طالب و رغبت هم تبدلی و تفاوتی بر بصر بصیرت او
نمایان می گردد و چونکه بر طبق حدیث نبوی علی صاحبه الصلوة والسلام که دل آدمی بمنزله پاره پر است که در
صحرای صاف بادها آنرا زیر و زبر میسازد دل انسان را قرار نیست پس ظهور تبدل را هم ازان طرف سکون و قرار
نه بلکه دم بدم متبدل می گردد و از جهت تفاوت شیون الهیه است که معاملات مختلفه حسب استعدادات
بنی آدم پیش می آید و بیان سیر فی الله تفصیلی وارد طویل و عریض که تحریرش درین اوراق دشوار است
اما سلوکی که متعارف و منضبط کتب مصنفه این فن است پس بمقام معرفت منتهی میگردد

فصل دوم دربیان اشغال طریقهٔ چشتیه بطرزی جدید که موجب قوت اثر و عجت ظهور فوائد در ازمنهٔ قلیله باشد و بنظر ریاضات و مجاهدات متعارفه آسان تر نماید

و آن مشتمل بر دو هدایت است +

هدایت اولی دربیان اشتغال طریقهٔ چشتیه

و آن مشتمل بر پنج افاده است +

افاده + ۱ + اول طالب را باید که با وضو دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحه بنام اکابر این طریقه یعنی حضرت خواجه معین الدین سنجری و حضرت خواجه قطب الدین بختیار کاکی وغیرهما خوانده والتجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید و به نیاز تمام و زاری بسیار از بسیار دعای کشود کار خود کرده ذکر دو ضربی شروع نماید بطریقی آنکه لفظ مبارک الله را دو بار متصل گوید و برای اتصال هر دو آخر اول را پیش گوید و این دو بار گفتن را یک ذکر قرار دهد و بنابر امتیاز هر دو ذکر فیما بینهما لفظ الله را که بار دوم هر دو ذکر خواهد گفت بطور وقف گوید یعنی ها را با جزم خواند و بقوت تمام از سینه بر آرد و بجهر و شدت و مد گوید و آخر را از اول در جهر و شدت و مد و قوت زیاده تر کند و همراه اول تخیل کند که نوری از سینه اش بر آمده بر لب او رسیده توقف کرده و در بار دوم از همانجا بر آمده بسبب قوت و کثرت که هر دو مجتمع گردیده از دهنش بر آمده بالای سرش بر آمده بالای سرش رسیده و پس آن نور را بلند تر بقدر یک دست تصور کند همین ذکر را بحضور دل تکرار کند و برای حضور دل اینقدر هم کافی است که این اسم مبارک نام آن ذات پاک است که همراه نام خود هر وقت و هر جا موجود است غیبت این اسم مبارک از مسمای پاک و منزه وی ممکن نیست امید واثق از فضل کامل آن کریم مطلق آنست که جلد تر ذاکر را نوری معلوم شود پس این ذکر آن قدر کند که آن نور مثل چتر بر سرش شده باز بسبب کثرت و قوت شدن بر تمام بدن وی رسیده بدنش را از درون و برون احاطه کند و بدنش در آن نور گم گردد

افاده + ۲ + چون اینمعنی بخوبی حاصل شود و مشق و ملکهٔ آن بوضعی رو دهد که هر وقت بلا تکلف همین طور کند و بقابوی ذاکر آید ذکر دوم شروع کند و آن ذکر لفظ الا الله است قوت و شدت و جهر بهمان طور است که مذکور شد لیکن اینقدر فرق است که این کلمه را بجانب تحت درمیان هر دو زانوی خود ضرب کند و نور را همان قدر که در

ذکر اول بجانب فوق باید تخیل کرده بود بجانب تحت تخیل نماید و آنرا از زیر ببالا آرد تا که نور فوقانی و تحتانی بمنزلهٔ
یک ستون نورانی که بدنش دران گم شده باشد ثابت گردد

افاده ۳ + با بهاانت و آهستگی ذکر سوم شروع کند و درین ذکر بطور اول صرف لفظ الله بگوید بدون
ضرب و شدت و جهر مفرط و این لفظ مبارک را بخیال خود دران نور که بجای بدنش هم همان است گردش دهد مانند
دایره ولی مستطیله که اگر کدورتی دران از خیال بدن خود یا غیر آن باشد مصفی و مصقل سازد و تمام آن نور صاف
ترو درخشان تر گردد

افاده ۴ + چون این نور آنچنان مصفی گردد که شعاع آن از هر جهت دور تر زان افتد و تصفیه و تصقیل آن بهم نماید
ذاکر آید ذکر چهارم شروع کند و آن نفی و اثبات است یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پس لَا را بخیال خود کشیده محیط زمین و اسمان
سازد و تمام دوره را فرا گرفته الی در خود تمام کند و طریق کشیدن لا اینست که پیش روی خود ممتد و وسیع تخیل کند تا آنکه بعرش
مجید رسد و باز آنرا متحرک تصور نماید که در تمام عالم جنبش کرده بطور دائره گردیده بمقام خود رسیده و با لفظ اِلَّا اللّٰهُ بجانب
فوق بالای عرش مجید ضرب کند و در لَا اِلٰهَ نفی معبودیت هر چیز فی الواقع و فی الحقیقت و نفی وجود خود و تمام اشیا
و کائنات از خیال خود بلحاظ درست و تصور چست مستقر و مستحکم سازد و در ضرب اِلَّا اللّٰهُ اشاره بذات بحت نماید که
منطوق کلام مجید است یعنی اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی به تکرار این ذکر نور آن فوق تحت از بالای عرش تا آن کره
و وسعت به مشابه دریای ذخار خواهد که تمام عالم را محیط خواهد گشت بلکه تمام عالم دران گم خواهد شد چنانکه در ذکر اول فقط جسم
ذاکر گم شده بود و باین طریق ذکر نفی و اثبات طالب صادق برای حصول کمالات مقصوده کافیست فهم درست باید
و این ذاکر را بکثرت و مبالغه نماید بعنایت ایزدی در ترقیات محتاج بشغلی دیگر نخواهد شد

افاده ۵ + طریق انتقال ازین ذکر منزل مقصود آنست که بعد استقرار نوری که از فوق عرش فائز شده
تمام عالم را فرا گرفته در همین [illegible] ذکر را بگذارد و طرز مراقبه آن است که نفی خود و نفی تمام عالم که احاطهٔ نور
مذکور حاصل کرده بلحاظ تصدیق ملحوظ نموده [illegible] را بطرزی [illegible] خود آید که [illegible] بدون لحاظ نور هم نفی خود
نفی تمام کائنات [illegible] نفی از ذهن منفک نمی شود و لیکن احتراز باید که نفی را مقصود لذاته
ساخته مشغول نفی [illegible] سازد و بعد [illegible] توحید [illegible] خواهد شد [illegible] طریق ثانی [illegible]

بالی است پس بطریقیکه در فصل اول مذکور شد از ان حجب ذراتیت تجاوز نمایند تا که آخر حجب که ملقب بنسبت لی نگی است فائز گردد اگرچه نسبت این طریقه را تشبیه بنور مهتاب که منتشر باشد میدهند لیکن فی الحقیقت بی انگ است بی رنگ این رنگ معلوم میشود همچنانکه دران غور کرده آید هیچ رنگ بخیال نمیگذرد چونکه از حجاب اخیر هم تجاوز واقع خواهد شد وصول ذات بحت که منتهای سلوک متعارف است متحقق خواهد گردید +

هدایت ثانیه در بیان فوائد متفرقه

و آن مشتمل دو افاده است +

افاده ۱ + برای انکشاف حالات سموات و ملاقات ارواح و ملائکه و سیر بهشت و نار و اطلاع بر حقائق آن مقام و دریافت امکنه آنجا و انکشاف امری از لوح محفوظ ذکر یا حَیُّ یا قَیُّومُ ذکر است یا حی را بذکر خیالی از درمیان سینه خود تا بلب آرد و روح خود را پیوسته زیر آن سازد و باز لفظ یا قیوم از سینه برآرد و از بسکه تلفظ این الفاظ مبارک متصل تلفظ بلفظ اول واقع میگردد باید که اثر این هر دو اسم مبارک وقت تلفظ باخیر مجتمع شده قوت میگیرد لهذا همراه تلفظ بلفظ اخیر باستعانت هر دو لفظ مبارک باین طور که این اسم مقدس پر روح شود و روح درمیان هر دو اسم ماند روح را ببالای عرش رساند و در آنجا رسیده توقف نموده سیر دلخواه نماید در سیر و دور مختار است بالای عرش نماید یا زیر آن و در مواضع آسمان نماید یا بقاع زمین مثل کعبهٔ معظمه و دیگر امکنه متبرکه و بعد عرصه که بیداری و خبرداری این عالم خواهد باستعانت همین هر دو اسم انتقال از اعلی بسفل نماید بذکر خیالی یا حی تهیهٔ انتقال از انجا کند و بمصاحبت یا قیوم تدریجا بمکان خود رسد و در نزول سموات را جدا گانه ملحوظ دارد +

افاده ۲ + برای کشف قبور سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ مقرر است طریقش آنکه باسم اول یعنی سبوح از ناف تا بدماغ یعنی مقام لطیفهٔ اخفی رسد و باسم دوم یعنی قدوس از انجا ببالای عرش مجید و باسم سوم از انجا انتقال کرده بطور ضرب در دل زند و از در فوقانی دل داخل شده از در تحتانی برآمده متوجه قبر گردد و اگر مدعا یکبارگی نه برآید دل تنگ نشود و در تکرار آن بحضور و توجه والتجا و زاری کوشش کند و امید واثق از فضل الهی دارد که کشف مطلوب حاصل خواهد شد و این کشف قبور را نا واقفان موجب قرب الهی میدانند و فی الحقیقت مورث دوری است

بنا بر معنی مذکور معنت صورت می بندد پس سعی و تنویر لطائف بالوان انوار بیش از اندازه بمنزلهٔ تعلیم نقاشی میکند زیرا که
است که یا خود از ایشان صلیح نیست که از مراتب بادون بقدر حاجت استعمال نموده وقت را بیهوده قطع دانسته
ترک داده زود دیگر را اختیار نموده مقامات بلند بقدر استعداد و سیر بایسته توفیق نماید ؛

افاده ۲ ؛ چون بعد حبس نفس نفی و اثبات کند طریقش آنکه سر خود را بسوی ناف شکسته دم خود را بند کرده و زبان را بکام چسپانیده لا را از لطیفهٔ نفس کشیده در لطیفهٔ سر او فی توقف کرده باز به لطیفهٔ خفی هم توقف نموده به لطیفهٔ اخفی رسد یا بحالتی حرکتی خیالی از نفس تا اخفی کنند و در میان این امتداد حرکت در مقام لطیفهٔ سر خفی ملاحظه را باستقلال متوجه ساخته بنابر اعتبار آنها قرار می کند و الله را از لطیفهٔ اخفی کشیده بلطیفهٔ روح متوجه گشته الا الله را در لطیفهٔ قلب ضرب کند و درین حرکات خیالیه جنبشی ظاهری بر هیچ عضوی از اعضا نشاید که سر و دهن و لب و زبان بالکل نشود و به عدد طاق از یکبار ذکر کرده نفس خود را بگذارد و بعد اطمینان و قرار نفس باز دیگر کند و چون تحمل حبس نفس زائد شود در عدد ذکر مزید می کند تا آنکه مراتب مزید آن بیست و یکبار رسد چونکه به بیست و یکبار خواهد رسید و مزاولت آن خواهد کرد و در مجلس واحد شمار بعدد ها خواهد رسانید گرمی و صفائی البته در لطائف وی پیدا خواهد شد و این ذکر چنان معلوم خواهد کرد که شعله جواله است که تمام لطائف او را احاطه کرده مثل خط آتشین ممتد گردیده ؛

افاده ۳ ؛ بعد مزاولت نفی و اثبات سلطان الذکر بعمل آرد بیانش آنکه هر جزوی که انسان است او را حدی ثابت است و سلامت وحدت آن بنابر شناخت هر یک تعین نمی است برای آن بکلام از تمام کل پس آن جزو بوجهی مشتمل بر سائر اجزای انسانی است بنابران زبانی هم و را مستقر است و بموجب ارشاد حضرت حق تبارک و تعالی وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ همه آن اجزا ذکر الهی میکنند و لیکن بدریافت انسان نمی آید پس حقیقت سلطان الذکر آنست که اذکار تمام اجزای خود را بنوعی از ادراک دریافت کند و بران آگاهی و اطلاع حاصل نماید بیانش آنکه هر چهار ارکان تمام بدن را بعین خود بالعموم و الشمول بمنزلهٔ لطائف ششگانه پندارد چنانکه ظاهر است که در نظر مردم مقامات لطائف و سائر بدن مساوی است لیکن مقامات لطائف ذکر را شناخت و بر کیفیت آن اطلاع یافت

ہمان طور از تمام بدن ذاکر شود و ملقن را باید که خود سلطان الذکر نموده بطور مذکور القا بر طالب کند و اثرش گاہی جنبش نمایان در تمام بدن میشود بحدیکہ دست یا پا یا دیگر اعضای وی بدون اراده اش از جای خود منتقل میگردد و احیانا رعشه و حرکت پدید می آید و گاہی بطور تشعریره معلوم میکند یا موی چپ باکه بدنش متحرک شوند و خنکی و سبکی در تمام بدن محسوس میگردد و گاہی آنچنان خنکی در بدن ذاکر ساری میشود که در وقت اشتداد گرما اورا سردی محسوس میگردد و سبک آنچنان میشود که گویا آلایش را از تمام بدن او دور کرده اند مثل آنکه کسی کیسه مالی در حمام غسل کرده باشد در غسل ظاهری این سبکی صرف بر جسد میباید و در سلطان الذکر از اندرون صفائی میباید و از قبیل خرق عادت است که مثل اختلاج شدید تمام بدنش در قابو نماند و کرامت محضه است که از تمام بدن و در و دیوار و خس و خار و سنگ و خاشاک آواز ذکر جهره بلا اشتباه بگوشش صاحب سلطان الذکر رسد و شنیدن ہم نشینان زیادتی است در کرامت مذکوره و گاہی نزدی صاحب سلطان الذکر را محسوس می شود **فائده** - طریق دریافت کردن صاحب تلقین و ارشاد حصول ذکر لطائف و سلطان الذکر و غیره را در طالب آنست که صاحب تلقین خود را خالی ساخته متوجه بوی شود آن وقت هرچه در خود یابد داند که آنچه معلوم میشود عکس اثر طالب است پس آنچه آنوقت در صاحب تلقین هویدا شود همان است در طالب بکیت و کیفیت تمام شغل منعکس خواهد گردید +

افاده ۴۴ + چون سلطان الذکر بقدر مذکور رنقا بو آید و بر وقت اراده بلا کلفت رونماید شغل نفی کند و ہمراه شغل نفی شغل یادداشت ضم کند بعد از ان شغل نفی النفی بعمل آرد پس لابد بر سالک یا توحید صفاتی منکشف خواہد شد یا حجب نورانیت ہویدا خواہد گردید و امر ثانی طریق مطلب یابی است پس سالک را باید که از ان حجب بطریقیکه در فصل اول مذکور شد تجاوز نماید و در اثنای طی حجب بمراقبه صمدیت مزاولت کند تا که بآخر حجب که مسمی بنسبت بی رنگی است رسد اگرچه نسبت این طریقه را آب دریا که صاف از آلودگی خس و خاشاک و ریگ و خاک بود تشبیه میدهند اما بعد امعان نظر ہیچ چیز قابل تعبیر ادرک نمیشود و بعد تجاوز نسبت بی رنگی معرفت ذات بحت دست دہد و سلوک متعارف باختتام رسد و سیر فے اللہ بپیش آید و اثنای آن حالات بس شگرف و مقامات بس عجیبه رو دہد و مرشد کیه بحضورش طالب

در سیر فی الله ترقیات خواهد کرد همان مرشد او را بر حقائق مقامات آنجا آگاه خواهد فرمود

فائده حضرت امام ائمه طریقه یعنی خواجه بهاء الدین نقشبند قدس سره فرموده اند که بیعت اول با آنحضرت منتهی است و آخر بجناب تعالی منتهی است طالب صادق را باید که متجسس همان امر باشد که بجناب بغنا بحسب تمنا تمنی از آن اقربیه میسر مانند و تفتیش خالی شدن طالب از ارادت در امر نو است چنانچه تفصیلش در باب چهارم این رساله انشاء الله تعالی مذکور خواهد شد

هدایت ثانیه در بیان فوائد متفرقه

در آن تطبیق و افاده بیک فائده است

افاده ۱ برای کشف احوال ملائکه و مقامات آنها و سیر امکنه زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دوره کنند و طریقتش در فصل اول مفصلا مذکور شد پس باستعانت همان شغل بهر مقامیکه از زمین و آسمان و بهشت و دوزخ خواهد متوجه شده سیر آنمقام نماید و احوال آنجا دریافت کند و با اهل آنمقام ملاقات سازد و احیانا گفتگوی بایشان میسر می آید و از آینده یا گذشته با صلاح و مشورت کاری از کارهای دینی و دنیوی معلوم میگردد

افاده ۲ باید دانست که برای کشف وقائع آینده اکابر این طریقه طرق متعدده نوشته اند و اولی و احسن آنست که در پاس سوم از شب بیدار شده بکمال آداب و مستحبات و نهایت حضور قلب طهارت بجا آرد و ادعیه ماثوره که برای تکفیر سیئات بعد طهارت معین فرموده اند بنیت تکفیر سیئات بکمال التجا در جناب خالق الارض والسموات بخواند و بعد ازان صلوة التسبیح بتکمیل آداب و مستحبات و اطمینان قلب و قالب با کمال خشوع و خضوع بگذارد و در تمام صلوة دعای تکفیر سیئات و التجای عفو خطیات بجناب خالق البریات در ته قلب ملحوظ دارد و بعد ازان از صمیم توبه از جمیع معاصی نماید و بجدی التجا کند که در دل او ظن عفو خطیات و قبول توبه هویدا گردد پس همان وقت بشغلی از اشغال طریقه که بآن مهارت داشته باشد مشغول شود و در تمامی آن شغل التجا بجناب حضرت حق برای کشف واقعه مطلوبه پیش روی بصر بصیرت خود بحیثیتی دارد که همگی همت او بسوی انکشاف همان واقعه متوجه گردد امید واثق از جناب حضرت حق آنست که انکشاف آن واقعه بطریق نزول الهام از فوق یا بطریق ظهور آن واقعه از ته قلب متحقق گردد و فرق درمیان ورود وساوس و نزول الهام آنست که الهام

امریست که در قلب فرود آمده قرار میگیرد و محکم می نشیند و وسواس را قرار و ثبات نمی بوده و رفتن آنرا مثلی معین
نیست بطور دزد و کیسه بر از جانبی می آید و از جانب دیگر میرود و چنان معلوم میشود که گویا چیزی است که در جانبی
از دل غمزده کرده رفت و بار دیگر بجانب دیگر و اگر انکشاف واقعه بطریق مذکور متحقق نگردد باید که بکمال التجا
بجناب حضرت حق دعا نماید که الهی من جاهلم و تو بهمه چیز دانا میدانی که من باینطریق در تحصیل انکشاف
فلان واقعه سعی کردم و مقصود حاصل نشد پس بر زبان کسی از بندگان خود کلامی جاری بکن که ازان مطلب
خود دریافت نمایم بعد ازان گوش خود را بجانب اصواتیکه از مردم در نوم یا تیقظ صادر میشود متوجه سازد
و بطریق فال از کلام انها غرض خود استنباط نماید اگر باین طریق هم انکشاف مطلوب حاصل نشد باید که در
وقت مذکور یعنی پاس سوم از شب دو رکعت نماز بنیت استکشاف واقعه مطلوبه گزارد در هر رکعت سه بار
فاتحه و سه بار آیة الکرسی و پانزده بار سورهٔ اخلاص بخواند بعد ازان سر بسجده نهاده بکمال خضوع و خشوع
یکصد و یکبار کلمه یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ بنیت استکشاف بگوید بعد ازان دعای استکشاف نموده در خواب
رود انشاء الله تعالی در منام بجوی ازانجا حال آن واقعه ظاهر خواهد شد خواه صراحة خواه اشارة

فائده ٭ از جمله اشغال مبتدعه شغل برزخ است که در متاخران اکثر طریق اشتهار یافته بلکه کلام بعضی اکابر هم
بران مشتمل گردیده و تصویر شغل مذکور اینست که برای دفع خطرات و جمعیت همت صورت شیخ را کماینبغی بتعیین
و تشخیص در خیال حاضر میکنند و خود بادب و تعظیم تمام بهمگی همت خود متوجه بآن صورت میشوند که گویا بآداب
و تعظیم بسیار روبروی شیخ نشسته اند و دل بالکل بآنسو متوجه میسازند و حال این شغل از احوال تصویر معلوم
میتوان کرد چه ساختن صورت گناه کبیره عظیمه است و نگاه کردن دران خصوصاً بتعظیم و توقیر البته حرام و قول
حضرت ابراهیم علی نبینا و علیه الصلوة والسلام که قوم خود را خطاب فرمودند مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْ اَنْتُمْ لَهَا
عٰکِفُوْنَ باطلاق خود دلالت دارد برآنکه عکوف پیش تماثیل ممنوع است یعنی عکوف لزوم حضور است
با هیئت تعظیم و ادب و بت پرستی نیست که هر با صورت ظاهری این عمل کند البته آثم و گنهگار است و تفاوت
در عمل آن آثم و گنهگار و شغل این سالک طالب راه حق همین قدر است که در اول تصویر رنگین بر قرطاس یا مثل وے
خواهد بود و در ثانی تصویر تمام صورت بلون جلد و اشعار و خط و خال در صفحه خیال خواهد بود هر چند بظاهر صورتی

را باید که بخشوع تمام متوجه بتلقین طالب گردد و در لطائف خود ذکر کرده به همت درست القای آن در لطائف طالب نماید و چونکه ذکر لطائف ششگانه معلوم شود برای حصول سلطان الذکر بر لطیفهٔ نفس توجه بسیار نمایند از کثرت توجه بر لطیفهٔ نفس سلطان الذکر حاصل میشود و اهد ذاکر شدن لطائف و حصول سلطان الذکر بجد یکه غشا... ذکر لا اله الا الله که نفی و اثبات است بعمل آرد و مقصود ازین ذکر نفی بدن خود است لیکن چون نفی سائر عالم ازان آسان تر است و در نفی بدن دخلی میدارد لا بد اول نفی تمام عالم را در خیال خود مستقر باید ساخت و بعد ازان بسوی نفی بدن بذکر لا اله الا الله متوجه باید شد و طریقش آنست که لفظ لا را از ناف کشیده بدماغ رساند و از دماغ خود بر دوش راست فرود آرد و لفظ اله را در لطیفهٔ روح رساند و لفظ الا الله را در قلب کند و مقام لطیفهٔ روح و تمام اعضای جانب بدن راهمراه لفظ اله نفی نماید و بلفظ الا الله مقام لطیفهٔ قلب را و تمام بدن را باقی گذارده نفی کند و اثبات ذات حضرت حق را ملاحظه کند و این ذکر را در نفی هر دو بقوت خیالیه بعمل آرد و اصلا از زبان تلفظ نماید بعد اولست ذکر ازین ذکر با تخیل نفی در قوت خیالیه نفی بدنش ان شاء الله تعالی راسخ و مستحکم خواهد گردید بلکه نفی تمام وجود خود بلکه نفی تمام عالم در قوت خیالیه علی الدوام مستقر خواهد ماند و قتیکه شغل نفی در جذر خیال طالب مستحکم میگردد معاملات بروشنی روبظهور می آرد خصوصا انکشاف دوائر که بدون شغل نفی انکشاف آن کما حقه متصور نیست و هر قدر که نفی کامل تر انکشاف بیشتر پس باید که پیش از مراقبات دوائر سعی در تکمیل و ترقی نفی کرده باشد و عدم وجدان بدن مطلقا کمال نفی آنست و در کمال نفی بجز چیزی که مدرک انوار دوائر است باقی نمی ماند و بعد آن نفی النفی و فناء الفنا پیش خواهد آمد و آنچیز مدرک هم باقی نخواهد ماند و غفلت محض طاری خواهد شد و همراه مراقبات دوائر ساعی در مزید نفی ماند وقتیکه بکمال و انتهای نقوس محبت خواهد رسید نفی النفی و فناء الفنا حاصل خواهد شد اگرچه شغل نفی و نفی النفی در کلام اکابر این طریقه مصرح نیست لیکن برای انکشاف دوائر و ظهور معاملات و رسوخ انوار ضروری است و اما عدم تصریح این اکابر باشتغال این اشغال پس سببش آنست که بسبب قوت تاثیر ایشان بر مستفیدان نفی و نفی النفی طاری میشد پس مجرد توجه ایشان مغنی ازین اشغال بود اما بدون حصول نفی خواه بمجرد تاثیر شیخ باشد خواه بطریق اکتساب پس انکشاف دوائر و رسوخ انوار خیلی متعذر می نماید و الله اعلم بحقیقة الحال

مقصد در تفسیر الفاظ مستعمله این طریقه شروع شغل دائره از مراقبه احدیت است و طریقش آنکه وحدانیت
ذات مقدس حضرت حق تعالی را که متصف بجمیع صفات کمال است ملاحظه نماید و این نور را از قلب برآورده
بجانب فوق ساخته از عرش مجید هم بگذراند تا اثرش پیدا آید و اثرش ظهور نوریست از جانب فوقانی قلب
ممتد و طولانی مثل استوانه نورانی برآمده بعرش مجید رسد و شعاع آن استوانه نورانی تمام عالم را احاطه [illegible]
جوهر آن نور همان استوانه است که اصلش در جانب فوقانی قلب است و سرش تا عرش مجید رسیده و [illegible]
در همه آفاق منتشر شده و ظهور این نور شروع دائره امکان است و رسیدن آن نور تا عرش مجید حد اول
نصف دائره است و تجاوز از آن امارت اتمام آن دائره فقط ظهور نور ممتد طولانی دائره امکان [illegible]
وز [illegible] بوضعیکه [illegible] ممتاز شود حقیقت دائره است پس دائره [illegible] و دیگر دقیقه شعاع نور از هر جزء
پیدا شده عالم را فرا گرفته تجاوز از عالم امکان کند و اندازه وحدتش نباشد این دائره را بسبب آنکه عالم امکان را فرا میگیرد
دائره امکان نامند و این اول دائره از دوائر سیر قلبی است و دوم دائره ولایت قلبی است که مسمی بولایت صغری
است و درین دائره مراقبه اقربیت است و درین دائره در تحتانی قلب نیز [illegible] و تمام قلب مثل آفتاب
میگردد که انوار از تمامی جهات و از هر جای وی [illegible] و انوار که از هر جهت پیدا می آید مستور دائره [illegible]
تجاوز از موجودات ممکنه کرده [illegible] رسیده غیر متناهی میشوند و اصل قلب باقی میماند تا آنکه قلب
مضمحل و مستهلک گشته انوار محض باقی ماند الا نادر بلکه قلب مصدر انوار از تمام جهات میگردد و فرق درین دائره
و دائره سابقه بدو وجه است اول آنکه منبع نور در دائره سابقه صرف جانب فوقانی [illegible] است و درین دائره
تمام قلب دوم آنکه نور [illegible] در دائره سابقه شعاع نور ممتد فوقانی است اصل [illegible] است [illegible] لیکن
قلب [illegible] دائره [illegible] شعاع از آفتاب [illegible] پیدا شده و درین دائره تمام آن دائره نور
اصلی است که از قلب برآمده محیط بل تجاوز از عالم امکان گردیده و درین دائره گاهی سر توحید واقع میگردد یعنی
وجود منبسط که قیام تمام ممکنات بوی است بوضعی مدرک میشود که وجود تمام ممکنات را داخل میداند و اعتبارات که
بسبب کثرت است در نظرش مضمحل مینماید و بصر بصیرتش بر همان وجود منبسط می افتد و در آن وقت قلب بالکل
مضمحل میگردد و نور صرف باقی می ماند دائره سوم دائره ولایت کبری است و این ولایت متضمن سه دائره و یک

قوس است در دائرۂ اولی مراقبہ معیت ذات پاک او سبحانہ تعالی کند و باینطور شروع نماید کہ ذات پاک او را
با وجود بیچونی و بیچگونی و تقدس از مکان و جہت نزدیک و ہمراہ خود داند و خود را از وی دور و غائب نپندارد
بلکہ شریک و شامل در کارہای خود انگارد و معیت را اقربیت لازم است و اقربیت را معیت لازم نیست چہ
معیت را با وجود قرب امانت و مددگاری ہم ضرور است تا کہ شخصی معین دیگری نباشد او را معیت با آن دیگر
حاصل نشدہ گو اقرب بود و ازینجا معلوم شد کہ اقربیت در سیر و سلوک مقدم بر معیت است و ہر کہ معیت را مقدم
بر اقربیت کردہ پس ظاہر معنی قرب و معیت را متحد یا متقارب پنداشتہ بلحاظ زیادتی اقربیت این ترتیب اختیار
نمودہ و لیکن فی الحقیقت اقربیت در سلوک بیشتر از معیت می آید و لہذا مراقبہ اقربیت اول می باید و معنی معیت
صرف نزدیک و ہمراہ شدن نیست بلکہ ازین لفظ امانت و امداد و شامل شدن در کارہا و یک رنگ نگین
شدن مفہوم میشود و طرفہ آنست کہ لفظ ہمراہی در فارسی و ساتھی در ہندی ہم ازان خبر میدہد و آیات
کلام مجید شاہد عدل برین معنی کافی است إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِينَ وَإِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ
حضرت موسیٰ و حضرت پیغمبر ما صلی اللہ تعالی علیہما وسلم در مقام استمداد و استعانت لفظ مع فرمودند پس ہویدا شد
کہ اعانت در معیت ضرورت و اقربیت بدون اعانت متحقق میگردد پس مراقبۂ اقربیت بیشتر از مراقبۂ معیت
باید در ہر حال ہمین دستہ مراقبہ کردہ باشد باین مرتبہ رسد کہ لحاظ معیت او سبحانہ در ذہن طالب راسخ گردد
و علامت کمال رسوخ آنست کہ در خلوت خود را تنہا نداند مثلاً اگر فرض کردہ شود کہ در تنہائی معصیتے پیش
آید چنانکہ از حضور مردم خجالت شرمندہ میگردد بحدیکہ طاقت گناہ نمی یابد و اعضا و جوارح خود بخود از جنبش بسوی
معصیت باز می آیند و شکست میگردند ہمین طور اینجا بلحاظ قرب و معیت او تعالی شانہ جلوہ گر گردد و انجامی کہ
در رفع گناہ بسبب حضوری دیگری پیش می آید وآن انجام حسب حال آن دیگر کمالاً و نقصاناً متفاوت
میباشد مثلاً شخصے بازاری نا آشنا آید و انسان از ارتکاب گناہ منجر شود بآنکہ پدر یا استاد یا مرشد لازم التعظیم
یا بادشاہ با اقتدار عدالت شعار انتقام کش پیش آیند و انجام رود پس ہر کس میداند کہ در انجام اول
و ثانی تفاوت بی شمار خواہد بود با انجام از پدر بطرزی خواہد بود و انجام از استاد بطرز دیگر و علی ہذا القیاس
پس جناب پاک حضرت حق کہ جامع وجوہ عنایات و کمالات است و اوصافی کہ در مخلوقات اند این و صفات

را با وصاف وی اصالتہ نسبتی نیست اگر از عنایات پدری شرمنده شود پس عنایات او را پایانی نیست واگر
تعظیم استاد ومرشد لازم آید پس تعظیم او سبحانه را قیاس باید کرد که چه قدر باید واگر هیبت بادشاهی حاجب گردد
پس هیبت بادشاه حقیقی عادل مطلق را توان فهمید که چه نسبت با این بادشاه ظاهری دارد وعلی هذا القیاس
اگر در صحرا ومیدان بود خود را تنها نداند واگر در خلوت طاعت بود محبوب ومطلوب خود را نصب العین بلکه
اقرب از همه چیزها بنسبت خود بجای نعمن خاطر خود باید که مراسم نسبت والفت بابد واثری از وحشت و
غیبت نباشد چون این آثار مترتب گردد بحصول معنی معیت شاکر شود واین معیت وقتی علامت قبولیت
کبری است که نور این دائره مثل انوار دائرتین مذکورتین با صفائی بسیار بیشتر از سابق بدرجات بسیار
همراهش باشد وحقیقت اینست که انوار مختلفة الالوان حجب ذات پاک اند طی آن ضروریست پس بحسب
کمال وخوبی شغل وتفاوت دوائر واختلاف عزت در قرب طالبین بدرگاه حضرت حق آن حجب طی
میشود در دائره کم ودر دائره دیگر زیاده تا که ادراک بذات بحت رسد وظهور آثار دائره مثل لحاظ اقربیت
بحدیکه آثارش بموجب بیان سابق واضح شود یا معیت وغیره در دوائر دیگر اکمال آن دائره نیست گو
حصول آن آثار گمانی است بس عجیب ونهایت مرغوب فاما معنی ولایت که مقصود از سلوک است
بدون انکشاف انوار دوائر حاصل نمیشود وحقیقت دائره بکمال خود نمیرسد پس تکمیل دوائر بهر دو چیز است اول
انکشاف ودریافت انوار دوم حصول آثار که قرب ومعیت ومحبت وغیرها است وصاحب هر دائره موافق
عزت وسعی خود مطلب یاب میتواند شد لیکن صاحب دائره سفلی بطور صاحب دائره علیا فائز بمطلوب نمی تواند شد مثلا
هرچند صاحب دائره قلبی بطلبی رسد فاما بشانیکه صاحب دائره محبت فائز میشود صاحب دائره قلبی نخواهد شد
بعد از ان مراقبه یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّونَهُ است یعنی محبت خود بذات پاک وی سبحانه ومحبت او سبحانه مر خود را
ودرین مقام دو دائره ویک قوس یعنی نصف دائره است ووجهش آنکه محبت را سه مرتبه است اول مرتبه ابتدائی
محبت است بمنزله مبادی آشنائی ودوستی که فیما بین مردم میباشد ودر ابتدای محبت محب نفع وفائده خود
رضا وخوشنودی محبوب هر دو را ملاحظه می کند وپاس خود وپاس محبوب هر دو از دست نمی دهد واین
دائره اول است وچونکه محبت ترقی کرد وجانب محب را اضمحلالی پیدا شد وفنا حقیقیه [illegible]

دائرهٔ اول وشروع دائرهٔ دوم گردیده لابد درین دائره ترجیح جانب حق بجانب خود بلکه تمامی مخلوقات پدید خواهد شد
لیکن مراد ازین ترجیح ترجیح عقلی علمی نیست که نفع ونقصانها موازنه کرده وفهمیده ترجیح دهد بلکه مراد ترجیحی است که از
عدو جوش فوارهٔ محبت جوشش زند وچون که اضمحلال وفنا بمرتبهٔ اعلی رسیده ونشانی از جانب محب نمانده اتمام دائرهٔ
دوم وشروع قوس است وبهمین جهت قوس است که نصف ثانی یعنی جانب محب دران مقام اضمحلال است
تا ابتدای قوس است خیال اضمحلال وفنای جانب محب نسیاً منسیاً گردد پس کمال قوس محبت است ودر
همین مقام فنا الفنا حاصل میشود بعد آن مراقبهٔ اسم ظاهر است بیانش آنکه الله تعالی را دو نام پاک است
ظاهر و باطن وهر نام را مظاهر بی شمار است ومصداق هر نام در ذات پاکش موجود هر قدر که عرفان وقیق تر شناخت
مظاهر وافی تر وامتیاز مصادیق در ذات پاکش بهتر وکامل تر ومظاهر اسم ظاهر تمام عالم واجسام وافعال واحکام است
که در تکوین وتشریع هویدا میگردد وکارخانجات که متعلق بربوبیت اوست مظهری است از مظاهر آن وهمچنین کارخانجات
که تعلق بشان هدایت دارد از فرود آوردن کتب وبعثت رسل گرفته تا توفیق کلمه تشید آمیز که از هر مسلمان صادر
میگردد مظهری دیگر است وهمچنین مظهر اضلال از خلق ابلیس گرفته تا سر وسوسه وهمچنین دو مظهر دیگر که بر
مظهرین مذکورین مترتب است یعنی ثواب وعقاب که بهشت ودوزخ وحالات گور وجان کندن آنش وتع
راحت وخوف ودهشت که نیک وبد را در خواب پدید می شود بالجمله مظاهر اسم ظاهر ملاحظه کرده مسمای
این اسم مبارک را که ذات پاک اوست بجهت ظهور این عوالم بی شمار ملاحظه ومراقبه کند وبداند که این
ملاحظه ممکن نیست بلکه بالاجمال نهایت سهل وآسان است وچونکه بصر بصیرت تیز تر میگردد وملاحظه تفصیلی
حسب تیزی آن آسان تر میشود وازهمین دقیقه است که تسبیح باین صیغه که سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ
سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ از صاحب معرفت برابر بلکه
زیاده تر می شود از هزارها مرتبه از تسبیح غیر عارف بیانش آنکه مسبح بصیغهٔ مذکوره چون عارف وسیع المعرفت
باشد وبلحاظ او وسعت خلق را فرا گیرد حسب لحاظ خود مستحق ثواب میگردد وبخلاف غیر عارف که لحاظ او را
وسعتی نیست بالجمله این مراقبه را از اولت کما ینبغی کند وقتیکه موارد فیوض این مراقبه که لطیفهٔ نفس بالاصالت
و سائر لطائف بالتبع است کما ینبغی مستفیض از فیوض آن خواهد شد آثار این مراقبه هویدا خواهد گردید منجمله

آثارش فنای است یعنی اضمحلال او از دانست خود و نسبت افعال بخود و تهذیب اخلاق که عبارت از
تبدیل رذائل بفضائل است و وجه اصالت لطیفهٔ نفس در ورود فیض این مراقبه آنست که عقل دراک مظاهر
اسم ظاهری تواند کرد بخلاف مظاهر اسم باطن که دراک آن بغیر از کشف و الهام را راهی نی و ازانجاکه محل
لطیفهٔ نفس که سر است محل عقل و ادراک است لهذا این لطیفه را اختصاصی باین فیوض مراقبه اسم ظاهر
حاصل گردیده و بسبب ترتیب این آثار آنکه بحسب این مراقبه صحه در تمام حرکات و سکنات و اسباب و مسببات
از ذات پاک حضرت حق منقش خاطر سالک خواهد شد که غفلت از تاثیر و اعراض ازین معرفت حال او نخواهد
گردید و رجاء و خوف و محبت و خشیت صرفه بآن ذات پاک وابسته خواهد شد و تجرید را اعتباری در
نظر سالک نخواهد ماند و غیر را همتا به قلم در دست کاتب خواهد دانست پس عالی همت کریم الطبع را این
بسبب محبت و الفت آن ذات پاک که بسبب ظهور این قدر کمالات است آثار مذکوره تمامها مترتب
خواهد شد و هرکه در علو همت و کرامت طبع بمرتبهٔ ادنی است بعض آثار بسبب محبت و بعض آن بسبب
خوف حاصل خواهد شد و بمقتضای کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی هریک کامیاب مطلب خواهد گردید
و درین دائره هم اتمام وقتی شود که باوجود ظهور آثارش کماینبغی ترقیات در انوار هم پدید آید چنانچه سابق
مشروح شد و اگر این دائره مقدم بر دائرهٔ محبت می بود بهتر می شد چراکه این دائره امداد عظیم می بخشد در ورود اثر
محبت پس حسن ترتیب مقتضی آنست که مقدم بر دائرهٔ محبت باشد باز سیر اسم الباطن باید کرد بیانش آنکه
همین چیزهای ظاهر را باطن است که مستفیض از اسم باطن حضرت حق تعالی است شاه و شانش انتظام
مملکت است که بظاهر هویدا است و باطنش عقل و تدبیر بادشاه است پس فراخور ادراک خود باید که مظاهر
بطون را دریافت کرده مسمای اسم باطن را باعتبار سریانش در مظاهر او مراقبه کند و این ولایت را ولایت
علیا نامند بجهت آنکه ولایت ملاء اعلی است و مراد از ملاء اعلی ملائکه مدبرات الامر و متلقیان احکام الهیه اند
هر حکمیکه نفاذ دنیا پیدا اولا آنها تلقی میفرمایند باز در عالم هویدا میگردد و آنها باطن تمام عوالم اجسام و ارواحیکه مدبر
اجسام اند هستند لهذا کمال ایشان تعلق به اسم الباطن دارد و مورد فیض این مراقبه آتش و آب و هوا است
از اجزای جسد انسانی چه این هر سه عنصر در جسد انسانی باطن اند و خاک در وی ظاهر است بایں جهت

موردِ فیضانش این هر سه هستند و اثر آن تبدل آنها است در صدور آثار چه آتش از حقیقت خود متبدل نمی شود بلکه بر مقتضای طبیعت خود می ماند فاما مقتضای طبیعتش رضامندی حق ظاهر میگردد مثلاً مقتضای نار غلبه و علو است که در انسان نخوت و تکبر پیدا میکند و گاهی بحاله در سیر ساند و ابلیس را مقتضای آتش موجب لعنت گردیده مایوس مطلق از درگاه عمیم الرحمت ساخت و چونکه مستفیض ز فیض این مراقبه خواهد گشت عزائم باشد در فرمانبرداری احکام الهیه و سعی بسبقت و مسارعت در آن پیدا خواهد شد و مقتضای هوا در اخلاق انسانی حرص و خواهشها است و تبدل آن مصروف شدن حرص و خواهش بمرضیات الهی و منحرف شدن آن از مزخرفات دنیوی است و اثر آب در انسان کسالت و افتادگی و تسفل است و اصلاحش کسالت است از معاصی و افتادگی ببارگاه الهی و تسفل بحضور عظمت حضرت رب العزت و تجلیات اسم الباطن درین سیر رو می نماید و اتمام این سیر هم با وجود حصول آثارش بقطع حجب نورانیه ... این سیر است و ... سیر تجلی ذاتی دائمی است و معنی تجلی ذاتی ظاهر است یعنی تجلی که منشا آن نفس ذات است و غرض از دائمی آنست که تجلی است مستقر و ثابت مانند آسمان و زمین و در استقرار و ثبوت تجلی موصوف اگرچه تفاوت بینهما است لیکن از دائمی امری دیگر جز معنی ظاهر مراد نیست و از همین تجلی است ظهور کمالات انبیا و مرسلین و اولی العزم پس این سیر را سه درجه است اول بلحاظ اینکه منشا کمالات انبیا است علیهم الصلوة والسلام یعنی ظهور علوم هدایت بوجهیکه غلط را در آن بوجه مار[؟] نبود و این معنی در انبیا علیهم السلام علی الدوام متحقق می بود حتاکه در حالت خواب هم چه وجود با وجود ایشان منبع فیوض هدایت می باشند و منافع ایشان بخلائق می رسد گو که ایشان را آگاهی نبود پس وجود ایشان بمنزله چراغ است که از روشنی آن فوائد حاصل است گو چراغ را خبر نباشد پس انبیا علیهم السلام دائما در کاروبار خود اند لهذا فیوض ایشان تعلق به تجلی ذاتی دائمی دارد بخلاف ملائکه که مدام در کاری مستغرق نمی باشند بلکه بروقت رسیدن حکم و فرمان کاری بجا می آرند و باز معطل و منتظر و مستعد می باشند لهذا منشا کمالات ملائکه تجلی ذاتی دائمی نمی بود و انوار و تجلیات که ثمرات متابعت پیغمبر خدا است صلی الله علیه وسلم درین حاصل می شود مورد فیض این سیر عنصر خاک است بدو وجه اول آنکه استقرار و ثبات خاصیت خاک است لهذا مناسب این سیر است دوم آنکه در تجلی موصوف معنی ظهور است

چه بوجهی توان گفت که عالم همه تجلی ذاتی الهی است وظهور عالم ظاهر است و از ظهور عالم ظهور آن تجلی باید فهمید
و عنصر خاک هم در انسان ظاهر است و منشاء ظهور فیض این سیر در عنصر خاک تواضع و فروتنی است در انسان
و مقصود از این تواضع و فروتنی است در پیش مالک خود و عدم سرکشی از قبول فرمان او و کوتاهی در امتثال اوامر مالک
خود بر مدامی او نوعی از فعلی متحقق شود و تنها بلحاظ جهت آب است غیر این تواضع است که تفضیل بسیاری خود را
مطلقاً بمعنی تواضع خفض جناح در هر وقت مقابله و مواجهه دیگر است نیست تواضع هر وقت امر یست جدید لیکن گاهی
آید بخلاف شخص که امری لازم چیز خاک است و چنانکه سابق مذکور شد ظهور این آثار را امتیاز باید کرد و گاهی انسان
عاقل تصور حقیقی را از صفات نفسانیه خصوصیات می پندارد و گفتگوی که فیما بین حکیمی فیلسوفی و عارفی کامل المعرفت
جاری شده بنا بر بیانش تمثیلی است داخل منقول است که هر دو باهم ملاقات کردند بعد ملاقات غائبانه تحفی حوالی
آن حکیم از عارف بسیار عنایت فرمود که وی اخلاق ندارد و این سخن بحکیم رسانیدند حکیم کتابی در تبیین اخلاق
منقح و مهذب تالیف کرده بخدمت عارف فرستاد عارف فرمود که من گفته ام که اخلاق ندارد نگفته ام که علم اخلاق
ندارد نمیتوان دانست آن جدا است و حصول آن جدا و گاهی بسبب عبادت و گاهی از تسویل نفسانی و
شیطانی تصور کمالات بحصول آن مشتبه شود و انسان در دام اغفال جهل مرکب میماند و این خود نقصان
عیان صریح است و حصول همان معتبر است که از قعر قلب خود زند نه آنکه بر در بر خود بندد و بنا بر اتمام این سیر
تبدل انوار چنانکه نامبرده شد نیز ضرور است درجه دوم از سیر تجلی موصوف بلحاظ منشائیه کمالات رسالت
خصائص رسل را نامیده انتقال بمنشا آنکنند و حضرت ذات را از جهت منشائیه آن مراقبه نماید امتیاز رسالت
از نبوت بطور رسالت و ایلچی گری است درمیان حق و خلق ناصح و واعظ بودن و کوشش بلیغ در بیان
و دلائل و اقامت معجزات کردن و مناظره و مخاصمه و مقابله مرسل را لازم است بخلاف انبیا که ایشان را
لازم نیست و قول رسول در حق مرسل الیه قبول است باین وضع که لازمه منصب رسالت است و
ظاهر است که ایلچی معتمد و صادق را چون بقومی می فرستند بخشش در حق آن قوم که فرمان برداری کردن یا نافرمانی
ورزیدن مقبول میشود درجه سوم مراقبه است بلحاظ منشائیت کمالات اولوالعزم و امتیاز اولوالعزم از سائر رسل
همت قویه است در باب اهلاک کفره و اصلاح مومنین پس در اهلاک کفار همت قویه صاحب العزم از رسل

دخلی دارد پس قوی بخلاف غیر وی از رسل که فقط اظهار احوال است میکنند و بمنزلهٔ جارحه او جوارح انسانی نسبت
اراده و قدرت الهیه که باهلاک کفار متوجه میشود نمی باشند بخلاف اولو العزم که بمشابه جارحه میباشند بطور ملائکه و شاید این جارحه
بسه صورت متحقق میگردد اول آنکه ملک و انسان یعنی رسول ذو العزم در وساطت برابر بودند. دوم آنکه اصل ملک بود
و انسان تابع سوم برعکس آن بود یعنی انسان اصل و ملک تابع و این صورت ثالثه شانیست عظیم که مختص بجناب
خاتم الانبیا است صلی الله علیه وسلم و ظهور آن کما ینبغی روز بروز شده و صحابهٔ کبار رضی الله تعالی عنهم اجمعین
نصیبی وافر ازین خصیصهٔ باهره بطفیل معیت خاتم المرسلین حاصل شده بالجمله امتیاز رسل از انبیا و امتیاز اولو العزم از
رسل بخصائص آنها بنا بر مراقبهٔ این سیر و حصول آثار آن ضرور نیست و فذلک کلام در حصول آثار که دلیل رسیدن بمنتهای
هر مقام بود آنست که سه چیز لابد است اول تبدل انوار که مکرر مذکور شد دوم تبدل صفات چنانکه مبهم بیان شده
و تازه اینست که منجمله تبدل صفات است حصول پاره از صفتی و شانی که مراقبه در آن کرده شود پس [illegible]
ذات بمشابهت کمالات نبوت خواهد کرد البته او را بعضی از معانی نبوت که ادنای آن خوابهای نیک است
فائز خواهند ساخت و همچنین در درجهٔ دوم معنی رسالت بر وی فائض خواهد شد و تفهیم و تعلیم و مناظرهٔ غافلان و
جاهلان و معاندان ملهم خواهد گشت و از درجهٔ سوم همت قویه در اهلاک عصاة و مقربات در انعام و اکرام مطیعان
و مخلصان او را خواهند بخشید و این مدعا را بالعموم باید دانست هر اسمی را از اسمای الهی که مراقبه خواهد کرد نصیبی
از آن خواهد یافت هر که رزاقیت او را مراقبه کند و این مراقبه را بکمال رساند شانی از رزاقیت در وی جلوه گر
خواهد شد و وجهش کمال کرم آن کریم مطلق است عادت کرما است که هر که در وقت طعام خوردن منتظر رو بروی
ایشان میشود و دیدهٔ طمع بر ایشان می دوزد البته لقمه باو خواهند داد و همین تمثیل بی مقصود این کلام باید برد یعنی
هر که مراقبهٔ اسم محیی مثلاً بکند گویا مقابل شان احیای وی ایستاد پس مقتضای کرم او سبحانه آنست که البته از
شان احیای اثری بآن شخص ارزانی فرماید سوم عنایتی خاص از حضرت حق بیانش آنکه بندهٔ برگزیده چون
کاری از کارهای خدا بخوبی سرانجام میدهد مستحق دو چیز میشود یکی اجر دوم انعام اجر هر چند بی پایان بود لیکن بمنزله
مزدوریست و مترتب بر آن کار و مناسب آن و انعام بمنزلهٔ خلعت فاخره است که سبب بخشش رضای مولی است
انسان چون بآن فائز میگردد و امتیاز هر دو کما ینبغی می نماید مثال انعام مستجاب الدعوات شدن یا وجاهتے

در ملأ اعلی و غیرهم یافتن است و آن انعام چیزی می بود که در هر کار کارآمدنی است و در بهشت رویت انعام
است و حور و قصور و غلمان اجرت قال الله تعالی لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ تفسیر زیادتی رویت
است بموجب روایات صحیحه و مورد فیض دو درجه اخیره هیات وحدانی انسانی است و عنصریه و لطیفه در درو
وی فیض خصوصیت ندارد و بیشتر انیست که منتهای کمالات رسل اولوالعزم بشان جامعیت حضرت ذات
است و اصلاح عموم اجزای ناس و تمام اجزای انسانی بهیات وحدانی مقصود اصلی اهل این کمالات است لهذا
مو[illegible] بعض این دو درجه هیات وحدانی پیدا باشد باز مراقبه حضرت ذات است باعتبار ظهور حقیقت کعبه و آن
مسجودیت حضرت ذات است مر خلائق را و نیعنی بی جهد است و ثمره [illegible] این مراقبه در سائر امین معظم
بودن است بحقانیت و اهل حق او را بتعظیم بسیار کنند و موجب رضا و خوشنودی او تعالی دانند و از همین است
که بخاطر بعض از اصحاب گذشته بود که بنا بر سبب [illegible] را سجده باید کرد و حضرت آدم صلوات الله علی نبینا و علیه
مسجود تمام ملائکه گشتند و قبله آنها شدند و حضرت یوسف را علیه السلام معظمان الیشان که ابوین و برادران
بزرگ بودند سجده کردند باز مراقبه حضرت ذات است باعتبار ظهور حقیقت قرآنی ازلی و منشأ آن مبدأ وسعت
بیچونی اوست [illegible] التصور وسعت بیچونی باید کرد بطریقش آنکه وسعت ذات پاک باعتبار ظهور را فعال
ما بطرزی دیگر ذهن نشین نمایند اما باعتبار ظهور افعال پس چنان ملاحظه نمایند پس هر حرکتی که در عالم
ظاهر میشود همان است محرک بحقیقت پس اگر پای مور جنبش می نماید از واست و اگر فلک الافلاک
گردش میکند به تحریک او میکند و اگر بمیل و طریق تحریک او را خواهیم که دریافت کنیم بجز آنکه بیچون و بیچگون گوییم
و لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ را تلاوت نماییم امری دیگر نمی یابیم پس چنانکه افعال او وسعتی دارد که تمام عالم را فرا گرفته
همچنین بیچونی او را نیز وسعتی باید فهمید و این بیان شمه ایست از وسعت بیچونی او ثانیاً اثری از وسعت بیچون هر کلام
باید شناخت کلام به سبب آنکه حاکی هر چیز است وسعتی دارد که معدومات و موجودات را گنجایش میکند و بسبب
آنکه اثری از خواص محکی عنه دریافته نمی شود بیچون توان گفت و قرآن مجید بسبب اشتمال وی بر حقائق
عالم و مهیمن بودن وسعتی دارد پس عریض و طویل که علم بشری به منتهای آن رسیدن متعذر است و چونکه ظهور حقیقت
ازلی از وست بیچون است و از بیچونی اوست که با وجود تالیف وی از حروف و کلمات متداوله عرب ترکیب

بیان آن نمی رسد و الله اعلم بحقیقة الحال

تکمله در بیان سلوک ثانی راه ولایت

و آن مشتمل بر یک تمهید و یک مقصد است

تمهید طالبان ناقهم چون بمقام معرفت ذات میرسند و سلوک متعارف را باختتام میرسانند چنین دانند که ما نیز بهمان مقام اولیای عظام مثل حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجه بزرگ نائب رسول الله حضرت خواجه معین الدین چشتی و حضرت قطب الاقطاب حضرت خواجه قطب الدین بختیار کاکی و پیشوای شریعت و طریقت حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند و حضرت امام ربانی قیوم زمانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی وغیرهم قدس الله تعالی اسرارهم اجمعین شدیم و این مغلطه ایست صریح و عقیده ایست نهایت قبیح زیرا که درینمقام ممکن که اهل خذلان و بطلان هم رسند و چون درینمقام رسائی انها هم بالفرض ثابت شده این مرتبه انتهای کمال اساطین بارگاه قبولیت ایزدی و سلاطین ممالک عنایت سرمدی بود آن فهمید **شعر**: وَسَوْفَ تَرٰی اِذَا انْکَشَفَ الْغُبَارُ ۔ اَفَرَسٌ تَحْتَ رِجْلِکَ اَمْ حِمَارٌ ۔ پس سلوک متعارف بوجهیکه در این کتاب محرر شده اهل خذلان و بطلان را درین رسائی میسر نیست زیرا که اکثر اشغال آن ممزوج بآداب شرعیه و تعظیم شرع شریف است لیکن اینجا بیان حال نفس آن اشغال قطع نظر از مزج آداب شرعیه است پس حقیقت این است که بلا ریب وصول به معرفت ذات حاصل شده لیکن رد و قبول چیزی است ورای این وصول مردودان درگاه الهی باینمقام رسانیدن بمثابه آن است که قزاقی مساعی بکار برده در ارک شاهی رسیده نزدیک است که گرفتار غضب سلطانی شود اگر از فعل شنیع خود تائب نشود و زوال اثر بغی و عناد که مقابل حکم سلطانی کرده مبرهن محکمه عدالت سلطانی نگردد و همین ست حال طالب غیر متدین که بمقام معرفت ذات رسیده آری چیزی عظیم و امری فخیم است در حق طالب متشرع که فی الحقیقت ابتدای ترقی و کمال ازینمقام است و این مرتبه بمنزله ابجد خوانی است و مراتبی که از ابتدای ذکر تا اینجا شده در کمالیکه مطلوب و مقصود است محسوب نمی تواند شد و حقیقت این امر در ضمن تمثیلیکه مندرج افاده آینده است باحسن وجوه ان شاء الله تعالی واضح خواهد گردید پس لابد که این

سالکین با نگاه قبولیت ایزدی را سوای سلوک متعارف ترقیاتی متعالی هست که بسبب آن ترقیات مقامات زمره مقبولان میگردیده بلکه بسبب اختیار ایشان در همان مقام است ترقیات از سایر مقبولان حاصل نموده نمیشود همان ترقیات را با سلوک ثانی مسمی میکنیم القابیکه در زبان صوفیه برای این مقامات مقرراست مثل مقامی ان قطب ارشاد است که واسطه افاضت رحمت الٰهی هرچه فائض بود بواسطه او میباشند واکثر ناواقفان که اعتبار در سلوک اول وثانی نمیکنند لکن از سلوک ثانی بی خبر محض اند میدانند که بتمامی سلوک اول کمال تمام میشود ونمیدانند که انتهای اول ابتدای سلوک دیگر است که مقصود اصلی همان است واحیانا بعضی مقبولان بارگاه الٰهی بدون سیر سلوک اول بمدارج سلوک ثانی ممتاز میفرمایند مثالش چنانکه اینست که شخصی خدمت محض بهمت را که از حضور بادشاه در وراست دوام سلطانی رسیده بود بانصرام آن اوامر آن جنابان کوشیده که بلقب نایب سلطانی وقدوسیت بارگاه سلطانی مشهور شد و عام رعایا ولشکریان شده مغبوط بسیار اند مقربان حضور که همه وقت این چنین شخص را حضور میسر خواهد آمد بعزتی وامتیازی فائز خواهد گردید که اکثر سالکان سلوک اول را حصول آن متعذر است واحیانا در سلوک اول مدارج سلوک ثانی حاصل میشود واین چنین شخص در سلوک اول سالک اصطلاحی صوفیان است وباعتبار مدارج سلوک ثانی حالش مانند آن شخص صاحب عقل وهمت است که پیش از چنین ثمره از ماجرای او رفته وسببش خلوص نیت وصفائی طویت بر شرع شریف است که اشتغال سلوک اول را محض تعبد وتشریع اتباع اگر وجه الله تعالی مینماید هرقدر که نیتش در این کار صافی تر حصول مدارج سلوک ثانی سریع تر والله اعلم بحقیقة الحال سلوک ثانی هرچند مقصود شرع ومبین قرآن وحدیث است لیکن بطرز اول مضبوط نیست بنا علیه بطرزی مضبوط وملخص کرده نوشته میشود بعون الله تعالی وحسن توفیقه

مقصد در بیان سلوک ثانی راه ولایت

باید دانست که در راه ولایت دو سلوک مترتب است اول بضبط وربط مدون است وثانی منضبط نیست باوجودیکه اصل مقصود منتهای همین سلوک است علی الدوام اهل ولایت آن سلوک کرده اند وآنرا سیر فی الله نامند واحیانا بر نا واقفان بسبب عدم انضباط ثانی هر دو سلوک نزد ایشان مشتبه میشود هریک را ممتاز از دیگری نمیدانند بنابرآن تمثیل هریک باید شنید تا هر دو باهم ممتاز شوند وواضح گردد که اصل مطلوب موقوف بر

بادشاه بسیار سرگرم و چالاک مانده و در آمد و رفت دربار و سیر و شکار و اقامت حضار دربار تکاسل و تغافل
ننموده و رزد مبادا بداغ کاهلی در آن دربار روانه گردیده از نظر اعتبار افتاده لائق حضور پادشاه نماند و اینمعنی منجر باخراج
از آن مقام گردد و نیز خبردار باید شد که ارضا حسب مرتبه متفاوت میباشد ارضای وی تا وقتیکه در وطن خود بود
همین قدر است که دزدی و قزاقی و بغی و امثال آن بعمل نیارد و اگر مال گذار است مال را البته سرکار را بلا حیله و تکرار
ادا کرده باشد و چونکه باینمقام رسد پس رضای وی آنست که رعایت حقوق و آداب و تعظیمات شاهانه کما ینبغی
بجا آورده باشد و بذل اموال خطیره را در رضامندی اهل آنمقام مثل گذرانیدن نظور و تواضع و اهدای تحف و هدایا
برابر خس و خاشاک شمارد و رضامندی آنها را بهتر از جان و مال خود پندارد و حاضرباشی را مراتب است مثلاً
ساکنان دارالخلافت من وجه حاضر سلطنت اند و حاضران قلعه خاص فوق از ایشان و ملازمان دیوان خاص فوق
از آنها و آنانکه مستعد خدمت پس در و دیوار ایستاده میمانند زیاده از ایشان و آنانکه روبروی میباشند فوق ایشان
وکسیکه بحضور ایستاده نگاه خود را بر چهره پادشاه مقصور ساخته هرگز بجانب دیگر التفات نمینماید بالاتر همه ایشان
پس ازین مراتب مرتبه اعلا را اختیار کرده آنقدر مواظبت کند که در دل پادشاه الفتی بوی پیدا شود و قدر
و وقع وی در دل پادشاه جاگیر دو معلوم پادشاه شود که این شخص نهایت محب و فدوی منست و باین وسیله
او را اقامت آنمقام میسر آمده چه هرگاه همیشه با پادشاه نگاه دوخته خواهد ماند و التفات پادشاه بسوی وی معلوم
اهل دربار خواهد شد و خود اهل دربار هم از وی رضامند خواهند بود ماندن او را در آنمقام جائز خواهند داشت
بعد اطمینان از اقامت آنمقام او را لازم است که علی الدوام حاضر ماند چهره پادشاه را کما ینبغی بغور و تامل ملاحظه
کرده باشد و وقائع و اخبار که در دربار میگذرند آنرا هم شنیده حقیقت چهره پادشاه را که بعد هر خبر خوش یا ناخوش چگونه
متغیر میشود بدقت و امعان دریافت نموده اوضاع تغیرات را سپرد قوت حافظه خود نماید و بعد هر تغیر حکمی بانعام
یا به تعذیب و سزای یا صلح و جنگ یابند و بسا که از حضور پادشاه صادر گردد آنرا هم دریافت کند و در این
وقائع و اخبار همه کارهای خورد و بزرگ را نگاه دارد در اخبار خوش از خبر صحت غلامی ذلیل گرفته تا مژده صحت
وزیر اعظم و در اخبار ناخوش از مردن ستوری گرفته تا وفات وزیر اعظم و علی هذا القیاس از گرفتار شدن کیسه
بری گرفته تا گرفتار آمدن دشمن زورآور صاحب ملک و لشکر و از غارت شدن روستای در صحرای دور

در آن تا هجوم دشمن بر قلعه خاص یا بجا اجالاً آنرا قصد کند و بسا چیزها پیدا شده که بران جزای یا سزای واده مترتب
میگردد و بنابران تغیر چهره بادشاهی در آن چیزها استفادت نمی‌شود و بس نمی‌نماید که در چیزی واقعه تغیر چهره انجام
خواهد بود بلکه اگر ده بار تغیر چهره یکسان هم معلوم کند که این هر دو چیز یکسان اند تفاوتی در جزا یا سزای آن
نیست بهمین عمل مواظبت و مداومت ورزد تا که حسب دلخواه وظائف دهی بلکه مرضی شناسی بادشاه وی پیدا
شود و مرادهای بادشاه در وقائع و سوانح آگاه گردد و این آگاهی بجدی رسد که از تغیر چهره مراد بادشاه خلاف
معنی لغوی اصلی که در کلام بادشاهی است دریافت وی شود مثلاً گاهی بادشاه میفرماید که خدمتگذاری این
دزد بخوبی باید کرد و غرض آنست که این را کما ینبغی تعزیر باید داد و هرگاه ملکهٔ مرضی شناسی حاصل گردد کارها
از کارهای سلطنت سرانجام خواهد کرد عنایت شاهی اضعاف مضاعف از آنچه سابق بود بروی بخشش خواهد
آمد بی‌سعی و سفارش اهل دربار مددگار او خواهد شد لابد بجدیتی و منصبی بادشاه او را خواهد نواخت و اصل مطلوب
خود که تمام این تعب و فراز و محن و متاعب برای آن کشیده بود انشاء الله تعالی فائز خواهد گردید و من بعد
حسب حال خود بر همان خدمت مستمر خواهد ماند یا ترقیات کرده از منصب انتقال نموده بمنصب اعلی خواهد رسید
همچنین است حال سلوک دوم سالک را لازم است که بعد رسیدن بمرتبه مشاهده و اتمام سلوک اول سلوک ثانی
کند و از لوازم این سلوک است اختیار عزائم شرع در هر باب از مامورات و منهیات توضیحش آنکه اتباع شرع
شریف لازمه ایمان است و سالک را لازم که مدام متبع شرع شریف باشد و بکمال اتباع شرع مقدس سلوک اول
را با تمام رسانده و در سلوک ثانی عزائم شرع را کما ینبغی مستحکم گیرد و این عزیمت گاهی از دل میبود و گاهی از جوارح
مثلاً ادب مصحف اینقدر که بی وضو مس نکند لازمهٔ شرع شریف است هر مسلمان را باید که بی وضو مس نکند و سالک
سلوک ثانی را آداب زائده باید و آن نیست که در وقت گرفتن مصحف متوجه بکار دیگر نشود و با وضو با ادب نشیند
و در دل خود عظمت کلام الهی را حاضر ساخته و از آن بعظمت مصحف انتقال کرده بعزت و دنائت خود را چنین نموده
قدر این نعمت عظمی را بشناسد که در دست من بیچاره دنی خسیس این چیز معظم و مصحف نفیس از حضرت حق تعالی
رسیده او است نه از خود هرگز لیاقت این نعمت نداشتم و با این قسم تصور سینه اش از فرحت مالامال شود و کمال عظمت
مصحف نصب العین وی گردد و این چنین معانی اگر خود بخود در ذهن وی آید از همه اولی و اصل است والا

بتکلف این معانی را در ذهن خود آرد و علی هذا القیاس عظمت هر هر سوره بعینه و شافع بودن آنها را بحضور حضرت
حق جل شانه یاد آرد و عظمت نماز و زکوة و روزه و حج و جهاد و سائر شعائر شرع بر همین منوال اعتقاد کرده باشد
از همین است تعظیم شرع شریف مطلقا و تعظیم کعبه و انبیا و رسل علیهم الصلوة والسلام و از عظمت است بذل اموال
و اختیار طریقه ایثار قدر زکوة بشروط خود بر هر مسلمان فرض است و بذل اموال در رضای حضرت حق جل شانه
عزیمتی است که سالک سلوک ثانی را لازم است و اهتمام نوافل تمام مثل تهجد و غیره نیز از همین باب است و
اجتناب منهیات را هم بزرگی دیگر بر خود لازم شمارد تا که از ارباب عزیمت شود مثلاً وسوسه زنا اگر بخاطرش گذرد
آنچنان متنفر شود که گویا نجاست برای خوردن پیش وی نهاده اند و بر همین قیاس باید کرد تمام منهیات را دیگر
سالک این سلوک را باید که در ادای حقوق انبیا و اولیا بلکه سائر مومنین و تعظیم ایشان کوشش بلیغ کند که همه
ایشان ساعی و شافع وی شوند و سعی و شفاعت انبیا و اولیا ظاهر است اما سعی هر مومن پس دعای خیر است پس
به توقع دعای خیر که کارآمدنی در این مقام است تفقد و خاطرداری هر مسلمان کند و همه حقوق و تعظیمات در اتباع عزائم
شرع شریف موداً میشود چنانچه به نزدیکی دانسته شد و قرآن و سور آن و کعبه و نماز و روزه و غیرها همه آنها مرتبه شفاعت
دارند پس همه آنها را از خود راضی سازد در مرتبه رضای اینمقام از بیان سابق واضح گردید و اصل و مدار این سلوک
مراقبه وجه الله است و معنی وجه الله مناسب نعمت توجه حق تعالی است یعنی بسوی بنده و آن را از آثار رحمت دینیه
باید کرد و آثار رحمت بموجب مقتضای کریمه اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ هر جا موجود است مثلاً اگر بنده در حال
چشم و بینائی خود غور کند بالیقین داند که این نعمت عظمی مرا محض بجهت وجه الله است یعنی حق تعالی بر حالش
متوجه شد و رو بسوی وی آورده که این نعمت او را حاصل گشته والا این بنده بیچاره بوجهی من الوجوه استحقاق
آن نداشت و استدعای آن نکرده بود و خواهش و تقاضای آن اصلا در وی متحقق نشده و نه احدی شافعش به
بخشیدن این نعمت عظمی بحضور حق تعالی گردیده و نه این رسانده محض توسل بچیزی نموده پس نیست این قسم
نعمت عظیمه جسیمه مگر محض بفضل شامل و رحمت کامله او جلت آلاؤه و علی هذا القیاس هزاران هزار نعمت است دائم
همین حال دارد بلکه فی الحقیقت هر چیز که در عالم موجود است اگر بخوبی در آن غور کرده آید هویدا شود که همه آن
در حق این بنده نعمتی است [illegible] القدر پس هر چیز از فلک و ملک گرفته تا خس و خاشاک نعمت برای او است و

از نعم هر یک را تخصیص فرموده همین شانرا که تبع رحمت کامله لا الغرض هست بوجه الله مسمی کرده شده و آثار وجه الله
تمام نعم ظاهره و باطنه اند که لا الغرض خالص شده اند و وجه الله از همین آثار شناخته میشود و مقابل آن وجه العبد است
یعنی رو آوردن بنده بسوی خدا جل شانه و بیانش آنکه هر بنده مومن خواه دنی الهمت باشد خواه عالی همت
بنا بر تحصیل چیزی عبادت حق میکند و اوامر او بجا می آرد اما دنی الهمت پس بنا بر خوف نار و طمع جنت و اما عالی همت
پس بنا بر تمنی حصول عزت و وجاهت عند الله و دخول در زمرهٔ اهل اصطفا و اجتبا و انسلاک در سلک ملازمان
خاص ذوی الاعتبار هر چند خلاص از نار و فوز بدرجات جنت بر حصول عزت مذکوره یقیناً مترتب میشود بلکه
از توابع و آثار آن است لیکن ارباب همت عالیه را باین امور التفات نمی باشد بلکه تمام همت ایشان همان
انسلاک در سلک خاصان است و بس پس اما بعد در دل هر یکی ازین هر دو فریق التقی والنقی با خالق خود
حادث میگردد و روز بروز افزون میشود تا اینکه در حق بعضی بندگان شده شده تمام مراتب تمنی و طمع و خوف نه
دلش محو و منسی میگردد و محبت و الفت حضرت حق آنچنان در دلش مستحکم می نشیند که اوامر را بجا می آرد و حصول
تمنی مرتبه از مراتب قرب و ثوابی از ثوابات جنت هرگز بخیالش نمیگذرد و هر چند حصول عزت و اعتبار بر آن
قطعی و یقینی است چنانکه حصول ثواب بر حصول عزت و اعتبار فاما در ادای اوامر از خاطرش تمنی حصول عزت
و اعتبار و تصور ثواب بالکل میرود و همچنین از منهیات پرهیز می نماید و صرف منع او تعالی ملحوظ میدارد و هر چند
محفوظ ماندن از ذلت در ملأ اعلی و سقوط از مراتب اهل عزت و اعتبار و نجات از عذاب نار مقرر بران مترتب
فاما این بنده را هرگز متخیل نیست محض رضا و نارضای حق تعالی مقصود وی گشته همینکه میداند که در بجا آوری
اوامر حق رضای اوست آن رضا را بهتر از هزاران ترقیات در مدارج قرب و عزت و درجات ثواب جنت در
حق خود می شمارد و هر گاه نارضامندی او تعالی در کاری تصور میکند آن نارضامندی را بدتر از هزاران مذلت
یعنی سقوط از مراتب اهل عزت و اعتبار و دخول در زمره اذلا بلکه بدتر از هزاران عذاب دوزخ می پندارد
پس چنانکه وجه الله توجه رحمت الهیه است بسوی بنده لا الغرض همچنین وجه العبد رو آوردن بنده است
بسوی خدا تعالی محض بنا بر رضای وی بدون تمنی مرتبه از مراتب عزت و وجاهت و اعتبار و بی توقع از حصول ثواب
جنت و نجات از عذاب نار و همانا که بهمین مضمون اشارت است درین آیات أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ وَوَجَدَكَ

ضالاً فهدیٰ و وجدک عائلاً فاغنیٰ این هر سه آیت اشارت است بوجه الله تعالی و هر سه آیت اخیره اشارت نسبت
بوجه العبد و چون وجه الله باثار آن و مقابل آن شناخت پس طریق مراقبه آن نیست که نظر خود را بهمان نعمتها که
نشان رحمت الغرض است متوجه سازد و علی الدوام نگاه خود را بآن دوخته بالتجی سائل بزبان حال و قال
باشد که هرگاه اینقدر نعم جلیله بمن یا بر غیر من بی استحقاق داشته عام رحمت فرموده پس فلان نعمت عطا
فرما هر چند جلیل و خطیرست و من نهایت نالائق و عاجز نا. انعام عام ترا هیچ نمی باید و موقوف بر هیچ امر
نیست و این مراقبه گاهی بلا جهت میباشد و گاهی مقید بجهتی از فوق یا تحت موافق توجه باطن مراقب
متصور میگردد و بسبب این مراقبه عنایت خاصه از جانب حق تبارک و تعالی متوجه حالش میشود و عنایت
خاصه را صورت خاص میباشد مثل خلقت حضرت آدمؑ با آنکه تمام مخلوق از قدرت حق تعالی آفریده شده
اما چون عنایت خاصه در خلق حضرت آدمؑ مصروف شد صورت خاصه آن بظهور پیوست و بهمین خصوصیت
اشارتست در قول حق تعالی که خَلَقْتُ بِيَدَيَّ و همچنین است اختصاص حضرت ختم المرسلین به
معراج و اختصاص حضرت موسیٰؑ بکلام بر کوه طور و بسبب همین عنایت خاصه عظمای بارگاه ایزدی بتمامه
ازوی راضی میشوند از مقام در انجا مانع نمی شوند و بعزت و وقار او را جا میدهند پس برین مراقبه التزام عزائم
شرع شریف و ارضای عظمای بارگاه الهی مواظبت و مداومت ورزد و این بمثابه ارضای اهل دربار
و ملاحظه چهره بادشاه است فاما بادشاه را بسبب جهل که لازمه بشریت است اطلاع بر حال و مال کسی نمی بود
لهذا باو بود حاضرباشی و خوشنودی خاطر بادشاه ازوی بجز تجویز حاضر ماندن بسبب اندیشه بدخلقی و خیانت باطنیه
آن شخص منصبی او را نمی نوازند تاکه بعد مرور زمان خوبی جبلی او به تجربه رسد و امن از طرف وی حاصل آید بخلاف
عالم الغیب که علمش محیط ظاهر و باطن هر کس و ناکس است در آن بارگاه بمجرد یکه مراقبه وجه الله از بنده بخوبی
سرانجام یافت و کما ینبغی درست شد و مقبول بارگاه ایزدی گردید و حقیقت باطن بنده خود در انجا هویدا است
پس نوری مقدس ازلی که در ازل نصیبه هر مومن مقدر شده بوی مرحمت میشود و آن نور تخم عقل است و
عقل ثمره آن و ایمان ثمر آن و آیه رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا به همین نور اشاره میفرماید پس این مراقب وجه الله
مر آن نور مثل ستاره تابان ادور نمایان میگردد و آهسته آهسته نزدیک میشود تا که بر پیشانی مقام سجده گاه رسیده

در تمام بدن ساری شود و مانند نور بصری که مدرک الوان و ضوء است خاصه آن نور دریافت مرضیات حق تعالی
است مانند شجاعت که برای انصرام جنگ مخلوق است و سخاوت که برای نفع رسانی خلائق مجبول است این نور
برای دریافت رضای او تعالی است و طریقش آنکه هرگاه قصد کاری خواهد کرد یا به امری متوجه خواهد شد تغیری
نمایان در تجلی که محاذی کمال اوست پیدا خواهد آمد و این قسم تغیر خواهد بود که از آن رضا یا نارضا را توان فهمید بعض
اشخاص آنچنان میباشند که معاملهٔ ایشان از قلب تجاوز نکرده و ایشان را از همان راه بر رضا یا نارضا آگاه میسازند
مثلاً هرگاه قصد عملی کنند که کار معین بعمل آرند اگر رضا بآن متعلق است بشاشت و انشراح در قلب ایشان و فور
رغبت بسوی آن کار در دل ایشان پیدا میشود و اگر نارضامندی بآن متعلق است ساحت و انقباض و نفرت
در صیدلی الاحق بحال آنها میگردد و آنانکه بحال ایشان تجاوز از قلب کرده است و بمقامات عالیه رفیعه رسیده
انبیسا ایشان رضا و نارضای حق جل و علا را بسبب حدوث تغیرات در تجلی که محاذی کمال ایشان است دریافت
مینمایند و این تغیر که در تجلیات حادث میشود ذات پاک حق جل و علا از آن منزه و مبرا است تفصیلش آنکه
آثار رحمانیه که از ذات پاک بیچون و بیچگون صادر میشود در آن آثار تغیری اصلا نمیشود چنانکه الآن کما کان
وصف ذات همچنان بنسبت آن آثار هر یک وصف است که از ازل تا ابد آگاهی در آن تغیری نیست و اما
بنسبت خاصه پس تغیری میشود مثال این تغیر و عدم تغیر آفتاب است آفتاب بیک وضع و بر یک حالت است
و آثار وی حسب استعدادات اشیا نهایت مختلف و این اختلاف مقتضی اختلاف ذات یا وضع و مکان
آفتاب نمیشود در وقتی که اثر خاص از وی مطلوب خواهد شد بنابران وضع و مکان وی مبدل خواهد گردید
و تقریب بمنزل مقصد خواهد رسید همچنین برای ظهور آثار خاصه تبدل و تغیر میشود این تغیر در ذات پاک وی نیست
تعالی شانه عین ذاتست بلکه ظهور و تجلی آنرا بصورت خاصه میباشد در آنصورت تغیر پدید می آید و این تغیر در ذات
نیست و مثالش انسان است چه آنکه تعبیر بمن است این جسم عنصری نیست زیرا که بعد موت جسم موجود می بود
و احکامیکه بر انسان مرتب میگردید همه مبدل میشود پس حقیقت انسانی که اشاره الیه بمن میباشد بواسطه این جسم
عنصری مستور و مخفی گشته و با وی اتحادی پیدا کرده که معامله با جسم میشود و منسوب بآن حقیقت میگردد مثلا میگوییم
من نزد زید رفتم و پیوسته با وی نشستم و او را چنین و چنان کردم و همین که انسان فوت شد با وجود بقای جسم

بر حال خود هیچ حکم از احکام مزبوره بران جسم نمی توان کرد تا وقتی هیچ کس نخواهد گفت که تنزه ذاتیه زخم و بوسه باوی
شد ستم ذات منزه آن بیچون و بیچگون همچنین در صورتی و لباسی مستتر شده نمایان نگردد و معتقد مفرق است
که حقیقت انسانی متاثر جسمی نمیباشد پس نمیتوانند که بواسطه هم دیگر احکام خود را جلوه دهند حضرت حق جل شانه
مقید به هیچ صورتی نیست بر اطلاق خود باقی است هر صورت که بخواهد کند مظهر خود گردد به آن صورت تغیر
نمیشود و ازینجا واضح شد که بنده را با خالق خود معامله از نصوص دارد و پیش می آید فاه ازان ذات
دورتر میباشد پس این بنده با کمال ارشاد از رضای حق تعالی در هر امر معلوم میشود و متوهم نگردد که احکام شرعیه
منقوض و متبدل خواهد شد زیرا که احکام شرعیه بدان طور است که از شارع ثابت شده و این رضا و رضا در
امور مباحه پیش می آید مثلا معلوم این بنده خواهد شد که این وقت مقام فلانی رفتن موجب رضای حق تعالی
است و بجای فلانی رفتن گو مباح شرعی بود منتج رضامندی او تعالی نخواهد شد و علی هذا القیاس در
هر امر او را بصیرتی حاصل خواهد شد و این دریافت از کوشش و اجتهاد نیست بلکه بمنزله دیدن از چشم ظاهری
است و سالک را چون این کمال دست میدهد بمرتبه مکالمه فائز میشود و وی من وجه کلیم الله میشود و کلام حقیقی
درمیان نباید چه فهمیدن مدعا و مراد از اشارات و امثال نوعی از کلام است و گاهی کلام صریح هم میشود
بخلاف مدلول کلام مراد و مدعا را هم دریافت میکند و هرگاه این بنده کامل بر رضای حق تعالی مطلع شده
کاری بموجب آن رضا سرانجام خواهد داد و کارگزاری او بر منصه ظهور جلوه خواهد گرفت عنایت الهیه
بوفور و کثرت بر حالت بجوش خواهد آمد و عطاهای آن بارگاه خود شافع و ... و مستند و محل دیگر کارگزاری
شخصی کار آمدنی مخالف حکمت است مقرر او را بخدمتی عزت خواهند بخشید و آن خدمت ... حال وی خواهد
بود من بعد او را توقف و استمرار بر همان خدمت خواهد ماند یا از منصب عالی تر ترقی کرده بمنصبی رسد که فوق آن
منصبی برای وی نباشد و درین مقام اهل ولایت را بر تو ثبوت دست میدهد اگر برسانیدن امور بدیگران منکشف
میشود مامور نباشند و اگر برسانیدن آن مامور شوند پس به پرتو رسالت ترقی مینمایند و اگر با وجود آن بمخاصمه مقابله
هم حکم شود به پرتو اولو العزمی مقرر میگردند و درین مقام بعضی خلیفة الله میباشند و بعضی خلیفة الله نمیباشند خلیفة الله آن
کسی است که برای انصرام جمیع مهام او را مقرر کرده مانند نائب سازند و هر که این چنین نباشد پس وی خلیفة الله نیست

اگرچه امثال کاریکه از دست خلیفة الله سرانجام میشود از دست دیگری سرانجام میکنانند فاما آن دیگر خلیفه نمی
باشد آری صاحب خدمت بلا ریب می بود و مثالش بظاهر آنست که گاهی بادشاه کار وزارت را از خواص
خود میگیرد پس آن خواص هر چند کار وزارت را سرانجام داده فاما وزیر نشده و این مقام نهایت راه
ولایت است و راه ولایت بعد آن هیچ کمالی نیست والله تعالی اعلم

باب چهارم در بیان طریق سلوک راه نبوت

وآن مشتمل بر شش افاده است

افاده ۱ طالب راه نبوت را بعد تهذیب اخلاق و ملکات قلبیه و ادای عبادات شرعیه بطریقیکه در باب
ثانی معلوم شد اول چیزیکه لابدیست رسوخ قدم در مقام توبه است تفصیلش آنکه اول طالب این طریق را باید که منهیات
شرعیه را خواه از قبیل اعتقادیات باشد خواه از قبیل افعال و اقوال خواه از قبیل اخلاق و ملکات خواه از قبیل
افراط و تفریط در عبادات اینهمه را از کتاب و سنت تنقیح و تفتیش نماید اگر خود عالم بکتاب و سنت است فبها و الا
از علمای محدثین استفسار کند بعد از آن انعام حضرت حق و تربیت جواد مطلق که در بارهٔ این ذره بیمقدار مبذول
شده بار بار بملاحظه بست و تصور درست در ذهن خود مستحکم سازد و کمال عجز و احتیاج خود را بسوی آن بی نیاز
روبروی بصر بصیرت خود مرة بعد اخری پیش آرد بعد از آن در خلوت نشسته در نفس خود ملاحظه نماید که ناخوشی
مثل این منعم حقیقی و بی نیاز تحقیقی در حق مثل این عاجز بیمقدار که از سر تا پا احتیاج در احتیاج است چه قدر
منکر و مستقبح است و این معنی را در ذهن خود چنان مستحکم سازد که عظمت ناخوشی آن منعم حقیقی در ذهن او قرار
گیرد حتی که اگر وقوع آن ناخوشی را تصور نماید او را حالت قشعریرت پیش آید باز از صمیم قلب چنان اذعان
نماید که همه منهیات شرعیه موجب همین امر میشود که از تصور وقوع آن مو بر تن می خیزد باز این امر را در ذهن
خود مستحکم سازد حتی که قبح این منهیات عقل و قلب او را فرا گیرد و در باطن او بنسبت آن منهیات خوفی و دهشتی
پدید آید حتی که صدور آن منهیات را از خود بجای وقوع خود در تهلکه جان و مال و آبرو از ته دل شمارد بعد از آن
عظمت قرآن مجید و فرقان حمید را تصور نماید و از صمیم قلب خود ملاحظه کند که این صفتی است از صفات ازلیه
ربانیه که آنرا بعالم امکان بهیچگونه مناسبتی نبوده حضرت حق جل و علا محض بعنایت خود در کسوت زبان عربی همان صفت

ازلی و کمال ذاتی خود را انزال فرموده همو را واسطه فیما بینه و بین العباد گردانید تشبیهش آنکه پادشاهی عظیم القدر
دستار خود را بگیرد و یک طرف او را بدست خود نگاه دارد و جانب دیگر را بدست فقیری مفلس عاجزی بی مایه که
هرگز لیاقت التفات پادشاهانه نمیداشت دهد و او را امر فرماید که هرگاه ترا حاجتی پیش آید همین دستار را حرکت
دهی در همین درجه بحاجت خود متنبه سازی که فی الحال بسوی تو توجه خواهم نمود و عنایت خود مصروف خواهم
ساخت پس اگر در حال این فقیر نیک تأمل کرده آید از قانون ادب فی الجمله مسافتی دور دیده شود و وابستگان
گفته شود که اگرچه بظاهر در دست آن فقیر یک جانب دستار است لیکن فی الحقیقت در دست او خود پادشاه
در پادشاهت اوست القصه عظمت این کلام پاک در ذهن او بحدی مستحکم نشیند که هرگاه نظر بسوی مصحف میکند و
تعلق آن کلام پاک را با آن مصحف ملاحظه می نماید بصر او از نظر آن مصحف خیره میشود و سینه او بسبب عظمت آن
کلام پاش پاش میشود و باز اگر این ملاحظه میکند که آن کلام پاک بواسطه مصحف در قابوی من است هر وقت که میخواهم
بشنوم او را بر زبان خود بی کلفت می آرم و هر وقت که قصد کنم بدون بذل مال و نفس دست خود را باو رسانم و او را
بر سینه خود نهم البته او بسبب این ملاحظه بر حال خود تعجب و حیرت دست دهد تشبیهش آنکه یاقوتی درخشان بدست
مفلسی کم مایه افتاده باشد پس اگر او را می بیند نظر او بسبب درخشانی آن یاقوت خیره میشود و اگر افلاس و دلکم
مایگی خود را ملاحظه کرده مالکیت خود را بران یاقوت تصور کند در باره حیرت و تعجب سرگردان میشود و چون عظمت
این کلام پاک در ذهن او کما حقه قرار یافته و شناخت ارتباط خود را بسبب همین کلام پاک بجناب آن صمد بی نیاز
منسوب فهمید باید که عزم توبه کند و طریقش آن است که قومی را از امام متبرکه اختیار کرده مصحف مجید را همراه خود گرفته
در مکانی خالی داخل شود و الحاح و نیاز بیش از بیش بجناب رب العالمین بجا آرد که بار خدایا من بهمه وجوه عاجزم
و تو بر همه چیز قادر توبه که قدم اول راه نبوت است بمن عنایت فرما و عنایات بی غایات خود را ملاحظه فرما نه عدم لیاقت
مرا که استعداد و لیاقت هم بدست تست **شعر** تو چون ساقی شوی در و تنگ ظرفی نمی ماند ÷ بقدر بحر باشد وسعت
آغوش ساحلها ÷ بعد از ان صلوة التسبیح بنیت تکفیر سیئات و حصول حقیقت توبه بکمال خضوع و توجه قلب و تا که
غربت بگزارد و در اکثر ارکان صلوة دل خود را بسوی طلب تکفیر سیئات و حصول حقیقت توبه متوجه دارد بعد از ان
همان انعامات حضرت حق و شدت قبح ناخوشی او و کمال تنفر از منهیات شرعیه ملاحظه نماید اگر حالت مرقوم الصدر

در باطن پدید آمد و ظاهر و باطن او را فرا گرفت و تمام خیال و قلب و وهم او در همان حالت فرو رفت پس همه او لااین امر را بر روز دیگر حواله کرده مراجعت نماید باز روز دیگر همچنین کند تا که همان حالت رو دهد بعد ازان در اثنای همون حالت عظمت کلام مجید و وثاقت ارتباط او را در میان خود و در میان رب العزت ملاحظه نماید و وقتیکه عظمت آن کلام پاک و وساطت او فیما بین الرب و عباده سینه او را مالامال سازد و سرور و ابتهاج بملابست آن کلام پاک کاسه سر او را پر سازد پس نظر یکه ممزوج بکمال تعظیم قلبی باشد بر مصحف مجید انداز د و بگوید که بار خدایا اینکلام پاک ترا در حضور تو شفیع خود ساختم و وسیله خود گرفتم و باین حبل متین تو خود را محکم بستم بعد ازان اتباع عزائم شریعت و اجتناب منهیات آن بنسبت این طالب که تمسک برخص بلا ضرورت نیز در حق او از جمله منهیات است مجملا ملاحظه کرده عقد تو به کند تصویرش آنکه چنانکه شخصی التزام ایقاع فعلی یا اجتناب از چیزی بر ذمه خود میکند و بجهت وثوق آن التزام قسم احب اشیا بر آن یاد میکند مثلاً اگر مومن پاک است قسم حق تبارک و تعالی یاد می کند و اگر احب اشیا نزدیک او فرزند یا مال یا آبرو یا جان خود است قسم همون چیز یاد میکند و اگر عاشق است قسم معشوق خود یاد میکند البته نزدیک یاد کردن این قسم مغلظ هیجی بر ایقاع آن فعل یا اجتناب ازان امر از ته دل او مثل تیغ فولادی میخیزد و با کلام او مختلط نمیشود که او را عقد یمین میگویند همچنین همت قویه از ته دل خود بر آورده و بقرآن مجید توسل کرده بزبان خود بگوید که بار خدایا بر عنایت تو توکل کرده اتباع شرع را بر خود لازم گردانیدم و جانب شرع را بر جانب نفس و مال و جان و آبرو و فرزند و عیال و استاد و پیر و آقا و بر جمیع مخلوقات ترجیح دادم بار خدایا من محض عاجزم و بر عنایت تو توکل کرده التزام این امر عظیم بر ذمه خود کردم پس محض کرم خود این عقد را باتمام رسانی بعد ازان او را علی الدوام بمراعات عقد تو به التفات ضرور است که در حضور ملک الاملاک که قادر علی الاطلاق و عالم السر و اخفیات و شدید العقاب و سریع الانتقام است این عقد را منعقد کرده ام مبادا که سر موی ازان تجاوز کنم و داغ نقض عهد بر جبین من علی الدوام باقی ماند بمشابه آنکه شخصی در محکمه بادشاهی عالیشان صاحب قدرت و انتقام مچلکه داده باشد که فلان چیز خواهم کرد و فلان چیز نخواهم کرد او را البته در حرکت و سکون و هر قول و فعل ملاحظهٔ آن مچلکه می ماند یعنی هرگاه که قصد هیچ فعلی یا هیچ قولی یا هیچ حرکتی یا هیچ سکونی در دل او خطور میکند او لا

اورا در میزان عقل خود می سنجد که این موافق آن نوشته است یا مخالف آن بعد ازان او را بر روی کار می آرد و نیز او را می باید که خصوصیتی زائد و مناسبتی قویه بنسبت قرآن مجید در دل خود مستحکم سازد مثل مناسبت طالب با شیخ خود مثلا شخصیکه در طریقه قادریه قصد بیعت میکند البته او را در جناب حضرت غوث الاعظم اعتقادی عظیم بهم میرسد و وقتیکه آن بیعت بوقوع می آید مناسبتی زائده بر اعتقاد سابق او را بهم می رسد که خود را از زمرهٔ غلامان آنجناب و از جماعت حلقه بگوشان آن عالی قباب می شمارد همچنین اعتقاد عظمت قرآن اگرچه بر هر صاحب ایمان واجب است اما این طالب را با آن کلام پاک مناسبتی دیگر بدست آمده بعد ازان همین توبه را بر دست عزیزیکه در اتباع کتاب و سنت و اجتناب از بدعت ممتاز دران جزو زمان از امثال و اقران باشد اظهار نماید پس قرآن مجید را شیخ حقیقی خود بداند و آن عزیز را شیخ ظاهری پس لابد که اتباع قرآن را اصل خواهد دانست و اتباع آن عزیز را فرع آن و پر ظاهر است چون فرع و اصل باهم متعارض می شوند فرع از درجهٔ اعتبار ساقط میگردد اینست تصویر مقام توبه بروجهیکه مناسب این طریق است و در عقد توبه باین وجه فوائد بس عظیمه و منافع بس جلیله است و از عمدهٔ آن حصول استقامت در توبه است تفصیلش آنکه بتجربهٔ صحیحه محقق شده که وقتیکه طالبی بر دست عزیزی بیعت می کند عنایت یزدانی بسبب وجاهت آن عزیز بسوی این طالب متوجه میشود و او را از وقوع ارتکاب معاصی و مظان ملابست منهیات بانواع لطائف غیبیه و حیل قدسیه باز میدارد و این امر بدو وجه متحقق میشود یکی آنکه آن عزیز باوجود وجاهت عند الله کامل النفس قوی التاثیر صاحب کشف صحیح باشد پس حق جل وعلا همان عزیز را بر وقوع آن طالب در مظان منهیات مطلع سازد و بحفظ از ارتکاب معاصی امر فرماید پس آن عزیز بتدبیری از تدبیرات خواه در منام خواه در یقظه درمیان آن طالب و آن قبائح حائل گردد و دیگر آنکه حق جل وعلا بسبب عنایت خود بسوی آن عزیز از غیب الغیب لطیفه بروی کار آرد که موجب حفظ آن طالب گردد و این لطیفه بوجه من الوجوه منسوب بآن عزیز شود گو که آن عزیز اصلا برین معامله اطلاعی نداشته باشد بلکه ظهور این لطیفه بروجهیکه منسوب بآن عزیز باشد محض برای زیادت وجاهت آن عزیز از پردهٔ غیب هویدا شده چنانکه منقول است که حضرت یوسف علیه السلام چون با زلیخا در خلوت

تنها شدند و آن عاشقه بته حال طامع حصول وصال گردید صورت حضرت یعقوب علیه السلام انگشت خود را
بدندان گرفته پیش روی حضرت یوسف علیه السلام هویدا گردید و باعث برهم شدن آن معامله شد حالانکه حضرت
یعقوب علیه السلام اصلا بحال یوسف علیه السلام خبر نمیداشتند بلکه حضرت جبرئیل علیه السلام بصورت حضرت
یعقوب علیه السلام ظاهر شده آن معامله را برهم زدند چون این هر دو وجه ذهن نشین شد پس باید دانست
که این هر دو طریق در قرآن مجید بر وجهی متحقق است که در هیچ یکی از ممکنات متصور نیست چه حقیقت قرآنی
امریست از امور قدسیه که با هیچ یکی از حقائق امکانیه نمی ماند چه آن متخلل برزخ است فیما بین الواجب والممکن
و وجاهت او عند الله بحدیست که کسی را ادراک آن ممکن نیست چه جای حصول آن چه این کلام از جملهٔ صفات
ازلیه و کمالات ذاتیه حضرت حق است و علاقه که درمیان صفات و ذات است ممتنع التصور است پس لابد
که عنایت حضرت [illegible] بسوی حفظ این طالب باکمل وجوه مبذول خواهد شد خواه بطریق اول خواه بطریق ثانی
یعنی حفظ آن طالب یا باین [illegible] خواهد شد که از جانب همان حقیقت قرآنی که نور مقدس است درمیان طالب
و امور منکره بوجه من الوجوه در منام یا در یقظه حیلولتی واقع خواهد شد یا باین طریق که حق جل وعلا بذات پاک خود
یا بواسطهٔ ملائکه عظام یا ارواح مقدسه بسبب برکت توسل بقرآن محافظت طالب خواهد نمود + +
افاده + ۳ + چون راه نبوت رسوخ قدم در مقام توبه بدست آورد او را لازم است که قدم همت در مقام
ذکر ایمانی و مراقبه صمدیت راسخ کند اما ذکر ایمانی پس طریقش آنست که اولاً تحقیق معانی لغویه قرآن و اذکار
منقوله و ادعیهٔ ماثوره نماید اگر خود عالم بفنون عربیه است فبها والا این امر را از محققان این فنون که
ذوی الاعتبار و اولی الایدی والابصار باشند استفسار کند و در تحصیل معانی لغویه بجز لغت عرب اول التفات
نورزد و بموشگافی متعمقین فنون ادب که خود را برای فضیلت نمائی محققین عربیه قرار داده بر جم غفیر از اهل اسلام
راه مقصود زدند مغتر نشود که آن بدعت محض و اضاعت عمر در لهو و لعب است + بیت + ترسم نرسی
بکعبه ای اعرابی + کین راه که تو میروی بترکستان است + بعد ازان خلاصهٔ این معنی و تفاصیل این
مضامین برجیکه در باب اول مذکور شد ملاحظه نماید و او را در ته دل مستحکم سازد و همراه این ملاحظه تلاوت
قرآن با اذکار و ادعیهٔ ماثوره بزبان ما بین الجهر والاخفاء در اکثر احیان شروع کند و اما جهر مفرط و اخفای

مفرط پس در بعضی اوقات مفید میباشد و اعتیاد بران چندان منفعت نمی بخشد و حد جهر مفرط از مثل اذان و تلبیه باید فهمید و حد اخفای مفرط از گوش تصور باید کرد و حد وسط از کلامیکه فیما بین الناس در محافل اہل دنیا و مجالس اہل تمیز واقع میشود قیاس باید کرد و باید دانست که مقصود از ذکر ایمانی حفظ کثرت ذکر یا مجاہدهٔ نفس یا ضبط اوقات نیست بلکه مقصود از ان حدوث ہمان حالت است که در باب اول مذکور شد لیکن دامیکه آن حالت متحقق باشد آن ذکر را ذکر ایمانی باید فهمید اما بدون تحقق آن حالت پس آن ذکر را از جمله ریاضات نفسانیه باید شمرد و بالجمله در ذکر ایمانی چندان اکثار نباید کرد که طبیعت ذاکر در ملال آرد و به خمول و کسالت انجام بلکه تدریجاً نفس را بآن مستاد باید کرد و اما مراقبه صمدیت پس باید دانست که اساس مبادی این مراقبه چنانکه در باب اول و ثالث مذکور شد ملاحظه انعامات حق و عجائب قدرت آن قادر مطلق ہست لیکن ہیجان سرور در ابتهاج و دید قصور و احتیاج و انکشاف عظمت حضرت حق و اذعان حکمت آن حکیم مطلق که مقر مراقبه صمدیت است در مبادی احوال بسبب ملاحظه نعم مشترک و تاثیرات عادیه حادث نمیشود مثلاً انزال غیث و انبات زرع هرچند از نعم جلیله است لیکن ازبسکه درین نعمت همه افراد انسانی اشتراک دارند از ملاحظه این امر شخصی عامی را حالت مرقوم الصدر حادث نمی تواند شد و همچنین خلق سموات و ارض و ایجاد اجرام نیره علویات اگرچه از اعظم آیات قدرت ظاهره و آثار حکمت باهره و علامات عظمت قاهره است لیکن چون این امور مذکوره پیش روی انسان در اکثر احیان می نماید ازین سبب بملاحظه این امور ذهن او را به کمالات حضرت حق انتقال متحقق نمیگردد لهذا بر طالب لازم است که نعم خاصه که بر نفس این یا بر امثال این فائز شد و عجائب قدرت که خلاف عادت ظهور نموده و امثال این امور ملاحظه نماید و قصه‌ئیکه مشتمل بر امثال این مضامین باشد مرة بعد اخرى بگوش ہوش خود بشنود و آنرا بار بار روبروی بصیرت خود حاضر سازد و ساعة فساعة خود را در بحر عظمت آن عظیم بالاستحقاق و در بادیهٔ انعامات آن منعم علی الاطلاق متحیر سازد تا سر رشته مراقبه صمدیت بدست آید و چون مراقبه صمدیت بر وجهیکه در باب اول و ثالث مذکور شد ذهن نشین او گردد آنرا ممزوج بذکر ایمانی سازد اگر ممکن باشد در اثنای ذکر ایمانی مراقبه صمدیت کند و الا بعضے اوقات در ذکر و بعضے اوقات در فکر صرف نماید و در مبادی حال فکر را از ذکر اہم داند و از ذکر ایمانی مراقبه صمدیت را مؤیداتی ہست که بسبب آن مؤیدات

ذکر و فکر رونق می یابد و آثار او بقوت و سرعت ظہور می نماید و از اعظم آن مویدات و اقوای او خدمت خلق اللہ
است خصوصاً خدمت یتامی و مساکین و مفالیس و انجاح حاجات ذوالحاجات و خبرگیری مرضی با بجا آوردن سعی
کردن در حق کسیکہ از تحصیل حوائج خود فرو ماند و در و از ہا می حصول مطالب بر روی او مسدود گردیدہ
بالجملہ چون مداومت بر ذکر و فکر خواہد کرد البتہ مفتاح خزائن سعادت دارین کہ حب ایمانی است باو مسلم خواہد شد و حدوث
ہمین حب علامت استکمال ذکر و فکر است یعنی بسبب حدوث ہمین حب معلوم میشود کہ ذکر و فکر بکمال خود رسید

افادہ ۳ چون حب ایمانی بکمال خود میرسد لابد کہ طائر بلند پرواز ہمت طالب براشہر اعلام این راہ
و انور علامات این طریق کہ فنای ارادات است خواہد رسید چنانچہ در باب اول مذکور شد و حصول ہمین کمال علامت
استکمال حب ایمانی است باید دانست کہ تخلیۂ نفس از ارادہ در راہ نبوت بمنزلہ شغل نفی است در راہ ولایت
کہ این ہر دو شغل اصل الاصول این ہر دو طریق است بیانش آنکہ کمال سلوک راہ نبوت عبارت از شدت
انقیاد و استحکام علاقۂ عبودیت است و پر ظاہر است کہ خود را مثل سنگ و چوب در دست مولای خود قرار دادن
و لوح نفس خود را از نقوش ارادت و عزائم پاک کردن اقصای مراتب انقیاد و اقوای مراتب استحکام علاقۂ عبودیت
است آری در بعضی احیان بعضی بندگان انقیاد شعار بسبب مداخلت عقل و تدبیر خود وجاہتی حاصل میکنند لیکن
این حصول وجاہت بر ہمین تقدیر متصور است کہ عبد عاقل تر از مولای خود باشد پس آن مولی بعضی اشیا امر میفرماید
و این عبد نصیحت شعار بذکای فطرت خود میداند کہ در امتثال آن امر کارخانہ از کارخانجات مولای وی برباد
خواہد شد پس اگر این عبد درینوقت ہم بر امتثال امر اکتفا نماید و عقل و فہم خود را مداخلت ندہد البتہ راہ ملامت
و عتاب را بر خود مسدود ساختہ باشد و اگر بحکم عقل و فہم خود دران فی الجملہ مداخلتی نماید و بسبب این مداخلت
ریبح معاملتی از معاملات وی برہم نشود پس اگرچہ شرعاً محل عتاب و ملامت خواہد شد لیکن بنا بر سعی در اصلاح
معاملات مولای خود خواہد کہ علامت نصیحت و خیر خواہی است وجاہتی در حضور مولای خود خواہد یافت
و وقتیکہ این معاملہ عبودیت درمیان بندہ نادان و جاہل درمیان مولای حکیم علی الاطلاق و عالم السر
والخفیات باشد پس آنجا جز راہ انقیاد و امتثال پیمودن خود را در مظنۂ ہلاک و عصیان انداختن است
و درینجا نکتہ ایست کہ دانستن آن درین مقام پر ضرور است و آن اقسام تخلی ارادت است پس باید

دانست که تحلی ارادت بر سه قسم است قسم اول وآن مقصود سالکین راه ولایت میباشد عبارت از بطلان خواهش و ارادت است بیانش آنکه انسان را بسبب کمال رسوخ در مقام فنا رغبت و خواهش بهمه اشیای باطل میشود و بسبب انکشاف توحید افعالی بیخ عزم و اراده منقطع می گردد پس ایشان خود را مثل چوب یا سنگ در دست تقدیر میدانند و مثل جماد از خود رفته میباشند پس گویا که خود را فراموش کرده اند قسم ثانی وآن نصیبه سالکین مبادی راه نبوت است وآن عبارت از تابع کردن ارادت خود است مر اراده حق جل و علا را بیانش آنکه ایشان از اقتضا و رغبت و خواهش و شهوت خالی میگردند و عزم و ارادت ایشان بالکل باطل نمی شود بلکه رغبت بسوی امور مرغوبه و نفرت از پیش آمدن امور مکروه از دل ایشان میجوشد لیکن بنابر طلب رضای مولای خود آن اقتضا و رغبت و کراهت و نفرت را بدون اذن مولای خود جاری نمی سازند و ارادت خود را موافق اقتضای طبیعت خود هرگز استعمال نمی نمایند و اینهمه محض برای طلب رضای مولای خود بر خود می پسندند قسم ثالث وآن حظ آن کسانست است که بمناصب عالیه راه نبوت فائز شده اند وآن عبارت از معطل ساختن ارادت خود است برای انتظار ورود امر از جانب مولای خود بیانش آنکه چون بر ارباب مناصب عالیه این راه رحمت ربانیه و حکمت یزدانیه منکشف میشود یعنی از ته دل خود شناخته اند که آنچه انسب و اولی است همونرا حکمت الٰهیه تقاضا میکند و هیچ انسب و اولی را آن حکمت فرو نمیگذارد و مثل ما بندگان منقاد را رحمت الٰهیه هرگز مهمل و معطل نخواهد ساخت بلکه آنچه انسب و اولی در حق ما بندگان است در همان امر ما را استعمال خواهد کرد و بهمان چیز ما را مامور خواهد ساخت لهذا عقول و ارادات خود را در کارخانجات الٰهیه دخل دادن محض لغو و لاطائل است پس کسیکه در زمرهٔ بندگان منقاد مثل آن مولای حلیم و رحیم و علیم منسلک باشند کار او همین است که عقل و ارادت خود را در کارخانه او دخل ندهد بلکه نظر خود را برابر چهرهٔ مولای خود دوخته منتظر امر او باشند و هیچ خدمت معینه را از خدمات مولای خود از جانب خود بر خود لازم نشمارد و شعائر خود نسازد بلکه مثل خدمتگار دوام حضوری و ملازمت را شعار خود ساخته و از اوضاع و اطوار مولای خود مرضی او شناخته دائما رو بروی نظر او خود را حاضر دارد و همیشه منتظر ورود امر او بوده باشد تا هر امریکه از جانب مولای او

صادر شود خود را در ہمان امر بکمال چستی و چالاکی در آرد ❊

افادہ ❊ سوم ❊ چون فنای ارادہ بکمال خود میرسد و علامت کمال او دخول طالب است در زمرۂ شہدا مراقبہ عظمت پیش گیرد بیانش آنکہ چنانکہ سالکین راہ ولایت اول در تحصیل ملکہ یادداشت میکوشند یعنی دوام توجہ بجانب حضرت حق و بعد ازانکہ ملکہ یادداشت در صلب نفس ایشان می نشیند آنرا ببعضے صفات ممزوج می سازند مثل احاطہ بر جمیع کائنات یا ظہور در مظاہر متعددہ یا صدور کثرت کونیہ از آن ذات منبع البرکات یا قرب و معیت وجودیہ با ہمہ طالب ہمچنین طالب این راہ نبوت را باید کہ بعد از حصول ملکہ یادداشت صفت سلطنت و حکومت را مضموم نماید و مضمون لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ لَهٗ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ را ملاحظہ کند و معیت و قرب علمی را پیش نظر خود دارد و انبساط بساط سلطنت و حکومت او را بر آسمان و زمین و بر و بحر و عمران و خراب و بسیط و مرکب و درون و بیرون خود برابر انگارد پس ہر حرکتی و سکونی کہ ازو یا از غیر او صادر شود بمجرد دیدن آن حرکت و سکون از تہ دل او این مضمون سر برزند کہ این را حق تبارک و تعالی میداند و می بیند و خود را در خلوات و جلوات بلکہ سائر حالات تنہا نداند بلکہ حال او مثل حال کسی کہ ہمراہ او علی الدوام شخصے می ماند کہ آن شخص را بنسبت آنکس ہم علاقہ ابوت و ہم علاقہ تربیت و ہم علاقہ اولات و ہم علاقہ سلطنت و ہم علاقہ آقائی و ہم علاقہ استادی و ہم علاقہ پیری و ہم علاقہ محبت و ہم علاقہ محبوبیت بہم رسیدہ باشد و محض بر قرب وجودی اکتفا نہ نماید یعنی محض اینقدر دانستن کہ آن شخص ہمراہ من موجود است درین راہ کفایت نمیکند بلکہ این ہم باید دانست کہ آن شخص می بیند و می شنود و اطاعت مطیع و اخلاص مخلص را قبول می فرماید و تحسین و آفرین بران میکند و ثواب جزیل در عقبی و قرب و وجاہت در دنیا بران عطا می فرماید و او را از زمرۂ خاصان خود می شمرد و عصیان عاصی را رد میکند و بران لعنت و نفرین می فرستد و عقاب شدید در عقبی و بعد و مذلت در دنیا نصیبہ او می شود و او را در زمرۂ کافرین نعمت می شمارد عفو معاصی عظیمہ بطاعات یسیرہ کہ ممزوج بکمال اخلاص و شدت انقیاد باشد می کند و حبط طاعات جلیلہ بادنی معصیتیکہ ممزوج بخبث نفس و مشاقت حق باشد می نماید بالجملہ نکتہ گیری و نکتہ نوازی شان اوست

بدانی که مقصود ازین کلام آنست که طالب راه نبوت را لازم است که این مضمون را تفصیلا در ذهن خود تصور کند حاشا و کلا که از تصورات عقلیه چکار می برآید بلکه مقصود آنست که حال آن طالب در تمامی احوال مثل حال کسی باشد که همراه شخصیکه موصوف باین صفات مه قوم الصمد است ملازم باشد و همچنین مقصود از ملاحظه انبساط بساط سلطنت حضرت حق بر سائر کائنات همین قدر نیست که این را در ذهن خود تصور کرده فقط اذعان عقلی نماید بلکه مقصود آنست که چنانکه شعاع آفتاب در هر ذره از ذرات ریگستان و هر موجی از امواج بحر زخار رسیده درخشند و ناظر را مثل دریای نور که متلاطم الامواج است متخیل میگردد همچنین تدبیر واحد فیض رحمانی که بر جمیع کائنات مبسوط است از هر ذره از ذرات جهان جلوه گر شود و تأثیری از عهد در علویات و سفلیات مجموعا و فرادی نمایان نگردد مثلا بر هر قطعه از زمین و زیر هر قطعه آسمان که می ایستد حال او مثال حال کسی باشد که شخصی دست او را گرفته محاذی دریای زخار در جو آویخته کند پس اگر آنکس دریای را می بیند آن را قابل تحمل ثقل خود نمی پندارد و دیگر او را هم همچنین میداند و اگر آسمان را می بیند رسیدن خود بآن متعذر می شمارد پس بسبب ثبات خود غیر از آن شخصی چیزی دیگر در ذهن او نمی آید پس از صمیم قلب خود میداند که تا دامیکه آن شخص دست مرا گرفته است مضرت هیچ چیزی از امواج بحر زخار و گردبادهای ریاح بمن نمی تواند رسید و اگر آن شخص دست من گذاشت پس سر تمامی عالم مهالک من است چه بهر موجی از دریا که خواهم افتاد البته غریق خواهم شد و در پناه هیچ موجی از امواج امتیاز نیست و این ملاحظه در ذهن و چندان مستحکم می نشنید که اگر تیغ بران یا پیل با آن حمله آرد یا عدو آن شمشیر برهنه بر حلقوم نهد در اثنای این حالت آن طالب از صمیم قلب خود میداند که تا دامیکه حضرت حق دست محافظت از من نه بر داشته است هیچ مضرتی بمن ازین امور اگر چه در بادی امر قطعی الوصول باشد نخواهد رسید و وقتیکه آن حافظ مطلق دست محافظت از سر من بر داشت هر مور چه پائمال دگس بد حال که متعرض کار من شود در اهلاک من کفایت میکند و لهذا پیشوایان این طریق که بجلاصه این مراقبه فائز شده اند مثل انبیای کرام و وارثان ایشان با سلاطین جبابره با وجود قلت اعوان و انصار مقابله بی پرده نموده اند چنانچه قصه حضرت موسی علیه السلام و فرعون مشهور و معروف است بدانی که مقصود ازین کلام آنست که بر آن طالب خوفی یا اطمینانی بسبب امری از اسباب امور مهلکه و بعد آن اصلا طاری نمیشود چه این امر انسلاخ از لوازم بشریت است و انسلاخ

از لوازم بشریت در دار دنیا لاسیما در حق طالبین راه نبوت که خلاصه اش تکمیل فطرت انسانیه است مفقود نیست
بلکه مقصود آنست که خوفی و اطمینانی که از ته دل سر بر میزنند و عقل و هوش او را پراگنده میسازد بران طالب
بسبب قرب اسباب مهالکه و بعد آن طاری نمی شود بخلاف خوف و اطمینان طبیعی و ایضاح این امر غامض
یعنی تمیز درمیان خوف قلبی و خوف طبیعی بدون تمثیلی حاصل نمیتواند شد پس میگوئیم که چنانکه شخصی یک چوبی
را بدست خود بگیرد و آن چوب را متوجه بسوی چشم پسر خود کند و بگوید که من در چشم تو هرگز نخواهم زد و مرا مقصود محض
امتحان تست پس لابد مادامیکه آن چوب بعید از چشم اوست هیچ تغیری در حال آن پسر راه نمی یابد و چون آن
چوب قریب چشم میگردد یکگونه تغیر در حال او دست میدهد و لهذا چشمان او باضطرار بند میگردد حالانکه در
قلب او درمیان قرب و بعد آن چوب هیچ فرق نیست چه قطعا میداند که مضرت این چوب بمن نخواهد
رسید خواه قریب باشد خواه بعید و لهذا اضطراب و تشویش دل او را فرا نمیگیرد و خوف کور شدن در ذهن او خطور
نمیکند پس همچنین این طالب صادق همه کائنات را مثل چوب و سنگ در دست حضرت حق میداند و همه موجودات
را مقهور عظمت الهی میشناسد اگرچه خوف و اطمینان طبعی بسبب قرب و بعد اسباب امور ضاره و نافعه برو طاری
میگردد یا قصه حضرت زکریا علیه السلام در قرآن مجید نشنیده که حضرت ایشان باوجود کبر سن خود و عقم اهلیه خود از
جناب واهب العطایات پسری سعادتمند طلب کردند و در اثنای طلب آنجناب را هیچ گونه استبعاد حصول
ولد باوجود موانع عارض نشده و الا هرگز دعائیکه از صمیم قلب سر برمیزند از آنجناب متصور نمی شد چون
بحصول ولد از غیب مبشر شدند کلمه از استبعاد حصول ولد از زبان هدایت نشان ایشان سر برزد که أنّی یکون

لی غلام وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا ۝

افاده ۵ چون مراقبه عظمت بکمال خود رسد و علامت کمالش آنست که روح توکل که در باب دل
مذکور شد بدستش آید و بعض ارباب کمال درین مقام در زمره اهل خدمات نیز داخل میشوند مراقبه الوهیت پیش
گیرد و تصویرش آنکه حق تبارک و تعالی را شئون بیشمار است منجمله آن شان حلم است که باوجود شدت مخالفت
مخالفین تعجیل در مواخذه ایشان نمی فرماید و منجمله آن شان عفو است که هرچند عصاة بافحش قبائح و اکبر معاصی
مرتکب شده باشند اما چون جبین نیاز بر عتبه او سایند و باخلاص دل توبه بجا آرند البته آن رحیم مطلق از جرائم

ایشان درگذشته در کنف رحمت خود آن صاحب را بکمال عنایت و مهربانی پرورش می نماید و آن جریمه قبیحه را
نسیاً منسیاً می سازد و تعذیب را بتنعیم مبدل می نماید و منجمله آن شانها عموم فیض است مثل انزال غیث
و انبات زرع و امثال آن که کامل و ناقص و مطیع و عاصی و محب و معاند و مکلف و غیر مکلف در ان اشتراک
میدارند و دریای رحمت او همه را فرا گرفته که وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ حرفیست از بیان آن و منجمله
آن شان وسعت است که در نفس کامله انسانیه وسعت حوصله بمنزله است از ان بیانش آنکه چنانکه بعضی
نفوس کامله بشریه در مرتبه قصوری از مراتب وسعت صدر واقع میشوند که از هجوم امور متشتته و معاملات مختلفه و
کارخانجات متعدده دل تنگ و پراگنده خاطر نمیشوند بلکه بهر سر از توجهی منبد دل میسازند و هر یک معامله را بخوبی
سرانجام میدهند و هر یک کارخانه را بحدیکه شان او ست میدارند نه بحدی افراط میکنند که در یک کارخانه بکلی
همت خود غریق شده کارخانه دیگر را بر باد دهند یا اهل آن کارخانه را چندان قوت تسلط دهند که اهل
کارخانجات دیگر مثل رعایا در دست ایشان مقهور شده خود ایشانرا فراموش کنند و نه چندان تفریطی ورزند
که آن کارخانه بی رونق شود و اهل آن چادر مذلت پوشیده در زاویه خمول و تعطل نشینند و همچنین در راه ملاقات
مع الناس وسعت عظیمه میدارند که با هر یکی از اشخاص مختلف الاستعدادات و الامزجه و متغایر الحاجات و الاغراض
بوضعی پیش می آیند که شایان او ست و معاملتی بروی کار می آرند که پیمانه استعداد آن شخص پر شده و در زمین خیال
نشیند که اختصاصی که مرا با ایشان بهم رسیده کسی را از دیگران اگرچه اعلی و ارفع باعتبار خدمت و مرتبت از من باشند
حاصل نشده باشد بالجمله مغز این کلام را دریافت کرده معنی وسعت حوصله را خوب تصور باید کرد بعد ازان باید
فهمید که قدریکه فرق در مابین کارخانه خدای و کارخانه این نفوس کامله است همون قدر فرق در مابین وسعت
الهیه و وسعت حوصله این اکابر است و هر کسیکه معنی وسعت الهیه را خوب فهمیده باشد بر قدریکه بر کارخانجات
رنگارنگ و معاملات گوناگون مطلع خواهد شد همون قدر انبساط وسعت الهیه در ذهن او قرار خواهد یافت و منجمله
اش شان عدم اعتنا بعداوت اعدا است چه اعدای حضرت حق و کافران نعمت آن جواد مطلق در مضادت
آن منعم حقیقی و معاندت اوامر آن مالک تحقیقی و مقابله شرائع و تحقیر انبیا چه سعی ها می بلیغ بکار می برند و آن
جواد مطلق دروازه جود خود را بر روی آن اشقیا مسدود نمی سازد و از کنف ولایت و کفالت خود اخراج

نمی نماید بلکه اگر بطریق تادیب از هر یک طریق بر ایشان مواخذه می نماید البته مهر ایشان طریق بر ایشان نعم متناسب افاضت میفرماید بالجمله مواخذه او درین دار دنیا اکثر احیان بمثابه تادیب پدر مشفق پسر عاق خود را است که اگرچه آن پدر مشفق بمقتضای حکومت و حکمت خود گوشمالی پسر عاق خود را پیش میگیرد اما در عین آن سرزنش و تادیب خیر خواهی و لطف پدری مستور است و بالکل او را برباد نمیدهد اگرچه نفس این تادیب هم از قسم لطف و تربیت است لیکن مقصود درین مقام آنست که این تادیب را بوجهی نمیکند که آن پسر عاق محض برباد شود بلکه در هر مواخذه و هر سرزنش راه خلاص و هم مراعات میکند که اگر آن کافر النعمت راه خلاصی خود از آن مواخذه تفحص نماید و از کفران نعمت خود نادم شده باز آید البته راه نجات از آن مهلکه بر و هویدا گردد و اصل این همه شیون علو ذاتی است که پرتو از آن بر نفوس کامله می افتد و بعلو همت مسمی میگردد چه هر کسیکه در علو ذاتی در مرتبه قصوی واقع شده باشد این امور خسیسه دنیا را چندان لیاقت نمی یابد که بسبب هجوم آن امور تشویشی در دل او راه یابد یا تزلزلی در معاملات او دست دهد و لهذا بسبب سب و شتم ارذال در دل سلاطین عالی همت غضبی و داعیه انتقامی حادث نمیشود چه آن کبراین ارذال را مثل غبار خس و خاشاک میشناسند و قابل انتقام نمیدانند بالجمله این علو ذاتی الهی را باعتبار انشراح آن شیون مرقوم الصدر و باعتبار ظهور آثار آن شیون بمقتضای قانون حکمت در عالم امکانی بالوهیت مسمی میسازیم پس الوهیت را مثل درختی تصور باید کرد و علو ذاتی را بمثابه تخم آن درخت قرار باید داد و شیون مذکوره را بمنزله شاخ و برگ و ظهور آثار آن را در عالم امکانی بمنزله ثمره پس طالب راه نبوت را بعد ظهور آثار مراقبه عظمت لازم است که مراقبه الوهیت پیش گیرد و مقصود از مراقبه الوهیت محض تصور معنی الوهیت نیست بلکه مقصود آنست که این کمال را متصور کرده طالب انعکاس آن در مرآت نفس خود باشند که تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللهِ اشارتی است باین و هر گاه که معامله از معاملات مذکوره او را پیش آید مثلا ریاست قومی باو مسلم شود یا معاملات پشتشته بر و هجوم نماید یا کسی از مخالفان با او راه مخالفت پیماید همین معنی الوهیت را یاد کرده بمقتضای آن شان الٰهی محض تشبیها باشد معامله نماید بالجمله باید که حال او مثال حال شخصی باشد که وضع محبوب او در نشست و برخاست و زی و لباس و معامله مع الناس خیال و عقل او را مالامال کرده و در تمام بدن او سرایت نموده است مثلا وقتیکه تکلم بکلام میکند یا مشی بر اقدام می نماید بهمان لهجه گفتار و وضع رفتار آن محبوب

ازان جلوہ گر میشود ہمچنین اخلاق الٰہیہ در صلب نفس صاحب این مراقبہ سر بر میزند و در تمام قوای او سرایت مینماید

فائدہ ✦ باید دانست کہ آثار مراقبات بسہ طریق طور میگیرند اول آنکہ چیزیکہ طالب حق مراقبۂ آن میکند لازم

ہمان چیز در نفس او پدید می آید چنانکہ شخصی کو ہم النفس غذای لطیف میخورد و مفلس گرسنہ دیدہ سوال بران غذا

دوختہ باشد پس البتہ آن کریم النفس لقمۂ ازان غذا بآن مفلس ہم میدہد ہمچنین چون طالب حق دیدۂ بصیرت

خود را ممزوج بعز طلب و کمال خواہش بر شأنی از شیون الٰہیہ مثل عظمت یا الوہیت یا بر معاملتی از معاملات

ربانیہ کہ درمیان آن کریم مطلق و بندگان خاص او گذشتہ مثل خلت و محبوبیت میدوزد البتہ چیزی از لوازم

آن شیون و آثار آن معاملہ بقدر استعداد طالب در مرآت نفس او کہ مصفا از زنگ نامرضیات حق باشد

منعکس میگردد مثلاً اگر مراقبۂ عظمت کردہ است او را وجاہتی در ملا اعلیٰ ہم میرسد و قہری و حکومتی بر بعضی کائنات

حاصل میشود و اگر مراقبۂ الوہیت کردہ او را وسعت حوصلہ و مقابلہ سیئہ بحسنہ و ملکۂ عفو و حلم بدست می آید و اگر مراقبۂ

خلت کردہ بر و بعضی معاملات خلت مثل مکالمہ و مسامرہ ہویدا میگردد و طریق ثانی نزول قبول آن طالب است در ملاء اعلیٰ

و ملاء سافل و ارواح مقدسہ و قلوب صلحای بنی آدم و این امر در باب اول در اثنای ذکر ثمرات حب ایمانی

بتفصیل تمام مرقوم شد و طریق ثالث نوافل عطایا است بمثابہ آنکہ مفلسی دیدہ خود را بر اطعمۂ لذیذہ و نوالہ بامزہ

و البسۂ فاخرہ دوختہ و متوقع حصول قدری از ہمون امور مذکورہ گردیدہ پس مالک آن اشیای مذکورہ قدری

ازان اشیا ہم باو عطا کرد و چیزی دیگر کہ مناسب این مفلس بود گو کہ از جنس آن اشیای مذکورہ نباشد باو ارزانی

فرمود مثلاً آن مفلس دیدۂ طمع خود را بر غذای دوختہ متوقع حصول قدری ازان شدہ بود مالک آن طعام لقمۂ ازان

غذا ہم باو عطا کرد و چیزی از نقد ہم باو بخشید تا حوائج ضروریہ خود را بآن نقد انجاح نماید و در بعضی احیان چنین

اتفاق می افتد کہ آن مفلس لیاقت آن شی کہ دیدۂ طمع خود را بران دوختہ بود نمیدارد مثلاً مریض است و طمع

حصول فواکہ لذیذہ میدارد پس لابد مالک آن فواکہ آن مفلس را باعطای چیزیکہ از جنس فواکہ نباشد مثلاً

کلاہی یا قبای تسلیہ خواہد کرد و این عطایای غیر متوقعۃ الحصول را نوافل عطایا می نامند ہمچنین چون طالب

حق مراقبۂ شأنی از شیون حق یا معاملتی از معاملات او می نماید البتہ بنوافل عطایا فائز میگردد مع حصول

ثمرات آن مراقبہ یا بدون حصول آن و این نوافل عطایا مضبوط در قاعدہ یا منطبق بر قانونیکہ عقول

بشریه آنرا ادراک کند نمیتواند شد چه تعیین عطیه نافله بر مناسبت آن با آثار آن مراقبه نیست بلکه بر مناسبت استعداد
آن طالب است مثلا شخصی در بدو فطرت ذکی العقل مجبول شده و در اوان طلب راه نبوت مراقبه عظمت را
مزاولت نموده پس آثار آن مرتب شد یا نشد اما شدت ذکای ذهن و قوت فطانت در علوم مرضیه حق بدست او
خواهد آمد و همچنین اگر بر طهارت فطرت مجبول است توفیق عبادات و ملکه تقوی او را حاصل خواهد شد اگرچه این امور
مذکوره با آثار مراقبه عظمت اصلا مناسبت ندارد و همین سبب اکثر طالبین راه حق باشتغال و اعمال این طریق
مزاولت می نمایند و چونکه آثار آن را کما حقه در خود نمی یابند صدای حرمان و کلمات یاس و ناامیدی از ایشان
صادر میشود حالانکه نمی فهمند که شاید که از برکت همین اشغال و اعمال امری دیگر از امور مقبوله عند الله گو که از
جنس آثار آن اشغال و اعمال نباشد بدست آورده باشند و از جهت عدم مناسبت در میان آن اشغال
و اعمال و در میان این امور عقل ایشان بحقیقت کار نرسیده باشد و همچنین بعضی از طلبای این راه که قصص تامه
اهل کمال میشنوند که فلان کس بسبب فلان شغل و عمل فلان کمال حاصل شده بود باز خود هم همان شغل و اعمال بجا می آرند
و اثری از آن کمال در خود نمی یابند در بادیه تعجب سرگردان میشوند گاهی اقدام بر تکذیب آن قصص می نمایند و گاهی
در قصور شروط و ارکان عمل شک می آرند که شاید این عمل غیر آن عمل باشد که از آن کبرا صادر شده بود حالانکه نمی فهمند که
این کمال از جنس نوافل عطایا بوده است نه از قبیل آثار آن عمل والله اعلم بالصواب و هو الهادی الی طریق الرشاد

افاده ۷ ÷ چون مراقبه الوهیت بکمال خود رسید و آثار آن بیش از بیش ظهور فرمود و مقام کمال و تکمیل با و مسلم
شد و مرتبه خلافت عن الله نصیبه او گردید بعد از آن بعضی اکملین را مقامی روی نماید که خلعت تحریر و تقریر بر قد
تصویر او کوتاه و نازیباست و این مقام مقام انکشاف وجه الله است که وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ
رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ رمزیست بسوی همین غامض هر چند ایضاح این مرام به تقریر و کلام
متصور نیست ع لذت می نشناسی بخدا تا نچشی ÷ لیکن تخییل آن هر چند که ناقص باشد موقوف بر تمهید مقدمه ایست
بیانش آنکه ادراک بسیار از امور محسوسه و مغیبه بوساطت مثل آن میتواند شد مثلا احساس انوار شهادیه بنور بصر میشود
و همچنین ادراک سائر عوارض جسمانیه محسوسه بآلات جسمانیه ظاهره که مسمی بحواس است حاصل میشود و همچنین ادراک
عالم مثال بقوت خیال که مثال آن عالم در قالب انسان است بدست می آید و ادراک امور یکه بین التجرد و التعلق

است بقوت واهمه که بین العقل و الحواس است بدست می آید و همچنین ادراک کلیات عقلیه و جزئیات مجرده بقوت
عاقله که مماثل این امور در تجرد و بساطت است تحقق میشود و بر همین قیاس سائر لطائف انسانیه شامل ادراک تجلی
اعظم و حقائق ملأ اعلی بلطیفهٔ سر و ادراک وجود منبسط بلطیفهٔ خفی که لب لباب حقیقت جامعهٔ انسانیه است که او را
قلب می نامند پس از همین جا انتقال باید کرد که دریافت ذات بی کیف بیچون و بی چگون بی شبهه دلی نمودن متعلی
از تمامی تجلیات حق که از تجلی اعظم که اصل همه تجلیات است و معرا از همه تنزلات حق که از وجود منبسط که شامل تنزلات
است و منزه از مماثلت جمیع موجودات در هیچ صفتی از صفات یعنی دریافت آن مرتبه ذات که او را مجهول المطلق
ممتنع التصور قرار داده اند بجز نور قدسی الٰهی ممکن نخواهد شد چنانچه در حدیث شریف إِنَّ اللهَ خَلَقَ خَلْقَهُ
فِي ظُلْمَةٍ فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ ذٰلِكَ النُّورِ اهْتَدَى وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ
اشارتی باین معنی رفته پس همان نور قدسی را در عقول سعدا در بدو فطرت ودیعت نهاده اند پس آن قطرهٔ نور
حق بمثابهٔ نور بصریست که در مجمع النور مکنون است و چنانچه سبب ابصار فی الحقیقت همان نوریست و تمامی
پرده های چشم بلکه خود جرم چشم قوالب آن و تمامی انوار ظاهره مثل نور چراغ و شمع و نور آفتاب و ماهتاب
از مؤیدات آن چه اگر آن نور بصری را در مجمع النور ودیعت نمی نهادند هر آئینه آن شخص در زمرهٔ کوران معدود
میشد و کور را از جرم چشم و از انوار ظاهره هیچ منفعتی نیست اگرچه عوام الناس بر بادی نظر چنان خیال میکنند که ما
بوساطت چشم یا بسبب نور آفتاب و ماهتاب می بینیم اما اگر در حقیقت کار تامل کنند البته دریابند که آلهٔ ابصار فی الحقیقه
همون نور بصریست اما چون آن نور از راه چشم می برآید بمعیت او بچشم هم نسبت میتوان کرد و چون انوار ظاهره موید
همون نور بصریست باین جهت این انوار را هم اسباب ابصار میتوان گفت حالانکه خود ادراک این
انوار بوساطت همان نور است چه جای ادراک امور دیگر همچنین آلهٔ ادراک ذات بحت و سبب توجه الی الله
همان قطرهٔ نور قدسی است که در اوائل ظهور ارواح نصیبهٔ اهل سعادت گردیده و بعد از خلقت اشباح در لطیفهٔ
عقل مکنون شده و شعاع او در لطائف باطنهٔ انسانیه بانواع رنگارنگ و الوان گوناگون ظهور فرموده مثل
ظهور شعاع بسیط آفتاب در شیشهای مختلفة الالوان و الاشکال و بانوار قاهرهٔ غیبیه مثل نزول کتب سماویه
و وجود انبیای کرام و علمای ذوالاحترام و اولیای عظام انبساط و انشراح یافته تا آنکه تحقیق این انوار بسبب

حدوث آن نور قدسی در نفس انسانی میشود بلکه آن نور قدسی از ازل الازال در نفوس مودع است و دین انوار غیبیه اسباب انبساط و انشراح آن گردیده پس اگرچه سالکان راه ولایت و طالبان راه نبوت در مبادی حال چنان بخیال آرند که ادراک حق جل وعلا بلطیفه قلب یا بلطیفه سر یا بلطیفه خفی یا امثال آن مارا حاصل شده یا بسبب نزول کتب سماویه و وجود انبیا و اولیا این توجه الی الله دست داده اما اگر بحقیقت پی برند البته بدانند که حقیقت توجه الی الله همان نور قدسی است که در ازل الازال نصیبه ایشان شده و تمامی لطائف باطنه را رونق بخشیده و حقیقت کتب و انبیا بسبب همان نور در ذهن ایشان قرار گرفته لهذا کسیکه در ازل الازال از آن نور محروم مانده مثل ابوجهل و ابولهب در حق او این انوار قاهره عظیمه و لطائف باطنه انسانیه نفعی بخشیده نمیرساند و مثل کور خلقی در عین روز روشن در مهوات و مهالک می افتد آری اینقدر هست که شعاع همان نور قدسی در رنگ لطائف انسانیه ظهور میفرماید و بحسب اختلاف لطائف تفاوت عظیم در ان راه می یابد در هر لطیفه نوعی از توجه الی الله و انکشاف تجلیاتی از تجلیات ربانیه و آثاری از آثار معارف حضرت حق که مناسب آن لطیفه است می بخشند و در لطیفه دیگر نوعی دیگر ازین امور مذکور بر روی کار می آرد و این لطیفه نورانیه را بر حجر بهت ملقب می نمائیم پس حجر بهت را در جگر عقل مثل چراغی که در پرده شیشه های مختلفة الالوان فروخته باشند تصور باید کرد چون اینقدر مقدمه ذهن نشین شد پس باید دانست که چنانکه انوار اجرام علویه که بوقت شب نمایان میشود اگرچه همان نور آفتاب است که در اجرام صیقلیه آن کواکب منعکس شده در الوان مختلفه و البسه گوناگون بر آمده بر نظر ناظر جلوه گر گردیده اما چون آفتاب از افق طلوع می نماید همه انوار مختلفه در نور بسیط آفتاب منطمس میشود و چادری نورانی یک رنگ بر تمام بساط علویات و سفلیات کشیده میگردد و حقیقتش آنست که مراتب انعکاسیه همان نور آفتاب در مرتبه اصلیه او منطمس میشود و همگی فرع و اصل یک رنگ میگردد همچنین چون کار نفس کامله به حجر بهت بی پرده می افتد و تمامی البسه لطائف باطنه خود را فرو میریزد یک شعاعی مقدس از حجر بهت سر بر میزند و تمامی لطائف را همرنگ خود میسازد و تمام باطن آن سالک از سر تا پا حجر بهت میگردد و بمثابه آنکه در تمام بدن شخص نور بصری سرایت کند و تمامی بدن آن شخص نرگس صفت دیده وا گردد و این حال غیر آن حال است که سالک راه ولایت را در مبادی سلوک طاری میشود که قلب ایشان وسعت میگیرد و تمام بدن ایشان در ان گم

میشود پس همه وجود ایشان قلب میشود چه این حال در جنب امر بالا بحر بیست حکم قطره نسبت دریای لجه بهم
نسبی ندارد چه نهایت این حال آنست که تمام وجود سالک از اراده شیء متجلی قلبی گردد و مآل اکمال آنست که تمام باطن
آن صاحب کمال در مطالع ادراکات جست شده دستان بینها فهم لوماد و تصبیکه تمام وجود قلب گردیده در
جنب شخصیکه تمام باطنش محو جستی شده و چه نسبت داشته باشد و چون شخص کامل با همه تمام میسر مداومت یکدیگر ان را
باعث کدورت و قبض میگردد و باطن این شخص را ما اثر آن ادمی باید شناید که شخصی مزاولت ملوم
دنیویه میکند و همه کار دنیا و تعمق بقوت تمام مید ارد و امور دنیا باعث کدورت و امر ظاهره میشود مثل
حدوث پرده بر روی چشم یا تعبیه در سوراخ گوش نمیشود بکار او خلل خواهد انداخت زنهار تا اینجا از حصول
اینمقام در حیطه تحریر و نیز تقریر گنجایش نمیتواند آمد الا اینکه اتمام فوسر آعو الو ما آمع شکور آعو الق ر آلیع

فائده بدان که اهل این طریق را بسبب استیلای حب ایمانی و رسوخ فنای اراده از نفوس
... کلیه ایشان طالب هیچ امری جز رضای حضرت حق و رغبت هیچ لذتی از نعم کونین در جنید
قلب ایشان استقرار ... اتفاقی لهوی ترغیبات دنیا و عقبی از صمیم دل ایشان سر بر نمیزند حتی که یکبار
اسم مبارک الله که بر زبان او جاری شده اگر بمقابله آن آلای هر دو جهانی بخشند و لهوی ... باد دلت این
طاعت بسیر متنعم ... کوشش ترغیب نمایند هرآئینه در حق او بجا ... و شتم خواهد بود القصه صاحب این حال
همه اعمال برای استرضای حضرت ذی الجلال بجا می آرد و لیس وَالَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيدُونَ وَجْهَهُ بیان شان اوست و چون ارباب این طریق از مقام سکر محبت تجاوز می نمایند بمدارج
عالیه ترقی میفرمایند در مناصب رفیعه قائم میگردند در دل ایشان رغبتی بسوی امور ملائمه طبیعت از مرغوبات
کونین و طلب آنها و کراهتی از امور منافره طبیعت از مکروهات دارین و فرار از آنها حادث میشود لیکن نه باینها
وجه که بمقابله طاعات خود استدعای مرغوبی یا ازاله مکروهی نمایند حاشا و کلا چه این نه گوارا ان اعمال خود را
از آن خود میدانند حتی که بمقابله آن امید وار جزائی باشند بلکه چنانکه شخصی از رعایای پادشاه عالیجاه در
طلب استرضای او مدتی هائم و سرگردان مانده و در مناصب خدام سلطنت مثل سپه گری و جماعت داری
و امثال آن انتقالات و تحولات ورزیده و بآخر در مقام مقبولیت و رضامندی سلطانی و کفالت و وکالت

شاهی پایهٔ بلند یافته وبحلیهٔ خاص ملقب گردیده پس درینحال اورا پایهٔ طلب مرغوباتی که زیر حکومت مولای او موجو
ود در مملکت او متحقق است حاصل شده وهر چیز نفیس که در خزائن سلطانی است طلبش میتواند کرد نه باین وجه که آنچیز را
بدل علاقه چیلگی خود داند یا جزای ادای خدمات خود پندارد چه مثل این طلب در حق او عیبی است بس قبیح که خود
را از مرتبهٔ عالی فروتر آورده در زمرهٔ اجیران معدود خواهد کرد بلکه باین وجه که مقتضای این علاقه همین است
که جمیع حاجات خود را که از جملهٔ آن طلب مرغوبات وتعوذ از مکروهات است استدعا از مولای خود نماید پس
همچنین وقتیکه ارباب این کمال باصطفا واجتبا ومقبولیت ومحبوبیت فائز میشوند وقدم راسخ در مقعد صدق
نصیبهٔ ایشان میگردد ملحوق بفریق اعلی فائز میگردند وبه بندهٔ خاص وعبد باختصاص ملقب میشوند البته
میلانی بسوی امور مرغوبه دارین بنابر دخول آن امور در خزائن مولای خود وعدم انجام آنها از طلب آمر
از اسور اگرچه بس رفیع وبدیع باشد بسبب رسوخ قدم عزت در مقام مقبولیت در دل ایشان حادث میشود
نه بر وجهیکه آن امور را بنابر جزای اعمال خود طلب نمایند بلکه بوجهیکه مقتضای علاقه عبودیت رونق گیرد لهذا
طلب حظوظ نفسانیه در حق ایشان موجب ازدیاد قرب میباشد نه مورث بعد * نظم موسی اندر درخت
آتش دید * سبز ترمی شد آن درخت از نار * شهوت وحرص مرد صاحب دل * این چنین دان واین
چنین انکار * القصه چون ارباب این کمال باین مقام وحال میرسند بسبب اختلاف استعدادات جبلیه دو فریق
میگردند قومی بسبب کمال علو منصب خود وشدت رسوخ قدم عزت در مقام قبولیت مرغوبات ومکروهات
کونین را ومصائب ومشکلات دارین را از امور خسیسه دیده دانسته التفاتی بسوی طلب مرغوب وفرار از
مکروه وازالهٔ مصائب واستحلال مشکلات از صمیم قلب ایشان سر بر نمیزند بسبب هجوم سکر محبت وعدم
تمیز در مابین مکروه ومرغوب بلکه بسبب کمال علو مناصب ایشان وولوائن امور مذکوره در الحق که پایه ایشان چون
بس بلند است از آنکه بامثال این امور در قلوب ایشان التفاتی بهم رسد وسرور وابتهاج بآن مناصب بر
اعلی است از آنکه فرحتی دیگر طلب نماید اگرچه اورا پایهٔ عرض حاجات بهم رسیده است بحدیکه بنظر عنایات ربانی
وکفالت یزدانی درباره او واجب الاجابت وتلذذ او واجب القبول گردیده وقومی دیگر در عرض حاجات
استحلال مشکلات وطلب مرغوبات واستعاذه مکروهات وسعی در شفاعات بنابر استحکام علاقه عبودیت

اظهار حاجت که شعار بندگی است و بنابر رحمت بر اهل اضطرار ب ذو الحاجات پر الم و سرگرم میباشند و قومی دیگر
هم مشرب فریق ثانی میباشند که در دل ایشان اقتضای طلب مرغوبات و استحلال مشکلات و شفاعت ذوی الحاجات
حادث میشود لیکن بسبب کمال تادب و غایت اعتماد بر الطاف حضرت حق با وجود کمال انقیاد احاطه علم الهی بسرائر
و اشیا و بواطن امور بلسان حال اکتفا کرده زبان قال را در اکثر احوال بعمل نمی آرند که حسبی من سؤالی علمه
بحالی بیان شان امثال این اعیان است و حق جل و علا البته دعای حالی ایشان قبول میفرماید و حوائج
قلبیه ایشان را انجاح می نماید باین وجه که مقتضای قلبی ایشان را خود بخود بلا تقریب بر روی کار می آرد و ایشان را
مالک سائر عظمای محافل قرب را مطلع میسازد که ایجاد این غرض برای استرضای ایشان و تنفید اقتضای قلبی
ایشان متحقق گردیده و این امر باعث مزید اعتبار و مورث کمال افتخار ایشان میگردد و ایشان را وجاهتی بسبب
این معامله در امثال و اقران خود بدست می آید ✤ فائده ✤ اگرچه تفضیل یک فرقه ازین فرق ثلثه بر فرقتین اخریین
من جمیع الوجوه غلط محض و خطاء صریح است ✤ ع ✤ هر گلی را رنگ و بوی دیگر است ✤ لیکن قوم ثالث را بنظر
ازدیاد اعتبار و جاه در ملأ اعلی بر قوم ثانی فضیلتی که هست بر هیچ یکی از اهل فطانت پوشیده نیست و همچنین قوم ثانی
را بنظر ظهور مقتضیات علاقه عبودیت و حصول مقام وساطت فیما بین الرب و خلقه در حصول فیوض غیبیه بجمهور ناس
بسبب سعی ایشان در شفاعات بر قوم اول فضیلتی که هست بر هیچ یکی از عقلا پوشیده نیست والعلم عند الله
خاتمه ✤ در بیان پاره از واردات و معاملات که حضرت ایشان را در اثنای سلوک هر دو طریق پیش آمده
اگرچه نفس این کمالات هدایت آیات که این کتاب مستطاب بران مشتمل شد در حقیقت خود حجت قاطع
و برهان ساطع است لیکن از بسکه درین جزو من الزمان اکثر ناس قال را بر حال می شناسند حال را بقال یعنی
در ایشان علو و اعتبار کلام بسبب اعتقادی که در حق متکلم آن کلام تقلیدا بهم رسانیده اند می باشد حال آنکه
دانش را اعتقاد متکلم بسبب کلام بهم رسد لهذا این کتاب مستطاب را بر پاره از کلام که مبین ماخذ مضامین
باشد ذیل کردن ضرور افتاد تا ناظران این مضامین را بسبب اطلاع بر ماخذ آنها که حضرت ایشان این
مضامین را از کجا اخذ کرده و از که استفاده فرموده اند اطمینان حاصل شود پس باید دانست که حضرت ایشان از بدو
فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالا مجبول بودند و آثار این طریق از وجدان حلاوت مناجات لا سیما در نماز

و تعظیم شرع شریعت و وفور رغبت در اتباع سنت و کمال نفرت از لوث بدعت و میلان طبع
و کراهیت جبلیه از معاصی و سیئات در خرد سالی بر ایشان ظاهر و باهر بود القصه آثار طهارت
ایشان پیدا و انوار سعادت ازلیه بر جبین مبارک ایشان هویدا بود تا اینکه مفتاح کنوز سعادات
هر دو طریق یعنی طریق نبوت و طریق ولایت یا بابت آن کشاده گردد و حضرت ایشان از دست
جناب هدایت مآب قدوهٔ ارباب صدق و صفا زبدهٔ اصحاب فنا و بقا سید العلما و سند الاولیا
علی العالمین وارث الانبیا و المرسلین مرجع کل ذلیل و عزیز مولانا و مرشدنا الشیخ عبد ال...
بطول بقائه و اعز نا و سائر المسلمین بمجده و علائه است و حضرت ایشان را بجناب ایشان ذریعه
بیعت حاصل شد و از یمن حصول بیعت و برکت توجهات آنجناب معاملاتی بس شگرف رو...
وقائع عجیبه کمالات طریق نبوت که مجملا در بدو فطرت مندرج بود بتفصیل و شرح انجی مید و مق...
بر احسن وجوه جلوه گر دید اول و افضل آن معاملات اینست که حضرت ایشان جناب رسالتمآب
صلی الله علیه در منام دیدند و آنجناب سه خرما بدست مبارک خود حضرت ایشان را خورانیدند بود
بدست مبارک خود گرفته در دهن حضرت ایشان می نهادند و بعد از انکه بیدار شدند در نفس
رویای حقه ظاهر و باهر یافتند و همین واقعه ابتدای سلوک طریق نبوت حاصل شد بعد از ان روز
علی مرتضی کرم الله وجهه و جناب سیدة النسا فاطمة الزهرا رضی الله تعالی عنهما را بخواب دیدند
مرتضی حضرت ایشان را بدست مبارک خود غسل دادند و بدن ایشان را خوب شسشت و شو کر...
کردن آبا مر اطفال خود را و جناب حضرت فاطمة الزهرا لباسی لباس فاخره بدست مبارک خو...
پس بسبب همین واقعه کمالات طریق نبوت نهایت جلوه گر گردید و اجتبای ازلی که در ازل ا...
منصهٔ ظهور رسید و عنایات رحمانی و تربیت یزدانی بلا واسطه احدی متکفل حال ایشان شد و
وقائع متکاثره پی در پی بوقوع آمد تا اینکه روزی حضرت جل و علا دست راست ایشان را بد...
خود گرفته و چیزی را از امور قدسیه که بس رفیع و بدیع بود پیش روی حضرت ایشان کرده فر...
داده ام و چیزهای دیگر خواهم داد تا اینکه شخصی بجناب حضرت ایشان استدعای بیعت نمود

ایام علی العموم اخذ بیعت نمیکردند بنابر علیه ملتمس آن شخص اهم قبول نفرمودند آن شخص بتعجیل ازیشان الحاح کرد حضرت
ایشان با آن شخص فرمودند که یک دو روز توقف باید کرد بعد ازان هرچه مناسب وقت خواهد شد همان بعمل خواهم
آمد باز حضرت ایشان بنابر استفسار و استیذان بجناب حضرت حق متوجه شدند و عرض نمودند که بنده از بندگان
تو استدعا میکند که بیعت بمن نماید تو دست مرا گرفته و هرکه درین عالم دست کسی را میگیرد پاس دستگیری همیشه
میکند و او صاحت ترا با خلاق مخلوقات هیچ نسبتی نیست پس درآن معامله چه منظور است ازان طرف حکم
شد که هرکه بر دست تو بیعت خواهد کرد گو لکها باشند هریک را کفایت خواهم کرد القصه امثال این وقائع
و اشباه این معاملات صدها در پیش آمد تا آنکه کمالات طریق نبوت بذروه علیای خود رسیده الهام و کشف
بعلوم حکمت انجامید الیست طریق استفاده کمالات راه نبوت و اما طریق استفاده کمالات راه ولایت
پس اول باید دانست که در هر طریقه از طرق اولیاء الله مجاهدات و ریاضات و اذکار و اشغال و مراقبات
معین کرده اند و هر یکی ازین امور در نفس طالب اثری احداث میکند و بسبب تواتر ثمرات اشغال
یک امری مستقر در نفس طالب حادث میشود که آن طالب بسبب آن امر بعالم قدس ارتباط میدارد و همان
امر موجب علاقه آن طالب است بحضرت حق جل و علا آن امر دائما در نفس طالب موجود میماند و اگر بسوی آن
امر ملاحظه باشد یا نه آری بسبب ملاحظه بسوی این امر آثار آن بر منصه ظهور میرسد و الا در جوهر نفس دفین می
ماند و این امر را در عرف قوم نسبت میگویند مثالش آنکه شخصی که مزاولت کتب دانشمندی یا صنائع دیگر مثل
موسیقی یا حدادت یا صیاغت میکند البته در نفس آن شخص بعد مدتی یک امری مستقر حادث میشود که آنرا ملکه آن صناعت
میگویند و آن ملکه دائما در نفس آن شخص مستقر میماند خواه آن شخص بسوی آن ملکه التفات کند یا نکند آری چون
این شخص بآن ملکه التفات میکند و او را بروی کار می آرد آثار آن بر منصه ظهور میرسند و الا در پرده کمون مختفی
میماند چون این مقدمه ممهد شد پس باید دانست که اگرچه عادة الله برین قانون جاری شده که نسبت بعد تحصیل
مبادی آن از مجاهدات و ریاضات و اذکار و اشغال و مراقبات بدست می آید اما بطریق خرق عادت بعضی
نفوس کامله را اول نسبت حاصل میشود و بعد ازان مبادی آن مثلا عادة الله برهمین قانون جاری شده است
که مضامین کتاب و سنت بعد تحصیل کتب عربیه و فنون ادبیه بدست می آید اما بعضی نفوس کامله را بطریق خرق

عادت اولا بر ہمان مضامین لطیفه اطلاع می بخشند و آنرا در اصطلاح قوم علم لدنی میخوانند و آن
بدست ایشان ناگاه می آید بلکه احیانا در تحصیل مبادی باساتذه این فنون محتاج میشوند و مثل
دیگر ما که احیانا از مبادی عاری می مانند القصه حضرت ایشانرا نسبت طرق ثلثه یعنی قادریه و
قبل از مبادی حاصل شده اما نسبت قادریه و نقشبندیه پس بیانش آنکه بسبب یکمت [illegible]
[illegible] سب هدایت مآب روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجه
[illegible] متوجه حال حضرت ایشان گردیده و تا قریب یک ماه فی الجمله تنازعی در مابین روحین مقدسین
حضرت ایشان مانده زیراکه هر واحد ازین هر دو امام تقاضای جذب حضرت ایشان بتمام
فرمودند تا اینکه بعد انقراض زمانه تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت روزی هر دو روح مقد
ایشان جلوه گر شدند و تا قریب یک پاس هر دو امام بر نفس نفیس حضرت ایشان توجه قوی
میفرمودند تا اینکه درہمان یک پاس حصول نسبت هر دو طریقه نصیبه حضرت ایشان گردیده و نسبت
بیانش آنکه روزی حضرت ایشان بسوی مرقد منور حضرت خواجه خواجگان خواجه قطب ال
قدس سره العزیز تشریف فرما شدند و بر مرقد مبارک ایشان مراقب نشستند و درین اثنا
ایشان ملاقات متحقق شد و آنجناب بر حضرت ایشان توجهی بس قوی فرمودند که بسبب
حصول نسبت چشتیه متحقق شد بعد مرور مدتی ازین واقعه روزی در مسجد اکبرآبادی واقع بل
الله تعالی عن آفات الزمان در جماعت از مستفیدان خود نشسته بودند چنانچه کاتب الحروف
[illegible] بوسان آن محفل هدایت منزل [illegible] بود همه حضاران محفل سر بجیب مراقبه فرو برده بو
ایشان بهمه مستفیدان توجه می فرمودند بعد انقراض آن مجلس ملائک مانس بکاتب الحروف
فرمودند که امروز حق جل وعلا بمحض عنایت خود بلا توسط احدی اختتام نسبت چشتیه بحال
[illegible] ایشان [illegible] تعلیم طریقه چشتیه بازوی همت کشادند و تجدید اشغالیکه این کتاب م
[illegible] لیکن استفاده نسبت ثلثه و اما استفاده سائر نسب مثل نسبت
[illegible] ارباب کمال را محل اجلال [illegible]

و بسبب کمال قدسی نور بصیرت ایشان حدت و تیزی می پذیرد و در روح قدسی ایشان مثل چشم وا میگردد حتی که ایشان بهر چیزیکه التفات کنند دقایق و رقایق آن چیز را کما حقه ذرا خور استعداد خود دریابند پس گویا که جمیع نسب ولایت در کمال سالک راه نبوت بیکبار مندرج میباشد بهمین که ادنای التفات بسوی چیزی متحقق شد حقیقت آن چیز بتمامی شرح و بسط خود پیش روی بصیرت حاضر گردید بدانکه مقصود ازین کلام افضلیت سالک راه نبوت است بر ائمه طرق ولایت بلکه مقصود ازین کلام اینست که در نفس سالک راه نبوت نوری قدسی حادث میشود که بسبب آن نور او را یک نسبت به صاحب نسبت لوکه افضل و اعلی باشد میتوان کرد چنانکه در جمیع النور قوت باصره جمیع ها داده اند که بسبب آن قوت ادراک مرئی بمشرق بقدر حدت و ضعف خود میکند اگرچه اشراق آن جسم اعلی و اقوی از نور بصری باشد والله اعلم و دا اخذ مبادی پس باید دانست که تعیین اشغال و اذکار و مجاهدات و مراقبات فی الحقیقت ظل تشریع است و کسیکه در مقام قرب الفرائض قائم میشود اگر آن از عزیزان قسم انبیا باشد لابد که صاحب شریعت مجدده میشود و الا تعیین و اختراع طرق موصله الی الله از جذر طبیعت او فواره صفت می جوشد دران تعلیم و تعلم را گنجایش نیست ✣

فائده ✣ درین کلماتی چند که مشتمل بر اشارات اجمالیه معاملات حضرت ایشان است فوائد است بس جلیله و منافع ایست بس خطیره از آن جمله است آنچه در صدر کلام مرقوم شد و از انجمله تحدیث بنعمت الله است که امتثال امر وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ دران صورت می بندد و از انجمله القای غافلین است که هر کسیکه طالب حق جل و علا باشد و طلب صادق حضرت حق از دل او سر بر آورده او را هدایتی بسوی مقام طلب یابی خود متحقق گردد و از انجمله تنبیه جهلای اهل زمان است که ولایت از ممتنعات عقلیه شمرده و منحصر بر اوائل این امت داشته قائل انقطاع آن مثل انقطاع نبوت شده اند وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَّصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

الحمد لله والمنه که درین زمان فرحت اقتران کتاب فخیم مسمی به صراط مستقیم باهتمام کمترین محمد فخر الدین مالک مطبع و تصحیح تام و تنقیح مالاکلام باه شوال المکرم ۱۳۲۱ سنه هجری در مطبع فخر المطابع واقع لکهنو کٹره [illegible] طبع شد

فهرست مضامین صراط مستقیم